توضیح المسائل

بمطابق فتاویٰ

زعیم و مجدد حوزۂ علمیہ نجفِ اشرف مرجع تقلید شیعان جہاں

آیۃ اللہ العظمیٰ آقای حافظ بشیر حُسین نجفی مدظلہ

منجانب

مرکزی دفتر: آیۃ اللہ العظمیٰ آقای حافظ بشیر حُسین نجفی مدظلہ
مسجد و امام بارگاہ حُسینیہ اکرم روڈ، پاک نگر، عقب ریلوے اسٹیشن لاہور
ڈاکخانہ چاہ میراں پاکستان

فون : 6278672، 7225309 فیکس : 7611727

توضیح المسائل

بمطابق فتاویٰ

زعیم و مجدد حوزۂ علمیہ نجف اشرف مرجع تقلید شیعیان جہاں

آیۃ اللہ العظمیٰ آقای حافظ بشیر حسین نجفی مدظلہ

منجانب

مرکزی دفتر: آیۃ اللہ العظمیٰ آقای حافظ بشیر حسین نجفی مدظلہ

مسجد و امام بارگاہ حسینیہ اکرم روڈ پاک نگر، عقب ریلوے اسٹیشن لاہور

ڈاکخانہ چاہ میراں پاکستان

فون: 6278672، 7225309 فیکس: 7611727

بسم الله الرحمن الرحيم

أحمد الله تعالى على نعمائه واستعينه على شكر آلائه واصلي على نبيه محمد وعلى آله البررة الكرام واللعنة على اعدائهم الفجرة اللئام وبعد :

فقد اقتضت الضرورة الدينية والمصلحة العامة حينما كثر الإلحاح من المؤمنين والعلماء ان أقدم لهم ما يكشف لهم من الفتاوى والأحكام التي يحتاج إليها عامة المكلفين ضمن مؤلف مستقل يسهل تناوله ويكون لهم مشعلاً يستنيرون به لتأدية فرائضهم الدينية فعمدت إلى (توضيح المسائل) الذي سمحت به براعة الاستاذ الاعظم آية الله العظمى السيد أبو القاسم - أعلى الله مقامه - حيث إنه يحتوي على معظم ما يفتقر اليه المكلفون من المسائل الشرعية فعدّلت وغيّرت وأصلحت وأوضحت حسبما اقتضت الضرورة فأصبح الكتاب بعونه تعالى موافقاً لفتوانا يجوز للمسلمين في أرجاء المعمورة العمل على طبق هذه الرسالة الميمونة ويكون ذلك مجزئاً ومبرئاً للذمة ومقتضياً للأجر والثواب انشاء الله تعالى وأرجوه تعالى ان يمن علي بالعفو عن العثرات وان يجعله ذخراً ليوم فاقتي وهو ارحم الراحمين.

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ☆

الحمد للہ تعالیٰ علی نعمائہ واستمنیہ علی شکر الائہ واصلی علی نبیہ محمد و علی آلہ البررۃ الکرام واللعنۃ علی اعدائھم الفجرۃ السلام وبعد ☆

دینی ضرورت اور مصلحت عامتہ نے اس بات کا تقاضا کیا جب کہ مومنین کرام خصوصاً مقلدین کی طرف سے اصرار زیادہ ہوا کہ میں اس امر کا اقدام کروں جو ان احکام اور فتاویٰ کو واضح کریں جن کی طرف عام مکلفین محتاج ہیں اور یہ اقدام ایسی کتاب کی صورت میں ہو کہ جس کا حاصل کرنا (ہر شخص کے لئے) آسان اور سہل ہو اور وہ کتاب ان کے لئے فرائض دینیہ کے ادا کرنے کے لئے ایسی شمع ہو جس سے وہ نور حاصل کریں۔ (اس غرض کے پیش نظر) میں نے استاذ اعظم السید ابوالقاسم الخوئی اعلیٰ اللہ مقامہ کی اس "توضیح المسائل" کی طرف رجوع کیا جسے انہوں نے خود تالیف فرمایا تھا۔ اس لئے کہ وہ کتاب "توضیح المسائل" ایسے تمام مسائل شرعیہ پر مشتمل ہے جن کی طرف مکلفین احتیاج رکھتے ہیں۔ میں نے حسب ضرورت اس "توضیح المسائل" کے بعض احکامات میں تبدیلی کی ہے اس طرح ان کی توضیح اللہ تعالیٰ کی مدد سے ہمارے فتویٰ کے مطابق ہو گئی تو اس رسالہ عملیہ پر اہل اسلام کے لئے عمل کرنا جائز ہے اور اس کے مطابق عمل مکلف کو احکام شرعیہ سے بری الذمہ کر دے گا اور اس پر مکلف کا عمل کرنا مجزی ہو گا اور اجر و ثواب کا مقتضی ہو گا۔ میں اللہ تعالیٰ سے امید رکھتا ہوں کہ وہ لغزشات سے معافی کے ساتھ احسان فرمائے گا اور اس چیز کو میرے لئے احتیاج کے دن کے لئے ذخیرہ قرار دے گا۔

وھو ارحم الراحمین ☆

فہرست مضامین

امام زمانہ عجل اللہ فرجہ الشریف کی ولادت باسعادت کے موقع پر
آیت اللہ العظمٰی حافظ بشیر حسین مدظلہ العالی
کا علماء کرام و ذاکرین عظام کے نام پیغام

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم o الحمد للہ رب العالمین o وصلی اللہ علی محمد وآلہ الطاھرین ولعنۃ اللہ الدائمۃ علی شانھم من الاولین والآخرین ☆

میرے خطیب اور معزز و محترم بھائیو! میں ولی اللہ الاعظم حضرت امام زمانہ علیہ الصلوۃ والسلام کی ولادت باسعادت کے عظیم موقعہ پر سب سے پہلے سید الانبیاء رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آئمہ اطہار علیہم السلام کی خدمت میں مبارک باد پیش کرتا ہوں اور اس کے بعد آپ حضرات کو مبارک باد پیش کرتا ہوں اور اللہ جل سبحانہ سے امید کرتا ہوں کہ وہ تمہیں ہمیشہ اپنی توفیق خیر سے نوازے اور تمہاری پشت پناہی فرمائے۔ معزز علماء کرام آپ کو یہ معلوم ہونا چاہئے کہ ایک مبلغ کی ذمہ داری ایک فقیہ سے اہمیت کے اعتبار سے کم نہیں ہے بلکہ اگر یہ کہا جائے کہ خطباء دین کے جسم کی ریڑھ کی ہڈی اور مرکزی ستون ہیں تو اس میں کوئی مبالغہ نہیں ہو گا' کیونکہ خطباء ہی فقہاء اور مجتہدین کی زبان ہیں بلکہ شریعت اسلامیہ کی زبان ہیں کیونکہ تبلیغ اسلام کی سب سے پہلی ذمہ داری کا بوجھ جس نے اٹھایا تھا وہ رسول اعظم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تھے۔ ان کے بعد دیگر آئمہ علیہم السلام نے اس ذمہ داری کو نبھایا اور آج تم لوگ ہو جو ولی اللہ الاعظم کی نگاہوں کا محور و مرکز ہو کیونکہ تمہارا فریضہ تبلیغ کو ادا کرنا درحقیقت امام زمانہ علیہ السلام کی بہت بڑی مدد ہے۔ تم ہی اسلام کے مبلغ ہو کیونکہ تعلیمات کے نشر کی وجہ سے ہی لوگوں کے دلوں میں اسلام کی محبت پیدا ہوتی ہے اور ان کے دلوں میں عقائد اسلام راسخ ہوتے ہیں۔

میرے محترم خطباء کرام! آپ کو علم ہونا چاہئے کہ قوم کی' دین و دنیا کی بھلائی آج

تمہارے ہاتھوں میں ہے۔ آج کی معمولی سی کوتاہی اور اس وظیفہ کی ادائیگی میں سستی ایک ایسی خیانت ہے جس سے بڑھ کر کوئی دوسری خیانت نہیں ہو سکتی۔ میں وادی نجف اشرف میں تمہاری زحمتوں، کاوشوں اور عظیم خدمات سے باخبر ہوں اور اللہ تعالیٰ آپ کی کوششوں کو قبول فرمائے اور دین اسلام اور شریعت سید المرسلین کے دفاع کا فریضہ ادا کرنے پر تمہیں اجر جزیل عطا فرمائے اور اللہ تعالیٰ تمہیں مزید توفیق عطا فرمائے کہ تم وعظ و نصیحت اور محبت اہل بیتؑ کی نشر و اشاعت کے لئے اپنی طاقت اور کوشش کو بروئے کار لاسکو کیونکہ لوگوں کے دل جو ہیں وہ اسی چیز کے پیاسے ہیں۔ میں اللہ تعالیٰ سے امید کرتا ہوں کہ ولی اللہ الاعظم کی ولادت کے موقع پر ہمیں اپنی رحمت سے نوازے اور ہمیں اپنے نفسوں کا خود محاسبہ کرنا چاہئے اور اپنے ارادوں کو مزید مستحکم کرنا چاہئے۔ میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کو تمام امور میں توفیق عطا فرمائے کیونکہ وہی توفیق کا مالک ہے۔

مرجع تقلید آیت اللہ العظمیٰ

آقای حافظ بشیر حسین نجفی مدظلہ العالی کا قوم کے نام پیغام

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ☆ الحمد للہ رب العلمین ○ وصلی اللہ علی سید الرسل محمد و علی آلہ البررۃ الکرام و لعنۃ اللہ علی اعدائھم اجمعین ☆

میں اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ توفیق کے ساتھ علماء اعلام و طلباء عظام و جملہ مومنین بالاخص اور تمام مسلمین بالعموم جو کہ میرے وطن عزیز پاکستان میں موجود ہیں سے مخاطب ہوں :

علماء کے نام : میں ارض عزی نجف اشرف جو کہ علم دین کا مرکز ہے سے مخاطب ہوں تاکہ اپنے ہم وطنوں کی خدمت میں چند باتیں پہنچا سکوں جن میں میرا شوق و محبت شامل ہے اور میری کوشش یہ ہے کہ مندرجہ ذیل سطور میں چند واجبات، جو کہ میرے

فرائض میں سے ہیں بخوبی خدمت کر سکوں۔

اے علماء کرام و اساتذہ فاضل! کہ جنہوں نے اپنی زندگی طلباء کی ذہنی تربیت کے لئے وقف کر رکھی ہے' آپ کی جدوجہد بندہ کی نظروں کے سامنے موجود ہے۔ اگرچہ میں ظاہراً آپ سے دور ہوں مگر آپ کے مشاغل عظیم' محنت شاقہ اور پدرانہ عاطفت ایسے طلباء پر جو کہ امید امت ہیں یعنی جن کے ہاتھوں میں مستقبل کی باگ ڈور ہے۔ یہ جو آپ مسلسل جدوجہد کر رہے ہیں آپ کے اس جہاد طویل کی نشانی ہے جو کہ آپ نے ابتداء جوانی سے شروع کیا۔ میں اللہ جل مجدہ سے امید کرتا ہوں کہ وہ خالق موجودات جو آپ کی سعی کا قدردان ہے اپنے ولی عظیم امام زمانہ عجل اللہ فرجہ الشریف ارواحنا کے سایہ عاطفت میں محفوظ و مامون رکھے۔

طلباء کے نام : اے میری اولاد! میرے جگر کے ٹکڑے طلباء! جن پر ہم امید رکھے ہوئے ہیں۔ علم و ثقافت کی نشو و نما اور اسلامی کردار کی اشاعت پاکستان میں آپ پر موقوف ہے۔ میں آپ سے امید لگائے ہوئے ہوں کہ آپ کے اذہان سے یہ بات نہ نکل جائے کہ آپ کو مرتبہ و بلندی جو اللہ تعالیٰ نے مرحمت فرمائی ہے وہ یہ ہے کہ جیسا معصومؑ سے روایت ہے کہ :

"ملائکہ طالب علم کے پاؤں کے نیچے پر بچھاتے ہیں"

اے میرے عزیزو! یہ بات از بس ضروری ہے کہ آپ کو معلوم ہو کہ علم ہر قسم کی قربانی مانگتا ہے تاکہ آپ اس سے کچھ حاصل کر سکیں اور آپ کو یہ بھی معلوم ہو کہ حقوق شرعیہ مثلاً خمس وغیرہ اس طالب علم کے لئے جائز نہیں ہے جو اپنی پوری توجہ علم دین کے حصول کے لئے صرف نہ کرے اور یہ حق ہے کہ علم فقط قواعد و ضوابط کے حفظ کرنے کا نام نہیں ہے بلکہ یہ اللہ کا نور ہے جس کے دل میں چاہتا ہے ڈال دیتا ہے۔ یہ ایک مقدس ملکہ ہے جسے اللہ تعالیٰ ان نفوس کو عطا کرتا ہے جو متقی' خدا سے ڈرنے والے اور اندھیری راتوں میں خوف خدا سے آنسو بہانے والے ہیں اور میں امید کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ مجھے اس دن سے محروم نہ رکھے کہ جس دن میں سنوں کہ تم علماء فقہاء بن کر دشمنوں سے دین حق کا

دفاع کر رہے ہوں۔

اے جملہ اہل اسلام! میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ ہر قوم کا استحکام اس بات پر ہے کہ اس کے وہ جملہ امور صحیح راستہ پر گامزن ہوں جو علماء اور مدارس دینیہ کے مرہون منت ہیں اور یہ اس وقت تک ممکن نہیں کہ جب تک مومنین عظام علماء اعلام کے گرد و پیش اس طرح جمع نہ ہوں جس طرح زرہ مجاہد فی سبیل اللہ کے جسم پر محیط ہوتی ہے۔

اے مومنین کرام! علماء اور مدارس دینیہ کے دفاع میں کسی قسم کی کوتاہی اور حقوق واجبہ کی ادائیگی میں کاہلی علم و علماء کا ضائع کرنا ہے اور یہ بات ولی اللہ الاعظم امام زمانہ ارواحنا لمقدمہ الفداء کی حمایت سے تمہاری محرومی کا سبب ہے۔

ایک ضروری بات جس کی تاکید میں اس ملاقات میں کرنا چاہتا ہوں وہ یہ کہ کلمہ واحد کی بین المسلمین حفاظت کریں اور ان لوگوں سے دور رہیں جو وحدت اسلامی کو فرقہ واریت کے ساتھ برباد کر رہے ہیں۔ یہ ایک واحد طریقہ ہے جس سے وطن عزیز پاکستان کی وحدت اور سالمیت محفوظ رہے گی اور ہر وہ شخص جو فرقہ واریت کا بیج بوتا ہے اور مسلمانوں میں فتنہ و فساد پھیلانا چاہتا ہے وہ پاکستانی کے روپ میں پاکستان کی سالمیت کا دشمن ہے۔ تو آپ پر واجب ہے کہ اس دشمن کی حقیقت اور مقاصد کو واضح کریں اور ان کو ان کے ذلیل مقاصد سے ہر طور روکیں۔

میں اللہ تعالی سے دعا کرتا ہوں کہ وہ میری عظیم قوم کو پاکستان میں حوادثات زمانہ سے پناہ دے اور ان کی وحدت کلمۃ اللہ پر محفوظ رہے اور وہ ثابت قدم رہیں اور ترقی کی راہ پر گامزن رہیں۔

انہ ولی الصالحین

والسلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہ

اصول دین

عقل و زبان

انسان اشرف المخلوقات ہے۔ یہ فضیلت اسے عقل کی بدولت عقل کے ذریعے حاصل ہے۔ وہ غور و فکر کرتا ہے اور اپنے مختلف مسائل کو حل کرنے کی کوشش کرتے ہوئے ترقی کی راہیں تلاش کرتا ہے۔ زبان کے ذریعے وہ اپنے معتقدات' مشاہدات اور تجربات نسل در نسل منتقل کرتا رہتا ہے۔ دوسرے جاندار ان صلاحیتوں سے محروم ہیں اور اپنی زندگی اس جبلت کے مطابق گزارتے ہیں جو فطرت نے انہیں ودیعت کی ہے۔

روح و بدن

انسان دو چیزوں یعنی بدن اور روح سے مرکب ہے۔ جب تک ان دونوں کا باہمی تعلق برقرار رہتا ہے انسان زندہ کہلاتا ہے اور سوچ بچار اور نقل و حرکت کے قابل ہوتا ہے' لیکن اس رشتے کے منقطع ہو جانے پر جسد انسانی بے حس و حرکت ہو جاتا ہے اور اس کی مختلف قوتیں ظاہری طور پر زائل ہو جاتی ہیں۔

خوشگوار زندگی

انسان کو دنیا میں خوشگوار زندگی گزارنے اور راہ کمال پر گامزن ہونے کیلئے بدن اور روح دونوں کی ترقی اور نگہداشت کی ضرورت ہے۔ اگر اس کا بدن یا روح صحیح راستے سے بھٹک جائیں تو ناکامی اور نامرادی اس کا مقدر بن جاتی ہے۔ چونکہ انسان فطری طور پر اپنا فائدہ اور بھلائی چاہتا ہے لہذا وہ اپنے

لیئے صحیح راستہ تلاش کرنے کا متمنی رہتا ہے اور اس مقصد کے حصول کی خاطر عقل کا سہارا لیتا ہے۔

عقل کی نارسائی

اس کے باوجود جہاں تک عقل انسان کا تعلق ہے اس کا دائرۂ عمل محدود ہے اور وہ ان تمام جسمانی اور روحانی مسائل کو حل کرنے پر قادر نہیں جو انسان کو وقتاً" فوقتاً" پیش آتے ہیں۔ مثلاً انسانی کمزوریوں اور مجبوریوں کو مدنظر رکھتے ہوئے اتنا تو سمجھ سکتی ہے کہ اس کائنات اور خود انسان کا کوئی خالق و مالک ہے۔ لیکن وہ کون ہے اس کا صحیح ادراک اس کے بس کی بات نہیں۔ بالخصوص اس لیئے بھی کہ وہ پیکر محسوس کی خوگر ہے اور خالق حقیقی دیکھی جانے والی چیز نہیں۔ نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ وہ عقل جسے صحیح رہنمائی حاصل نہ ہو ہر اس چیز سے مرعوب ہو جاتی ہے جو اسے طاقتور اور مہیب نظر آتی ہے۔ چنانچہ ازمنہ قدیم سے کہیں سورج کی پرستش ہوتی رہی ہے اور کہیں چاند اور ستاروں کو پوجا جاتا رہا ہے۔ کہیں آگ کو معبود مانا گیا ہے' تو کہیں ناگ کے آگے سر جھکایا گیا ہے۔ انسان نے اپنے سے زیادہ طاقتور اور جابر انسان کو اپنا رب تسلیم کیا ہے۔ اپنے ہاتھوں سے پتھر کی مورتیاں تراشی ہیں اور پھر ان کے آگے سر بسجود ہوا ہے۔ یہ سب اس کی محدود اور ناقص عقل کی کارستانیاں ہیں۔

نبی اور سعادت انسانی

عقل کی ان تمام کوتاہیوں کے باوجود مہذب انسان چونکہ فطری طور پر سعادت کا آرزومند ہے اور فضائل' عمدہ اخلاق اور عدل وانصاف کو طبعاً" پسند کرتا ہے لہٰذا اسے ایک ایسے پیشوا اور مصلح کی ضرورت محسوس ہوتی ہے جو اسے اچھے اور برے' صحیح اور غلط میں تمیز کرنا سکھائے اور اس کی رہنمائی اس خالق حقیقی کی طرف کرے جس کی انسان کو ہمیشہ سے تلاش ہے۔ یہ بھی لازم ہے کہ وہ پیشوا اور مصلح علم و فضل میں یکتا اور ہر عیب سے پاک ہو کیونکہ بصورت دیگر وہ خود اصلاح کا محتاج ہو گا اور لوگوں کی رہنمائی کا فریضہ ادا کرنے کا اہل نہیں رہے گا۔

نبی اور علم

یہ بھی ضروری ہے کہ وہ مصلح ایک ایسی ہستی کی جانب سے مامور ہو جو دانا و بینا' ہر حاجت سے بے نیاز اور قادر و قدیر ہو۔ جو خود علیم و خبیر ہو اور اپنی فرستادہ مصلح کو ان تمام علوم و رموز سے باخبر

کرے جس سے انسانی بہبود اور اصلاح اور عدل و انصاف کی راہ ہموار ہوتی ہو۔ عقل شہادت دینے پر مجبور ہے کہ ایسی دانا اور توانا ہستی سوائے اس ذات پاک کے کوئی نہیں ہو سکتی جسے ہم اللہ تعالیٰ کہہ کر پکارتے ہیں۔

علم و عمل

وہی رب جلیل ہے جس نے کائنات کو پیدا کیا اور اپنی تمام مخلوق میں سے انسان کو افضل ٹھہرایا۔ اس نے انسان کو قوت عمل دی اور اس کے لیئے گوناگوں نعمتیں تخلیق فرمائیں تاکہ ان سے استفادہ کرتے ہوئے وہ اپنی سعادت اور ترقی کی راہ ہموار کرے۔ اس نے یہ احسان بھی فرمایا کہ انسانی عقل کو راہ راست دکھانے کے لیئے خود قوانین عدل وضع فرمائے اور وہ قوانین انبیاء اور مرسلین کے ذریعے لوگوں تک پہنچائے تاکہ وہ ان کے مطابق عمل کر کے دنیا اور آخرت کی فلاح و بہبود حاصل کر سکیں۔ انہی قوانین کو مجمل طور پر دین کہا جاتا ہے۔

شکر نعمت

انسانی مکودب عقل کا تقاضا ہے کہ وہ اس بزرگ و برتر ہستی کے وجود کا صدق دل سے اقرار کرے۔ اس کی نعمتوں کا شکر ادا کرے اور اس کے احکام بجا لائے یعنی اس دین حق کو اختیار کرے جو اللہ تعالیٰ نے اپنے رسولوں کی معرفت دنیا میں بھیجا ہے۔ عقل سلیم اس بات کو بھی تسلیم کرتی ہے کہ ایک ایسے محسن کا شکرگزار نہ ہونا اور اس کے احکام سے روگردانی کرنا جو ہر کہہ و مہ کا خالق اور قادر مطلق ہے اس کے غیظ و غضب کو دعوت دینا ہے جس کا منطقی نتیجہ عذابِ جہنم ہے۔ چونکہ عقل عذاب سے بچنا چاہتی ہے اور امن و سکون کا تقاضا کرتی ہے اس لیئے اللہ تعالیٰ کا شکرگزار ہونا انسان کی سعادت کے لیئے لازم ولابد ہے۔

معرفت خالق

یہ امر بھی عقل کی رو سے واضح ہے کہ نعمتوں کا شکر ادا کرنا اسی صورت میں ممکن ہے جب منعم کی معرفت حاصل ہو۔ جیسا کہ اوپر بیان ہوا انسان ہمیشہ سے اپنے خالق و مالک کو پہچاننے کا متمنی رہا ہے اور انبیائے کرام نے جس دین کی تعلیم دی ہے اس کا بنیادی نکتہ یہی معرفت الٰہی ہے چنانچہ جیسا کہ

حضرت امام علی علیہ السلام نے فرمایا ہے دین کی بنیاد اللہ تعالٰی کی معرفت ہے اور کمال معرفت اس کی تصدیق ہے اور کمال تصدیق اس کو وحدہ لاشریک ماننا ہے۔ آپ کے اس قول سے واضح ہے کہ اللہ تعالٰی کی معرفت ہی اساس توحید ہے۔

خالق کائنات کے وجود پر اعتقاد فطرت انسانی کا اولین تقاضا ہے جس کی بنیاد اس ناقابل تردید حقیقت پر ہے کہ نقاش کے بغیر نقش اور عامل کی بغیر عمل رونما ہو ہی نہیں سکتا۔ یہ اعتقاد ادنٰی توجہ سے حاصل ہو سکتا ہے۔ اللہ تعالٰی سورۂ شوریٰ آیت ۵۳ میں فرماتا ہے :

سنریهم ایتنا فی الافاق وفی انفسهم ○

" ہم ان کو آفاق اور ان کے اپنے نفسوں میں اپنی نشانیاں دکھائیں گے۔"

چنانچہ جو شخص بھی کائنات کے تغیرات اور اس کی روشن نشانیوں مثلاً آسمان، روشنی، تاریکی، پہاڑ اور بادل اور ان چیزوں کی بناوٹ اور حسن کا مشاہدہ کرے اور پھر خود اپنی ذات اور اس کی حیرت انگیز خلقت پر غور کرے تو اسے یقین کلی حاصل ہو گا کہ یہ سب کچھ ایک بااختیار ہستی نے بنایا ہے اور وہی اس کا انتظام چلاتی ہے۔ چنانچہ اللہ تعالٰی سورۂ ابراہیم آیت ۱۰ میں فرماتا ہے :

افی اللہ شک فاطر السمٰوات والارض ○

"کیا اس اللہ میں شک ہے جو آسمانوں اور زمین کو پیدا کرنے والا ہے۔"

یہاں یہ بات بھی یاد رکھنی چاہئے کہ اللہ تعالٰی کی نشانیوں کی جانب متوجہ کرنے کا مقصد عام لوگوں کی تعلیم اور اصلاح ہے۔ جہاں تک اس کے خاص اور برگزیدہ بندوں کا تعلق ہے ان کا اس ذات اقدس سے ایک مقدس رابطہ قائم ہوتا ہے اور وہ اس کی معرفت کے بارے میں کسی دلیل کی مدد یا کسی نشانی سے استدلال کے محتاج نہیں ہوتے۔

دین حق

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ دنیا میں رائج مختلف ادیان میں سے کونسا دین انسان کو اختیار کرنا چاہئے۔ اس سلسلے میں عقل سلیم گواہی دیتی ہے کہ فقط اس دین کی پیروی کرنی چاہئے جو ہر لحاظ سے مکمل اور انسان کی دنیوی اور اخروی بہبود اور نجات کا موجب ہو اور ایسا مکمل دین فقط اسلام ہے جس کی افضلیت اور تکمیل کی گواہی خود اللہ تعالٰی نے دی ہے۔ یہی وہ دین ہے جس کی آمد پر سب سابقہ

ادیان منسوخ قرار پائے اور جس کا سکہ یوم قیامت تک جاری و ساری رہے گا۔ جو شخص اللہ تعالیٰ کی وحدت' حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رسالت اور یوم قیامت کا اقرار کر لے وہ اس مقدس دین میں داخل ہو جاتا ہے۔

دین کی تعلیم

دین اسلام مساوات' محبت اور عدل و انصاف کا دین ہے۔ یہ ایسے قوانین پر مشتمل ہے جو انسانی حقوق کے تحفظ کی ضمانت دیتے ہیں۔ اجتماعی ارکان اور معاشرتی روابط کو مضبوط کرتے ہیں اور اس سلسلے میں فرد اور جماعت کے حقوق کا لحاظ رکھتے ہیں۔

اسلام مختلف معاملات میں مناسب حد بندیاں کرتا ہے اور عدل و انصاف کی دعوت دیتا ہے۔ یہ دین ہر اچھی بات کا حکم دیتا ہے اور ہر بری بات سے روکتا ہے۔ والدین سے حسن سلوک' قرابت داروں سے صلہ رحم' عامتہ الناس سے ایفائے عہد اور باہمی تعلقات میں مہربانی' ہمدردی اور رحم کی تلقین کرتا ہے۔ لوگوں کو امانت داری کا پابند کرتا ہے۔ اچھے اخلاق اور حلم' تواضع' صبر' استقامت اور احترام نفس جیسی انسانی خوبیوں کو اجاگر کرتا ہے اور بری خصلتوں مثلاً تکبر' حسد' خیانت' ظلم' جھوٹ' شراب نوشی' سودخوری اور استحصال سے بچنے کا حکم دیتا ہے۔

اسلام وہ کامل دین ہے جو تمام قانونی مرحلوں میں عدالت کے تقاضوں کو ملحوظ رکھتا ہے اور قوانین کی پابندی کرنے والوں کو خوشگوار زندگی کی ضمانت مہیا کرتا ہے۔ اس آفاقی دین کے احکام ہر دور میں رونما ہونے والے گوناگوں مسائل کو تسلی بخش طور پر حل کرنے کی صلاحیت رکھتے ہیں۔

اسلام کی عظمت

قدرتی طور پر یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ جب دین اسلام ہر عیب سے مبرا اور ہر خامی اور نقص سے پاک ہے تو اس کے پیرو یعنی عامتہ المسلمین خواری اور زبونی میں کیوں مبتلا ہیں۔ اس کی وجہ صاف ظاہر ہے اور وہ یہ کہ مسلمانوں نے اسلامی قوانین اور تعلیمات کو عملی طور پر خیرباد کہہ رکھا ہے۔ وہ دین اور دنیا میں توازن قائم رکھنے کی بجائے مادہ پرستی میں مبتلا ہو گئے ہیں۔ ان کے اس روش کو اپنانے میں ان اسلام دشمن قوتوں کے پروپیگنڈے کا بھی بڑا عمل دخل ہے جو اسلام اور اس کے عادلانہ نظام کو دنیا

میں نافذ ہوتے نہیں دیکھنا چاہتیں۔ اس اسلام دشمنی میں بالعموم مغربی طاقتیں پیش پیش ہیں جو مسلمانوں پر اپنی تہذیب اور اپنا استحصالی نظام مسلط کرنا چاہتی ہیں۔ تاہم قانون قدرت یہ ہے کہ فتح بالآخر حق کی ہوتی ہے۔ چنانچہ یہ امر اب کسی سے مخفی نہیں کہ اہل مغرب اپنی خودساختہ تہذیب کے بوجھ تلے کراہ رہے ہیں۔ سرمایہ داری' بے راہروی اور نسلی تعصب کے بت پاش پاش ہو رہے ہیں اور ساری دنیا کی نگاہیں اسلام کی جانب اٹھ رہی ہیں۔ خود مسلمان بھی رفتہ رفتہ خواب غفلت سے بیدار ہو رہے ہیں اور خالی خولی زبانی دعوؤں کو چھوڑ کر عملی طور پر دین حق کو اپنانے کی کوشش میں مصروف ہیں۔

اصول و فروع

دینی احکام کو اعتقاد اور عمل کے لحاظ سے دو حصوں یعنی اصول دین اور فروع دین میں تقسیم کیا گیا ہے۔ جہاں تک اصول دین کا تعلق ہے ہر مسلمان کے لیئے ان کا ایسی دلیل سے جاننا لازم ہے جس سے علم و یقین حاصل ہو۔ محض گمان یا تقلید کی بنا پر ان اصول کا ماننا کافی نہیں۔ البتہ فروع دین کی معرفت اگر علم یا معتبر دلیل سے نہ بھی ہو تو ایک زندہ مومن عاقل بالغ اور عادل مجتہد کی تقلید کافی ہے۔ مزیدبراں اگر کوئی شخص مجملا" بھی فروع دین کا پابند نہ ہو (یا وہ احکام جن کو سب اہل اسلام دین کا رکن سمجھتے ہوں ان کا) منکر ہو اور اس کا یہ انکار دین اسلام کو جھٹلانے کے مترادف ہو تو وہ مسلمان نہیں رہتا۔

اصول دین پر اعتقاد واجب ہے اور وہ تعداد میں پانچ ہیں۔ یعنی

۱... توحید ۲... عدل

۳... نبوت ۴... امامت

۵... قیامت

☆

ان میں سے تین اصول یعنی توحید' نبوت اور قیامت اصول دین یا اصول اسلام کہلاتے ہیں اور ان میں سے کسی ایک کا انکار کرنا کفر کا موجب ہے۔ عدل اور امامت کو اصول مذہب یا اصول ایمان کہا جاتا ہے اور اثناعشری شیعہ ہونے کے لیئے ان پر اعتقاد لازمی ہے۔

توحید

توحید سے مراد خالق کائنات کے وجود اور اس کے وحدہ لاشریک ہونے کا اعتقاد ہے۔

جیسا کہ اوپر بیان ہوا فطرت انسانی خالق کائنات کے وجود پر اعتقاد کی متقاضی ہے۔ جب انسان کائنات اور اس میں موجود مختلف النوع مخلوقات کو دیکھتا ہے اور اس کی بوقلمونی اور نظم و ضبط کا مشاہدہ کرتا ہے تو وہ اس بات کو تسلیم کرنے پر مجبور ہو جاتا ہے کہ یہ بے نظیر اور وسیع و عریض کارخانہ قدرت اپنے آپ ہی وجود میں نہیں آیا بلکہ اس کی صانع اور منتظم ایک ایسی دانا و بینا ہستی ہے جو ہر چیز پر قادر ہے۔ اللہ تعالیٰ نے عقل انسانی کے اسی فطری فیصلے کی جانب اشارہ کرتے ہوئے فرمایا ہے۔

ان فی خلق السمٰوات والارض واختلاف اللیل والنھار لایت لاولی الالباب ○

یعنی آسمان اور زمین کی خلقت اور دن اور رات کے تغیر و تبدل میں عقلمند لوگوں کے لیئے بہت سی نشانیاں ہیں۔ (سورۂ آل عمران ۱۹۰)

اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ اس امر کی کیا دلیل ہے کہ خالق و مالک کائنات کی ہستی واحد و یکتا ہے اور کوئی دوسرا اس کا شریک کار نہیں؟ اثبات توحید کے بارے میں بہت سی دلیلیں دی گئی ہیں مثلاً۔

۱۔ دلیل تمانع و تناقض

اثبات توحید کے سلسلے میں علم کلام کے ماہرین نے جن دلائل پر بھروسہ کیا ہے ان میں سے ایک دلیل یہ ہے کہ خدا اگر کئی ایک ہوں تو ان میں سے ہر ایک کا مکمل طور پر قادر ہونا ضروری ہے کیونکہ یہ ناممکن ہے کہ کوئی ہستی بیک وقت پوری قوت اور طاقت بھی رکھتی ہو اور کمزور بھی ہو یعنی کامل

ہوتے ہوئے ناقص بھی ہو۔ قادر ہونے کے معنی ہی یہی ہیں کہ وہ ہستی اپنی قدرت کے تقاضوں کے بموجب ممکنات و مخلوقات میں ہر طرح کا تصرف کرنے کی اہل ہو اور کسی دوسرے کو یہ اختیار نہ ہو کہ اس کی مرضی کے خلاف عمل کر سکے۔ دوسرے لفظوں میں وہ ذات کامل نظام کائنات اور عالم موجودات کے ہر مرحلے میں خودمختار ہو اور دوسرے اس کے سامنے ناقص، مجبور اور بے بس ہوں۔ وہ بے نیاز ہو اور دوسرے اس کے محتاج ہوں۔ چنانچہ اگر خدا دو ہوں اور ان میں کسی امر میں اختلاف ہو جائے اور دونوں میں سے کسی کی خواہش بھی پوری نہ ہو تو دونوں کا عجز لازم آئے گا جبکہ خالق اور واجب الوجود کے بارے میں قادر مطلق ہونے کے ساتھ ساتھ عاجز ہونے کا تصور تناقض ہے۔ اس کے برعکس اگر ان میں سے ایک کی خواہش پوری ہو جائے اور دوسرے کی نہ ہو تو ان میں سے ایک کا عاجز ہونا ثابت ہو جاتا ہے اور یہ بھی تناقض ہے کیونکہ پہلے دونوں کو قادر مطلق تسلیم کیا جاچکا ہے۔

تیسری صورت یہ ہے کہ دونوں کے ارادے مکمل ہوں اور خلقت دونوں کے ارادے کے مطابق وجود میں آئی ہو۔ یہ امر بجائے خود محال ہے کیونکہ دو نقیضوں کا ایک ہو جانا ممکن ہی نہیں۔ بھلا یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ ایک ہی شے کے کئی وجود ہوں؟ ایک وقت میں ایک فاعل و خالق کے ارادے سے ایک ممکن کے وجود کا امکان تو ہے لیکن یہ بات محال اور بے معنی ہے کہ ایک ہی چیز کی خالق دو قادر مطلق ہستیاں ہوں اور دونوں اس کی تخلیق کا ارادہ بیک وقت کریں اور ان کے ارادے میں سرمو تفاوت نہ ہو اور اگر کسی ممکن کی تخلیق صرف ایک ارادے سے ہو اور تخلیق کے وقت دوسرے کے ارادے کو اس عمل میں کوئی دخل نہ ہو تو دوسرا اس کا فاعل و خالق کیسے ہوگا؟

حقیقت یہ ہے کہ جب دو قادر مطلق اور واجب الوجود ہستیاں کار فرما ہوں تو ان کے ارادوں میں لازمی طور پر اختلاف ہو گا جس کا نتیجہ بالادستی کے لیئے تصادم اور فساد کی صورت میں نکلے گا۔ دونوں میں سے ہر ایک اپنے ارادے کو نافذالعمل کرنا اور دوسرے کے ارادے کو بے اثر بنانا چاہے گا اور چونکہ واجب الوجود کے ارادے کے بغیر کوئی چیز وجود پذیر ہو ہی نہیں سکتی، اس لیئے ان دونوں کی باہمی کشمکش کی بنا پر موجودات کا مفہوم ہی باطل ہو کر رہ جائے گا۔ چنانچہ قرآن مجید کی متعدد آیتوں میں اس نکتے کی جانب اشارہ ہے کہ اگر زمین اور آسمان میں کئی خدا ہوتے تو دونوں تباہ ہو جاتے جیسے **لو کان فیھما الھۃ الا اللہ لفسدتا** اس کے برعکس ہم دیکھتے ہیں کہ کائنات میں نظم و ضبط اور استحکام بدرجہ اتم موجود ہے اور یہ اس امر کی دلیل ہے کہ خداوند عالم وحدہ لاشریک ہے۔

۲- نفی ترکیب

ذہنی مفاہیم کی وجود خارجی کے اعتبار سے تین قسمیں ہیں۔

۱ ... واجب الوجود یعنی وہ ذات جو غیر سے بے نیاز اور کمال مطلق ہو اور یہ ذات خداوند عالم عزوجل شانہ کی ہے۔

۲ ... ممکن الوجود یعنی وہ ذات جس کا وجود دوسرے کا مرہون منت ہو۔

۳ ... ممتنع الوجود یعنی وہ ذات جس کا وجود خارج میں محال ہو۔

بالفرض اگر کئی خدا مان لیئے جائیں تو واجب الوجود متعدد ہوں گے۔ پھر ان میں امتیاز پیدا کرنے اور ان کی باہمی حیثیت متعین کرنے کے لیئے کسی کی ضرورت ہوگی اور ایک ایسی صفت کا تسلیم کرنا بھی لازم آئے گا جو انہیں ایک دوسرے سے ممیّز کرے کیونکہ بصورت دیگر "کئی" ہونے کا مطلب ہی کچھ نہ رہے گا۔ ان کئی خداؤں کو امتیاز دینے اور الگ کرنے والا اگر ان کے اصل وجود سے ماوراء اور جدا ہو گا تو "واجب الوجود" مرکب ہو جائے گا۔ جہاں تک مرکب کا سوال ہے وہ اپنے اجزاء کا محتاج ہے اور محتاج ہونا ممکن کی صفت ہے کیونکہ ممکن **الوجود فی نفسہ** مرکب ہوتا ہے اور کوئی چیز خود اپنے لیئے علت بن جائے یہ محال ہے۔ مزید براں احتیاج نقص اور عیب ہے اور نقص اور عیب واجب الوجود کی نہیں بلکہ ممکن کی صفت ہے۔ واجب الوجود تو غیر سے بے نیاز اور کمال مطلق کا مالک ہوتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کی صفات

جس طرح اللہ تعالیٰ ذات میں واحد ہے اسی طرح صفات میں بھی یکتا ہے۔ اس کی کسی صفت میں کوئی اس کے برابر نہیں جو صفت یا صفات وجود کے بعد اور وجود کے تابع ہوں وہ ممکن کے لیئے مختص ہیں جہاں تک واجب الوجود کا تعلق ہے اس کی صفات عین وجود ہوتی ہیں اور اس کا وجود اور اس کی توحید ایک ہی شئے ہے۔ امام علی علیہ السلام نے اسی نکتے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ :

"اس کی توحید کا کمال یہ ہے کہ اس سے صفات کی نفی کی جائے۔"

یہاں صفات کی نفی سے مراد اللہ تعالیٰ کی ذات سے زائد صفات کی نفی ہے۔ انسان کی صفات

اس کی ذات سے زائد ہوتی ہیں اور اللہ تعالیٰ کی صفات اور وجود ذاتی اور عین ذات ہیں' خارج و زائد نہیں ہیں۔ اسی معنی میں وارد ہوا ہے کہ خداوند عالم کی ذات کل کی کل وجوب' کل کی کل قدرت' کل کی کل علم اور کل کی کل حیات ہے۔

اللہ تعالیٰ کی صفات کی دو اقسام ہیں یعنی صفات ثبوتیہ اور صفات سلبیہ۔

صفات ثبوتیہ

صفات ثبوتیہ کی دو قسمیں ہیں۔

۱۔ **صفات ذاتیہ :** یہ تین ہیں یعنی حیات' قدرت اور علم اور علم کے متعلقات جیسے سمع' بصر وغیرہ۔

۲۔ **صفات فعلیہ :** یہ بہت سی صفتیں ہیں جیسے ارادہ' تکلم' صدق' رحمت اور غفران۔ انہیں صفات فعلیہ کہنے کا مطلب یہ ہے کہ یہ صفات عین فعل ہیں جو خارج از ذات ہیں۔ اس بنا پر خداوند عالم کی ذات اس سے محفوظ اور بلند ہے۔

صفات سلبیہ

یہ صفات آٹھ ہیں۔

۱ ... خداوند عالم کا کوئی شریک نہیں۔

۲ ... وہ مرکب نہیں۔

۳ ... وہ مجسم نہیں۔

۴ ... وہ مکین نہیں۔

۵ ... وہ مرئی نہیں۔ (یعنی دنیا اور آخرت میں آنکھوں سے دکھائی نہیں دے سکتا)

۶ ... وہ محتاج نہیں۔

۷ ... وہ محل حوادث نہیں یعنی اس پر تغیر' نو بہ نو صفات اور جسمانی عوارض جیسے (لذت' الم یا روز بروز پیدا ہونے والے عوارض) طاری نہیں ہوتے۔

۸ ... خداوند عالم میں صفات زائد نہیں یعنی حقائق و حالات و صفات اس میں قائم نہیں۔ مثلاً

وہ قادر، عالم اور حی ہے لیکن اس کا یہ مطلب نہیں کہ قدرت، علم اور حیات اس میں قائم ہیں۔ وہ زائد صفات سے بے نیاز ہے کیونکہ واجب الوجود کی شان یہ ہے کہ وہ بالذات ہر شے سے بے نیاز ہو۔ عوارض و حوادث کا محتاج واجب الوجود نہیں بلکہ ممکن الوجود ہوتا ہے۔

دراصل صفات سلبیہ وہ صفات ہیں جو نقائص ہیں اور اللہ تعالیٰ نقائص سے منزہ اور تمام کمالات کا مالک ہے۔

عدل

خداوند عالم عادل ہے۔ قرآن مجید میں ارشاد فرمایا ہے کہ :

وما ربک بظلام للعبید ○

" تمہارا رب کسی پر ظلم نہیں کرتا۔" (سورۂ یونس)

یرید اللہ بکم الیسر و لا یرید بکم العسر ○

" اللہ تم کو آسانی دینا چاہتا ہے، سختی میں مبتلا نہیں کرنا چاہتا۔" (سورہ البقرہ آیت - ۱۸۵)

جب ہم کہتے ہیں کہ ذات باری تعالیٰ عادل ہے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ ہر طرح کے نقص و قبح سے پاک ہے۔ ظلم و جور اس کے لیئے ناروا ہے۔ جو اس کے لائق نہ ہو اس کا حکم نہیں دیتا اور جس کا کرنا ضروری ہو اسے ترک نہیں کرتا۔ اس کی دلیل یہ ہے کہ وہ ہر چیز کے حسن و قبح اور بھلائی و برائی کا عالم ہے۔ وہ غنی بالذات ہے لہٰذا جیسا کہ صفات سلبیہ میں بیان ہو چکا ہے اس کا حاجت مند ہونا محال ہے اور چونکہ وہ واجب الوجود اور حکیم ہے اس لیئے اشیاء کی حقیقت جانتا ہے اور مخلوقات کو کامل ترین نفاست اور استحکام سے پیدا کرتا ہے۔ جو ذات قبح کو جانے بلکہ اسے متعین کرنے والی ہو اس سے فعل قبیح کا صدور محال ہے۔ جو ذات کسی برائی سے باخبر ہو وہ اس کا ارتکاب یا تو اپنی حاجت اور ضرورت کی بنا پر کرتی ہے اور یا تشفی خاطر کے لیئے کرتی ہے اور یہ دونوں باتیں خدائے بزرگ و برتر کی ذات کے لیئے محال ہیں۔

اس سلسلے میں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ کیا حسن و قبح اشیاء حتمی چیز ہے یعنی کیا عقل انسانی کسی چیز کی اچھائی یا برائی کا فیصلہ کرنے پر قادر ہے؟ اس کا جواب بدیہی طور پر اثبات میں ہے کیونکہ ہم اکثر و بیشتر ہر بات کے حسن و قبح کو دریافت کرتے اور سمجھتے ہیں اور اس فیصلے پر پہنچنے کے لیئے شرع اور قانون

کی ضرورت محسوس نہیں کرتے۔ اس بنا پر وہ لوگ بھی جو شریعت کو نہیں جانتے یا اس پر اعتقاد نہیں رکھتے اشیاء کے حسن و قبح کے قائل ہیں اور فطری طور پر ظلم کو ناپسند اور عدل و احسان کو پسند کرتے ہیں حتیٰ کہ کمسن بچے بھی اس کا شعور رکھتے ہیں۔

بندوں کے افعال

بندوں کے افعال کبھی اختیاری ہوتے ہیں اور کبھی غیراختیاری۔ مثلاً رعشہ کے مریض کے بدن کا تھرتھرانا ایک غیراختیاری فعل ہے۔ بعض افعال بلا ارادہ سرزد ہوتے ہیں جیسے ایسے شخص کی حرکات جو غافل ہو یا سو رہا ہو البتہ بعض افعال ایسے بھی ہیں جو انسان کے ارادہ اور اختیار سے انجام پاتے ہیں جیسے عام حالات میں عام آدمی کے افعال مثلاً کھانا پینا' سونا' نماز پڑھنا وغیرہ۔

انسان کے تمام اختیاری افعال خواہ وہ شائستہ ہوں یا غیر شائستہ' حقیقی طور پر اسی کی طرف منسوب ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا ان سے براہ راست کوئی تعلق نہیں ہوتا اور نہ ہی وہ انسان کو ان افعال کے انجام دینے پر مجبور کرتا ہے حالانکہ وہ کوئی رکاوٹ پیدا کر کے بندے کو روک سکتا ہے۔ البتہ تمام افعال اور اعمال کے اسباب اللہ تعالیٰ ہی کے قبضہ قدرت میں ہیں۔ وہی بندے میں قدرت پیدا کرتا ہے اور اسے اختیار دیتا ہے۔ پھر اسے ہدایت کا راستہ بتا کر اس پر چلنے کا حکم دیتا ہے اور گمراہی کے راستے کی نشاندہی کر کے اس سے بچنے کا طریقہ بتاتا ہے۔ قرآن مجید میں ارشاد ہوا ہے کہ :

انا هدیناه النجدین ○

" اور ہم نے اسے دونوں راستوں سے باخبر کر دیا ہے۔" (سورۂ بلد آیت ۱۰)

انا هدیناه السبیل اما شاکراً واما کفوراً ○

" اور ہم نے راستہ دکھا دیا ہے' اب چاہے انسان (نیک عمل کر کے) شکرگزار بنے یا (گناہ کا مرتکب ہو کر) ناشکرگزار۔" (سورہ دھر آیت ۳)

اب یہ بندے کے لیئے ہے کہ وہ اچھے کام کرے یا برائی کا راستہ اپنائے۔ اگر وہ اچھے کام کرے گا تو یہ اس کا حسن انتخاب ہو گا اور اللہ تعالیٰ کی ہدایت اور توفیق اس کا ساتھ دے گی اور اگر وہ برائی میں مبتلا ہو گا تو یہ اس کا غلط انتخاب ہو گا۔ اس کے مقابلے میں خداوندعالم نے اس پر حجت قائم کر دی ہے یعنی اسے عقوبت اور عذاب سے باخبر کر دیا ہے۔

انسان کی تعریف اور مذمت

ثواب اور عذاب کا تعلق فقط اس کے ان افعال سے ہے جو وہ اپنے ارادے اور اختیار سے کرتا ہے۔ مثلاً کھانا پینا' چلنا پھرنا' نماز پڑھنا وغیرہ ایسے افعال ہیں جنہیں عقل بلاضرورت دلیل انسانی فعل کہتی ہے اور اس طرح کے کام کرنے والوں کی تعریف یا مذمت کرتی ہے۔ کسی عمل کے بلااختیار صادر ہونے پر متعلقہ شخص کسی تعریف یا مذمت کا حقدار نہیں ٹھہرتا لہٰذا اگر بندوں کے تمام افعال بلااختیار ہوتے تو مدح و قدح کا کوئی جواز باقی نہ رہتا حالانکہ عقلمند لوگوں کا تعریف یا مذمت کرنا واضح ہے۔

اللہ تعالیٰ کا بندوں سے جزا و سزا کا وعدہ بھی اس امر کی محکم دلیل ہے کہ وہ اپنے بعض افعال میں خودمختار ہیں اور مجبور نہیں ہیں۔ انہی انسانی افعال کے پیش نظر خدائے بزرگ و برتر نے رسول بھیجے۔ کتابیں نازل کیں اور بندوں کو اچھے کاموں کا حکم دیا اور برے کاموں سے بچنے کی ہدایت فرمائی۔ اب اگر انسان کو قطعی طور پر مجبور اور بے اختیار تصور کر لیا جائے تو انبیاء کا بھیجنا اور کتابوں کا نازل کرنا عبث قرار پائے گا اور بندوں پر خداوندعالم کا عتاب قبیح ہو گا۔ عقل کا فیصلہ ہے کہ جو بات کسی کے اختیار سے باہر ہو' اس پر اسے سزا دینا قبیح ہے۔ ایسی سزا ظلم کی بدترین قسم ہے' اور ظلم و قبح سے خداوند عالم کی ذات بہت بلند ہے۔

قوانین شرع کے اوصاف اور ان کی ضرورت

جیسا کہ اوپر ذکر آچکا ہے اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کی ہدایت کی خاطر رسول بھیجے۔ کتابیں نازل فرمائیں اور انہیں ان کے اعمال کی جزا و سزا سے خبردار کیا ہے۔ بالفاظ دیگر ان کے امکان اور طاقت کے مطابق انہیں ایسے امور کا پابند کیا ہے جن میں ان کی بہتری ہو اور ایسے کاموں سے روکا ہے جن میں خود ان کا نقصان ہو۔ ان پابندیوں کو شرعی اصطلاح میں "تکلیف" کہا جاتا ہے اور جس شخص پر ان پابندیوں کا اطلاق ہو وہ مکلف کہلاتا ہے "تکلیف" واجب ہے اور اس کی بنیاد صلاح' فلاح اور مصلحت پر ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اس کے بغیر دینی اور دنیاوی فوائد کا حصول ممکن نہیں۔

خدائے عزوجل نے انسان کو اشرف المخلوقات کا رتبہ بخشا ہے۔ اس کی تخلیق کا یہ مقصد ہرگز نہیں کہ وہ نفسانی خواہشات اور لطف اندوزی کی خاطر تمام اخلاقی پابندیوں سے آزاد منشاء قدرت سے بے نیاز ہو جائے اور خورد و نوش اور لہو و لعب میں زندگی گزار دے۔ دراصل خداوند عالم نے اسے کمالات

کی جستجو اور زندگی کی انتہائی بلندیوں تک پرواز کے لیئے پیدا کیا ہے۔ اس مقصد کی تکمیل اسی وقت ممکن ہے جب وہ جہالت اور نادانی کی پستی سے ابھر کر علم کی بلند سطح پر آجائے۔ بھلائی اور برائی میں تمیز کرنا سیکھے اور نیک اعمال کے ذریعے خود اپنے اور معاشرے کے لیئے خوشگوار ماحول پیدا کر کے سعادت دارین حاصل کرے۔

بھلائی اور برائی میں تمیز کرنے کے لیئے اللہ تعالیٰ نے انسان کو عقل عطا فرمائی ہے۔ تاہم عقل انسانی کا دائرۂ عمل محدود ہے اور وہ صلاح' فلاح اور سعادت کے مفہوم کا کماحقہ' ادراک نہیں کر سکتی۔ لہٰذا خداوندعالم نے خود ایسے شرعی قوانین واضع فرمائے ہیں جن کی پابندی کرنے اور جن کے مطابق عمل کرنے سے انسان معیاری زندگی گزار سکتا ہے۔ انہی قوانین کی پابندی حصول ثواب کا موجب ہے اور آخرت میں کرامت کی منزل تک پہنچنے کا استحقاق پیدا کرتی ہے اور یہی وہ منزل ہے جس تک رسائی تخلیق انسان کا اصل مقصد ہے۔

" تکالیف " (شرعی پابندیاں) خدائے بزرگ و برتر کی طرف سے اس کا لطف ہے۔ اصل حکمت الٰہی کا تقاضا ہی یہ ہے کہ تکالیف واجب ہو۔ نعوذباللہ اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ غیرخدا نے یہ بات خداوندعالم پر لازم کی ہے بلکہ اس کا مقصد یہ ہے کہ انسان چونکہ طبعاً" نفسانی خواہشات' سرکشی' ظلم' زیادتی' بدی اور گناہوں کی جانب میلان رکھتا ہے اور اطاعت پسند نہیں اس لیئے اس کے برائی سے اجتناب برتنے کے لیئے صرف اتنا ہی جان لینا کافی نہیں کہ ایک اچھا عمل قابل مدح ہے اور قبیح عمل قابل قدح ہے بلکہ اسے افعال بد سے باز رکھنے کے لیئے خوف اور سزا کا عنصر بھی لازمی ہے۔

ہمارا یہ روزمرہ کا مشاہدہ ہے کہ اگر انسان اپنی باگ ڈور ڈھیلی کر دے اور خواہشات نفسانی اور لہو و لعب میں مبتلا ہو جائے تو پھر وہ اپنی کسی عادت کو محض اسکی برائی کی وجہ سے ترک کرنے پر آمادہ نہیں ہوتا لیکن اگر اس پر کوئی ایسا شخص مسلط کر دیا جائے جو اسکے اعمال پر کڑی نظر رکھتا ہو اور جسکی جانب سے اسے سزا کا خوف بھی ہو تو پھر وہ برے کاموں سے باز رہنے کی کوشش کرتا ہے۔ جزا و سزا کا احساس انسان کو اچھائیوں کی طرف مائل کرتا ہے اور برائیوں سے روکتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ انسان کیلئے حدود و قوانین بنانا ضروری ہے اور ذات حکیم کے لطف و حکمت کے تقاضہ کے عین مطابق ہے چنانچہ خداوند عالم پر لازم ہے کہ وہ بندوں کے لیئے فرائض و احکام وضع کرے اور یہی اسکا دستور ہے۔

نبوت

نبی یا رسول وہ انسان ہے جسے خداوندعالم اس مقصد سے منتخب کرتا ہے کہ وہ ان کے بندوں کو ان امور کی خبر دے جن کا اسے حکم دیا گیا ہو۔ ان امور کا حکم نبی کو کسی بشر کے واسطے سے نہیں بلکہ جبرائیلؑ کے واسطے سے ملتا یا پہنچتا ہے۔

جیسا کہ ہم پہلے ذکر کر چکے ہیں بندوں کو مکلف قرار دینا اور ان کے لیئے ایسی شریعت کی بنیاد قائم کرنا ضروری ہے جس پر عمل کرنے سے وہ سعادت حاصل کریں اور جس کے ذریعے ان کے معاشرے کی اصلاح ہو۔ اس مقصد کے حصول کے لیئے کسی نہ کسی رسول کا بھیجنا لازمی ہے تا کہ وہ انسانوں میں احکام شریعت کی تبلیغ کرے اور انہیں ان امور کی پہچان کرائے جو ان کی اصلاح و بہبود اور دنیا و آخرت کی سعادت اور ان کے نفوس کی تکمیل کا سبب ہیں۔ وہ ان میں عدل کو رواج دے' اطاعت پر جنت کی بشارت دے اور نافرمانی پر عذاب جہنم سے ڈرائے۔ اگر انبیاء و مرسلین نہ بھیجے جاتے تو بندوں کو مکلف قرار دینے اور شریعت کی بنیاد رکھنے کی غرض و غایت پوری نہ ہوتی۔ چونکہ عقل انسانی ان تمام چیزوں کو درک نہیں کر سکتی جن میں اچھائی اور سعادت مندی مضمر ہے جبکہ شریعت ان تمام امور کا احاطہ کرتی ہے لہٰذا حکمت و عدالت کا تقاضا ہے کہ کسی ایسے شخص کو بھیجا جائے جو لوگوں کو شریعت کے ضوابط و رموز سے آگاہ کر سکے۔ چنانچہ انبیاء کرام کا مبعوث کرنا بھی اللہ تعالیٰ کے لطف و حکمت کے عین مطابق ہے۔

نبی کے لیئے ضروری ہے کہ وہ تمام فضائل اور صفات و کمالات میں جامع اور اپنے اہل زمانہ سے افضل ہو اور عصمت کے وصف سے متصف ہو۔ عصمت ایک نفسانی چیز ہے جو معصوم کو لطف و توفیق الٰہی سے حاصل ہوتی ہے۔ اس کے ذریعے معصوم اپنے اختیار اور ارادہ سے ہر گناہ اور ہر فعل قبیح کے

ارتکاب سے پاک رہتا ہے۔ چنانچہ نبی کے لیئے تمام چھوٹے بڑے گناہوں سے عمداً و سہواً۔ قبل بعثت و بعد بعثت۔ حالت تبلیغ میں بھی اور اس کے علاوہ حالات میں بھی معصوم ہونا ضروری ہے۔ اسی طرح اس کا سہو و نسیان سے پاک اور تمام نقائص و عیوب (مثلاً پست قسم کا پیشہ کا اپنانا' کینہ و حسد رکھنا' بخیل و بزدل ہونا' برص و جذام کے مرض میں مبتلا ہونا' بدکاری سے پیدا ہونا' اس کی بیوی کا بدکار ہونا وغیرہ وغیرہ) سے بھی مبرا و منزہ ہونا ضروری ہے۔

نبی کے لیئے عصمت کی شرط کا لزوم عقلی اعتبار سے ثابت اور واضح ہے جیسا کہ اوپر بیان ہوا نبی کے بھیجنے کی غرض و غایت ہی یہ ہے کہ وہ احکام شریعت نوع بشر تک پہنچائے۔ واجب اور حرام کے متعلق شرعی احکام سے انہیں آگاہ کرے اور آداب و کمالات انسانی کے حصول کی تعلیم دے۔ لہٰذا اگر نبی تمام حالات میں معصوم نہ ہو تو اس بات کا اطمینان نہیں ہو گا کہ وہ شریعت میں کوئی تغیر و تبدل نہیں کرے گا۔ اس عدم اطمینان کی بنا پر اس کے اقوال اور کردار پر لوگوں کو بھروسہ نہیں رہے گا اور چونکہ انہیں اس امر کی تشفی نہیں ہو گی کہ اس کے بیان کردہ احکام خدا کی جانب سے ہیں اس لیئے کوئی بھی انہیں اطمینان قلب کے ساتھ قبول نہیں کرے گا۔

مزید برآں اگر وہ تبلیغ کے علاوہ دیگر حالات میں بھی مختلف النوع گناہوں اور نقائص و عیوب سے مبرا نہ ہو اور احکام شریعت اور دیگر موضوعات میں خطا و سہو سے پاک نہ ہو تب بھی تبلیغ کے وقت اس کی عصمت کے بارے میں شک و ریب فطری ہو گا۔

مثال کے طور پر جیسا کہ ہم وجدانی طور پر جانتے ہیں۔ اگر ایک عالم دین اپنے اکثر اقوال و افعال میں سچا ہو لیکن اس سے کچھ لغزشیں اور ایسے ناشائستہ افعال سرزد ہو جائیں جو کمال نفسانی اور اس کی روحانی حیثیت کے منافی ہوں تو لوگوں کی نظروں میں اس کی قدر و منزلت باقی نہیں رہتی اور اس سے وثوق و اطمینان سلب ہو جاتا ہے۔ جب ایک غیر نبی کے بارے میں یہ صورت ہو تو یہی صورت ایک نبی کے بارے میں کیوں نہ ہو گی جو نوع بشر کا رہبر اور اصلاح و بہبود کے امور میں ان کا معلم ہے اور اپنے اقوال و افعال کے ذریعے ان چیزوں کا مصلح بن کر آیا ہے جن کے حسن و قبح کو عام انسان نہیں سمجھ پاتے اور وہ باتیں بیان کرنے آیا ہے جن کے ادراک سے عقل عاجز اور قاصر ہے۔

اگر نبی بھی گناہ' خطا اور سہو و نسیان میں اسی طرح مبتلا ہو جس طرح دوسرے لوگ مبتلا ہوتے ہیں تو وہ بھی انہی جیسا ہو گا۔ اس صورت میں یہ "مقام" صحیح نہیں کہ وہ نوع بشر کے لیئے خدا کی حجت

بن سکے۔ کیونکہ جب نبی میں اور ان لوگوں میں جن کی ہدایت کے لیئے اسے بھیجا گیا ہے یہ عیوب و نقائص مشترک ہوں گے تو کوئی ترجیح باقی نہیں رہے گی جس کی بنا پر یہ نبی دوسرے لوگوں پر حجت ہو' لہٰذا اسے نبی قرار دینا نقض غرض اور حکمت الٰہی کے خلاف ہوگا۔ بنابریں یہ ضروری ہے کہ نبی اپنی تمام تر زندگی میں اپنے تمام حالات اور اطوار میں معصوم ہو اور تمام فضائل و کمالات سے مزین ہو تاکہ اس کی بعثت کا مقصد حاصل ہو سکے۔ اسے ایک ایسی پاک و پاکیزہ ہستی ہونا چاہیئے جس کے سامنے نوع بشر سر تسلیم خم کرے اور اس کے قول و فعل سے تمام احکام و کمالات اخذ کرے۔ مزاج نبی اس سے انکار کرتا ہے کہ وہ آن واحد کے لیئے کسی حالت میں بھی غیر معصوم ہو اور ان تمام عیوب سے منزہ و مبرا نہ ہو جن سے لوگ نفرت کرتے ہیں کیونکہ لوگوں کی نفرت اور عدم اطاعت اس کے رسول بنا کر بھیجے جانے اور لوگوں پر حجت خدا ہونے کے مقصد کے منافی ہے۔

نبی کا اپنے زمانے کے لوگوں سے فضائل وکمالات میں افضل و برتر ہونا بھی لازم ہے کیونکہ خدائے دانا و حکیم کے لیئے یہ قبیح ہے کہ وہ مفضول کو فاضل کا سردار اور رئیس قرار دے۔ قرآن مجید میں ارشاد ہے۔

افمن يهدى الى الحق احق ان يتبع امن لايهدى الا ان يهدى فمالكم كيف تحكمون

"کیا وہ شخص جو حق کی طرف ہدایت کرتا ہے زیادہ حقدار ہے کہ اس کی اتباع کی جائے یا وہ جو اس وقت تک ہدایت نہیں کر سکتا جب تک اسے ہدایت نہ کی جائے۔ پس تمہیں کیا ہو گیا ہے۔ تم کیسا حکم لگاتے ہو؟" (سورۂ یونس آیت ۳۵)

یوں تو اللہ تعالٰی نے بنی نوع انسان کی ہدایت کے لیئے بہت سے انبیاء کرام کو مبعوث فرمایا لیکن قرآن مجید نے پچیس انبیاء کا تذکرہ ان کے نام کے ساتھ کیا ہے جن میں حضرت آدم علیہ السلام' حضرت نوح' حضرت ہود' حضرت صالح' حضرت ابراہیم' حضرت لوط' حضرت اسمٰعیل' حضرت اسحٰق' حضرت یعقوب' حضرت یوسف' حضرت ایوب' حضرت شعیب' حضرت موسیٰ' حضرت ذوالکفل' حضرت داؤد' حضرت سلیمان' حضرت الیاس' حضرت الیسع' حضرت یونس' حضرت زکریا' حضرت یحیٰ' حضرت عیسٰی علیہم السلام اور ہمارے نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم شامل ہیں۔ تمام انبیاء کرام میں سے اولوالعزم پانچ ہیں جن کے اسمائے مبارکہ یہ ہیں۔

حضرت نوحؑ، حضرت ابراہیمؑ، حضرت موسیٰؑ، حضرت عیسیٰؑ اور حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان پانچ نبیوں میں سے بھی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سب سے افضل اور خاتم النبیین ہیں۔

حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

پہلے انبیاء کرام مختلف ممالک اور اقوام کی ہدایت کے لیئے مبعوث ہوتے رہے۔ لیکن حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے قیامت تک کے لیئے ساری دنیا کے لیئے اپنا رسول بنا کر بھیجا۔ آپ کی ذات اقدس پر منصب نبوت کا خاتمہ ہو گیا اور اب کبھی بھی کوئی اور نبی دنیا میں نہیں آئے گا۔ آپ کی نبوت کا اقرار کرنا اور آپ کی اتباع کرنا ہم سب پر واجب ہے۔

آپ کے والد بزرگوار کا نام حضرت عبداللہؑ اور والدۂ گرامی کا اسم شریف حضرت آمنہؑ بنت وہب ہے۔ آپ کی کنیت ابوالقاسم ہے۔

آپ عام الفیل (بمطابق ۵۷۰ء میلادی) میں ۱۷ ربیع الاول کو مکہ مکرمہ میں پیدا ہوئے۔ ایک اور قول کے مطابق آپ کی ولادت باسعادت ۱۲ ربیع الاول کو ہوئی۔ لیکن پہلا قول زیادہ صحیح ہے۔

بعثت کے وقت آپ کی عمر چالیس سال تھی۔ آپ ۲۷ رجب کو مبعوث برسالت ہوئے اور بعثت کے بعد ۲۳ سال زندہ رہے جن میں سے تیرہ سال آپ نے مکہ میں گزارے اور پھر مدینہ منورہ کی طرف ہجرت فرمائی۔ وہاں آپ دس سال رہے اور پھر ۲۸ صفر کو رفیق اعلیٰ کی طرف رحلت فرمائی۔ وفات کے وقت آپ کی عمر مبارک تریسٹھ سال تھی۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا تعلق قریش کے عالی مرتبت خاندان بنوہاشم سے تھا۔ آپ کے آباؤاجداد اور مادران گرامی کے متعلق ہمارا اعتقاد ہے کہ جناب عبداللہؑ سے لے کر حضرت آدمؑ تک اور جناب حضرت آمنہؑ سے لے کر جناب حضرت حوا تک کوئی بھی بدکار اور کافر نہیں تھا۔

معجزہ بطور دلیل نبوت

انبیاء علیہم السلام کی نبوت کے دلائل میں ان کے معجزات بھی ہوتے ہیں۔ معجزہ اس خارق اور خلاف عادت فعل کو کہتے ہیں جس کا ظہور قوت بشری سے خارج ہو اور جسے خداوند عالم اپنے نبی کی تائید

کے لیئے ایجاد کرے۔ نیز معجزہ کے لیئے ضروری ہے کہ اس کا ظہور دعوئ نبوت کے ساتھ ساتھ ہو اور وہ نوع بشر کو چیلنج دے کر نبوت کے دعوی کے وقت صادر ہو۔ پس معلوم ہوا کہ معجزہ کا نبی کی دعوی نبوت کے ساتھ ساتھ ظہور پذیر ہونا نبی کے نبوت میں صادق ہونے کے براہین قاطعہ اور دلائل یقینیہ میں سے ہے اور اس امر پر دلالت کرتا ہے کہ خداوند عالم نے اسے اپنے نبی کی تائید ہی کے لیئے ظاہر فرمایا ہے۔

خداوندعالم کے لیئے محال ہے کہ وہ جھوٹے شخص کی تائید کرے اور اس کے ہاتھ میں معجزہ قرار دے کیونکہ یہ امر عقلاً" قبیح ہے اور خداوندعالم سے فعل قبیح کا صادر ہونا محال ہے۔

ہم نے معجزہ میں یہ شرط قرار دی ہے کہ وہ دعوئ نبوت کے ساتھ ساتھ ہو تاکہ کرامت کا مفہوم اس سے خارج ہو جائے کیونکہ کرامت مدعی نبوت کے علاوہ اولیاء اور صالح مومنین کے ہاتھوں پر بھی ظاہر ہوتی ہے۔

معجزہ کا دعوئ نبوت کے مطابق ہونا بھی ضروری ہے تاکہ نبوت کا جھوٹا دعوی اس سے خارج ہو جائے۔ مثلاً مسیلمہ کذاب کے متعلق منقول ہے کہ جب اس نے نبوت کا دعوی کیا تو اس سے کہا گیا کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک بھینگے شخص کے لیئے دعا کی تھی تو اللہ تعالی نے اس کی آنکھ درست کر دی تھی۔ چنانچہ مسیلمہ نے بھی ایک بھینگے شخص کے لیئے دعا کی جس کے نتیجے میں اس کی صحیح آنکھ بھی جاتی رہی۔

یہ بھی لازمی ہے کہ معجزہ کے معارضہ کی طاقت نوع بشر میں نہ ہو تاکہ جادو اور شعبدہ بازی کی افعال و اعمال اس سے خارج ہو جائیں کیونکہ ان کا مقابلہ یا معارضہ انسان کے لیئے ممکن ہے لیکن معجزے یعنی اس فعل کا جواب جس سے نبوت ثابت ہوتی ہے انسان کے بس کی بات نہیں۔

حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے معجزات

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نبوت کی دلیل آپ سے ان معجزات کثیرہ کا ظہور ہے جو معجزے کی مذکورہ بالا کسوٹی پر پورے اترتے ہیں کیونکہ اس میں شک نہیں کہ آپ نے دعوی فرمایا اور آپ کا دعوی معجزہ کے ساتھ تھا اور معجزہ دعوے کے مطابق تھا۔ ان معجزات میں قرآن مجید اور تاسیس شریعت اسلامی سرفہرست ہیں۔

۱- قرآن مجید

قرآن مجید اس وقت نازل ہوا جب عرب فصاحت و بلاغت کی کان تھے۔ تاہم اپنی تمام تر کوششوں کے باوجود وہ اس کے مقابلے سے عاجز رہے۔ پورے قرآن مجید کا مقابلہ اور معارضہ تو وہ کیا کرتے وہ اس کی ایک آیت کا جواب بھی نہ لاسکے۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں اپنے اس ارشاد کے ساتھ چیلنج کیا کہ اگر جن اور انسان جمع ہو جائیں تب بھی وہ اس قرآن کی مثل نہیں لاسکتے۔

قل لان اجتمعت الانس والجن علی ان یاتوا بمثل ھذا القرآن لایاتون بمثلہ ولوکان بعضھم لبعض ظھیرا ○

یعنی "اے رسولؐ! کہہ دو کہ اگر جن اور انسان اس قرآن کی مثل لانے کے لیئے جمع ہو جائیں تو وہ اس کی مثل و نظیر نہیں لاسکتے۔ اگرچہ وہ ایک دوسرے کے پشت پناہ اور مددگار ہی کیوں نہ بن جائیں۔" تفصیل کے لیئے تفسیر البیان کا مطالعہ فرمائیں۔

نیز یہ بھی ارشاد فرمایا کہ وہ اس جیسی دس سورتیں یا پھر ایک ہی سورۃ تیار کر کے لے آئیں لیکن وہ ایسا بھی نہ کر سکے۔ چنانچہ جب انہیں قرآن مجید کے مقابلہ و معارضہ میں ناکامی کا منہ دیکھنا پڑا تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے جنگ و جدال پر تل گئے۔ آخرکار خداوندعالم نے آپ کو فتح و نصرت اور ظفر و کامیابی سے ہمکنار کیا اور دشمنوں کو مغلوب و مقہور کیا۔ آپ کا امرنبوت ظاہر ہوا اور مستحکم ہو گیا۔ لہٰذا قرآن مجید خدائے علیم و خبیر کی جانب سے نازل شدہ ایک ایسی برہان دائمی اور زندہ جاوید معجزہ ہے جس کا مقابلہ باطل کے بس کی بات نہیں۔

۲- شریعت اسلامی

شریعت اسلامی ایک مکمل ضابطہ حیات ہے۔ یہ قوانین کا ایک ایسا بے نظیر مجموعہ ہے جو انسان کی زندگی کے تمام دینی اور دنیاوی پہلوؤں کا احاطہ کیئے ہوئے ہے۔ چنانچہ اس میں وہ تمام احکام اور ہدایات موجود ہیں جن کی ضرورت انسان کو سعادت اور خوش بختی کے حصول کے لیئے قدم قدم پر پڑتی ہے۔ اس شریعت کی بنیاد سراسر عدالت اور حکمت پر ہے۔

نوع بشر شریعت اسلامی جیسے قوانین وضع کرنے سے قاصر ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ محدود عقل

انسانی لامحدود مسائل کا ادراک نہیں کر سکتی اور نہ ہی ان کا مداوا تلاش کر سکتی ہے۔ چنانچہ ہم دیکھتے ہیں کہ مختلف ممالک کی اسمبلیوں اور پارلیمنٹوں میں محض ایک مسودہ قانون پر مہینوں بحث و تمحیص اور جانچ پڑتال کے بعد قانون کو آخری شکل دی جاتی ہے تو اس میں کوئی نہ کوئی سقم رہ ہی جاتا ہے۔

شریعت اسلامی کے نفاذ کا زمانہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مدنی زندگی کا دس سال کا زمانہ ہے۔ بعثت کے بعد مکی زندگی کے تیرہ سالوں میں آپ کو حکومت و ریاست حاصل نہیں تھی چنانچہ قوانین اور شریعت کے نفاذ کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا تھا۔ دس سال کی مختصر مدت میں نبی امی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ایسے جامع اور ہمہ گیر قوانین عادلہ وضع کرنا اور ان پر عملدرآمد کرانا اس امر کی قطعی اور یقینی دلیل ہے کہ شریعت کی تاسیس و تعمیر تعلیم الٰہی کی رہین منت ہے چنانچہ یہ بات اظہر من الشمس ہے کہ قرن ہا قرن گزر جانے کے بعد بھی دنیا کے وہ قانون دان جنہیں اپنی تہذیب و تمدن اور علمیت پر ناز ہے شریعت اسلامی کی خوشہ چینی پر مجبور ہیں اور اس کے باوجود ایسے جامع قوانین وضع کرنے سے قاصر ہیں جو انسانی معاشرے کی اصلاح اور سعادت کے ضامن ہوں۔

قرآن مجید اور شریعت اسلامی کے علاوہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بہت سے معجزات صادر ہوئے جن میں سے چند ایک درج ذیل ہیں۔

۱۔ آپؐ کے فرقِ اقدس پر ابر کا سایہ کرنا

جب بعثت سے پہلے آپ نے حضرت خدیجہؓ کا مال تجارت لے کر ملک شام کا سفر کیا تو ان کا غلام میسرہ بھی آپ کے ساتھ تھا۔ ان دنوں صحراؤں میں شدید گرمی تھی۔ چنانچہ میسرہ نے دیکھا کہ ایک ابر آپ کے سر پر سایہ کیئے رہتا تھا۔ جب آپ چلتے تو وہ بھی چلتا اور جب آپ رک جاتے تو وہ بھی رک جاتا۔ اس ابر کی وجہ سے حرارت آفتاب آپ تک نہیں پہنچتی تھی۔

۲۔ آپؐ کی انگلیوں سے پانی جاری ہونا

ایک دفعہ آپ ایک غزوہ کے سلسلے میں تشریف لے جا رہے تھے اور ڈیڑھ ہزار کا لشکر آپ کے ہمراہ تھا۔ راستے میں پانی ختم ہو گیا۔ لوگ پیاس کی شدت سے بے چین تھے۔ آپ نے ایک برتن منگوایا جس میں تھوڑا سا پانی تھا۔ آپ نے اپنا دست مبارک اس برتن میں ڈال دیا۔ معاً آپ کی معجز نما

انگلیوں سے پانی جاری ہو گیا۔ اس وقت آپ نے اپنے ایک صحابی جابرؓ کو مخاطب کر کے فرمایا "اے جابر! اگر ہم ایک لاکھ ہوتے تب بھی یہ پانی کافی ہوتا۔"

۳۔ آپؐ کا قلیل کھانے سے خلق کثیر کو سیر کرنا

اس معجزے کا ظہور آپ سے متعدد مرتبہ ہوا۔ ایک موقع وہ تھا جب آپ نے دعوت ذوالعشیرہ دی تھی۔ تفصیل اس واقعہ کی یوں ہے کہ آپ نے بنی ہاشم کے چالیس افراد کو کھانے کی دعوت دی اور جناب امیر علیہ السلام کو کھانے کی تیاری کا حکم دیا۔ جناب امیرؑ بکرے کی ایک ران اور دودھ کا ایک پیالہ لائے۔ یہ کھانا سبھی نے کھایا لیکن اس میں کوئی کمی واقع نہ ہوئی بلکہ صرف کھانے والوں کی انگلیوں کے نشان نظر آئے۔

۴۔ آپؐ کے ہاتھ پر سنگریزوں کا تسبیح خدا کرنا

جناب ابوذر غفاریؒ بیان کرتے ہیں کہ مکور عامری نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر کہا کہ آپ کوئی دلیل دیجئے جس سے پہچانا جائے کہ آپ اللہ کے رسول ہیں۔ پس آپؐ نے زمین سے سات کنکریاں اٹھائیں اور انہیں آپ کے ہاتھ پر تسبیح خدا پڑھتے سنا گیا۔

ان کے علاوہ آپ کے اور بھی بہت سے معجزات ہیں جو متعلقہ کتابوں میں مذکور ہیں ان میں آپ کی دعاؤں کا مقبول ہونا۔ وقت ہجرت غار ثور میں آپ کے نقش پا کا مخفی رہنا اور اسی غار کے دہانے پر مکڑی کا جالا بن دینا اور آپ کا غیب کی خبریں دینا شامل ہیں جن میں سے چند یہ ہیں۔

- ... آپؐ نے عمار یاسرؓ سے فرمایا کہ "اے عمار! تمہیں ایک باغی گروہ قتل کرے گا۔"
- ... آپؐ نے حضرت علیؑ سے فرمایا کہ "اے علی! تمہیں ناقہ صالح کی کونچیں کاٹنے والے شخص سے مشابہ ایک ملعون شخص شہید کرے گا۔"
- ... آپؐ نے جناب فاطمہ زہراؑ سے فرمایا کہ "میرے اہل بیت میں سے سب سے پہلے تم مجھ سے آملوگی۔"
- ... آپؐ نے اپنی ازواج سے فرمایا کہ "افسوس اس پر جو تم میں سے اونٹ پر سوار ہوگی اور خروج کرے گی۔ مقام حواب کے کتے اس پر بھونکیں گے اور اس کے دائیں بائیں بہت

سے لوگ مارے جائیں گے۔"

○ ... آپؐ نے بنی امیہ کی سلطنت کی خبر دی۔

○ ... آپؐ نے امام حسین علیہ السلام کی شہادت کی خبر دی۔

○ ... حضرت عبداللہ ابن عباسؓ کی ولادت کے وقت آپ نے انہیں " اے بادشاہوں کے باپ" کہہ کر بنی عباس کی حکومت کی خبر دی۔

○ ... آپؐ نے یہ خبر دی کہ عنقریب میری امت تہتر فرقوں میں بٹ جائے گی۔

○ ... آپؐ نے یہ خبر دی کہ ایران کی حکومت جلد ختم ہو جائے گی اور اس کے برعکس روم کی حکومت طویل عرصہ تک باقی رہے گی۔

○ ... آپؐ نے اپنے چچا حضرت عباس بن عبدالمطلب کو غزوہ بدر کے موقع پر اس مال کی خبر دی جو وہ اپنی بیوی ام الفضل کے پاس رکھ آئے تھے۔

تفصیل اس واقعہ کی یوں ہے کہ جب حضرت عباس غزوہ بدر میں قید ہو گئے تو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ آپ اپنا اور اپنے بھتیجوں عقیل، نوفل اور قثم کا فدیہ ادا کریں۔ حضرت عباس نے جواب دیا کہ میں تو پہلے سے ہی مسلمان ہوں۔ اس وقت حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ خداوندعالم آپ کے اسلام کو بہتر جانتا ہے لیکن بظاہر تو آپ ہم سے مقابلہ کرنے آئے تھے۔ یہ سن کر حضرت عباس کہنے لگے کہ میرے پاس تو مال ہی نہیں ہے۔ اس پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ وہ مال کس کا ہے جو آپ ام الفضل کے پاس رکھ آئے ہیں اور اسے ہدایت کی ہے کہ اگر میں مارا جاؤں تو یہ مال فضل، عبداللہ اور قثم کو دے دینا۔ یہ سن کر حضرت عباس کہنے لگے۔ "قسم ہے اس ذات پاک کی جس نے آپؐ کو حق کے ساتھ مبعوث برسالت کیا ہے یہ بات میرے اور ام الفضل کے علاوہ کسی کو معلوم نہ تھی۔" اس کے بعد انہوں نے اپنا، اپنے دونوں بھتیجوں اور قثم کا فدیہ ادا کیا۔

قرآن مجید اور تاسیس شریعت کے سوا جن معجزات کا اوپر ذکر کیا گیا ہے ان کے صدور کا علم تواتر خبر کے ذریعے حاصل ہوا ہے لہذا یہ معجزات آپ کی نبوت پر دلالت کرتے ہیں۔

تواتر سے مراد کسی چیز یا امر کے متعلق کسی ایسے گروہ کثیر کا خبر دینا ہے جس میں شامل افراد کا عقل اور عادت کی رو سے جھوٹ پر اتفاق کر لینا محال ہو۔ تواتر کی دو قسمیں ہیں۔ (۱) تواتر لفظی (۲)

تواتر معنوی

جب خبر دینے والے اپنی خبر میں متفق اللفظ ہوں تو اسے تواتر لفظی کہتے ہیں۔ مثلاً اگر تمام خبر دینے والے متفقہ طور پر شہر مکہ کے وجود کی خبر دیں تو اس شہر کے وجود کا جو علم حاصل ہو گا وہ تواتر لفظی کی زمرے میں آئے گا۔ جب خبر دینے والے اپنی خبر میں متفق اللفظ نہ ہوں بلکہ معنی کے لحاظ سے ایک ہی بات کہیں تو اسے تواتر معنوی کہتے ہیں مثلاً خبر دینے والے کچھ لوگ یہ کہیں کہ طلبا زید سے سوالات کر رہے تھے اور کچھ لوگ یہ کہیں کہ چند اشخاص زید کے پاس تعلیم حاصل کرنے جاتے ہیں اور کچھ کہیں کہ زید نے ایک کتاب لکھی ہے تو یہ سب خبریں زید کے دانشمند ہونے پر دلالت کرتی ہیں۔

امامت

امامت دین اور دنیا کی اس عمومی رہبری کو کہتے ہیں جو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نیابت میں ایک شخص کو حاصل ہوتی ہے تاکہ وہ شریعت کی حفاظت کرے۔ حضور خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد ان کے قائم مقام کا منصوب ہونا واجب ہے اور اس امر پر سوائے چند فرقوں کے تمام فرق اسلامی متفق ہیں۔ بعض اہلسنت یہ کہتے ہیں کہ نصب امام کا وجوب عقلی ہے۔

ہم پیشتر یہ کہہ چکے ہیں کہ بشر کو " دین اور تکلیف " کی طرف دعوت دینا لطف ہے اور خداوندعالم پر واجب ہے لہٰذا جس طرح لوگوں کی صلاح و فلاح کا اہتمام کرنے اور فساد کا قلع قمع کرنے کے لیئے ایک نبی کا مبعوث ہونا ضروری ہے بالکل اسی طرح نبی کے احکام لوگوں تک پہنچانے۔ اسلامی حدود قائم کرنے۔ دین اسلام کی حفاظت کرنے۔ لوگوں میں عدل برقرار رکھنے۔ ان کے درمیان حق و انصاف کے مطابق فیصلے کرنے اور انہیں عبادات' معاملات اور سیاسیات کے احکام بتانے کے لیئے ایک امام کا ہونا بھی ضروری ہے۔ اس سے ظاہر ہوا کہ امام بھی ایک لطف ہے، اور لطف صاحب الطاف پر واجب ہے۔ لہٰذا جس طرح نبی کو مبعوث کرنا خداوندعالم پر واجب ہے بالکل اسی طرح امام کو منصوب کرنا بھی اس پر واجب ہے۔ بنابریں امامت کسی بشری حکومت کا نام نہیں ہے بلکہ ایک الٰہی منصب ہے جو حکمت الٰہیہ کی اساس پر قائم ہے۔

حضرت سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جانشینی ایک بہت ہی عالی منصب ہے اور اس منصب کی ذمہ داریوں سے کماحقہ عہدہ برآں ہونے کے لیئے امام کا بعض مخصوص اوصاف سے متصف ہونا ضروری ہے۔ چنانچہ جس طرح نبوت کے لیئے عصمت شرط ہے اسی طرح امامت کے لیئے بھی عصمت شرط ہے اور اس کے لیئے دلیل بعینہ وہی ہے جو نبی کے معصوم ہونے کے بارے میں بیان کی

گئی ہے کیونکہ اگر امام معصوم اور ہمہ صفت موصوف نہ ہو تو اس پر وثوق اور بھروسہ نہیں رہے گا اور لوگ اس کی اطاعت نہیں کریں گے۔ نتیجتاً اس کے نصب کرنے کی غرض یعنی حفاظت شریعت بھی حاصل نہیں ہو گی۔ امام کا معصوم اور نقائص و عیوب سے منزہ ہونا اس لیئے بھی ضروری ہے کہ لوگ اس سے متنفر نہ ہوں، ورنہ وہ اس کے اوامر و نواہی کو قبول نہیں کریں گے۔ اس کا اپنے زمانے کے تمام لوگوں سے افضل ہونا بھی ضروری ہے کیونکہ مفضول کو افضل پر مقدم کرنا عقلاً قبیح ہے اور خدائے بزرگ و برتر کی ذات سے فعل قبیح کا صدور محال ہے۔

جیسا کہ اوپر بیان ہوا امام کا منصب ایک الٰہی منصب ہے اور وہ لوگوں کا بنایا ہوا یا منتخب کیا ہوا نہیں ہوتا بلکہ منصوص من اللہ ہوتا ہے۔ تاہم مسلمان غیبت امام کے دوران میں اسلامی حکومت قائم کرنے کے مجاز ہیں لیکن یہ بحث ہمارے موجودہ موضوع سے خارج ہے اور اس سلسلے میں دوسری متعلقہ کتابوں سے استفادہ کیا جا سکتا ہے۔

ہمارا ایمان ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بارہ جانشین ہیں جو سب امام برحق ہیں۔ ان میں سب سے پہلے امام جناب امیرالمومنین حضرت علی علیہ السلام ہیں۔ آپ کی امامت پر بے شمار دلائل ہیں جن میں سے چند درج ذیل ہیں۔

۱۔ حدیث دار

جب یہ آیت نازل ہوئی۔ **وانذر عشیرتک الاقربین** ○

" اور اپنے رشتہ دار کو ڈراؤ۔ " (سورہ شعراء ۔ آیت ۲۱۴)

تو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے امام علی علیہ السلام کو حکم دیا کہ بنی ہاشم کے لیئے ضیافت کا اہتمام کریں اس موقع پر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علیؑ کے متعلق ارشاد فرمایا۔

ھذا اخی و وصیی و خلیفتی بعدی و وارثی فاسمعوا لہ واطیعوا ○

یعنی " یہ میرا بھائی ہے۔ یہ میرا وصی ہے۔ میرے بعد میرا خلیفہ ہے اور میرا وارث ہے۔ تم لوگ، اس کی باتیں سنو اور اس کی اطاعت کرو۔ "

۲۔ حدیث غدیر

تمام مسلمانوں کا اس بات پر اتفاق ہے کہ حجتہ الوداع سے واپسی پر رسول اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے غدیر خم کے مقام پر مسلمانوں کے اجتماع سے مخاطب ہو کر فرمایا

الست اولٰی من انفسکم

یعنی "کیا میں تمہاری جانوں سے بھی بہتر اور اولیٰ نہیں ہوں؟

اس پر لوگوں نے جواب دیا " بلٰی " یعنی بے شک آپ ہماری جانوں سے بھی بہتر اور اولیٰ ہیں۔

تب آپ نے فرمایا۔

من کنت مولاہ فھذا علی مولاہ

یعنی "جس کا میں مولیٰ ہوں اس کا یہ علی بھی مولیٰ ہے۔"

اس حدیث میں آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے پہلے لوگوں سے اقرار لیا کہ آپ ان کی جانوں سے بہتر اور اولیٰ ہیں اور پھر حضرت علی علیہ السلام کو مولائیت میں اپنے برابر قرار دیا۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ حدیث میں لفظ مولا سے مراد اولیٰ ہی ہے لہٰذا حضرت علیؑ مومنوں کی جانوں اور نفسوں سے اولیٰ ہیں اور یہی منصب امامت ہے۔

۳۔ حدیث طائر

اس حدیث میں رسول اکرمؐ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے اللہ تعالیٰ سے دعا مانگی کہ " اے اللہ ! اپنے محبوب ترین بندے کو میری طرف بھیج تاکہ وہ میرے ساتھ مل کر یہ پرندہ کھائے۔" اس وقت حضرت علیؑ وہاں پہنچے اور حضور رسالتماب صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے ساتھ اس پرندے کا گوشت کھانے میں شریک ہوئے۔ یہ حدیث حضرت علیؑ کی افضلیت پر دلالت کرتی ہے کیونکہ خداوند عالم بلااستحقاق ان سے محبت نہیں کرتا اور جب وہ افضل ہیں تو مفضول کو افضل پر فوقیت نہیں دی جاسکتی۔

۴۔ حدیث منزلت

اس حدیث میں رسول کریم صلی اللہ علیہ و آلہ نے ارشاد فرمایا :

انت منی بمنزلۃ ھارون من موسٰی الا انہ لا نبی بعدی

یعنی " اے علی! تم میرے نزدیک ایسے ہی ہو جیسے ہارونؑ موسیٰؑ کے نزدیک تھے مگر یہ کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے۔"

یہ روایت تمام روایتوں میں واضح الثبوت اور صحیح السند ہے۔ چنانچہ شیعہ سنی اکابر علمائے حدیث نے اس بات کا اعتراف کیا ہے کہ جب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم غزوہ تبوک کے موقع پر حضرت علیؑ کو مدینہ منورہ میں خلیفہ مقرر فرما کر گئے اس وقت یہ حدیث ارشاد فرمائی۔ آپ نے اس حدیث کا اعادہ کئی دیگر مواقع پر بھی فرمایا۔

قرآن مجید اور کتب تواریخ سے یہ بات ثابت ہے کہ حضرت ہارونؑ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بھائی۔ شریک نبوت اور تبلیغ و رسالت میں ان کے وزیر تھے۔ خداوندعالم نے حضرت ہارونؑ کو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے لیئے قوت بازو بنایا تھا اور اگر وہ حضرت موسیٰؑ کے بعد زندہ رہتے تو ان کے خلیفہ اور امام واجب الاطاعت ہوتے۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہاں حضرت علیؑ کے لیئے وہ تمام منزلیں ثابت کر دی ہیں جن پر حضرت ہارونؑ فائز تھے اور سوائے نبوت کے کسی سے مستثنیٰ نہیں کیا۔ لہٰذا منصب امامت آپ کے لیئے بدیہی طور پر ثابت ہے۔

۵ ۔ آیت ولایت

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے۔ **انما ولیکم اللہ و رسولہ والذین آمنوا الذین یقیمون الصلوٰۃ ویؤتون الزکوٰۃ وھم راکعون** ۝ (سورۂ مائدہ آیت ۵۵)

یہ آیت مبارکہ اس وقت نازل ہوئی جب حضرت علیؑ نے رکوع کی حالت میں ایک سائل کو انگشتری عطا فرمائی چنانچہ سیوطی نے اور علی بن احمد الواحد نیشاپوری نے اسباب النزول میں اس امر کا اعتراف کیا ہے کہ خداوند عالم نے ولایت کو اپنی ذات اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور رکوع میں زکوٰۃ دینے والے میں حصر کیا ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ اللہ تعالیٰ اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولایت کے معنی اولیٰ کے ہیں اور چونکہ حضرت علیؑ کی ولایت بھی اللہ اور رسولؐ کی ولایت کی ردیف میں مذکور ہے لہٰذا اس کا مطلب بھی اولیٰ ہی ہے۔

حضرت علی علیہ السلام کے فضائل کے بارے میں دلائل کی ایک طویل فہرست ہے۔ آپ علم و

حلم، شجاعت و سخاوت، عبادت و عدالت، فصاحت و بلاغت، زہد و تقویٰ، سیاست، جہاد اور اسلام میں سبقت وغیرہ کے اعتبار سے تمام صحابہ کرام میں افضل ہیں اور چونکہ افضل پر غیرافضل کو مقدم کرنا عقلاً" قبیح ہے لہٰذا آپ سب پر مقدم ہیں۔

حضرت علیؑ کے علم و دانش کے بارے میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ **اقضاکم علی** یعنی "تم لوگوں میں سب سے بہتر فیصلہ کرنے والے علی ہیں۔" اور

انا مدینة العلم و علیؑ بابها فمن اراد المدینة فلیات الباب

یعنی " میں شہر علم ہوں اور علی اس کا دروازہ ہیں پس جو شہر میں داخل ہونا چاہے وہ دروازے سے آئے۔"

صحابہ کرام اکثر و بیشتر حضرت علیؑ کی طرف رجوع کرتے تھے لیکن حضرت علی نے کبھی کسی صحابی کی طرف رجوع نہیں کیا۔ حدیث ثقلین بھی حضرت علیؑ اور آپ کی اولاد کے سب سے زیادہ عالم ہونے کی بین دلیل ہے۔ آپ قوت حدس اور ذکاوت میں بھی تمام صحابہ کرام میں ممتاز ترین حیثیت رکھتے تھے۔ آپ نے کئی ایک غیبی خبروں کی پیش گوئی بھی فرمائی۔ مثلاً آپ نے خود اپنی اور حضرت امام حسین علیہ السلام کی شہادت کی پیش گوئی فرمائی اور نہروان میں ہونے والے واقعات کی پیشگی خبر دی۔ آپ ہمیشہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ رہے اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی کی آغوش مبارک میں پرورش پائی۔ آپ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے وہ علوم حاصل کیئے جو کسی دوسرے کے حصے میں نہیں آئے۔

حضرت علیؑ میدان کار زار کے عظیم ترین شہسوار ہیں اور آپ کی بہادری اور شجاعت ضرب المثل ہے۔ غزوات بدر۔ احد۔ احزاب اور حنین کے واقعات آپ کی جاں نثاری اور افضلیت کے شاہد ہیں۔ آپ نے کبھی بھی میدان جنگ میں پیٹھ نہیں دکھائی اور کوئی بڑے سے بڑا آزمودہ کار جنگجو بھی آپ کے مقابلے میں نہیں ٹھہر سکا۔ آپ کا اسم مبارک دلاوری اور فداکاری اور فتح و نصرت کی علامت سمجھا جاتا ہے۔

اگر خواہی کہ روز رزم بر دشمن شوی غالب
بکن بر تیغ خود نام علی ابن ابی طالبؑ

جناب امیر علیہ السلام کی سخاوت میں برتری پر آیت **یوفون بالنذر** شاہد ہے۔ آپ نے اپنے نفس پر سائل کو ترجیح دی' چنانچہ خود بھوکے رہے اور کھانا سائل کو دے دیا۔ آپ نے اپنے ہاتھ کی کمائی سے حاصل کردہ ایک ہزار غلام آزاد کیئے اور کبھی کسی سائل کو اپنے دروازے سے مایوس نہیں لوٹایا اسی لیئے معاویہ تک نے آپ کے بارے میں کہا کہ :

" اگر علیؑ کے پاس ایک کمرے میں بھوسہ اور دوسرے میں سونا ہوتا تو وہ سونے کو بھوسے سے پہلے راہ خدا میں دے دیتے۔"

آیت نجویٰ پر سوائے آپ کے کسی نے عمل نہیں کیا۔ حضرت علیؑ کا زہد و عبادت آپ کی سیرت سے واضح ہے۔ آپ نے دنیا کو طلاق بائن دیدی تھی اور فرماتے تھے۔ "اے زرد اور سفید دنیا میرے سوا کسی اور کو دھوکا دے۔"

آپ شب و روز نماز میں مشغول رہتے تھے یہاں تک کہ آپ کی پیشانی پر زخم پڑ گیا تھا۔ نماز اس قدر خشوع و خضوع سے پڑھتے تھے کہ ایک دفعہ جسم اطہر میں لگا ہوا ایک تیر نماز کے دوران نکال لیا گیا لیکن آپ کو خبر نہ ہوئی۔ جو دعائیں آپ سے نقل ہوئی ہیں وہ آپ کی عبادت کی کثرت کی شاہد ہیں حتیٰ کہ امام علی ابن الحسین علیہ السلام جنہیں کثرت عبادت کی بنا پر زین العابدین اور سید الساجدین کے القاب ملے اپنے جد بزرگوار کی عبادت کے مقابلے میں اپنی عبادت کو ہیچ سمجھتے تھے۔ لوگوں نے نماز شب اور نوافل بجالانا آپ ہی سے سیکھا۔

آپ کی غذا بے حد سادہ اور قلیل ہوتی تھی۔ آپ جو کی روٹی تناول فرماتے تھے جس کے ساتھ نمک یا سرکہ ہوتا تھا۔

تری ذات میں ہے اگر شرر تو خیال فقر و غنا نہ کر
کہ جہاں میں نان شعیر پر ہے مدار قوت حیدری

آپ کا لباس بھی بے حد سادہ ہوتا تھا چنانچہ خود ارشاد فرماتے تھے کہ میں نے اپنی قمیض میں اس قدر پیوند لگائے کہ مجھے پیوند لگانے سے شرم محسوس ہونے لگی۔ حالانکہ آپ کے پاس شام کے علاوہ تمام علاقوں سے بے شمار مال آتا تھا لیکن آپ یہ مال لوگوں میں تقسیم فرما دیتے تھے۔ خود آپ کا کفش اور نیام تلوار لیف خرما کا ہوتا تھا اور جب آپ نے جام شہادت نوش فرمایا تو ورثے میں کوئی مال نہیں

چھوڑا۔

حضرت علیؑ صحابہ کرام میں سب سے زیادہ حلیم تھے اور ہمیشہ عفو و درگزر سے کام لیتے تھے کہ اپنے بدترین دشمنوں کو بھی معاف فرما دیتے تھے۔ آپ نے جنگ جمل میں مروان اور ابن زبیر کو معاف کر دیا۔ اسی طرح آپ نے جنگ صفین میں عمرو بن عاص اور بسر بن ارطاۃ سے اس وقت درگزر فرمایا جبکہ آپ کو ان پر مکمل تسلط حاصل ہو چکا تھا۔ جنگ صفین میں ہی جب دریا کا گھاٹ معاویہ بن ابوسفیان کے قبضے میں آیا تو اس نے آپ کے لشکر پر پانی بند کر دیا لیکن جب بعد میں گھاٹ پر آپ کا قبضہ ہو گیا تو آپ نے معاویہ کی لشکر پر پانی بند نہیں کیا۔

آپ اپنے زمانے کے بہترین قاضی تھے اور عدل و انصاف آپ کی فطرت میں کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا تھا۔ آپ جو مال آتا اسے لوگوں میں برابر تقسیم فرماتے اور خود اس میں سے ایک فرد کے برابر کا حصہ لیتے۔ جب آپ کے بھائی جناب عقیل نے کچھ زیادہ طلب کیا تو آپ نے جواب میں جو کچھ ارشاد فرمایا وہ مشہور ہے۔

جناب امیر علیہ السلام کی فصاحت اور بلاغت تو اظہر من الشمس ہے۔ آپ فصحاء کے امام اور بلغاء کے سردار ہیں۔ لوگوں نے کتابت اور خطابت آپ سے سیکھی۔ قریش میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد فصاحت و بلاغت کے طریقے آپ ہی نے بتلائے۔ نہج البلاغہ جو آپ کے خطبات اور مکتوبات کا مجموعہ ہے آپ کے افصح الناس ہونے کا بین ثبوت ہے۔ حضرت علیؑ کے حسن خلق کے بارے میں ابن ابی الحدید فرماتے ہیں۔

"حضرت علیؑ کا حسن اخلاق، بشاشت روئی اور تبسم مزاجی ضرب المثل تھا اگرچہ آپ کے دشمن اس بات کو عیب گردانتے تھے۔"

آپ کی قوت رائے و تدبیر بھی بے مثال تھی۔ یہی وجہ ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جنگوں اور دیگر مہمات کی سیادت آپ کے سپرد فرماتے تھے۔ آپ ہی نے حضرت عمرؓ کو مشورہ دیا تھا کہ وہ جنگ روم و فارس میں خود شریک نہ ہوں کیونکہ اگر خلیفہ پر کوئی زد پڑی تو شوکت اسلام میں فرق آئے گا۔ اسلامی سن کو ہجرت سے شروع کرنے کی رائے بھی آپ ہی نے دی۔ آپ نے حضرت عثمانؓ کو بھی نہایت مفید مشورے دیے اور اگر وہ ان پر عمل کرتے تو وہ واقعات پیش نہ آتے جو ان کو

تواریخ میں محفوظ ہیں اور جن کی تصریح ابن ابی الحدید نے کی ہے۔

حضرت علیؑ کا حسن سیاست بھی روز روشن کی طرح واضح ہے۔ آپ نے لوگوں میں عدل و مساوات کو قائم کیا۔ انہیں نیکی سے قریب اور بدی سے دور کیا۔ آپ نے طامع لوگوں کی امیدوں پر پانی پھیر دیا۔ آپ نے اطاعت خالق پر اطاعت مخلوق کو کسی حال میں مقدم نہیں کیا اور دوسرے کئی ایک حکمرانوں کے برعکس اپنی حکومت مضبوط کرنے کے لیئے کبھی حیلہ بازی سے کام نہیں لیا۔ آپ نے فرمایا ہے کہ اگر دین اور تقویٰ حائل نہ ہوتا تو میں عرب کا سب سے چالاک سیاست دان ہوتا۔

جہاں تک حضرت علیؑ کے سب سے پہلے ایمان لانے کے مسئلے کا تعلق ہے۔ تمام روایات اس بات پر متفق ہیں کہ آپ مردوں میں مسلم اول ہیں۔ آپ نے خود فرمایا کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دو شنبہ کو مبعوث برسالت ہوئے اور میں نے سہ شنبہ کو اسلام قبول کیا۔ آپ نے کبھی کسی بت کو سجدہ نہیں کیا۔ آپ کے بے شمار اوصاف جو آپ کی افضلیت پر دلیل ہیں مختلف کتابوں میں مفصلاً درج ہیں۔

حضرت علی علیہ السلام کی طرح باقی گیارہ ائمہ بھی برحق اور منصوص من اللہ ہیں۔ حضرت علیؑ نے حضرت امام حسن علیہ السلام کی امامت پر اور حضرت امام حسن نے حضرت امام حسین علیہ السلام کی امامت پر نص قائم فرمائی۔ اس کے بعد ہر امام نے دوسرے امام کی امامت پر نص قائم کی اور یہ بات شیعہ مذہب میں بالتواتر ثابت ہے۔

اوپر بیان کیا جا چکا ہے کہ وجوب نصب امام مسلمانوں کے مابین مسلم ہے اور جیسا کہ آیت مبارکہ لاینال عھدی الظلمین () (سورۃ البقرۃ ۱۲۴) سے ثابت ہوتا ہے' امامت کے لیئے عصمت شرط ہے یہ امر بھی بدیہی ہے کہ حضرت علیؑ اور ان کی اولاد کے سوا کسی نے عصمت کا دعویٰ نہیں کیا لہٰذا ان کی عصمت ثابت ہے اور جن کی عصمت ثابت ہے ان کی امامت بھی ثابت ہے۔ نیز چونکہ ائمہ اثنا عشر کے علاوہ کوئی معصوم نہیں لہٰذا ان کے سوا کوئی امام بھی نہیں ہو سکتا۔

ائمہ اثناء عشر کا منصوص من اللہ ہونا کئی ایک احادیث نبویؐ سے بھی ثابت ہے مثلاً رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا :

انی تارک فیکم الثقلین کتاب اللہ و عترتی اھل بیتی وانھما لن یفترقا حتی

یردا علی الحوض' فلا تقد موهما فتهلکوا' ولا تقصروا عنها فتهلکوا' ولا تعلموهم فانهم اعلم منکم۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے امام حسین علیہ السلام کے متعلق فرمایا۔ "میرا یہ بیٹا امام ہے۔ امام کا فرزند' امام کا بھائی اور نواماموں کا باپ ہے۔"

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ "میرے بعد بارہ خلفاء ہوں گے اور وہ سب کے سب قبیلہ قریش سے ہوں گے۔" یہ حدیث صحاح ستہ میں موجود ہے۔

فرمان نبویؐ ہے۔ " **من مات ولم یعرف امام زمانہ مات میتۃ جاھلیۃ۔**

یعنی " جو شخص اس حالت میں مرجائے کہ اپنے زمانے کے امام کو نہ پہچانتا ہو وہ جاہلیت کی موت مرتا ہے۔"

یہ حدیث اس امر پر دلیل ہے کہ ہر زمانے میں ایک امام کا ہونا ضروری ہے اور چونکہ سابقہ حدیث کی رو سے ائمہ کی تعداد بارہ ہے اور اس تعداد کا اطلاق دوسرے قریشی خلفاء پر نہیں ہوتا لہذا ائمہ اثنا عشر کی امامت ثابت ہے۔

سیرت ائمہ کا مطالعہ کرنے والوں سے یہ بات پوشیدہ نہیں کہ تمام ائمہ علیہم السلام اپنے اپنے زمانے میں صفات کمالیہ و نفسیہ کے اعتبار سے یکتائے روزگار تھے۔ وہ علم' عبادت' سخاوت' زہد' تقویٰ قوت رائے اور بصیرت وغیرہ میں سب سے افضل تھے۔ انہوں نے کئی علوم ایجاد فرمائے اور ان کے اصحاب نے ان سے اخذ کردہ روایات کی مدد سے چھ ہزار سے زائد کتابیں تصنیف کیں۔ ان میں سے چار سو کتابیں مشہور ہوئیں جنہیں اصول اربعماۃ کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ صرف ابان بن تغلب نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے تیس ہزار احادیث نقل کی ہیں۔ حسن بن وشا جو حضرت امام علی رضا علیہ السلام کے اصحاب میں سے تھے کہتے ہیں کہ میں نے مسجد کوفہ میں نو سو شیوخ سے ملاقات کی جن میں سے ہر ایک یہ کہتا تھا کہ مجھ سے یہ حدیث حضرت جعفر بن محمدؑ نے بیان فرمائی ہے۔

اس سے واضح طور پر ثابت ہوتا ہے کہ ائمہ اثنا عشر علیہم السلام کے افضل اور امام برحق ہونے میں کسی شک و شبہ کی گنجائش نہیں۔

معاد

اجسام کے فنا ہو جانے کے بعد انہی اجسام کے دوبارہ وجود میں آنے کو معاد کہتے ہیں۔ قیامت میں خداوند عالم اجسام کو دوبارہ زندہ کرے گا تاکہ نیکوکاروں کو ان کی نیکی کی جزا اور بدکاروں کو ان کی بدی کی سزا دی جائے۔

خداوند عالم نے بندوں پر شرعی تکالیف واجب کی ہیں اور انہیں اوامر و نواہی کا پابند کیا ہے اس نے اطاعت پر ثواب اور معصیت پر عذاب کا وعدہ فرمایا ہے دنیا میں بے شمار مظالم ہوتے ہیں جن کا انصاف نہیں ہو پاتا اور انسان بہت سے ایسے گناہ کرتا ہے جن کی سزا اسے اس زندگی میں نہیں ملتی۔ اسی طرح اطاعت کا ثواب اور نیکی کی جزا بھی اس دنیا میں حاصل نہیں ہوتی لہٰذا اگر سزا جزا کا کوئی اہتمام نہ ہو تو تکلیف عبث قرار پاتی ہے اور ظلم کی شکل اختیار کر لیتی ہے کیونکہ بلا معاوضہ تکلیف دینا ظلم ہے علاوہ ازیں اس صورت میں خداوند عالم کی وعدہ خلافی لازم آتی ہے حالانکہ اس ذات اقدس سے نہ ہی ظلم اور وعدہ خلافی ممکن ہے اور نہ اس کا کوئی فعل عبث ہو سکتا ہے۔ لہٰذا حکمت الٰہی کا تقاضا ہی یہ ہے کہ ایک دن ایسا بھی ہو جب لوگوں کو محشور کیا جائے تاکہ ظالم سے مظلوم کا حق لیا جائے اور نیکوکاروں کو ان کے اچھے اعمال کی جزا اور بدکاروں کو ان کے افعال شنیعہ کی سزا دی جائے اسی دن کو یوم حشر، یوم جزا، یوم الدین، معاد اور قیامت کے ناموں سے یاد کیا جاتا ہے۔ یہ دن کب آئے گا اس کا علم صرف اللہ تعالیٰ کو ہے۔

قیامت کے برحق ہونے کی ایک دلیل یہ بھی ہے کہ خداوند عالم نے انسان میں عاقبت اندیشی کی خاصیت ودیعت فرمائی ہے جس سے ثابت ہوتا ہے کہ عاقبت واقعی ایک حقیقی چیز ہے اگر عاقبت کا کوئی وجود نہ ہوتا تو انسانی ذہن میں اس کا احساس پیدا کرنے کی ضرورت ہی نہ تھی۔ اس صورت میں انسان فکر و اندوہ سے بے نیاز بہائم کی طرح کھا پی کر پلتا بڑھتا اور بالآخر مرجاتا لیکن اس کی ایسی بے مقصد زندگی عبث قرار پائی اور **لقد خلقنا الانسان فی احسن تقویم** ۞ ایک لاحاصل فعل ٹھہرتا اور

چونکہ خدائے دانا و توانا عبث اور بے مقصد افعال سے پاک و پاکیزہ ہے لہذا ثابت ہوتا ہے کہ قیامت کا برپا ہونا تخلیق انسان کے مقصد کی تکمیل کے لیئے لازمی ہے۔

اب یہ سوال باقی رہ جاتا ہے کہ کیا گل سڑ کر خاک اور نیست و نابود شدہ انسان اجسام کا اپنی اصل شکل و صورت میں دوبارہ وجود پذیر ہونا ممکن ہے؟ اس کا جواب بالکل واضح ہے کہ چونکہ خداوند عالم ہر چیز پر قادر ہے لہذا اس کا انسان کو وجود ثانی بخشنا عین ممکن ہے چنانچہ قرآن مجید میں ارشاد ہوا ہے کہ:

وضرب لنا مثلاً ونسی خلقہ قال من یحی العظام وھی رمیم قل یحییھا الذی انشاھا اول مرۃ وھو بکل خلق علیم (سورۃ یٰسین: ۷۸ - ۷۹)۔

"یعنی ہماری نسبت باتیں بنانے لگا اور اپنی خلقت کی حالت کو بھول گیا اور کہنے لگا کہ جب یہ ہڈیاں گل سڑ کر خاک ہو جائیں گی تو پھر بھلا کون دوبارہ زندہ کر سکتا ہے۔ اے رسولؐ کہہ دو کہ وہی خداوند زندہ کریگا جس نے جب تم کچھ نہ تھے تمہیں پہلی مرتبہ زندہ کر دکھایا۔ وہ ہر طرح کی پیدائش سے واقف ہے۔"

قیامت پر ایمان رکھنا ہر مسلمان کے لیئے ضروری ہے اور دنیا و آخرت کی سعادت کا باعث بھی ہے کیونکہ یہ عقیدہ رکھنے والا گناہوں سے باز رہنے کی کوشش کرتا ہے اور اطاعت کی طرف راغب ہوتا ہے وہ عدل و انصاف کی راہ پر چلتا ہے دوسروں کے حقوق کی رعایت کرتا ہے۔ اخلاق حمیدہ سے متصف ہوتا ہے علم کے ذریعے کمال کے حصول کی کوشش کرتا ہے اور حتی الامکان نفس کو رذائل سے پاک رکھتا ہے۔

یہ بات قرآن مجید کی متعدد آیات' بے شمار احادیث اور پیشوایان دین کے اقوال سے واضح اور دین محمدیؐ کی ضروریات میں سے ہے کہ جس طرح قیامت پر ایمان رکھنا ضروری ہے اسی طرح ان تمام باتوں کا ماننا بھی لازم ہے جو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حیات بعد از ممات اور قیامت کے سلسلے میں بیان فرمائی ہیں مثلاً حساب قبر' اعمال ناموں کا ہاتھ میں آنا۔ اعضائے انسانی کا باتیں کرنا حساب محشر' صراط میزان ' شفاعت' جنت ' حوض ' جہنم وغیرہ ان سب منازل کی تفصیل متعلقہ دینی کتابوں میں درج ہے۔

علم دین کی اہمیت

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ○ والعصر ○ ان الانسان لفی خسر ○ الا الذین امنوا وعملوا الصالحات وتواصوا بالحق وتواصوا بالصبر (سورۃ العصر)۔

" قسم ہے عصر کی کہ انسان گھاٹے میں ہے مگر وہ لوگ جو ایمان لائے اور اچھے کام کرتے رہے اور ایک دوسرے کو حق اور صبر کی وصیت کرتے رہے۔"

ہمارے نزدیک حق یہ ہے کہ خداوند عالم نے ان حکیمانہ افعال کو کسی غرض و غایت کے پیش نظر انجام دیا ہے اور انسان چونکہ عالم سفلی کی اشرف المخلوقات میں سے ہے اس لیئے اس کی خلقت کی بھی کوئی غرض ضرور ہے اور وہ غرض انسان کے لیئے کوئی مضر چیز بھی نہیں ہو سکتی کیونکہ مضر کام جاہل یا محتاج ہی سے صادر ہو سکتا ہے اور خداوند عالم ان چیزوں سے بالاتر ہے لہٰذا وہ غرض کوئی مفید چیز ہونی چاہیۓ نیز یہ غرض خداوند عالم کی طرف عائد نہیں ہو سکتی کیونکہ وہ ذات اقدس تمام اغراض سے مستغنی ہے۔ لہٰذا لامحالہ تخلیق مخلوقات کی یہ غرض بندوں کی طرف عائد ہو گی اور چونکہ چند معمولی چیزوں کے سوا دنیوی حقیقی اغراض نہیں ہو سکتیں اس لیئے تخلیق مخلوقات کی غرض دنیوی بھی نہیں ہو سکتی اور چونکہ یہ غرض تمام مقاصد سے عظیم تر اور تمام نعمتوں سے نفیس تر ہے لہٰذا اس کا حصول ہر ایک کی دسترس میں نہیں ہے بلکہ وہی اسے حاصل کر سکتے ہیں جو اس کے مستحق ہوں اور کوئی شخص بغیر عمل کے کسی چیز کا مستحق نہیں ہو سکتا اور عمل کے لیئے ضروری ہے کہ وہ علم فقہ جانتا ہو لہٰذا علم فقہ کی ہمیں سب سے زیادہ ضرورت ہے (معالم الاصول)۔

حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا "علم دین حاصل کرنے' مصیبت پر صبر کرنے اور معاش میں میانہ روی اختیار کرنے میں کمال تام ہے"۔

حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے جابر سے فرمایا "اے جابر! کیا صرف یہ کہنا کہ ہم اہل بیت سے محبت رکھتے ہیں دعویٰ شیعیت کے لیئے کافی ہے؟ خدا کی قسم جب تک کوئی شخص اللہ سے نہ ڈرے اور اس کی اطاعت نہ کرے ہمارا شیعہ نہیں ہو سکتا اور اے جابر یہ تواضع و خشوع، ادائے امانت، کثرت ذکر خدا، روزہ، نماز، والدین سے نیکی ہمسایوں، فقیروں، مسکینوں، مقروضوں اور یتیموں سے حسن سلوک، قول میں صداقت، قرآن کی تلاوت، لوگوں کے بارے میں نیکی کے سوا کچھ نہ کہنے اور اپنے قبائل کی اشیاء میں امین ہونے کے بغیر نہیں ہو سکتا۔

جابر نے کہا" یابن رسول اللہ ! اس زمانے میں ایسا آدمی تو کوئی نظر نہیں آتا"۔ آپ نے فرمایا "اے جابر! مذاہب باطلہ تم کو مذہب حق سے نہ ہٹادیں۔ کیا ایک شخص کے لیئے یہ کہنا کافی ہے کہ میں علیؑ کو دوست رکھتا ہوں اور رسولؐ علیؑ سے بہتر ہیں؟ اگر اس کے بعد رسولؐ کی سیرت کی پیروی نہ کرے اور ان کی سنت پر عمل نہ ہو تو حضرت کی محبت اسے کچھ فائدہ نہ دے گی۔ اللہ سے ڈرو اور صحیح عمل کرو جو پیش خدا مقبول ہو۔ کسی شخص اور خدا کے درمیان قرابت نہیں ہے خدا کے نزدیک سب سے زیادہ محبوب و مکرم وہ ہے جو سب سے زیادہ پرہیز گار ہے اور عملاً اس کی زیادہ اطاعت کرنے والا ہے۔

اے جابر! اطاعت کے بغیر کوئی خدا کا مقرب نہیں بن سکتا۔ اس کے بغیر اس کا ہمارے ساتھ ہونا بھی ہمیں برداشت نہیں اور نہ خدا پر کوئی حجت ہے۔ جو اللہ کا مطیع ہے وہ ہمارا دوست ہے جو اللہ کا گنہگار ہے وہ ہمارا دشمن ہے عمل اور پرہیزگاری کے بغیر ہماری ولایت کو کوئی نہیں پا سکتا" (اصول کافی جلد نمبر۲ صفحہ ۷۴ حدیث ۳)

حضرت امام جعفر صادقؑ نے فرمایا " جب خدا کسی بندے سے نیکی کا ارادہ فرماتا ہے تو اسے علم دین عطا کرتا ہے۔" (اصول کافی جلد نمبر۲ صفحہ ۷۴ حدیث ۳)

حضرت امام جعفرصادقؑ نے فرمایا " میں اس بات کو پسند کرتا ہوں کہ میرے اصحاب کے سروں پر کوڑے مارے جائیں تاکہ وہ علم دین حاصل کریں۔" (اصول کافی جلد نمبر۱ صفحہ ۳۱ حدیث ۸)

حضرت امام جعفرصادقؑ نے فرمایا " حلال و حرام کے بارے میں ایک سچے شخص سے ایک حدیث سن لینا دنیا کے تمام سونے چاندی سے بہتر ہے۔" (المحاسن)۔

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے کسی نے عرض کیا کہ میرا ایک لڑکا ہے اور میں خواہش رکھتا ہوں کہ وہ آپ سے حلال و حرام کے بارے میں پوچھے اور جس چیز کی ضرورت نہ ہو وہ نہ پوچھے آپ نے فرمایا۔ "کیا لوگوں سے حرام اور حلال سے بہتر بھی کسی چیز کے بارے سوال کیا جاتا ہے؟" (المحاسن)

حضرت امام جعفرصادق علیہ السلام نے فرمایا " تمہارے اوپر علم دین حاصل کرنا لازم ہے اور تم بدوعرب نہ بنو کیونکہ وہ علم دین حاصل نہیں کرتے۔ تم ان میں سے نہ ہو ورنہ اللہ روز قیامت نظر رحمت نہ کرے گا اور کوئی عمل اس کے نزدیک پاکیزہ نہ ہو گا۔"

راوی کہتا ہے کہ میں نے حضرت امام جعفرصادق علیہ السلام سے عرض کیا کہ مجھے ان فرائض کے بارے میں بتا دیجئے جو بندوں پر واجب ہیں آپ نے فرمایا۔ " لاالہ الااللہ محمد رسول اللہ کی گواہی نماز پنج گانہ کا قیام۔ زکوٰۃ کی ادائیگی۔ حج ، رمضان کے روزے اور ولایت پس جو شخص ان فرائض پر عمل کرتا ہے، برائیوں سے باز رہتا ہے نیکیوں کو اختیار کرتا ہے اور ہر نشہ آور چیز سے پرہیز کرتا ہے وہ داخل جنت ہو گا۔" (الفقہ والمحاسن)

ابی اسامہ امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا۔ "تقویٰ، پرہیزگاری اور دین میں کوشش سچ بات کہنا امانت ادا کرنا، حسن خلق، پڑوسی سے نیکی اور نہ صرف زبان سے بلکہ اپنے عمل سے لوگوں کو دین کی طرف دعوت دینا اپنے اوپر لازم کرو۔ اپنے آئمہ کے لیئے زینت بنو اور ان کے لیئے باعث ننگ نہ بنو۔ اپنے رکوع اور سجود کو طول دو۔ جب تم انہیں طول دیتے ہو تو شیطان تمہارے پیچھے سے کہتا ہے "ہائے اس نے اطاعت کی اور میں نے نافرمانی کی اس نے سجدہ کیا اور میں نے سجدہ سے انکار کیا۔" (اصول کافی جلد نمبر۲ صفحہ ۷۷ حدیث ۹)

جو شخص نیکی کو پسند اور بدی کو ناپسند کرتا ہے وہ مومن ہے اور اگر کوئی شخص بدی کا مرتکب ہوتا ہے اور بعد میں اسے ندامت ہوتی ہے تو یہ توبہ ہے اور توبہ کرنے والا شفاعت اور مغفرت کا مستحق ہے اور جو شخص بدی کو ناپسند نہیں کرتا وہ مومن نہیں ہے اور جب وہ مومن نہیں ہے تو پھر وہ مستحق شفاعت بھی نہیں ہے۔

ابی بصیر کہتا ہے کہ میں حضرت امام جعفرصادق علیہ السلام کی شہادت پر ام حمیدہ کے پاس تعزیت

کے لیئے گیا تو وہ روئیں ان کے رونے پر میں بھی رویا۔ پھر انہوں کہا "اے ابو محمدؑ! اگر تو نے ابوعبداللہ کی شہادت کے موقع پر انہیں دیکھا ہوتا تو تو ایک عجیب چیز دیکھتا امام نے اپنی آنکھیں کھولیں اور فرمایا میرے تمام اقارب کو جمع کرو۔ چنانچہ ہم نے سب کو جمع کیا تو ان کی طرف نگاہ کر کے فرمایا "ہماری شفاعت نماز میں کاہلی کرنے والے کو نہیں پہنچے گی۔" (وسائل الشیعہ جلد ۳ صفحہ ۱۷)۔

تقلید

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ○ الحمد للہ رب العالمین' والصلوٰة والسلام علٰی اشرف الانبیاء والمرسلین ○ محمد وآلہ الطیبین الطاھرین ○ واللعنة الدائمة علٰی اعدائھم اجمعین من الآن الٰی قیام یوم الدین ○

حضرت امام حسنؑ عسکری کا ارشاد ہے :

" عوام کے لیئے ضروری ہے کہ فقہا یعنی احکام شریعت کو تفصیل و تحقیق کے ساتھ جاننے والوں میں سے جو شخص اپنے دین کی حفاظت کرنے والا ہو' اپنی نفسانی خواہشات کا تابع نہ ہو اور اپنے خدا اور رسولؐ کا فرمانبردار ہو اس کی تقلید کریں۔"

امام زمانہ حضرت حجت علیہ السلام کا فرمان ہے :

" زمانہ غیبت کبریٰ میں پیش آنے والے حالات کے سلسلے میں ہماری حدیثوں کو بیان کرنے والے علماء کی طرف رجوع کرو کیونکہ وہ میری طرف سے تم پر حجت ہیں اور میں اللہ کی جانب سے آپ پر حجت ہوں۔"

مندرجہ بالا احادیث مبارکہ کے پیش نظر ان تمام لوگوں پر جو درجہ اجتہاد پر فائز نہیں ہیں جامع الشرائط مجتہد کی تقلید کرنا واجب ہے' اس کے بغیر ان کی عبادات اور ایسے تمام اعمال جن میں تقلید ضروری ہے باطل ہوں گے۔

شریعت کے فروعی احکام قاعدوں کو تفصیلی دلیلوں سے جاننے کا نام اجتہاد ہے اور مجتہد کے بتائے ہوئے احکام کو بغیر دلیل کے جاننا اور بغرض عمل معلوم کرنا تقلید ہے۔ جو شخص رتبہ اجتہاد حاصل کرچکا ہو اس کیلئے تقلید جائز نہیں اور جو خود مجتہد نہ ہو اس پر تقلید واجب ہے۔ اجتہاد اور تقلید کے علاوہ

ایک تیسری صورت بھی ممکن ہے یعنی احتیاط پر عمل کیا جائے لیکن یہ ہر ایک کے بس کی بات نہیں۔ احتیاط پر وہی شخص عمل کر سکتا ہے جو اختلافی مسائل میں تمام مجتہدین کے احکام سے پوری طرح باخبر ہو اور ایسا طریقہ عمل اختیار کر سکے جس میں کامل جامعیت پائی جاتی ہو۔ ظاہر ہے کہ یہ کام بھی تقریباً اجتہاد ہی کی طرح دشوار اور مشکل ہے پس دوہی صورتیں باقی رہ جاتی ہیں یعنی ایک اجتہاد اور دوسری تقلید۔

احکام تقلید

ہر مسلمان کے لیئے لازم ہے کہ وہ اصول دین پر بر بنائے دلیل اعتقاد رکھتا ہو۔ اصول دین میں تقلید نہیں کر سکتا یعنی دلیل دریافت کیئے بغیر کسی کی کہی ہوئی بات کو قبول کرنا جائز نہیں۔ تاہم جہاں تک احکام دین کا تعلق ہے ضروری اور قطعی امور کے علاوہ جو مسائل پیدا ہو سکتے ہیں کسی شخص کے لیئے ان سے عہدہ برآ ہونے کی تین صورتیں ہیں۔

مسئلہ ۱ : اگر مجتہد ہو تو بر بنائے دلیل طے کرے کہ زیر نظر مسئلے کے بارے میں شرعی حکم کیا ہے؟

مسئلہ ۲ : مجتہد کی تقلید کرے یعنی دلیل طلب کیئے بغیر اس کے فتوے پر عمل کرے۔

مسئلہ ۳ : ازراہ احتیاط اپنا فریضہ یوں ادا کرے کہ اسے یقین ہو جائے کہ اس نے اپنی ذمہ داری پوری کر دی ہے مثلاً اگر چند مجتہد کسی عمل کو حرام قرار دیں اور چند دوسروں کا کہنا ہو کہ حرام نہیں ہے تو اس عمل سے باز رہے اور اگر کسی عمل کو بعض مجتہد واجب اور بعض مستحب گردانیں تو اسے بجا لائے۔ لہٰذا جو اشخاص نہ تو مجتہد ہوں اور نہ ہی احتیاط پر عمل پیرا ہو سکیں ان کے لیئے واجب ہے کہ مجتہد کی تقلید کریں۔

مسئلہ ۴ : احکام دین کے بارے میں تقلید کا مطلب یہ ہے کہ کسی مجتہد کے فتویٰ پر عمل کیا جائے۔ ضروری ہے کہ جس مجتہد کی تقلید کی جائے وہ مرد۔ بالغ، عاقل، شیعہ اثناعشری، حلال زادہ، زندہ اور عادل ہو۔ عادل وہ شخص ہے جو ان تمام اعمال کو بجا لائے جو اس پر واجب ہیں اور ان باتوں کو ترک

کر دے جو اس پر حرام ہیں۔ اور اس کے دل میں ایمان باخدا ورسول وخوف خدا اس طرح راسخ ہو جو کہ اس کو نیکیوں پر اکسائے اور برائیوں سے دور رکھے۔ عادل ہونے کی نشانی یہ ہے کہ وہ بظاہر ایک اچھا شخص ہو اور اگر اس کے اہل محلّہ یا ہمسایوں یا ان لوگوں سے اس کے بارے میں دریافت کیا جائے جو اس سے میل جول رکھتے ہوں تو وہ اس کی اچھائی کی تصدیق کریں۔

اگر درپیش مسائل کے بارے میں مجملاً" معلوم ہو کہ مجتہدین کے فتوے ان کے متعلق ایک دوسرے سے مختلف ہیں تو ضروری ہے کہ اس مجتہد کی تقلید کی جائے جو اعلم ہو یعنی اپنے زمانے کے دوسرے مجتہدوں کے مقابلے میں احکام الٰہی کو سمجھنے کی بہتر صلاحیت رکھتا ہو۔

مسئلہ ۵ : مجتہد اور اعلم کی پہچان تین طریقوں سے ہو سکتی ہے۔ اول یہ کہ ایک شخص خود صاحب علم ہو اور مجتہد اور اعلم کو پہچاننے کی صلاحیت رکھتا ہو۔ دوم یہ کہ دو اشخاص جو عالم اور عادل ہوں اور مجتہد اور اعلم کو پہچاننے کا ملکہ رکھتے ہوں کسی کے مجتہد یا اعلم ہونے کی تصدیق کریں بشرطیکہ دو اور عالم اور عادل اشخاص ان کی تردید نہ کریں اور بظاہر کسی کا مجتہد یا اعلم ہونا ایک قابل اعتماد شخص کے قول سے بھی ثابت ہو جاتا ہے۔ سوم یہ کہ کچھ اہل علم جو مجتہد اور اعلم کو پہچاننے کی صلاحیت رکھتے ہوں کسی کے مجتہد یا اعلم ہونے کی تصدیق کریں اور ان کی تصدیق سے انسان مطمئن ہو جائے۔

مسئلہ ۶ : اگر مجتہدوں کے فتوے مختلف ہونے کا مجملاً" علم ہو اور اعلم کا شناخت کرنا بھی مشکل ہو تو احتیاط کے مطابق عمل کرنا ضروری ہے اور اگر احتیاط ممکن نہ ہو تو اس شخص کی تقلید لازم ہے جس کے بارے میں اعلم ہونے کا گمان ہو بلکہ اگر ضعیف سا احتمال بھی اس امر کا ہو کہ ایک شخص اعلم ہے اور دوسرا اس کے مقابلے میں اعلم نہیں ہے تو اس کی تقلید کرنی چاہئے۔

مسئلہ ۷ : کسی مجتہد کا فتویٰ حاصل کرنے کے چار طریقے ہیں۔ اول خود مجتہد سے (اس کا فتویٰ) سننا' دوم ایسے دو عادل اشخاص سے سننا جو مجتہد کا فتویٰ بیان کریں۔ سوم (مجتہد کا فتویٰ کسی ایسے شخص سے سننا جس کے قول پر اطمینان ہو اور چہارم اس فتویٰ کا مجتہد کی مسائل کے بارے میں تحریر کردہ کتاب میں پڑھنا بشرطیکہ اس کتاب کے درست ہونے کے بارے میں اطمینان ہو۔

مسئلہ ۸ : جب تک انسان کو یہ یقین نہ ہو جائے کہ مجتہد کا فتویٰ تبدیل ہو چکا ہے وہ کتاب میں لکھے ہوئے فتویٰ پر عمل کر سکتا ہے اور اگر فتویٰ کے بدلے جانے کا احتمال ہو تو چھان بین ضروری

نہیں۔

مسئلہ ۹ : اگر مجتہد اعلم کوئی فتویٰ دے تو اس کا مقلد اس مسئلے کے بارے میں کسی دوسرے مجتہد کے فتویٰ پر عمل نہیں کر سکتا۔ تاہم اگر وہ (یعنی مجتہد اعلم) فتویٰ نہ دے بلکہ یہ فرمائے کہ احتیاط اس میں ہے کہ یوں عمل کیا جائے مثلاً یہ فرمائے کہ احتیاط اس میں ہے کہ نماز کی پہلی اور دوسری رکعت میں سورہ حمد کے بعد ایک اور پوری سورۃ پڑھے تو مقلد کو چاہئے کہ یا تو اس احتیاط پر (جسے احتیاط واجب کہتے ہیں) عمل کرے۔ یا کسی ایسے دوسرے مجتہد کے فتویٰ پر عمل کرے جس کی تقلید جائز ہو۔ پس اگر وہ (یعنی دوسرا مجتہد) فقط سورہ حمد کو کافی سمجھتا ہو تو دوسرا سورہ ترک کیا جا سکتا ہے۔ اگر مجتہد اعلم کسی مسئلے کے بارے میں یہ فرمائے کہ محل تامل یا محل اشکال ہے تو اس کا بھی یہی حکم ہے۔

مسئلہ ۱۰ : اگر مجتہد اعلم کسی مسئلے کے بارے میں فتویٰ دینے کے بعد یا اس سے پہلے احتیاط کرے مثلاً یہ فرمائے کہ نجس برتن ایسے پانی میں جس کی مقدار ایک کر کے برابر ہو ایک مرتبہ دھونے سے پاک ہو جاتا ہے اگرچہ احتیاط اس میں ہے کہ تین مرتبہ دھوئے تو مقلد اس امر کا مجاز ہے کہ احتیاط کو ترک کر دے۔ اس قسم کی احتیاط کو احتیاط مستحب کہتے ہیں۔

مسئلہ ۱۱ : اگر مرجع تقلید فوت ہو جائے تو اس کے مقلد پر واجب ہے کہ فوراً زندہ مجتہد اعلم کی تقلید کرے خواہ وہ مجتہد مردہ مجتہد کے علم میں برابر ہو یا کم ہو یا زیادہ ہو۔

مسئلہ ۱۲ : جن مسائل سے انسان کو عموماً سابقہ پڑتا ہے ان کا یاد کر لینا واجب ہے۔

مسئلہ ۱۳ : اگر کسی شخص کو کوئی ایسا مسئلہ پیش آئے جس کا حکم اسے معلوم نہ ہو تو لازم ہے کہ احتیاط کرے یا ان شرائط کے مطابق تقلید کرے جن کا ذکر اوپر آ چکا ہے لیکن اگر اسے اعلم اور غیر اعلم کی آراء کے مختلف ہونے کا مجملاً علم ہو اور معاملے کو ملتوی کرنا اور احتیاط پر عمل کرنا بھی ممکن نہ ہو اور اعلم تک رسائی بھی نہ ہو سکے تو غیر اعلم کی تقلید جائز ہے۔

مسئلہ ۱۴ : اگر کوئی شخص کسی مجتہد کا فتویٰ کسی دوسرے شخص کو بتائے لیکن مجتہد نے اپنا سابقہ فتویٰ بدل دیا ہو تو اس کے لیئے دوسرے شخص کو فتویٰ کی تبدیلی کی اطلاع دینا ضروری نہیں۔ لیکن اگر فتویٰ بتانے کے بعد یہ محسوس ہو کہ (فتویٰ بتانے میں) غلطی ہو گئی ہے تو جہاں تک ممکن ہو اس غلطی کا

ازالہ ضروری ہے۔

مسئلہ ۱۵ : اگر کوئی مکلف ایک مدت تک بغیر کسی کی تقلید کیئے اعمال بجا لاتا رہے لیکن بعد میں کسی مجتہد کی تقلید کر لے تو اس صورت میں اگر مجتہد اس کے گزشتہ اعمال کے بارے میں حکم لگائے کہ وہ صحیح ہیں تو وہ صحیح تصور ہوں گے ورنہ باطل شمار ہوں گے۔

احکام طہارت

۱۔ مطلق اور مضاف پانی

مسئلہ ۱۶ : پانی یا مطلق ہوتا ہے یا مضاف' مضاف پانی وہ ہوتا ہے جسے کسی چیز سے حاصل کیا جائے مثلاً تربوز کا پانی یا گلاب کا عرق' اس پانی کو بھی مضاف کہتے ہیں جو کسی دوسری چیز سے ملا ہوا ہو مثلاً وہ پانی جو اس حد تک مٹی وغیرہ سے ملا ہوا ہو کہ پھر اسے پانی نہ کہا جا سکے جیسے کیچڑ وغیرہ ان کے علاوہ جو پانی ہو اسے آب مطلق کہتے ہیں اور اس کی پانچ قسمیں ہیں۔ اول آب کر یعنی وہ پانی جس کی مقدار ایک کر کے برابر ہو۔ دوم آب قلیل (یعنی تھوڑا پانی)' سوم جاری پانی' چہارم بارش کا پانی اور پنجم کنویں کا پانی۔

۲۔ کر جتنا پانی

مسئلہ ۱۷ : جو پانی ایک ایسے برتن کو بھر دے جس کی لمبائی' چوڑائی اور گہرائی ساڑھے تین بالشت ہو اس کی مقدار ایک کر کے برابر سمجھی جاتی ہے۔ اتنے پانی کا وزن تقریباً ۳۹۰.۱۲۰ کیلو گرام ہوتا ہے۔

مسئلہ ۱۸ : اگر کوئی چیز عین نجس ہو مثلاً پیشاب یا خون یا وہ چیز جو نجس ہو گئی ہو جیسے کہ نجس لباس ایسے پانی میں گر جائے جس کی مقدار ایک کر کے برابر ہو اور اس کے نتیجے میں نجاست کی بو' رنگ یا ذائقہ پانی میں سرایت کر جائے تو پانی نجس ہو جائے گا لیکن اگر ایسی کوئی تبدیلی واقع نہ ہو تو نجس نہیں ہو گا۔

مسئلہ ۱۹ : اگر ایسے پانی کی بو' رنگ یا ذائقہ جس کی مقدار ایک کر کے برابر ہو نجاست کے علاوہ

کسی اور چیز سے تبدیل ہو جائے تو وہ پانی نجس نہیں ہو گا۔

مسئلہ ۲۰ : اگر کوئی چیز جو عین نجس ہو مثلاً خون ایسے پانی میں گرے جس کی مقدار ایک کر سے زیادہ ہو اور اس کی بو' رنگ یا ذائقہ تبدیل کر دے تو اس صورت میں اگر پانی کے اس حصے کی مقدار جس میں کوئی تبدیلی واقع نہیں ہوئی ایک کر سے کم ہو تو سارا پانی نجس ہو جائے گا لیکن اگر اس کی مقدار ایک کر یا اس سے زیادہ ہو تو صرف وہ حصہ نجس متصور ہو گا جس کی بو' رنگ یا ذائقہ تبدیل ہوا ہے۔

مسئلہ ۲۱ : اگر فوارے کا پانی (یعنی وہ پانی جو جوش مار کر فوارے کی شکل میں اچھلے) ایسے دوسرے پانی سے متصل ہو جس کی مقدار ایک کر کے برابر ہو تو فوارے کا پانی نجس پانی کو پاک کر دیتا ہے لیکن اگر نجس پانی پر فوارے کے پانی کا ایک ایک قطرہ گرے تو اسے پاک نہیں کرتا البتہ اگر فوارے کے سامنے کوئی چیز رکھ دی جائے جس کے نتیجے میں اس کا پانی قطرہ قطرہ ہونے سے پہلے نجس پانی سے متصل ہو جائے تو نجس پانی کو پاک کر دیتا ہے اور بہتر یہ ہے کہ فوارے کا پانی نجس پانی سے مخلوط ہو جائے۔

مسئلہ ۲۲ : اگر کسی نجس چیز کو ایک ایسے نل کے نیچے دھوئیں جو ایسے (پاک) پانی سے ملا ہوا ہو جس کی مقدار ایک کر کے برابر ہو اور اس چیز کی دھوون اس پانی سے متصل ہو جائے جس کی مقدار کر کے برابر ہو تو وہ دھوون پاک ہو گی بشرطیکہ اس میں نجاست کی بو' رنگ یا ذائقہ پیدا نہ ہو اور نہ ہی اس میں عین نجاست کی آمیزش ہو۔

مسئلہ ۲۳ : اگر آب کر (یعنی وہ پانی جس کی کم از کم مقدار کر ہو) کا کچھ حصہ جم کر برف بن جائے اور جو حصہ پانی کی شکل میں باقی رہے اس کی مقدار ایک کر سے کم ہو تو جوں ہی کوئی نجاست اس پانی کو چھوئے گی وہ نجس ہو جائے گا۔ اور برف پگھلنے پر جو پانی بنے گا وہ بھی نجس ہو گا۔

مسئلہ ۲۴ : اگر پانی کی مقدار ایک کر کے برابر ہو اور بعد میں شک ہو کہ آیا اب بھی کر کے برابر ہے یا نہیں تو اس کی حیثیت ایک کر پانی ہی کی ہو گی یعنی وہ نجاست کو بھی پاک کرے گا اور نجاست کے اتصال سے نجس بھی نہیں ہوگا۔ اس کے برعکس جو پانی ایک کر سے کم تھا اگر اس کے متعلق شک ہو کہ اب اس کی مقدار ایک کر کے برابر ہو گئی ہے یا نہیں تو اسے ایک کر سے کم ہی سمجھا

جائے گا۔

مسئلہ ۲۵ : پانی کا ایک کر کے برابر ہونا دو طریقوں سے ثابت ہو سکتا ہے۔ اول یہ کہ انسان کو خود اس بارے میں یقین ہو اور دوم یہ کہ دو عادل مرد اس بارے میں خبر دیں کہ پانی کی مقدار ایک کر کے برابر ہے بلکہ ایک مرد عادل یا کسی قابل اعتماد شخص کا کہنا بھی کافی ہے۔

۳۔ قلیل پانی

مسئلہ ۲۶ : آب قلیل یعنی تھوڑا پانی' وہ پانی ہے جو زمین سے نہ ابلے اور جس کی مقدار ایک کر سے کم ہو۔

مسئلہ ۲۷ : جب آب قلیل کسی نجس چیز پر گرے یا کوئی نجس چیز اس پر آن گرے تو پانی نجس ہو جائے گا۔ البتہ اگر پانی نجس چیز پر زور سے گرے تو اس کا جتنا حصہ اس نجس چیز سے مل جائے گا نجس ہو جائے گا لیکن باقی پاک ہو گا۔

مسئلہ ۲۸ : جو آب قلیل کسی چیز پر عین نجاست دور کرنے کے لیئے ڈالا جائے وہ نجاست سے جدا ہونے کے بعد نجس ہو جاتا ہے لیکن وہ آب قلیل جو عین نجاست کے الگ ہو جانے کے بعد نجس چیز کو پاک کرنے کے لیئے اس پر ڈالا جائے اس سے جدا ہو جانے کے بعد وہ بھی نجس ہو گا۔

مسئلہ ۲۹ : جس پانی سے پیشاب یا پاخانہ کے خارج ہونے کے مقامات دھوئے جائیں وہ گرنے والا پانی نجس ہے لیکن عادتاً" جسم پر رہ جانے والے قطرات اور رطوبت پاک ہے۔

۴۔ جاری پانی

جاری پانی وہ ہے جو زمین سے ابلے اور بہتا ہو بشرطیکہ اس کے پیچھے کم از کم ایک کر کی مقدار پانی ہمیشہ ذخیرہ رہے۔ مثلاً چشمے کا پانی یا کاریز کا پانی۔

مسئلہ ۳۰ : اگر نجاست جاری پانی سے آملے تو اس کی اتنی مقدار جس کی بو' رنگ یا ذائقہ نجاست کی وجہ سے بدل جائے نجس ہے۔ البتہ اس پانی کا وہ حصہ جو چشمے سے متصل ہو پاک ہے خواہ اس کی مقدار کر سے کم ہی کیوں نہ ہو ندی کی دوسری طرف کا پانی اگر ایک کر جتنا ہو یا اس پانی کے

ذریعے جس میں کوئی تبدیلی (بو' رنگ یا ذائقے کی) واقع نہیں ہوئی چشمے کی طرف کے پانی سے ملا ہوا ہو تو پاک ہے ورنہ نجس ہے۔

مسئلہ ۳۱ : اگر کسی چشمے کا پانی جاری نہ ہو لیکن صورت یہ ہو کہ اگر اس میں سے پانی نکال لیں تو دوبارہ اس کا پانی ابل پڑتا ہو تو وہ بھی جاری پانی کے حکم میں آتا ہے یعنی اگر نجاست اس سے آملے تو جب تک اس نجاست کی وجہ سے اس کی بو' رنگ یا ذائقہ بدل نہ جائے پاک ہے۔

مسئلہ ۳۲ : ندی یا نہر کے کنارے کا پانی جو ساکن ہو اور جاری پانی سے متصل ہو اس وقت تک نجس نہیں ہوتا جب تک کسی نجاست کے آملنے کی وجہ سے اس کی بو' رنگ یا ذائقہ تبدیل نہ ہو جائے۔

مسئلہ ۳۳ : اگر ایک ایسا چشمہ ہو مثال کے طور پر سردی میں ابل پڑتا ہو لیکن سردی اور گرمی (یہ دنوں لفظی محسوس ہوتی ہے) میں اس کا جوش ختم ہو جاتا ہو تو وہ اسی وقت جاری پانی کے حکم میں آئے گا جب اس کا پانی ابل پڑتا ہو۔

مسئلہ ۳۴ : اگر کسی حمام کے چوبچے کا پانی ایک کر سے کم ہو لیکن وہ پانی کے ایک ایسے ذخیرے سے متصل ہو جس کا پانی حوض کے پانی سے مل کر ایک کر بن جاتا ہو تو جب تک نجاست کے مل جانے سے اس کی بو' رنگ اور ذائقہ تبدیل نہ ہو جائے وہ نجس نہیں ہوتا۔

مسئلہ ۳۵ : حمام اور عمارات کے نلکوں کا پانی جو ٹونٹیوں اور شاور کے ذریعے بہتا ہے اگر اس حوض کے پانی سے مل کر جو ان نلکوں سے متصل ہو ایک کر کے برابر ہو جائے تو نلکوں کا پانی بھی کر کے برابر پانی کے حکم میں شامل ہو گا۔

مسئلہ ۳۶ : جو پانی زمین پر بہہ رہا ہو لیکن زمین سے نہ ابلتا ہو اگر وہ ایک کر سے کم ہو اور اس میں نجاست مل جائے تو وہ نجس ہو جائے گا لیکن اگر وہ پانی تیزی سے بہہ رہا ہو اور مثال کے طور پر اگر نجاست اس کے نچلے حصے کو لگے تو اس کا اوپر والا حصہ نجس نہیں ہو گا۔

۵- بارش کا پانی

مسئلہ ۳۷ : جو چیز نجس ہو اور عین نجاست اس میں نہ ہو اس پر جہاں جہاں بارش ہو جائے

پاک ہو جاتی ہے اور فرش اور لباس وغیرہ کا نچوڑنا بھی ضروری نہیں ہے۔ لیکن بارش کے دو تین قطرے کافی نہیں بلکہ اتنی بارش لازمی ہے کہ لوگ کہیں کہ بارش ہو رہی ہے۔

مسئلہ ۳۸ : اگر بارش کا پانی عین نجس پر برسے اور پھر دوسرے جگہ چھینٹے پڑیں لیکن عین نجاست اس میں شامل نہ ہو اور نجاست کی بو، رنگ یا ذائقہ بھی اس میں پیدا نہ ہوا ہو تو وہ پانی پاک ہے۔ پس اگر بارش کا پانی خون پر برسنے سے چھینٹے پڑیں اور ان میں خون کے ذرات شامل ہوں یا خون کی بو، رنگ یا ذائقہ پیدا ہو گیا ہو تو وہ پانی نجس ہو گا۔

مسئلہ ۳۹ : اگر مکان کی نچلی یا بالائی چھت پر عین نجاست موجود ہو تو بارش کے دوران جو پانی نجاست کو چھو کر نچلی چھت سے ٹپکے یا پرنالے سے گرے پاک ہے۔ لیکن جب بارش تھم جائے اور یہ بات علم میں آئے کہ اب جو پانی گر رہا ہے وہ کسی نجس چیز کو چھو کر آ رہا ہے تو وہ پانی نجس ہو گا۔

مسئلہ ۴۰ : جس نجس زمین پر بارش برس جائے پاک ہو جاتی ہے اور اگر بارش کا پانی زمین پر بہنے لگے اور نچلی چھت کے اس مقام پر جا پہنچے جو نجس ہے تو وہ جگہ بھی پاک ہو جائے گی بشرطیکہ ابھی بارش ہو رہی ہو۔

مسئلہ ۴۱ : جو نجس مٹی بارش کے ذریعے کیچڑ کی شکل اختیار کر لے وہ پاک ہو جاتی ہے۔ بشرطیکہ اس میں عین نجاست موجود نہ ہو۔

مسئلہ ۴۲ : اگر بارش کا پانی ایک جگہ جمع ہو جائے خواہ اس کی مقدار ایک کر سے کم ہی کیوں نہ ہو اور بارش برستے میں کوئی نجس چیز اس میں دھوئی جائے اور پانی نجاست کی بو رنگ یا ذائقہ قبول نہ کرے تو وہ نجس چیز پاک ہو جائیگی۔

مسئلہ ۴۳ : اگر نجس زمین پر بچھے ہوئے پاک فرش پر بارش برسے اور اس کا پانی نجس زمین پر بہنے لگے تو فرش بھی نجس نہیں ہو گا اور زمین بھی پاک ہو جائے گی۔

۶۔ کنویں کا پانی

مسئلہ ۴۴ : ایک ایسے کنویں کا پانی جو زمین سے ابلتا ہو اگرچہ مقدار میں ایک کر سے کم ہو

نجاست پڑنے سے اس وقت تک نجس نہیں ہو گا جب تک اس نجاست سے اس کی بو' رنگ یا ذائقہ تبدیل نہ ہو جائے لیکن مستحب یہ ہے کہ بعض نجاستوں کے گرنے پر کنویں سے اتنی مقدار میں پانی نکال دیں جو مفصل کتابوں میں درج ہے۔

مسئلہ ۴۵ : اگر کوئی نجاست کنویں میں گر جائے اور اس کے پانی کی بو' رنگ یا ذائقے کو تبدیل کر دے تو جب کنویں کے پانی میں پیدا شدہ یہ تبدیلی ختم ہو جائے گی پانی پاک ہو جائے گا اور ضروری ہے کہ یہ پانی کنویں کے سوتے سے ابلنے والے پانی میں مخلوط ہو جائے۔

مسئلہ ۴۶ : اگر بارش کا پانی ایک گڑھے میں جمع ہو جائے اور اس کی مقدار ایک کر سے کم ہو تو بارش تھمنے کے بعد نجاست کی آمیزش سے نجس ہو جائے گا۔

پانی کے احکام

مسئلہ ۴۷ : مضاف پانی کسی نجس چیز کو پاک نہیں کرتا اور نہ ہی ایسے پانی سے وضو اور غسل کرنا صحیح ہے۔

مسئلہ ۴۸ : مضاف پانی کی مقدار خواہ کتنی ہی زیادہ کیوں نہ ہو اگر اس میں نجاست کا ایک ذرہ بھی پڑ جائے تو نجس ہو جاتا ہے۔ البتہ اگر ایسا پانی کسی نجس چیز پر دھار کی صورت میں گرے تو اس کا جتنا پانی نجس چیز سے متصل ہو گا نجس ہو جائے گا اور جو متصل نہیں ہو گا وہ پاک ہو گا مثلاً اگر عرق گلاب کو گلابدان سے نجس ہاتھ پر چھڑکا جائے تو اس کا جتنا حصہ ہاتھ کو لگے گا نجس ہو گا اور جو نہیں لگے گا وہ پاک ہو گا۔

مسئلہ ۴۹ : اگر وہ مضاف پانی جو نجس ہو ایک کر کے برابر پانی یا جاری پانی سے یوں مل جائے کہ پھر اسے مضاف پانی نہ کہا جا سکے تو وہ پاک ہو جائے گا۔

مسئلہ ۵۰ : اگر ایک پانی مطلق تھا اور بعد میں اس کے بارے میں یہ معلوم نہ ہو کہ مضاف ہو جانے کی حد تک پہنچا ہے یا نہیں تو وہ مطلق پانی تصور ہو گا یعنی نجس چیز کو پاک کرے گا اور اس سے وضو اور غسل کرنا بھی صحیح ہو گا اور اگر پانی مضاف تھا اور یہ معلوم نہ ہو کہ وہ مطلق تھا یا نہیں تو وہ

مضاف متصور ہو گا یعنی کسی نجس چیز کو پاک نہیں کرے گا اور اس سے وضو اور غسل کرنا بھی صحیح نہیں۔

مسئلہ ۵۱ : ایسا پانی جس کے بارے میں یہ معلوم نہ ہو کہ مطلق ہے یا مضاف نجاست کو پاک نہیں کرتا اور اس سے وضو اور غسل کرنا بھی صحیح نہیں جونہی کوئی نجاست ایسے پانی سے آ ملتی ہے وہ نجس ہو جاتا ہے خواہ اس کی مقدار ایک کر یا اس سے زیادہ ہی کیوں نہ ہو۔

مسئلہ ۵۲ : ایسا پانی جس میں خون یا پیشاب جیسی عین نجاست آ پڑے اور اس کی بو' رنگ یا ذائقہ تبدیل کر دے نجس ہو جاتا ہے خواہ وہ ۔مقدار کر یا جاری پانی ہی کیوں نہ ہو۔ تاہم اگر اس پانی کی بو' رنگ یا ذائقہ کسی ایسی نجاست سے تبدیل ہو جو اس سے باہر ہے مثلاً قریب پڑے ہوئے مردار کی وجہ سے اس کی بو بدل جائے تو پھر وہ پانی نجس نہیں ہو گا۔

مسئلہ ۵۳ : وہ پانی جس میں عین نجاست مثل خون یا پیشاب گر جائے اور اس کی بو' رنگ یا ذائقہ تبدیل کر دے۔ اگر ۔مقدار کر یا جاری پانی سے متصل ہو جائے یا بارش کا پانی اس پر برس جائے یا ہوا بارش کا پانی اس پر گرائے یا بارش کا پانی اس دوران میں جب کہ مینہ پڑ رہا ہو پرنالے سے اس پر گرے اور ان تمام صورتوں میں اس میں واقع شدہ تبدیلی زائل ہو جائے تو ایسا پانی پاک ہو جاتا ہے لیکن احتیاط مستحب کی بنا پر چاہئے کہ بارش کا پانی ۔مقدار کر پانی یا جاری پانی اس میں مخلوط ہو جائے۔

مسئلہ ۵۴ : اگر کسی نجس چیز کو ۔مقدار کر پانی یا جاری پانی میں پاک کیا جائے تو وہ پانی جو باہر نکالنے کے بعد اس سے ٹپکے پاک ہو گا۔

مسئلہ ۵۵ : جو پانی پہلے پاک ہو اور یہ علم نہ ہو کہ بعد میں نجس ہوا یا نہیں وہ پاک ہے اور جو پانی پہلے نجس ہو اور معلوم نہ ہو کہ بعد میں پاک ہوا یا نہیں وہ نجس ہے۔

مسئلہ ۵۶ : کتے' سور اور کافر کا جوٹھا نجس ہے اور اس کا کھانا اور پینا حرام ہے۔ مگر حرام گوشت جانوروں کا جوٹھا پاک ہے اور بلی کے علاوہ اس قسم کے باقی تمام جانوروں کے جوٹھے کا کھانا اور پینا مکروہ ہے۔

بیت الخلاء کے احکام

مسئلہ ۵۷ : انسان پر واجب ہے کہ پیشاب اور پاخانہ پھرتے وقت اور دوسرے مواقع پر اپنی شرم گاہوں کو ان لوگوں سے جو بالغ ہوں خواہ وہ ماں اور بہن کی طرح اس کے محرم ہی کیوں نہ ہوں اور اسی طرح پاگل افراد اور ان بچوں سے جو اچھے برے کی تمیز رکھتے ہوں چھپا کر رکھے۔ لیکن بیوی اور شوہر کے لیئے اور ان لوگوں کے لیئے جو بیوی اور شوہر کے حکم میں آتے ہوں مثلاً کنیز اور اس کے مالک کے لیئے اپنی شرمگاہوں کو ایک دوسرے سے چھپانا لازم نہیں۔

مسئلہ ۵۸ : اپنی شرمگاہوں کو کسی مخصوص چیز سے ڈھانپنا لازم نہیں مثلاً اگر ہاتھ سے بھی ڈھانپ لیا جائے تو کافی ہے۔

مسئلہ ۵۹ : پیشاب یا پاخانہ کرتے وقت بدن کا اگلا حصہ یعنی پیٹ اور سینہ نہ رو بقبلہ ہونا چاہئے اور نہ پشت بقبلہ۔

مسئلہ ۶۰ : اگر پیشاب یا پاخانہ کرتے وقت کسی شخص کے بدن کا اگلا حصہ رو بقبلہ یا پشت بقبلہ ہو اور وہ اپنی شرمگاہ کو قبلے کی طرف سے موڑ لے تو یہ کافی نہیں ہے اور اگر اس کے بدن کا اگلا حصہ روبقبلہ یا پشت بقبلہ نہ ہو تو احتیاط واجب یہ ہے کہ شرمگاہ کو روبقبلہ یا پشت بقبلہ نہ موڑے۔

مسئلہ ۶۱ : اس بات میں احتیاط مستحب یہ ہے کہ استبراء کے موقع پر جس کے احکام بعد میں بیان کیئے جائیں گے اور پیشاب اور پاخانہ خارج ہونے کے مقامات کو پاک کرتے وقت بدن کا اگلا حصہ رو بقبلہ اور پشت بقبلہ نہ ہو۔

مسئلہ ۶۲ : اگر اس لیئے کہ نا محرم اسے نہ دیکھے روبقبلہ یا پشت بقبلہ بیٹھنے پر مجبور ہو تو بیٹھ جائے۔ اسی طرح اگر کسی اور وجہ سے روبقبلہ یا پشت بقبلہ بیٹھنے پر مجبور ہو تو بھی کوئی حرج نہیں۔

مسئلہ ۶۳ : احتیاط واجب یہ ہے کہ بچے کو رفع حاجت کے لیئے روبقبلہ یا پشت بقبلہ نہ بٹھائے۔ ہاں اگر بچہ خود ہی اس طرح بیٹھ جائے تو روکنا واجب نہیں۔

مسئلہ ۶۴ : چار جگہوں پر رفع حاجت حرام ہے۔

۱... بند گلیوں میں جب کہ صاحبان کوچہ نے اس کی اجازت نہ دی ہو۔

۲... کسی شخص کی زمین میں جب کہ اس نے رفع حاجت کی اجازت نہ دی ہو۔

۳... ان جگہوں میں جو چند مخصوص جماعتوں کے لیئے وقف ہوں مثلاً بعض مدرسے۔

۴... مومنین کی قبروں کے پاس جب کہ اس فعل سے ان کی بے حرمتی ہوتی ہو۔

یہی صورت ہر اس جگہ کی ہے جہاں رفع حاجت دین یا مذہب کی کسی مقدس چیز کی توہین کا موجب ہو۔

مسئلہ ۶۵ : تین صورتوں میں پاخانہ خارج ہونے کا مقام (مقعد) فقط پانی سے پاک ہوتا ہے۔

۱... پاخانے کے ساتھ کوئی اور نجاست مثلاً (خون) باہر آئی ہو۔

۲... کوئی بیرونی نجاست پاخانے کے مخرج پر لگ گئی ہو۔

۳... پاخانے کے مخرج کے اطراف معمول سے زیادہ آلودہ ہو گئے ہوں۔

○... ان تین صورتوں کے علاوہ پاخانے کے مخرج کو یا تو پانی سے دھویا جاسکتا ہے اور یا اس طریقے کے مطابق جو بعد میں بیان کیا جائے گا کپڑے یا پتھر وغیرہ سے بھی صاف کیا جا سکتا ہے اگرچہ پانی سے دھونا بہتر ہے۔

مسئلہ ۶۶ : پیشاب کا مخرج پانی کے علاوہ کسی چیز سے پاک نہیں ہوتا۔ اگر پانی بہ مقدار کر کے ہو یا جاری ہو تو پیشاب آنا ختم ہونے کے بعد ایک دفعہ دھونا کافی ہے لیکن آب قلیل سے دو مرتبہ دھونا واجب ہے اور بہتر یہ ہے کہ تین مرتبہ دھوئیں۔

مسئلہ ۶۷ : اگر مقعد کو پانی سے دھویا جائے تو ضروری ہے کہ پاخانے کا کوئی ذرہ باقی نہ رہے البتہ رنگ یا بو باقی رہ جائے تو کوئی حرج نہیں اور اگر پہلی بار ہی وہ مقام یوں دھل جائے کہ پاخانے کا کوئی ذرہ باقی نہ رہے تو دوبارہ دھونا لازم نہیں۔

مسئلہ ۶۸ : پتھر، ڈھیلا، کپڑا یا انہی جیسی دوسری چیزیں اگر خشک اور پاک ہوں تو ان سے پاخانہ خارج ہونے کے مقام کو پاک کیا جا سکتا ہے اور ان میں معمولی نمی بھی ہو جو پاخانہ خارج ہونے کے

رفع حاجت کے مستحبات اور مکروہات

مسئلہ ۷۹ : ہر شخص کے لیئے مستحب ہے کہ جب وہ رفع حاجت کے لیئے جائے تو ایسی جگہ پر بیٹھے جہاں اسے کوئی نہ دیکھے۔ بیت الخلاء میں داخل ہوتے وقت پہلے بایاں پاؤں اندر رکھے اور نکلتے وقت پہلے دایاں پاؤں باہر رکھے۔ یہ بھی مستحب ہے کہ رفع حاجت کے وقت سر ڈھانپ کر رکھے اور بدن کا بوجھ بائیں پاؤں پر ڈالے۔

مسئلہ ۸۰ : رفع حاجت کے وقت سورج اور چاند کی جانب منہ کر کے بیٹھنا مکروہ ہے لیکن اگر اپنی شرمگاہ کو کسی طرح ڈھانپ لے تو مکروہ نہیں ہے۔ علاوہ ازیں رفع حاجت کے لیئے ہوا کے رخ کے بالمقابل اور گلی کوچوں اور راستوں میں اور مکان کے دروازے کے سامنے اور میوہ دار درخت کے نیچے بیٹھنا بھی مکروہ ہے۔ اس حالت میں کوئی چیز کھانا یا زیادہ وقت لگانا یا دائیں ہاتھ سے طہارت کرنا بھی مکروہ ہے اور یہی صورت باتیں کرنے کی بھی ہے لیکن اگر مجبوری ہو یا ذکر خدا کرے تو کوئی حرج نہیں۔

مسئلہ ۸۱ : کھڑے ہو کر پیشاب کرنا اور سخت زمین پر یا جانوروں کے بلوں میں یا پانی میں بالخصوص ساکن پانی میں پیشاب کرنا مکروہ ہے۔

مسئلہ ۸۲ : پیشاب اور پاخانہ روکنا مکروہ ہے اور اگر بدن کے لیئے مکمل طور پر مضر ہو تو حرام ہے۔

مسئلہ ۸۳ : نماز سے پہلے سونے سے پہلے مباشرت کرنے سے پہلے اور منی کے اخراج کے بعد انسان کے لیئے پیشاب کرنا مستحب ہے۔

نجاستیں

مسئلہ : ۸۴ : دس چیزیں نجس ہیں یعنی ۔

(۱) پیشاب (۲) پاخانہ

(۳) منی (۴) مردار

(۵) خون (۶) کتا

(۷) سور (۸) کافر

(۹) شراب (۱۰) فقاع (خمر شعیر یا جو کی شراب)

۱-۲- پیشاب اور پاخانہ

مسئلہ ۸۵ : پیشاب اور پاخانہ انسان کا اور ہر اس حیوان کا جس کا گوشت حرام ہو اور اس کا خون رگوں میں رہتا ہو (یعنی اگر اس کی رگ کاٹی جائے تو خون اچھل کر نکلے نجس ہے) لیکن ان حیوانوں کا پیشاب اور پاخانہ پاک ہے جن کا گوشت حرام ہے۔ مگر ان کا خون رگوں میں نہیں ہوتا۔ (مثلاً وہ مچھلی جس کا گوشت حرام ہے) اور اس طرح گوشت نہ رکھنے والے چھوٹے حیوانوں مثلاً مچھر اور مکھی کا فضلہ بھی پاک ہے۔

مسئلہ ۸۶ : جن پرندوں کا گوشت حرام ہے ان کا پیشاب اور فضلہ پاک ہے۔ لیکن اس سے پرہیز بہتر ہے۔

مسئلہ ۸۷ : نجاست خور حیوان کا اور اس بھیڑ کا دودھ اور پاخانہ جس نے سورنی کا دودھ پیا ہو نجس ہے۔ اسی طرح اس حیوان کا پیشاب اور پاخانہ بھی نجس ہے جس سے کسی انسان نے بدفعلی کی ہو۔

۳- منی

مسئلہ ۸۸ : انسان کی اور ہر اس جانور کی منی نجس ہے جس کا خون رگوں میں رہتا ہو (ذبح ہوتے وقت اس کی شہ رگ سے) نکلے۔

۴- مردار

مسئلہ ۸۹ : انسان کی اور رگوں میں خون رکھنے والے ہر حیوان کی لاش نجس ہے خواہ وہ (قدرتی طور پر خود مرا ہو یا حیوان کی صورت میں) شرع کے مقرر کردہ طریقے کے علاوہ کسی طریقے سے ذبح کیا گیا ہو۔ مچھلی چونکہ رگوں میں خون نہیں رکھتی اس لیئے پانی میں بھی مرجائے تو پاک ہے۔

٦-٧- کتا اور سور

مسئلہ ۱۰٦ : وہ کتا اور سور جو خشکی میں رہتے ہیں نجس ہیں حتیٰ کہ ان کے بال، ہڈیاں، پنجے، ناخن اور رطوبتیں بھی نجس ہیں البتہ دریائی کتا اور سور پاک ہیں۔

۸- کافر

مسئلہ ۱۰۷ : کافر یعنی وہ شخص جو خدا، رسول اکرم ﷺ اور قیامت کا منکر ہو یا کسی کو خدا تعالیٰ کا شریک گردانتا ہو نجس ہے اور اسی طرح غلاۃ (یعنی وہ لوگ جو ائمہ علیہم السلام میں سے کسی کو خدا کہیں یا یہ کہیں کہ خدا فلاں امام میں سما گیا ہے اور خارجی اور ناصبی (یعنی وہ لوگ جو ائمہ سے دشمنی کا اظہار کریں) بھی نجس ہیں۔

اہل کتاب (یہودی اور عیسائی) بھی جو حضرت خاتم الانبیاء محمدؐ ابن عبداللہ ﷺ کی رسالت کا اقرار نہیں کرتے مشہور روایات کی بنا پر نجس ہیں اور ان سے بھی پرہیز لازم ہے۔ اور یہی کیفیت اس شخص کی ہے جو نبوت یا ضروریات دین یعنی ان چیزوں (مثلاً نماز اور روزہ) کا منکر ہو جائے جنہیں مسلمان دین اسلام کا جزو سمجھتے ہیں جبکہ وہ جانتا ہو کہ یہ چیزیں ضروریات دین میں سے ہیں۔

مسئلہ ۱۰۸ : کافر کا تمام بدن حتیٰ کہ اس کے بال، ناخن اور رطوبتیں بھی نجس ہیں۔

مسئلہ ۱۰۹ : اگر نابالغ بچے کے ماں باپ، دادی، دادا کافر ہوں تو وہ بچہ بھی نجس ہے۔ (بجز اس صورت کے کہ تمیز رکھتا ہو اور اسلام کا اظہار کرتا ہو) اور اگر ان میں سے (یعنی ماں باپ دادی دادا میں سے) ایک بھی مسلمان ہو تو بچہ پاک ہے۔

مسئلہ ۱۱۰ : اگر کسی شخص کے متعلق یہ علم نہ ہو کہ مسلمان ہے یا نہیں تو وہ پاک متصور ہوگا لیکن اس پر اسلام کے دوسرے احکام کا اطلاق نہیں ہوگا مثلاً نہ ہی وہ مسلمان عورت سے شادی کر سکتا ہے اور نہ ہی اسے مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کرنا چاہیے۔

مسئلہ ۱۱۱ : جو شخص بارہ اماموں میں سے کسی ایک کو بھی دشمنی کی بنا پر گالی دے وہ نجس ہے۔

مسئلہ ۶۴ : چار جگہوں پر رفع حاجت حرام ہے۔

۱... بند گلیوں میں جب کہ صاحبان کوچہ نے اس کی اجازت نہ دی ہو۔

۲... کسی شخص کی زمین میں جب کہ اس نے رفع حاجت کی اجازت نہ دی ہو۔

۳... ان جگہوں میں جو چند مخصوص جماعتوں کے لیئے وقف ہوں مثلاً بعض مدرسے۔

۴... مومنین کی قبروں کے پاس جب کہ اس فعل سے ان کی بے حرمتی ہوتی ہو۔

یہی صورت ہر اس جگہ کی ہے جہاں رفع حاجت دین یا مذہب کی کسی مقدس چیز کی توہین کا موجب ہو۔

مسئلہ ۶۵ : تین صورتوں میں پاخانہ خارج ہونے کا مقام (مقعد) فقط پانی سے پاک ہوتا ہے۔

۱... پاخانے کے ساتھ کوئی اور نجاست مثلاً (خون) باہر آئی ہو۔

۲... کوئی بیرونی نجاست پاخانے کے مخرج پر لگ گئی ہو۔

۳... پاخانے کے مخرج کے اطراف معمول سے زیادہ آلودہ ہو گئے ہوں۔

○... ان تین صورتوں کے علاوہ پاخانے کے مخرج کو یا تو پانی سے دھویا جاسکتا ہے اور یا اس طریقے کے مطابق جو بعد میں بیان کیا جائے گا کپڑے یا پتھر وغیرہ سے بھی صاف کیا جا سکتا ہے اگرچہ پانی سے دھونا بہتر ہے۔

مسئلہ ۶۶ : پیشاب کا مخرج پانی کے علاوہ کسی چیز سے پاک نہیں ہوتا۔ اگر پانی بہ مقدار کر کے ہو یا جاری ہو تو پیشاب آنا ختم ہونے کے بعد ایک دفعہ دھونا کافی ہے لیکن آب قلیل سے دو مرتبہ دھونا واجب ہے اور بہتر یہ ہے کہ تین مرتبہ دھوئیں۔

مسئلہ ۶۷ : اگر مقعد کو پانی سے دھویا جائے تو ضروری ہے کہ پاخانے کا کوئی ذرہ باقی نہ رہے البتہ رنگ یا بو باقی رہ جائے تو کوئی حرج نہیں اور اگر پہلی بار ہی وہ مقام یوں دھل جائے کہ پاخانے کا کوئی ذرہ باقی نہ رہے تو دوبارہ دھونا لازم نہیں۔

مسئلہ ۶۸ : پتھر، ڈھیلا، کپڑا یا انہی جیسی دوسری چیزیں اگر خشک اور پاک ہوں تو ان سے پاخانہ خارج ہونے کے مقام کو پاک کیا جا سکتا ہے اور ان میں معمولی نمی بھی ہو جو پاخانہ خارج ہونے کے

مقام تک نہ پہنچے تو کوئی حرج نہیں۔

مسئلہ ۶۹ : احتیاط واجب یہ ہے کہ پتھر، ڈھیلا یا کپڑا جس سے پاخانہ صاف کیا جائے اس کے تین ٹکڑے ہوں اور اگر تین ٹکڑوں سے صاف نہ ہو تو اتنے مزید ٹکڑوں کا اضافہ کرنا چاہئے کہ پاخانہ خارج ہونے کا مقام بالکل صاف ہو جائے البتہ اگر اتنے چھوٹے ذرے باقی رہ جائیں جو نظر نہ آئیں تو کوئی حرج نہیں ہے۔

مسئلہ ۷۰ : پاخانے کے مخرج کو ایسی چیزوں سے پاک کرنا حرام ہے جن کا احترام لازم ہو (مثلاً ایسا کاغذ جس پر اللہ تعالیٰ، انبیاء اور معصومین علیہم السلام کے نام لکھے ہوں) اور مخرج کے ہڈی یا گوبر سے پاک ہونے میں اشکال ہے۔

مسئلہ ۷۱ : اگر ایک شخص کو شک ہو کہ پاخانہ خارج ہونے کا مقام پاک کیا ہے یا نہیں تو اس پر لازم ہے کہ اسے پاک کرے اگرچہ پیشاب یا پاخانہ کرنے کے بعد وہ ہمیشہ متعلقہ مقام کو فوراً پاک کرتا ہو۔

مسئلہ ۷۲ : اگر کسی شخص کو نماز کے بعد شک گزرے کہ آیا نماز سے پہلے پیشاب یا پاخانہ خارج ہونے کا مقام پاک کیا تھا یا نہیں تو اس صورت میں جب احتمال ہو کہ نماز شروع کرنے سے پہلے (طہارت کی جانب) ملتفت تھا اس نے جو نماز ادا کی ہے وہ صحیح ہوگی لیکن آئندہ نمازوں کے لیئے اسے (متعلقہ مقامات کو) پاک کرنا چاہئے۔

استبراء

مسئلہ ۷۳ : استبراء ایک مستحب عمل ہے جو مرد پیشاب کر چکنے کے بعد اس غرض سے انجام دیتے ہیں کہ اس امر کا یقین ہو جائے کہ اب پیشاب نالی میں باقی نہیں رہا اس کی کئی ترکیبیں ہیں جن میں سے بہترین یہ ہے کہ پیشاب آنا بند ہو جانے کی بعد اگر پاخانہ کا مخرج نجس ہو گیا ہو تو پہلے اسے پاک کیا جائے اور اس کے بعد تین دفعہ بائیں ہاتھ کی درمیان والی انگلی کے ساتھ مقعد سے لے کر عضو تناسل کی جڑ تک سونتے اور اس کے بعد انگوٹھے کو عضو تناسل کے اوپر اور انگوٹھے کے ساتھ والی انگلی

کو اس کے نیچے رکھے اور تین بار ختنے کی جگہ تک سونتے اور پھر تین دفعہ حشفہ کو زور سے جھٹکے۔

مسئلہ ۷۴ : وہ پانی جو کبھی کبھی عورت سے ملاعبت یا ہنسی مذاق کرنے کے بعد انسان کے بدن سے خارج ہوتا ہے اسے مذی کہتے ہیں۔ اور وہ پاک ہے علاوہ ازیں وہ پانی جو کبھی کبھی منی کے بعد خارج ہوتا ہے جسے وذی کہا جاتا ہے یا وہ پانی جو بعض اوقات پیشاب کے بعد نکلتا ہے وہ ودی کہلاتا ہے پاک ہے بشرطیکہ اس میں پیشاب کی آمیزش نہ ہو اور جب انسان نے پیشاب کے بعد استبراء کیا ہوا اور اس کے بعد نمی خارج ہو جس کے بارے میں شک ہو کہ پیشاب ہے یا مذکورہ بالا تین پانیوں میں سے کوئی ایک ہو تو وہ بھی پاک ہے۔

مسئلہ ۷۵ : اگر کسی شخص کو شک ہو کہ استبراء کیا ہے یا نہیں اور اس کے بدن سے رطوبت خارج ہو جس کے بارے میں وہ نہ جانتا ہو کہ پاک ہے یا نہیں تو وہ نجس ہے اور اگر وہ وضو کر چکا ہو تو وہ بھی باطل ہو گا لیکن اگر اسے اس بارے میں شک ہو کہ جو استبراء اس نے کیا تھا وہ صحیح تھا یا نہیں اور اس دوران رطوبت اس کے بدن سے خارج ہو اور وہ نہ جانتا ہو کہ وہ رطوبت پاک ہے یا نہیں تو وہ پاک ہو گی اور اس سے وضو بھی باطل نہ ہو گا۔

مسئلہ ۷۶ : اگر کوئی شخص پیشاب کے بعد استبراء کر کے وضو کر لے اور اس کے بعد رطوبت خارج ہو جس کے بارے میں اس کا خیال ہو کہ یہ پیشاب ہے یا منی تو اس پر واجب ہے کہ احتیاطاً غسل کرے اور وضو بھی کرے البتہ اگر اس نے پہلے وضو نہ کیا ہو تو وضو کر لینا کافی ہے۔

مسئلہ ۷۷ : اگر کسی شخص نے استبراء نہ کیا ہو اور پیشاب کرنے کے بعد کافی وقت گزر جانے کی وجہ سے اسے یقین ہو کہ پیشاب نالی میں باقی نہیں رہا تھا اور اس دوران رطوبت خارج ہو اور اسے شک ہو کہ پاک ہے یا نہیں تو وہ رطوبت پاک ہو گی اور اس سے وضو بھی باطل نہیں ہو گا۔

مسئلہ ۷۸ : عورت کے لیئے پیشاب کے بعد استبراء نہیں ہے پس اگر کوئی رطوبت خارج ہو اور شک ہو کہ یہ پیشاب ہے یا نہیں تو وہ رطوبت پاک ہو گی اور وضو اور غسل کو بھی باطل نہیں کرے گی۔

رفع حاجت کے مستحبات اور مکروہات

مسئلہ ۷۹ : ہر شخص کے لیئے مستحب ہے کہ جب وہ رفع حاجت کے لیئے جائے تو ایسی جگہ پر بیٹھے جہاں اسے کوئی نہ دیکھے۔ بیت الخلاء میں داخل ہوتے وقت پہلے بایاں پاؤں اندر رکھے اور نکلتے وقت پہلے دایاں پاؤں باہر رکھے۔ یہ بھی مستحب ہے کہ رفع حاجت کے وقت سر ڈھانپ کر رکھے اور بدن کا بوجھ بائیں پاؤں پر ڈالے۔

مسئلہ ۸۰ : رفع حاجت کے وقت سورج اور چاند کی جانب منہ کر کے بیٹھنا مکروہ ہے لیکن اگر اپنی شرمگاہ کو کسی طرح ڈھانپ لے تو مکروہ نہیں ہے۔ علاوہ ازین رفع حاجت کے لیئے ہوا کے رخ کے بالمقابل اور گلی کوچوں اور راستوں میں اور مکان کے دروازے کے سامنے اور میوہ دار درخت کے نیچے بیٹھنا بھی مکروہ ہے۔ اس حالت میں کوئی چیز کھانا یا زیادہ وقت لگانا یا دائیں ہاتھ سے طہارت کرنا بھی مکروہ ہے اور یہی صورت باتیں کرنے کی بھی ہے لیکن اگر مجبوری ہو یا ذکر خدا کرے تو کوئی حرج نہیں۔

مسئلہ ۸۱ : کھڑے ہو کر پیشاب کرنا اور سخت زمین پر یا جانوروں کے بلوں میں یا پانی میں بالخصوص ساکن پانی میں پیشاب کرنا مکروہ ہے۔

مسئلہ ۸۲ : پیشاب اور پاخانہ روکنا مکروہ ہے اور اگر بدن کے لیئے مکمل طور پر مضر ہو تو حرام ہے۔

مسئلہ ۸۳ : نماز سے پہلے سونے سے پہلے مباشرت کرنے سے پہلے اور منی کے اخراج کے بعد انسان کے لیئے پیشاب کرنا مستحب ہے۔

نجاستیں

مسئلہ : ۸۴ : دس چیزیں نجس ہیں یعنی ۔

(۱) پیشاب (۲) پاخانہ

(۳) منی	(۴) مردار
(۵) خون	(۶) کتا
(۷) سور	(۸) کافر
(۹) شراب	(۱۰) فقاع (خمر شعیر یا جو کی شراب)

۱-۲- پیشاب اور پاخانہ

مسئلہ ۸۵ : پیشاب اور پاخانہ انسان کا اور ہر اس حیوان کا جس کا گوشت حرام ہو اور اس کا خون رگوں میں رہتا ہو (یعنی اگر اس کی رگ کاٹی جائے تو خون اچھل کر نکلے نجس ہے) لیکن ان حیوانوں کا پیشاب اور پاخانہ پاک، ہے جن کا گوشت حرام ہے۔ مگر ان کا خون رگوں میں نہیں ہوتا۔ (مثلاً وہ مچھلی جس کا گوشت حرام ہے) اور اس طرح گوشت نہ رکھنے والے چھوٹے حیوانوں مثلاً مچھر اور مکھی کا فضلہ بھی پاک ہے۔

مسئلہ ۸۶ : جن پرندوں کا گوشت حرام ہے ان کا پیشاب اور فضلہ پاک ہے۔ لیکن اس سے پرہیز بہتر ہے۔

مسئلہ ۸۷ : نجاست خور حیوان کا اور اس بھیڑ کا دودھ اور پاخانہ جس نے سورنی کا دودھ پیا ہو نجس ہے۔ اسی طرح اس حیوان کا پیشاب اور پاخانہ بھی نجس ہے جس سے کسی انسان نے بدفعلی کی ہو۔

۳- منی

مسئلہ ۸۸ : انسان کی اور ہر اس جانور کی منی نجس ہے جس کا خون رگوں میں رہتا ہو (ذبح ہوتے وقت اس کی شہ رگ سے) نکلے۔

۴- مردار

مسئلہ ۸۹ : انسان کی اور رگوں میں خون رکھنے والے ہر حیوان کی لاش نجس ہے خواہ وہ (قدرتی طور پر خود مرا ہو یا حیوان کی صورت میں) شرع کے مقرر کردہ طریقے کے علاوہ کسی طریقے سے ذبح کیا گیا ہو۔ مچھلی چونکہ رگوں میں خون نہیں رکھتی اس لیئے پانی میں بھی مرجائے تو پاک ہے۔

مسئلہ ۹۰ : لاش کے وہ اجزا جن میں جان نہیں ہوتی پاک ہیں (مثلاً پشم' بال' ہڈیاں اور دانت)۔

مسئلہ ۹۱ : جب کسی انسان یا رگوں میں خون رکھنے والے کسی حیوان کے بدن سے اس کی زندگی کے دوران میں گوشت یا کوئی دوسرا ایسا حصہ جس میں جان ہو جدا کر لیا جائے تو وہ نجس ہے۔

مسئلہ ۹۲ : اگر ہونٹوں یا کسی دوسری جگہ سے مہین کھال (پپڑی) اکھیڑ لی جائے تو وہ پاک ہے۔

مسئلہ ۹۳ : مردہ مرغی کے پیٹ سے جو انڈا نکلے اگر اس کا چھلکا سخت ہو گیا ہو تو پاک ہے لیکن اس کا چھلکا دھو لینا چاہئے۔

مسئلہ ۹۴ : اگر بھیڑ یا بکری کا بچہ چرنے کے قابل ہونے سے پہلے مر جائے تو وہ پنیر مایہ جو اس کے شیردان میں ہوتا ہے پاک ہے لیکن اسے باہر سے دھو لینا چاہئے۔

مسئلہ ۹۵ : بہنے والی دوائیاں' عطر' روغن (تیل' گھی) جوتوں کی پالش اور صابن جنہیں باہر سے درآمد کیا جاتا ہے اگر ان کی نجاست کے بارے میں یقین نہ ہو تو پاک ہیں۔

مسئلہ ۹۶ : گوشت' چربی اور چمڑا جس کے بارے میں احتمال ہو کہ کسی ایسے جانور کا ہے جسے احکام شرع کے مطابق ذبح کیا گیا ہے پاک ہے لیکن اگر یہ چیزیں کسی کافر سے لی گئی ہوں یا کسی ایسے مسلمان سے لی گئی ہوں جس نے کافر سے لی ہوں اور یہ تحقیق نہ کی ہو کہ آیا یہ کسی ایسے جانور کی ہیں جسے احکام شرع کے مطابق ذبح کیا گیا ہے یا نہیں تو ایسے گوشت اور چربی کا کھانا حرام ہے اور ایسے چمڑے پر نماز جائز نہیں ہے۔ البتہ اگر یہ چیزیں مسلمانوں کے بازار سے یا کسی مسلمان سے لی جائیں اور یہ معلوم نہ ہو کہ اس سے پہلے یہ کسی کافر سے حاصل کی گئی تھیں یا احتمال اس بات کا ہو کہ تحقیق کر لی گئی ہے تو خواہ کافر سے ہی لی جائیں اس چمڑے پر نماز پڑھنا اور اس گوشت اور چربی کا کھانا بھی جائز ہے۔

۵- خون

مسئلہ ۹۷ : انسان کا اور ہر اس حیوان کا خون جو رگوں میں خون رکھتا ہو نجس ہے پس ایسے

جانوروں (مثلاً مچھلی اور مچھر) کا خون جو رگوں میں خون نہیں رکھتے پاک ہے۔

مسئلہ ۹۸ : جن جانوروں کا گوشت حلال ہے اگر انہیں شرع کے مقرر کردہ قواعد کے مطابق ذبح کیا جائے اور معمول کے مطابق خون خارج ہو جائے تو جو خون بدن میں باقی رہ جائے وہ پاک ہے لیکن اگر (خارج ہونے والا) خون جانور کے سانس کھینچنے سے یا اس کا سر بلند جگہ پر ہونے کی وجہ سے بدن میں پلٹ جائے تو وہ خون نجس ہو گا۔

مسئلہ ۹۹ : مرغی کے جس انڈے میں خون کا ذرہ ہو اس سے احتیاط واجب کی بنا پر پرہیز کرنا چاہئے لیکن اگر خون زردی میں ہو تو جب تک اس کا نازک پردہ پھٹ نہ جائے سفیدی پاک ہو گی۔

مسئلہ ۱۰۰ : وہ خون جو بعض اوقات دودھ دوہتے ہوئے نظر آتا ہے نجس ہے اور دودھ کو نجس کر دیتا ہے۔

مسئلہ ۱۰۱ : اگر دانتوں کی ریخوں سے نکلنے والا خون لعاب دہن سے مخلوط ہو جانے پر ختم ہو جائے تو لعاب دہن سے پرہیز لازم نہیں ہے۔

مسئلہ ۱۰۲ : جو خون چوٹ لگنے کی وجہ سے ناخن یا کھال کی نیچے مر جائے اگر اس کی شکل ایسی ہو کہ لوگ اسے خون نہ کہیں تو پاک اور اگر خون کہیں تو نجس ہو گا۔ ایسی صورت میں جبکہ ناخن یا کھال میں سوراخ ہو جائے اگر خون کا نکالنا اور وضو یا غسل کی خاطر اس مقام کا پاک کرنا وقت طلب ہو تو تیمم کر لینا چاہئے۔

مسئلہ ۱۰۳ : اگر کسی شخص کو یہ پتہ نہ چلے کہ کھال کے نیچے خون مر گیا ہے یا چوٹ لگنے کی وجہ سے گوشت نے ایسی شکل اختیار کر لی ہے تو وہ پاک ہے۔

مسئلہ ۱۰۴ : اگر کھانا پکاتے ہوئے خون کا ایک ذرہ بھی اس میں گر جائے تو سارے کا سارا کھانا اور برتن نجس ہو جائے گا۔ ابال، حرارت اور آگ انہیں پاک نہیں کر سکتے۔

مسئلہ ۱۰۵ : جو زرد مادہ زخم کی حالت بہتر ہونے پر اس کی چاروں طرف پیدا ہو جاتا ہے اگر اس کے متعلق یہ معلوم نہ ہو کہ اس میں خون ملا ہوا ہے تو وہ پاک ہو گا۔

۶-۷- کتا اور سور

مسئلہ ۱۰۶ : وہ کتا اور سور جو خشکی میں رہتے ہیں نجس ہیں حتیٰ کہ ان کے بال، ہڈیاں، پنجے، ناخن اور رطوبتیں بھی نجس ہیں البتہ دریائی کتا اور سور پاک ہیں۔

۸- کافر

مسئلہ ۱۰۷ : کافر یعنی وہ شخص جو خدا، رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ اور قیامت کا منکر ہو یا کسی کو خدا تعالیٰ کا شریک گردانتا ہو نجس ہے اور اسی طرح غلاۃ (یعنی وہ لوگ جو ائمہ علیہم السلام میں سے کسی کو خدا کہیں یا یہ کہیں کہ خدا فلاں امام میں سما گیا ہے اور خارجی اور ناصبی (یعنی وہ لوگ جو ائمہ سے دشمنی کا اظہار کریں) بھی نجس ہیں۔

اہل کتاب (یہودی اور عیسائی) بھی جو حضرت خاتم الانبیاء محمدؐ ابن عبداللہ صلی اللہ علیہ وآلہ کی رسالت کا اقرار نہیں کرتے مشہور روایات کی بنا پر نجس ہیں اور ان سے بھی پرہیز لازم ہے۔ اور یہی کیفیت اس شخص کی ہے جو نبوت یا ضروریات دین یعنی ان چیزوں (مثلاً نماز اور روزہ) کا منکر ہو جائے جنہیں مسلمان دین اسلام کا جزو سمجھتے ہیں جبکہ وہ جانتا ہو کہ یہ چیزیں ضروریات دین میں سے ہیں۔

مسئلہ ۱۰۸ : کافر کا تمام بدن حتیٰ کہ اس کے بال، ناخن اور رطوبتیں بھی نجس ہیں۔

مسئلہ ۱۰۹ : اگر نابالغ بچے کے ماں باپ، دادی، دادا کافر ہوں تو وہ بچہ بھی نجس ہے۔ (بجز اس صورت کے کہ تمیز رکھتا ہو اور اسلام کا اظہار کرتا ہو) اور اگر ان میں سے (یعنی ماں باپ دادی دادا میں سے) ایک بھی مسلمان ہو تو بچہ پاک ہے۔

مسئلہ ۱۱۰ : اگر کسی شخص کے متعلق یہ علم نہ ہو کہ مسلمان ہے یا نہیں تو وہ پاک متصور ہو گا لیکن اس پر اسلام کے دوسرے احکام کا اطلاق نہیں ہو گا مثلاً نہ ہی وہ مسلمان عورت سے شادی کر سکتا ہے اور نہ ہی اسے مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کرنا چاہئے۔

مسئلہ ۱۱۱ : جو شخص بارہ اماموں میں سے کسی ایک کو بھی دشمنی کی بنا پر گالی دے وہ نجس ہے۔

۹۔ شراب

مسئلہ ۱۱۲ : شراب اور نشہ آور نبیذ نجس ہے اور اس بنا پر ہر وہ چیز بھی جو انسان کو مست کردے اور خود بخود بہنے والی ہو نجس ہے اور اگر بہنے والی نہ ہو (مثلاً بھنگ اور چرس) تو پاک ہے خواہ اس میں ایسی چیز ڈال دیں جو بہنے والی ہو۔ لیکن ہر قسم کی منشیات کا کھانا پینا اور استعمال نشے کیلئے حرام ہے۔

مسئلہ ۱۱۳ : سپرٹ صنعتی الکحل (جو دروازے، میزیں، کرسیاں وغیرہ رنگنے کے لیئے استعمال ہوتی ہے) کی تمام قسمیں نجس ہیں۔

مسئلہ ۱۱۴ : اگر انگور اور انگور کا رس خود بخود یا پکانے پر ابل جائیں تو نجس ہیں اور ان کا کھانا پینا حرام ہے۔

مسئلہ ۱۱۵ : کھجور منقی کشمش اور ان کا شیرہ خواہ خمیر ابل جائے تو بھی پاک ہیں اور ان کا کھانا حلال ہے لیکن اگر ان سے نشہ پیدا ہو تو نجس اور حرام ہیں۔

۱۰۔ فقاع (جو کی شراب)

مسئلہ ۱۱۶ : فقاع جو کہ جو سے تیار ہوتی ہے اور اسے آب جو کہتے ہیں نجس ہے اور غیر فقاع مثلاً وہ پانی جو طب کے قاعدے کے مطابق جو سے حاصل کیا جاتا ہے اور ماء الشعیر کہلاتا ہے پاک ہے۔

مسئلہ ۱۱۷ : جو شخص فعل حرام سے جنب ہوا ہو اس کا پسینہ پاک ہے اور حالت حیض میں رمضان المبارک کے دنوں میں بیوی سے صحبت کرنا بھی حرام سے جنب ہونے کا حکم رکھتا ہے۔

مسئلہ ۱۱۸ : نجاست کھانے والے اونٹ کا پسینہ اور ہر اس حیوان کا پسینہ جسے انسانی نجاست کھانے کی عادت ہو پاک ہے۔

نجاست ثابت ہونے کے طریقے

مسئلہ ۱۱۹ : ہر چیز کی نجاست تین طریقوں سے ثابت ہوتی ہے۔

اول : یہ کہ خود انسان کو یقین ہو کہ فلاں چیز نجس ہے۔ اگر کسی چیز کے متعلق محض گمان ہو

کہ نجس ہے تو اس سے پرہیز کرنا لازم نہیں۔ لہٰذا قہوہ خانوں اور ہوٹلوں میں جہاں لاپروا لوگ اور ایسے اشخاص کھاتے پیتے ہیں جو نجاست اور طہارت کا لحاظ نہیں کرتے کھانا کھانے کی صورت یہ ہے کہ جب تک انسان کو یقین نہ ہو کہ جو کھانا اس کے لیئے لایا گیا ہے وہ نجس ہے اسے استعمال کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

دوم : یہ کہ جس شخص کے اختیار میں کوئی چیز ہو وہ موثق شخص کے بارے میں کہے کہ نجس ہے مثلاً کسی شخص کی بیوی کو نوکر یا ملازمہ کہے کہ برتن یا کوئی دوسری چیز جو اس کی اختیار میں ہے نجس ہے۔

سوم : اگر دو عادل مرد کہیں کہ ایک چیز نجس ہے تو وہ نجس ہو گی بلکہ اگر ایک عادل شخص یا ایک قابل اعتماد شخص جو خواہ عادل نہ بھی ہو کسی چیز کے بارے میں کہے کہ نجس ہے تو اس چیز سے اجتناب برتنا چاہئے۔

مسئلہ ۱۲۰ : اگر کوئی شخص مسئلے سے عدم واقفیت کی بنا پر یہ نہ جان پائے کہ ایک چیز نجس ہے یا پاک مثلاً اسے یہ علم نہ ہو کہ چوہے کی مینگنی پاک ہے یا نہیں تو اسے چاہیئے کہ مسئلہ پوچھ لے۔ لیکن اگر مسئلہ جانتا ہو اور کسی چیز کے بارے میں اسے شک ہو کہ پاک ہے یا نہیں مثلاً اسے شک ہو کہ وہ چیز خون ہے یا نہیں یا یہ نہ جانتا ہو کہ مچھر کا خون ہے یا انسان کا تو وہ چیز پاک ہو گی اور اس کے بارے میں چھان بین کرنا یا پوچھنا لازم نہیں۔

مسئلہ ۱۲۱ : اگر کسی نجس چیز کے بارے میں شک ہو کہ بعد میں پاک ہوئی ہے یا نہیں تو وہ نجس ہے۔ اگر کسی پاک چیز کے بارے میں شک ہو کہ بعد میں نجس ہو گئی ہے یا نہیں تو وہ پاک ہے۔ اگر کوئی شخص ان چیزوں کے نجس یا پاک ہونے کے متعلق پتہ چلا بھی سکتا ہو تو تحقیق ضروری نہیں ہے۔

مسئلہ ۱۲۲ : اگر کوئی شخص جانتا ہو کہ جو دو برتن یا دو کپڑے وہ استعمال کرتا ہے ان میں سے ایک نجس ہو گیا ہے لیکن اسے یہ علم نہ ہو کہ ان میں سے کون سا نجس ہوا ہے تو اسے دونوں سے اجتناب کرنا چاہئے اور مثال کے طور پر اگر یہ نہ جانتا ہو کہ خود اس کا کپڑا نجس ہوا ہے یا کسی دوسرے کا جو اس کے زیر استعمال نہیں ہے اور کسی دوسرے شخص کی ملکیت ہے تو یہ ضروری نہیں کہ اپنے کپڑے سے اجتناب کرے۔

پاک چیز نجس کیسے ہوتی ہے

مسئلہ ۱۲۳ : اگر ایک پاک چیز ایک نجس چیز سے متصل ہو جائے اور دونوں میں سے ایک اس قدر تر ہو کہ ایک کی رطوبت دوسری تک پہنچ جائے تو ان چیزوں کو نجس کر دے گی اور اگر وہ اسی رطوبت کے ساتھ کسی تیسری چیز کے ساتھ لگ جائے تو اسے بھی نجس کر دیتی ہے۔ (مثال) اگر دایاں ہاتھ پیشاب سے نجس ہو جائے اور پھر یہ تر ہاتھ بائیں ہاتھ سے مس ہو جائے تو بایاں ہاتھ نجس ہو جائے گا اور بایاں ہاتھ کسی اور چیز سے لگے اور تری متصل ہو جائے تو اس چیز کو نجس کر دے گا۔ لیکن اگر تری اتنی کم ہو کہ دوسری چیز کو نہ لگے تو پاک چیز نجس نہیں ہو گی خواہ وہ عین نجس کو ہی کیوں نہ لگی ہو۔

مسئلہ ۱۲۴ : اگر کوئی پاک چیز کسی نجس چیز کو لگ جائے اور ان دونوں یا کسی ایک کے تر ہونے کے متعلق شک ہو تو پاک چیز نجس نہیں ہوتی۔

مسئلہ ۱۲۵ : اگر دو چیزوں کے بارے میں یہ علم نہ ہو کہ ان میں سے کونسی پاک ہے اور کونسی نجس اور ان میں سے کسی ایک کے ساتھ ایک پاک اور تر چیز چھو جائے تو وہ نجس نہیں ہو گی۔

مسئلہ ۱۲۶ : اگر زمین اور کپڑا یا انہی جیسی اور چیزیں تر ہوں تو ان کے جس حصے کو نجاست لگے گی وہ نجس ہو جائے گا اور باقی حصہ پاک رہے گا۔

مسئلہ ۱۲۷ : جب شیرے، تیل، گھی یا ایسی ہی کسی اور چیز کی صورت ایسی ہو کہ اگر اس کی کچھ مقدار نکال لی جائے تو اس کی جگہ خالی نہ رہے تو جوں ہی وہ ذرہ بھر بھی نجس ہو گا سارے کا سارا نجس ہو جائے گا لیکن اگر اس کی صورت منجمد ہونے کی وجہ سے ایسی ہو کہ نکالنے کے مقام پر جگہ خالی رہے (اگرچہ بعد میں پر ہی ہو جائے) تو صرف وہی حصہ نجس ہو گا جسے نجاست لگی ہے لہذا اگر چوہے کی مینگنی اس میں گر جائے۔ جہاں وہ مینگنی گری ہے وہ جگہ نجس ہے اتنی مقدار چیز نکال لینے کے بعد باقی سب پاک ہے۔

مسئلہ ۱۲۸ : اگر مکھی یا ایسا ہی کوئی اور جاندار ایک ایسی تر چیز پر بیٹھے جو نجس ہو اور بعد ازاں

ایک تر پاک چیز پر جا بیٹھے اور یہ علم ہو جائے کہ اس جاندار کے ساتھ نجاست تھی تو پاک چیز نجس ہو جائے گی اور اگر علم نہ ہو تو پاک رہے گی۔

مسئلہ ۱۲۹ : اگر بدن کے کسی حصے پر پسینہ ہو اور وہ حصہ نجس ہو جائے اور پھر پسینہ بہہ کر بدن کے دوسرے حصوں تک چلا جائے تو جہاں جہاں پسینہ بہے گا بدن کے وہ حصے نجس ہو جائیں گے لیکن اگر پسینہ آگے نہ بہے تو باقی بدن پاک رہے گا۔

مسئلہ ۱۳۰ : جو اخلاط ناک یا گلے سے خارج ہوتی ہیں اگر ان میں خون ہو تو وہ مقام جہاں خون ہو گا نجس اور باقی حصہ پاک ہو گا لہٰذا اگر یہ اخلاط ناک یا ہونٹوں کے باہر لگ جائیں تو بدن کے جس مقام کے باقی میں شک ہو کہ وہاں (اخلاط کا) نجاست والا حصہ پہنچا ہے یا نہیں وہ پاک ہو گا۔

مسئلہ ۱۳۱ : اگر ایک ایسا لوٹا جس کے پیندے میں سوراخ ہو نجس زمین پر رکھ دیا جائے اور اس کا پانی بہنا بند ہو جائے اور جو پانی اس کے نیچے جمع ہو گیا ہو وہ اس کے اندر والے پانی سے مل کر یکجان ہو جائے تو لوٹے کا پانی نجس ہو جائیگا لیکن اگر لوٹے کا پانی بہتا رہے تو نجس نہیں ہو گا۔

مسئلہ ۱۳۲ : اگر کوئی چیز بدن میں داخل ہو کر نجاست سے جا ملے لیکن بدن سے باہر آنے پر نجاست سے آلودہ نہ ہو تو وہ چیز پاک ہے۔ چنانچہ اگر انیما کا سامان یا اس کا پانی پاخانہ کے مخرج میں داخل کیا جائے یا سوئی' چاقو یا کوئی اور ایسی چیز بدن میں چبھ جائے اور باہر نکلنے پر نجاست سے آلودہ نہ ہو تو نجس نہیں ہے۔ اگر تھوک اور ناک کا پانی جسم کی اندر خون سے جا ملے لیکن باہر نکلنے پر خون آلودہ نہ ہو تو اس کی صورت بھی ایسی ہی ہو گی۔

احکام نجاسات

مسئلہ ۱۳۳ : قرآن مجید کی تحریر کو نجس کرنا بلاشبہ حرام ہے اور اگر نجس ہو جائے تو فوراً پانی سے دھونا واجب ہے۔ تحریر کے علاوہ قرآن کا کوئی حصہ نجس ہو جائے تو احتیاط واجب کی بنا پر کلام پاک کو پاک کرنا واجب ہے۔

مسئلہ ۱۳۴ : اگر قرآن مجید کی جلد نجس ہو جائے اور اس سے قرآن مجید کی بے حرمتی ہو تو جلد

کو پانی سے دھونا چاہئے۔

مسئلہ ۱۳۵ : قرآن مجید کو کسی عین نجاست مثلاً خون یا مردار پر رکھنا اسے نجس کرنے کا حکم رکھتا ہے خواہ وہ عین نجاست خشک ہی کیوں نہ ہو۔

مسئلہ ۱۳۶ : قرآن مجید کو نجس روشنائی سے لکھنا خواہ ایک حرف ہی کیوں نہ ہو اسے نجس کرنے کا حکم رکھتا ہے اگر لکھا جا چکا ہو تو اسے پانی سے دھو ڈالنا چاہئے یا چھیل کر مٹا ڈالنا چاہئے۔

مسئلہ ۱۳۷ : اگر کافر کو قرآن مجید دینا بے حرمتی کا موجب ہو تو حرام ہے اور اس سے قرآن مجید لے لینا واجب ہے۔

مسئلہ ۱۳۸ : اگر قرآن مجید کا ورق یا کوئی ایسی چیز جس کا احترام ضروری ہو (مثلاً کاغذ جس پر اللہ تعالیٰ کا یا پیغمبر یا امام کا نام لکھا ہو) بیت الخلاء میں گر جائے تو اس کا باہر نکالنا اور اسے دھونا واجب ہے خواہ اس پر کچھ رقم ہی کیوں نہ خرچ کرنی پڑے اور اگر اس کا باہر نکالنا ممکن نہ ہو تو اس وقت تک اس بیت الخلاء کو استعمال نہیں کرنا چاہئے جب تک یہ یقین نہ ہو جائے کہ وہ گل کر ختم ہو گیا ہے۔ اسی طرح اگر خاک شفا بیت الخلاء میں گر جائے اور اس کا نکالنا ممکن نہ ہو تو جب تک یقین نہ ہو جائے کہ وہ بالکل ختم ہو چکی ہے بیت الخلاء کو استعمال نہیں کرنا چاہئے۔

مسئلہ ۱۳۹ : نجس چیز کا کھانا پینا یا کسی دوسرے کو کھلانا پلانا حرام ہے اور بطور احتیاط واجب بچے یا دیوانے شخص کو بھی کھلانا پلانا جائز نہیں ہے اور اگر بچہ یا دیوانہ شخص نجس غذا کھائے پئے یا نجس ہاتھ سے غذا کو نجس کر دے تو اسے روکنا قطعاً ضروری نہیں۔

مسئلہ ۱۴۰ : اگر ایک نجس چیز دھوئی جا سکتی ہو تو خواہ وہ کھانے کی چیز ہی کیوں نہ ہو اسے بیچنے یا ادھار دینے وقت دوسرے فریق کو اس کی نجس ہونے کے بارے میں بتا دینے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

مسئلہ ۱۴۱ : اگر ایک شخص کسی دوسرے کو نجس چیز کھاتے یا نجس لباس سے نماز پڑھتے دیکھے تو اسے اس بارے میں کچھ کہنا ضروری نہیں۔

مسئلہ ۱۴۲ : اگر کسی کے گھر کا کوئی حصہ یا فرش نجس ہو اور وہ دیکھے کہ اس کے گھر آنے والوں

کا بدن، لباس یا کوئی اور چیز تری کے ساتھ نجس جگہ سے جا لگی ہے اور ممکن ہو کہ نجاست کھانے پینے کی چیزوں میں سرایت کر جائے گی تو ان لوگوں کو اس بارے میں آگاہ کر دینا ضروری ہے۔

مسئلہ ۱۴۳ : اگر میزبان کو کھانا کھانے کے دوران پتہ چلے کہ غذا نجس ہے تو اس کے لئے ضروری ہے کہ مہمانوں کو اس کے متعلق آگاہ کر دے لیکن اگر مہمانوں میں سے کسی کو اس بات کا علم ہو جائے تو اس کے لئے دوسروں کو بتانا ضروری نہیں۔ البتہ اگر وہ ان کے ساتھ یوں گھل مل کر رہتا ہو کہ اس بات کا امکان ہو کہ ان لوگوں کے نجس ہونے کی وجہ سے وہ خود بھی نجس ہو جائے گا تو اسے چاہئے کہ کھانا کھا چکنے کے بعد انہیں اطلاع دے دے۔

مسئلہ ۱۴۴ : اگر کسی سے وقتی طور پر لی ہوئی چیز نجس ہو جائے اور اس کا مالک اسے ایسے کاموں میں استعمال کرتا ہو جن میں اس کا پاک ہونا ضروری ہو (مثلاً ایسے برتن جو کھانے پینے میں استعمال ہوتے ہوں) تو لینے والے پر واجب ہے کہ مالک کو اس کے نجس ہو جانے کے متعلق بتا دے۔ لیکن اگر اس چیز کی نوعیت لباس کی ہو تو اس کے نجس ہونے کی اطلاع مالک کو دینا ضروری نہیں خواہ یہ علم کیوں نہ ہو کہ وہ اس لباس کے ساتھ نماز پڑھتا ہے کیونکہ نماز میں لباس کا پاک ہونا واقعی شرط نہیں ہے۔

مسئلہ ۱۴۵ : اگر بچہ کہے کہ کوئی چیز نجس ہے یا یہ کہ اس نے کسی چیز کو دھولیا ہے تو اس کی بات پر اعتبار نہیں کرنا چاہئے لیکن اگر بچے کی عمر مکلف ہونے کے قریب ہو اور وہ کہے کہ اس نے ایک چیز پانی سے دھوئی ہے جبکہ وہ چیز اس کے استعمال میں ہو یا وہ بچہ اعتماد کے قابل ہو تو اس کی بات قبول کر لینی چاہئے ورنہ اس کی بھی یہی صورت ہے۔

مطہرات

مسئلہ ۱۴۶ : بارہ چیزیں ایسی ہیں جو نجاست کو پاک کرتی ہیں اور انہیں مطہرات کہا جاتا ہے۔

۱... پانی

۲... زمین

۳... سورج

۴... استحالہ

۵... انقلاب

۶... انتقال

۷... اسلام

۸... تبعیت

۹... عین نجاست کا زائل ہو جانا

۱۰... نجاست کھانے والے حیوان کا استبراء

۱۱... مسلمان کا غائب ہو جانا

۱۲... ذبح کیئے گئے جانور کے بدن سے بقدر معمول خون کا نکل جانا۔ ان مطہرات کے بارے میں مفصل احکام آئندہ مسائل میں بیان کیئے جائیں گے۔

۱- پانی

مسئلہ ۱۴۷ : پانی چار شرطوں کے ساتھ نجس چیز کو پاک کرتا ہے۔

۱... پانی مطلق ہو۔ مضاف پانی مثلاً عرق گلاب یا عرق بید وغیرہ سے نجس چیز پاک نہیں ہوتی۔

۲... پانی پاک ہو۔

۳... نجس چیز کو دھونے کے دوران میں پانی مضاف نہ بن جائے۔ جب کسی چیز کو پاک کرنے کے لئے پانی سے دھویا جائے اور اس کے بعد مزید دھونا ضروری نہ ہو تو یہ بھی لازم ہے کہ اس پانی میں نجاست کی بو' رنگ یا ذائقہ موجود نہ ہو۔ لیکن اگر دھونے کی صورت اس سے مختلف ہو (یعنی وہ آخری دھونا نہ ہو) اور پانی کی بو' رنگ یا ذائقہ تبدیل ہو جائے تو اس میں کوئی حرج نہیں۔ مثلاً اگر کوئی چیز کر کے برابر پانی یا آب قلیل سے دھوئی جائے اور اسے دو مرتبہ دھونا ضروری ہو تو خواہ پانی کی بو' رنگ یا ذائقہ پہلی دفعہ دھونے کے وقت بدل جائے لیکن دوسری دفعہ استعمال کیئے جانے والے پانی میں ایسی کوئی تبدیلی رونما نہ ہو تو وہ چیز پاک ہو جائے گی۔

۴... نجس چیز کو پانی سے دھونے کے بعد اس میں عین نجاست باقی نہ رہے۔ نجس چیز کو آب

قلیل یعنی ایک کر سے کم پانی سے پاک کرنے کی کچھ اور شرائط بھی ہیں جن کا ذکر بعد میں کیا جا رہا ہے۔

مسئلہ ۱۴۸ : نجس برتن کو آب قلیل سے تین بار دھونا چاہئے لیکن ایک کر کے برابر پانی یا جاری پانی سے ایک مرتبہ دھونا کافی ہے لیکن جس برتن سے کتے نے پانی یا کوئی اور بہنے والی چیز پی ہو اس میں پہلے مٹی (جو بنابر احتیاط پاک ہونی چاہئے) ڈال کر مناسب مقدار میں پاک پانی ملانا چاہئے اور برتن کو مانجھنا چاہئے پھر اس پر پانی ڈالنا چاہئے تاکہ مٹی خارج ہو جائے۔ اس کی بعد ایک کر کے برابر پانی یا جاری پانی سے ایک دفعہ یا آب قلیل سے دو دفعہ دھونا چاہئے۔

اسی طرح اگر کتے نے کسی برتن کو چاٹا ہو تو احتیاط واجب کی بنا پر اسے دھونے سے پہلے مانجھ لینا چاہئے۔ البتہ اگر کتے کے منہ کا پانی کسی برتن میں گر جائے تو مٹی سے مانجھنا ضروری نہیں ہے۔

مسئلہ ۱۴۹ : جس برتن میں کتے نے منہ ڈالا ہے اگر اس کا منہ تنگ ہو تو اس میں مٹی اور مناسب مقدار میں پانی ڈال کر خوب ہلائیں تاکہ مٹی ساری برتن کے اندر لگ جائے' اس کے بعد اسے اسی ترتیب کی مطابق دھوئیں جس کا ذکر اوپر ہو چکا ہے۔

مسئلہ ۱۵۰ : اگر کسی برتن کو سور چاٹے یا اس میں سے کوئی بہنے والی چیز پی لے اس برتن میں جنگلی چوہا مر گیا ہو تو اسے آب قلیل یا ایک کر کے برابر پانی یا جاری پانی سے سات مرتبہ دھونا چاہئے لیکن مٹی سے مانجھنا ضروری نہیں ہے۔

مسئلہ ۱۵۱ : جو برتن شراب سے نجس ہو گیا ہو اسے تین مرتبہ دھونا چاہئے۔ اس بارے میں آب قلیل' کر کے برابر پانی یا جاری پانی کی کوئی تخصیص نہیں۔

مسئلہ ۱۵۲ : اگر ایک ایسے برتن کو جو نجس مٹی سے تیار ہوا ہو یا جس میں نجس پانی سرایت کر گیا ہو کر کے برابر پانی یا جاری پانی میں ڈال دیا جائے تو جہاں جہاں وہ پانی پہنچے گا برتن پاک ہو جائے گا اور اگر اس برتن کے اندرونی اجزاء کو بھی پاک کرنا مقصود ہو تو اسے کر برابر پانی یا جاری پانی میں اتنی دیر تک پڑے رہنے دینا چاہئے کہ پانی تمام برتن میں سرایت کر جائے اور اگر اس برتن میں کوئی ایسی چکناہٹ ہو جو پانی کے اندرونی حصوں تک پہنچنے میں مانع ہو تو پہلے اسے خشک کر لینا چاہئے اور پھر برتن کو کر برابر

پانی یا جاری پانی میں ڈال دینا چاہئے۔

مسئلہ ۱۵۳ : نجس برتن کو آب قلیل سے دو طرح دھویا جاسکتا ہے۔ ایک طریقہ تو یہ ہے کہ برتن کو تین دفعہ بھرا جائے اور ہر دفعہ خالی کر دیا جائے اور دوسرا طریقہ یہ ہے کہ برتن میں تین دفعہ مناسب مقدار میں پانی ڈالیں اور ہر دفعہ پانی کو یوں گھمائیں کہ وہ تمام نجس مقامات تک پہنچ جائے اور پھر اسے گرا دیں۔

مسئلہ ۱۵۴ : اگر ایک بڑا برتن مثلاً دیگ یا مٹکا نجس ہو جائے تو تین دفعہ پانی سے بھرنے اور ہر دفعہ خالی کر دینے کے بعد پاک ہو جاتا ہے۔ اسی طرح اگر اس میں تین دفعہ اوپر سے اس طرح پانی ڈالیں کہ اس کی تمام اطراف تک پہنچ جائے اور ہر دفعہ اس کی تہہ میں جو پانی جمع ہو جائے اسے نکال دیں تو برتن پاک ہو جائے گا۔ اور یہ بھی واجب ہے کہ دوسری اور تیسری بار جس برتن کے ذریعے پانی باہر نکالا جائے اسے دھولیا جائے۔

مسئلہ ۱۵۵ : اگر نجس تانبے وغیرہ کو پگھلا کر پانی سے دھو لیا جائے تو اس کا ظاہری حصہ پاک ہو جائے گا۔

مسئلہ ۱۵۶ : اگر تنور پیشاب سے نجس ہو جائے اور اس میں اوپر سے یوں پانی ڈالا جائے کہ اس کی تمام اطراف تک پہنچ جائے اور یہ عمل دو دفعہ کیا جائے تو تنور پاک ہو جائے گا۔ اور اگر تنور پیشاب کے علاوہ کسی اور چیز سے نجس ہوا ہو تو نجاست دور کرنے کے بعد مذکورہ طریقے کے مطابق ایک دفعہ پانی ڈالنا کافی ہے۔ اور بہتر یہ ہے کہ تنور کی تہہ میں ایک گڑھا کھود لیا جائے جس میں پانی جمع ہو سکے۔ پھر اس پانی کو نکال لیا جائے اور گڑھے کو پاک مٹی سے پر کر دیا جائے۔

مسئلہ ۱۵۷ : اگر کسی نجس چیز کو کر کے برابر پانی یا جاری پانی میں ایک دفعہ یوں ڈبو دیا جائے کہ پانی اس کے تمام نجس مقامات تک پہنچ جائے تو وہ چیز پاک ہو جائے گی اور فرش اور لباس وغیرہ کو پاک کرنے کے لیئے اسے نچوڑنا اور اسی طرح سے ملنا یا پاؤں سے رگڑنا بھی ضروری ہے۔ اور اگر لباس وغیرہ پیشاب سے نجس ہو گیا ہو تو اسے کر برابر پانی میں دو دفعہ دھونا لازم ہے۔

مسئلہ ۱۵۸ : اگر کسی ایسی چیز کو جو پیشاب سے نجس ہو گئی ہو آب قلیل سے دھونا مقصود ہو تو

اس پر ایک دفعہ پانی ڈالیں جو بہہ جائے اور پیشاب بھی اس چیز میں باقی نہ رہے تو پھر دوسری دفعہ پانی ڈالنے پر وہ چیز پاک ہو جائے گی لیکن جہاں تک لباس' فرش اور ان سے ملتی جلتی چیزوں کا تعلق ہے انہیں ہر دفعہ پانی ڈالنے کے بعد نچوڑنا چاہئے تاکہ غسالہ (دھوون) ان میں سے نکل جائے (غسالہ اس پانی کو کہتے ہیں جو کسی دھوئی جانے والی چیز سے دھلنے کے دوران یا دھل چکنے کے بعد خود بخود یا نچوڑنے سے نکلتا ہے)

مسئلہ ۱۵۹ : جو چیز ایک شیرخوار بچے کے پیشاب سے (جس نے دودھ کی علاوہ کوئی غذا کھانی شروع نہ کی ہو) نجس ہو جائے تو اس پر ایک دفعہ اس طرح پانی ڈالا جائے کہ تمام نجس مقامات پر پہنچ جائے۔ یوں پانی ڈالنے سے وہ چیز پاک ہو جائے گی لیکن احتیاط مستحب یہ ہے کہ مزید ایک بار اس پر پانی ڈالا جائے۔ لباس اور فرش وغیرہ کو نچوڑنا ضروری نہیں۔

مسئلہ ۱۶۰ : اگر کوئی چیز پیشاب کے علاوہ کسی نجاست سے نجس ہو جائے تو وہ نجاست دور کرنے کے بعد ایک دفعہ اس طرح پانی ڈالنے سے کہ اس چیز کے تمام نجس مقامات تک پہنچ جائے اور پھر بہہ جائے پاک ہو جاتی ہے البتہ لباس اور اس سے ملتی جلتی چیزوں کو نچوڑ لینا چاہئے تاکہ ان کا دھوون نکل جائے۔

مسئلہ ۱۶۱ : اگر کسی ایسی چٹائی کو پاک کرنا مقصود ہو جو دھاگوں سے بنی ہو تو جس طرح بھی ممکن ہو اس کا نچوڑنا ضروری ہے (خواہ اس میں پاؤں ہی کیوں نہ چلانے پڑیں) تاکہ اس کا دھوون الگ ہو جائے۔

مسئلہ ۱۶۲ : اگر گندم' چاول' صابن وغیرہ کا اوپر والا حصہ نجس ہو جائے تو وہ کر برابر پانی یا جاری پانی میں ڈبونے سے پاک ہو جائے گا لیکن اگر ان کا اندرونی حصہ نجس ہو جائے تو اس پاک کرنے کا وہی طریقہ ہے جو نجس شدہ مٹی کا برتن پاک کرنے کا ہے۔

مسئلہ ۱۶۳ : اگر کسی شخص کو اس بارے میں شک ہو کہ نجس پانی صابن کے اندرونی حصے تک سرائیت کر گیا ہے یا نہیں تو وہ حصہ پاک ہو گا۔

مسئلہ ۱۶۴ : اگر چاول یا گوشت یا ایسی ہی کسی چیز کا ظاہری حصہ نجس ہو جائے تو پیالے یا اس

کے مثل کسی چیز میں رکھ کر تین دفعہ اس پر پانی گرانے اور پھر پھینک دینے کے بعد وہ چیز پاک ہو جاتی ہے اور وہ برتن بھی پاک رہتا ہے لیکن اگر لباس یا کسی دوسری ایسی چیز کو برتن میں ڈال کر پاک کرنا مقصود ہو جس کا نچوڑنا لازم ہے تو جتنی بار اس پر پانی گرایا جائے اسے نچوڑنا چاہیے اور برتن کو ٹیڑھا کرنا چاہئے تاکہ جو دھوون اس میں جمع ہو گیا ہو وہ بہہ جائے۔

مسئلہ ۱۶۵ : اگر کسی نجس لباس کو جو نیل یا اس جیسی کسی اور چیز سے رنگا گیا ہو کر برابر پانی یا جاری پانی میں ڈبویا جائے یا آب قلیل سے دھویا جائے اور نچوڑنے پر اس میں سے مضاف پانی نہ نکلے تو وہ لباس پاک ہو جاتا ہے۔

مسئلہ ۱۶۶ : اگر کپڑے کو کر برابر پانی یا جاری پانی میں دھویا جائے اور مثال کے طور پر بعد میں سڑی ہوئی مٹی کپڑے میں نظر آ جائے اور یہ احتمال نہ ہو کہ اس کی وجہ سے پانی کپڑے کے اندر پہنچنے میں رکاوٹ پیدا ہوئی ہے تو وہ کپڑا پاک ہے۔

مسئلہ ۱۶۷ : اگر لباس یا اس سے ملتی جلتی چیز کے دھونے کے بعد مٹی کا ریزہ یا اشنان اس میں نظر آئے تو وہ پاک ہے لیکن اگر نجس پانی مٹی یا اشنان میں سرایت کر گیا ہو تو مٹی اور اشنان کا اوپر والا حصہ پاک اور اس کا اندرونی حصہ نجس ہو گا۔

(نوٹ) اشنان ایک قسم کی گھاس ہے جو کپڑے کو صابن کی طرح دھو کر صاف کرتی ہے۔

مسئلہ ۱۶۸ : جب تک عین نجاست کسی نجس چیز سے الگ نہ ہو وہ پاک نہیں ہوگی لیکن اگر بو یا رنگ اس میں باقی رہ جائے تو کوئی حرج نہیں۔ لہٰذا اگر خون لباس پر سے ہٹا دیا جائے اور لباس دھو لیا جائے اور خون کا رنگ لباس پر باقی بھی رہ جائے تو لباس پاک ہو گا لیکن اگر بو یا رنگ کی وجہ سے یہ یقین یا احتمال پیدا ہو کہ نجاست کے ذرے اس میں باقی رہ گئے ہیں تو وہ نجس ہو گی۔

مسئلہ ۱۶۹ : اگر کر برابر پانی یا جاری پانی میں بدن کی نجاست دور کر لی جائے تو بدن پاک ہو جاتا ہے اور پانی سے نکل آنے کے بعد دوبارہ اس میں داخل ہونا ضروری نہیں۔ اگر نجس غذا دانتوں کی ریخوں میں رہ جائے۔ اور پانی منہ میں بھر کر یوں گھمایا جائے کہ تمام نجس غذا تک پہنچ جائے تو وہ غذا پاک ہو جاتی ہے۔

مسئلہ ۱۷۰ : اگر سر یا چہرے کے بالوں کو آب قلیل سے دھویا جائے تو ان سے غسالہ (دھوون) جدا کرنے کے لیئے انہیں نچوڑنا ضروری نہیں۔

مسئلہ ۱۷۱ : اگر بدن یا لباس کا کوئی حصہ آب قلیل سے دھویا جائے تو نجس مقام کے پاک ہونے سے اس مقام سے متصل وہ جگہیں بھی پاک ہو جائیں گی جن تک دھوتے وقت عموماً پانی پہنچ جاتا ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ ادھر ادھر کے مقامات کو علیحدہ دھونا ضروری نہیں بلکہ وہ مقامات اور وہ جگہ جو نجس ہے دھونے سے اکٹھے پاک ہو جاتے ہیں اور اگر ایک پاک چیز ایک نجس چیز کے برابر رکھ دیں اور دونوں پر پانی ڈالیں تو اس کی بھی یہی صورت ہے۔ لہٰذا اگر ایک نجس انگلی کو پاک کرنے کے لیئے سب انگلیوں پر پانی ڈالیں اور نجس پانی سب انگلیوں تک پہنچ جائے تو نجس انگلی کے پاک ہونے پر تمام انگلیاں پاک ہو جائیں گی۔

مسئلہ ۱۷۲ : جو گوشت یا چربی نجس ہو جائے دوسری چیزوں کی طرح پانی سے دھوئی جا سکتی ہے۔ یہی صورت اس بدن یا لباس کی ہے جس پر تھوڑی بہت چکنائی ہو جو پانی کو بدن یا لباس تک پہنچنے سے نہ روکے۔

مسئلہ ۱۷۳ : اگر برتن یا بدن نجس ہو جائے اور بعد میں اتنا چکنا ہو جائے کہ پانی اس تک نہ پہنچ سکے اور برتن یا بدن کو پاک کرنا مقصود ہو تو پہلے چکنائی دور کرنی چاہئے تاکہ پانی ان تک (یعنی برتن یا بدن تک) پہنچ سکے۔

مسئلہ ۱۷۴ : جو نل کر برابر پانی سے متصل ہو وہ کر برابر پانی کا حکم رکھتا ہے۔

مسئلہ ۱۷۵ : اگر کسی چیز کو دھویا جائے اور یقین ہو جائے کہ پاک ہو گئی ہے لیکن بعد میں شک گزرے کہ عین نجاست اس سے دور ہوئی ہے یا نہیں تو ضروری ہے کہ اسے دوبارہ پانی سے دھویا جائے اور یقین کر لیا جائے کہ عین نجاست دور ہو گئی ہے۔

مسئلہ ۱۷۶ : وہ زمین جس میں پانی جذب ہو جاتا ہو مثلاً ایسی زمین جس کی سطح ریت یا بجری پر مشتمل ہو اگر نجس ہو جائے تو آب قلیل سے پاک ہو جاتی ہے۔ لیکن اس سے غسالہ الگ ہو جائے ورنہ اس کا صرف ظاہری حصہ پاک ہو گا۔

مسئلہ ۱۷۷ : اگر وہ زمین جس کا فرش پتھر یا اینٹوں کا ہو یا دوسری سخت زمین جس میں پانی جذب نہ ہوتا ہو نجس ہو جائے تو آب قلیل سے پاک ہو سکتی ہے لیکن ضروری ہے کہ اس پر اتنا پانی گرایا جائے کہ بہنے لگے لیکن اس کا غسالہ نجس ہو گا لہٰذا بہتر یہ ہے کہ آب جاری یا آب کثیر کو استعمال کیا جائے۔

مسئلہ ۱۷۸ : اگر پہاڑی نمک یا اسی جیسی کوئی اور چیز اوپر سے نجس ہو جائے تو آب قلیل سے پاک ہو سکتی ہے۔

مسئلہ ۱۷۹ : اگر پگھلی ہوئی نجس شکر کی قند (مصری) بنالیں اور اسے کر برابر پانی یا جاری پانی میں ڈال دیں تو وہ پاک نہیں ہو گی۔

۲- زمین

مسئلہ ۱۸۰ : زمین پاؤں کے تلوے اور جوتی کے نچلے حصے کو جو نجس ہو گیا ہو تین شرطوں سے پاک کرتی ہے اول یہ کہ زمین پاک ہو۔ دوم یہ کہ خشک ہو اور سوم یہ کہ اگر عین نجس مثلاً خون اور پیشاب یا متنجس چیز جیسے کہ متنجس مٹی پاؤں کے تلوے یا جوتی کے نچلے حصے میں لگی ہو تو راستہ چلنے سے یا پاؤں زمین پر رگڑنے سے دور ہو جائے۔ فرش' چٹائی یا سبزے پر چلنے سے پاؤں کا نجس تلوا یا جوتی کا نجس نچلا حصہ پاک نہیں ہوتا۔

مسئلہ ۱۸۱ : اگر پاؤں کا تلوا یا جوتی کا نچلا حصہ نجس ہو تو ڈامر پر یا لکڑی کا فرش بچھی ہوئی زمین پر چلنے سے پاک ہونا محل اشکال ہے۔

مسئلہ ۱۸۲ : پاؤں کے تلوے یا جوتی کے نچلے حصے کو پاک کرنے کے لیئے بہتر ہے کہ پندرہ ہاتھ یا اس سے زیادہ فاصلہ زمین پر چلے خواہ پندرہ ہاتھ سے کم چلنے یا پاؤں زمین پر رگڑنے سے نجاست دور ہو گئی ہو۔

مسئلہ ۱۸۳ : پاک ہونے کے لیئے پاؤں یا جوتی کے نجس تلوے کا تر ہونا ضروری نہیں بلکہ خشک بھی ہوں تو زمین پر چلنے سے پاک ہو جاتے ہیں۔

...ی سے تیار کیا جائے نجس ہیں۔

مسئلہ ۱۹۴ : ایسی نجس چیز جس کے متعلق علم نہ ہو کہ آیا اس کا استحالہ ہوا یا نہیں (یعنی جنس بدلی ہے یا نہیں) نجس ہے۔

۵- انقلاب

مسئلہ ۱۹۵ : اگر شراب خود بخود یا کسی چیز مثلاً سرکہ اور نمک ملانے سے سرکہ بن جائے تو پاک ہو جاتی ہے۔

مسئلہ ۱۹۶ : وہ شراب جو نجس انگور وغیرہ سے تیار ہو اگر ایک پاک برتن میں ڈال دی جائے اور بعد میں سرکہ بن جائے تو پاک ہو جاتی ہے اس طرح اگر کوئی اور نجاست برتن کو لگے بغیر شراب سے مل جائے اور اس میں حل ہو جائے تو سرکہ بن جانے کے بعد پاک ہو جائے گی۔

مسئلہ ۱۹۷ : جو سرکہ انگور اور نجس کشمش اور نجس کھجور سے تیار کیا جائے وہ نجس ہے۔

مسئلہ ۱۹۸ : اگر انگور یا کھجور کے ٹنکوں کے ریزے بھی ان کے ساتھ ہوں اور ان سے سرکہ تیار کیا جائے تو کوئی حرج نہیں بلکہ اسی برتن میں کھیرے اور بینگن وغیرہ ڈالنے میں بھی کوئی خرابی نہیں خواہ انگور یا کھجور کے سرکہ بننے سے پہلے ہی ڈالے جائیں بشرطیکہ سرکہ بننے سے پہلے ان میں نشہ نہ پیدا ہوا ہو۔

مسئلہ ۱۹۹ : اگر انگور کے شیرے میں آنچ پر رکھنے سے یا خود بخود جوش آجائے تو وہ حرام ہو جاتا ہے اور اگر اسے آگ پر اتنا ابالا جائے کہ نشان کم ہو جائے یعنی اس کا دو تہائی حصہ کم ہو جائے اور ایک تہائی باقی رہ جائے تو حلال ہو جاتا ہے۔ اور انگور کا شیرہ جوش دینے سے نجس نہیں ہوتا۔

مسئلہ ۲۰۰ : اگر انگور کے شیرے کا دو تہائی بغیر جوش میں آئے کم ہو جائے اور جو باقی بچے اس میں جوش آجائے تو وہ حرام ہے۔

مسئلہ ۲۰۱ : اگر انگور کے شیرے کے متعلق یہ معلوم نہ ہو کہ جوش میں آیا ہے یا نہیں تو وہ حلال ہے لیکن اگر جوش میں آجائے اور یہ معلوم نہ ہو کہ اس کا دو تہائی کم ہوا ہے یا نہیں تو وہ حلال

نہیں ہوتا۔

مسئلہ ۲۰۲ : اگر کچے انگوروں کے خوشے میں کچھ پکے انگور بھی ہوں اور جو شیرہ اس خوشے سے لیا جائے اسے لوگ انگور کا شیرہ نہ کہتے ہوں اور اس میں جوش آجائے تو اس کا پینا حلال ہے۔

مسئلہ ۲۰۳ : اگر انگور کا ایک دانہ کسی ایسی چیز میں گر جائے جو آگ پر جوش کھا رہی ہو اور وہ بھی جوش کھانے لگے لیکن اس چیز میں حل نہ ہو تو فقط اس دانے کا کھانا حرام ہے۔

مسئلہ ۲۰۴ : اگر چند دیگوں میں شیرہ پکایا جائے تو جو چمچہ جوش میں آئی ہوئی دیگ میں ڈالا جا چکا ہو اگر اس کو ایسی دیگ میں ڈالا جائے جس میں جوش نہ آیا ہو تو وہ دیگ نجس ہو جائے گی۔

مسئلہ ۲۰۵ : جس چیز کے بارے میں یہ معلوم نہ ہو کہ وہ (غورہ ہے یا انگور یعنی) کچے انگوروں کا رس ہے یا پکے انگوروں کا شیرہ اس میں اگر جوش بھی آ جائے تو حلال ہے۔

۶۔ انتقال

مسئلہ ۲۰۶ : اگر انسان کا خون یا رگوں میں خون رکھنے والے حیوان کا خون (یعنی ایسے حیوان کا خون جس کا خون رگ کاٹنے سے نکلتا ہے) کسی ایسے حیوان کے بدن میں چلا جائے جو رگو میں خون نہیں رکھتا اور اسی حیوان کا خون شمار ہونے لگے تو پاک ہو جاتا ہے اور اسے انتقال کہتے ہیں دوسری نجاستوں کے بارے میں بھی یہی حکم ہے لیکن انسان کا جو خون جونک چوستی ہے چونکہ وہ جونک کا نہیں بلکہ انسان کا خون کہلاتا ہے اس لیئے نجس ہے۔

مسئلہ ۲۰۷ : اگر کوئی شخص اپنے بدن پر بیٹھے ہوئے مچھر کو مار دے اور اسے یہ علم نہ ہو کہ جو خون مچھر کے بدن سے نکلا ہے وہ وہی خون ہے جو مچھر نے اس کی بدن سے چوسا یا خود مچھر کا خون ہے تو وہ خون پاک ہے اور اگر اسے معلوم ہو کہ یہ خون وہی ہے جو مچھر نے اس کے بدن سے چوسا ہے لیکن اب مچھر کا خون شمار ہوتا ہے تب بھی صورت وہی ہے (یعنی وہ خون پاک ہے) لیکن اگر مچھر کے خون چوسنے اور مارے جانے کے درمیاں وقفہ اتنا کم ہو کہ لوگ اس خون کو انسان کا خون ہی کہیں یا یہ معلوم نہ ہو کہ لوگ اسے مچھر کا خون کہیں گے یا انسان کا تو وہ خون نجس ہے۔

۷۔ اسلام

مسئلہ ۲۰۸ : اگر کوئی کافر "شہادتین" پڑھ لے یعنی کسی بھی زبان میں اللہ کی وحدانیت اور خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ کی نبوت کی گواہی دے دے مسلمان ہو جاتا ہے اور مسلمان ہونے کے بعد اس کا بدن، تھوک، ناک کا پانی اور پسینہ پاک ہو جاتا ہے لیکن مسلمان ہونے کے وقت اگر اس کے بدن پر کوئی عین نجاست ہو تو اسے دور کرنا چاہئے اور اس مقام کو پانی سے دھونا چاہیے بلکہ اگر مسلمان ہونے سے پہلے ہی عین نجاست دور ہو چکی ہو تب بھی احتیاط واجب یہ ہے کہ اس مقام کو پانی سے دھو ڈالے۔

مسئلہ ۲۰۹ : ایک کافر کے مسلمان ہونے سے پہلے اگر اس کا لباس تری کے ساتھ اس کی بدن سے چھو گیا ہو اور اس کے مسلمان ہونے کے وقت اس کے بدن پر نہ ہو تو وہ لباس نجس ہے بلکہ اگر مسلمان ہونے کے وقت وہ لباس اس کے بدن پر ہو تب بھی احتیاط واجب کی بنا پر اس سے اجتناب کرنا چاہئے۔

مسئلہ ۲۱۰ : اگر کافر شہادتین پڑھ لے اور یہ معلوم نہ ہو کہ وہ دل سے مسلمان ہوا ہے یا نہیں تو وہ پاک متصور ہو گا۔ اور اگر یہ علم ہو کہ وہ دل سے مسلمان نہیں ہوا لیکن ایسی کوئی بات اس سے ظاہر نہ ہوئی ہو جو توحید و رسالت کی شہادت کے منافی ہو تو صورت وہی ہے۔ (یعنی وہ پاک متصور ہو گا)

۸۔ تبعیت

مسئلہ ۲۱۱ : تبعیت کا مطلب یہ ہے کہ کوئی نجس چیز کسی دوسری چیز کے پاک ہونے کی وجہ سے پاک ہو جائے۔

مسئلہ ۲۱۲ : اگر شراب سرکہ ہو جائے تو اس کا برتن بھی اس جگہ تک پاک ہو جاتا ہے جہاں تک شراب جوش کھا کر پہنچی ہو اور اگر کوئی کپڑا یا کوئی دوسری چیز جو عموماً اس (یعنی شراب) پر رکھی جاتی ہو اور اس سے نجس ہو گئی ہو تو وہ بھی پاک ہو جاتی ہے لیکن اگر برتن کی پشت اس شراب سے آلودہ ہو جائے تو احتیاط واجب یہ ہے کہ شراب کے سرکہ ہو جانے کے بعد اس پشت سے پرہیز کیا جائے۔

مسئلہ ۲۱۳ : کافر کا بچہ بذریعہ تبعیت دو صورتوں میں پاک ہو جاتا ہے۔

مسئلہ ۱۷۷ : اگر وہ زمین جس کا فرش پتھر یا اینٹوں کا ہو یا دوسری سخت زمین جس میں پانی جذب نہ ہوتا ہو نجس ہو جائے تو آب قلیل سے پاک ہو سکتی ہے لیکن ضروری ہے کہ اس پر اتنا پانی گرایا جائے کہ بہنے لگے لیکن اس کا غسالہ نجس ہو گا لہٰذا بہتر یہ ہے کہ آب جاری یا آب کثیر کو استعمال کیا جائے۔

مسئلہ ۱۷۸ : اگر پہاڑی نمک یا اسی جیسی کوئی اور چیز اوپر سے نجس ہو جائے تو آب قلیل سے پاک ہو سکتی ہے۔

مسئلہ ۱۷۹ : اگر پگھلی ہوئی نجس شکر کی قند (مصری) بنالیں اور اسے کر برابر پانی یا جاری پانی میں ڈال دیں تو وہ پاک نہیں ہو گی۔

۲- زمین

مسئلہ ۱۸۰ : زمین پاؤں کے تلوے اور جوتی کے نچلے حصے کو جو نجس ہو گیا ہو تین شرطوں سے پاک کرتی ہے اول یہ کہ زمین پاک ہو۔ دوم یہ کہ خشک ہو اور سوم یہ کہ اگر عین نجس مثلاً خون اور پیشاب یا متنجس چیز جیسے کہ متنجس مٹی پاؤں کے تلوے یا جوتی کے نچلے حصے میں لگی ہو تو راستہ چلنے سے یا پاؤں زمین پر رگڑنے سے دور ہو جائے۔ فرش، چٹائی یا سبزے پر چلنے سے پاؤں کا نجس تلوا یا جوتی کا نجس نچلا حصہ پاک نہیں ہوتا۔

مسئلہ ۱۸۱ : اگر پاؤں کا تلوا یا جوتی کا نچلا حصہ نجس ہو تو ڈامر پر یا لکڑی کا فرش بچھی ہوئی زمین پر چلنے سے پاک ہونا محل اشکال ہے۔

مسئلہ ۱۸۲ : پاؤں کے تلوے یا جوتی کے نچلے حصے کو پاک کرنے کے لیئے بہتر ہے کہ پندرہ ہاتھ یا اس سے زیادہ فاصلہ زمین پر چلے خواہ پندرہ ہاتھ سے کم چلنے یا پاؤں زمین پر رگڑنے سے نجاست دور ہو گئی ہو۔

مسئلہ ۱۸۳ : پاک ہونے کے لیئے پاؤں یا جوتی کے نجس تلوے کا تر ہونا ضروری نہیں بلکہ خشک بھی ہوں تو زمین پر چلنے سے پاک ہو جاتے ہیں۔

مسئلہ ۱۸۴ : جب پاؤں یا جوتی کا نجس تلوا زمین پر چلنے سے پاک ہو جائے تو اس کی اطراف کے وہ حصے بھی جنہیں عموماً کیچڑ وغیرہ لگ جاتا ہے پاک ہو جاتے ہیں۔

مسئلہ ۱۸۵ : اگر کسی ایسے شخص کے ہاتھ کی ہتھیلی یا گھٹنا نجس ہو جائیں جو ہاتھوں اور گھٹنوں کے بل چلتا ہو تو اس کا راستہ چلنے سے اس کی ہتھیلی یا گھٹنے کا پاک ہو جانا محل اشکال ہے یہی صورت لاٹھی اور مصنوعی ٹانگ کے نچلے حصے چوپائے کی نعل' موٹر گاڑیوں اور دوسری گاڑیوں کے پہیوں کی ہے۔

مسئلہ ۱۸۶ : اگر زمین پر چلنے کے بعد نجاست کی بو یا رنگ یا مہین ذرے جو نظر نہ آئیں پاؤں یا جوتے کے تلوے سے لگے رہ جائیں تو کوئی حرج نہیں اگرچہ احتیاط مستحب یہ ہے کہ زمین پر اس قدر چلا جائے کہ وہ بھی زائل ہو جائیں۔

مسئلہ ۱۸۷ : جوتے کا اندرونی حصہ زمین پر چلنے سے پاک نہیں ہوتا اور زمین پر چلنے سے موزے کے نچلے حصے کا پاک ہونا بھی محل اشکال ہے۔

۳- سورج

مسئلہ ۱۸۸ : سورج' زمین' عمارت اور ان چیزوں کو جو مکان میں نصب ہوں (مثلاً دروازے اور کھڑکیاں) اور ان کیلوں کو جو دیواروں میں ٹھونکی گئی ہوں پانچ شرائط سے پاک کرتا ہے۔

اول : یہ کہ نجس چیز تر ہو لہٰذا اگر خشک ہو تو اسے کسی طرح تر کر لینا چاہئے تاکہ سورج کے ذریعے خشک ہو۔

دوم : یہ کہ اگر اس چیز میں عین نجاست ہو تو اس چیز کے سورج کی دھوپ سے خشک ہونے سے پہلے اس نجاست کو دور کر لیا جائے۔

سوم : یہ کہ کوئی چیز سورج کی دھوپ میں رکاوٹ نہ ڈالے پس اگر دھوپ پردے' بادل یا ایسی ہی کسی چیز کے پیچھے سے نجس چیز پر پڑے اور اسے خشک کر دے تو وہ چیز پاک نہیں ہوگی البتہ اگر بادل اتنا ہلکا ہو کہ دھوپ کو نہ روکے تو کوئی حرج نہیں۔

چہارم : یہ کہ فقط سورج نجس چیز کو خشک کرے لہٰذا مثال کے طور پر اگر نجس چیز ہوا اور دھوپ سے خشک ہو تو پاک نہیں ہوتی۔ ہاں اگر ہوا اتنی ہلکی ہو کہ یہ نہ کہا جاسکے کہ نجس چیز کو خشک کرنے میں اس نے بھی کوئی مدد کی ہے تو پھر کوئی حرج نہیں۔

پنجم : یہ کہ بنیاد اور عمارت کے جس حصے میں نجاست سرایت کر گئی ہے سورج اسے ایک ہی مرتبہ خشک کر دے۔ پس اگر ایک دفعہ دھوپ نجس زمین اور عمارت پر چمکے اور اس کا سامنے والا حصہ خشک کرے اور دوسری دفعہ نچلے حصے کو خشک کرے تو اس کا سامنے والا حصہ پاک ہو گا اور نچلا حصہ نجس رہے گا۔

مسئلہ ۱۸۹ : سورج کی دھوپ سے نجس چٹائی کا پاک ہونا محل اشکال ہے لیکن درخت اور گھاس اس سے پاک ہو جاتے ہیں۔

مسئلہ ۱۹۰ : اگر سورج کی دھوپ نجس زمین پر پڑے اور بعد میں یہ شک پیدا ہو کہ دھوپ پڑنے کے وقت زمین تر تھی یا نہیں یا تری دھوپ کے ذریعے خشک ہوئی یا نہیں تو وہ زمین نجس ہو گی اور اگر شک پیدا ہو کہ دھوپ پڑنے سے پہلے عین نجاست زمین پر سے ہٹا دی گئی تھی یا نہیں یا یہ کہ کوئی چیز دھوپ کو مانع تھی یا نہیں تو پھر بھی وہی صورت ہو گی (یعنی زمین نجس رہے گی)۔

مسئلہ ۱۹۱ : اگر سورج کی دھوپ نجس دیوار کی ایک طرف پڑے اور اس کے ذریعے دیوار کی وہ جانب بھی خشک ہو جائے جس پر دھوپ نہیں پڑی تو بعید نہیں کہ دیوار دونوں طرف سے پاک ہو جائے۔

۴۔ استحالہ

مسئلہ ۱۹۲ : اگر کسی نجس چیز کی جنس یوں بدل جائے کہ ایک پاک چیز کی شکل اختیار کر لے تو وہ پاک ہو جاتی ہے۔ مثال کے طور پر نجس لکڑی جل کر راکھ ہو جائے یا کتا نمک زار میں گر کر نمک بن جائے۔ لیکن اگر اس چیز کی جنس نہ بدلے مثلاً نجس گیہوں کا آٹا پیس لیا جائے یا روٹی پکالی جائے تو وہ پاک نہیں ہو گی۔

مسئلہ ۱۹۳ : مٹی کا لوٹا اور دوسری ایسی چیزیں جو نجس مٹی سے بنائی جائیں اور کوئلہ جو نجس

لکڑی سے تیار کیا جائے نجس ہیں۔

مسئلہ ۱۹۴ : ایسی نجس چیز جس کے متعلق علم نہ ہو کہ آیا اس کا استحالہ ہوا یا نہیں (یعنی جنس بدلی ہے یا نہیں) نجس ہے۔

۵۔ انقلاب

مسئلہ ۱۹۵ : اگر شراب خود بخود یا کسی چیز مثلاً سرکہ اور نمک ملانے سے سرکہ بن جائے تو پاک ہو جاتی ہے۔

مسئلہ ۱۹۶ : وہ شراب جو نجس انگور وغیرہ سے تیار ہو اگر ایک پاک برتن میں ڈال دی جائے اور بعد میں سرکہ بن جائے تو پاک ہو جاتی ہی اس طرح اگر کوئی اور نجاست برتن کو لگے بغیر شراب سے مل جائے اور اس میں حل ہو جائے تو سرکہ بن جانے کے بعد پاک ہو جائے گی۔

مسئلہ ۱۹۷ : جو سرکہ انگور اور نجس کشمش اور نجس کھجور سے تیار کیا جائے وہ نجس ہے۔

مسئلہ ۱۹۸ : اگر انگور یا کھجور کے تنکوں کے ریزے بھی ان کے ساتھ ہوں اور ان سے سرکہ تیار کیا جائے تو کوئی حرج نہیں بلکہ اسی برتن میں کھیرے اور بینگن وغیرہ ڈالنے میں بھی کوئی خرابی نہیں خواہ انگور یا کھجور کے سرکہ بننے سے پہلے ہی ڈالے جائیں بشرطیکہ سرکہ بننے سے پہلے ان میں نشہ نہ پیدا ہوا ہو۔

مسئلہ ۱۹۹ : اگر انگور کے شیرے میں آنچ پر رکھنے سے یا خود بخود جوش آجائے تو وہ حرام ہو جاتا ہے اور اگر اسے آگ پر اتنا ابالا جائے کہ ثلثان کم ہو جائے یعنی اس کا دو تہائی حصہ کم ہو جائے اور ایک تہائی باقی رہ جائے تو حلال ہو جاتا ہے۔ اور انگور کا شیرہ جوش دینے سے نجس نہیں ہوتا۔

مسئلہ ۲۰۰ : اگر انگور کے شیرے کا دو تہائی بغیر جوش میں آئے کم ہو جائے اور جو باقی بچے اس میں جوش آجائے تو وہ حرام ہے۔

مسئلہ ۲۰۱ : اگر انگور کے شیرے کے متعلق یہ معلوم نہ ہو کہ جوش میں آیا ہے یا نہیں تو وہ حلال ہے لیکن اگر جوش میں آجائے اور یہ معلوم نہ ہو کہ اس کا دو تہائی کم ہوا ہے یا نہیں تو وہ حلال

نہیں ہوتا۔

مسئلہ ۲۰۲ : اگر کچے انگوروں کے خوشے میں کچھ پکے انگور بھی ہوں اور جو شیرہ اس خوشے سے لیا جائے اسے لوگ انگور کا شیرہ نہ کہتے ہوں اور اس میں جوش آجائے تو اس کا پینا حلال ہے۔

مسئلہ ۲۰۳ : اگر انگور کا ایک دانہ کسی ایسی چیز میں گر جائے جو آگ پر جوش کھا رہی ہو اور وہ بھی جوش کھانے لگے لیکن اس چیز میں حل نہ ہو تو فقط اس دانے کا کھانا حرام ہے۔

مسئلہ ۲۰۴ : اگر چند دیگوں میں شیرہ پکایا جائے تو جو چمچہ جوش میں آئی ہوئی دیگ میں ڈالا جا چکا ہو اگر اس کو ایسی دیگ میں ڈالا جائے جس میں جوش نہ آیا ہو تو وہ دیگ نجس ہو جائے گی۔

مسئلہ ۲۰۵ : جس چیز کے بارے میں یہ معلوم نہ ہو کہ وہ (غورہ ہے یا انگور یعنی) کچے انگوروں کا رس ہے یا پکے انگوروں کا شیرہ اس میں اگر جوش بھی آ جائے تو حلال ہے۔

۶۔ انتقال

مسئلہ ۲۰۶ : اگر انسان کا خون یا رگوں میں خون رکھنے والے حیوان کا خون (یعنی ایسے حیوان کا خون جس کا خون رگ کاٹنے سے نکلتا ہے) کسی ایسے حیوان کے بدن میں چلا جائے جو رگو میں خون نہیں رکھتا اور اسی حیوان کا خون شمار ہونے لگے تو پاک ہو جاتا ہے اور اسے انتقال کہتے ہیں دوسری نجاستوں کے بارے میں بھی یہی حکم ہے لیکن انسان کا جو خون جونک چوستی ہے چونکہ وہ جونک کا نہیں بلکہ انسان کا خون کہلاتا ہے اس لیئے نجس ہے۔

مسئلہ ۲۰۷ : اگر کوئی شخص اپنے بدن پر بیٹھے ہوئے مچھر کو مار دے اور اسے یہ علم نہ ہو کہ جو خون مچھر کے بدن سے نکلا ہے وہ وہی خون ہے جو مچھر نے اس کی بدن سے چوسا یا خود مچھر کا خون ہے تو وہ خون پاک ہے اور اگر اسے معلوم ہو کہ یہ خون وہی ہے جو مچھر نے اس کے بدن سے چوسا ہے لیکن اب مچھر کا خون شمار ہوتا ہے تب بھی صورت وہی ہے (یعنی وہ خون پاک ہے) لیکن اگر مچھر کے خون چوسنے اور مارے جانے کے درمیاں وقفہ اتنا کم ہو کہ لوگ اس خون کو انسان کا خون ہی کہیں یا یہ معلوم نہ ہو کہ لوگ اسے مچھر کا خون کہیں گے یا انسان کا تو وہ خون نجس ہے۔

۷۔ اسلام

مسئلہ ۲۰۸ : اگر کوئی کافر "شہادتین" پڑھ لے یعنی کسی بھی زبان میں اللہ کی وحدانیت اور خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ کی نبوت کی گواہی دے دے مسلمان ہو جاتا ہے اور مسلمان ہونے کے بعد اس کا بدن، تھوک، ناک کا پانی اور پسینہ پاک ہو جاتا ہے لیکن مسلمان ہونے کے وقت اگر اس کے بدن پر کوئی عین نجاست ہو تو اسے دور کرنا چاہئے اور اس مقام کو پانی سے دھونا چاہیے بلکہ اگر مسلمان ہونے سے پہلے ہی عین نجاست دور ہو چکی ہو تب بھی احتیاط واجب یہ ہے کہ اس مقام کو پانی سے دھو ڈالے۔

مسئلہ ۲۰۹ : ایک کافر کے مسلمان ہونے سے پہلے اگر اس کا لباس تری کے ساتھ اس کی بدن سے چھو گیا ہو اور اس کے مسلمان ہونے کے وقت اس کے بدن پر نہ ہو تو وہ لباس نجس ہے بلکہ اگر مسلمان ہونے کے وقت وہ لباس اس کے بدن پر ہو تب بھی احتیاط واجب کی بنا پر اس سے اجتناب کرنا چاہئے۔

مسئلہ ۲۱۰ : اگر کافر شہادتین پڑھ لے اور یہ معلوم نہ ہو کہ وہ دل سے مسلمان ہوا ہے یا نہیں تو وہ پاک متصور ہو گا۔ اور اگر یہ علم ہو کہ وہ دل سے مسلمان نہیں ہوا لیکن ایسی کوئی بات اس سے ظاہر نہ ہوئی ہو جو توحید و رسالت کی شہادت کے منافی ہو تو صورت وہی ہے۔ (یعنی وہ پاک متصور ہو گا)

۸۔ تبعیت

مسئلہ ۲۱۱ : تبعیت کا مطلب یہ ہے کہ کوئی نجس چیز کسی دوسری چیز کے پاک ہونے کی وجہ سے پاک ہو جائے۔

مسئلہ ۲۱۲ : اگر شراب سرکہ ہو جائے تو اس کا برتن بھی اس جگہ تک پاک ہو جاتا ہے جہاں تک شراب جوش کھا کر پہنچی ہو اور اگر کوئی کپڑا یا کوئی دوسری چیز جو عموماً اس (یعنی شراب) پر رکھی جاتی ہو اور اس سے نجس ہو گئی ہو تو وہ بھی پاک ہو جاتی ہے لیکن اگر برتن کی پشت اس شراب سے آلودہ ہو جائے تو احتیاط واجب یہ ہے کہ شراب کے سرکہ ہو جانے کے بعد اس پشت سے پرہیز کیا جائے۔

مسئلہ ۲۱۳ : کافر کا بچہ بذریعہ تبعیت دو صورتوں میں پاک ہو جاتا ہے۔

اس کے بدن سے معمول کے مطابق خون خارج ہو جائے تو جو خون اس کے بدن کے اندر باقی رہ جائے وہ پاک ہے۔

مسئلہ ۲۲۸ : مذکورہ حکم اس جانور سے مخصوص ہے جس کا گوشت حلال ہو۔ جس جانور کا گوشت حرام ہو اس پر یہ حکم جاری نہیں ہو سکتا بلکہ احتیاط مستحب کی بناپر اس کا اطلاق حلال گوشت والے جانور کے ان اعضاء پر بھی نہیں ہو سکتا جو حرام ہیں۔

برتنوں کے متعلق احکام

مسئلہ ۲۲۹ : جو برتن کتے' سور یا مردار کے چمڑے سے بنایا جائے اس میں کسی چیز کا کھانا پینا' جب کہ تری اس کی نجاست کا موجب بنی ہو' حرام ہے اور اس برتن کو وضو اور غسل اور ایسے دوسرے کاموں میں استعمال نہیں کرنا چاہئے۔ جنہیں پاک چیز سے انجام دینا ضروری ہو اور احتیاط مستحب یہ ہے کہ کتے' سور اور مردار کے چمڑے کو خواہ وہ برتن کی شکل میں نہ بھی ہو استعمال نہ کیا جائے۔

مسئلہ ۲۳۰ : سونے اور چاندی کے برتنوں میں کھانا پینا حرام ہے بلکہ احتیاط واجب کی بنا پر ان کا کسی طرح استعمال کرنا بھی حرام ہے لیکن ان سے کمرہ وغیرہ سجانے یا انہیں اپنے قبضے میں رکھنے میں کوئی حرج نہیں گو ان کا ترک کر دینا احوط ہے۔ سونے اور چاندی کے برتن بنانے اور سجاوٹ یا قبضے میں رکھنے کے لیئے ان کی خرید و فروخت کرنے کے لیئے بھی یہی حکم ہے۔

مسئلہ ۲۳۱ : اگر چائے کے لیئے استعمال ہونے والے گلاس کے اس کلپ کو جو سونے یا چاندی سے بنایا جاتا ہے۔ گلاس سے علیحدہ کر لینے کے بعد بھی برتن ہی کہا جائے تو اس کا استعمال خواہ تنہا ہو یا چائے کے گلاس کے ساتھ ہو حرام ہے اور اگر اسے (کپ کو) برتن نہ کہا جائے تو اس کے استعمال میں کوئی حرج نہیں۔

مسئلہ ۲۳۲ : ایسے برتنوں کے استعمال میں کوئی حرج نہیں جن پر چاندی یا سونے کا پانی چڑھایا گیا ہو۔

مسئلہ ۲۳۳ : اگر جست کو چاندی یا سونے میں مخلوط کرکے برتن بنائے جائیں اور جست اتنی

دوم : یہ کہ اسے علم ہو کہ اس کا بدن یا لباس نجس چیز سے لگ گیا ہے۔

سوم : یہ کہ کوئی شخص اسے اس چیز کو ایسے کام میں استعمال کرتے ہوئے دیکھے جس میں اس کا پاک ہونا ضروری ہو مثلاً اسے اس لباس کے ساتھ نماز پڑھتے ہوئے دیکھے۔

چہارم : یہ کہ اس بات کا احتمال ہو کہ وہ مسلمان جو کام اس چیز کے ساتھ کر رہا ہے اس کے بارے میں اسے علم ہو کہ اس چیز کا پاک ہونا ضروری ہے لہٰذا مثال کے طور پر وہ مسلمان یہ نہیں جانتا کہ نماز پڑھنے والے کا لباس پاک ہونا چاہئے اور نجس شدہ لباس کے ساتھ ہی نماز پڑھ رہا ہے تو اس کے لباس کو پاک نہیں سمجھا جا سکتا۔

پنجم : یہ کہ اس بات کا احتمال ہو کہ اس مسلمان نے اس نجس شدہ چیز کو دھویا ہو گا لہٰذا اگر یہ یقین ہو کہ اس نے اس چیز کو نہیں دھویا تو اس چیز کو پاک نہیں سمجھا جا سکتا۔ علاوہ ازیں اس مسلمان کی نظر میں نجس اور پاک چیزیں برابر ہوں اور ان میں کوئی فرق ہی نہ ہو تو اس چیز کو پاک نہیں سمجھا جائے۔

ششم : یہ کہ وہ مسلمان بالغ ہو یا طہارت اور نجاست میں تمیز کرنے کی صلاحیت رکھتا ہو۔

مسئلہ ۲۲۴ : اگر کسی شخص کو یقین ہو کہ جو چیز پہلے نجس تھی اب پاک ہو گئی ہے یا دو عادل اشخاص اس کے پاک ہونے کے خبر دیں تو وہ چیز پاک ہے اگر کوئی ایسا شخص جس کے قبضے میں کوئی نجس چیز ہو یہ کہے کہ وہ چیز پاک ہو گئی ہے یا ایک مسلمان نے ایک نجس چیز کو دھویا ہو گو معلوم نہ ہو کہ اس نے اسے ٹھیک طرح دھویا یا نہیں تو اس کی بھی وہی صورت ہے یعنی وہ چیزیں پاک متصور ہوں گی) اور بعید نہیں کہ ایک عادل یا معتبر شخص کی گواہی بھی اس چیز کے پاک ہونے کے بارے میں کافی ہو۔

مسئلہ ۲۲۵ : اگر کسی نے ایک شخص کا لباس دھونے کی ذمہ داری لی ہو اور کہے کہ میں نے اسے دھو دیا ہے اور اس شخص کو اس کے یہ کہنے سے تسلی ہو جائے تو وہ لباس پاک ہے۔

مسئلہ ۲۲۶ : اگر کسی شخص کی یہ حالت ہو جائے کہ اسے کسی نجس چیز کے دھوئے جانے کا یقین ہی نہ آئے تو اسے چاہئے کہ گمان پر اکتفا کرے۔

۱۲۔ معمول کے مطابق (ذبیحہ کے) خون کا بہہ جانا

مسئلہ ۲۲۷ : جیسا کہ بتایا گیا ہے کہ کسی جانور کے شرعی طریقے کے مطابق ذبح ہونے کے بعد

بصورت دیگر وہ نجس ہو جائیں گے۔

مسئلہ ۲۲۰ : ہونٹوں اور آنکھ کی پلکوں کے وہ حصے جو بند کرتے وقت ایک دوسرے سے جڑ جاتے ہیں اور بدن کے وہ مقامات جن کے بارے میں علم نہ ہو کہ آیا انہیں اندرونی حصے سمجھا جائے یا بیرونی اگر نجس ہو جائیں تو انہیں پانی سے دھو لینا چاہئے۔

مسئلہ ۲۲۱ : اگر نجس گرد یا خاک کپڑے اور فرش یا ایسی ہی کسی اور چیز پر جم جائیں اور کپڑے وغیرہ کو یوں جھاڑا جائے کہ نجس گرد اور خاک اس سے الگ ہو جائیں تو اس کے بعد اگر کوئی تر چیز کپڑے وغیرہ سے مس کرے گی تو وہ نجس نہیں ہو گی۔

۱۰۔ نجاست کھانے والے حیوان کا استبراء

مسئلہ ۲۲۲ : جس حیوان کو انسانی پاخانہ کھانے کی عادت پڑ گئی ہو اس کا پیشاب اور پاخانہ نجس ہے اور اگر اسے پاک کرنا مقصود ہو تو اس کا استبراء کرنا چاہئے یعنی ایک عرصے تک اسے نجاست نہ کھانے دیں اور پاک غذا دیں حتیٰ کہ اتنی مدت گزر جائے کہ پھر اسے نجاست کھانے والا نہ کہا جا سکے اور احتیاط واجب کی بنا پر نجاست کھانے والے اونٹ کو چالیس دن تک، گائے کو تیس دن تک، بھیڑ کو دس دن تک مرغابی کو سات یا پانچ دن تک اور پالتو مرغی کو تین دن تک نجاست کھانے سے باز رکھا جائے اور اگر اتنی مدت گزرنے کے بعد بھی لوگ انہیں نجاست کھانے والے کہیں تو اس وقت تک انہیں نجاست کھانے سے باز رکھنا چاہئے جب تک لوگ یہ نہ کہیں کہ اب یہ نجاست کھانے والے نہیں ہیں۔

۱۱۔ مسلمان کا غائب ہو جانا

مسئلہ ۲۲۳ : اگر کسی مسلمان کا بدن یا لباس یا برتن اور فرش جیسی دوسری چیز جو اس کے قبضے میں ہو نجس ہو جائے اور پھر وہ مسلمان غائب ہو جائے تو یہ چیزیں چھ شرائط کے بعد پاک متصور ہوں گی۔

اول : یہ کہ جس چیز نے اس مسلمان کے لباس کو نجس کیا ہے اسے وہ نجس سمجھتا ہو۔ لہذا اگر مثال کے طور پر اس کا لباس تر ہو اور کافر کی بدن سے چھو گیا ہو اور وہ اسے نجس نہ سمجھتا ہو تو اس کے غائب ہونے کے بعد اس لباس کو پاک نہیں سمجھا جا سکتا ہے۔

۱ ... جو کافر مسلمان ہو جائے اس کا بچہ پاکی اور طہارت میں اس کے تابع ہے اور بچے کے دادا، ماں یا دادی مسلمان ہو جائیں، تب بھی یہی صورت ہے۔

۲ ... ایک کافر بچے کو کسی مسلمان نے اسیر کر لیا ہو اور اس بچے کا باپ یا اجداد (دادا یا نانا وغیرہ) میں سے کوئی ایک اس کے ہمراہ نہ ہو۔ اس صورت میں بچے کے تابعیت کی بنا پر پاک ہونے کی شرط یہ ہے کہ جب وہ باشعور ہو جائے تو کفر کا اظہار نہ کرے۔

مسئلہ ۲۱۴ : وہ تختہ یا پتھر جس پر میت کو غسل دیا جائے اور وہ کپڑا جس سے میت کی شرمگاہ ڈھانپی جائے نیز اس شخص کے ہاتھ جو میت کو غسل دے۔ یہ تمام چیزیں جو میت کے ساتھ دھوئی جاتی ہیں غسل مکمل ہونے کے بعد پاک ہو جاتی ہیں۔

مسئلہ ۲۱۵ : اگر کوئی شخص کسی چیز کو پانی سے دھوئے تو اس چیز کے پاک ہونے پر اس شخص کا وہ ہاتھ بھی پاک ہو جاتا ہے جس سے وہ اس چیز کو دھوتا ہے۔

مسئلہ ۲۱۶ : اگر لباس یا اسی جیسی کسی چیز کو آب قلیل سے دھویا جائے اور اتنا نچوڑ دیا جائے جتنا عام طور پر نچوڑا جاتا ہو تاکہ جو پانی اس پر ڈالا ہے نکل جائے تو جو پانی اس میں رہ جائے وہ پاک ہے۔

مسئلہ ۲۱۷ : جب نجس برتن کو آب قلیل سے دھویا جائے تو جو پانی اس کے پاک کرنے کے لیے اس پر ڈالا جائے اسے گرا دینے کے بعد جو معمولی پانی اس میں باقی رہ جائے وہ پاک ہے۔

۹ ۔ عین نجاست کا دور ہونا

مسئلہ ۲۱۸ : اگر کسی حیوان کا بدن عین نجاست (مثلاً خون) یا نجس ہوئی جو چیز (مثلاً نجس پانی) سے آلودہ ہو جائے تو جب وہ نجاست دور ہو جائے حیوان کا بدن پاک ہو جاتا ہے اور یہی صورت انسانی بدن کے اندرونی حصوں مثال کے طور پر منہ یا ناک کے اندر والے حصوں کی ہے مثلاً اگر دانتوں کی ریخوں سے خون نکلے اور تھوک میں مل کر ختم ہو جائے تو منہ کا اندرونی حصہ پانی سے دھونا ضروری نہیں لیکن اگر منہ میں مصنوعی دانت ہوں اور وہ نجس ہو جائیں تو انہیں احتیاطاً دھو لینا چاہئے۔

مسئلہ ۲۱۹ : اگر دانتوں کی ریخوں میں غذا کے ریزے رہ جائیں اور پھر منہ کے اندر خون نکل آئے اور یہ معلوم نہ ہو کہ خون غذا کے ریزوں تک پہنچ گیا ہے تو وہ غذا کے ریزے پاک ہوں گے

زیادہ مقدار میں ہو کہ اس برتن کو سونے یا چاندی کا برتن نہ کہیں تو اس کے استعمال میں کوئی حرج نہیں۔

مسئلہ ۲۳۴ : اگر کوئی غذا سونے یا چاندی کے برتن میں رکھی ہو اور کوئی شخص اس ارادے سے کہ چونکہ سونے چاندی کے برتنوں میں کھانا پینا حرام ہے اسے دوسرے برتن میں انڈیل لے اور اس پر سونے چاندی کے برتن استعمال کرنے کا اطلاق نہ ہو تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔

مسئلہ ۲۳۵ : حقے کا بادگیر (چلم کا سوراخوں والا ڈھکنا) تلوار یا چھری چاقو کا میان اور قرآن مجید رکھنے کا ڈبہ اگر سونے چاندی سے بنے ہوں تو کوئی حرج نہیں تاہم احتیاط مستحب اس میں ہے کہ سونے چاندی کی بنی ہوئی عطردانی' سرمہ دانی اور نسوار دانی استعمال نہ کی جائیں۔

مسئلہ ۲۳۶ : مجبوری کی حالت میں سونے چاندی کے برتنوں میں اتنا کھانے پینے میں کوئی حرج نہیں جس سے ضرورت رفع ہو جائے لیکن اس مقدار سے زیادہ کھانا پینا جائز نہیں۔

مسئلہ ۲۳۷ : ایسا برتن استعمال کرنے میں کوئی حرج نہیں جس کے بارے میں یہ معلوم نہ ہو کہ یہ سونے یا چاندی کا ہے یا کسی اور چیز کا بنا ہوا ہے۔ شراب کی تیاری میں استعمال ہونے اور پینے کے کام آنے والے مخصوص برتنوں سے بھی بطور احتیاط وجوبی اجتناب کیا جائے۔

وضو

مسئلہ ۲۳۸ : وضو میں واجب ہے کہ چہرہ اور دونوں ہاتھ دھوئے جائیں اور سر کے اگلے حصے اور دونوں پاؤں کے سامنے والے حصے کا مسح کیا جائے۔

مسئلہ ۲۳۹ : چہرے کو لمبائی میں پیشانی کے اوپر اس جگہ سے لے کر جہاں سر کے بال اگتے ہیں ٹھوڑی کے آخر کنارے تک دھونا چاہئے اور چوڑائی میں بیچ کی انگلی اور انگوٹھے کے پھیلاؤ میں جتنی جگہ آجائے اسے دھونا چاہئے۔ اگر اس مقدار کا ذرا سا حصہ بھی چھوٹ جائے تو وضو باطل ہوگا لہذا یہ یقین کرنے کے لیئے کہ اتنا ضروری حصہ پورا دھل گیا ہے تھوڑا تھوڑا ادھر ادھر سے بھی دھو لینا چاہئے۔

مسئلہ ۲۴۰ : اگر کسی شخص کے ہاتھ یا چہرہ عام لوگوں کی بہ نسبت بڑے یا چھوٹے ہوں تو اسے

دیکھنا چاہئے کہ عام لوگ کہاں تک اپنا چہرہ دھوتے ہیں اور پھر وہ بھی اتنا ہی دھو ڈالے۔ علاوہ ازیں اگر اس کی پیشانی پر بال اگے ہوئے ہوں یا سر کے اگلے حصے پر بال نہ ہوں تو اسے چاہئے کہ عام اندازے کے مطابق پیشانی دھو ڈالے۔

مسئلہ ۲۴۱ : اگر اس بات کا احتمال ہو کہ کسی شخص کی بھوؤں، آنکھ کے گوشوں اور ہونٹوں پر میل یا کوئی دوسری چیز ہے جو پانی کے ان تک پہنچنے میں مانع ہے اور اس کا یہ احتمال لوگوں کی نظروں میں درست ہو تو اسے وضو سے پہلے تحقیق کر لینی چاہئے اور اگر کوئی ایسی چیز ہو تو اسے دور کرنا چاہئے۔

مسئلہ ۲۴۲ : اگر چہرے کی جلد بالوں کے نیچے سے نظر آتی ہو تو پانی جلد تک پہنچانا چاہئے اور اگر نظر نہ آتی ہو تو بالوں کا دھونا کافی ہے اور ان کے نیچے تک پانی پہنچانا ضروری نہیں۔

مسئلہ ۲۴۳ : اگر کسی شخص کو شک ہو کہ آیا اس کے چہرے کی جلد بالوں کے نیچے سے نظر آتی ہے یا نہیں تو احتیاط واجب کی بنا پر اسے چاہئے کہ بالوں کو دھوئے اور پانی جلد تک بھی پہنچائے۔

مسئلہ ۲۴۴ : ناک کے اندرونی حصے اور ہونٹوں اور آنکھوں کے ان حصوں کا جو ان کے بند کرنے پر نظر نہیں آتے دھونا واجب نہیں ہے لیکن یہ یقین کرنے کے لیئے کہ جن جگہوں کا دھونا ضروری ہے ان میں سے کوئی باقی نہیں رہ گئی واجب ہے کہ ان اعضاء کی کچھ مقدار بھی دھولی جائے۔ اور جس شخص کو یہ علم نہ ہو کہ اتنی مقدار کا دھونا ضروری ہے اگر وہ نہ جانتا ہو کہ جو وضو وہ کر چکا ہے اس میں یہ حصے دھوئے ہیں یا نہیں تو اس نے اس وضو سے جو نماز پڑھی ہے اگر اس کا وقت ابھی باقی ہو تو اسے چاہئے کہ ایک بار پھر وضو کرے اور وہ نماز دوبارہ پڑھے البتہ جن نمازوں کا وقت گزر چکا ہو ان کی قضا واجب نہیں ہے۔

مسئلہ ۲۴۵ : چہرے اور ہاتھوں کو اوپر سے نیچے کی طرف دھونا چاہئے۔ اگر نیچے سے اوپر کی طرف دھوئے جائیں تو وضو باطل ہو گا۔

مسئلہ ۲۴۶ : اگر ہاتھ پانی سے تر کر کے چہرے اور ہاتھوں پر پھیرا جائے اور ہاتھ میں اتنی تری ہو کہ اسے پھیرنے سے چہرے اور ہاتھوں پر پانی کی کچھ مقدار حرکت کرنے لگے تو کافی ہے۔

مسئلہ ۲۴۷ : چہرہ دھونے کے بعد پہلے دایاں بازو اور پھر بایاں بازو کہنی سے انگلیوں کے سروں

تک دھونا چاہیے۔

مسئلہ ۲۴۸ : اس بات کا یقین کرنے کے لیئے کہ کہنی پوری کی پوری دھل گئی ہے اس سے اوپر والا حصہ بھی دھونا چاہیے۔

مسئلہ ۲۴۹ : جس شخص نے چہرہ دھونے سے پہلے اپنے بازوؤں کی کلائی کے جوڑ تک دھویا ہو اسے چاہیئے کہ وضو کرتے وقت انگلیوں کے سروں تک دھوئے۔ اگر وہ صرف کلائی کے جوڑ تک دھوئے گا تو اس کا وضو باطل ہوگا۔

مسئلہ ۲۵۰ : وضو میں چہرے اور بازوؤں کا پہلی دفعہ دھونا واجب۔ دوسری دفعہ دھونا مستحب اور تیسری دفعہ یا اس سے زیادہ بار دھونا حرام ہے۔ جہاں تک اس امر کا سوال ہے کہ کونسا دھونا پہلا' دوسرا' تیسرا سمجھا جائے اس کا دار و مدار وضو کرنے والے کی نیت پر ہے۔ لہٰذا اگر مثال کے طور پر پہلی دفعہ دھونے کی نیت سے کوئی شخص دس بار پانی چہرے پر ڈالے تو کوئی حرج نہیں اور وہ اس کا پہلی دفعہ دھونا ہی متصور ہوگا۔ لیکن اگر تین دفعہ دھونے کی نیت سے تین بار پانی ڈالے تو تیسری بار پانی ڈالنا حرام ہوگا اور وضو باطل ہوگا۔

مسئلہ ۲۵۱ : دونوں بازو دھونے کے بعد سر کے اگلے حصے کا مسح وضو کے اس پانی کی تری سے کرنا چاہیئے جو ہاتھوں کو لگی رہ گئی ہو۔ احتیاط واجب یہ ہے کہ مسح دائیں ہاتھ سے کیا جائے اور مسح اوپر سے نیچے کی طرف ہو

مسئلہ ۲۵۲ : سر کے چار حصوں میں سے پیشانی سے ملا ہوا ایک حصہ وہ مقام ہے جہاں مسح کرنا چاہیئے اس حصے میں جہاں بھی اور جس اندازے سے بھی مسح کریں کافی ہے۔ لیکن احتیاط مستحب یہ ہے کہ طول میں ایک انگلی کی لمبائی کے لگ بھگ اور عرض میں تین ملی ہوئی انگلیوں کے لگ بھگ جگہ پر مسح کیا جائے۔

مسئلہ ۲۵۳ : یہ ضروری نہیں کہ سر کا مسح جلد پر کیا جائے بلکہ سر کے اگلے حصے کے بالوں پر کرنا بھی درست ہے لیکن اگر کسی شخص کے سر کے آگے کے بال اتنے لمبے ہوں کہ مثلاً اگر کنگھا کرے تو اس کے چہرے پر آگریں یا سر کے کسی دوسرے حصے تک جا پہنچیں تو اسے چاہیئے کہ بالوں کی

جڑوں پر مسح کرے یا مانگ نکال کر سر کی جلد پر مسح کرے اور اگر چہرے پر آگرنے والے یا سر کے دوسرے حصوں تک پہنچنے والے بالوں کو آگے کی طرف جمع کر کے ان پر مسح کرے گا یا سر کے دوسرے حصوں کے بالوں پر جو آگے کو بڑھ آئے ہوں مسح کرے گا تو وہ مسح باطل ہوگا۔

مسئلہ ۲۵۴ : سر کے مسح کے بعد وضو کے پانی کی اس تری سے جو ہاتھوں میں باقی ہو پاؤں کی کسی ایک انگلی سے لے کر پاؤں کے اوپر والے حصے کے ابھار تک مسح کرنا چاہئے اور احتیاط واجب یہ ہے کہ پاؤں کے جوڑ تک مسح کیا جائے۔ اسی طرح احتیاط واجب یہ ہے کہ دائیں پیر کا دائیں ہاتھ سے اور بائیں پیر کا بائیں ہاتھ سے مسح کیا جائے۔

مسئلہ ۲۵۵ : پاؤں پر مسح کا عرض جتنا بھی ہو کافی ہے لیکن بہتر ہے کہ تین جڑی ہوئی انگلیوں کی چوڑائی کے برابر ہو اور اس سے بھی بہتر یہ ہے کہ پاؤں کے پورے اوپر والے حصے کا مسح پوری ہتھیلی سے کیا جائے۔

مسئلہ ۲۵۶ : احتیاط واجب یہ ہے کہ پاؤں کا مسح کرتے وقت ہاتھ انگلیوں کے سروں پر رکھے اور پھر پاؤں کے ابھار کی جانب کھینچے یا ہاتھ پاؤں کے جوڑ پر رکھ کر انگلیوں کے سروں کی طرف کھینچے۔ یہ درست نہیں کہ پورا ہاتھ پاؤں پر رکھے اور تھوڑا سا کھینچے۔

مسئلہ ۲۵۷ : ایک شخص کو چاہئے کہ سر اور پاؤں کا مسح کرتے وقت ہاتھ ان پر کھینچے یعنی ہاتھ کو حرکت دے اور اگر ہاتھ کو ساکن رکھے اور سر یا پاؤں کو اس پر چلائے تو وضو باطل ہو جاتا ہے لیکن ہاتھ کھینچنے کے وقت سر اور پاؤں معمولی حرکت کریں تو کوئی حرج نہیں۔

مسئلہ ۲۵۸ : جس جگہ کا مسح کرنا ہو وہ خشک ہونی چاہئے۔ اگر وہ اس قدر تر ہو کہ ہتھیلی کی تری اس پر اثر نہ کرے تو مسح باطل ہوگا۔ لیکن اگر اس پر تری اتنی کم ہو کہ جو تری مسح کے بعد نظر آئے اس کے متعلق یہ کہا جا سکے کہ وہ فقط ہتھیلی کی تری ہے تو پھر کوئی حرج نہیں۔

مسئلہ ۲۵۹ : اگر مسح کرنے کے لیئے ہتھیلی پر تری باقی نہ رہی ہو تو اسے دوسرے پانی سے تر نہیں کیا جا سکتا بلکہ ایسی صورت میں اپنی داڑھی کی تری لے کر اس سے مسح کرنا چاہئے اور داڑھی کے علاوہ اور کسی جگہ سے تری لے کر مسح کرنا محل اشکال ہے۔

مسئلہ ۲۶۰ : اگر ہتھیلی کی تری صرف سر کے مسح کے لیئے کافی ہو تو سر کا مسح اس تری سے کرنا چاہیئے اور پاؤں کے مسح کے لیئے اپنی ڈاڑھی سے تری حاصل کرنی چاہیئے۔

مسئلہ ۲۶۱ : موزے اور جوتے پر مسح کرنا جائز نہیں ہاں اگر سخت سردی کی وجہ سے یا چور یا درندے وغیرہ کے خوف سے جوتے یا موزے نہ اتارے جا سکیں تو تیمم کرنا چاہیئے اور تقیہ کی صورت میں موزے اور جوتے پر مسح کرنے کے علاوہ تیمم بھی کرنا چاہیئے۔

مسئلہ ۲۶۲ : اگر پاؤں کا اوپر والا حصہ نجس ہو اور مسح کرنے کے لیئے اسے دھویا بھی نہ جا سکتا ہو تو تیمم کرنا چاہیئے۔

ارتماسی وضو

مسئلہ ۲۶۳ : ارتماسی وضو یہ ہے کہ انسان چہرے اور بازوؤں کو وضو کی نیت سے پانی میں ڈبو دے۔

مسئلہ ۲۶۴ : ارتماسی وضو میں بھی چہرہ اور بازو اوپر سے نیچے کی جانب دھونے چاہئیں۔ لہٰذا جب کوئی شخص وضو کی نیت سے چہرہ اور بازو پانی میں ڈبوئے تو اسے چاہیئے کہ چہرہ پیشانی کی طرف سے اور بازو کہنیوں کی طرف سے ڈبوئے۔ لیکن وضو کی نیت چہرے اور ہاتھوں کو پانی میں ڈبونے کے بعد باہر کھینچتے وقت کرے۔

مسئلہ ۲۶۵ : اگر کوئی شخص بعض اعضاء کا وضو ارتماسی طریقے سے اور بعض کا غیر ارتماسی (یعنی ترتیبی) طریقے سے کرے تو اس میں کوئی حرج نہیں۔

دعائیں جن کا وضو کرتے وقت پڑھنا مستحب ہے

مسئلہ ۲۶۶ : جو شخص وضو کرنے لگے اس کے لیئے مستحب ہے کہ جب اس کی نظر پانی پر پڑے تو یہ دعا پڑھے بسم اللّٰہ و باللّٰہ والحمد للّٰہ الذی جعل الماء طھورا ولم یجعلہ نجسا۔

جب وضو سے پہلے اپنے ہاتھ دھوئے تو یہ دعا پڑھے **اللھم اجعلنی من التوابین واجعلنی من المتطھرین**

مضمضہ یعنی کلی کرتے وقت یہ دعا پڑھے **اللھم لقنی حجتی یوم القاک واطلق لسانی بذکرک**

استنشاق یعنی ناک میں پانی ڈالتے وقت یہ دعا پڑھے **اللھم لاتحرم علی ریح الجنۃ واجعلنی ممن یشم ریحھا وروحھا وطیبھا۔**

چہرہ دھوتے وقت یہ دعا پڑھے **اللھم بیض وجھی یوم تسود الوجوہ ولا تسود وجھی یوم تبیض الوجوہ۔**

دایاں ہاتھ دھوتے وقت یہ دعا پڑھے **اللھم اعطنی کتابی بیمینی والخلد فی الجنان بیساری وحاسبنی حسابا یسیرا۔**

بایاں ہاتھ دھوتے وقت یہ دعا پڑھے **اللھم لاتعطنی کتابی بشمالی ولا من وراء ظھری ولا تجعلھا مغلولۃ الی عنقی واعوذبک من مقطعات النیران**

سر کا مسح کرتے وقت یہ دعا پڑھے **اللھم غشنی برحمتک و برکاتک و عفوک**

پاؤں کا مسح کرتے وقت یہ دعا پڑھے **اللھم ثبتنی علی الصراط یوم تزل فیہ الاقدام واجعل سعی فی مایرضیک عنی یا ذالجلال وللاکرام**

وضو کی شرائط

وضو کے صحیح ہونے کی چند شرائط ہیں۔

○ ... پہلی شرط یہ ہے کہ وضو کا پانی پاک ہو۔

○ ... دوسری یہ ہے کہ وہ پانی مطلق ہو۔

مسئلہ ۲۶۷ : نجس یا مضاف پانی سے وضو کرنا درست نہیں خواہ وضو کرنے والا شخص اس کے نجس یا مضاف ہونے کے بارے میں علم نہ رکھتا ہو یا بھول گیا ہو کہ یہ نجس یا مضاف ہے لہٰذا اگر وہ ایسے پانی سے وضو کرکے نماز پڑھ چکا ہے تو چاہئے کہ صحیح وضو کرکے دوبارہ نماز پڑھے۔

مسئلہ ۲۶۸ : اگر ایک شخص کے پاس مٹی ملے ہوئے مضاف پانی کے علاوہ اور کوئی پانی وضو کے لیئے نہ ہو تو اسے چاہیئے کہ اگر نماز کا وقت تنگ ہو تو تیمم کر لے (اور نماز پڑھے) لیکن اگر وقت تنگ نہ ہو تو پانی کے صاف ہونے کا انتظار کرے اور جب صاف ہو جائے تو اس سے وضو کر لے۔

○... تیسری شرط یہ ہے کہ وضو کا پانی مباح ہو۔

مسئلہ ۲۶۹ : ایسے پانی سے وضو کرنا حرام اور باطل ہے جو غصب کیا گیا ہو یا جس کے بارے میں یہ علم نہ ہو کہ اس کا مالک اس کے استعمال پر رضامند ہے یا نہیں۔

مسئلہ ۲۷۰ : کسی مدرسے کے ایسے حوض سے وضو کرنے میں کوئی حرج نہیں جس کے بارے میں یہ علم نہ ہو کہ آیا وہ تمام لوگوں کے لیئے وقف کیا گیا ہے یا صرف مدرسے کے طلباء کے لیئے وقف ہے۔ لیکن شرط یہ ہے کہ عامتہ الناس عموماً اس حوض سے وضو کرتے ہوں۔

مسئلہ ۲۷۱ : اگر کوئی شخص ایک مسجد میں نماز پڑھنا نہ چاہتا ہو اور یہ بھی نہ جانتا ہو کہ آیا اس مسجد کا حوض سبھی لوگوں کے لیئے وقف ہے یا صرف ان لوگوں کے لیئے جو اس مسجد میں نماز پڑھتے ہیں تو اس کے لیئے اس حوض سے وضو کرنا درست نہیں لیکن اگر عموماً وہ لوگ بھی اس حوض سے وضو کرتے ہوں جو اس مسجد میں نماز نہ پڑھنا چاہتے ہوں تو وہ شخص بھی اس حوض سے وضو کر سکتا ہے۔ ان لوگوں کے لیئے جو کسی سرائے یا مسافر خانہ وغیرہ میں مقیم نہ ہوں اس سرائے یا مسافر خانہ کے حوض سے وضو کرنا اسی صورت میں درست ہے جب عموماً ایسے لوگ بھی جو وہاں مقیم نہ ہوں اس حوض سے وضو کرتے ہوں۔

مسئلہ ۲۷۲ : ایک شخص کے لیئے بڑی نہروں سے وضو کرنے میں کوئی حرج نہیں اگرچہ وہ یہ نہ جانتا ہو کہ ان کا مالک رضا مند ہے یا نہیں۔ لیکن اگر ان نہروں کا مالک وضو کرنے سے منع کرے یا معلوم ہو کہ وہ ان سے وضو کرنے پر رضا مند نہیں یا وہ نابالغ یا پاگل ہو یا وہ نہریں کسی غاصب کے قبضے میں ہوں تو ان تمام صورتوں میں ان نہروں کے پانی سے وضو کرنا ناجائز ہے البتہ دیہات یا دیہات جیسے علاقوں کی نہروں سے اگر لوگ عام طور پر استفادہ کرتے ہوں تو ان سے وضو کرنے یا کسی اور طرح کا استفادہ کرنے میں کوئی حرج نہیں خواہ ان کا مالک نابالغ یا پاگل ہی کیوں نہ ہو۔ نیز ایسی نہروں کے مالک کو

حق نہیں پہنچتا کہ وہ لوگوں کو ان سے استفادہ کرنے سے منع کرے۔

مسئلہ ۲۷۳ : اگر کوئی شخص بھول جائے کہ پانی غصب کیا ہوا ہے اور اس سے وضو کرے تو اس کا وضو صحیح ہے لیکن اگر کسی شخص نے خود پانی غصب کیا ہوا ہو اور بعد میں بھول جائے کہ اس نے یہ پانی غصب کیا ہوا ہے اور اس سے وضو کرلے تو اس کا وضو باطل ہوگا۔

○ ... چوتھی شرط یہ ہے کہ وضو کا برتن مباح ہو۔

○ ... پانچویں شرط یہ ہے کہ جس برتن سے وضو کے لیئے پانی استعمال کیا جائے وہ احتیاط واجب کی بنا پر سونے یا چاندی کا بنا ہوا نہ ہو۔

مسئلہ ۲۷۴ : اگر کسی شخص کے پاس وضو کے لیئے وہ پانی ہو جو غصب کیئے ہوئے (یا سونے چاندی سے بنے ہوئے) برتن میں ہو اور اس کے پاس اس کے علاوہ اور کوئی پانی نہ ہو تو اگر وہ اس پانی کو شرعی طریقے سے دوسرے برتن میں انڈیل سکتا ہو تو اس کے لیئے ضروری ہے کہ اسے کسی دوسرے برتن میں انڈیل لے اور پھر اس سے وضو کرے اور اگر ایسا کرنا آسان نہ ہو تو تیمم کرے اور اگر اس کے پاس اس کے علاوہ دوسرا پانی موجود ہو تو ضروری ہے کہ اس سے وضو کرے اور اگر دونوں صورتوں میں گناہ کا مرتکب ہوتے ہوئے ہاتھ یا اس کے مانند کسی چیز سے پانی وضو کے اعضاء پر ڈالے تو اس کا وضو صحیح ہوگا اور اسی کیفیت کے ساتھ اگر سونے چاندی کے بنے ہوئے برتن سے وضو کرے تو اس کا وضو صحیح ہے۔ خواہ اس کے پاس اس پانی کے علاوہ کوئی پانی موجود ہو یا نہ ہو اور اگر غصب کیئے ہوئے برتن سے ارتماسی وضو کرے تو وہ وضو باطل ہوگا۔ قطع نظر اس سے کہ اس کے پاس پانی کے علاوہ کوئی پانی موجود ہو یا نہ ہو اور اگر سونے چاندی سے بنے ہوئے برتن سے ارتماسی وضو کرے تو وضو کے صحیح ہونے میں اشکال ہے۔

مسئلہ ۲۷۵ : اگر کسی حوض میں مثال کے طور غصب کی ہوئی ایک اینٹ یا ایک پتھر لگا ہو اور عرف عام میں اس حوض میں سے پانی نکالنا اس اینٹ یا پتھر پر تصرف نہ سمجھا جائے تو (پانی لینے میں) کوئی حرج نہیں لیکن اگر تصرف سمجھا جائے تو پانی کا نکالنا حرام لیکن اس سے وضو کرنا صحیح ہوگا۔

مسئلہ ۲۷۶ : اگر ائمہ طاہرینؑ یا ان کی اولاد کے صحن میں جو پہلے قبرستان تھا کوئی حوض یا نہر کھودی جائے اور یہ علم نہ ہو کہ صحن کی زمین قبرستان کے لیئے وقف ہو چکی ہے، تو اس حوض یا نہر کے

پانی سے وضو کرنے میں کوئی حرج نہیں۔

○ ... چھٹی شرط یہ ہے کہ وضو کے اعضاء دھوتے وقت اور مسح کرتے وقت پاک ہوں۔

مسئلہ ۲۷۷ : اگر وضو مکمل ہونے سے پہلے وہ مقام نجس ہو جائے جسے دھویا جاچکا ہے یا جس کا مسح کیا جاچکا ہے تو وضو صحیح ہو گا۔

مسئلہ ۲۷۸ : اگر اعضائے وضو کے علاوہ بدن کا کوئی حصہ نجس ہو تو وضو صحیح ہے لیکن اگر پاخانے یا پیشاب کے مقام کو پاک نہ کیا ہو تو پھر احتیاط مستحب ہے کہ پہلے انہیں پاک کرے اور پھر وضو کرے۔

مسئلہ ۲۷۹ : اگر وضو کے اعضاء میں سے کوئی عضو نجس ہو اور وضو کر چکنے کے بعد متعلقہ شخص کو شک گزرے کہ آیا وضو کرنے سے پہلے اس عضو کو دھویا تھا یا نہیں تو اس کی صورت یہ ہے کہ اگر وضو کے وقت اس نے پاک یا نجس ہونے کی جانب توجہ نہیں دی۔ تو وضو باطل ہے اور اگر اسے علم ہو کہ توجہ دی تھی یا شک ہو کہ توجہ دی تھی یا نہیں تو وضو صحیح ہے لیکن ہر صورت میں اسے نجس مقام کو دھولینا چاہئے۔

مسئلہ ۲۸۰ : اگر کسی شخص کے چہرے یا ہاتھوں پر کوئی ایسی خراش یا زخم ہو جس سے خون نہ تھمے اور پانی اس کے لیئے مضر نہ ہو تو اسے چاہئے کہ اس عضو کے جن حصوں پر زخم وغیرہ ہیں انہیں ترتیب دار دھونے کے بعد زخم یا خراش والے حصے کو کر برابر پانی یا جاری پانی میں ڈبو دے اور اسے اس قدر دبائے کہ خون بند ہو جائے اور پانی کے اندر ہی اپنی انگلی زخم یا خراش پر رکھ کر اوپر سے نیچے کی طرف کھینچے تاکہ اس پر (یعنی) خراش یا زخم پر پانی جاری ہو جائے اور اس کا وضو صحیح ہے۔

○ ... ساتویں شرط یہ ہے کہ وضو کرنے اور نماز پڑھنے کے لیئے وقت کافی ہو۔

مسئلہ ۲۸۱ : اگر وقت اتنا تنگ ہو کہ متعلقہ شخص وضو کرے تو ساری کی ساری نماز یا اس کا کچھ حصہ وقت کے بعد پڑھنا پڑے تو اسے چاہئے کہ تیمم کرلے لیکن اگر تیمم اور وضو کے لیئے تقریبا یکساں وقت درکار ہو تو پھر وضو کرے۔

مسئلہ ۲۸۲ : جس شخص کو نماز کے لیئے وقت تنگ ہونے کے باعث تیمم کرنا پڑے اگر وہ بقصد

قربت یا کسی مستحب کام مثلاً قرآن مجید پڑھنے کے لیئے وضو کرے تو اس کا وضو صحیح ہے لیکن اگر مسئلہ جانتے ہوئے جان بوجھ کر اسی نماز کے لیئے وضو کرے تو اس کا وضو باطل ہے۔

○ ... آٹھویں شرط یہ ہے کہ وضو بقصد قربت یعنی اللہ تعالیٰ کا حکم سرانجام دینے کے لیئے کیا جائے۔ اگر اپنے آپ کو ٹھنڈک پہنچانے یا کسی اور نیت سے کیا جائے تو باطل ہوگا۔

مسئلہ ۲۸۳ : وضو کی نیت زبان سے یا دل میں کرنا ضروری نہیں بلکہ اگر ایک شخص وضو کے تمام افعال اللہ تعالیٰ کے حکم پر عمل کرنے کی نیت سے بجا لائے تو کافی ہے۔

○ ... نویں شرط یہ ہے کہ وضو اس ترتیب سے کیا جائے جس کا ذکر اوپر ہو چکا ہے یعنی پہلے چہرہ اور اس کے بعد دایاں اور پھر بایاں بازو دھویا جائے۔ اس کے بعد سر کا اور پھر پاؤں کا مسح کیا جائے۔ بر بنائے احتیاط واجب بائیں پاؤں کا مسح دائیں پاؤں کے بعد کیا جائے۔ اگر وضو اس ترتیب سے نہ کیا جائے تو باطل ہوگا۔

○ ... دسویں شرط یہ ہے کہ وضو کے اعمال سرانجام دینے میں فاصلہ نہ ہو۔

مسئلہ ۲۸۴ : اگر وضو کے افعال سرانجام دینے میں اتنا فاصلہ ہو جائے کہ جب وضو کرنے والا شخص کسی عضو کو دھونا چاہے یا اس کا مسح کرنا چاہے تو اس اثناء میں ان مقامات کی تری جنہیں وہ پیشتر دھو چکا ہو یا جن کا مسح کر چکا ہو خشک ہو جائے تو وضو باطل ہوگا۔ لیکن اگر جس عضو کو دھونا ہے یا مسح کرنا ہے صرف اس سے پہلے دھوئے ہوئے یا مسح کیئے ہوئے عضو کی تری خشک ہو گئی ہو مثلاً جب بایاں بازو دھوتے وقت دائیں بازو کی تری خشک ہو چکی ہو لیکن چہرہ تر ہو تو وضو صحیح ہوگا۔

مسئلہ ۲۸۵ : اگر کوئی شخص وضو کے افعال بلا فاصلہ انجام دے لیکن ہوا کی گرمی یا بدن کی حرارت کی زیادتی یا کسی اور ایسی ہی وجہ سے پہلی جگہوں کی تری (یعنی ان جگہوں کی تری جنہیں وہ پہلے دھو چکا ہو یا جن کا مسح کر چکا ہو) خشک ہو جائے تو وضو صحیح ہے۔

مسئلہ ۲۸۶ : وضو کے دوران چلنے پھرنے میں کوئی حرج نہیں لہٰذا اگر کوئی شخص چہرہ اور بازو دھونے کے بعد چند قدم چلے اور پھر سر اور پاؤں کا مسح کرے تو اس کا وضو صحیح ہوگا۔

○ ... گیارھویں شرط یہ ہے کہ انسان اپنا چہرہ اور بازو دھوئے اور سر اور پاؤں کا مسح خود ہی کرے۔ اگر کوئی دوسرا اسے وضو کرائے یا اس کے چہرے یا بازوؤں پر پانی ڈالنے یا سر اور

پاؤں کا مسح کرنے میں اس کی مدد کرے تو اس کا وضو باطل ہو گا۔

مسئلہ ۲۸۷ : اگر کوئی شخص خود وضو نہ کر سکتا ہو تو اسے چاہئے کہ کسی دوسرے کو اپنا نائب بنائے جو اسے وضو کرا دے۔ اور اگر وہ شخص اجرت مانگے تو چاہئے کہ اسے ادا کرے بشرطیکہ اس کی ادائیگی پر قادر ہو اور ایسا کرنا اس کے حالات کی روشنی میں اس کے لیئے نقصان دہ نہ ہو لیکن پھر بھی اسے چاہئے کہ وضو کی نیت خود کرے اور مسح بھی خود اپنے ہاتھوں سے کرے اور اگر خود اپنے ہاتھوں سے مسح نہ کر سکتا ہو تو اس کا نائب اس کا ہاتھ پکڑے اور اس کے مسح کے مقامات پر کھینچے اور اگر یہ بھی ممکن نہ ہو تو نائب اس کے بازو سے تری حاصل کرے اور اس تری کے ساتھ اس کے سر اور پاؤں کا مسح کرے۔

مسئلہ ۲۸۸ : وضو کے جو افعال بھی انسان بذات خود انجام دے سکتا ہو ان کے بارے میں اسے دوسروں کی مدد نہیں لینی چاہئے۔

○ ... بارھویں شرط یہ ہے کہ وضو کرنے والے کے لیئے پانی کے استعمال میں کوئی رکاوٹ نہ ہو۔

مسئلہ ۲۸۹ : جس شخص کو خوف ہو کہ وضو کرنے سے بیمار ہو جائے گا یا یہ کہ اگر پانی وضو کے لیئے استعمال کر لے گا تو پیاسا رہ جائے گا اسے چاہئے کہ وضو نہ کرے۔ لیکن اگر اسے اس بات کا علم نہ ہو کہ پانی اس کے لیئے مضر ہے اور وضو کر لے تو خواہ اسے بعد میں علم بھی ہو جائے کہ پانی اس کے لیئے مضر تھا اس کا وضو درست ہو گا بشرطیکہ اتنا ضرر نہ پہنچا ہو جتنا شرعاً حرام ہے۔

مسئلہ ۲۹۰ : اگر چہرے اور بازوؤں کو کم از کم اتنے پانی سے دھونا جس سے وضو صحیح ہو جاتا ہو ضرر رساں نہ ہو تو اتنی مقدار سے ہی وضو کرنا چاہئے۔

○ ... تیرھویں شرط یہ ہے کہ وضو کے اعضاء تک پانی پہنچنے میں کوئی رکاوٹ نہ ہو۔

مسئلہ ۲۹۱ : اگر کسی شخص کو معلوم ہو کہ اس کے وضو کے اعضاء سے کوئی چیز لگی ہوئی ہے لیکن اس بارے میں اسے شک ہو کہ آیا وہ چیز پانی کے ان اعضاء تک پہنچنے میں مانع ہے یا نہیں تو اسے چاہئے کہ یا تو اس چیز کو ہٹا دے یا پانی اس کے نیچے تک پہنچائے۔

مسئلہ ۲۹۲ : اگر ناخن کے نیچے میل ہو تو وضو درست ہے لیکن اگر ناخن کاٹا جائے تو وضو کے لیئے میل کا دور کرنا بھی ضروری ہے علاوہ ازیں اگر ناخن معمول سے زیادہ بڑھ جائیں تو جتنا حصہ معمول سے زیادہ بڑھا ہوا ہو اس کے نیچے سے میل نکال دینی چاہیئے۔

مسئلہ ۲۹۳ : اگر کسی شخص کے چہرے' بازوؤں' سر کے اگلے حصے یا پاؤں کے اوپر والے حصے پر جل جانے سے یا کسی اور وجہ سے ورم ہو جائے تو اسے دھو لینا اور اس پر مسح کر لینا کافی ہے اور اگر اس میں سوراخ ہو جائے تو پانی جلد کے نیچے پہنچانا ضروری نہیں بلکہ اگر جلد کا ایک حصہ اکھڑ جائے تب بھی یہ ضروری نہیں کہ جو حصہ نہیں اکھڑا اس کے نیچے تک پانی پہنچایا جائے لیکن جب اکھڑی ہوئی جلد کبھی بدن سے چپک جاتی ہو اور کبھی اوپر اٹھ جاتی ہو تو یا تو اسے کاٹ دینا چاہیئے یا اس کے نیچے پانی پہنچانا چاہیئے۔

مسئلہ ۲۹۴ : اگر کسی شخص کو شک ہو کہ آیا اس کے وضو کے اعضاء سے کوئی چیز چپکی ہوئی ہے یا نہیں اور اس کا یہ احتمال لوگوں کی نظر میں بھی درست ہو مثلاً گارے سے کوئی کام کرنے کے بعد شک ہو کہ گارا اس کے ہاتھ سے لگا رہ گیا ہے یا نہیں تو اسے چاہیئے کہ تحقیق کر لے یا ہاتھ کو اتنا ملے کہ اطمینان ہو جائے کہ اگر اس پر گارا لگا رہ گیا تھا تو دور ہو گیا ہے یا پانی اس کے نیچے پہنچ گیا ہے۔

مسئلہ ۲۹۵ : جس جگہ کو دھونا ہو یا اس کا مسح کرنا ہو اگر اس پر میل ہو لیکن وہ میل پانی کے جلد تک پہنچنے میں رکاوٹ نہ ڈالے تو اس کا کوئی حرج نہیں۔ اسی طرح اگر پلستر وغیرہ کا کام کرنے کے بعد سفیدی ہاتھ پر لگی رہ جائے جو پانی کو جلد تک پہنچنے سے نہ روکے تو اس کا بھی کوئی حرج نہیں لیکن اگر شک ہو کہ ان چیزوں کی موجودگی پانی کے بدن تک پہنچنے میں مانع ہے یا نہیں تو انہیں دور کرنا چاہیئے۔

مسئلہ ۲۹۶ : اگر کوئی شخص وضو کرنے سے پہلے جانتا ہو کہ وضو کے بعض اعضاء پر ایسی چیز موجود ہے جو ان تک پانی پہنچنے میں مانع ہے اور وضو کے بعد شک کرے کہ آیا وضو کرتے وقت پانی ان اعضاء تک پہنچا ہے یا نہیں اور احتمال اس بات کا ہو کہ وضو کرتے وقت وہ اس امر کی جانب متوجہ تھا تو اس کا وضو صحیح ہے۔

مسئلہ ۲۹۷ : اگر وضو کے بعض اعضاء میں کوئی رکاوٹ ہو جس کے نیچے پانی کبھی تو خود بخود چلا جاتا ہو اور کبھی نہ پہنچتا ہو اور انسان وضو کے بعد شک کرے کہ آیا پانی اس کے نیچے پہنچا ہے یا نہیں جبکہ وہ جانتا ہو کہ وضو کے وقت وہ اس رکاوٹ کے نیچے پانی پہنچنے کی جانب متوجہ نہ تھا تو احتیاط واجب یہ ہے کہ دوبارہ وضو کرے۔

مسئلہ ۲۹۸ : اگر کوئی شخص وضو کرنے کے بعد وضو کے اعضاء پر کوئی ایسی چیز دیکھے جو پانی کے بدن تک پہنچنے سے مانع ہو اور اسے یہ معلوم نہ ہو کہ وضو کے وقت یہ چیز موجود تھی یا بعد میں پیدا ہوئی تو اس کا وضو صحیح ہے لیکن اگر وہ جانتا ہو کہ وضو کرتے وقت وہ اس رکاوٹ کی جانب متوجہ نہ تھا تو احتیاط واجب یہ ہے کہ دوبارہ وضو کرے۔

مسئلہ ۲۹۹ : اگر کسی شخص کو وضو کے بعد شک ہو کہ جو چیز پانی پہنچنے سے مانع ہو سکتی ہے وضو کے اعضاء پر تھی یا نہیں اور امکان اس بات کا ہو کہ وضو کرتے وقت وہ اس امر کی جانب متوجہ تھا تو اس کا وضو صحیح ہے۔

وضو کے احکام

مسئلہ ۳۰۰ : اگر کوئی شخص وضو کے افعال اور شرائط مثلاً پانی کے پاک ہونے اور مباح ہونے کے بارے میں بہت زیادہ شک کرے' اس کا شک وسوسہ کی حد تک پہنچ جائے تو اسے چاہئے کہ وہ اپنے شک کی پروا نہ کرے۔

مسئلہ ۳۰۱ : اگر کسی شخص کو شک ہو کہ اس کا وضو باطل ہوا ہے یا نہیں تو اسے یہ سمجھنا چاہئے کہ اس کا وضو باقی ہے لیکن اگر اس نے پیشاب کرنے کے بعد استبراء نہ کیا ہو اور وضو کر لیا ہو اور وضو کے بعد اس کے بدن سے رطوبت خارج ہو جس کے بارے میں وہ یہ نہ جانتا ہو کہ پیشاب ہے یا کوئی اور چیز تو اس کا وضو باطل ہو گا۔

مسئلہ ۳۰۲ : اگر کسی شخص کو شک ہو کہ اس نے وضو کیا ہے یا نہیں تو اسے چاہئے کہ وضو کر

لے۔

مسئلہ ۳۰۳ : جس شخص کو معلوم ہو کہ اس نے وضو کیا ہے اور اس سے حدث بھی واقع ہو گیا ہے مثلاً اس نے پیشاب کیا ہے لیکن اسے یہ معلوم نہ ہو کہ کونسی بات پہلے واقع ہوئی ہے اور یہ صورت نماز سے پہلے پیش آئے تو اسے چاہئے کہ وضو کرے اور اگر نماز کے دوران پیش آئے تو نماز توڑ دے اور وضو کرے اور اگر نماز کے بعد پیش آئے تو جو نماز وہ پڑھ چکا ہے وہ صحیح ہے۔ البتہ دوسری نمازوں کے لیئے اسے نئے سرے سے وضو کرنا چاہئے۔

مسئلہ ۳۰۴ : اگر کسی شخص کو وضو کے بعد یا اس کے دوران میں یقین ہو جائے کہ اس نے بعض جگہیں نہیں دھوئیں یا ان کا مسح نہیں کیا اور جن اعضاء کو پہلے دھویا ہو یا ان کا مسح کیا ہو ان کی تری زیادہ وقت گزر جانے کی وجہ سے خشک ہو چکی ہو تو اسے چاہئے کہ دوبارہ وضو کرے لیکن اگر وہ تری خشک نہ ہوئی ہو یا ہوا کی گرمی یا کسی اور ایسی وجہ سے خشک ہو گئی ہو تو اسے چاہئے کہ جن جگہوں کے بارے میں بھول گیا ہو انہیں اور ان کے بعد آنے والی جگہوں کو دھوئے یا ان کا مسح کرے۔ اور اگر وضو کے دوران میں کسی عضو کے دھونے یا مسح کرنے کے بارے میں شک کرے تو چاہئے کہ اسی حکم پر عمل کرے۔

مسئلہ ۳۰۵ : اگر کسی شخص کو نماز پڑھ چکنے کے بعد شک ہو کہ اس نے وضو کیا تھا یا نہیں اور احتمال اس بات کا ہو کہ نماز شروع کرتے وقت وہ اپنی حالت کی جانب متوجہ تھا تو اس کی نماز صحیح ہے لیکن اسے چاہئے کہ آئندہ نمازوں کے لیئے وضو کرے۔

مسئلہ ۳۰۶ : اگر کسی شخص کو نماز کے دوران شک ہو کہ آیا اس نے وضو کیا تھا یا نہیں تو اس کی نماز باطل ہے۔ اسے چاہئے کہ وضو کرے اور نماز دوبارہ پڑھے۔

مسئلہ ۳۰۷ : اگر کسی شخص کو نماز کے بعد شک ہو کہ آیا اس کا وضو نماز سے پہلے باطل ہوا تھا یا بعد میں تو جو نماز پڑھ چکا ہے وہ صحیح ہے۔

مسئلہ ۳۰۸ : اگر کوئی شخص ایسے مرض میں مبتلا ہو کہ اسے پیشاب قطرہ قطرہ ہو کر آتا ہو یا پاخانہ روکنے پر قادر نہ ہو تو اگر اسے یقین ہو کہ نماز کے اول وقت سے لے کر آخر وقت تک اسے اتنا

وقفہ مل جائے گا کہ استنجاء اور وضو کر کے نماز پڑھ سکے تو اسے چاہئے کہ اس وقفے کے دوران میں نماز پڑھے اور اگر اسے صرف اتنی مہلت ملے جو نماز کے واجبات ادا کرنے کے لیئے کافی ہو تو اسے چاہئے کہ اس دوران میں صرف نماز کے واجبات بجا لائے اور مستحب افعال مثل اذان' اقامت اور قنوت کو ترک کر دے۔

مسئلہ ۳۰۹ : اگر کسی شخص کو (بیماری کی وجہ سے) وضو اور نماز کی مہلت نہ ملتی ہو اور نماز کے دوران میں کئی دفعہ اس کا پیشاب اور پاخانہ خارج ہوتا ہو اور اگر ہر دفعہ (پیشاب یا پاخانہ آنے کے بعد) وضو کرنا اس کے لیئے دشوار نہ ہو تو احتیاط اس میں ہے کہ پانی کا برتن قریب رکھے اور جب بھی پیشاب یا پاخانہ خارج ہو فوراً وضو کرے اور باقی ماندہ نماز پڑھے اگرچہ اظہر یہ ہے کہ اگر وہ نماز ایک وضو سے پڑھ لے تو بھی کافی ہے۔

مسئلہ ۳۱۰ : اگر کسی شخص کا پیشاب یا پاخانہ پے در پے یوں خارج ہوتا ہو کہ ہر دفعہ کے بعد وضو کرنا اس کے لیئے دشوار ہو تو اس کی ہر نماز کے لیئے بلا اشکال ایک وضو کافی ہے بلکہ اظہر یہ ہے کہ ایک وضو چند نمازوں کے لیئے بھی کافی ہے ماسوا اس کے کہ کسی دوسرے حدث میں مبتلا ہو جائے۔ اور بہتر یہ ہے کہ ہر نماز کے لیئے ایک بار وضو کرے لیکن قضا شدہ سجدے اور تشہد اور نماز احتیاط کے لیئے دوسرا وضو ضروری نہیں ہے۔

مسئلہ ۳۱۱ : اگر کسی شخص کا پیشاب یا پاخانہ پے در پے خارج ہوتا ہو تو اس کے لیئے ضروری نہیں کہ وضو کے بعد فوراً نماز پڑھے اگرچہ بہتر ہے کہ نماز پڑھنے میں جلدی کرے۔

مسئلہ ۳۱۲ : اگر کسی شخص کا پیشاب یا پاخانہ پے در پے خارج ہوتا ہو تو وضو کرنے کے بعد اگر وہ نماز کی حالت میں نہ ہو تب بھی اس کے لیئے قرآن مجید کے الفاظ کو چھونا جائز ہے۔

مسئلہ ۳۱۳ : اگر کسی شخص کو قطرہ قطرہ پیشاب آتا رہتا ہو تو اسے چاہئے کہ نماز کے لیئے اپنے آپ کو ایک ایسی تھیلی کے ذریعے محفوظ کر لے جس میں روئی یا کوئی اور چیز رکھی ہو جو پیشاب کو دوسری جگہوں تک پہنچنے سے روکے اور احتیاط واجب یہ ہے کہ ہر نماز سے پہلے پیشاب خارج ہونے کے نجس شدہ مقام کو دھولے۔ علاوہ ازیں جو شخص پاخانہ روکنے پر قادر نہ ہو اسے چاہئے کہ جہاں تک

ممکن ہو نماز پڑھنے تک پاخانے کو دوسری جگہوں تک پھیلنے سے روکے اور احتیاط واجب یہ ہے اگر باعث زحمت نہ ہو تو ہر نماز کے لیئے پاخانہ خارج ہونے کے مقام کو دھوئے۔

مسئلہ ۳۱۴ : جو شخص پیشاب اور پاخانے کو روکنے پر قدرت نہ رکھتا ہو تو جہاں تک ممکن ہو نماز میں پیشاب اور پاخانے کو روکے چاہے اس پر کچھ خرچ کرنا پڑھے بلکہ اس کا مرض اگر آسانی سے دور ہو سکتا ہو تو اپنا علاج کرائے۔

مسئلہ ۳۱۵ : جو شخص اپنا پیشاب اور پاخانہ روکنے پر قادر نہ ہو اس کے لیئے صحت یاب ہونے کے بعد یہ ضروری نہیں کہ جو نمازیں اس نے مرض کے دوران میں اپنے وظیفہ کے مطابق پڑھی تھیں ان کی قضا کرے لیکن اگر اس کا مرض نماز پڑھتے ہوئے دور ہو جائے تو چاہئے کہ جو نماز اس وقت پڑھی ہو اسے دوبارہ پڑھے۔

مسئلہ ۳۱۶ : اگر کسی شخص کو یہ عارضہ ہو کہ ریاح روکنے پر قادر نہ ہو اسے چاہئے کہ ان لوگوں کے وظیفہ کے مطابق عمل کرے جو پیشاب اور پاخانہ روکنے پر قدرت نہ رکھتے ہوں۔

وہ چیزیں جن کیلئے وضو کرنا چاہئے

مسئلہ چھ چیزوں کے لیئے وضو کرنا واجب ہے۔

اول : واجب نمازوں کیلئے سوائے نماز میت اور مستحب نمازوں میں وضو شرط صحت ہے۔

دوم : اس سجدے اور تشہد کے لیئے جو ایک شخص بھول گیا ہو جبکہ ان کے اور نماز کے درمیان کوئی حدث اس سے سرزد ہوا ہو مثلاً اس نے پیشاب کیا ہو لیکن سجدہ سہو کے لیئے وضو کرنا واجب نہیں۔

سوم : خانہ کعبہ کے واجب طواف کے لئے۔

چہارم : وضو کرنے کی نذر مانی ہو یا عہد کیا ہو یا قسم کھائی ہو۔

پنجم : کسی نے نذر مانی ہو کہ اپنے بدن کا کوئی حصہ قرآن کی تحریر سے مس کرے گا۔

ششم : نجس شدہ قرآن مجید کو دھونے کے لیئے یا بیت الخلاء وغیرہ سے نکالنے کے لیئے جب

کہ متعلقہ شخص مجبور ہو کر اس مقصد کے لیئے اپنا ہاتھ یا بدن کا کوئی اور حصہ قرآن مجید کے الفاظ سے مس کرے۔ لیکن جو وقت وضو کرنے میں لگتا ہو اگر قرآن مجید کو دھونے یا اسے بیت الخلاء سے نکالنے میں اتنی تاخیر سے کلام اللہ کی اہانت ہوتی ہے تو اس شخص کو چاہیئے کہ وضو کیئے بغیر قرآن مجید کو بیت الخلاء وغیرہ سے باہر نکال لے یا اگر نجس ہو گیا ہو تو اسے دھو ڈالے۔

مسئلہ ۳۱۸ : جس شخص نے وضو نہ کر رکھا ہو اس کے لیئے قرآن مجید کے الفاظ کو مس کرنا یعنی اپنے بدن کا کوئی حصہ قرآن مجید کے الفاظ سے لگانا حرام ہے لیکن اگر قرآن مجید کا کسی اور زبان میں ترجمہ کیا گیا ہو تو اسے چھونا حرام نہیں۔

مسئلہ ۳۱۹ : بچے اور پاگل شخص کو قرآن مجید کے الفاظ کو مس کرنے سے روکنا واجب نہیں لیکن اگر ان کے مس کرنے سے قرآن مجید کی توہین ہوتی ہو تو انہیں روکنا چاہئے اور اسی طرح کسی بچے یا پاگل کو بغیر وضو قرآن مجید کے الفاظ کو مس کرنے کے لیئے مجبور کرنا جائز نہیں ہے۔

مسئلہ ۳۲۰ : جو شخص باوضو نہ ہو اس کے لیئے اللہ تعالیٰ کے ذاتی نام اور ان صفاتی ناموں کو چھونا جو صرف اس کے لیئے مخصوص ہیں خواہ وہ کسی زبان میں لکھے ہوئے ہوں حرام ہے بہتر یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم اور آئمہ طاہرین اور حضرت فاطمہ زہرا علیہا السلام کے اسمائے مبارکہ کو بھی نہ چھوئے لیکن اگر بے حرمتی لازم آئے تو حرام ہے۔

مسئلہ ۳۲۱ : اگر کوئی شخص نماز کے وقت سے پہلے باطہارت ہونے کے ارادے سے وضو یا غسل کرے تو صحیح ہے اور نماز کے وقت بھی اگر نماز کے لیئے تیار ہونے کی نیت سے وضو کرے تو کوئی حرج نہیں۔

مسئلہ ۳۲۲ : اگر کسی شخص کو یقین ہو کہ (نماز کا) وقت داخل ہو چکا ہے اور واجب وضو کی نیت کرے لیکن وضو کر چکنے کے بعد اسے پتہ چلے کہ ابھی وقت داخل نہیں ہوا تھا تو اس کا وضو صحیح ہے۔

مسئلہ ۳۲۳ : میت کی نماز کے لیئے اہل قبور کی زیارت کے لیئے مسجد یا آئمہ علیہم السلام کے حرم میں جانے کے لیئے قرآن مجید ساتھ رکھنے۔ اسے پڑھنے، لکھنے اور اس کا حاشیہ مس کرنے کے لیئے

اور سونے کے لیئے وضو کرنا مستحب ہے اور اگر کسی شخص کا وضو ہو تو دوبارہ وضو کرنا مستحب ہے اور مذکورہ بالا کاموں میں سے کسی ایک کے لیئے وضو کرے تو ہر کام جو باوضو ہو کرنا چاہے کر سکتا ہے۔ مثلاً اس وضو کے ساتھ نماز پڑھ سکتا ہے۔

مبطلات وضو

مسئلہ ۳۲۴ : سات چیزیں وضو کو باطل کر دیتی ہیں۔

۱... پیشاب ۔
۲... پاخانہ ۔
۳... معدے اور آنتوں کی ہوا جو پاخانے کے مخرج سے خارج ہوتی ہے۔
۴... نیند جس کی وجہ سے نہ آنکھ دیکھ سکے اور نہ کان سن سکیں لیکن اگر آنکھ نہ دیکھتی ہو اور کان سن رہے ہوں تو وضو باطل نہیں ہوتا۔
۵... ایسی چیزیں جن سے عقل زائل ہو جاتی ہو مثلاً دیوانگی' مستی' یا بے ہوشی۔
۶... عورتوں کا استحاضہ جس کا ذکر بعد میں آئے گا۔
۷... جنابت بلکہ بنا بر احتیاط مستحب ہر وہ کام جس کے لیئے غسل کرنا چاہیے۔

جبیرہ کے احکام

وہ چیز جس سے زخم یا ٹوٹی ہوئی ہڈی باندھی جاتی ہے اور وہ دوائی جو زخم یا ایسی ہی کسی چیز پر لگائی جاتی ہے جبیرہ کہلاتی ہے۔

مسئلہ ۳۲۵ : اگر وضو کے اعضاء میں سے کسی پر زخم یا پھوڑا ہو یا ہڈی ٹوٹی ہوئی ہو اور اس کا منہ کھلا ہو اور پانی اس کے لیئے مضر نہ ہو تو ایسے ہی وضو کرنا چاہئے جیسے عام طور پر کیا جاتا ہے۔

مسئلہ ۳۲۶ : اگر کسی شخص کے چہرے اور بازوؤں پر زخم یا پھوڑا ہو یا ان کی ہڈی ٹوٹی ہوئی ہو اور اس کا منہ کھلا ہو اور اس پر پانی ڈالنا نقصان دہ ہو تو ایسے زخم یا پھوڑے کے آس پاس کا حصہ اس

طرح اوپر سے نیچے کو دھونا چاہئے جیسا کہ وضو کے بارے میں بتایا گیا ہے اور بہتر یہ ہے کہ اگر اس پر تر ہاتھ کھینچنا نقصان دہ نہ ہو تو تر ہاتھ اس پر کھینچے اور اس کے بعد پاک کپڑا اس پر ڈال دے اور گیلا ہاتھ اس کپڑے پر کھینچے۔ البتہ اگر ہڈی ٹوٹی ہوئی ہو تو تیمم کرنا لازم ہے۔

مسئلہ ۳۲۷ : اگر زخم یا پھوڑا یا ٹوٹی ہوئی ہڈی کسی شخص کے سر کے اگلے حصے یا پاؤں پر ہو اور اس کا منہ کھلا ہو اور وہ اس پر مسح نہ کر سکتا ہو یا زخم مسح کی پوری جگہ پر پھیلا ہوا ہو یا مسح کی جگہ کا جو حصہ صحیح و سالم ہو اس پر مسح کرنا بھی اس کی قدرت سے باہر ہو تو اس صورت میں ضروری ہے کہ تیمم کرے اور احتیاط کی بنا پر وضو بھی کرے اور پاک کپڑا زخم وغیرہ پر رکھے اور وضو کے پانی کی تری سے جو ہاتھوں پر لگی ہو کپڑے پر مس کرے۔

مسئلہ ۳۲۸ : اگر پھوڑے یا زخم یا ٹوٹی ہوئی ہڈی کا منہ کسی چیز سے بند ہو اور اس کا کھولنا ممکن ہو اور پانی بھی اس کے لیئے مضر نہ ہو تو اسے کھول کر وضو کرنا چاہئے خواہ زخم وغیرہ چہرے اور بازوؤں پر ہو اور خواہ سر کے اگلے حصے اور پاؤں کے اوپر والے حصہ پر ہو۔

مسئلہ ۳۲۹ : اگر کسی شخص کا زخم یا پھوڑا یا ٹوٹی ہوئی ہڈی جو کسی چیز سے بندھی ہوئی ہو اس کے چہرے یا بازوؤں پر ہو اور اس کا کھولنا اور اس پر پانی ڈالنا مضر ہو تو اسے چاہئے کہ آس پاس کے جتنے حصے کو دھونا ممکن ہو اسے دھوئے اور جبیرہ پر مسح کرے۔

مسئلہ ۳۳۰ : اگر زخم کا منہ نہ کھل سکتا ہو لیکن خود زخم اور جو چیز اس پر لگائی گئی ہو پاک ہو اور زخم تک پانی پہنچانا ممکن ہو اور مضر بھی نہ ہو تو متعلقہ شخص کو چاہیئے کہ پانی کو زخم کے منہ پر اوپر سے نیچے کی طرف پہنچائے اور اگر زخم یا اس کے اوپر لگائی گئی چیز نجس ہو اور اس کا دھونا اور زخم کے منہ تک پانی پہنچانا ممکن ہو تو اسے چاہئے کہ اسے دھوئے اور وضو کرتے وقت پانی زخم تک پہنچائے۔ اور اگر پانی زخم کے لیئے مضر نہ ہو۔ لیکن زخم کے منہ تک پانی پہنچانا ممکن نہ ہو یا زخم نجس ہو اور اسے دھویا نہ جا سکتا ہو تو چاہئے کہ تیمم کرے۔

مسئلہ ۳۳۱ : اگر جبیرہ پورے چہرے یا ایک پورے بازو یا پورے دونوں بازوؤں پر پھیلا ہوا ہو تو متعلقہ شخص کو چاہئے کہ بنا بر احتیاط تیمم کرے اور وضوئے جبیرہ بھی کرے اور اگر جبیرہ

پورے سر یا پورے دونوں پیروں پر پھیلا ہوا ہو تو صرف تیمم کرنا ضروری ہے۔

مسئلہ ۳۳۲ : یہ ضروری نہیں کہ جبیرہ ان چیزوں میں سے ہو جن کے ساتھ نماز پڑھنا درست ہے بلکہ اگر وہ ریشم یا ان حیوانات کے اجزاء سے بھی ہو جن کا گوشت کھانا جائز نہیں تو ان پر مسح کرنا جائز ہے۔ بشرطیکہ وہ نجس نہ ہو نجس ہونے کے صورت میں پاک کپڑا رکھ کر اس پر مسح کرے۔

مسئلہ ۳۳۳ : جس شخص کی ہتھیلی اور انگلیوں پر جبیرہ ہو اور وضو کرتے وقت اس نے تر ہاتھ اس پر کھینچا ہو اسے چاہئے کہ سر اور پاؤں کا مسح اسی تری سے کرے۔

مسئلہ ۳۳۴ : اگر کسی شخص کے پاؤں کے اوپر والے پورے حصے پر جبیرہ ہو لیکن کچھ حصہ انگلیوں کی طرف سے اور کچھ حصہ پاؤں کی اوپر والی طرف سے کھلا ہو تو اسے چاہئے کہ جو جگہیں کھلی ہیں وہاں پاؤں کے اوپر والے حصے پر اور جن جگہوں پر جبیرہ ہے وہاں جبیرہ پر مسح کرے۔

مسئلہ ۳۳۵ : اگر چہرے یا بازوؤں پر کئی ایک جبیرے ہوں تو ان کا درمیانی حصہ دھونا چاہئے اور اگر سر یا پاؤں کے اوپر والے حصے پر جبیرے ہوں تو ان کے درمیانی حصے کا مسح کرنا چاہئے اور جہاں جبیرے ہوں وہاں جبیرے کے بارے میں احکام پر عمل کرنا چاہیے۔

مسئلہ ۳۳۶ : اگر جبیرہ زخم کے آس پاس کے حصوں کو معمول سے زیادہ گھیرے ہوئے ہو اور اس کو ہٹانا بھی ممکن نہ ہو تو متعلقہ شخص کو چاہئے کہ تیمم کرے بجز اس کے کہ جبیرہ تیمم کی جگہوں پر ہو کیونکہ اس صورت میں ضروری ہے کہ وضو بھی کرے اور تیمم بھی کرے اور دونوں صورتوں میں اگر جبیرہ کا ہٹانا ممکن ہو تو اسے ہٹا دے۔ پس اگر زخم چہرے یا بازوؤں پر ہو تو اس کے آس پاس کی جگہوں کو دھوئے اور اگر سر یا پاؤں کے اوپر والے حصے پر ہو تو اس کے آس پاس کی جگہوں کا مسح کرے اور زخم کی جگہ کے لئے جبیرہ سے متعلق احکام کے مطابق عمل کرے۔

مسئلہ ۳۳۷ : اگر وضو کے اعضا پر زخم یا جراحت نہ ہو یا ان کی ہڈی نہ ٹوٹی ہوئی ہو تو لیکن کسی دوسری وجہ سے پانی ان کے لیئے مضر ہو تو تیمم کرنا چاہیے۔

مسئلہ ۳۳۸ : اگر وضو کے اعضا کی کسی رگ سے خون نکل آیا ہو اور اسے دھونا ممکن نہ ہو یا

پانی اس کے لیئے مضر ہو تو تیمم کرنا لازم ہے۔

مسئلہ ۳۳۹ : اگر وضو یا غسل کی جگہ پر کوئی ایسی چیز چپک گئی ہو جس کا اتارنا ممکن نہ ہو یا ناقابل برداشت تکلیف اٹھا کر ہٹائی جا سکتی ہو تو متعلقہ شخص کو چاہئے کہ تیمم کرے۔ ہاں جو چیز چپکی ہوئی ہے اگر وہ کوئی دوائی ہو تو جبیرہ کے حکم میں آتی ہے۔

مسئلہ ۳۴۰ : غسل میت کے علاوہ تمام قسم کے غسلوں میں غسل جبیرہ وضوئے جبیرہ کی مانند ہے لیکن متعلقہ شخص کو چاہئے کہ غسل ترتیبی کرے (ارتماسی نہ کرے) اور زیادہ واضح یہ ہے کہ اگر بدن پر زخم یا پھوڑا ہو اور اس پر جبیرہ ہو تو غسل واجب ہے اور احتیاطاً وہ جبیرہ پر مسح بھی کرے اور اگر زخم یا پھوڑا کا منہ کھلا ہو تو اختیار ہے چاہے غسل کرے یا تیمم کرے۔ اگر وہ غسل کو اختیار کرتا ہے تو احتیاط مستحب یہ ہے کہ زخم یا پھوڑے پر پاک کپڑا رکھے۔ اور اس کپڑے کے اوپر مسح کرے اور اگر بدن کا کوئی عضو ٹوٹا ہوا ہو تو چاہئے کہ غسل کرے اور احتیاطاً جبیرہ کے اوپر بھی مسح کرے اور اگر جبیرہ پر مسح کرنا ممکن نہ ہو یا جو جگہ ٹوٹی ہوئی ہے وہ کھلی ہو تو لازم ہے کہ تیمم کرے۔

مسئلہ ۳۴۱ : اگر کسی ایسے شخص کی جس کا وظیفہ تیمم ہو تیمم کی بعض جگہوں پر زخم یا پھوڑا ہو یا ہڈی ٹوٹی ہوئی ہو تو اسے چاہئے کہ وضوئے جبیرہ کے احکام کے مطابق تیمم جبیرہ کرے۔

مسئلہ ۳۴۲ : جس شخص کو وضوئے جبیرہ یا غسل جبیرہ کر کے نماز پڑھنی ہو اگر اسے علم ہو کہ نماز کے آخر وقت تک اس کا عذر دور نہیں ہوگا تو وہ اول وقت میں نماز پڑھ سکتا ہے لیکن اگر اسے امید ہو کہ آخر وقت تک اس کا عذر دور ہو جائے گا تو اس کے لیئے بہتر یہ ہے کہ انتظار کرے اور اگر اس کا عذر دور نہ ہو تو آخر وقت میں وضوئے جبیرہ یا غسل جبیرہ کے ساتھ نماز ادا کرے لیکن اگر اول وقت میں نماز پڑھ لے اور آخر وقت تک اس کا عذر دور ہو جائے تو اس کے لیئے لازم ہے کہ وضو یا غسل کرے اور نئے سرے سے نماز پڑھے۔

مسئلہ ۳۴۳ : اگر کوئی شخص آنکھ کی بیماری کی وجہ سے پلکیں موند کر رکھتا ہو تو اسے چاہئے کہ تیمم کرے۔

مسئلہ ۳۴۴ : اگر کسی شخص کو یہ علم نہ ہو کہ آیا اس کا وظیفہ تیمم ہے یا وضوئے جبیرہ تو احتیاط واجب کی بنا پر اسے تیمم اور وضوئے جبیرہ دونوں بجالانے چاہئیں۔

مسئلہ ۳۴۵ : اگر آخر وقت تک کسی شخص کا عذر باقی رہے تو جو نمازیں اس نے وضوئے جبیرہ سے پڑھی ہوں وہ صحیح ہیں اور وہ اسی وضو کے ساتھ آئندہ کی نمازیں بھی پڑھ سکتا ہے۔

واجب غسل

واجب غسل سات ہیں : پہلا غسل جنابت، دوسرا غسل حیض، تیسرا غسل نفاس، چوتھا غسل استحاضہ، پانچواں غسل مس میت، چھٹا غسل میت، اور ساتواں وہ غسل جو نذر یا قسم وغیرہ کی وجہ سے واجب ہو جائے۔

جنابت کے احکام

مسئلہ ۳۴۶ : دو چیزوں سے انسان جنب ہو جاتا ہے۔

۱... جماع سے۔

۲... منی خارج کے ہونے سے خواہ وہ نیند کی حالت میں ہو یا بیداری کی حالت میں ہو کم ہو یا زیادہ، شہوت کے ساتھ نکلے یا بغیر شہوت کے اور اس کا نکلنا متعلقہ شخص کے اختیار میں ہو یا نہ ہو۔

مسئلہ ۳۴۷ : اگر کسی شخص کے بدن سے کوئی رطوبت خارج ہو اور وہ یہ نہ جانتا ہو کہ منی ہے یا پیشاب یا کوئی اور چیز اور اگر وہ رطوبت شہوت کے ساتھ اور اچھل کر نکلی ہو اور اس کے نکلنے کے بعد بدن سست ہو گیا ہو تو وہ رطوبت منی کا حکم رکھتی ہے۔ لیکن اگر ان تین علامات میں سے ساری کی ساری یا کچھ موجود نہ ہوں تو وہ رطوبت منی کے حکم میں نہیں آئے گی تاہم اگر متعلقہ شخص بیمار ہو تو پھر ضروری نہیں کہ وہ رطوبت اچھل کر نکلی ہو بلکہ اگر شہوت کے ساتھ نکلے اور اس کے نکلنے کے وقت بدن سست ہو جائے وہ منی کے حکم میں ہوگی۔

مسئلہ ۳۴۸ : اگر کسی ایسے شخص کے بدن سے جو بیمار نہ ہو کوئی ایسا پانی خارج ہو جس میں ان تین علامات میں سے جن کا ذکر اوپر والے مسئلہ میں کیا گیا ہے ایک علامت موجود ہو اور اسے یہ علم نہ ہو کہ باقی علامات بھی اس میں موجود ہیں یا نہیں تو اگر اس پانی کے خارج ہونے سے پہلے اس نے وضو کیا ہوا ہو تو چاہئے کہ اسی وضو کو کافی سمجھے اور اگر وضو نہیں کر رکھا تھا تو صرف وضو کرنا کافی ہے۔ اس کے لیئے غسل ضروری نہیں۔

مسئلہ ۳۴۹ : منی خارج ہونے کے بعد انسان کے لیئے پیشاب کرنا مستحب ہے اور اگر پیشاب نہ کرے اور غسل کے بعد اس کے بدن سے رطوبت خارج ہو جس کے بارے میں وہ نہ جانتا ہو کہ منی ہے یا کوئی اور رطوبت ہے تو وہ رطوبت منی کا حکم رکھتی ہے۔

مسئلہ ۳۵۰ : اگر کوئی شخص عورت سے جماع کرے اور عضو تناسل ختنے کی مقدار تک یا اس سے زیادہ عورت کے بدن میں داخل ہو جائے تو خواہ یہ دخول اگلی جانب سے ہو یا پچھلی جانب سے اور خواہ وہ بالغ ہوں یا نابالغ اور خواہ منی خارج نہ ہوئی ہو پھر بھی دونوں جنب ہو جاتے ہیں۔

مسئلہ ۳۵۱ : اگر کسی کو شک ہو کہ عضو تناسل ختنے کی مقدار تک داخل ہوا ہے یا نہیں تو اس پر غسل واجب نہیں ہے۔

مسئلہ ۳۵۲ : نعوذ باللہ اگر کوئی شخص کسی حیوان کے ساتھ وطی یعنی خلاف وضع فطری فعل کرے اور منی اس کے بدن سے خارج ہو تو صرف غسل کرے اور اگر منی خارج نہ ہو اور اس نے وطی کرنے سے پہلے وضو کیا ہوا ہو تب بھی صرف غسل کافی ہے اور اگر وضو نہ کررکھا ہو تو احتیاط واجب یہ ہے کہ غسل کرے اور وضو بھی کرے اور مرد یا لڑکے سے وطی کرنے کی صورت میں غسل جنابت واجب ہوگا۔

مسئلہ ۳۵۳ : اگر منی اپنی جگہ سے حرکت کرے لیکن بدن سے خارج نہ ہو یا انسان کو شک ہو کہ منی اس کے بدن سے خارج ہوئی ہے یا نہیں تو اس پر غسل واجب نہیں ہے۔

مسئلہ ۳۵۴ : جو شخص غسل نہ کر سکے لیکن تیمم کر سکتا ہو وہ نماز کا وقت داخل ہونے کے بعد اپنی بیوی سے جماع کر سکتا ہے۔

مسئلہ ۳۵۵ : اگر کوئی شخص اپنے لباس میں منی دیکھے اور جانتا ہو کہ اس کی اپنی منی ہے اور اس نے اس منی کے لیئے غسل نہ کیا ہو تو اسے چاہئے کہ غسل کرے اور جن نمازوں کے بارے میں اسے یقین ہو کہ وہ اس نے منی خارج ہونے کے بعد پڑھی تھیں ان کی قضا کرے لیکن ان نمازوں کی قضا ضروری نہیں جن کے بارے میں احتمال ہو کہ وہ اس نے منی خارج ہونے سے پہلے پڑھی تھیں یا بعد میں۔

وہ چیزیں جو مجنب پر حرام ہیں

مسئلہ ۳۵۶ : پانچ چیزیں مجنب پر حرام ہیں۔

اول : جیسا کہ وضو کے بیان میں ذکر ہو چکا ہے اپنے بدن کا کوئی حصہ قرآن مجید کے الفاظ یا اللہ تعالیٰ کے نام سے خواہ وہ کسی بھی زبان میں ہو مس کرنا اور بہتر یہ ہے کہ پیغمبروں' اماموں اور حضرت زہرا علیہم السلام کے ناموں سے بھی اپنا بدن مس نہ کرے مس کرنے کی صورت میں اہانت لازم آئے تو حرام ہے۔

دوم : مسجد الحرام اور مسجد نبوی میں جانا خواہ ایک دروازے سے داخل ہو کر دوسرے دروازے سے نکل آئے۔

سوم : دوسری (یعنی مسجد الحرام اور مسجد نبوی کے علاوہ) مسجدوں میں ٹھہرنا اور احتیاط واجب کی بنا پر آئمہ کے حرم میں ٹھہرنا' لیکن اگر ان مسجدوں میں سے کسی مسجد کے ایک دروازے سے داخل ہو کر دوسرے دروازے سے باہر نکل جائے تو کوئی حرج نہیں۔

چہارم : کسی مسجد میں کوئی چیز رکھنے یا کوئی چیز اٹھانے کے لیئے اس میں داخل ہونا۔

پنجم : ان آیات میں سے کسی آیت کا پڑھنا جن کے پڑھنے سے سجدہ واجب ہو جاتا ہے اور وہ آیتیں چار سورتوں میں ہیں۔ ا قرآن مجید کی ۳۲ ویں سورۃ (الم تنزیل) ۲ ۔ ۴۱ ویں سورۃ (حم سجدہ) ۳۔ ۵۳ ویں سورۃ (النجم) ۴ ۔ ۹۶ ویں سورۃ (علق)۔

وہ چیزیں جو مجنب کے لیئے مکروہ ہیں

مسئلہ ۳۵۷ : نو چیزیں مجنب ہونے والے شخص کے لیئے مکروہ ہیں۔

اول اور دوم : کھانا اور پینا لیکن اگر وضو کر لے یا ہاتھ دھولے تو مکروہ نہیں ہے۔

سوم : قرآن مجید کی سات سے زیادہ ایسی آیات پڑھنا جن میں سجدہ واجب نہ ہو۔

چہارم : اپنے بدن کا کوئی حصہ قرآن مجید کی جلد۔ حاشیہ یا الفاظ کی درمیانی جگہ سے مس کرنا۔

پنجم : قرآن مجید اپنے ساتھ رکھنا۔

ششم : سونا البتہ اگر وضو کر لے یا پانی نہ ہونے کی وجہ سے غسل کے بدلے تیمم کر لے تو پھر سونا مکروہ نہیں ہے۔

ہفتم : مہندی یا اس سے ملتی جلتی چیز سے خضاب کرنا۔

ہشتم : بدن پر تیل ملنا۔

نہم : احتلام کے بعد یعنی سوتے میں منی خارج ہونے کے بعد جماع کرنا۔

غسل جنابت

مسئلہ ۳۵۸ : غسل جنابت بجائے خود مستحب ہے اور نماز واجب اور ایسی دوسری عبادات کے لیئے واجب ہو جاتا ہے لیکن نماز میت اور سجدہ شکر اور قرآن مجید کے واجب سجدوں کے لیئے غسل جنابت ضروری نہیں ہے۔

مسئلہ ۳۵۹ : کسی شخص کے لیئے یہ ضروری نہیں کہ غسل کے وقت نیت کرے کہ واجب یا مستحب غسل کر رہا ہوں بلکہ فقط قربتہ" الی اللہ یعنی اللہ تعالیٰ کا حکم بجالانے کے ارادے سے غسل کرے تو کافی ہے۔

مسئلہ ۳۶۰ : نماز کے وقت کے داخل ہونے سے پہلے یا بعد میں واجب کی نیت سے غسل کرنا صحیح ہے۔

مسئلہ ۳۶۱ : غسل خواہ واجب ہو خواہ مستحب دو طریقوں سے انجام دیا جا سکتا ہے۔ ترتیبی اور ارتماسی۔

ترتیبی غسل

مسئلہ ۳۶۲ : ایک شخص کو چاہئے کہ غسل ترتیبی میں پہلے سر اور گردن اور بعد میں بدن دھوئے اور بہتر یہ ہے کہ بدن کو پہلے دائیں طرف سے اور بعد میں بائیں طرف سے دھوئے اور اگر وہ شخص جان بوجھ کر یا بھول کر یا مسئلہ نہ جاننے کی وجہ سے بدن کو سر سے پہلے دھوئے تو اس کا غسل باطل ہے۔

مسئلہ ۳۶۳ : اگر کوئی شخص اس بات کا یقین کرنا چاہے کہ اس نے سر اور گردن اور جسم کا دایاں بایاں حصہ مکمل طور پر دھولیا ہے تو اسے چاہئے کہ جس حصے کو دھوئے اس کے ساتھ کچھ مقدار دوسرے حصے کی بھی دھو لے۔

مسئلہ ۳۶۴ : اگر کسی شخص کو غسل کے بعد پتہ چلے کہ بدن کا کچھ حصہ دھلنے سے رہ گیا ہے لیکن یہ علم نہ ہو کہ وہ کونسا حصہ ہے تو سر کا دوبارہ دھونا ضروری نہیں اور اسے چاہئے کہ بدن کا صرف وہ حصہ دھوئے جس کے نہ دھوئے جانے کے بارے میں احتمال پیدا ہوا ہے۔

مسئلہ ۳۶۵ : اگر کسی کو غسل کے بعد پتہ چلے کہ اس نے بدن کا کچھ حصہ نہیں دھویا تو اگر وہ بائیں طرف سے ہو تو صرف اس مقدار کا دھولینا کافی ہے اور اگر دائیں طرف ہو تو احتیاط مستحب یہ ہے کہ اتنی مقدار دھونے کے بعد بائیں طرف کو دوبارہ دھوئے اور اگر سر اور گردن دھلنے سے رہ گئی ہو تو چاہئے کہ اتنی مقدار دھونے کے بعد دوبارہ بدن کو دھوئے۔

مسئلہ ۳۶۶ : اگر کسی شخص کو غسل مکمل ہونے سے پہلے دائیں یا بائیں طرف کا کچھ حصہ دھوئے جانے کے بارے میں شک گزرے تو اس کے لیئے ضروری ہے کہ اتنی مقدار دھوئے اور اگر اسے سر یا گردن کا کچھ حصہ دھونے کے بارے میں شک ہو تو اس کا شک غیر معتبر ہے اور غسل اس کا صحیح ہے۔

ارتماسی غسل

مسئلہ ۳۶۷ : غسل ارتماسی میں ضروری ہے کہ ایک لحظہ میں تمام کا تمام بدن پانی سے گھر جائے

لہٰذا اگر ایک شخص غسل ارتماسی کی نیت سے پانی میں غوطہ لگائے تو اگر اس کا پاؤں زمین پر ٹکا ہوا ہو تو اسے چاہئے کہ پاؤں کو زمین پر سے اٹھالے۔

مسئلہ ۳۶۸ : غسل ارتماسی میں احتیاط واجب کی بنا پر ضروری ہے کہ جب ایک شخص اس غسل کی نیت کرے تو اس کے بدن کا کچھ حصہ پانی سے باہر ہو۔

مسئلہ ۳۶۹ : اگر کسی شخص کو غسل ارتماسی کے بعد پتہ چلے کہ اس کے بدن کے کچھ حصے تک پانی نہیں پہنچا تو خواہ وہ اس مخصوص حصے کے متعلق جانتا ہو یا نہ جانتا ہو اسے چاہئے کہ دوبارہ غسل کرے۔

مسئلہ ۳۷۰ : اگر کسی شخص کے پاس غسل ترتیبی کے لیئے وقت نہ ہو لیکن غسل ارتماسی کے لیئے وقت ہو تو اسے چاہئے کہ غسل ارتماسی کرے۔

مسئلہ ۳۷۱ : جس شخص نے ایسا روزہ رکھا ہو جو واجب معین ہو یا حج یا عمرے کے لیئے احرام باندھا ہو وہ غسل ارتماسی نہیں کر سکتا۔ لیکن اگر اس نے بھول کر غسل ارتماسی کر لیا ہو تو اس کا غسل صحیح ہے۔

غسل کے احکام

مسئلہ ۳۷۲ : غسل ارتماسی یا غسل ترتیبی میں غسل سے پہلے سارے جسم کا پاک ہونا احتیاطاً ضروری ہے۔

مسئلہ ۳۷۳ : اگر کوئی شخص حرام سے جنب ہوا ہو اور گرم پانی سے غسل کر لے تو اگرچہ اسے پسینہ بھی آئے تب بھی اس کا غسل صحیح ہے اور احتیاط مستحب یہ ہے کہ ٹھنڈے پانی سے غسل کرے۔

مسئلہ ۳۷۴ : غسل میں بال کے سر جتنا بدن بھی ان دھلا رہ جائے تو غسل باطل ہے لیکن کان اور ناک کے اندرونی حصوں کا اور ہر اس چیز کا دھونا جو باطن شمار ہو واجب نہیں ہے۔

مسئلہ ۳۷۵ : اگر کسی شخص کو بدن کے کسی حصے کے بارے میں شک ہو کہ آیا اس کا شمار بدن

کے ظاہر میں ہے یا باطن میں تو اگر پہلے وہ حصہ بدن کے ظاہر میں تھا تو اسے دھونا چاہئے ورنہ اس کا دھونا واجب نہیں ہے۔

مسئلہ ۳۷۶ : اگر گوشوارے کی جگہ کا سوراخ یا اسی جیسی کوئی اور چیز اس قدر کھلی ہو کہ اس کا اندرونی حصہ بدن کا ظاہر کیا جائے تو اسے دھونا چاہئے ورنہ اس کا دھونا ضروری نہیں ہے۔

مسئلہ ۳۷۷ : انسان کو چاہئے کہ جو چیز بدن تک پانی پہنچنے میں مانع ہو اسے ہٹا دے اور اگر اس سے پیشتر کہ اسے یقین نہ ہو جائے کہ وہ چیز ہٹ گئی ہے غسل کرے تو اس کا غسل باطل ہے۔

مسئلہ ۳۷۸ : اگر غسل کے وقت کسی شخص کو شک گزرے آیا کوئی ایسی چیز اس کے بدن پر ہے یا نہیں جو بدن تک پانی پہنچنے میں مانع ہو تو اسے چاہئے کہ چھان بین کرے حتی کہ مطمئن ہو جائے کہ کوئی ایسی رکاوٹ نہیں ہے۔

مسئلہ ۳۷۹ : بدن پر موجود لمبے یا چھوٹے بالوں سمیت بدن کو دھونا واجب ہے۔

مسئلہ ۳۸۰ : وہ تمام شرائط جو وضو کے صحیح ہونے کے لیئے بتائی جا چکی ہیں مثلاً پانی کا پاک ہونا اور غصب کیا ہوا نہ ہونا وغیرہ وہی شرائط غسل کے صحیح ہونے کے لیئے بھی ہیں۔ لیکن غسل میں یہ ضروری نہیں ہے کہ انسان بدن کو اوپر سے نیچے کی جانب دھوئے۔ علاوہ ازیں غسل ترتیبی میں یہ ضروری نہیں کہ سر اور گردن دھونے کے بعد فوراً بدن کو دھوئے لہذا اگر سر اور گردن دھونے کے بعد توقف کرے اور کچھ وقت گزرنے کے بعد دائیں اور بائیں طرف دھوئے تو کوئی حرج نہیں لیکن جو شخص پیشاب یا پاخانہ کے نکلنے کو نہ روک سکتا ہو تاہم اسے پیشاب اور پاخانہ اندازاً" اتنے وقت تک نہ آتا ہو کہ غسل کر کے نماز پڑھ لے تو اسے چاہئے کہ فوراً" غسل کرے اور غسل کے بعد فوراً" نماز پڑھ لے۔

مسئلہ ۳۸۱ : اگر کسی شخص کا ارادہ یہ جانے بغیر کہ حمام والا اس پر راضی ہے یا نہیں اس کی اجرت ادھار رکھنے کا ہو تو خواہ حمام والے کو بعد میں اس بات پر راضی بھی کر لے اس کا غسل باطل ہو گا۔

مسئلہ ۳۸۲ : اگر حمام والا ادھار پر غسل کرانے کے لیئے راضی ہو لیکن غسل کرنے والا اس کی

اجرت نہ دینے یا حرام مال سے دینے کا ارادہ رکھتا ہو تو اس کا غسل باطل ہوگا۔

مسئلہ ۳۸۳ : اگر کوئی شخص حمام والے کو ایسی رقم بطور اجرت دے جس کا خمس ادا نہ کیا ہو تو اگرچہ وہ حرام کا مرتکب ہو گا لیکن بظاہر اس کا غسل صحیح ہوگا اور مستحقین کو خمس ادا کرنا اس کے ذمے رہے گا۔

مسئلہ ۳۸۴ : اگر کوئی شخص پاخانہ کے مخرج کو حمام کے حوض کے پانی سے پاک کرے اور غسل کرنے سے پہلے شک کرے کہ چونکہ اس نے حمام کے حوض سے پاخانہ کے مخرج کو پاک کیا ہے اس لیئے حمام والا اس کے غسل کرنے پر راضی ہے یا نہیں تو اگر وہ غسل سے پہلے حمام والے کو راضی کر لے تو صحیح ورنہ اس کا غسل باطل ہوگا۔

مسئلہ ۳۸۵ : اگر کوئی شخص شک کرے کہ اس نے غسل کیا ہے یا نہیں تو اسے چاہئے کہ غسل کرے لیکن اگر غسل کے بعد شک کرے کہ غسل صحیح کیا ہے یا نہیں لیکن احتمال یہ ہو کہ غسل کے وقت متوجہ تھا اور صحیح غسل کیا ہے تو دوبارہ غسل کرنا ضروری نہیں ہے۔

مسئلہ ۳۸۶ : اگر غسل کے دوران کسی شخص سے حدث اصغر سرزد ہو جائے مثلاً پیشاب کر دے تو اسے چاہئے کہ اس غسل کو ترک کر کے نئے سرے سے غسل کرے۔

مسئلہ ۳۸۷ : اگر وقت کی تنگی کی وجہ سے مکلف شخص کا وظیفہ تیمم ہو لیکن اس خیال سے کہ غسل اور نماز کے اندازے کے مطابق اس کے پاس وقت ہے غسل کرے تو اگر اس نے غسل قصد قربت سے کیا ہے تو اس کا غسل صحیح ہے بلکہ اگر اس نے نماز کے لیئے غسل کیا ہو تب بھی اس کا غسل صحیح ہے۔

مسئلہ ۳۸۸ : جو شخص جنب ہو اگر وہ شک کرے کہ اس نے غسل کیا ہے یا نہیں اور احتمال یہ ہو کہ نماز شروع کرتے وقت وہ اس بات کی جانب متوجہ تھا کہ (کہ میں نے غسل کیا ہے یا نہیں) تو جو نمازیں وہ پڑھ چکا ہے وہ صحیح ہیں لیکن اسے چاہئے کہ بعد کی نمازوں کے لیئے غسل کرے اور اگر نماز کے بعد اس سے حدث اصغر صادر ہوا ہو تو ضروری ہے کہ وضو بھی کرے اور وقت باقی ہو تو جو نماز پڑھ چکا ہو اسے از سر نو پڑھے۔

مسئلہ ۳۸۹ : جس شخص پر کئی غسل واجب ہوں وہ ان سب کی نیت کر کے ایک غسل کر سکتا ہے اور ظاہر یہ ہے کہ اگر ان میں سے مخصوص غسل جنابت کا قصد کرے تو وہ باقی غسلوں کے لیئے بھی کافی ہے۔

مسئلہ ۳۹۰ : اگر کسی شخص کے بدن کے کسی حصے پر قرآن مجید کی آیت یا اللہ تعالیٰ کا نام لکھا ہوا ہو تو وضو یا غسل ترتیبی کرتے وقت اسے چاہیئے کہ پانی اپنے بدن پر اس طرح پہنچائے کہ اس کا ہاتھ ان تحریروں کو نہ لگے۔

مسئلہ ۳۹۱ : جس شخص نے غسل جنابت کیا ہو اسے نماز کے لیئے وضو نہیں کرنا چاہیئے۔

استحاضہ

عورتوں کو جو خون آتے رہتے ہیں ان میں سے ایک خون استحاضہ ہے اور عورت کو خون استحاضہ آنے کے وقت مستحاضہ کہتے ہیں۔

مسئلہ ۳۹۲ : خون استحاضہ زیادہ تر زرد رنگ کا اور ٹھنڈا ہوتا ہے اور زور سے اور جلن کے بغیر خارج ہوتا ہے اور گاڑھا بھی نہیں ہوتا لیکن ممکن ہے کہ کبھی سیاہ یا سرخ اور گرم اور گاڑھا ہو اور زور اور سوزش کے ساتھ خارج ہو۔

مسئلہ ۳۹۳ : استحاضہ تین قسم کا ہوتا ہے۔ قلیلہ، متوسطہ اور کثیرہ۔

۱... قلیلہ یہ ہے کہ خون صرف اس روئی کے اوپر والے حصے کو آلودہ کرے جو عورت اپنی شرمگاہ میں رکھے اور اس روئی کے اندر تک سرایت نہ کرے۔

۲... استحاضہ متوسطہ یہ ہے کہ خون روئی کے اندر تک چلا جائے اگرچہ اس کے ایک کونے تک ہی ہو لیکن روئی سے اس کپڑے کے ٹکڑے تک نہ پہنچے جو عورتیں عموماً خون روکنے کے لیئے باندھتی ہیں۔

۳... استحاضہ کثیرہ یہ ہے کہ خون روئی سے تجاوز کر کے کپڑے کے ٹکڑے تک پہنچ جائے۔

استحاضہ کے احکام

مسئلہ ۳۹۴ : استحاضہ قلیلہ میں عورت کو چاہئے کہ ہر نماز کے لیئے علیحدہ وضو کرے اور احتیاط کی بنا پر روئی بھی تبدیل کرے اور اگر شرمگاہ کے ظاہری حصے پر خون لگا ہو تو اسے دھولے۔

مسئلہ ۳۹۵ : استحاضہ متوسطہ میں عورت کو چاہئے کہ صبح کی نماز کے لیئے غسل کرے اور آئندہ صبح تک اپنی نمازوں کے لیئے استحاضہ قلیلہ کے وہ افعال سرانجام دے جو سابق مسئلہ میں بیان ہوئے ہیں اور اگر جان بوجھ کر یا بھول کر صبح کی نماز کے لیئے غسل نہ کرے تو اسے چاہئے کہ ظہر اور عصر کی نماز کے لیئے غسل کرے اور اگر ظہر اور عصر کی نماز کے لیئے غسل نہ کرے تو اسے چاہئے کہ نماز مغرب و عشاء سے پہلے غسل کرے۔ خواہ خون آرہا ہو یا بند ہو چکا ہو۔

مسئلہ ۳۹۶ : استحاضہ کثیرہ میں عورت کو چاہئے کہ ان افعال کے علاوہ جن کا ذکر سابقہ مسئلہ میں ہوا ہے ہر نماز کے لیئے احتیاط کی بنا پر کپڑے کا ٹکڑا تبدیل کرے یا دھوئے اور ایک غسل فجر کی' ایک غسل ظہر و عصر کی اور ایک مغرب و عشاء کی نماز کے لیئے کرے' اور ظہر و عصر کی نماز کے درمیان فاصلہ نہ رکھے اور اگر فاصلہ رکھے تو اسے چاہئے کہ عصر کی نماز کے لیئے دوبارہ غسل کرے اور اسی طرح اگر مغرب و عشاء کی نماز کے درمیان فاصلہ رکھے تو عشاء کی نماز کے لیئے دوبارہ غسل کرے اور وضو بھی کرے۔

مسئلہ ۳۹۷ : اگر خون استحاضہ نماز کے وقت سے پہلے بھی آئے اور عورت نے اس خون کے لیئے وضو یا غسل نہ کیا ہو تو اسے چاہئے کہ نماز کے وقت وضو یا غسل کرے۔ اگرچہ وہ اس وقت مستحاضہ نہ ہو۔

مسئلہ ۳۹۸ : مستحاضہ متوسطہ جسے وضو کرنا بھی ضروری ہو اور غسل بھی ان دونوں میں سے جو بھی پہلے کر لے صحیح ہے لیکن بہتر یہ ہے کہ پہلے وضو کرے اور مستحاضہ کثیرہ اگر وضو کرنا چاہے تو اسے چاہئے کہ وضو غسل سے پہلے کرے۔

مسئلہ ۳۹۹ : اگر عورت کا استحاضہ قلیلہ صبح کی نماز کے بعد متوسطہ ہو جائے تو اسے چاہئے کہ

ظہراور عصر کی نماز کے لیئے غسل کرے۔

مسئلہ ۴۰۰ : اگر عورت کا استحاضہ قلیلہ (یا متوسطہ) صبح کی نماز کے بعد کثیرہ ہو جائے تو اسے چاہئے کہ ظہراور عصر کی نماز کے لیئے ایک غسل اور مغرب اور عشاء کی نماز کے لیئے ایک اور غسل کرے اور اگر ظہر اور عصر کی نماز کے بعد کثیرہ ہو جائے تو اسے چاہئے کہ مغرب اور عشاء کی نماز کے لیئے غسل کرے۔

مسئلہ ۴۰۱ : اگر مستحاضہ کثیرہ یا متوسطہ نماز کا وقت داخل ہونے سے پہلے نماز کے لیئے غسل کرے تو اس کا غسل باطل ہے لیکن اگر صبح کی اذان کے نزدیک بقصد رجاء غسل کرے اور نماز تہجد پڑھے تو جائز ہے تاہم اس کے لیئے ضروری ہے کہ طلوع فجر کے وقت صبح کی نماز کے لیئے نئے سرے سے غسل کرے۔

مسئلہ ۴۰۲ : مستحاضہ عورت کو چاہئے کہ روزانہ نمازوں کے علاوہ جن کے بارے میں حکم اوپر بیان ہو چکا ہے ہر نماز کے لیئے خواہ وہ واجب ہو یا مستحب' وضو کرے لیکن اگر وہ چاہے کہ روزانہ نماز کو جو وہ پڑھ چکی احتیاطاً" دوبارہ پڑھے یا جو نماز اس نے تنہا پڑھی ہے دوبارہ با جماعت پڑھے تو اسے چاہئے کہ وہ تمام افعال بجالائے جن کا ذکر استحاضہ کے سلسلے میں کیا گیا ہے البتہ اگر نماز احتیاط بھولے ہوئے سجدے بھولے ہوئے تشہد اور سجدہ سہو کی بجا آوری نماز کے فوراً بعد کرے تو اس کے لیئے استحاضہ کے افعال کا انجام دینا ضروری نہیں ہے۔

مسئلہ ۴۰۳ : اگر کسی مستحاضہ عورت کا خون رک جائے تو اسے چاہئے کہ اس کے بعد جو پہلی نماز پڑھے اس کے لیئے استحاضہ کے افعال انجام دے لیکن بعد کی نمازوں کے لیئے ایسا کرنا ضروری نہیں۔

مسئلہ ۴۰۴ : اگر کسی عورت کو یہ معلوم نہ ہو کہ اس کا استحاضہ کون سا ہے تو اسے چاہئے کہ جب نماز پڑھنا چاہے تو پہلے تھوڑی سی روئی شرمگاہ میں رکھے اور کچھ دیر انتظار کرے اور پھر روئی نکال لے اور جب اسے پتہ چل جائے کہ اس کا استحاضہ تین اقسام میں سے کونسی قسم کا ہے تو اس قسم کے استحاضہ کے لیئے جن افعال کا حکم دیا گیا ہے انہیں انجام دے لیکن اگر وہ جانتی ہو کہ جس وقت تک وہ نماز پڑھنا چاہتی ہے اس کا استحاضہ تبدیل نہیں ہوگا تو نماز کا وقت داخل ہونے سے پہلے بھی وہ اپنے

بارے میں تحقیق کر سکتی ہے۔

مسئلہ ۴۰۵ : اگر مستحاضہ عورت اپنے بارے میں تحقیق کرنے سے پہلے نماز میں مشغول ہو جائے تو اگر وہ قربت کا قصد رکھتی ہو اور اس نے اپنے وظیفے کے مطابق عمل کیا ہو مثلاً اس کا استحاضہ قلیلہ ہو اور اس نے استحاضہ قلیلہ کے مطابق عمل کیا ہو تو اس کی نماز صحیح ہے لیکن اگر وہ قربت کا قصد نہ رکھتی ہو یا اس کا عمل اس کے وظیفہ کے مطابق نہ ہو مثلاً اس کا استحاضہ متوسط ہو اور اس نے عمل استحاضہ قلیلہ کے مطابق کیا ہو تو اس کی نماز باطل ہے۔

مسئلہ ۴۰۶ : اگر مستحاضہ عورت اپنے بارے میں تحقیق نہ کر سکے تو اسے چاہئے کہ جو اس کا یقینی وظیفہ ہو اس کے مطابق عمل کرے مثلاً اگر وہ یہ نہ جانتی ہو کہ اس کا استحاضہ قلیلہ ہے یا متوسطہ تو اسے چاہئے کہ استحاضہ قلیلہ کے افعال سرانجام دے اگر وہ یہ نہ جانتی ہو کہ استحاضہ متوسطہ ہے یا کثیرہ تو استحاضہ متوسطہ کے افعال سرانجام دے لیکن اگر وہ جانتی ہو کہ پیشتر اسے ان تین اقسام میں سے کونسی قسم کا استحاضہ تھا تو اسے چاہئے کہ اسی قسم کے استحاضہ کے مطابق اپنا وظیفہ سرانجام دے۔

مسئلہ ۴۰۷ : اگر استحاضہ کا خون اپنے ابتدائی مرحلے پر جسم کے اندر ہی ہو اور باہر نہ نکلے تو عورت نے جو وضو یا غسل کیا ہوا ہو اسے باطل نہیں کرتا لیکن اگر باہر آجائے تو خواہ کتنا ہی کم کیوں نہ ہو وضو اور غسل کو باطل کر دیتا ہے۔

مسئلہ ۴۰۸ : مستحاضہ عورت جو وضو یا غسل کے بعد یا ان کے دوران میں خون دیکھے اگر وہ نماز کے بعد اپنے بارے میں تحقیق کرے اور خون نہ دیکھے تو اگر وقت کافی ہو تو احتیاط کی بنا پر لازم ہے کہ اپنے وظیفے کے مطابق وضو یا غسل کرے اور اس نماز کو دوبارہ پڑھے خواہ اسے علم ہو کہ دوبارہ خون آنے والا ہے۔

مسئلہ ۴۰۹ : مستحاضہ عورت اگر یہ جانتی ہو کہ جس وقت سے وہ وضو یا غسل میں مشغول ہوئی ہے خون اس کے بدن سے باہر نہیں آیا تو جب تک اسے پاک رہنے کا یقین ہو نماز پڑھنے میں تاخیر کر سکتی ہے۔

مسئلہ ۴۱۰ : اگر مستحاضہ عورت کو یقین ہو کہ نماز کا وقت گزرنے سے پہلے پوری طرح پاک ہو

جائے گی یا اندازاً جتنا وقت نماز پڑھنے میں لگتا ہے اس میں خون آنا بند ہو جائے گا تو اسے چاہئے کہ انتظار کرے اور اس وقت نماز پڑھے جب پاک ہو۔

مسئلہ ۴۱۱ : اگر وضو اور غسل کے بعد خون آنا بظاہر بند ہو جائے اور مستحاضہ کو یقین ہو کہ اگر نماز پڑھنے میں تاخیر کرے تو جتنی دیر میں وضو، غسل اور نماز بجالائے گی بالکل پاک ہو جائے گی تو اسے چاہئے کہ نماز کو موخر کر دے اور جب بالکل پاک ہو جائے تو دوبارہ وضو اور غسل کر کے نماز پڑھے اور اگر خون کے بظاہر بند ہونے کے وقت نماز کا وقت تنگ ہو تو وضو اور غسل دوبارہ کرنا ضروری نہیں بلکہ جو وضو اور غسل اس نے کیئے ہوئے ہیں انہی کے ساتھ نماز پڑھ سکتی ہے۔

مسئلہ ۴۱۲ : مستحاضہ کثیرہ اور متوسطہ جب خون سے بالکل پاک ہو جائے تو اسے چاہئے کہ غسل کرے لیکن اگر اسے یقین ہو کہ جس وقت سے اس نے گذشتہ نماز کے لیئے غسل کیا تھا اور خون نہیں آیا تو دوبارہ غسل کرنا ضروری نہیں۔

مسئلہ ۴۱۳ : مستحاضہ قلیلہ کو وضو کے بعد مستحاضہ متوسطہ کو غسل اور وضو کے بعد اور مستحاضہ کثیرہ کو غسل کے بعد فوراً نماز میں مشغول ہو جانا چاہئے لیکن نماز سے پہلے اذان اور اقامت کہنے میں کوئی حرج نہیں اور وہ نماز میں مستحب کام مثلاً قنوت وغیرہ بجالا سکتی ہے۔

مسئلہ ۴۱۴ : مستحاضہ عورت کا وضو یا غسل کے بارے میں جو وظیفہ ہے اگر وہ اس کے اور نماز کے درمیان فاصلہ کر دے تو اسے چاہئے کہ اپنے وظیفہ کے مطابق دوبارہ وضو یا غسل کرے اور پھر فوراً نماز میں مشغول ہو جائے۔

مسئلہ ۴۱۵ : اگر عورت کا خون استحاضہ جاری رہے اور بند ہونے میں نہ آئے اور خون کا روکنا اس کے لیئے مضر نہ ہو تو اسے چاہئے کہ غسل کے بعد خون کو باہر آنے سے روکے اور اگر ایسا کرنے میں کوتاہی برتے اور خون نکلے تو اسے چاہئے کہ دوبارہ غسل کرے اور اگر نماز بھی پڑھ لی ہو تو دوبارہ پڑھے۔

مسئلہ ۴۱۶ : اگر غسل کرتے وقت خون نہ رکے تو غسل صحیح ہے لیکن اگر غسل کے دوران میں استحاضہ متوسطہ استحاضہ کثیرہ ہو جائے تو از سر نو غسل کرنا ضروری ہے۔

مسئلہ ۴۱۷ : احتیاط مستحب یہ ہے کہ مستحاضہ عورت روزے سے ہو تو سارا دن جہاں تک ممکن ہو خون کو نکلنے سے روکے۔

مسئلہ ۴۱۸ : احتیاط کی بنا پر مستحاضہ کثیرہ عورت کا روزہ اس صورت میں صحیح ہو گا کہ جس رات کے بعد کے دن وہ روزہ رکھنا چاہتی ہو اس رات کی مغرب اور عشاء کی نماز کا غسل کرے اور علاوہ ازیں دن کے وقت وہ غسل کو انجام دے جو دن کی نمازوں کے لیئے واجب ہیں لیکن اگر مستحاضہ متوسطہ ہو تو کچھ بعید نہیں کہ اس کے روزے کی صحت کاانحصار غسل پر نہ ہو۔

مسئلہ ۴۱۹ : اگر عورت عصر کی نماز کے بعد مستحاضہ ہو جائے اور غروب آفتاب تک غسل نہ کرے تو اس کا روزہ صحیح ہے۔

مسئلہ ۴۲۰ : اگر کسی عورت کا استحاضہ قلیلہ نماز سے پہلے متوسطہ یا کثیرہ ہو جائے تو اسے چاہیئے کہ متوسطہ یا کثیرہ کے افعال جن کا اوپر ذکر ہو چکا ہے انجام دے اور اگر استحاضہ متوسطہ کثیرہ ہو جائے تو چاہیئے کہ استحاضہ کثیرہ کے افعال انجام دے چنانچہ اگر وہ استحاضہ متوسطہ کے لیئے غسل کر چکی ہو تو اس کا یہ غسل بے فائدہ ہو گا اور اسے استحاضہ کثیرہ کے لیئے دوبارہ غسل کرنا پڑے گا۔

مسئلہ ۴۲۱ : اگر نماز کے دوران کسی عورت کا استحاضہ متوسطہ کثیرہ میں بدل جائے تو اسے چاہیئے کہ نماز چھوڑ دے اور استحاضہ کثیرہ کے لیئے غسل کرے اور اس کے دوسرے افعال انجام دے اور پھر اسی نماز کو پڑھے اور بنابر احتیاط مستحب غسل سے پہلے وضو کرے اور اگر اس کے پاس غسل کے لیئے وقت نہ ہو تو وضو کر کے غسل کے بدلے تیمم کرے اور اگر تیمم کے لیئے بھی وقت نہ ہو تو بنابر احتیاط نماز نہ توڑے اور اسی حالت میں ختم کرے لیکن ضروری ہے کہ وقت گزرنے کے بعد اس نماز کی قضا کرے۔ اگر نماز کے دوران استحاضہ قلیلہ استحاضہ متوسطہ یا کثیرہ ہو جائے تو اس کے لیئے بھی یہی حکم ہے مگر فرق اتنا ہے کہ جیسا کہ اوپر بیان ہو چکا ہے استحاضہ متوسطہ کا غسل وضو کے لیئے کفایت نہیں کرتا یعنی اسے اس غسل کے بعد نماز کے لیئے وضو کرنا ہوگا۔

مسئلہ ۴۲۲ : اگر نماز کے دوران میں خون بند ہو جائے اور مستحاضہ کو معلوم نہ ہو کہ باطن میں خون بند ہوا ہے یا نہیں تو اگر نماز کے بعد اسے پتہ چلے کہ خون پورے طور پر بند ہو گیا تھا اور اس کے

پاس اتنا وسیع وقت ہو کہ پاک ہو کر دوبارہ نماز پڑھ سکے تو ضروری ہے کہ اپنے وظیفہ کے مطابق وضو یا غسل کرے اور نماز دوبارہ پڑھے۔

مسئلہ ۴۲۳ : اگر کسی عورت کا استحاضہ کثیرہ متوسط ہو جائے تو اسے چاہئے کہ بعد کی نمازوں کے لیئے متوسط کا عمل بجالائے مثلاً اگر ظہر کی نماز سے پہلے استحاضہ کثیرہ متوسطہ ہو جائے تو چاہئے کہ ظہر کی نماز کے لیئے پہلے وضو کرے اور پھر غسل کرے اور نماز عصر و مغرب و عشاء کے لیئے صرف وضو کرے لیکن اگر نماز ظہر کے لیئے غسل نہ کرے اور اس کے پاس صرف نماز عصر کے لیئے وقت باقی ہو تو اسے چاہئے کہ نماز عصر کے لیئے غسل کرے اور اگر نماز عصر کے لیئے بھی غسل نہ کرے تو چاہئے کہ نماز مغرب کے لیئے غسل کرے اور اگر اس کے لیئے بھی غسل نہ کرے اور اس کے پاس صرف نماز عشاء کے لیئے وقت ہو تو چاہئے کہ نماز عشاء کے لیئے غسل کرے۔

مسئلہ ۴۲۴ : اگر ہر نماز سے پہلے مستحاضہ کثیرہ کا خون بند ہو جائے اور دوبارہ آجائے تو احتیاطاً اسے چاہئے کہ ہر نماز کے لیئے غسل کرے۔

مسئلہ ۴۲۵ : اگر استحاضہ کثیرہ قلیلہ ہو جائے تو عورت کو چاہئے کہ پہلی نماز کے لیئے کثیرہ والے اور بعد کی نمازوں کے لیئے قلیلہ والے افعال بجالائے اگر استحاضہ متوسطہ قلیلہ ہو جائے تو اسے چاہئے کہ پہلی نماز کے لیئے متوسطہ والے اور بعد کی نمازوں کے لیئے قلیلہ والے افعال بجالائے۔

مسئلہ ۴۲۶ : مستحاضہ کے لیئے جو افعال واجب ہیں اگر وہ ان میں سے کسی ایک کو بھی ترک کر دے تو اس کی نماز باطل ہے۔

مسئلہ ۴۲۷ : جس مستحاضہ نے نماز کے لیئے وضو یا غسل کیا ہو وہ بنابر احتیاط اختیاری حالت میں اپنے بدن کے کسی حصے کو قرآن مجید کے الفاظ سے مس نہیں کر سکتی اور اضطراری حالت میں ایسا کرنا جائز ہے لیکن احتیاط کے طور اسے چاہئے کہ وضو کر لے۔

مسئلہ ۴۲۸ : جس مستحاضہ نے اپنے واجب غسل کر لیئے ہوں اس کا مسجد میں جانا اور وہاں ٹھہرنا اور وہ آیات پڑھنا جن کے پڑھنے سے سجدہ واجب ہو جاتا ہے اور اس کے شوہر کا اس کے ساتھ مجامعت کرنا حلال ہے خواہ اس نے وہ افعال جو وہ نماز کے لیئے انجام دیتی تھی (مثلاً روئی اور کپڑے کے

ٹکڑے کا بدلنا کرنا) انجام نہ دیئے ہوں اور بعید نہیں ہے کہ یہ افعال بغیر غسل بھی جائز ہوں اگرچہ احتیاط ان کے ترک کرنے میں ہے۔

مسئلہ ۴۱۹ : جو عورت استحاضہ کثیرہ یا متوسطہ میں ہو اگر وہ چاہے کہ نماز کے لیئے وقت سے پہلے اس آیہ کو پڑھے جس کے پڑھنے سے سجدہ واجب ہو جاتا ہے یا مسجد میں جائے تو احتیاط مستحب کی بنا پر اسے چاہئے کہ غسل کرے اور اگر اس کا شوہر اس سے مجامعت کرنا چاہے تو بھی یہی حکم ہے۔

مسئلہ ۴۲۰ : مستحاضہ پر نماز آیات کا پڑھنا واجب ہے اور اسے چاہئے کہ نماز آیات کے لیئے وضو کرے اور استحاضہ متوسطہ اور استحاضہ کثیرہ میں بنابر احتیاط وضو سے پہلے غسل بھی کرے۔

مسئلہ ۴۲۱ : جب بھی یومیہ نماز کے وقت میں نماز آیات مستحاضہ پر واجب ہو جائے اور وہ چاہے کہ ان دونوں نمازوں کو یکے بعد دیگرے ادا کرے تب بھی وہ ان دونوں کو ایک وضو اور غسل سے نہیں پڑھ سکتی۔

مسئلہ ۴۲۲ : اگر مستحاضہ عورت چاہے کہ وہ نماز ادا کرے جس کی قضا کا وقت تھوڑا رہ گیا ہے تو اسے چاہئے کہ ہر نماز کے لیئے وہ افعال انجام دے جو نماز ادا کرنے کے لیئے اس پر واجب ہیں۔

مسئلہ ۴۲۳ : اگر کوئی عورت جانتی ہو کہ جو خون اس کے بدن سے خارج ہو رہا ہے وہ زخم کا خون نہیں ہے اور شرعاً حیض و نفاس کا حکم بھی نہیں رکھتا تو اسے چاہئے کہ استحاضہ والے احکام کے مطابق عمل کرے۔ بلکہ اگر اسے شک ہو کہ یہ خون استحاضہ ہے یا کوئی اور خون ہے اور وہ دوسرے خون کی نشانیاں بھی نہ رکھتا ہو تو احتیاط واجب کی بنا پر اسے چاہئے کہ استحاضہ کے افعال انجام دے۔

حیض

حیض ایک خون ہے جو عموماً ہر مہینے چند دنوں کے لیئے عورتوں کے رحم سے خارج ہوتا ہے اور عورت کو جب حیض کا خون آئے تو اسے حائض کہتے ہیں۔

مسئلہ ۴۳۴ : حیض کا خون عموماً گاڑھا اور گرم ہوتا ہے اور اس کا رنگ سیاہ یا سرخ ہوتا ہے۔ وہ اچھال اور تھوڑی سی جلن کے ساتھ خارج ہوتا ہے۔

مسئلہ ۴۳۵ : غیر سیدہ عورتیں پچاس برس پورے ہونے کے بعد بنابر مشہور یائسہ ہو جاتی ہیں لیکن سیدہ پر واجب ہے کہ ساٹھ سال کی عمر کے دوران حیض کی علامتوں کے ساتھ یا اپنی عادت کے دنوں میں خون دیکھیں تو اس کو حیض شمار کریں۔

مسئلہ ۴۳۶ : اگر کسی لڑکی کو ۹ سال کی عمر تک پہنچنے سے پہلے یا کسی عورت کو یائسہ ہونے کے بعد خون آئے تو وہ حیض نہیں ہے۔

مسئلہ ۴۳۷ : حاملہ عورت اور بچے کو دودھ پلانے والی عورت کو بھی حیض آنا ممکن ہے اور حاملہ اور غیر حاملہ کا ایک ہی حکم ہے بس (فرق یہ ہے کہ) حاملہ عورت اپنی عادت کے ایام شروع ہونے کے بیس روز بعد بھی اگر حیض کی علامتوں کے ساتھ خون دیکھے تو اس کے لیئے بنا بر احتیاط لازم ہے کہ وہ ان کاموں کو ترک کر دے جنہیں حائضہ ترک کرتی ہے اور مستحاضہ کے افعال بھی بجا لائے۔

مسئلہ ۴۳۸ : اگر کسی ایسی لڑکی کو خون آئے جسے اپنی عمر کے ۹ سال پورے ہونے کا علم نہ ہو تو خواہ اس خون میں حیض کی علامات ہوں یا نہ ہوں اس پر حیض کا حکم نہیں لگایا جاسکتا۔

مسئلہ ۴۳۹ : اگر کسی ایسی عورت کو خون آجائے جسے شک ہو کہ یائسہ ہوئی ہے، یا نہیں اور اسے یہ پتہ نہ چلے کہ آیا وہ خون حیض ہے یا نہیں تو اسے یہ سمجھنا چاہئے کہ وہ یائسہ نہیں ہوئی۔

مسئلہ ۴۴۰ : حیض کی مدت تین دن سے کم اور دس دن سے زیادہ نہیں ہوتی۔ اور اگر خون آنے کی مدت تین دن سے بھی کم ہو تو وہ حیض نہیں ہوگا۔

مسئلہ ۴۴۱ : حیض کے لیئے ضروری ہے کہ پہلے تین دن لگا تار آئے لہٰذا اگر مثال کے طور پر کسی عورت کو دو دن خون آئے پھر ایک دن نہ آئے اور پھر ایک دن آ جائے تو وہ حیض نہیں ہے۔

مسئلہ ۴۴۲ : حیض کی ابتدا میں خون کا باہر آنا ضروری ہے لیکن یہ ضروری نہیں کہ پورے تین دن خون نکلتا رہے بلکہ اگر شرمگاہ میں خون موجود ہو تو کافی ہے اور اگر تین دنوں میں تھوڑے سے وقت کے لیئے بھی کوئی عورت پاک ہو جائے جیسا کہ تمام یا بعض عورتوں کے درمیان متعارف ہے تو اس صورت میں بھی وہ حیض کا خون شمار ہو گا۔

مسئلہ ۴۴۳ : ایک عورت کے لیئے یہ ضروری نہیں کہ اس کا خون پہلی رات اور چوتھی رات کو باہر نکلے لیکن یہ ضروری ہے کہ دوسری اور تیسری رات کو منقطع نہ ہو پس اگر پہلے دن شروع صبح سے تیسرے دن غروب آفتاب تک متواتر خون آتا رہے اور کسی وقت بند نہ ہو تو وہ حیض ہے۔ اور اگر پہلے دن کے وسط سے خون آنا شروع ہو اور چوتھے دن اسی وقت بند ہو تو اس کی صورت بھی یہی ہے (یعنی وہ بھی حیض ہے)

مسئلہ ۴۴۴ : اگر کسی عورت کو حیض کی علامات کے ساتھ یا عادت کے ایام میں تین دن متواتر خون آتا رہے اور پھر رک جائے تو اگر اسے دوبارہ ایسا خون آئے جس میں حیض کی علامات ہوں یا وہ عادت کے ایام میں آئے اور اگر خون آنے اور درمیان میں خون رکنے کے دنوں کی مجموعی تعداد دس سے زیادہ نہ ہو تو وہ درمیانی دن بھی جن میں وہ پاک رہی ہے ایام حیض میں شمار ہوں گے۔

مسئلہ ۴۴۵ : اگر کسی عورت کو تین دن سے زیادہ اور دس دن سے کم خون آئے اور اسے یہ علم نہ ہو کہ یہ خون پھوڑے یا زخم کا ہے یا حیض کا تو اسے چاہیئے کہ اس خون کو حیض نہ سمجھے۔

مسئلہ ۴۴۶ : اگر کسی عورت کو ایسا خون آئے جس کے بارے میں اسے علم نہ ہو کہ زخم کا خون ہے یا حیض تو اسے چاہیئے کہ اپنی عبادات بجا لاتی رہے۔ بجز ایسی صورت کے جب کہ اس کی سابقہ حالت حیض کی رہی ہو (یعنی اس صورت میں اسے حیض قرار دے)

مسئلہ ۴۴۷ : اگر کسی عورت کو خون آئے اور اسے شک ہو کہ یہ خون حیض ہے یا استحاضہ تو اسے چاہیئے کہ حیض کی علامات موجود ہونے کی صورت میں اسے حیض قرار دے۔

مسئلہ ۴۴۸ : اگر کسی عورت کو خون آئے اور اسے یہ معلوم نہ ہو کہ یہ حیض ہے یا بکارت کا خون ہے تو اسے چاہئے کہ اپنے بارے میں تحقیق کرے یعنی کچھ روئی شرمگاہ میں رکھے اور تھوڑی دیر انتظار کرے۔ پھر روئی باہر نکالے۔ پس اگر خون روئی کے اطراف میں لگا ہو تو خون بکارت ہے اور اگر ساری کی ساری روئی خون میں تر ہو گئی ہو تو حیض ہے۔

مسئلہ ۴۴۹ : اگر کسی عورت کو تین دن سے کم مدت تک خون آئے اور پھر بند ہو جائے اور تیں دن کے بعد اس کی عادت کے دنوں میں یا حیض کی علامات کے ساتھ خون آئے تو دوسرا خون حیض ہے اور پہلا خون خواہ وہ اس کی عادت کے دنوں ہی میں آیا ہو حیض نہیں ہے۔

حائض کے احکام

مسئلہ ۴۵۰ : چند چیزیں حائض عورت پر حرام ہیں۔

اول : نماز اور اس جیسی اور عبادتیں جنہیں وضو یا غسل یا تیمم کے ساتھ ادا کرنا چاہئے لیکن ان عبادتوں کے ادا کرنے میں کوئی حرج نہیں جن کے لیئے وضو، غسل یا تیمم ضروری نہیں جیسے نماز میت۔

دوم : وہ تمام چیزیں جو مجنب پر حرام ہیں اور جن کا ذکر جنابت کے احکام میں آ چکا ہے۔

سوم : عورت کی فرج میں جماع کرنا جو مرد اور عورت دونوں کے لیئے حرام ہے خواہ عضو تناسل صرف ختنہ گاہ کی حد تک ہی داخل ہو اور منی بھی خارج نہ ہو بلکہ احتیاط واجب اس میں ہے کہ ختنہ گاہ سے کم مقدار میں بھی داخل نہ کیا جائے۔ حالت حیض میں عورت کی پشت کی جانب سے مجامعت حرام ہے۔

مسئلہ ۴۵۱ : ان دنوں میں بھی جماع کرنا حرام ہے جن میں عورت کا حیض یقینی نہ ہو لیکن شرعاً اس کے لیئے ضروری ہو کہ اپنے آپ کو حائض قرار دے۔ پس جس عورت کو دس دن سے زیادہ خون آیا ہو اور اس کے لیئے ضروری ہو کہ اس حکم کے مطابق جس کا ذکر بعد میں کیا جائے گا اپنے آپ کو اتنے دن کے لیئے حائض قرار دے جتنے دن کی اس کے کنبے کی عورتوں کو عادت ہو تو اس کا شوہر ان دنوں میں اس سے مجامعت نہیں کر سکتا۔

مسئلہ ۴۵۲ : اگر کسی مرد کی بیوی حیض کی حالت میں ہو اور وہ اس سے اگلی طرف سے یا پچھلی طرف سے مجامعت کرے تو اس کے لیئے ضروری ہے کہ استغفار کرے اور احتیاط مستحب یہ ہے کہ کفارہ بھی ادا کرے اس کا کفارہ بعد میں بیان ہو گا۔

مسئلہ ۴۵۳ : حائض عورت سے مجامعت کے علاوہ دوسری لطف اندوزیاں مثلاً بوس و کنار کرنے کی ممانعت نہیں ہے۔

مسئلہ ۴۵۴ : حیض کی حالت میں مجامعت کا کفارہ حیض کے پہلے حصے میں اٹھارہ چنوں کے برابر' دوسرے حصے میں نو چنے کے برابر' تیسرے حصے میں ساڑھے چار چنے کے وزن کی برابر سکہ دار سونا ہے۔ مثلاً اگر کسی عورت کو چھ دن حیض کا خون آئے اور اس کا شوہر پہلی یا دوسری رات یا دن میں اس سے جماع کرے تو اسے چاہیئے کہ اٹھارہ چنوں کے برابر سونا دے اور اگر تیسری یا چوتھی رات یا دن میں جماع کرے تو نو چنوں کے برابر سونا دے اور اگر پانچویں یا چھٹی رات یا دن میں جماع کرے تو ساڑھے چار چنوں کے برابر سونا دے۔

مسئلہ ۴۵۵ : اگر سکہ دار سونا ممکن نہ ہو تو متعلقہ شخص کو چاہیئے کہ اس کی قیمت دے اور اگر سونے کی اس وقت کی قیمت سے جب کہ اس نے جماع کیا تھا اس وقت کی قیمت جب کہ وہ فقیر کو دینا چاہتا ہو مختلف ہو گئی ہو تو اس وقت کی قیمت کے مطابق حساب لگائے جب وہ فقیر کو دینا چاہتا ہو۔

مسئلہ ۴۵۶ : اگر کسی شخص نے حیض کے پہلے حصے میں بھی دوسرے حصے میں بھی اور تیسرے حصے میں بھی اپنی بیوی سے جماع کیا ہو تو وہ تینوں کفارے دے جو سب مل کر ساڑھے اکتیس چنے ہو جاتے ہیں۔

مسئلہ ۴۵۷ : اگر کوئی شخص حیض والی عورت سے کئی بار جماع کرے تو بہتر یہ ہے کہ ہر جماع کے لیئے کفارہ دے۔

مسئلہ ۴۵۸ : اگر مرد کو جماع کے دوران معلوم ہو جائے کہ عورت کو حیض آنے لگا ہے تو اسے چاہیئے کہ فوراً اس سے جدا ہو جائے اور اگر جدا نہ ہو تو احتیاط مستحب کے طور پر کفارہ دے۔

مسئلہ ۴۵۹ : اگر کوئی مرد حائض عورت سے زنا کرے یا یہ گمان کرتے ہوئے نامحرم حائض

عورت سے جماع کرے کہ وہ اس کی اپنی بیوی ہے تب بھی اسے احتیاط مستحب کے طور پر کفارہ دینا چاہئے۔

مسئلہ ۴۶۰ : اگر کوئی شخص لاعلمی کی بنا پر یا بھول کر عورت سے حالت حیض میں مجامعت کرے تو کفارہ کی حاجت نہیں رہتی۔

مسئلہ ۴۶۱ : اگر ایک مرد یہ خیال کرتے ہوئے کہ عورت حائض ہے اس سے مجامعت کرے لیکن بعد میں معلوم ہو کہ حائض نہ تھی تو کفارہ کی حاجت نہیں۔

مسئلہ ۴۶۲ : جیسا کہ طلاق کے احکام میں بتایا جائے گا کہ عورت کو حیض کی حالت میں طلاق دینا باطل ہے۔

مسئلہ ۴۶۳ : اگر عورت کہے کہ میں حائض ہوں یا یہ کہے کہ میں حیض سے پاک ہوں تو اس کا قول قبول کر لینا چاہئے۔

مسئلہ ۴۶۴ : اگر کوئی عورت نماز کے دوران حائض ہو جائے تو اس کی نماز باطل ہے۔

مسئلہ ۴۶۵ : اگر عورت نماز کے دوران شک کرے کہ حائض ہوئی ہے یا نہیں تو اس کی نماز صحیح ہے لیکن اگر نماز کے بعد اسے پتہ چلے کہ نماز کے دوران حائض ہو گئی تھی تو جو نماز اس نے پڑھی ہے وہ باطل ہے۔

مسئلہ ۴۶۶ : عورت کے خون حیض سے پاک ہو جانے کے بعد اس پر واجب ہے کہ نماز اور دوسری عبادات کے لیئے جو وضو یا غسل یا تیمم کر کے بجا لانا چاہئیں غسل کرے اور اس کا طریقہ غسل جنابت کی طرح ہے اور لازم ہے کہ غسل کے بعد وضو بھی کرے۔

مسئلہ ۴۶۷ : عورت کے خون حیض سے پاک ہو جانے کے بعد اگرچہ اس نے غسل نہ کیا ہو اسے طلاق دینا صحیح ہے اور اس کا شوہر اس سے جماع بھی کر سکتا ہے ۔ گو بہتر ہے کہ جماع شرمگاہ دھونے کے بعد کیا جائے لیکن احتیاط مستحب یہ ہے کہ اس کے غسل کرنے سے پہلے مرد اس سے جماع نہ کرے۔ البتہ جب تک وہ عورت غسل نہ کر لے وہ دوسرے کام جو حیض کے وقت اس پر حرام تھے

(مثلاً مسجد میں ٹھہرنا یا قرآن مجید کے الفاظ کو مس کرنا) اس پر حلال نہیں ہوتے۔

مسئلہ ۴۶۸ : اگر پانی (عورت کے) وضو اور غسل کی لیئے کافی نہ ہو اور تقریباً اتنا ہو کہ اس سے غسل کر سکے تو اسے چاہئے کہ غسل کرے اور وضو کے بدلے تیمم کرے اور اگر پانی صرف وضو کے لیئے کافی ہو اور اتنا نہ ہو کہ اس سے غسل کیا جا سکے تو چاہئے کہ وضو کرے اور غسل کے بدل تیمم کرے اور اگر دونوں میں سے کسی کے لیئے بھی پانی نہ ہو تو چاہئے کہ دو تیمم کرے۔ ایک غسل کی بدلے اور ایک وضو کے بدلے۔

مسئلہ ۴۶۹ : جو نمازیں عورت نے حیض کی حالت میں نہ پڑھی ہوں ان کی قضا کی حاجت نہیں۔ لیکن جو واجب روزے اس نے حیض کی حالت میں نہ رکھے ہوں ان کی قضا بجا لانا چاہئے۔

مسئلہ ۴۷۰ : جب نماز کا وقت شروع ہو جائے اور عورت کو یقین یا احتمال ہو کہ اگر نماز میں دیر ہو گی تو حیض شروع ہو جائے گا تو فوراً نماز پڑھ لینا چاہئے۔

مسئلہ ۴۷۱ : اگر عورت نماز پڑھنے میں تاخیر کرے اور اول وقت میں سے اتنا گزر جائے جتنا اس کی حدث سے طہارت حاصل کرنے کے بعد ایک نماز میں لگتا ہے اور وہ حائض ہو جائے تو اس نماز کی قضا اس پر واجب ہے لیکن جلدی پڑھنے اور ٹھہر ٹھہر کر پڑھنے اور دوسری باتوں کے بارے میں اسے چاہئے کہ اپنی حالت کا لحاظ کرے مثلاً اگر ایک عورت جو سفر میں نہیں ہے اول وقت میں نماز ظہر نہ پڑھے تو اس کی قضا اس پر اس صورت میں واجب ہو گی جب کہ حدث سے طہارت حاصل کرنے کے بعد چار رکعت نماز پڑھنے کے وقت کے برابر وقت اول ظہر سے گزر جائے اور وہ حائض ہو جائے۔ اور اس عورت کے لیئے جو سفر میں ہو طہارت حاصل کرنے کے بعد دو رکعت پڑھنے کے برابر وقت گزر جانا بھی کافی ہے۔

مسئلہ ۴۷۲ : اگر ایک عورت نماز کی آخر وقت میں خون سے پاک ہو جائے اور اس کے پاس اندازاً اتنا وقت ہو کہ غسل کر کے ایک یا ایک سے زیادہ رکعت پڑھ سکے تو اسے چاہئے کہ نماز پڑھے اور اگر نہ پڑھے تو اس کی قضا بجا لائے۔

مسئلہ ۴۷۳ : اگر ایک حائض عورت کے پاس (حیض سے پاک ہونے کے بعد) غسل کے لیئے

وقت نہ ہو لیکن تیمم کر کے نماز وقت کے اندر پڑھ سکتی ہو تو احتیاط واجب یہ ہے کہ وہ نماز تیمم کے ساتھ پڑھے لیکن اگر نہ بھی پڑھے تو اس پر قضا واجب نہیں ہے۔ وقت کی تنگی سے قطع نظر کسی اور وجہ سے اس کی شرعی تکلیف ہی تیمم کرنا ہو مثلاً اگر پانی اس کے لیئے مضر ہو تو اسے چاہئے کہ تیمم کرے اور وہ نماز پڑھے اور اگر نہ پڑھے تو ضروری ہے کہ اس کی قضا کرے۔

مسئلہ ۴۷۴ : اگر کسی عورت کو حیض سے پاک ہو جانے کے بعد شک ہو کہ آیا نماز کے لیئے وقت باقی ہے یا نہیں تو اسے چاہئے کہ نماز پڑھ لے۔

مسئلہ ۴۷۵ : اگر کوئی عورت (حیض سے پاک ہونے کے بعد) اس خیال سے نماز نہ پڑھے کہ مقدمات نماز کی تیاری اور ایک رکعت نماز پڑھنے کے لیئے اس کے پاس وقت نہیں ہے لیکن بعد میں اسے پتہ چلے کہ وقت تھا تو اسے چاہئے کہ اس نماز کی قضا بجالائے۔

مسئلہ ۴۷۶ : حائض عورت کے لیئے مستحب ہے کہ نماز کے وقت اپنے آپ کو خون سے پاک کرے اور روئی اور کپڑے کا ٹکڑا بدلے اور وضو کرے اور اگر وضو نہ کر سکے تو تیمم کرے اور نماز کی جگہ پر رو بقبلہ بیٹھے اور ذکر' دعا اور صلوات میں مشغول ہو جائے۔

مسئلہ ۴۷۷ : حائض کے لیئے قرآن مجید کا پڑھنا اور اسے اپنے ساتھ رکھنا اور اپنے بدن کا کوئی حصہ اس کے الفاظ کے درمیانی حصے سے مس کرنا اور علاوہ ازیں مہندی یا اسی جیسی کسی اور چیز کا خضاب کرنا مکروہ ہے۔

حائض کی قسمیں

مسئلہ ۴۷۸ : حیض والی عورتوں کی چھ قسمیں ہیں۔

اول : وقت اور عدد کی عادت رکھنے والی عورت (صاحب عادت وقتیہ و عددیہ) یہ وہ عورت ہے جسے یکے بعد دیگرے دو مہینوں میں ایک معین وقت پر خون آئے اور اس کے حیض کے دنوں کی تعداد بھی دونوں مہینوں میں ایک جیسی ہو مثلاً اسے یکے بعد دیگرے دو مہینوں میں مہینے کی پہلی تاریخ سے ساتویں تاریخ تک خون آئے۔

دوم : وقت کی عادت رکھنے والی عورت (صاحب عادت وقتیہ) یہ وہ عورت ہے جسے یکے بعد دیگرے دو مہینوں میں معین وقت پر حیض کا خون آئے لیکن اس کے حیض کے دنوں کی تعداد دونوں مہینوں میں ایک جیسی نہ ہو۔ مثلاً یکے بعد دیگرے دو مہینوں میں اسے مہینے کی پہلی تاریخ سے خون آنا شروع ہو لیکن وہ پہلے مہینے میں ساتویں دن اور دوسرے مہینے میں اٹھویں دن خون سے پاک ہو۔

سوم : عدد کی عادت رکھنے والی عورت (صاحب عادت عددیہ) یہ وہ عورت ہے جس کے حیض کے دنوں کی تعداد یکے بعد دیگرے دو مہینوں میں ایک جیسی ہو لیکن ہر مہینے خون آنے کا وقت یکساں نہ ہو۔ مثلاً پہلے مہینے میں اسے پانچویں سے دسویں تاریخ تک خون آئے اور دوسرے مہینے میں بارھویں سے سترھویں تاریخ تک آئے۔

چہارم : مضطربہ ... یہ وہ عورت ہے جسے چند مہینے خون آیا ہو لیکن اس کی عادت معین نہ ہوئی ہو یا اس کی سابقہ عادت بگڑ گئی ہو اور نئی عادت اس نے پیدا نہ کی ہو۔

پنجم : مبتدئیہ ... یہ وہ عورت ہے جسے پہلی دفعہ خون آیا ہو۔

ششم : ناسیہ ... یہ وہ عورت ہے جو اپنی عادت بھول چکی ہو۔

ان میں سے ہر قسم کی عورت کے لیئے علیحدہ علیحدہ احکام ہیں جن کا ذکر آئندہ مسائل میں کیا جائے گا۔

۱۔ وقت اور عدد کی عادات رکھنے والی عورت

○ جو عورتیں وقت اور عدد کی عادت رکھتی ہیں ان کی دو قسمیں ہیں۔

اول : وہ عورت جسے یکے بعد دیگرے دو مہینوں میں ایک معین وقت پر حیض کا خون آئے اور وہ ایک معین وقت پر ہی پاک بھی ہو جائے مثلاً یکے بعد دیگرے دو مہینوں میں اسے مہینے کی پہلی تاریخ کو خون آئے اور وہ ساتویں روز پاک ہو جائے تو اس عورت کی حیض کی عادت مہینے کی پہلی تاریخ سے ساتویں تاریخ تک ہو گی۔

دوم : وہ عورت جسے یکے بعد دیگرے دو مہینوں میں معین وقت پر حیض کا خون آئے اور جب تین یا زیادہ دن تک خون آ چکے تو وہ ایک یا زیادہ دنوں کے لیئے پاک ہو جائے اور پھر

اسے دوبارہ خون آ جائے اور ان تمام دنوں کی تعداد جن میں اسے خون آیا ہے بشمول ان درمیانی دنوں کے جن میں وہ پاک رہی ہے دس سے زیادہ نہ ہو اور ہر ایک مہینے میں تمام دن جن میں اسے خون آیا اور بیچ میں پاک ہوئی ایک اندازے کے مطابق ہوں تو اس کی عادت ان تمام دنوں کے مطابق قرار پائے گی جن میں اسے خون آیا اور بیچ میں پاک رہی البتہ یہ ضروری نہیں کہ جن ایام میں وہ بیچ میں پاک رہی وہ ہر ایک مہینے میں ایک اندازے کے مطابق ہوں۔ مثلاً اگر پہلے مہینے میں اسے پہلی تاریخ سے تیسری تاریخ تک خون آئے اور پھر تین دن پاک رہے اور پھر تین دن دوبارہ خون آئے اور دوسرے مہینے میں تین دن خون آنے کے بعد تین دن یا اس سے کم یا اس سے زیادہ مدت کے لیئے خون بند رہے اور پھر اسے دوبارہ خون آ جائے اور کل ملا کر نو دن بنتے ہوں۔ تو یہ تمام ایام حیض ہیں اور اس عورت کی عادت نو دن ہے۔

مسئلہ ۴۷۹ : جو عورت وقت کی عادت رکھتی ہو اگر اسے عادت کے وقت یا اس سے دو دن پہلے خون آ جائے تو خواہ وہ خون حیض کی علامات نہ رکھتا ہو اسے چاہیئے کہ ان احکام کے مطابق عمل کرے جو حائض عورت کے لیئے بیان کیئے گئے ہیں اور اگر اسے بعد میں پتہ چلے کہ یہ حیض نہیں تھا مثلاً اگر تین دن سے پہلے خون رک جائے تو اسے چاہیئے کہ جو عبادات بجا نہیں لائی ان کی قضاء کرے۔

مسئلہ ۴۸۰ : جو عورت وقت اور عدد کی عادت رکھتی ہو اگر اسے عادت کے تمام دنوں میں اور عادت سے چند دن پہلے اور بعد حیض کی علامات کے ساتھ خون آئے اور وہ کل دن ملا کر دس دن سے زیادہ نہ ہوں تو وہ سارے کا سارا حیض ہے اور اگر یہ مدت دس دن سے بڑھ جائے تو جو خون اسے عادت کی دنوں میں آیا ہے وہ حیض ہے اور جو عادت سے پہلے یا بعد میں آیا ہے وہ استحاضہ ہے اور اسے چاہیئے جو عبادت وہ عادت سے پہلے اور بعد کے دنوں میں بجا نہیں لائی ان کی قضا کرے اور اگر عادت کی تمام دنوں میں اور ساتھ ہی عادت سے چند دن پہلے اسے حیض کی علامات کیساتھ خون آئے اور ان سب دنوں کو ملا کر ان کی تعداد دس سے زیادہ نہ ہو تو سارا حیض ہے اور اگر دنوں کی تعداد دس سے زیادہ ہو جائے تو صرف عادت کے دنوں میں آنے والا خون حیض ہے اور جو خون اس سے پہلے آئے وہ استحاضہ ہے اور اگر ان دنوں میں عبادت نہ کی ہو تو چاہیئے کہ اس کی قضا کرے اور اگر عادت کے تمام دنوں میں اور ساتھ ہی عادت کے چند دن بعد حیض کی علامتوں کے ساتھ خون آئے اور کل دنوں کی

تعداد ملا کر [illegible] زیادہ نہ ہو تو سارے کا سارا حیض ہے اور اگر یہ تعداد دس سے بڑھ جائے تو صرف عادت کے دنوں میں آنے والا خون حیض ہے اور باقی استحاضہ ہے۔

مسئلہ ۴۸۱: جو عورت وقت اور عدد کی عادت رکھتی ہو اگر اسے عادت کے کچھ دنوں میں عادت سے پیشتر کے کچھ دنوں کے ساتھ ساتھ حیض کی علامتوں کے ساتھ خون آئے اور ان تمام دنوں کو ملا کر ان کی تعداد دس سے زیادہ نہ ہو تو وہ سارے کا سارا حیض ہے اور اگر ان دنوں کی تعداد دس سے بڑھ جائے تو جن دنوں میں اسے حسب عادت خون آیا ہے اگر ان کی تعداد تین سے کم ہو تو اسے چاہئے کہ ان میں عادت سے پہلے کے چند دن شامل کر کے عادت کے دنوں کی تعداد پوری ہونے تک حیض اور ان سے پیشتر کے دنوں کو استحاضہ قرار دے۔ (اور جن دنوں میں عادت کے مطابق خون آیا ہے) اگر ان کی تعداد تین دن یا زیادہ ہو تو اس خون کو حیض قرار دے اور عادت کے وقت سے پیشتر کے دنوں میں جو عادت کی مقدار تک پہنچیں احتیاط کرے اور اگر عادت کے کچھ دنوں کے ساتھ ساتھ عادت کے بعد کے کچھ دنوں میں حیض کی علامتوں کے ساتھ خون آئے اور ان سب دنوں کو ملا کر ان کی تعداد دس سے زیادہ نہ ہو تو سارے کا سارا حیض ہے اور اگر دس سے بڑھ جائے تو اسے چاہئے کہ جن دنوں میں عادت کے مطابق ہے اگر ان کی تعداد تین سے کم ہو تو عادت کے بعد کے چند دن ملا کر جن دنوں کی مجموعی تعداد اس کی عادت کی مقدار کے برابر ہو جائے انہیں حیض اور باقی کو استحاضہ قرار دے اور جن دنوں میں عادت کی مطابق خون آیا ہے اگر ان کی تعداد تین یا ان سے زیادہ ہو تو ان سے زیادہ دنوں میں عادت کی مقدار تک احتیاط کرے۔

مسئلہ ۴۸۲: جو عورت عادت رکھتی ہو خون تین یا زیادہ دن تک آنے کی بعد رک جائے اور پھر دوبارہ خون آئے اور ان دونوں خونوں کا درمیانی فاصلہ دس دن سے کم ہو اور ان سب دنوں کی تعداد جن میں خون آیا ہے بشمول ان وسطی دنوں کے جن میں خون نہیں آیا دس سے زیادہ ہو مثلاً پانچ دن خون آیا ہو۔ پھر پانچ دن رک گیا ہو اور پھر پانچ دن دوبارہ آیا ہو تو اس کی چند صورتیں ہیں۔

(الف) یہ کہ وہ تمام خون جو پہلی بار آیا ہے عادت کے دنوں میں ہو اور دوسرا خون جو پاک ہونے کی بعد آیا ہے عادت کی دنوں میں نہ ہو۔ اس صورت میں عورت کو چاہئے کہ پہلے تمام خون کو حیض اور دوسرے خون کو استحاضہ قرار دے۔ اور اگر پہلے خون کی کچھ مقدار عادت کی مطابق اور کچھ مقدار عادت سے ایک یا دو دن پہلے آئے یا یہ کہ اس خون میں

حیض کی علامت ہوں خواہ وہ عادت سے پہلے آئے یا بعد میں تو اس کے لیئے بھی یہی حکم ہے کہ وہ پہلے خون کو حیض اور دوسرے کو استحاضہ قرار دے۔

(ب) یہ کہ پہلا خون عادت کی دنوں میں نہ آئے اور جیسا کہ پہلی صورت میں کہا گیا ہے دوسرا تمام خون یا اس کی کچھ مقدار عادت کے دنوں میں آئے۔ اس صورت میں چاہیئے کہ تمام دوسرے خون کو حیض اور پہلے خون کو استحاضہ قرار دے۔

(ج) یہ کہ دوسرے اور پہلے خون کی کچھ مقدار عادت کے دنوں میں آئے اور ایام عادت میں آنے والا پہلا خون تین دن سے کم نہ ہو اس صورت میں وہ مدت بمعہ درمیان میں پاک رہنے کی مدت اور عادت کے دنوں میں آنے والے دوسرے خون کی مدت کے جو مجموعی طور پر دس دن سے زیادہ نہ ہو تمام کے تمام ایام حیض ہیں اور پہلے خون کی وہ مقدار جو عادت کے دنوں سے پہلے آئے اور دوسرے خون کی وہ مقدار جو عادت کے دنوں کے بعد آئے استحاضہ ہے مثلاً اگر عورت کی عادت مہینے کی تیسری سے دسویں تاریخ تک ہو اور اسے کسی مہینے کی پہلی سے چھٹی تاریخ تک خون آئے اور پھر دو دن کے لیئے بند ہو جائے اور پھر پندرھویں تاریخ تک آئے تو تیسری سے دسویں تاریخ تک حیض ہے اور پہلی اور دوسری تاریخ کو آنے والا خون اور اسی طرح گیارہویں سے پندرہویں تاریخ تک آنے والا خون استحاضہ ہے۔

(د) یہ کہ پہلے اور دوسرے خون کی کچھ مقدار عادت کے دنوں میں آئے لیکن ایام عادت میں آنے والا پہلا خون تین دن سے کم ہو اس صورت میں بعید نہیں ہے کہ جتنی مدت اس عورت کو خون ایام عادت میں آیا ہے اسے عادت بیشتر آنے والے خون کی کچھ مدت کے ساتھ ملا کر تین دن پورے کرے اور انہیں ایام حیض قرار دے پس اگر ایسا ہو کہ وہ دوسرے خون کی اس مدت کو جو عادت کی دنوں میں آیا ہے حیض قرار دے ہے۔ (ان معنوں میں کہ وہ مدت اور پہلے خون کی وہ مدت جسے حیض قرار دیا ہے اور ان کے درمیان خون نہ رکھنے کی مدت سب ملا کر دس دن سے تجاوز نہ کریں) تو یہ سب ایام حیض ہیں ورنہ چاہیئے کہ پہلے خون کو حیض اور باقی کو استحاضہ قرار دے۔

مسئلہ ۴۸۳ : جو عورت وقت اور عدد کی عادت رکھتی ہو اگر اسے عادت کے وقت خون نہ آئے

بلکہ اس کے علاوہ کسی وقت میں حیض کے دنوں کے برابر دنوں میں حیض کی علامات کے ساتھ اسے خون آئے تو اسے چاہئے کہ اس خون کو حیض قرار دے خواہ وہ عادت کے وقت سے پہلے آئے یا بعد میں آئے۔

مسئلہ ۴۸۴ : جو عورت وقت اور عدد کی عادت رکھتی ہو اگر اسے عادت کے وقت خون آئے لیکن اس کے دنوں کی تعداد اس کی عادت کے دنوں سے کم یا زیادہ ہو اور پاک ہونے کے بعد اسے دوبارہ حیض کی علامات کے ساتھ اتنے دنوں کیلئے خون آئے جتنی اس کی عادت ہو تو اگر ان دونوں خونوں کے دنوں کی تعداد درمیانی مدت میں خون بند ہونے کے دنوں کو ملا کر دس دن سے زیادہ نہ ہو تو اسے چاہئے کہ ان سب کو ایام حیض قرار دے اور اگر ان دنوں کی تعداد دس سے بڑھ جائے تو جو خون اسے عادت کے دنوں میں آیا ہو وہ حیض اور باقی خون استحاضہ ہے اور اگر ان دنوں کے تعداد زیادہ ہو اور خون کی زیادہ مقدار حیض کی علامات رکھتی ہو تو یہ پہلا خون سارے کا سارا حیض شمار ہو گا۔

مسئلہ ۴۸۵ : جو عورت وقت اور عدد کی عادت رکھتی ہو اگر اسے دس سے زیادہ دن تک خون آئے تو جو خون اسے عادت کے دنوں میں آئے خواہ وہ حیض کی علامات نہ بھی رکھتا ہو تب بھی حیض ہے اور جو خون عادت کے دنوں کے بعد آئے خواہ وہ حیض کی علامات بھی رکھتا ہو استحاضہ ہے۔ مثلاً اگر ایک ایسی عورت جس کی حیض کی عادت مہینے کی پہلی سے ساتویں تاریخ تک ہو اسے پہلی سے بارہویں تاریخ تک خون آئے تو پہلے سات دن حیض اور بقیہ پانچ دن استحاضہ کے ہوں گے۔

۲۔ وقت کی عادت رکھنے والی عورت

مسئلہ ۴۸۶ : جو عورتیں وقت کی عادت رکھتی ہیں ان کی دو قسمیں ہیں۔

اول : وہ عورت جسے یکے بعد دیگرے دو مہینوں میں معین وقت پر خون آئے اور چند دنوں بعد بند ہو جائے لیکن ہر مہینے میں خون آنے کے دنوں کی تعداد مختلف ہو۔ مثلاً اسے یکے بعد دیگرے دو مہینوں میں مہینے کی پہلی تاریخ کو خون آئے لیکن پہلے مہینے میں ساتویں دن اور دوسرے مہینے آٹھویں دن بند ہو۔ ایسی عورت کو چاہئے کہ مہینے کی پہلی تاریخ کو اپنی عادت قرار دے۔

دوم : وہ عورت جسے یکے بعد دیگرے دو مہینوں میں معین وقت پر تین یا زیادہ دن حیض کا

خون آئے اور پھر بند ہو جائے اور پھر دوبارہ خون آئے اور ان تمام دنوں کی تعداد جن میں خون آیا ہے بمعہ ان درمیانی دنوں کے جن میں خون بند رہا ہے دس سے زیادہ نہ ہو لیکن دوسرے مہینے میں دنوں کی تعداد پہلے مہینے سے کم یا زیادہ ہو مثلاً پہلے مہینے میں آٹھ دن اور دوسرے مہینے میں نو دن بنتے ہوں تو اس عورت کو بھی چاہئے کہ مہینے کی پہلی تاریخ کو اپنی حیض کی عادت کا پہلا دن قرار دے۔

مسئلہ ۴۸۷ : اگر کسی عورت کو جو وقت کی عادت رکھتی ہو اور اس کے دنوں کی تعداد یکساں نہ ہو ایسا خون آئے جس کی کچھ مقدار حیض کی علامات رکھتی ہو اور کچھ مقدار ایسی علامات نہ رکھتی ہو تو اس صورت میں کہ علامات والا خون تین دن سے کم یا دس دن سے زیادہ مدت کے لیئے نہ آئے اس کیلئے لازم ہے کہ اسے حیض اور اس خون کو جس میں حیض کی علامات نہ ہوں استحاضہ قرار دے لیکن جب اسے عادت کے وقت میں خون آئے تو اس خون کے حیض ہونے میں صفات حیض کا موجود ہونا معتبر نہیں لہٰذا جو خون عادت کے وقت میں آئے اگر اس کا حیض ہونا ممکن ہو تو لازم ہے کہ اسے حیض قرار دے مثلاً اگر اسے اپنی عادت کے وقت میں تین دن خون آئے تو خواہ اس میں حیض کی علامات نہ بھی ہوں تب بھی حیض ہے۔ اور مثال کے طور پر اگر اسے اپنی عادت کی مدت میں ایک دن اور عادت سے پہلے دو دن خون آئے یا یہ کہ مثلاً اپنی عادت کی مدت میں ایک دن اور عادت کے بعد حیض کی علامت کے ساتھ دو دن خون آئے تو اس کیلئے بھی یہی حکم ہے۔ ان دو صورتوں میں بھی اس کیلئے لازم ہے کہ ان تین دنوں کو ایام حیض قرار دے۔ پس اگر وہ خون جس میں حیض کی علامات ہوں خون آنا شروع ہونے سے لے کر دس دن سے پہلے بند ہو جائے تو وہ تمام خون حیض ہے اور اگر بعد میں بھی خون آئے اور اس خون میں حیض کی علامات ہوں اور اگر اس خون کے آنے اور پہلے خون کے بند ہونے کے درمیان دس دن یا زیادہ وقفہ ہو تو وہ خون بھی حیض ہے ورنہ استحاضہ ہے۔

مسئلہ ۴۸۸ : اگر کوئی عورت وقت کی عادت رکھتی ہو اور اسے عادت کے علاوہ وقت میں حیض کی علامات کے ساتھ دس دن سے زیادہ خون آئے اور اس کی علامتوں کے ذریعے اسے حیض قرار نہ دے سکتی ہو تو اسے چاہئے کہ اس خون کو چھ یا سات دن کے لیئے حیض اور باقی کو استحاضہ قرار دے۔

مسئلہ ۴۸۹ : اگر ایک ایسی عورت کو جسے مثال کی طور پر ہر مہینے کی پہلی تاریخ کو خون آتا ہو اور

کبھی پانچویں اور کبھی ساتویں تاریخ کو بند ہوتا ہو کسی ایک مہینے میں بارہ دن خون آ جائے اور وہ حیض کی نشانیوں سے اس کی مدت کا تعین نہ کر سکتی ہو تو اسے چاہئے کہ مہینے کی پہلی تاریخ سے لے کر چھ یا سات دن کے خون کو حیض اور باقی کو استحاضہ قرار دے۔

مسئلہ ۴۹۰ : جس عادت والی عورت کو اپنی عادت کا وسط یا آخر معلوم ہو اگر اس کا خون دس دن سے تجاوز کر جائے تو وہ حیض کے چھ یا سات دن کا تعین اس طرح کرے کہ اس کا آخر یا وسط اس کی عادت کے مطابق ہو۔

۳۔ عدد کی عادت رکھنے والی عورت

مسئلہ ۴۹۱ : جو عورتیں عدد کی عادت رکھتی ہیں ان کی دو قسمیں ہیں۔

اول : وہ عورت جس کے حیض کے دنوں کی تعداد یکے بعد دیگرے دو مہینوں میں یکساں ہو لیکن اس کے خون آنے کا وقت ایک جیسا نہ ہو اس صورت میں جتنے دن اسے خون آئے گا وہ ہی اس کی عادت ہو گی۔ مثلاً اگر پہلے مہینے میں اسے پہلی تاریخ سے پانچویں تاریخ تک اور دوسرے مہینے میں گیارہویں سے پندرہویں تاریخ تک خون آئے تو اس کی عادت پانچ دن ہو گی۔

دوم : وہ عورت جسے یکے بعد دیگرے دو مہینوں میں سے ہر ایک میں تین یا تین سے زیادہ دنوں تک خون آئے اور ایک یا اس سے زائد دنوں کے لیئے بند ہو جائے اور پھر دوبارہ خون آئے اور خون آنے کا وقت پہلے مہینے اور دوسرے مہینے میں مختلف ہو اس صورت میں اگر ان تمام دنوں کی تعداد جن میں خون آیا ہے بمعہ ان درمیانی دنوں کے جن میں خون بند رہا ہے دس سے زیادہ نہ ہو اور دونوں مہینوں میں سے ہر ایک میں ان دنوں کی تعداد بھی یکساں ہو تو وہ تمام دن جن میں خون آیا ہے بمعہ ان درمیانی دنوں کے جن میں خون نہیں آیا اس عورت کی حیض کی عادت ہو گی اور یہ ضروری نہیں کہ ان درمیانی دنوں کی تعداد جن میں اسے خون نہیں آیا ہر مہینے میں ایک جیسی ہو مثلاً اگر پہلے مہینے میں اسے پہلی تاریخ سے تیسری تاریخ تک خون آئے دو دن کے لیئے یا اس سے زیادہ یا اس سے کم دن کے لیئے بند ہو جائے اور پھر دوبارہ خون آئے اور پھر دو دن کے لیئے بند ہو جائے اور پھر دوبارہ تین دن

خون آئے اور دوسرے مہینے میں گیارہویں سے تیرہویں تاریخ تک خون آئے اور ان سب دنوں کی تعداد آٹھ سے زیادہ نہ ہو تو اس عورت کی عادت آٹھ دن ہوگی اور مثال کے طور پر پہلے مہینے میں اسے آٹھ دن تک خون آئے اور دوسرے مہینے میں چار دن خون آئے اور پھر بند ہو جائے اور پھر دوبارہ آئے اور خون کے دنوں اور درمیان میں خون بند ہو جانے والے دنوں کو مجموعی تعداد آٹھ ہو تو اس کی عادت آٹھ دن ہو گی۔

مسئلہ ۴۹۲ : اگر کسی ایسی عورت کو جس کی عادت عدد کی ہو حیض کی علامتوں کے ساتھ اپنی عادت کی تعداد سے کم یا زیادہ دن تک خون آئے اور ان دنوں کی تعداد دس سے تجاوز نہ کرے تو وہ انہیں ایام حیض قرار دے اگرچہ خون بند نہ ہو اور حیض کی علامات رکھے بغیر دس دن سے تجاوز کر جائے تو وہ حیض کی علامات شروع ہونے سے اپنی عادت کے دنوں کی تعداد تک حیض اور باقی دنوں کو استحاضہ قرار دے۔

۴ - مضطربہ

مسئلہ ۴۹۳ : اگر مضطربہ کو یعنی اس عورت کو جسے چند مہینے خون آیا ہو لیکن اس کی عادت معین نہ ہوئی ہو دس دن سے زیادہ خون آئے اور جتنا خون اسے آیا ہو اس میں حیض کی علامات ہوں تو پہلے مہینے میں دس دن اور دوسرے میں تین دن ایام حیض قرار دے اور باقی کو استحاضہ قرار دے۔

مسئلہ ۴۹۴ : اگر مضطربہ کو دس دن سے زیادہ خون آئے جس میں سے چند دنوں کے خون میں حیض کی علامات اور چند دوسرے دنوں کے خون میں استحاضہ کی علامات ہوں تو اگر وہ خون جس میں حیض کی علامات ہوں تین دن سے کم یا دس دن سے زیادہ مدت تک نہ آیا ہو تو سارے کا سارا حیض ہے۔ اور اگر وہ اس تمام خون کو جو حیض کی علامات رکھتا ہو حیض قرار نہ دے سکے مثلاً یہ کہ پانچ دن حیض کی علامات کے ساتھ۔ پانچ دن استحاضہ کی علامات کے ساتھ اور پھر پانچ دن حیض کی علامات کے ساتھ خون آئے تو اس کی صورت یہ ہے کہ جس خون میں حیض کی علامات ہوں اور اسے حیض قرار دے سکے یعنی جو تین دن سے کم اور دس دن سے زیادہ نہ ہو ان دونوں کے بارے میں اسے احتیاط کرنی چاہئے اور جو خون درمیان میں آیا ہو اور حیض کی علامات نہ رکھتا ہو اسے استحاضہ قرار دے اور اگر ان میں سے صرف ایک کو حیض قرار دے سکتی ہو تو اسے حیض اور باقی کو استحاضہ قرار دے۔

۵- مبتدئیہ

مسئلہ ۴۹۵ : اگر مبتدئیہ کو یعنی اس عورت کو جسے پہلی بار خون آیا ہو دس دن سے زیادہ خون آئے اور وہ تمام خون جو مبتدئیہ کو آیا ہے حیض کی علامتیں رکھتا ہو تو اسے چاہئیے کہ اپنے خاندان کی عورتوں کی عادت کو حیض اور باقی کو استحاضہ قرار دے اور اگر اس کے خاندان کی کوئی عورت نہ ہو یا اس کے خاندان کی عورتوں کی عادت مختلف ہو تو وہ پہلے مہینے کے دس دنوں کو ایام حیض قرار دے۔ اور دوسرے مہینے میں تین دنوں کو ایام حیض قرار دے اور پھر دس دن پورے ہونے تک احتیاط کرے گی اور عادت مقرر ہونے تک اسی وظیفہ پر عمل کرے گی۔

مسئلہ ۴۹۶ : اگر مبتدئیہ کو دس سے زیادہ دن تک خون آئے جب کہ چند دن آنے والے خون میں حیض کی علامات اور چند دن آنے والے خون میں استحاضہ کی علامات ہوں اور جس خون میں حیض کی علامات ہوں وہ تین دن سے کم اور دس دن سے زیادہ تک نہ آیا ہو تو وہ سارا حیض ہے لیکن جس خون میں حیض کی علامات تھیں اس کے بعد دس دن گزرنے سے پہلے دوبارہ خون آئے اور اس میں بھی حیض کی علامات ہوں مثلاً پانچ دن سیاہ خون اور نو دن زرد خون اور پھر دوبارہ پانچ دن تک سیاہ خون آئے تو جیسا کہ مضطربہ کے متعلق بتایا گیا ہے اس عورت (یعنی مبتدئیہ) کو چاہئے کہ درمیان والے خون کو استحاضہ قرار دے اور اس کے دونوں طرف احتیاط کرے۔

مسئلہ ۴۹۷ : اگر مبتدئیہ کو دس سے زیادہ دنوں تک خون آئے جبکہ جو خون چند دن آئے اس میں حیض کی علامات اور جو خون چند دن اور آئے اس میں استحاضہ کی علامات ہوں لیکن جس خون میں حیض کی علامات ہوں وہ تین دن سے کم مدت آیا ہو تو جو خون اسے آئے ہیں سب استحاضہ ہیں۔

۶- ناسیہ

مسئلہ ۴۹۸ : اگر ناسیہ کو یعنی اس عورت کو جو اپنی عادت کی مقدار بھول چکی ہو حیض کی علامات کے ساتھ خون آئے جس کی مدت تین دن سے کم اور دس دن سے زیادہ نہ ہو تو وہ اسے حیض قرار دے۔ اور اگر وہ خون دس دن سے زیادہ دنوں تک آئے تو جتنی مدت کے لیئے اس کی عادت باقی رہنے کا احتمال ہو اسے حیض قرار دے اور باقی استحاضہ ہے لیکن اگر اس کی عادت باقی رہنے کا احتمال سات

دنوں سے دس دنوں تک ہو تو ساتویں دن کے بعد احتیاط کرے۔

حیض کے متفرق مسائل

مسئلہ ۴۹۹ : اگر مبتدئیہ' مضطربہ' ناسیہ اور عدد کی عادت رکھنے والی عورتوں کو خون آئے جس میں حیض کی علامات ہوں تو انہیں چاہئے کہ عبادت ترک کر دیں اور اگر بعد میں انہیں پتہ چلے کہ یہ حیض نہیں تھا تو انہیں چاہئے کہ جو عبادت بجا نہ لائی ہوں ان کی قضا کریں۔

مسئلہ ۵۰۰ : جو عورت حیض کی عادت رکھتی ہو۔ خواہ یہ عادت وقت کے اعتبار سے ہو یا عدد کے اعتبار سے ہو یا وقت اور عدد دونوں کے اعتبار سے ہو۔ اگر اسے یکے بعد دیگرے دو مہینوں میں اپنی عادت کی بر خلاف خون آئے جس کا وقت یا دنوں کی تعداد یا وقت بھی اور دنوں کی تعداد بھی یکساں ہوں تو اس کی عادت جس طرح ان دو مہینوں میں اسے خون آیا ہے اس میں تبدیل ہو جاتی ہے۔ مثلاً اگر پہلے اسے مہینے کی پہلی تاریخ سے ساتویں تاریخ تک خون آتا تھا اور پھر بند ہو جاتا تھا مگر دو مہینوں میں اس دسویں تاریخ سے سترہویں تاریخ تک خون آیا ہو اور پھر بند ہوا ہو تو اس کی عادت دسویں تاریخ سے سترہویں تاریخ تک ہو جائے گی۔

مسئلہ ۵۰۱ : ایک مہینہ سے مراد خون آنا شروع ہونے سے تیس دن تک ہے، مہینے کی پہلی تاریخ سے مہینے کے آخر تک نہیں ہے۔

مسئلہ ۵۰۲ : اگر کسی عورت کو عموماً مہینے میں ایک مرتبہ خون آتا ہو لیکن کسی ایک مہینے میں دو مرتبہ آجائے اور اس خون میں حیض کی علامات ہوں تو اگر ان درمیانی دنوں کی تعداد جن میں اسے خون نہیں آیا دس سے کم نہ ہو تو اسے چاہئے کہ دونوں خونوں کو حیض قرار دے۔

مسئلہ ۵۰۳ : اگر کسی عورت کو تین یا اس سے زیادہ دنوں تک ایسا خون آئے جس میں حیض کی علامات ہوں اور اس کے بعد دس یا اس سے زیادہ دنوں تک ایسا خون آئے جس میں استحاضہ کی علامات ہوں اور پھر اس کے بعد دوبارہ تین دن تک حیض کی علامات والا خون آئے تو اسے چاہئے کہ پہلے اور آخری خون کو جس میں حیض کی علامات ہوں حیض قرار دے۔

مسئلہ ۵۰۴ : اگر کسی عورت کو خون دس دن سے پہلے رک جائے اور اسے یقین ہو کہ اس کے باطن میں خون حیض نہیں ہے تو اسے چاہئے کہ عبادت کے لیئے غسل کرے اگرچہ گمان رکھتی ہو کہ دس دن پورے ہونے سے پہلے اسے دوبارہ خون آ جائے گا۔ لیکن اگر اسے یقین ہو کہ دس دن پورے ہونے سے پہلے اسے دوبارہ خون آجائے گا تو پھر غسل نہ کرے۔

مسئلہ ۵۰۵ : اگر کسی عورت کا خون دس دن گزرنے سے پہلے بند ہو جائے اور اس بات کا احتمال ہو کہ اس کے باطن میں خون حیض ہے تو اسے چاہئے کہ اپنی شرمگاہ میں کچھ روئی داخل کرے اور پھر کچھ دیر انتظار کرنے کے بعد نکالے۔ پس اگر خون ختم ہو گیا ہو تو غسل کرے اور عبادت بجا لائے اور خون ختم نہ ہونے کی صورت میں اگر وہ حیض کی معین عادت نہ رکھتی ہو یا اس کی عادت دس دن کی ہو تو اسے چاہئے کہ انتظار کرے اور اگر دس دن سے پہلے خون ختم ہو جائے تو غسل کرے اور اگر دسویں دن کے خاتمے پر خون آنا ختم ہو یا خون دس دن کے بعد بھی آتا رہے تو دسویں دن غسل کرے اور اگر اس کی عادت دس دنوں سے کم کی ہو اور وہ جانتی ہو کہ دس دن ختم ہونے سے پہلے یا دسویں دن کے خاتمے پر خون ختم ہو جائے گا تو اسے غسل نہیں کرنا چاہئے اور اگر اس بات کا احتمال ہو کہ خون دس دن کے بعد بھی آئے گا تو اسے چاہئے کہ ایک دن کے لیئے عبادت ترک کرے اور بعد میں یہ جائز ہے کہ استحاضہ کے احکام پر عمل کرے اور احتیاط یہ ہے کہ دسویں دن تک وہ تمام چیزیں ترک کرے جو حائض کے لیئے انجام دینا جائز نہیں اور مستحاضہ کے وظائف کے مطابق عمل کرے اور یہ حکم اس عورت کے لیئے مخصوص ہے جسے عادت سے پہلے لگاتار خون نہیں آتا تھا ورنہ عادت گزرنے کے بعد عبادت ترک کرنا جائز نہیں ہے۔

مسئلہ ۵۰۶ : اگر کوئی عورت چند دنوں کو حیض قرار دے اور عبادت نہ کرے لیکن بعد میں اسے پتہ چلے کہ حیض نہیں تھا تو اسے چاہئے کہ جو نمازیں اور روزے وہ ان دنوں میں بجا نہیں لائی ان کی قضا کرے اور اگر چند دن اس خیال سے عبادات بجا لاتی رہی ہو کہ حیض نہیں ہے اور بعد میں اسے پتہ چلے کہ حیض تھا اور اگر ان دنوں میں اس نے روزے بھی رکھے ہوں تو ان کی قضا کرے۔

نفاس

مسئلہ ۵۰۷ : بچے کا پہلا جزو ماں کے پیٹ سے باہر آنے کے وقت سے جو خون عورت کو آئے اگر وہ دس دن سے پہلے یا دسویں دن کے خاتمے پر بند ہو جائے تو وہ خون نفاس ہے اور نفاس کی حالت میں عورت کو نفساء کہتے ہیں۔

مسئلہ ۵۰۸ : جو خون عورت کو بچے کا پہلا جزو باہر آنے سے پہلے آئے وہ نفاس ہے۔

مسئلہ ۵۰۹ : یہ ضروری نہیں کہ بچے کی خلقت مکمل ہو بلکہ اگر اس کی خلقت نامکمل بھی ہو تب بھی اگر اسے "بچہ جننا" کہا جا سکتا ہو تو وہ خون جو عورت کو دس دن تک آئے گا نفاس ہو گا۔

مسئلہ ۵۱۰ : یہ ہو سکتا ہے کہ خون نفاس ایک لحظے سے زیادہ مدت تک نہ آئے لیکن وہ دس دن سے زیادہ نہیں آتا۔

مسئلہ ۵۱۱ : اگر کوئی عورت شک کرے کہ کوئی چیز سقط ہوئی ہے یا نہیں یا یہ کہ جو چیز سقط ہوئی ہے وہ بچہ تھا یا نہیں تو اس کے لیئے تحقیق کرنا ضروری نہیں اور جو خون اسے آئے وہ شرعاً نفاس نہیں ہے۔

مسئلہ ۵۱۲ : مسجد میں ٹھہرنا اور دوسرے افعال جو حائض پر حرام ہیں بنابر احتیاط نفساء پر بھی حرام ہیں اور جو کچھ حائض پر واجب ہے وہ نفساء پر بھی واجب ہے۔

مسئلہ ۵۱۳ : جو عورت نفاس کی حالت میں ہو اسے طلاق دینا اور اس سے جماع کرنا حرام ہے لیکن اگر اس کا شوہر اس سے جماع کرے تو اس کے لیئے کفارہ ضروری نہیں۔

مسئلہ ۵۱۴ : جب عورت خون نفاس سے پاک ہو جائے اسے چاہئے کہ غسل کرے اور عبادات بجا لائے اور اگر اسے دوبارہ خون آئے تو اگر جن دنوں میں اسے خون آیا ہے اور درمیانی دن جن میں وہ پاک رہی ہے سب ملا کر دس دن یا دس سے کم دن ہوں تو وہ تمام ایام نفاس ہیں اور اگر ان دنوں میں جب وہ پاک تھی اس نے روزہ بھی رکھا ہو تو ضروری ہے کہ اس کی قضا کرے۔

مسئلہ ۵۱۵ : اگر عورت خون نفاس سے پاک ہو جائے اور احتمال اس بات کا ہو کہ اس کے باطن میں خون نفاس ہے تو اسے چاہئے کہ کچھ روئی اپنی شرمگاہ میں داخل کرے اور کچھ دیر انتظار کرے پھر اگر وہ پاک ہو تو عبادات کے لیئے غسل کرے۔

مسئلہ ۵۱۶ : اگر عورت کو خون نفاس دس دن سے زیادہ آئے اور وہ حیض میں عادت رکھتی ہو تو عادت کے برابر دنوں کی مدت نفاس اور باقی استحاضہ ہے اور اگر عادت نہ رکھتی ہو تو اپنے کنبے کی عورتوں کی عادت کے برابر مدت کا نفاس قرار دے اور دس دن تک احتیاط کرے اور احتیاط مستحب یہ ہے کہ جو عورت عادت رکھتی ہو وہ عادت کے بعد کے دن سے اور جو عادت نہ رکھتی ہو وہ دسویں دن کے بعد سے بچے کی پیدائش کے اٹھارویں دن تک استحاضہ کے افعال بجا لائے اور وہ کام جو نفساء پر حرام ہیں انہیں ترک کر دے۔

مسئلہ ۵۱۷ : اگر کسی ایسی عورت کو جس کے حیض کی عادت دس دن سے کم ہو اپنی عادت سے زیادہ دن خون آئے تو اسے چاہئے کہ اپنی عادت کے دنوں کے بقدر نفاس قرار دے اور اس کے بعد اس پر واجب ہے کہ ایک دن عبادت ترک کرے اور اس کے بعد جائز ہے کہ مستحاضہ کے احکام پر عمل کرے یا یہ کہ دس دن تک عبادت ترک کرے۔ اور اگر خون دس دن کے بعد بھی آتا رہے تو اسے چاہئے کہ عادت کے دنوں کے بعد دسویں دن تک بھی استحاضہ قرار دے اور جو عبادات وہ ان دنوں میں بجا نہیں لائی ان کی قضا کرے۔ مثلاً جس عورت کی عادت چھ دن کی ہو اگر اسے چھ دن سے زیادہ خون آئے تو اسے چاہئے کہ چھ دن کو نفاس قرار دے اور ساتویں دن بھی عبادت ترک کرے اور آٹھویں، نویں اور دسویں دن اسے اختیار ہے کہ یا تو عبادت ترک کرے یا استحاضہ کے افعال بجالائے اور اگر اسے دس دن سے زیادہ خون آیا ہو تو اس کی عادت کے بعد کے دن سے وہ استحاضہ متصور ہوگا۔

مسئلہ ۵۱۸ : اگر ایک ایسی عورت کو جو حیض میں عادت رکھتی ہو بچہ جننے کے بعد ایک مہینے تک یا ایک مہینے سے زیادہ مدت تک لگاتار خون آتا رہے تو اس کی عادت کے دنوں کے بقدر وہ خون نفاس ہے اور جو خون نفاس کے بعد دس دن تک آئے خواہ وہ اس کی ماہانہ عادت کے دنوں میں آیا ہو استحاضہ ہے۔ مثلاً ایک ایسی عورت جس کی حیض کی عادت ہر مہینے کی بیس تاریخ سے ستائیس تاریخ تک ہو اگر وہ مہینے کی دس تاریخ کو بچہ جنے اور ایک مہینے یا اس سے زیادہ مدت تک اسے متواتر خون آئے تو

سترھویں تاریخ تک نفاس اور سترھویں تاریخ سے دس دن تک کا خون حتیٰ کہ وہ خون بھی جو بیں تاریخ سے ستائیس تاریخ تک اس کی عادت کے دنوں میں آیا ہے استحاضہ ہوگا اور دس دن گزرنے کے بعد جو خون اسے آئے اگر وہ عادت کے دنوں میں ہو تو حیض ہے خواہ اس میں حیض کی علامات ہوں یا نہ ہوں۔ اور اگر وہ خون اس کی عادت کے دنوں میں نہ آئے لیکن حیض کی علامات رکھتا ہو تو اس کے لیئے بھی یہی حکم ہے البتہ اگر وہ خون جو اسے نفاس سے دس دن گزرنے کے بعد آئے اس کی حیض کی عادت کے ایام میں نہ ہو اور حیض کی علامات بھی نہ رکھتا ہو تو استحاضہ ہے۔

مسئلہ ۵۱۹ : اگر ایک ایسی عورت کو جو حیض میں عدد کے لحاظ سے عادت نہ رکھتی ہو بچہ جننے کے بعد ایک مہینے تک یا ایک مہینے سے زیادہ مدت تک خون آئے تو اس کے پہلے دس دنوں کے لیئے وہی حکم ہے جس کا ذکر آ چکا ہے اور دنوں کی دوسری دہائی میں جو خون آئے وہ استحاضہ ہے اور جو خون اسے اس کے بعد آئے اگر اس میں حیض کی علامات ہوں یا اس کی عادت کے وقت آیا ہو تو حیض ہے ورنہ وہ بھی استحاضہ ہے۔

غسل مس میت

مسئلہ ۵۲۰ : اگر کوئی شخص کسی ایسے مردہ انسان کے بدن کو مس کرے جو ٹھنڈا ہو چکا ہو اور جسے غسل نہ دیا گیا ہو یعنی اپنے بدن کا کوئی حصہ اس سے لگائے تو اسے چاہئے کہ غسل مس میت کرے خواہ اس نے نیند کی حالت میں مردے کا بدن مس کیا ہو یا بیداری کے عالم میں اور خواہ اپنی مرضی سے مس کیا ہو خواہ بے اختیاری کے عالم میں حتیٰ کہ اس کا ناخن یا ہڈی مردے کے ناخن یا ہڈی سے چھو جائے تب بھی اسے چاہئے کہ غسل کرے لیکن اگر مردہ حیوان کو مس کرے تو اس پر غسل واجب نہیں ہے۔

مسئلہ ۵۲۱ : اگر کوئی شخص اپنے بال مردے کے بدن سے لگائے یا اپنا بدن مردے کے بالوں سے لگائے یا اپنے بال مردے کے بالوں سے لگائے اور بال اتنے لمبے ہوں کہ عرف عام میں مس میت کہنا اس پر صادق نہ آئے تو اس شخص پر غسل واجب نہیں ہے۔

مسئلہ ۵۲۲ : جس مردے کا تمام بدن ٹھنڈا نہ ہوا ہو اسے چھونے سے غسل واجب نہیں ہوتا

خواہ اس کے بدن کا جو حصہ چھوا ہو وہ ٹھنڈا ہو چکا ہو۔

مسئلہ ۵۲۳ : مردہ بچے کو چھونے پر حتیٰ کہ ایسے سقط شدہ بچے کو چھونے پر جس کے چار مہینے مکمل ہو چکے ہوں غسل مس میت واجب ہے۔ اس بنا پر اگر چار مہینے کا مردہ بچہ پیدا ہوا ہو اور اس کا بدن ٹھنڈا ہو چکا ہو اور وہ ماں کے بدن کے ظاہری حصے کو چھو جائے تو ماں کو چاہئے کہ غسل مس میت کرے۔

مسئلہ ۵۲۴ : جو بچہ ماں کے مر جانے اور اس کا بدن ٹھنڈا ہو جانے کے بعد پیدا ہوا ہو اگر وہ ماں کے بدن کے ظاہری حصے کو مس کرے تو اس پر واجب ہے کہ جب بالغ ہو تو غسل مس میت کرے۔

مسئلہ ۵۲۵ : اگر کوئی شخص ایک ایسی میت کو مس کرے جسے تین غسل مکمل طور پر دیئے جا چکے ہوں تو اس پر غسل واجب نہیں ہوتا۔ لیکن اگر وہ تیسرا غسل مکمل ہونے سے پہلے اس کے بدن کے کسی حصے کو مس کرے تو خواہ اس حصے کو تیسرا غسل دیا جا چکا ہو اس شخص کو چاہئے کہ غسل مس میت کرے۔

مسئلہ ۵۲۶ : اگر کوئی دیوانہ یا نابالغ بچہ میت کو مس کرے تو دیوانے کو عاقل ہونے یا بچے کو بالغ ہونے کے بعد چاہئے کہ غسل مس میت کرے۔

مسئلہ ۵۲۷ : اگر کسی زندہ شخص کے بدن سے یا کسی ایسے مردے کے بدن سے جسے غسل نہ دیا گیا ہو ایک ایسا حصہ جدا ہو جائے جس میں ہڈی ہو اور اس سے پیشتر کہ جدا شدہ حصے کو غسل دیا جائے کوئی شخص اسے مس کر لے تو اسے چاہئے کہ غسل مس میت کرے لیکن جو حصہ جدا ہوا ہو اگر اس میں ہڈی نہ ہو تو اسے مس کرنے پر غسل واجب نہیں ہے۔

مسئلہ ۵۲۸ : ایک ایسی ہڈی کے مس کرنے سے جس پر گوشت نہ ہو اور جسے غسل نہ دیا گیا ہو خواہ وہ مردے کے بدن سے جدا ہوئی ہو یا زندہ شخص کے بدن سے بنابر احتیاط واجب غسل واجب ہے اور دانت خواہ وہ مردے کے بدن سے جدا ہوئے ہوں یا زندہ شخص کے بدن سے ان پر غسل واجب نہیں۔

مسئلہ ۵۲۹ : غسل مس میت کا طریقہ وہی ہے جو غسل جنابت کا ہے لیکن جس شخص نے میت کو مس کیا ہو اگر وہ نماز پڑھنا چاہے تو احتیاط مستحب یہ ہے کہ وضو بھی کرے۔

مسئلہ ۵۳۰ : اگر کوئی شخص کئی ایک میتوں کو مس کرے یا ایک میت کو کئی بار مس کرے تو ایک غسل کافی ہے۔

مسئلہ ۵۳۱ : جس شخص نے میت کو مس کرنے کے بعد غسل نہ کیا ہو اس کے لیئے مسجد میں ٹھہرنا اور بیوی سے جماع کرنا اور ان آیات کا پڑھنا جن میں سجدہ واجب ہے ممنوع نہیں ہے لیکن نماز اور اس سے ملتے جلتے افعال کے لیئے اسے غسل کرنا چاہئے۔

محتضر کے احکام

مسئلہ ۵۳۲ : جو مسلمان محتضر ہو یعنی جان کنی کی حالت میں ہو خواہ وہ مرد ہو یا عورت بڑا ہو یا چھوٹا اسے احتیاط کی بنا پر بصورت امکان پشت کے بل یوں لٹانا چاہئے کہ اس کے پاؤں کے تلوے قبلہ کی طرف ہوں۔

مسئلہ ۵۳۳ : اولیٰ یہ ہے کہ جب تک میت کا غسل مکمل نہ ہو اسے بھی روبقبلہ لٹائیں لیکن جب اس کا غسل مکمل ہو جائے تو بہتر یہ ہے کہ اسے اس حالت میں لٹائیں جس میں اس پر نماز (یعنی نماز جنازہ) پڑھتے وقت لٹاتے ہیں۔

مسئلہ ۵۳۴ : جو شخص جان کنی کی حالت میں ہو اسے بنابر احتیاط روبقبلہ لٹانا ہر مسلمان پر واجب ہے اور اس کے ولی سے اجازت لینا احوط ہے۔

مسئلہ ۵۳۵ : جو شخص جان کنی کی حالت میں ہو اسے شہادتین اور بارہ اماموں کے اقرار اور دوسرے دینی عقائد کی تلقین اس طرح کرنا کہ وہ سمجھ لے واجب ہے اور اس کی موت کے وقت تک ان چیزوں کی تکرار کرنا مستحب ہے۔

مسئلہ ۵۳۶ : مستحب ہے کہ جو شخص جان کنی کی حالت میں ہو اسے مندرجہ ذیل دعا کی اس

طرح تلقین کی جائے کہ وہ سمجھ لے۔

" اللھم اغفر لی الکثیر من معاصیک واقبل منی الیسیر من طاعتک یا من یقبل الیسیر ویعفو عن الکثیر اقبل منی الیسیر واعف عنی الکثیر انک انت العفو الغفور اللھم ارحمنی فانک رحیم" اس کے علاوہ کلمات فرج لاالہ الااللہ الکریم الخ۔ کی تلقین کی جائے۔

مسئلہ ۵۳۷ : کسی کی جان سختی سے نکل رہی ہو تو اگر اسے تکلیف نہ ہو تو اسے اس جگہ لے جانا جہاں وہ نماز پڑھا کرتا تھا مستحب ہے۔

مسئلہ ۵۳۸ : جو شخص جان کنی کے عالم میں ہو اس کی آسانی کے لیئے (یعنی اس مقصد سے کہ اس کی جان آسانی سے نکل جائے) اس کے سرہانے سورۂ یٰسین سورۂ صافات، سورۂ احزاب، آیت الکرسی اور سورۂ اعراف کی ۵۴ ویں آیت اور سورۂ بقرہ کی آخری تین آیات پڑھنا مستحب ہے بلکہ قرآن مجید جتنا بھی پڑھا جا سکے پڑھا جائے۔

مسئلہ ۵۳۹ : جو شخص جان کنی کے عالم میں ہو اسے تنہا چھوڑنا اور کوئی چیز اس کے پیٹ پر رکھنا اور جنب اور حائض کا اس کے قریب ہونا اور اسی طرح اس کے پاس زیادہ باتیں کرنا اور رونا اور صرف عورتوں کو اس کے پاس چھوڑنا مکروہ ہے۔

مرنے کے بعد کے احکام

مسئلہ ۵۴۰ : مستحب ہے کہ مرنے کے بعد میت کی آنکھیں اور ہونٹ بند کر دیئے جائیں اور اس کی ٹھوڑی کو باندھ دیا جائے اور اس کے ہاتھ اور پاؤں سیدھے کر دیئے جائیں اور اس کے اوپر کپڑا ڈال دیا جائے۔ اور اگر موت رات کو واقع ہو تو متعلقہ اشخاص کو چاہیئے کہ جہاں موت واقع ہوئی ہو وہاں چراغ جلائیں اور جنازے میں شرکت کے لیئے مومنین کو اطلاع دیں اور میت کو دفن کرنے میں جلدی کریں لیکن اگر اس شخص کے مرنے کا یقین نہ ہو تو انتظار کریں تاکہ صورت حال واضح ہو جائے علاوہ ازیں اگر میت حاملہ ہو اور بچہ اس کے پیٹ میں زندہ ہو تو چاہیئے کہ دفن کرنے میں اتنا توقف

کریں کہ اس کا بایاں پہلو چاک کر کے بچہ باہر نکال لیں اور پھر اس پہلو کو سی دیں۔

میت کے غسل، کفن، نماز اور دفن کا واجب ہونا

مسئلہ ۵۴۱ : کسی مسلمان کا غسل، کفن، نماز میت اور دفن خواہ وہ اثناعشری شیعہ نہ بھی ہو ہر مکلف کے لیئے واجب ہے اور اگر کچھ لوگ ان کاموں کا سرانجام دے دیں تو دوسروں پر سے وجوب ساقط ہو جاتا ہے لیکن اگر کوئی بھی ان واجبات کو ادا نہ کرے تو سبھی گناہ گار ہوں گے۔

مسئلہ ۵۴۲ : اگر کوئی شخص میت سے متعلقہ کاموں میں مشغول ہو جائے تو دوسروں کے لیئے اس بارے میں کوئی اقدام کرنا واجب نہیں لیکن اگر ان کاموں کو ادھورا چھوڑ دے تو دوسروں کو چاہیئے کہ انہیں پایہ تکمیل تک پہنچائیں۔

مسئلہ ۵۴۳ : اگر کسی شخص کو یقین ہو کہ کوئی دوسرا میت کے کاموں میں مشغول ہے تو اس پر واجب نہیں کہ میت کے کاموں کے بارے میں اقدام کرے لیکن اگر اسے محض شک یا گمان ہو تو چاہیئے کہ اقدام کرے۔

مسئلہ ۵۴۴ : اگر کسی شخص کو یقین ہو کہ میت کا غسل یا کفن یا نماز یا دفن غلط طریقے سے عمل میں لایا گیا ہے تو اسے چاہیئے کہ ان کاموں کو دوبارہ سر انجام دے لیکن اگر اسے باطل ہونے کا گمان ہو (یعنی یقین نہ ہو) یا شک ہو کہ درست تھا یا نہیں تو پھر اس بارے میں کوئی اقدام کرنا ضروری نہیں۔

مسئلہ ۵۴۵ : احتیاط کی بنا پر میت کے غسل، کفن، نماز اور دفن کے لیئے اس کے ولی سے اجازت لے لینی چاہیئے۔

مسئلہ ۵۴۶ : عورت کا ولی اس کا شوہر ہے اور اس کے بعد وہ مرد جو میت کے وارث ہوں اس کی وارث عورتوں سے مقدم ہیں۔

مسئلہ ۵۴۷ : اگر کوئی شخص کہے کہ میں میت کا وصی یا ولی ہوں یا میت کے ولی نے مجھے اجازت دی ہے کہ میت کے غسل، کفن اور دفن کو انجام دوں اور اس کے کہنے سے اطمینان حاصل ہو

جانے یا میت اس کے تصرف میں ہو یا دو عادل شخص گواہی دیں کہ یہ شخص ٹھیک کہہ رہا ہے تو اس کے کہنے کو قبول کر لینا چاہئے۔

مسئلہ ۵۴۸ : اگر مرنے والا اپنے غسل، کفن، دفن اور نماز کے لیئے اپنے ولی کے علاوہ کسی اور کو مقرر کرے تو ان امور کی ولایت اس شخص کے ہاتھ میں ہے اور یہ ضروری نہیں کہ جس شخص کو مرنے والے نے یہ کام انجام دینے کے لیئے مقرر کیا ہو وہ اس وصیت کو قبول کرے۔ لیکن اگر قبول کر لے تو چاہئے کہ اس پر عمل کرے۔

میت کے غسل کی کیفت

مسئلہ ۵۴۹ : میت کو تین غسل دینے واجب ہیں۔ پہلا ایسے پانی سے جس میں بیری ملی ہوئی ہو (یعنی بیری کے پتے ملے ہوئے ہوں) دوسرا ایسے پانی سے جس میں کافور ملا ہوا ہو اور تیسرا خالص پانی سے۔

مسئلہ ۵۵۰ : بیری اور کافور نہ اس قدر زیادہ ہونے چاہئیں کہ پانی کو مضاف کر دیں اور نہ اس قدر کم ہوں کہ یہ نہ کہا جا سکے کہ بیری اور کافور اس پانی میں ملائے گئے ہیں۔

مسئلہ ۵۵۱ : اگر بیری اور کافور اتنی مقدار میں نہ مل سکیں جتنی کہ ضروری ہے تو بنابر احتیاط مستحب جتنی مقدار میسر آئے پانی میں ڈال دی جائے۔

مسئلہ ۵۵۲ : اگر کوئی شخص احرام کی حالت میں مر جائے تو اسے کافور کے پانی سے غسل نہیں دینا چاہئے بلکہ اس کی بجائے خالص پانی سے دینا چاہئے لیکن اگر وہ حج کے احرام میں ہو اور سعی مکمل کر چکا ہو تو اس صورت میں کافور والے پانی سے غسل دینا چاہئے۔

مسئلہ ۵۵۳ : اگر بیری اور کافور یا ان میں کوئی ایک نہ مل سکے یا اس کا استعمال جائز نہ ہو مثلاً یہ کہ غصبی ہو تو چاہئے کہ ان میں سے ہر اس چیز کی بجائے جس کا ملنا ممکن نہ ہو بنابر احتیاط میت کو خالص پانی سے غسل دیا جائے اور تیمم بھی کرایا جائے۔

مسئلہ ۵۵۴ : جو شخص میت کو غسل دے اسے شیعہ اثنا عشری مسلمان اور بالغ اور عاقل ہونا

چاہئے اور غسل کے مسائل سے واقف ہونا چاہئے لیکن اگر غیر اثناعشری مسلمان کی میت کو اس کا اپنا ہم مذہب اپنے مذہب کے مطابق غسل دے تو مومن اثناعشری سے ذمہ داری ساقط ہو جاتی ہے۔

مسئلہ ۵۵۵ : جو شخص غسل دے اسے چاہئے کہ قربت کی نیت رکھتا ہو یعنی اللہ تعالیٰ کے فرمان کی بجا آوری کے لیئے غسل دے۔

مسئلہ ۵۵۶ : مسلمان کے بچے کو خواہ وہ ولد الزنا ہی کیوں نہ ہو غسل دینا واجب ہے اور کافر اور اس کی اولاد کا غسل، کفن اور دفن جائز نہیں ہے اور جو شخص بچپن سے دیوانہ ہو اور دیوانگی کی حالت میں ہی بالغ ہو جائے اگر وہ اسلام کے حکم میں ہو تو اسے غسل دینا چاہئے۔

مسئلہ ۵۵۷ : اگر ایک بچہ چار مہینے یا اس سے زیادہ کا ہو کر ساقط ہو جائے تو اسے غسل دینا چاہئے اور اگر چار مہینے سے کم کا ہو تو احتیاط کی بنا پر اسے کپڑے میں لپیٹ کر بغیر غسل دیئے دفن کر دینا چاہئے۔

مسئلہ ۵۵۸ : مرد کا عورت کو اور عوت کا مرد کو غسل دینا حرام ہے لیکن بیوی اپنے شوہر کو غسل دے سکتی ہے اور شوہر بھی اپنی بیوی کو غسل دے سکتا ہے اگرچہ مستحب یہ ہے کہ بیوی اپنے شوہر کو اور شوہر اپنی بیوی کو حالت اختیار میں غسل نہ دے۔

مسئلہ ۵۵۹ : مرد اس لڑکی کو غسل دے سکتا ہے جس کی عمر تین سال سے زیادہ نہ ہو اور عورت بھی اس لڑکے کو غسل دے سکتی ہے جس کی عمر تین سال سے زیادہ نہ ہو۔

مسئلہ ۵۶۰ : اگر مرد کی میت کو غسل دینے کے لیئے مرد نہ مل سکے تو وہ عورتیں جو اس کی قرابت دار اور محرم ہوں مثلاً ماں، بہن، پھوپھی اور خالہ یا وہ عورتیں جو دودھ پینے یا نکاح کے سبب سے اس کی محرم ہو گئی ہوں کپڑے یا کسی اور چیز کے نیچے سے جس سے اس کا بدن ڈھک جائے اسے غسل دے سکتی ہیں اور اسی طرح اگر عورت کی میت کو غسل دینے کے لیئے کوئی اور عورت نہ ہو تو جو مرد اس کے قرابت دار محرم ہوں یا دودھ پینے یا نکاح کے سبب سے اس کے محرم ہو گئے ہوں اسے لباس کے نیچے سے غسل دے سکتے ہیں۔

مسئلہ ۵۶۱ : اگر میت اور جو شخص اسے غسل دے دونوں مرد ہوں یا دنوں عورتیں ہوں تو بہتر

یہ ہے کہ شرم گاہ کے علاوہ میت کا باقی بدن برہنہ ہو۔

مسئلہ ۵۶۲ : میت کی شرمگاہ پر نظر ڈالنا حرام ہے اور جو شخص اسے غسل دے رہا ہو اگر اس پر نظر ڈالے تو گنہگار ہے لیکن اس سے غسل باطل نہیں ہوتا۔

مسئلہ ۵۶۳ : اگر میت کے بدن کا کوئی حصہ نجس ہو تو احتیاط کی بنا پر غسل دینے سے پہلے اس حصے کو دھو کر پاک کر لینا چاہئے اور اولیٰ یہ ہے کہ غسل شروع کرنے سے پہلے میت کا تمام بدن پاک ہو۔

مسئلہ ۵۶۴ : غسل میت غسل جنابت کی طرح ہے اور احتیاط واجب یہ ہے کہ جب میت کو غسل ترتیبی دینا ممکن ہو غسل ارتماسی نہ دیا جائے اور غسل ترتیبی میں بھی ضروری ہے کہ داہنی طرف کو بائیں طرف سے پہلے دھویا جائے اور اگر ممکن ہو تو احتیاط مستحب کی بنا پر بدن کے تینوں حصوں میں سے کسی حصے کو پانی میں نہ ڈبویا جائے بلکہ پانی اس کے اوپر ڈالا جائے۔

مسئلہ ۵۶۵ : جو فرد حیض یا جنابت کی حالت میں مر جائے اسے غسل حیض یا غسل جنابت دینا ضروری نہیں ہے بلکہ صرف غسل میت اس کے لیئے کافی ہے۔

مسئلہ ۵۶۶ : میت کو غسل دینے کی اجرت لینا حرام ہے اور اگر کوئی شخص اجرت حاصل کرنے کے لیئے میت کو غسل دے تو وہ غسل باطل ہے لیکن غسل کی تیاری کے کاموں کے لیئے اجرت لینا حرام نہیں ہے۔

مسئلہ ۵۶۷ : اگر پانی میسر نہ ہو یا اس کے استعمال میں کوئی امر مانع ہو تو ہر غسل کے بدلے میت کو ایک تیمم کرانا چاہئے اور احتیاط واجب یہ ہے کہ تینوں غسلوں کے بدلے ایک اور تیمم بھی کرایا جائے اور جو شخص تیمم کرا رہا ہوں وہ ان تیمموں میں سے ایک مافی الذمہ کی نیت کرے یعنی نیت کرے کہ یہ تیمم اس تکلیف شرعی کو بجالانے کے لیئے کرا رہا ہوں جو مجھ پر واجب ہے تو پھر چوتھے تیمم کی ضرورت نہیں ہے۔

مسئلہ ۵۶۸ : جو شخص میت کو تیمم کرا رہا ہو اسے چاہئے کہ اپنے ہاتھ زمین پر مارے اور میت کے چہرے اور ہاتھوں کی پشت پر پھیرے اور احتیاط واجب یہ ہے کہ اگر ممکن ہو تو میت کو اس کے

اپنے ہاتھوں سے بھی تیمم کرائے۔

میت کے کفن کے احکام

مسئلہ ۵۶۹ : مسلمان میت کو تین کپڑوں کا کفن دینا چاہئے جنہیں لنگ، کرتہ اور چادر کہا جاتا ہے۔

مسئلہ ۵۷۰ : لنگ اس طرح ہو کہ ناف سے گھٹنوں تک بدن کی اطراف کو ڈھانپ لے اور بہتر یہ ہے کہ سینے سے پاؤں تک پہنچے اور کرتہ یا پیراہن ایسا ہو کہ کندھوں کے سروں سے آدھی پنڈلیوں تک تمام بدن کو ڈھانپے اور بہتر یہ ہے کہ پاؤں تک پہنچے اور چادر کی لمبائی اتنی ہونی چاہئے کہ میت کے پاؤں اور سر کی طرف سے گرہ دے سکیں اور اس کی چوڑائی اتنی ہونی چاہئے کہ اس کا ایک کنارہ دوسرے کنارے پر آسکے۔

مسئلہ ۵۷۱ : لنگ کی اتنی مقدار جو ناف سے گھٹنوں تک کے حصے کو ڈھانپ لے اور کرتے یا پیراھن کی اتنی مقدار جو کندھے سے نصف پنڈلی تک ڈھانپ لے کفن کے لیئے واجب ہے اور اس مقدار سے زیادہ جو کچھ سابقہ مسئلے میں بتایا گیا ہے وہ کفن کی مستحب مقدار ہے۔

مسئلہ ۵۷۲ : اگر میت کے وارث بالغ ہوں اور اجازت دیں کہ کفن واجب سے زائد (جس کا ذکر سابقہ مسئلہ میں ہو چکا ہے) ان کے حصے سے لے لیا جائے تو کوئی حرج نہیں اور احتیاط واجب یہ ہے کہ واجب مقدار سے زائد کفن ان وارثوں کی حصے سے نہ لیا جائے جو بالغ نہ ہوئے ہوں۔

مسئلہ ۵۷۳ : اگر کسی شخص نے وصیت کی ہو کہ مستحب کفن کی مقدار جس کا ذکر دو سابقہ مسائل میں آچکا ہے اس کے تہائی مال سے لی جائے یا یہ وصیت کی ہو کہ اس کا تہائی مال خود اس پر خرچ کیا جائے لیکن اس کے مصرف کا تعین نہ کیا ہو یا صرف اس کے کچھ حصے کے مصرف کا تعین کیا ہو تو مستحب کفن اس کے تہائی مال سے لیا جاسکتا ہے۔

مسئلہ ۵۷۴ : اگر مرنے والے نے یہ وصیت نہ کی ہو کہ کفن اس کے تہائی مال سے لیا جائے اور متعلقہ اشخاص چاہیں کہ اس کی اصل مال سے لیں تو احتیاط واجب یہ ہے کہ واجب کفن میت کی

حیثیت کا لحاظ رکھتے ہوئے جہاں تک ممکن ہو سستی قیمت پر حاصل کیا جائے اگر وارثوں میں سے وہ لوگ جو بالغ ہوں اجازت دیں کہ ان کے حصے سے لیا جائے تو جس حد تک وہ اجازت دیں ان کے حصے سے لیا جاسکتا ہے۔

مسئلہ ۵۷۵ : عورت کے کفن کی ذمہ داری شوہر پر ہے خواہ عورت اپنا مال بھی رکھتی ہو۔ اسی طرح اگر عورت کو ان شرائط کے مطابق جن کی تفصیل طلاق کے احکام میں آئے گی طلاق رجعی دی گئی ہو اور عدت ختم ہونے سے پہلے مرجائے شوہر کے لیئے لازم ہے کہ اسے کفن دے۔ اور اگر شوہر بالغ نہ ہو یا دیوانہ ہو تو شوہر کے ولی کو چاہئے کہ اس کے مال سے عورت کو کفن دے۔

مسئلہ ۵۷۶ : میت کو کفن دینا اس کے قرابت داروں پر واجب نہیں گو اس کی زندگی میں اخراجات کی کفالت ان پر واجب رہی ہو۔

مسئلہ ۵۷۷ : واجب یہ ہے کہ کفن کے تینوں کپڑوں میں سے کوئی بھی اتنا باریک نہ ہو کہ میت کا بدن اس کے نیچے سے نظر آئے۔

مسئلہ ۵۷۸ : مردار کی کھال یا غصب کی ہوئی چیز کا کفن دینا خواہ کوئی دوسری چیز میسر نہ بھی ہو جائز نہیں پس اگر میت کا کفن غصبی ہو اور اس کا مالک راضی نہ ہو تو خواہ میت کو دفن بھی کیا جاچکا ہو وہ کفن اس کے بدن سے اتار لینا چاہئے۔

مسئلہ ۵۷۹ : میت کو نجس چیز یا خالص ریشمی کپڑے کا کفن دینا جس میں زردوزی کا کام کیا گیا ہو جائز نہیں لیکن مجبوری کی حالت میں کوئی حرج نہیں۔

مسئلہ ۵۸۰ : کسی ایسے کپڑے کا کفن دینا جو اس جانور کی اون اور بالوں سے تیار کیا گیا ہو جس کا گوشت کھانا حرام ہے یا اس جانور کی کھال سے بنایا گیا ہو جس کا گوشت کھانا حلال ہے اختیار کی حالت میں جائز نہیں لیکن اگر کفن حلال گوشت جانور کے بالوں اور اون کا ہو تو کوئی حرج نہیں اگرچہ احتیاط مستحب یہ ہے کہ ان دونوں چیزوں کا کفن بھی نہ دیا جائے۔

مسئلہ ۵۸۱ : اگر میت کا کفن اس کی اپنی نجاست یا کسی دوسری نجاست سے نجس ہو جائے اور اگر ایسا کرنے سے کفن ضائع نہ ہوتا ہو تو چاہئے کہ جتنا حصہ نجس ہو اسے دھو ڈالیں یا کاٹ ڈالیں خواہ

میت کو قبر میں ہی کیوں نہ اتارا جا چکا ہو۔ اور اگر اس کا دھونا یا کاٹنا ممکن نہ ہو لیکن بدل دینا ممکن ہو تو چاہئے کہ بدل دیں۔

مسئلہ ۵۸۲ : اگر کوئی ایسا شخص مرجائے جس نے حج یا عمرے کا احرام باندھ رکھا ہو تو اسے دوسروں کی طرح کفن پہنانا چاہئے اور اس کا سر اور چہرہ ڈھانپ دینے میں کوئی حرج نہیں۔

مسئلہ ۵۸۳ : انسان کے لیئے اپنی زندگی میں کفن بیری اور کافور کا تیار رکھنا مستحب ہے۔

حنوط کے احکام

مسئلہ ۵۸۴ : غسل دینے کے بعد واجب ہے کہ میت کا حنوط کیا جائے یعنی اس کی پیشانی، دونوں ہتھیلیوں دونوں گھٹنوں اور دونوں پاؤں کے انگوٹھوں پر کافور ملا جائے اور مستحب یہ ہے کہ میت کی ناک پر بھی کافور ملا جائے اور کافور پسا ہوا اور تازہ ہونا چاہئے ۔اور اگر پرانا ہونے کی وجہ سے اس کا عطر زائل ہو گیا ہو تو کافی نہیں۔

مسئلہ ۵۸۵ : احتیاط واجب یہ ہے کہ کافور پہلے میت کی پیشانی پر ملا جائے لیکن دوسرے مقامات پر ملنے میں ترتیب ضروری نہیں۔

مسئلہ ۵۸۶ : بہتر یہ ہے کہ میت کو کفن پہنانے سے پہلے حنوط کیا جائے۔ اگرچہ کفن پہنانے کے دوران میں یا اس کے بعد بھی کوئی حرج نہیں ہے۔

مسئلہ ۵۸۷ : اگر کوئی ایسا شخص مرجائے جس نے حج یا عمرہ کے لیئے احرام باندھ رکھا ہو تو اسے حنوط کرنا جائز نہیں ماسوا اس کے کہ احرام حج کی صورت میں سعی کرنے کے بعد مرے۔

مسئلہ ۵۸۸ : اگرچہ ایک ایسی عورت کے لیئے جس کا شوہر مر گیا ہو اور ابھی اس کی عدت باقی ہو خوشبو لگانا حرام ہے لیکن اگر وہ عورت مرجائے تو اسے حنوط کرنا واجب ہے۔

مسئلہ ۵۸۹ : احتیاط واجب یہ ہے کہ میت کو مشک، عنبر، عود اور دوسری خوشبوئیں نہ لگائی جائیں اور انہیں کافور کے ساتھ بھی نہ ملایا جائے۔

مسئلہ ۵۹۰ : مستحب ہے کہ خاک شفا کی کچھ مقدار کافور میں ملا لی جائے لیکن اس کافور کو ایسے مقامات پر نہیں لگانا چاہئے جہاں لگانے سے بے احترامی ہو اور یہ بھی لازم ہے کہ خاک شفا اتنی زیادہ نہ ہو کہ جب وہ کافور کے ساتھ مل جائے تو اسے کافور نہ کہا جا سکے۔

مسئلہ ۵۹۱ : اگر کافور نہ مل سکے یا فقط غسل کے لیئے کافی ہو تو حنوط کرنا ضروری نہیں اور اگر غسل کی ضرورت سے زیادہ ہو لیکن اتنا نہ ہو کہ سات اعضا کے لیئے کافی ہو تو احتیاط کی بنا پر چاہئے کہ پہلے پیشانی پر اور اس کے بعد اگر بچ جائے تو دوسرے مقامات پر ملا جائے۔

مسئلہ ۵۹۲ : مستحب ہے کہ دو تر و تازہ لکڑیاں میت کے ساتھ قبر میں رکھی جائیں۔

نماز میت کے احکام

مسئلہ ۵۹۳ : ہر مسلمان کی میت پر اور ایسے بچے کی میت پر جو اسلام کے احکام کے تحت ہو اور پورے چھ سال کا ہو چکا ہو نماز پڑھنا واجب ہے۔

مسئلہ ۵۹۴ : ایک ایسے بچے کی میت پر جو چھ سال کا نہ ہوا ہو رجاء کی نیت سے نماز پڑھنے میں کوئی ممانعت نہیں ہے لیکن ایسے بچے کی میت پر نماز پڑھنا جو مردہ پیدا ہوا ہو مستحب نہیں۔

مسئلہ ۵۹۵ : میت کی نماز اسے غسل دینے' حنوط کرنے اور کفن پہنانے کے بعد پڑھنی چاہئے اور اگر ان امور سے پہلے یا ان کے دوران میں پڑھی جائے تو ایسا کرنا خواہ بھول چوک یا مسئلے سے لا علمی کی بنا پر ہی کیوں نہ ہو کافی نہیں ہے۔

مسئلہ ۵۹۶ : جو شخص میت کی نماز پڑھنا چاہئے اس کے لیئے ضروری نہیں کہ اس نے وضو' غسل یا تیمم کر رکھا ہو اور اس کا بدن اور لباس پاک ہو اور اگر اس کا لباس غصب کردہ بھی ہو تو کوئی حرج نہیں۔ اگرچہ بہتر یہ ہے کہ ان تمام چیزوں کا لحاظ رکھے جو دوسری نمازوں میں لازمی ہے۔

مسئلہ ۵۹۷ : جو شخص نماز میت پڑھ رہا ہو اسے چاہئے کہ رو بقبلہ ہو اور یہ بھی واجب ہے کہ میت کو نماز پڑھنے والے کے سامنے پشت کے بل یوں لٹایا جائے کہ میت کا سر نماز پڑھنے والے کے

دائیں طرف ہو اور پاؤں بائیں طرف ہوں۔

مسئلہ ۵۹۸ : احتیاط کی بنا پر چاہئے کہ جس جگہ ایک شخص میت کی نماز پڑھے وہ غصبی نہ ہو اور یہ بھی ضروری ہے کہ نماز پڑھنے کی جگہ میت کے مقام سے نیچی یا اونچی نہ ہو لیکن معمولی پستی یا بلندی میں کوئی حرج نہیں۔

مسئلہ ۵۹۹ : نماز پڑھنے والے کو چاہئے کہ میت سے دور نہ ہو لیکن جو شخص نماز میت باجماعت پڑھ رہا ہو اگر وہ میت سے دور ہو جب کہ صفیں باہم متصل ہوں تو کوئی حرج نہیں۔

مسئلہ ۶۰۰ : نماز پڑھنے والے کو چاہئے کہ میت کے سامنے کھڑا ہو لیکن اگر نماز باجماعت پڑھی جائے اور جماعت کی صف میت کے دونوں طرف سے گزر جائے تو ان لوگوں کی نماز میں جو میت کے سامنے نہ ہوں کوئی اشکال نہیں ہے۔

مسئلہ ۶۰۱ : بنابر احتیاط میت اور نماز پڑھنے والے کے درمیان پردہ یا دیوار یا کوئی اور ایسی چیز نہیں ہونی چاہئے لیکن اگر میت تابوت میں یا ایسی ہی کسی اور چیز میں رکھی ہو تو کوئی حرج نہیں۔

مسئلہ ۶۰۲ : نماز پڑھتے وقت میت کی شرم گاہ ڈھکی ہوئی ہونی چاہئے اور اگر اسے کفن پہنانا ممکن نہ ہو تو ضروری ہے کہ اس کی شرم گاہ کو خواہ لکڑی یا اینٹ یا ایسی ہی کسی اور چیز سے کیوں نہ ہو ڈھانپ دیں۔

مسئلہ ۶۰۳ : نماز میت کھڑے ہو کر اور قربت کی نیت سے پڑھنی چاہئے اور نیت کرتے وقت میت کو معین کر لینا چاہئے کہ مثلاً نیت کرنی چاہئے کہ میں اس میت پر قربتہ الی اللہ نماز پڑھ رہا ہوں۔

مسئلہ ۶۰۴ : اگر کوئی شخص کھڑے ہو کر نماز میت نہ پڑھ سکتا ہو تو بیٹھ کر پڑھ لے۔

مسئلہ ۶۰۵ : اگر مرنے والے نے وصیت کی ہو کہ کوئی مخصوص شخص اس کی نماز پڑھائے تو احتیاط مستحب یہ ہے کہ وہ شخص میت کے ولی سے اجازت حاصل کرے۔

مسئلہ ۶۰۶ : میت پر کئی دفعہ نماز پڑھنا مکروہ ہے ہاں اگر میت کسی صاحب علم و تقویٰ کی ہو تو مکروہ نہیں ہے۔

مسئلہ ۶۰۷ : اگر میت کو جان بوجھ کر یا بھول چوک کی وجہ سے یا کسی عذر کی بنا پر بغیر نماز پڑھے دفن کر دیا جائے یا دفن کر دینے کے بعد پتہ چلے کہ جو نماز اس پر پڑھی جا چکی ہے وہ باطل ہے تو جب تک اس کا بدن پاش پاش نہ ہو جائے واجب ہے کہ جن شرائط کا نماز میت کے سلسلے میں ذکر آچکا ہے ان کے ساتھ اس کی قبر پر نماز پڑھی جائے۔

نماز میت کا طریقہ

مسئلہ ۶۰۸ : میت کی نماز میں پانچ تکبیریں ہیں اگر نماز پڑھنے والا شخص مندرجہ ذیل ترتیب کے ساتھ پانچ تکبیریں کہے تو کافی ہے۔

○ ... نیت کرنے اور پہلی تکبیر پڑھنے کے بعد کہ **اشهد ان لااله الاالله واشهد ان محمداً رسول الله**

○ ... دوسری تکبیر کے بعد کہے **اللهم صلی علی محمد وآل محمد**

○ ... تیسری تکبیر کے بعد کہے **اللهم اغفر للمومنین والمومنات**

○ ... چوتھی تکبیر کے بعد اگر میت مرد ہو تو کہے **اللهم اغفر لهذا المیت**

○ ... اور اگر میت عورت ہو تو کہے **اللهم اغفر لهذه المیت**

○ ... اس کے بعد پانچویں تکبیر پڑھے اور بہتر یہ ہے کہ پہلی تکبیر کے بعد کہے **اشهد ان لااله الاالله وحده لاشریک له واشهد ان محمدا عبده و رسوله ارسله بالحق بشیراً و نذیراً بین یدی الساعة**

○ ... اور دوسری تکبیر کے بعد کہے **اللهم صلی علی محمد وآل محمد وبارک علی محمد وآل محمد وارحم محمدا وال محمد کا فضل ما صلیت و بارکت و ترحمت علی ابراهیم وآل ابراهیم انک حمید مجید وصلی علی جمیع الانبیاء والمرسلین والشهداء والصدیقین وجمیع عباد الله الصالحین۔**

○ ... اور تیسری تکبیر کے بعد کہے **اللهم اغفر للمؤمنین والمؤمنات والمسلمین**

والمسلمات الاحیاء منهم والاموات تابع اللهم بیننا و بینهم بالخیرات انک مجیب الدعوات انک علی کل شئی قدیر۔

○ ... اور اگر میت مرد ہو تو چوتھی تکبیر کے بعد کہے اللهم ان هذا عبدک وابن عبدک وابن امتک نزل بک وانت خیر منزول به اللهم انا لا نعلم منه الا خیراً وانت اعلم به منا اللهم ان کان محسنا فزدفی احسانه وان کان مسیئا فتجاوز عنه واغفرله اللهم اجعله عندک فی اعلی علیین واخلف علی اهله فی الغابرین وارحمه برحمتک یا ارحم الراحمین۔

○ ... اور اس کے بعد پانچویں تکبیر پڑھے۔ لیکن اگر میت عورت ہو تو چوتھی تکبیر کے بعد کہے اللهم ان هذه امتک وابنة عبدک وابنة امتک نزلت بک وانت خیر منزول به اللهم انا لا نعلم منها الا خیرا وانت اعلم بها منا اللهم ان کانت محسنة فزدفی احسانها وان کانت مسیة فتجاوز عنها واغفر لها اللهم اجعلها عندک فی أعلی علیین واخلف علی اهلها فی الغابرین وارحمها برحمتک یا ارحم الراحمین اور اس کے بعد پانچویں تکبیر پڑھے۔

مسئلہ ۶۰۹ : تکبیریں اور دعائیں یکے بعد دیگرے اس طرح پڑھنی چاہئیں کہ نماز کی اپنی شکل نہ کھو بیٹھے۔

مسئلہ ۶۱۰ : جو شخص میت کی نماز باجماعت پڑھ رہا ہو خواہ وہ مقتدی ہی ہو اسے چاہئے کہ اس کی تکبیریں اور دعائیں بھی پڑھے۔

نماز میت کے مستحبات

مسئلہ ۶۱۱ : چند چیزیں نماز میت میں مستحب ہیں۔

۱ ... جو شخص نماز میت پڑھے اس نے وضو یا غسل یا تیمم کر لیا ہو اور احتیاط اس میں ہے کہ تیمم اس صورت میں کرے جب وضو اور غسل کرنا ممکن نہ ہو یا اسے ڈر ہو کہ اگر وضو یا غسل کرے گا تو نماز میت میں شریک نہ ہو سکے گا۔

۲ ... اگر میت مرد کی ہو تو امام یا جو شخص اکیلا میت پر نماز پڑھ رہا ہو میت کے جسم کے درمیانی حصے کے سامنے کھڑا ہو اور اگر میت عورت ہو تو پھر اس کے سینے کے سامنے کھڑا ہو۔

۳ ... نماز ننگے پاؤں پڑھی جائے۔

۴ ... ہر تکبیر میں ہاتھوں کو بلند کیا جائے۔

۵ ... نماز پڑھنے والے اور میت کے درمیان اتنا کم فاصلہ ہو کہ اگر ہوا نماز پڑھنے والے کے لباس کو حرکت دے تو وہ جنازہ کو جا چھوئے۔

۶ ... نماز میت جماعت کے ساتھ پڑھی جائے۔

۷ ... امام تکبیریں اور دعائیں بلند آواز سے پڑھے اور جو لوگ اس کے ساتھ نماز پڑھ رہے ہوں وہ آہستہ پڑھیں۔

۸ ... نماز جماعت میں ماموم خواہ ایک شخص ہی کیوں نہ ہو امام کے پیچھے کھڑا ہو۔

۹ ... نماز پڑھنے والا میت اور مومنین کے لیئے زیادہ دعا کرے۔

۱۰ ... باجماعت نماز سے پہلے تین مرتبہ الصلوۃ کہے۔

۱۱ ... نماز ایسی جگہ پڑھی جائے جہاں نماز میت کے لیئے لوگ زیادہ تر جاتے ہوں۔

۱۲ ... اگر حیض والی عورت نماز میت جماعت کے ساتھ پڑھے تو اکیلی کھڑی ہو اور نماز پڑھنے والوں کی صف میں نہ کھڑی ہو۔

مسئلہ ۶۱۲ : نماز میت مسجدوں میں پڑھنا مکروہ ہے لیکن مسجد الحرام میں پڑھنا مکروہ نہیں ہے۔

دفن کے احکام

مسئلہ ۶۱۳ : میت کو اس طرح زمین میں دفن کرنا واجب ہے کہ اس کی بو باہر نہ آئے اور درندے بھی اس کا بدن باہر نہ نکال سکیں۔ اور اگر اس بات کا خوف ہو کہ جانور اس کا بدن باہر نکال لیں گے تو قبر کو اینٹوں وغیرہ سے پختہ کر دینا چاہئے۔

مسئلہ ۶۱۴ : اگر میت کو زمین میں دفن کرنا ممکن نہ ہو تو دفن کرنے کی بجائے اسے کمرے یا

تابوت میں رکھا جا سکتا ہے۔

مسئلہ ۶۱۵ : میت کو قبر میں دائیں پہلو پر اس طرح لٹانا چاہئے کہ اس کے بدن کا سامنے کا حصہ روبقبلہ ہو۔

مسئلہ ۶۱۶ : اگر کوئی شخص کشتی میں مرجائے اور اس کی میت کے خراب ہونے کا امکان نہ ہو اور اسے کشتی میں رکھنے میں بھی کوئی امر مانع نہ ہو تو لوگوں کو چاہئے کہ انتظار کریں تاکہ خشکی تک پہنچ جائیں اور اسے زمین میں دفن کر دیں ورنہ چاہئے کہ اسے کشتی میں ہی غسل دیں۔ حنوط کریں اور کفن پہنائیں اور نماز میت پڑھنے کے بعد بنابر احتیاط اگر ممکن ہو تو اسے چٹائی میں رکھیں اور اس کا منہ بند کر دیں اور سمندر میں ڈال دیں ورنہ کوئی بھاری چیز اس کے پاؤں میں باندھیں اور سمندر میں ڈال دیں اور جہاں تک ممکن ہو اسے ایسی جگہ نہیں گرانا چاہئے جہاں جانور اسے فوراً اپنا لقمہ بنالیں۔

مسئلہ ۶۱۷ : اگر اس بات کا خوف ہو کہ دشمن قبر کو کھود کر میت کا جسم باہر نکال لے گا اور اس کے کان یا ناک یا دوسرے اعضا کاٹ لے گا تو چاہئے کہ اگر ممکن ہو تو جیسا کہ سابقہ مسئلے میں بیان کیا گیا ہے اسے سمندر میں ڈال دیں۔

مسئلہ ۶۱۸ : اگر میت کو سمندر میں ڈالنا یا اس کی قبر پختہ کرنا ضروری ہو تو اس کے اخراجات میت کے اصل مال میں سے لینے چاہئیں۔

مسئلہ ۶۱۹ : اگر کوئی کافر عورت مرجائے اور اس کے پیٹ میں مرا ہوا بچہ ہو یا بچے کے بدن میں ابھی جان نہ پڑی ہو اور اس بچے کا باپ مسلمان ہو تو اس عورت کو قبر میں بائیں پہلو قبلے کی طرف پیٹھ کر کے لٹانا چاہئے تاکہ بچے کا منہ قبلہ کی طرف ہو۔

مسئلہ ۶۲۰ : مسلمان کو کافروں کے قبرستان میں دفن کرنا اور کافر کو مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کرنا جائز نہیں ہے۔

مسئلہ ۶۲۱ : مسلمان کو ایسی جگہ دفن کرنا جہاں اس کی بے حرمتی ہوتی ہو جائز نہیں مثلاً جہاں کوڑا کرکٹ اور گندگی پھینکی جاتی ہو۔

مسئلہ ۶۲۲ : میت کو غصبی جگہ میں یا ایسی زمین میں جو دفن کرنے کے علاوہ کسی مقصد کے

لیئے وقف ہو (مثلاً مسجد میں) دفن کرنا جائز نہیں ہے۔

مسئلہ ۶۲۳ : میت کو کسی دوسرے مردے کی قبر میں دفن کرنا جائز نہیں ہے ماسوا اس کے کہ قبر پرانی ہو گئی ہو اور پہلی میت کا نشان باقی نہ رہا ہو۔

مسئلہ ۶۲۴ : جو چیز میت سے جدا ہو جائے خواہ وہ اس کے بال' ناخن اور دانت ہی ہوں۔ اسے بنا بر احتیاط اس کی ساتھ ہی دفن کر دینا چاہئے اور جو ناخن اور دانت انسان کی زندگی میں ہی اس سے جدا ہو جائیں انہیں دفن کرنا مستحب ہے۔

مسئلہ ۶۲۵ : اگر کوئی شخص کنویں میں مرجائے اور اسے باہر نکالنا ممکن نہ ہو تو چاہئے کہ کنویں کا منہ بند کردیں اور اس کنویں کو ہی اس کی قبر قرار دیں۔

مسئلہ ۶۲۶ : اگر کوئی بچہ ماں کے پیٹ میں مرجائے اور اس کا رحم میں رہنا ماں کے لیئے خطرے کا موجب ہو تو چاہئے کہ اسے آسان ترین طریقے سے باہر نکالیں چنانچہ اگر اسے ٹکڑے ٹکڑے کرنے پر مجبور ہوں تو ایسا کرنے میں کوئی حرج نہیں لیکن چاہئے کہ اگر اس عورت کا شوہر اہل فن ہو تو بچے کو اس کے زریعے سے یا پھر کسی اہل فن عورت کے زریعے سے نکالیں اور اگر یہ ممکن نہ ہو تو ایسے محرم مرد کے زریعے نکالیں جو اہل فن ہو اور اگر یہ بھی ممکن نہ ہو تو نامحرم مرد جو اہل فن ہو بچے کو باہر نکالے اور اگر کوئی ایسا شخص بھی موجود نہ ہو تو پھر جو شخص اہل فن نہ ہو وہ بچے کو باہر نکال سکتا ہے۔

مسئلہ ۶۲۷ : اگر ماں مرجائے اور بچہ اس کے پیٹ میں زندہ ہو تو متعلقہ اشخاص کو چاہئے کہ خواہ وہ اس بچے کے زندہ رہنے کی امید نہ بھی رکھتے ہوں تب بھی ان اشخاص کے زریعے جن کا ذکر سابقہ مسئلے میں ہو چکا ہے میت کا بایاں پہلو چاک کر کے بچے کو باہر نکالیں اور پھر وہ پہلو دوبارہ سی دیں۔

دفن کے مستحبات

مسئلہ ۶۲۸ : مستحب ہے کہ متعلقہ اشخاص قبر کو ایک متوسط انسان کے قد کے لگ بھگ کھودیں اور میت کو نزدیک ترین قبرستان میں دفن کریں ماسوا اس کے کہ جو قبرستان دور ہو وہ کسی وجہ سے بہتر

ہو مثلاً وہاں نیک لوگ دفن کیئے گئے ہوں یا زیادہ لوگ وہاں قبروں پر فاتحہ پڑھنے جاتے ہوں۔ یہ بھی مستحب ہے کہ جنازہ قبر سے چند گز دور زمین پر رکھ دیں اور تین دفعہ کر کے تھوڑا تھوڑا قبر کے نزدیک لے جائیں اور ہر دفعہ زمین پر رکھیں اور پھر اٹھائیں چوتھی دفعہ قبر میں اتار دیں اور اگر میت مرد کی ہو تو تیسری دفعہ زمین پر اس طرح رکھیں کہ اس کا سر قبر کی نچلی طرف ہو اور چوتھی دفعہ سر کی طرف سے قبر میں داخل کریں اور اگر میت عورت کی ہو تو تیسری دفعہ اسے قبر کے قبلہ کی طرف رکھیں اور پہلو کی طرف سے قبر میں اتار دیں اور قبر میں اتارتے وقت ایک کپڑا قبر کے اوپر تان لیں۔ یہ بھی مستحب ہے کہ جنازہ بڑے آرام کے ساتھ تابوت سے نکالیں اور قبر میں داخل کریں اور وہ دعائیں جنہیں پڑھنے کے لیئے کہا گیا ہے دفن کرنے سے پہلے اور دفن کرنے کے وقت پڑھیں اور میت کو لحد میں رکھ چکنے کے بعد اس کے کفن کی گرہیں کھول دیں اور اس کا رخسار زمین پر رکھ دیں اور اس کے سر کے نیچے مٹی کا تکیہ بنا دیں اور اس کی پیٹھ کے پیچھے کچی اینٹیں یا ڈھیلے رکھ دیں تاکہ میت چت نہ ہو جائے اور اس سے پیشتر کہ لحد کو بند کریں دایاں ہاتھ میت کے دائیں کندھے پر رکھیں اور بایاں ہاتھ میت کے بائیں کندھے پر رکھیں اور منہ اس کے کان کے قریب لے جائیں اور اسے زور سے حرکت دیں اور تین دفعہ کہیں **اسمع افهم یا فلان ابن فلان** اور فلاں ابن فلاں کی جگہ میت کا اور اس کے باپ کا نام لیں۔ مثلاً اگر اس کا اپنا نام موسیٰ اور اس کے باپ کا نام عمران ہو تو تین دفعہ کہیں **اسمع افهم یا موسیٰ بن عمران**

اس کے بعد کہیں **هل انت علی العهد الذی فارقتنا علیه من شهادة ان لا اله الا الله وحده لا شریک له وان محمداً صلی الله علیه وآله عبده و رسوله وسید النبیین و خاتم المرسلین وان علیا امیرالمومنین وسید الوصیین وامام افترض الله طاعته علی العالمین وان الحسن والحسین و علی بن الحسین و محمد بن علی و جعفر بن محمد و موسیٰ بن جعفر و علی بن موسیٰ و محمد بن علی و علی بن محمد والحسن بن علی والقائم الحجة المهدی صلوات الله علیهم ائمة المومنین وحجج الله علی الخلق اجمعین وانمتک ائمة هدی ابرار یا فلان ابن فلان** اور فلان ابن فلان کی بجائے میت کا اور اس کے باپ کا نام لے۔

اور پھر کہے **اذا اتاک الملکان المقربان رسولین من عند الله تبارک وتعالیٰ**

وسئلاک عن ربک وعن نبیک وعن دینک وعن کتابک وعن قبلتک وعن ائمتک فلا تخف ولا تحزن وقل فی جوابھما اللہ ربی و محمد صلی اللہ علیہ وآلہ نبی والاسلام دینی والقران کتابی والکعبۃ قبلتی وامیر المومنین علی بن ابی طالب امامی والحسن بن علی المجتبیٰ امامی والحسین ابن علی الشھید بکربلا امامی وعلی زین العابدین امامی و محمد الباقرا مامی و جعفر الصادق امامی و موسیٰ الکاظم امامی و علی الرضا امامی و محمد الجواد امامی وعلی الھادی امامی والحسن العسکری امامی والحجۃ المنتظر امامی ھؤلاء صلوات اللہ علیھم اجمعین ائمتی و سادتی و قادتی و شفعائی بھم اتولی ومن اعدائھم اتبرا فی الدنیا والاخرۃ ثم اعلم یا فلان ابن فلان

اور فلاں ابن فلاں کی بجائے میت کا اور اس کے باپ کا نام لے کر پھر کہیں ان اللہ تبارک وتعالیٰ نعم الرب وان محمداً صلی اللہ علیہ وآلہ نعم الرسول وان علی بن ابی طالب و اولادہ معصومین الائمۃ الاثنی عشر نعم الائمۃ وان ماجاء بہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ حق وان الموت حق و سؤال منکر و نکیر فی القبر حق والبعث حق والنشور حق والصراط حق والمیزان حق و تطائر الکتب حق والجنۃ حق والنار حق وان الساعۃ اٰتیۃ لاریب فیھا وان اللہ یبعث من فی القبور

پھر کہے افھمت یا فلان اور فلاں کے بجائے میت کا نام لے اور اس کے بعد کہے ثبتک اللہ بالقول الثابت وھداک اللہ الی صراط مستقیم عرف اللہ بینک و بین اولیآئک فی مستقر من رحمتہ اس کے بعد کہے اللھم جاف الارض عن جنبیہ واصعد بروحہ الیک ولقہ منک برھانا اللھم عفوک عفوک

مسئلہ ۶۲۹ : مستحب ہے کہ جو شخص میت کو قبر میں اتارے وہ باطہارت برہنہ سر اور برہنہ پا ہو اور میت کی پائنتی کی طرف سے قبر سے باہر نکلے اور میت کے قرابت داروں کے علاوہ جو لوگ موجود ہوں وہ ہاتھ کی پشت سے قبر پر مٹی ڈالیں اور انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھیں۔ اگر میت عورت ہو تو اس کا محرم اسے قبر میں اتارے اور اگر محرم نہ ہو تو اس کے قرابت دار اسے قبر میں اتاریں۔

مسئلہ ۶۳۰ : مستحب ہے کہ قبر مربع یا مستطیل شکل کی بنائی جائے اور زمین سے تقریباً چار انگل

بلند ہو اور اس پر کوئی نشانی لگا دی جائے۔ تاکہ پہچاننے میں غلطی نہ ہو اور قبر پر پانی چھڑکا جائے اور پانی چھڑکنے کے بعد جو لوگ موجود ہوں وہ اپنے ہاتھ قبر پر رکھیں اور انگلیاں کھول کر انہیں مٹی میں داخل کریں اور سات مرتبہ سورۂ مبارکہ اناانزلناہ پڑھیں اور میت کے لیئے مغفرت طلب کریں اور یہ دعا پڑھیں :

اللهم جاف الارض عن جنبيه واصعد اليك روحه ولقه منك رضوانا واسكن قبره من رحمتك ماتغنيه به عن رحمة من سواك

مسئلہ ۶۳۱ : مستحب ہے کہ جو لوگ تشییع جنازہ کے لیئے آئے ہوں ان کے چلے جانے کے بعد میت کا ولی یا وہ شخص جسے ولی اجازت دے میت کو ان دعاؤں کی تلقین کرے جو بتائی گئی ہیں۔

مسئلہ ۶۳۲ : مستحب ہے کہ سوگواروں کو پرسا دیا جائے لیکن اگر اتنی مدت گزر چکی ہو کہ پرسا دینے سے ان کا دکھ تازہ ہو جائے تو پرسا نہ دینا بہتر ہے یہ بھی مستحب ہے کہ میت کے اہل خانہ کے لیئے تین دن تک کھانا بھیجا جائے اور ان کے پاس بیٹھ کر اور ان کے گھر میں کھانا کھانا مکروہ ہے۔

مسئلہ ۶۳۳ : مستحب ہے کہ انسان قرابت داروں کی موت پر اور خصوصاً بیٹے کی موت پر صبر کرے اور جب بھی میت کی یاد آئے **انا للله وانا اليه راجعون** پڑھے اور میت کے لیئے قرآن مجید پڑھے اور ماں باپ کی قبروں پر جا کر اللہ تعالیٰ سے اپنی حاجتیں طلب کرے اور قبر کو پختہ کر دے تاکہ جلدی ٹوٹ پھوٹ نہ جائے۔

مسئلہ ۶۳۴ : کسی کی موت پر بھی انسان کے لیئے جائز نہیں کہ اپنا چہرہ اور بدن نوچے اور اپنے آپ کو طمانچے مارے اور اذیت پہنچائے۔

مسئلہ ۶۳۵ : باپ اور بھائی کے علاوہ کسی کی موت پر گریبان چاک کرنا جائز نہیں اور احتیاط واجب یہ ہے کہ ان کی موت پر بھی گریبان چاک نہ کیا جائے۔

مسئلہ ۶۳۶ : اگر عورت میت کے سوگ میں اپنا چہرہ نوچے اور خون آلود کر لے یا بال اکھیڑے تو بنا بر احتیاط وہ ایک غلام کو آزاد کرے یا دس فقیروں کو کھانا کھلائے یا انہیں کپڑے پہنائے اور اگر مرد اپنی بیوی یا فرزند کی موت پر اپنا گریبان یا لباس پھاڑے تو اس کے لیئے بھی یہی حکم ہے۔

مسئلہ ۶۳۷ : احتیاط واجب یہ ہے کہ میت پر روتے وقت آواز بہت بلند نہ کی جائے۔

نماز وحشت

مسئلہ ۶۳۸ : مناسب ہے کہ میت کے دفن کے بعد پہلی رات کو اس کے لیئے دو رکعت نماز وحشت پڑھی جائے اور طریقہ اس کے پڑھنے کا یہ ہے کہ پہلی رکعت میں سورۂ حمد کے بعد ایک دفعہ آیت الکرسی اور دوسری رکعت میں سورۂ حمد کے بعد دس دفعہ انا انزلناہ پڑھی جائے اور سلام نماز کے بعد کہا جائے **اللھم صلی علی محمد وال محمد وابعث ثوابھا الی قبر فلان** اور لفظ فلان کی بجائے میت کا نام لیا جائے۔

مسئلہ ۶۳۹ : نماز وحشت میت کے دفن کے بعد پہلی رات کو کسی وقت بھی پڑھی جا سکتی ہے لیکن بہتر یہ ہے کہ اول شب میں نماز عشاء کے بعد پڑھی جائے۔

مسئلہ ۶۴۰ : اگر میت کو کسی دور کے شہر میں لے جانا مقصود ہو یا کسی اور وجہ سے اس کے دفن میں تاخیر ہو جائے تو نماز وحشت کو اس کے دفن کی پہلی رات تک ملتوی کر دینا چاہیئے۔

نبش قبر

مسئلہ ۶۴۱ : کسی مسلمان کا نبش قبر یعنی اس کی قبر کا کھولنا خواہ وہ بچہ یا دیوانہ ہی کیوں نہ ہو حرام ہے ہاں اگر اس کا بدن مٹی کے ساتھ مل کر مٹی ہو چکا ہو تو پھر کوئی حرج نہیں۔

مسئلہ ۶۴۲ : امام زادوں' شہیدوں' عالموں اور صالح لوگوں کی قبروں کا کھولنا خواہ انہیں فوت ہوئے سالہا سال گزر چکے ہوں حرام ہے۔

مسئلہ ۶۴۳ : چند صورتیں ایسی ہیں جن میں قبر کا کھولنا حرام نہیں ہے۔

۱ ... جب میت کو غصبی زمین میں دفن کیا گیا ہو اور زمین کا مالک اس کے وہاں رہنے پر راضی نہ ہو۔

۲ ... جب کفن یا کوئی چیز جو میت کے ساتھ دفن کی گئی ہو غصبی ہو اور اس کا مالک اس بات پر رضامند نہ ہو کہ وہ قبر میں رہے اور اگر خود میت کے مال میں سے کوئی چیز جو اس کے وارثوں کو ملی ہو اس کے ساتھ دفن ہو گئی ہو اور اس کے وارث اس بات پر راضی نہ ہوں کہ وہ چیز قبر میں رہے تو اس کی بھی یہی صورت ہے۔ البتہ اگر مرنے والے نے وصیت کی ہو کہ دعا یا قرآن مجید یا انگوٹھی اس کے ساتھ دفن کی جائے تو ان چیزوں کو نکالنے کے لیئے قبر کو نہیں کھولا جا سکتا۔

۳ ... جب قبر کا کھولنا میت کی ہتک کا موجب نہ ہو اور میت کو بغیر غسل دیئے یا بغیر کفن پہنائے دفن کیا گیا ہو یا پتہ چلے کہ میت کا غسل باطل تھا یا اسے شرعی احکام کے مطابق کفن نہیں دیا گیا تھا یا قبر میں روبقبلہ نہیں لٹایا گیا تھا۔

۴ ... جب کوئی حق ثابت کرنے کے لیئے میت کا بدن دیکھنا ضروری ہو۔

۵ ... جب میت کو ایسی جگہ دفن کیا گیا ہو جہاں اس کی بے حرمتی ہوتی ہو مثلاً اسے کافروں کے قبرستان میں یا اس جگہ دفن کیا گیا ہو جہاں گندگی اور کوڑا کرکٹ پھینکا جاتا ہو۔

۶ ... جب کسی ایسے شرعی مقصد کے لیئے قبر کھولی جائے جس کی اہمیت قبر کھولنے سے زیادہ ہو مثلاً کسی زندہ بچے کو ایسی حاملہ عورت کے پیٹ سے نکالنا مطلوب ہو جسے دفن کر دیا گیا ہو۔

۷ ... جب یہ خوف ہو کہ درندہ میت کا بدن چیر پھاڑ ڈالے گا یا سیلاب اسے بہا لے جائے گا یا دشمن اسے نکال لے گا۔

۸ ... جب میت کے بدن کا کوئی ایسا حصہ دفن کرنا مقصود ہو جو اس کے ساتھ دفن نہ ہوا ہو لیکن احتیاط واجب یہ ہے کہ بدن کے اس حصے کو اس طرح قبر میں رکھیں کہ میت کا بدن نظر نہ آئے۔

۹ ... جب میت کو مشاہد مشرفہ (یعنی مقدس مقامات مثلاً نجف اشرف۔ کربلا معلی یا مشہد مقدس) میں منتقل کرنا مقصود ہو اور بالخصوص اگر اس نے اس بارے میں وصیت کی ہو۔

مستحب غسل

مسئلہ ۶۴۴ : اسلام کی مقدس شریعت میں بہت سے مستحب غسل ہیں جن میں سے کچھ یہ ہیں۔

۱ ... غسل جمعہ اس کا وقت صبح کی اذان کے بعد سے ہے اور بہتر یہ ہے کہ ظہر کے قریب بجا لایا جائے اور اگر کوئی شخص اسے ظہر تک انجام نہ دے تو بہتر ہے کہ ادا اور قضا کی نیت کیئے بغیر غروب آفتاب تک بجا لائے اور اگر جمعہ کے دن غسل نہ کرے، تو مستحب ہے کہ ہفتہ کے دن صبح سے غروب آفتاب تک اس کی قضا بجا لائے۔ اور جو شخص جانتا ہو کہ اسے جمعہ کے دن پانی میسر نہ ہو گا وہ رجاء جمعرات کے دن غسل انجام دے سکتا ہے اور مستحب ہے کہ انسان غسل جمعہ کرتے وقت یہ دعا پڑھے۔

اشهد ان لاالہ الااللہ وحدہ لاشریک لہ وان محمداً عبدہ و رسولہ اللھم صلی علی محمد وآل محمد واجعلنی من التوابین واجعلنی من المتطھرین۔

۲ ... ماہ رمضان کی پہلی اور سترھویں رات اور انیسویں، اکیسویں اور تیسویں راتوں کے پہلے حصے کا غسل اور چوبیسویں رات کا غسل

۳ ... عیدالفطر اور عید قربان کے دن کا غسل۔ اس کا وقت صبح کی اذان سے ظہر تک ہے اور ظہر کے بعد غروب آفتاب تک رجاء کی نیت سے کیا جا سکتا ہے اور بہتر یہ ہے کہ عید کی نماز سے پہلے کر لیا جائے۔

۴ ... عید فطر کی رات کا غسل اس کا وقت مغرب کے اول وقت سے لے کر صبح کی اذان تک ہے اور بہتر یہ ہے کہ رات کے پہلے حصے میں کر لیا جائے۔

۵ ... ماہ ذی الحجہ کے آٹھویں اور نویں دن کا غسل اور نویں دن بہتر ہے کہ ظہر کے نزدیک کیا جائے۔

۶ ... اس شخص کا غسل جس نے سورج گرہن اور چاند گرہن کے وقت جان بوجھ کر نماز آیات نہ پڑھی ہو جب کہ پورے چاند اور سورج کو گرہن لگا ہو۔

۷ ... اس شخص کا غسل جس نے اپنے بدن کا کوئی حصہ ایسی میت کے بدن سے مس کیا ہو جسے غسل نہ دیا جا چکا ہو۔

۸ ... احرام کا غسل

۹ ... حرم میں داخل ہونے کا غسل

۱۰ ... مکہ مکرمہ میں داخل ہونے کا غسل

۱۱ ... خانہ کعبہ کی زیارت کا غسل

۱۲ ... کعبہ میں داخل ہونے کا غسل

۱۳ ... نحر اور ذبح اور حلق (بال مونڈنے) کے لیئے غسل

۱۴ ... مدینہ منور میں داخل ہونے کا غسل

۱۵ ... نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ کے حرم میں داخل ہونے کا غسل

۱۶ ... نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ کی قبر مطہر سے وداع ہونے کا غسل

۱۷ ... دشمن کے ساتھ مباہلہ کرنے کا غسل

۱۸ ... نوزائیدہ بچے کو غسل دینا

۱۹ ... استخارہ کرنے کے لیئے غسل

۲۰ ... دعائے باراں کے لیئے غسل

۲۱ ... پورے سورج گرہن کے وقت کا غسل (جب سورج مکمل طور پر سیاہ ہو جائے۔)

۲۲ ... غسل زیارت حضرت سید الشہداء علیہ السلام۔ اگرچہ زیارت دور سے کی جائے۔

مسئلہ ۶۴۵ : فقہا نے مستحب غسلوں کے بیان میں بہت سے غسلوں کا ذکر فرمایا ہے جن میں سے چند یہ ہیں۔

۱ ... ماہ رمضان المبارک کی تمام طاق راتوں کا غسل اور اس کی آخری دہائی کی تمام راتوں کا غسل اور اس کی تیسویں رات کے آخری حصے میں دوسرا غسل۔

۲ ... ماہ ذی الحجہ کے چوبیسویں دن کا غسل ۔

۳ ... عید نو روز کے دن اور پندرھویں شعبان اور نویں اور سترھویں ربیع الاول اور ذی القعدہ کے پچیسویں دن کا غسل ۔

۴ ... اس عورت کا غسل جس نے اپنے شوہر کے علاوہ کسی اور کے لیئے خوشبو استعمال کی ہو۔

۵ ... اس شخص کا غسل جو مستی کی حالت میں سو گیا ہو۔

۶ ... اس شخص کا غسل جو کسی سولی چڑھتے ہوئے انسان کو دیکھنے گیا ہو اور اسے دیکھا بھی ہو لیکن اگر اتفاقاً یا مجبوری کی حالت میں نظر پڑ گئی ہو یا مثال کے طور پر اگر شہادت دینے گیا ہو تو غسل مستحب نہیں ہے۔

۷ ... مسجد نبویؐ میں داخل ہونے کا غسل

۸ ... دور یا نزدیک سے معصومینؑ کی زیارت کے لیئے غسل لیکن احوط یہ ہے کہ یہ تمام غسل رجاء کی نیت سے بجالائے جائیں۔

مسئلہ ۶۴۶ : اگر کئی مستحب غسل کسی شخص کے ذمے ہوں اور وہ سب کی نیت کر کے ایک غسل بجالائے تو کافی ہے۔

تیمم

تیمم کی پہلی صورت

سات صورتوں میں وضو اور غسل کی بجائے تیمم کرنا چاہیئے۔ اول یہ کہ وضو یا غسل کے اندازے کے مطابق پانی مہیا کرنا ممکن نہ ہو۔

مسئلہ ۶۴۷ : اگر انسان آبادی میں ہو تو بنابر احتیاط اسے چاہیئے کہ وضو اور غسل کے لیئے پانی مہیا کرنے کے لیئے اتنی جستجو کرے کہ آخرکار اس کے ملنے سے ناامید ہو جائے اور اگر بیابان میں ہو اور وہاں کی زمین ناہموار ہو یا درختوں کی کثرت کی وجہ راہ چلنا دشوار ہو تو چاہیئے کہ چاروں اطراف میں سے ہر طرف پرانے زمانے میں کمان کے چلے پر چڑھا کر پھینکے جانے والے تیر کی پرواز کے اندازے سے پانی کی تلاش میں جائے۔ ورنہ ہر طرف اندازاً دوبار پھینکے جانے والے تیر کے فاصلے کے برابر جستجو کرے۔

مسئلہ ۶۴۸ : اگر چار اطراف میں سے بعض ہموار اور بعض اونچی نیچی ہوں تو جو طرف ہموار ہو

اس میں دو تیروں کی پرواز کے اندازے سے اور جو طرف ہموار نہ ہو اس میں ایک تیر کی پرواز کے اندازے سے تلاش کرے۔

مسئلہ ۶۴۹ : جس طرف پانی کے نہ ہونے کا یقین ہو اس طرف تلاش کرنا ضروری نہیں ہے۔

مسئلہ ۶۵۰ : اگر کسی شخص کی نماز کا وقت تنگ نہ ہو اور پانی حاصل کرنے کے لیئے اس کی پاس وقت ہو اور یقین رکھتا ہو کہ جس فاصلے تک اس کے لیئے پانی تلاش کرنا واجب ہے اس سے دور مقام پر پانی موجود ہے تو اسے چاہئے کہ پانی حاصل کرنے کے لیئے وہاں جائے اور اگر محض گمان رکھتا ہو کہ وہاں پانی ہے تو اس جگہ جانا ضروری نہیں البتہ اگر اس گمان قوی اور اطمینان کی حد تک ہو تو اسے چاہئے کہ پانی حاصل کرنے کے لیئے وہاں جائے۔

مسئلہ ۶۵۱ : یہ ضروری نہیں کہ انسان خود پانی کی تلاش میں جائے بلکہ وہ کسی اور ایسے شخص کو بھیج سکتا ہے جس کے کہنے پر اسے اطمینان ہو اور اس صورت میں اگر ایک شخص کئی اشخاص کی طرف سے جائے تو کافی ہے۔

مسئلہ ۶۵۲ : اگر اس بات کا احتمال ہو کہ کسی شخص کے اپنے سفر کے سامان میں یا پڑاؤ ڈالنے کی جگہ پر یا قافلے میں پانی موجود ہے تو اسے چاہئے کہ اس قدر جستجو کرے کہ اسے پانی کے نہ ہونے کا یقین ہو جائے یا اس کے حصول سے ناامید ہو جائے۔

مسئلہ ۶۵۳ : اگر ایک شخص نماز کے وقت سے پہلے پانی تلاش کرے اور حاصل نہ کر پائے اور نماز کے وقت تک وہیں رہے تو اگر پانی ملنے کا احتمال ہو تو احتیاط مستحب یہ ہے کہ دوبارہ پانی کی تلاش میں جائے۔

مسئلہ ۶۵۴ : اگر نماز کا وقت داخل ہونے کے بعد تلاش کرے اور پانی حاصل نہ کر پائے اور بعد والی نماز کے وقت تک اسی جگہ رہے تو اگر پانی ملنے کا احتمال ہو تو احتیاط مستحب یہ کہ دوبارہ پانی کی تلاش میں جائے۔

مسئلہ ۶۵۵ : اگر کسی شخص کی نماز کا وقت تنگ ہو یا اسے چور اور درندے کا خوف ہو یا پانی کی تلاش اتنی کٹھن ہو کہ وہ اس صعوبت کو برداشت نہ کر سکے تو تلاش ضروری نہیں ہے۔

مسئلہ ٦٥٦ : اگر کوئی شخص پانی تلاش نہ کرے حتیٰ کہ نماز کا وقت تنگ ہو جائے تو گو وہ گناہ کا مرتکب ہوا ہے لیکن تیمم کے ساتھ اس کی نماز صحیح ہے۔

مسئلہ ٦٥٧ : اگر کوئی شخص اس یقین کی بنا پر کہ اسے پانی نہیں مل سکتا پانی کی تلاش میں نہ جائے اور تیمم کر کے نماز پڑھ لے اور بعد میں اسے پتہ چلے کہ اگر تلاش کرتا تو پانی مل سکتا تھا تو اگر کافی وقت ہو تو اس کے لیئے ضروری ہے کہ وضو کرے اور دوبارہ نماز پڑھے۔

مسئلہ ٦٥٨ : اگر کسی شخص کو تلاش کرنے پر پانی نہ ملے اور وہ تیمم کر کے نماز پڑھے اور نماز کے بعد اسے پتہ چلے کہ جہاں اس نے تلاش کیا تھا وہاں پانی موجود تھا تو اگر وقت باقی ہو تو اسے چاہئے کہ وضو کرے اور دوبارہ نماز پڑھے۔

مسئلہ ٦٥٩ : جس شخص کو یقین ہو کہ نماز کا وقت تنگ ہے اگر وہ پانی تلاش کیئے بغیر نماز پڑھ لے اور نماز پڑھنے کے بعد اور وقت گزرنے سے پہلے اسے پتہ چلے کہ پانی تلاش کرنے کے لیئے اس کے پاس وقت تھا تو احتیاط واجب یہ ہے کہ دوبارہ نماز پڑھے۔

مسئلہ ٦٦٠ : اگر نماز کا وقت داخل ہونے کے بعد کسی شخص کا وضو باقی ہو اور اسے یقین ہو کہ اگر اس نے اپنا وضو باطل کر دیا تو نئے سرے سے وضو کرنے کے لیئے پانی نہیں ملے گا یا وہ وضو نہیں کر پائے گا تو اس صورت میں اگر وہ اپنا وضو برقرار رکھ سکتا ہو تو اسے چاہئے کہ اسے باطل نہ کرے لیکن ایسا شخص یہ جانتے ہوئے بھی کہ غسل نہ کر پائے گا اپنی بیوی سے مباشرت کر سکتا ہے۔

مسئلہ ٦٦١ : اگر کوئی شخص نماز کے وقت سے پہلے باوضو ہو اور اسے یقین ہو کہ اگر اس نے اپنا وضو باطل کر دیا تو نئے سرے سے وضو کرنے کے لیئے پانی مہیا کرنا اس کے لیئے ممکن نہیں ہے تو اس صورت میں اگر وہ اپنا وضو برقرار رکھ سکتا ہو تو احتیاط مستحب یہ ہے کہ اسے باطل نہ کرے۔

مسئلہ ٦٦٢ : جب کوئی شخص فقط وضو یا غسل کے لیئے پانی رکھتا ہو اور جانتا ہو کہ اسے گرا دینے کی صورت میں اور پانی نہیں مل سکے گا تو اگر نماز کا وقت داخل ہوگیا ہو تو اس پانی کا گرانا حرام ہے اور احتیاط مستحب یہ ہے کہ نماز کے وقت سے پہلے بھی نہ گرائے۔

مسئلہ ٦٦٣ : اگر ایک ایسا شخص جو جانتا ہو کہ اسے پانی نہیں مل سکتا نماز کا وقت داخل ہونے

کے بعد اپنا وضو باطل کر دے یا جو پانی اس کے پاس ہو اسے گرا دے تو وہ گناہ کا مرتکب ہو گا لیکن تیمم کے ساتھ اس کی نماز صحیح ہو گی اگرچہ احتیاط مستحب یہ ہے کہ اس نماز کی قضا بھی کرے۔

تیمم کی دوسری صورت

مسئلہ ۶۶۴ : اگر کوئی شخص بڑھاپے کی وجہ سے یا چور اور جانور وغیرہ کے خوف سے یا کنویں سے پانی نکالنے کے وسائل میسر نہ ہونے کی وجہ سے پانی حاصل نہ کر سکے تو اسے چاہئے کہ تیمم کرے اور اگر پانی مہیا کرنے یا اسے استعمال کرنے میں اتنی تکلیف اٹھانی پڑے جو عام لوگوں کے نزدیک ناقابل برداشت ہو تو اس صورت میں یہی حکم ہے لیکن آخری صورت میں اگر تیمم نہ کرے اور وضو کرے تو اس کا وضو صحیح ہو گا۔

مسئلہ ۶۶۵ : اگر کنویں سے پانی نکالنے کے لیئے ڈول اور رسی وغیرہ ضروری ہوں اور متعلقہ شخص مجبور ہو کہ انہیں خریدے یا کرایہ پر حاصل کرے تو خواہ ان کی قیمت عام بھاؤ سے کئی گنا زیادہ ہی کیوں نہ ہو اسے چاہئے کہ انہیں حاصل کرے اور اگر پانی اپنی اصلی قیمت سے مہنگا بیچا جارہا ہو تو اس کے لیئے بھی یہی حکم ہے لیکن اگر ان چیزوں کے حصول پر اتنی زیادہ رقم خرچ ہوئی ہو کہ اس کے حالات کے پیش نظر اس کے لیئے نقصان دہ ہو تو پھر ان چیزوں کا مہیا کرنا واجب نہیں ہے۔

مسئلہ ۶۶۶ : اگر کوئی شخص مجبور ہو کہ پانی مہیا کرنے کے لیئے قرض اٹھائے لیکن جس شخص کو علم ہو یا گمان ہو کہ وہ اپنے قرضے کی ادائیگی نہیں کر سکتا اس کے لیئے قرض اٹھانا واجب نہیں ہے۔

مسئلہ ۶۶۷ : اگر کنواں کھودنے میں کوئی مشقت نہ ہو تو متعلقہ شخص کو چاہئے کہ پانی مہیا کرنے کے لیئے کنواں کھودے۔

مسئلہ ۶۶۸ : اگر کوئی شخص بغیر احسان رکھے پانی دے تو اسے قبول کر لینا چاہئے۔

تیمم کی تیسری صورت

مسئلہ ۶۶۹ : اگر کسی شخص کو پانی استعمال کرنے سے اپنی جان پر بن جانے یا بدن میں کوئی عیب یا مرض پیدا ہونے یا موجودہ مرض کے طولانی یا شدید ہو جانے یا علاج معالجہ میں دشواری پیدا ہونے کا

خوف ہو تو اسے چاہئے کہ تیمم کرے لیکن اگر گرم پانی اس کے لیئے مضر نہ ہو تو اسے چاہئے کہ گرم پانی سے وضو یا غسل کرے۔

مسئلہ ۶۷۰ : کسی شخص کے لیئے یہ ضروری نہیں کہ اسے یقین ہو کہ پانی اس کے لیئے مضر ہے بلکہ اگر ضرر کا احتمال ہو اور یہ احتمال عام لوگوں کی نظروں میں بجا ہو اور اس احتمال سے اسے خوف لاحق ہو جائے تو چاہئے کہ تیمم کرے۔

مسئلہ ۶۷۱ : اگر کوئی شخص درد چشم میں مبتلا ہو اور پانی اس کے لیئے مضر ہو تو اسے چاہئے کہ تیمم کرے۔

مسئلہ ۶۷۲ : اگر کوئی شخص ضرر کے یقین یا خوف کی وجہ سے تیمم کرے اور نماز سے پہلے اسے پتہ چل جائے کہ پانی اس کے لیئے نقصان دہ نہیں تو اس کا تیمم باطل ہے اور اگر اسے اس بات کا پتہ نماز کے بعد چلے تو اگر وقت باقی ہو تو اسے چاہئے کہ وضو یا غسل کر کے دوبارہ نماز پڑھے اور اگر وقت گزر جائے تو قضا واجب نہیں ہے۔

مسئلہ ۶۷۳ : اگر کسی شخص کو علم ہو کہ پانی اس کی لیئے مضر نہیں ہے اور غسل یا وضو کر لے لیکن بعد میں اسے پتہ چلے کہ پانی اس کے لیئے مضر تھا تو اگر نقصان اس حد تک نہ ہو کہ اس کا اٹھانا حرام ہو تو اس کا وضو اور غسل صحیح ہے۔

تیمم کی چوتھی صورت

مسئلہ ۶۷۴ : اگر کسی شخص کو یہ خوف ہو کہ پانی وضو یا غسل کے لیئے استعمال کر لینے سے زحمت میں مبتلا ہو جائے گا تو اسے چاہئے کہ تیمم کرے اور اس وجہ سے تیمم کے جائز ہونے کی تین صورتیں ہیں۔

۱... یہ کہ اگر پانی وضو یا غسل کرنے میں صرف کر دے تو وہ خود فوری طور پر یا بعد میں ایسی پیاس میں مبتلا ہو جائے گا جو اس کے ہلاکت یا علالت کا موجب ہو گی یا جس کا برداشت کرنا اس کے لیئے سخت تکلیف کا باعث ہو گا۔

۲... یہ کہ اسے خوف ہو کہ جن لوگوں کی حفاظت کرنا اس پر واجب ہے وہ کہیں پیاس سے

ہلاک یا بیمار نہ ہو جائیں۔

۳ ... یہ کہ اپنے علاوہ کسی دوسرے کی خاطر خواہ وہ انسان ہو یا حیوان' ڈرتا ہو اور اس کی ہلاکت یا بیماری یا بیتابی اسے گراں گزرتی ہو۔ (ان تین صورتوں کے علاوہ کسی صورت میں پانی ہوتے ہوئے تیمم کرنا جائز نہیں ہے)۔

مسئلہ ۶۷۵ : اگر کوئی شخص اس پاک پانی کے علاوہ جو وہ وضو یا غسل کے لیئے رکھتا ہو اتنا نجس پانی بھی رکھتا ہو جتنا اسے اپنے اور اپنے متعلقین کے پینے کے لیئے درکار ہو تو اسے چاہئے کہ پاک پانی پینے کے لیئے رکھ چھوڑے اور تیمم کے ساتھ نماز پڑھے لیکن اگر پانی کسی حیوان یا نابالغ بچے کے لیئے درکار ہو تو اسے چاہئے کہ نجس پانی انہیں دے دے اور پاک پانی سے وضو اور غسل کرے۔

تیمم کی پانچویں صورت

مسئلہ ۶۷۶ : اگر کسی شخص کا بدن یا لباس نجس ہو اور وہ اتنی مقدار میں پانی رکھتا ہو کہ اگر اس سے وضو یا غسل کرلے تو بدن یا لباس دھونے کے لیئے پانی نہ بچتا ہو تو وہ بدن یا لباس دھوئے اور تیمم کر کے نماز پڑھے لیکن اگر اس کے پاس ایسی کوئی چیز نہ ہو جس پر تیمم کرے تو اسے چاہئے کہ پانی وضو یا غسل کے لیئے استعمال کرلے اور نجس بدن یا لباس کے ساتھ نماز پڑھے۔

تیمم کی چھٹی صورت

مسئلہ ۶۷۷ : اگر کسی شخص کے پاس سوائے ایسے پانی یا برتن کے جس کا استعمال کرنا حرام ہے کوئی اور پانی یا برتن نہ ہو مثلاً جو پانی یا برتن اس کے پاس ہو وہ غصب کردہ ہو اور اس کے علاوہ اس کے پاس کوئی پانی یا برتن نہ ہو تو اسے چاہئے کہ وضو اور غسل کی بجائے تیمم کرے۔

تیمم کی ساتویں صورت

مسئلہ ۶۷۸ : جب وقت اتنا تنگ ہو کہ اگر ایک شخص وضو یا غسل کرے تو ساری نماز یا اس کا کچھ حصہ وقت کے بعد پڑھا جاسکے تو اسے چاہئے کہ تیمم کرے۔

مسئلہ ۶۷۹ : اگر کوئی شخص جان بوجھ کر نماز پڑھنے میں اتنی تاخیر کرے کہ وضو یا غسل کا وقت

باقی نہ رہے تو گو وہ گناہ کا مرتکب ہو گا لیکن تیمم کے ساتھ اس کی نماز صحیح ہے۔ اگرچہ احتیاط مستحب یہ ہے کہ اس نماز کی قضا بھی کرے۔

مسئلہ ۶۸۰ : اگر کسی کو شک ہو کہ وہ وضو یا غسل کرے تو نماز کا وقت باقی رہے گا یا نہیں تو اسے چاہئے کہ تیمم کرے۔

مسئلہ ۶۸۱ : اگر کسی شخص نے وقت کی تنگی کی وجہ سے تیمم کیا ہو اور نماز کے بعد وضو کر سکنے کے باوجود نہ کیا ہو حتیٰ کہ جو پانی اس کے پاس تھا وہ اس کے ہاتھ سے نکل گیا ہو تو اس صورت میں کہ اس کا وظیفہ تیمم ہو تو اسے چاہئے کہ آئندہ نمازوں کے لیئے دوبارہ تیمم کرے خواہ وہ تیمم جو اس نے کیا تھا نہ ٹوٹا ہو۔

مسئلہ ۶۸۲ : اگر کسی شخص کے پاس پانی ہو لیکن وقت کی تنگی کے باعث تیمم کر کے نماز پڑھنے لگے اور نماز کے دوران میں جو پانی اس کے پاس تھا وہ اس کے ہاتھ سے نکل جائے اور اگر اس کا وظیفہ تیمم ہو تو احتیاط واجب یہ ہے کہ بعد کی نمازوں کے لیئے دوبارہ تیمم کرے۔

مسئلہ ۶۸۳ : اگر کسی شخص کے پاس اتنا وقت ہو کہ وہ وضو یا غسل کر سکے اور نماز کو اس کے مستحب افعال مثلاً اقامت اور قنوت کے بغیر پڑھ لے تو اسے چاہئے کہ غسل یا وضو کر لے اور اس کے مستحبی افعال کے بغیر نماز پڑھے بلکہ اگر سورۃ کے اندازے کے برابر بھی وقت نہ رکھتا ہو تو چاہئے کہ غسل یا وضو کرے اور بغیر سورہ کے نماز پڑھے۔

وہ چیزیں جن پر تیمم کرنا صحیح ہے

مسئلہ ۶۸۴ : مٹی، ریت، ڈھیلے اور پتھر پر تیمم کرنا صحیح ہے لیکن احتیاط مستحب یہ ہے کہ اگر مٹی میسر ہو تو کسی دوسری چیز پر تیمم نہ کیا جائے اور اگر مٹی نہ ہو تو ریت یا ڈھیلے پر اور اگر ریت اور ڈھیلا بھی نہ ہوں تو پتھر پر تیمم کیا جائے۔

مسئلہ ۶۸۵ : سنگ گچ (جپسم) اور سنگ آہک (چونے کے پتھر) پر تیمم کرنا صحیح ہے اور احتیاط کی بنا پر اختیار کی حالت میں پختہ گچ اور چونے اور پختہ اینٹ اور معدنی پتھر مثلاً سنگ عقیق پر تیمم نہ کیا جائے۔

مسئلہ ۶۸۶ : اگر کسی شخص کو مٹی، ریت، ڈھیلا یا پتھر نہ مل سکے تو اسے چاہئے کہ فرش اور لباس وغیرہ پر جو گرد غبار ہو اس سے تیمم کرے اور اگر گرد بھی نہ ہو تو چاہئے کہ تر مٹی سے تیمم کرے۔ اور ان دونوں صورتوں میں احتیاط واجب یہ ہے کہ اگر ممکن ہو تو جن چیزوں کا اوپر ذکر کیا گیا ہے (گچ، چونا، اینٹ اور معدنی پتھر) ان پر بھی تیمم کرے اور اگر گرد اور تر مٹی بھی میسر نہ ہوں تو ان چیزوں میں سے کسی ایک پر تیمم کرے اور اگر ان میں سے کوئی چیز بھی دستیاب نہ ہو تو احتیاط مستحب یہ ہے کہ بغیر تیمم کے نماز پڑھے لیکن واجب ہے کہ بعد میں اس نماز کی قضا کرے۔

مسئلہ ۶۸۷ : اگر کوئی شخص فرش وغیرہ کو جھاڑ کر مٹی مہیا کر سکتا ہے تو اس کا گرد پر تیمم کرنا باطل ہے اور اس طرح اگر تر مٹی کو خشک کر کے اس سے سوکھی مٹی حاصل کر سکتا ہو تو تر مٹی پر تیمم کرنا باطل ہے۔

مسئلہ ۶۸۸ : جس شخص کے پاس پانی نہ ہو اگر وہ برف رکھتا ہو تو اگر ممکن ہو تو اسے چاہئے کہ اسے پگھلا کر پانی بنا لے اور اس سے وضو یا غسل کرے اور اگر ایسا کرنا ممکن نہ ہو اور اس کے پاس کوئی ایسی چیز بھی نہ ہو جس پر تیمم کرنا صحیح ہو تو اس کے لیئے بہتر یہ ہے کہ برف سے وضو یا غسل کے اعضاء کو تر کرے اور اگر ایسا کرنا بھی ممکن نہ ہو تو برف پر تیمم کرلے اور وقت پر نماز پڑھے۔ نیز ضروری ہے کہ آئندہ وقت میں قضا بھی کرے۔

مسئلہ ۶۸۹ : اگر مٹی اور ریت کے ساتھ سوکھی گھاس کی طرح کی کوئی چیز ملی ہو جس پر تیمم باطل ہے تو متعلقہ شخص اس پر تیمم نہیں کر سکتا ہاں اگر وہ چیز اتنی کم ہو کہ اسے مٹی یا ریت میں نہ ہونے کے برابر سمجھا جا سکے تو اس مٹی وغیرہ پر تیمم جائز ہے۔

مسئلہ ۶۹۰ : اگر ایک شخص کے پاس کوئی ایسی چیز نہ ہو جس پر تیمم کیا جاسکے اور اس کا خریدنا وغیرہ ممکن ہو تو اس چاہئے کہ اس طرح مہیا کرے۔

مسئلہ ۶۹۱ : مٹی کی دیوار پر تیمم کرنا صحیح ہے اور احتیاط مستحب یہ ہے کہ خشک زمین یا مٹی کے ہوتے ہوئے تر زمین یا مٹی پر تیمم نہ کیا جائے۔

مسئلہ ۶۹۲ : جس چیز پر انسان تیمم کرے وہ پاک ہونی چاہئے اور اگر اس کے پاس کوئی ایسی پاک

چیز نہ ہو جس پر تیمم کرنا صحیح ہو تو اس پر نماز واجب نہیں لیکن چاہئے کہ اس کی قضا کرے اور احتیاط واجب ہے کہ وقت میں بھی نماز پڑھے۔

مسئلہ ۶۹۳ : اگر کسی شخص کو یقین ہو کہ ایک چیز پر تیمم صحیح ہے اور اس پر تیمم کر لے اور بعد میں اسے پتہ چلے کہ اس چیز پر تیمم باطل تھا تو اسے چاہئے کہ جو نمازیں اس تیمم کے ساتھ پڑھی ہیں وہ دوبارہ پڑھے۔

مسئلہ ۶۹۴ : ضروری ہے کہ ایک شخص جس چیز پر تیمم کرے اور جس مقام پر وہ چیز رکھی ہو وہ غصبی نہ ہو لہٰذا اگر وہ غصبی مٹی پر تیمم کرے یا ایسی مٹی کو جو اس کی اپنی ہو بلا اجازت دوسرے شخص کو زمین پر رکھ دے اور پھر اس پر تیمم کرے تو اس کا تیمم باطل ہو گا۔

مسئلہ ۶۹۵ : اگر کوئی شخص بھول کر یا غفلت کی وجہ سے غصبی چیز پر یا غصبی جگہ میں یا ایسی چیز پر جو غصبی ملکیت میں رکھی ہو تیمم کر لے تو تیمم صحیح ہے لیکن اگر وہ خود کوئی چیز غصب کرے اور پھر بھول جائے کہ غصب کی ہے اور اس پر تیمم کرے یا کسی ملکیت کو غصب کرے اور بھول (جائے) کہ غصب کی ہے اور جس چیز پر تیمم کر رہا ہو وہ اس زمین پر رکھ دی یا اس ملکیت کی جگہ میں تیمم کرے تو اس پر اسی حکم کا اطلاق ہو گا جس کا اطلاق عمداً کام کرنے والے پر ہوتا ہے۔

مسئلہ ۶۹۶ : اگر کوئی شخص غصبی جگہ میں محبوس ہو اور اس جگہ کا پانی اور مٹی دونوں غصبی ہوں تو اسے چاہئے تیمم کر کے نماز پڑھے۔

مسئلہ ۶۹۷ : جس چیز پر ایک شخص تیمم کر رہا ہو بنا بر احتیاط چاہئے کہ جہاں تک ممکن ہو وہ چیز گرد رکھتی ہو جو ہاتھ پر لگ جائے اور اس پر ہاتھ مارنے کے بعد بنابر احتیاط واجب ہے کہ ہاتھ کو جھاڑے تاکہ اس کی گرد گر جائے۔

مسئلہ ۶۹۸ : گڑھے والی زمین پر اور راستے کی مٹی پر اور ایسی شور زمین پر جس پر نمک کی تہہ نہ جمی ہو تیمم کرنا مکروہ ہے اور اگر اس پر نمک کی تہہ جم گئی ہو تو تیمم باطل ہے۔

وضو یا غسل کے بدلے تیمم کرنے کا طریقہ

مسئلہ ۶۹۹ : وضو یا غسل کے بدلے کیے جانے والے تیمم میں چار چیزیں واجب ہیں۔

۱... نیت۔

۲... دونوں ہتھیلیوں کو اکٹھا ایسی چیز پر مارنا جس پر تیمم کرنا صحیح ہو۔

۳... اس مقام سے جہاں سر کے بال اگتے ہیں بھنوؤں اور ناک کے اوپر تک ساری پیشانی اور اس کے دونوں طرف دونوں ہتھیلیوں کا پھیرنا اور احتیاطاً" چاہئے کہ ہاتھ بھنوؤں پر بھی پھیرے جائیں۔

۴... بائیں ہتھیلی کو دائیں ہاتھ کی تمام پشت پر اور اس کے بعد دائیں ہتھیلی کو بائیں ہاتھ کی تمام پشت پر پھیرنا۔

مسئلہ ۷۰۰ : احتیاط مستحب یہ ہے کہ تیمم خواہ وضو کے بدلے ہو یا غسل کے بدلے اس ترتیب سے کیا جائے۔ ایک دفعہ ہاتھ زمین پر مارے جائیں اور پیشانی اور ہاتھوں کی پشت پر پھیرے جائیں اور پھر ایک دفعہ زمین پر مارے جائیں اور ہاتھوں کی پشت کا مسح کیا جائے۔

تیمم کے احکام

مسئلہ ۷۰۱ : اگر ایک شخص پیشانی یا ہاتھوں کی پشت کے ذرا سے حصے کا بھی مسح نہ کرے تو اس کا تیمم باطل ہے قطع نظر اس سے کہ اس نے عمداً" مسح نہ کیا ہو یا مسئلہ نہ جانتا ہو یا مسئلہ بھول گیا ہو لیکن زیادہ باریک بینی کی ضرورت بھی نہیں۔ اگر یہ کہا جاسکے کہ تمام پیشانی اور ہاتھوں کا مسح ہو گیا ہے تو اتنا ہی کافی ہے۔

مسئلہ ۷۰۲ : متعلقہ شخص کو چاہئے کہ اس بات کا اطمینان کرنے کے لیئے کہ ہاتھ کی تمام پشت کا مسح کر لیا ہے کلائی سے قدرے اوپر والے حصے کا مسح بھی کرے لیکن انگلیوں کے درمیان مسح کرنا ضروری نہیں۔

مسئلہ ۷۰۳ : متعلقہ شخص کو احتیاط کی بنا پر چاہئے کہ پیشانی اور ہاتھوں کی پشت کا مسح اوپر سے نیچے کی جانب کرے اور اس کے افعال ایک دوسرے سے متصل بجا لانا ضروری ہے۔ اور اگر ان افعال کے درمیان اتنا فاصلہ دے کہ لوگ یہ نہ کہیں کہ تیمم کر رہا ہے تو اس کا تیمم باطل ہے۔

مسئلہ ۷۰۴ : متعلقہ شخص کو چاہئے کہ نیت کرتے وقت اس بات کا تعین کرے کہ اس کا تیمم غسل کے بدلے ہے یا وضو کے بدلے اور اگر غسل کے بدلے ہو تو چاہئے کہ غسل کا تعین کرے اور اگر اس پر ایک تیمم واجب ہو اور نیت کرے کہ میں اس وقت اپنا وظیفہ انجام دے رہا ہوں تو گو تشخیص میں اشتباہ کرے لیکن اس کا تیمم صحیح ہے۔

مسئلہ ۷۰۵ : احتیاط واجب کی بنا پر ممکنہ صورت میں تیمم میں ہاتھوں کی ہتھیلیاں اور ہاتھوں کی پشت پاک ہوں۔

مسئلہ ۷۰۶ : انسان کو چاہیے کہ تیمم کرتے وقت انگوٹھی ہاتھ سے اتار دے اور اگر پیشانی یا ہاتھوں کی پشت یا ہتھیلیوں پر کوئی رکاوٹ ہو مثلاً اگر ان پر کوئی چیز چپکی ہوئی ہو تو اسے ہٹا دے۔

مسئلہ ۷۰۷ : اگر کسی شخص کی پیشانی یا ہاتھوں کی پشت پر زخم ہو اور اس پر کپڑا یا کوئی دوسری چیز بندھی ہو جس کو کھولا نہ جا سکتا ہو تو اسے چاہئے کہ اس کے اوپر ہاتھ پھیرے اور اگر ہتھیلی زخمی ہو اور اس پر کپڑا یا کوئی دوسری چیز بندھی ہو جسے کھولا نہ جا سکتا ہو چاہئے کہ کپڑے وغیرہ سمیت ہاتھ اس چیز پر مارے جس پر تیمم کرنا صحیح ہو اور اس چیز پر مارے جس پر تیمم کرنا صحیح ہو اور پھر پیشانی اور ہاتھوں کی پشت پر پھیرے۔

مسئلہ ۷۰۸ : اگر کسی شخص کی پیشانی اور ہاتھوں کی پشت پر بال ہوں تو حرج نہیں لیکن اگر سر کے بال پیشانی پر آ پڑے ہوں تو چاہئے کہ انہیں پیچھے ہٹا دے۔

مسئلہ ۷۰۹ : اگر اس بات کا احتمال ہو کہ متعلقہ شخص کی پیشانی اور ہتھیلیوں یا ہاتھوں کی پشت پر کوئی رکاوٹ ہے اور یہ احتمال لوگوں کی نظروں میں بجا ہو تو اسے چاہئے کہ چھان بین کرے حتیٰ کہ اسے یقین اور اطمینان ہو جائے کہ رکاوٹ موجود نہیں ہے۔

مسئلہ ۷۱۰ : اگر کسی شخص کا وظیفہ تیمم ہو اور وہ تیمم نہ کر سکتا ہو تو اسے چاہئے کہ کسی کو اپنا نائب بنائے اور جو نائب بنے اسے چاہئے کہ متعلقہ شخص کو خود اس کے ہاتھ سے تیمم کرائے اور اگر ایسا کرنا ممکن نہ ہو تو نائب کو چاہئے کہ اپنا ہاتھ اس چیز پر مارے جس پر تیمم کرنا صحیح ہو اور اس شخص کی پیشانی اور ہاتھوں کی پشت پر پھیرے۔

مسئلہ ۷۱۱ : اگر کوئی شخص تیمم کے دوران میں شک کرے کہ آیا وہ اس کا کوئی حصہ بھول گیا ہے یا نہیں اور اس حصے کا موقع گزر گیا ہو تو وہ اپنے شک کا لحاظ نہ کرے اور اگر موقع نہ گزرا ہو تو چاہئے کہ اس حصے کو بجالائے۔

مسئلہ ۷۱۲ : اگر کسی شخص کو بائیں ہاتھ کا مسح کرنے کے بعد شک ہو کہ آیا اس نے تیمم درست کیا ہے یا نہیں اور اگر یہ احتمال ہو کہ وہ تیمم کا عمل سرانجام دیتے وقت متوجہ تھا (کہ تیمم صحیح انجام دے) تو اس کا تیمم صحیح ہے اور اگر اس کا شک بائیں ہاتھ کے مسح کے بارے میں ہو تو اس کے لیئے ضروری ہے کہ اس کا مسح کرے سوائے اس کے جب اس شخص نے کوئی ایسا کام کیا ہو جس کے لیئے طہارت شرط ہے یا جب تسلسل ختم ہو گیا ہو۔

مسئلہ ۷۱۳ : جس شخص کا وظیفہ تیمم ہو وہ نماز کے وقت سے پہلے نماز کے لیئے تیمم نہیں کر سکتا لیکن اگر اس نے کسی دوسرے واجب یا مستحب کام کے لیئے تیمم کیا ہو اور نماز کے وقت تک اس کا عذر باقی ہو (جس کی وجہ سے اس کا وظیفہ تیمم ہے) تو وہ اسی تیمم کے ساتھ نماز پڑھ سکتا ہے۔

مسئلہ ۷۱۴ : جس شخص کا وظیفہ تیمم ہو اگر اسے علم ہو کہ آخر وقت تک اس کا عذر باقی رہے گا تو وقت وسیع ہوتے ہوئے وہ تیمم کے ساتھ نماز پڑھ سکتا ہے لیکن اگر وہ جانتا ہو کہ آخر وقت تک اس کا عذر برطرف ہو جائے گا تو اسے چاہئے کہ انتظار کرے اور وضو یا غسل کرکے نماز پڑھے بلکہ اگر اسے امید ہو کہ اس کا عذر برطرف ہو جائے گا تو واجب یہ ہے کہ انتظار کرے اور نماز وضو یا غسل کر کے پڑھے یا جب وقت تنگ ہو جائے تو تیمم کر کے پڑھے۔

مسئلہ ۷۱۵ : اگر کوئی شخص وضو یا غسل نہ کر سکتا ہو اور اسے یقین یا احتمال ہو کہ اس کا عذر دور ہونے والا نہیں تو وہ اپنی قضا نمازیں تیمم کے ساتھ پڑھ سکتا ہے لیکن اگر بعد میں عذر برطرف ہو جائے تو اسے چاہئے کہ وہ نمازیں وضو یا غسل کر کے دوبارہ پڑھے۔

مسئلہ ۷۱۶ : جو شخص وضو یا غسل نہ کر سکتا ہو اس کے لیئے جائز ہے کہ مستحبی نمازیں دن رات کے ان نوافل کی طرح جن کا وقت معین ہے تیمم کر کے پڑھے لیکن اگر احتمال ہو کہ آخر وقت تک اس کا عذر برطرف ہو جائے گا تو احوط یہ ہے کہ وہ نمازیں ان کے اول وقت میں نہ پڑھے۔

مسئلہ ۷۱۷ : جس شخص نے احتیاطاً" غسل جبیرہ اور تیمم کیا ہو (مثلاً اگر اس کی پشت پر زخم ہو) اگر وہ غسل اور تیمم کے بعد نماز پڑھے اور نماز کے بعد اس سے حدث اصغر صادر ہو مثلاً اگر وہ پیشاب کرے تو وہ بعد کی نمازوں کے لیئے غسل کے بدلے احتیاطاً" تیمم کرے اور وضو بھی کرے۔

مسئلہ ۷۱۸ : اگر کوئی شخص پانی نہ ملنے کی وجہ سے یا کسی اور عذر کی بنا پر تیمم کرے، تو عذر کے برطرف ہو جانے کے بعد اس کا تیمم باطل ہو جاتا ہے۔

مسئلہ ۷۱۹ : جو چیزیں وضو کو باطل کرتی ہیں وہ وضو کے بدلے کیئے ہوئے تیمم کو بھی باطل کرتی ہیں اور جو چیزیں غسل کو باطل کرتی ہیں وہ غسل کے بدلے کیئے ہوئے تیمم کو بھی باطل کرتی ہیں۔

مسئلہ ۷۲۰ : اگر کوئی شخص غسل نہ کر سکتا ہو اور چند غسل اس پر واجب ہوں تو اس کے لیئے جائز ہے کہ ان غسلوں کے بدلے ایک تیمم کرے اور احتیاط مستحب یہ ہے کہ ان غسلوں میں سے ہر ایک کے بدلے ایک تیمم کرے۔

مسئلہ ۷۲۱ : جو شخص غسل نہ کر سکتا ہو اگر وہ کوئی ایسا کام انجام دینا چاہے جس کے لیئے غسل واجب ہو تو اسے چاہئے کہ غسل کے بدلے تیمم کرے اور جو شخص وضو نہ کر سکتا ہو اگر وہ کوئی ایسا کام انجام دینا چاہے جس کے لیئے وضو واجب ہو تو اسے چاہئے کہ وضو کے بدلے تیمم کرے۔

مسئلہ ۷۲۲ : اگر کوئی شخص غسل جنابت کے بدلے تیمم کرے تو اس کے لیئے نماز کی خاطر وضو کرنا ضروری نہیں لیکن اگر دوسرے غسلوں کے بدلے تیمم کرے تو وہ تیمم وضو کی کفایت نہیں کرتا لہذا اگر وہ وضو نہ کر سکے تو اسے چاہئے کہ وضو کے بدلے ایک اور تیمم کرے۔

مسئلہ ۷۲۳ : اگر کوئی شخص غسل جنابت کے بدلے تیمم کرے لیکن بعد میں اسے کسی ایسی صورت سے دو چار ہونا پڑے جو وضو کو باطل کر دیتی ہو اور بعد کی نمازوں کے لیئے غسل بھی نہ کر سکتا ہو تو اسے چاہئے کہ غسل کے بدلے تیمم کرے اور احتیاط مستحب یہ ہے کہ وضو بھی کرے۔

مسئلہ ۷۲۴ : جب کسی شخص کے لیئے لازم ہو کہ کوئی کام سرانجام دینے کے لیئے مثلاً نماز پڑھنے کے لیئے وضو اور غسل کے بدلے تیمم کرے تو اگر وہ پہلے تیمم میں وضو کے بدل کی نیت یا غسل کے

بدل کی نیت کرے اور دوسرا تیمم اپنے وظیفے کو سرانجام دینے کی نیت سے کرے تو یہ کافی ہے۔

مسئلہ ۷۲۵ : جس شخص کا وظیفہ تیمم ہو اگر وہ کسی کام کے لیئے تیمم کرے تو جب تک اس کا تیمم اور عذر باقی ہے وہ ان کاموں کو سرانجام دے سکتا ہے جو وضو یا غسل کر کے کرنے چاہئیں لیکن اگر اس کا عذر وقت کی تنگی ہو یا اس نے پانی ہوتے ہوئے نماز میت یا سونے کے لیئے تیمم کیا ہو تو وہ فقط وہ کام انجام دے سکتا ہے جن کے لیئے اس نے تیمم کیا ہو۔

مسئلہ ۷۲۶ : چند صورتوں میں بہتر ہے کہ جو نمازیں انسان نے تیمم کے ساتھ پڑھی ہوں ان کی قضا کرے۔

اول : یہ کہ پانی کے استعمال سے ڈرتا ہو اور اس نے جان بوجھ کر اپنے آپ کو جنب کر لیا ہو اور تیمم کر کے نماز پڑھی ہو۔

دوم : یہ کہ یہ جانتے ہوئے یا گمان رکھتے ہوئے کہ اسے پانی نہ مل سکے گا عمداً اپنے آپ کو جنب کر لیا ہو اور تیمم کر کے نماز پڑھی ہو۔

سوم : یہ کہ آخر وقت تک پانی کی تلاش میں نہ جائے اور تیمم کر کے نماز پڑھے اور بعد میں اسے پتہ چلے کہ اگر تلاش کرتا تو اسے پانی مل جاتا۔

چہارم : یہ کہ جان بوجھ کر نماز پڑھنے میں تاخیر کی ہو اور آخر وقت میں تیمم کر کے نماز پڑھی ہو۔

پنجم : یہ کہ یہ جانتے ہوئے یا گمان رکھتے ہوئے کہ پانی نہیں ملے گا جو پانی اس کے پاس تھا اسے استعمال کر لیا یا ضائع کر دے۔

احکام نماز

دینی اعمال میں سے نماز بہترین عمل ہے۔ اگر یہ درگاہ الہی میں قبول ہو گئی تو دوسری عبادات بھی قبول ہو جائیں گی اور اگر یہ قبول نہ ہوئی تو دوسرے اعمال بھی قبول نہ ہوں گے جس طرح انسان اگر دن رات میں پانچ دفعہ نہر میں نہائے دھوئے تو اس کے بدن پر میل کچیل نہیں رہتی اسی طرح نماز پنج گانہ بھی انسان کو گناہوں سے پاک کر دیتی ہے اور بہتر ہے کہ انسان نماز اول وقت میں پڑھے اور جو

شخص نماز کو معمولی اور غیر اہم سمجھے وہ اس شخص کی مانند ہے جو نماز نہ پڑھتا ہو۔ پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص نماز کو اہمیت نہ دے اور اسے معمولی چیز سمجھے وہ عذاب آخرت کا مستحق ہے۔ ایک دن رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مسجد میں تشریف رکھتے تھے ایک شخص مسجد میں داخل ہوا اور نماز پڑھنے میں مشغول ہو گیا لیکن رکوع اور سجود مکمل طور پر بجا نہ لایا۔ اس پر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اگر یہ شخص اس حالت میں مرجائے جبکہ اس کے نماز پڑھنے کا یہ طریقہ ہے تو یہ ہمارے دین پر نہیں مرے گا۔ پس انسان کو خیال رکھنا چاہئے کہ نماز جلدی جلدی نہ پڑھے اور نماز کی حالت میں خدا کی یاد میں رہے اور خشوع و خضوع اور سنجیدگی سے نماز پڑھے اور یہ خیال رکھے کہ کس ہستی سے کلام کر رہا ہے اور اپنے آپ کو خداوند عالم کی عظمت اور بزرگی کے مقابلے میں بے حد گھٹیا اور ناچیز سمجھے اور اگر انسان نماز کے وقت پوری طرح ان باتوں کی طرف متوجہ رہے تو وہ اپنے آپ سے بے خبر ہو جاتا ہے جیسا کہ نماز کی حالت میں امیرالمومنین حضرت علی علیہ السلام کے پاؤں سے تیر کھینچ لیا گیا اور آپ کو خبر تک نہ ہوئی۔ علاوہ ازیں نماز پڑھنے والے کو چاہئے کہ توبہ استغفار کرے اور نہ صرف وہ گناہ جو نماز قبول ہونے میں مانع ہیں (مثلاً حسد، تکبر، غیبت، حرام کھانا، نشہ آور مشروبات پینا اور خمس اور زکوٰۃ کا ادا نہ کرنا) ترک کرے بلکہ تمام گناہ ترک کر دے اور اسی طرح بہتر ہے کہ جو کام نماز کا ثواب گھٹاتے ہیں وہ نہ کرے مثلاً اونگھنے کی حالت میں یا پیشاب روک کر نماز کے لیئے نہ کھڑا ہو اور نماز کے موقع پر آسمان کی جانب نہ دیکھے اور وہ کام کرے جو نماز کا ثواب بڑھاتے ہیں مثلاً عقیق کی انگوٹھی پہنے اور پاکیزہ لباس پہنے اور کنگھی اور مسواک کرے اور خوشبو لگائے۔

واجب نمازیں

چھ نمازیں واجب ہیں۔

۱... روزانہ کی نمازیں

۲... نماز آیات

۳... نماز میت

۴... خانہ کعبہ کے واجب طواف کی نماز

۵ ... باپ کی قضا نمازیں جو بڑے بیٹے پر واجب ہیں۔

۶ ... جو نمازیں اجارہ، نذر، قسم اور عہد سے واجب ہوجاتی ہیں اور نماز جمعہ روزانہ نمازوں میں سے ہے۔

روزانہ کی واجب نمازیں

ظہر اور عصر (ہر ایک چار رکعت) مغرب (تین رکعت) عشاء (چار رکعت) اور صبح (دو رکعت)۔

مسئلہ ۷۲۷ : جب انسان سفر میں ہو تو اسے چاہئے کہ چار رکعت والی نمازیں ان شرائط کے ساتھ جو بعد میں بیان ہوں گی (مختصر کر کے) دو رکعت پڑھے۔

ظہر اور عصر کی نماز کا وقت

مسئلہ ۷۲۸ : اگر لکڑی یا کسی اور ایسی ہی سیدھی چیز کو (جسے شاخص کہتے ہیں) ہموار زمین میں گاڑا جائے تو صبح کے وقت جب آفتاب طلوع ہوتا ہے اس کا سایہ مغرب کی طرف پڑتا ہے اور جوں جوں سورج اونچا ہوتا جاتا ہے اس کا سایہ گھٹتا جاتا ہے اور ہمارے شہروں میں اول ظہر شرعی کے وقت کمی کے آخری درجے پر پہنچ جاتا ہے اور ظہر گزرنے کے بعد کے وقت کمی کے آخری درجے پر پہنچ جاتا ہے اور ظہر گزرنے کے بعد اس کا سایہ مشرق کی طرف ہو جاتا ہے اور جوں جوں سورج مغرب کی طرف ڈھلتا ہے سایہ بڑھتا جاتا ہے اس بنا پر جب سایہ کمی کے آخری درجے تک پہنچے اور دوبارہ بڑھنے لگے تو پتہ چلتا ہے کہ ظہر شرعی کا وقت ہو گیا ہے لیکن بعض شہروں میں مثلاً مکہ میں جہاں بعض اوقات ظہر کے وقت سایہ بالکل ختم ہو جاتا ہے جب سایہ دوبارہ ظاہر ہوتا ہے تو معلوم ہوتا ہے کہ ظہر کا وقت ہو گیا ہے۔

مسئلہ ۷۲۹ : ظہر اور عصر کی نماز کا وقت زوال آفتاب کے بعد سے غروب آفتاب تک ہے لیکن اگر کوئی شخص جان بوجھ کر عصر کی نماز کو ظہر کی نماز سے پہلے پڑھے تو اس کی عصر کی نماز باطل ہے ماسوائے اس کے کہ آخری وقت تک ایک نماز سے زیادہ پڑھنے کا وقت باقی نہ ہو کیونکہ ایسی صورت میں اگر اس نے ظہر کی نماز نہیں پڑھی تو اس کی ظہر کی نماز قضا ہو گی اور اسے چاہئے کہ عصر کی نماز

پڑھے اور اگر کوئی شخص اس وقت سے پہلے غلط فہمی کی بنا پر عصر کی پوری نماز ظہر کی نماز سے پہلے پڑھ لے تو اس کی نماز صحیح ہے اور احوط یہ ہے کہ اس نماز کو نماز ظہر قرار دے اور مافی الذمہ کی نیت سے چار رکعت اور پڑھے۔

مسئلہ ۷۳۰ : اگر کوئی شخص ظہر کی نماز پڑھنے سے پہلے غلطی سے عصر کی نماز پڑھنے لگ جائے اور نماز کے دوران اسے پتہ چلے کہ اس سے غلطی ہوئی ہے تو اسے چاہئے کہ نیت نماز ظہر کی جانب پھیر دے یعنی نیت کرے کہ جو کچھ میں پڑھ چکا ہوں اور پڑھ رہا ہوں اور پڑھوں گا وہ تمام کی تمام نماز ظہر ہے اور جب نماز ختم کرے تو اس کے بعد عصر کی نماز پڑھے۔

جمعہ کی نماز

مسئلہ ۷۳۱ : جمعہ کی نماز صبح کی نماز کی طرح دو رکعت ہوتی ہے۔ اس میں اور صبح کی نماز میں فرق یہ ہے کہ اس نماز سے پہلے دو خطبے بھی ہیں۔ جمعہ کی نماز واجب ہے جمعہ کی نماز واجب ہونے کی چند شرائط ہیں جو یہ ہیں۔

اول : وقت کا داخل ہونا جو کہ زوال آفتاب ہے اور اظہر یہ ہے کہ شاخص کے سائے کے شاخص کے برابر ہونے تک اس نماز کا وقت رہتا ہے لہٰذا اگر سائے کے شاخص کے برابر ہونے تک جمعہ کی نماز ادا کرنے میں تاخیر ہو جائے تو اس کا وقت ختم ہو جاتا ہے، اور پھر ظہر کی نماز ادا کرنی چاہیے۔

دوم : نماز پڑھنے والوں کی تعداد پانچ اشخاص ہیں جن میں سے ایک امام ہو تو صحیح ہے۔

سوم : امام جمعہ کا امام معصوم ہونا ضروری ہے یا اس کا نائب خاص یا مجتہد جامع شرائط فتویٰ مبسوط الید ہو بصورت دیگر رجاء مطلوبیت کی نیت سے پڑھیں اور ظہر کو واجب کی نیت سے پڑھنا ہو گا۔

☆ ... جمعہ کی نماز کے صحیح ہونے کی چند شرائط ہیں۔

اول : جماعت سے پڑھا جانا پس یہ نماز فرادیٰ ادا کرنا صحیح نہیں اور جب مقتدی جمعہ کی نماز کی دوسری رکعت کے رکوع سے پہلے امام کے ساتھ شامل ہو جائے تو اس کی نماز صحیح ہے اور وہ اس نماز پر ایک رکعت کا اضافہ کرے گا اور اگر وہ رکوع میں امام کو پالے (یعنی نماز

میں شامل ہو جائے) تو اس کی نماز کا صحیح ہونا مشکل ہے اور احتیاط ترک نہیں ہوتی (یعنی اسے ظہر کی نماز پڑھنی چاہئے)۔

دوم : نماز سے پہلے دو خطبے پڑھنا جن میں سے پہلے خطبے میں خطیب اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا بیان کرے اور نمازیوں کو تقویٰ اور پرہیزگاری کی تلقین کرے اور قرآن مجید کا ایک سورہ پڑھے بعد میں بیٹھ جائے اور پھر اٹھ کھڑا ہو اور دوبارہ اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء بجا لائے اور پیغمبر اکرم اور مسلمانوں کے آئمہ پر صلوٰۃ بھیجے اور مومنین اور مومنات کے لیئے استغفار (بخشش کی دعا) کرے اور ضروری ہے کہ خطبے نماز سے پہلے پڑھے جائیں پس اگر نماز دو خطبوں سے پہلے شروع کر لی جائے تو صحیح نہیں ہوگی اور زوال آفتاب سے پہلے خطبوں کا پڑھنا جائز ہے لیکن زوال کے بعد پڑھنا بہتر ہے اور ضروری ہے کہ جو شخص خطبے پڑھے وہ خطبے پڑھنے کے وقت کھڑا ہو۔

لہذا اگر وہ بیٹھ کر خطبے پڑھے گا تو صحیح نہیں ہوگا اور دو خطبوں کے درمیان بیٹھ کر فاصلہ دینا ضروری اور واجب ہے اور ضروری ہے کہ بیٹھنا مختصر اور خفیف ہو اور یہ بھی ضروری ہے کہ امام جماعت اور خطیب (یعنی جو شخص خطبے پڑھے) ایک ہی شخص ہو اور زیادہ قوی امر یہ ہے کہ خطبے میں طہارت شرط نہیں ہے اگرچہ زائد میں معتبر نہیں ہے ماسوا اس کے کہ حاضرین عربی زبان نہ جانتے ہوں جب کہ اس صورت میں بالخصوص تقویٰ کی تلقین کرتے ہوئے احوط یہ ہے کہ عربی زبان اور حاضرین کی زبان ملا کر استعمال کی جائیں۔

سوم : یہ کہ جمعہ کی دو نمازوں کے درمیان ایک فرسخ یعنی ۵۵۸۰ میٹر جو پانچ کلو میٹر اور اسی ۸۰ میٹر مسافت ہے سے کم نہ ہو۔ پس جب جمعہ کی دوسری نماز ایک فرسخ سے کم فاصلے پر قائم ہو اور دو نمازیں بیک وقت پڑھی جائیں تو دونوں باطل ہوں گی اور اگر ایک نماز کو دوسری پر سبقت حاصل ہو خواہ وہ تکبیرۃ الاحرام کی حد تک ہی کیوں نہ ہو تو وہ نماز (یعنی جسے سبقت حاصل ہو) صحیح ہوگی اور دوسری باطل ہوگی لیکن اگر جمعہ کی نماز کے پڑھے جانے کے بعد پتہ چلے کہ ایک فرسخ سے کم فاصلہ پر جمعہ کی ایک اور نماز اس نماز سے پہلے یا اس کے ساتھ ساتھ قائم ہوئی تھی تو ظہر کی نماز واجب نہیں ہوگی اور اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا کہ اس بات کا علم وقت میں ہو یا وقت کے بعد ہو اور جمعہ کی نماز کا قائم کرنا مذکورہ

فاصلے کے اندر جمعہ کی دوسری نماز قائم کرنے میں اس وقت مانع ہوتا ہے جب وہ نماز خود صحیح اور جامع شرائط ہو ورنہ نہ ہوگی۔

مسئلہ ۷۴۲ : جب جمعہ کی ایک ایسی نماز قائم ہو جو شرائط کو پورا کرتی ہو تو اس میں حاضر ہونا واجب ہے اور حاضری کے وجوب کے لیئے چند چیزیں معتبر ہیں۔

اول : یہ کہ مکلف مرد ہو اور عورتوں کا جمعہ کے لیئے نماز میں حاضر ہونا واجب نہیں ہے۔

دوم : آزادی۔ لہٰذا غلاموں کے لیئے جمعہ کی نماز میں حاضر ہونا واجب نہیں ہے۔

سوم : حاضر ہونا' لہٰذا مسافر کے لیئے جمعہ کی نماز میں شامل ہونا واجب نہیں اور اس بات سے کوئی فرق نہیں پڑتا کہ نماز میں مسافر کی تکلیف قصر ہو یا اس مسافر کی طرح جس نے اقامت کا قصد کیا ہو پوری ہو۔

چہارم : بیماری اور اندھے پن سے شفایابی' لہٰذا بیمار اور اندھے شخص پر جمعہ کی نماز واجب نہیں ہے۔

پنجم : بوڑھا نہ ہونا' لہٰذا بوڑھے مردوں پر یہ نماز واجب نہیں۔

ششم : یہ کہ خود انسان کے اور اس جگہ کے درمیان جہاں جمعہ کی نماز قائم ہو دو فرسخ سے زیادہ فاصلہ نہ ہو اور جو شخص دو فرسخ کے سر پر ہو اس کے لیے حاضر ہونا واجب ہے اور اسی طرح ایک ایسے شخص کے لیئے جس کے لیئے جمعہ کی نماز میں حاضر ہونا مشکل ہو حاضر ہونا واجب نہیں ہے بلکہ بعید نہیں ہے کہ اگر مینہ برس رہا ہو تو حاضر ہونا واجب نہ ہو خواہ اس کے لیئے حاضر ہونا کسی تنگی یا تکلیف کا موجب نہ ہو۔

مسئلہ ۷۴۳ : چند احکام جن کا تعلق جمعہ کی نماز سے ہے یہ ہیں۔

اول : جس شخص پر سے جمعہ کی نماز ساقط ہو گئی ہو اور اس کا اس نماز میں حاضر ہونا واجب نہ ہو اس کے لیئے جائز ہے کہ ظہر کی نماز اول وقت میں ادا کرنے کے لیئے جلدی کرے۔

دوم : اگر کسی شخص کے شہر میں جامع شرائط جمعہ کی نماز قائم ہوتی ہو تو احتیاط کی بنا پر اس شخص کے لیئے یہ جائز نہیں کہ زوال آفتاب کے بعد سفر شروع کرے۔

سوم : جب امام خطبہ پڑھنے میں مشغول ہو تو باتیں کرنا جائز نہیں ہے۔

چہارم : بنابر احتیاط دونوں خطبوں کا توجہ سے سننا واجب ہے لیکن جو لوگ خطبوں کے معنی نہ سمجھتے ہوں ان کے لیئے توجہ سے سننا واجب نہیں ہے۔

پنجم : جمعہ کے دن کی دوسری اذان بدعت اور یہ وہی اذان ہے جسے عام طور پر تیسری اذان کا نام دیا جاتا ہے۔

ششم : ظاہر یہ ہے کہ جب امام خطبہ پڑھ رہا ہو تو حاضر ہونا واجب ہے۔

ہفتم : جب جمعہ کی نماز کے لیئے اذان دی جارہی ہو تو خرید فروخت اس صورت میں جب کہ وہ نماز میں مانع ہو حرام ہے اور اگر ایسا نہ ہو تو پھر حرام نہیں ہے اور اظہر یہ ہے کہ خرید و فروخت حرام ہونے کی صورت میں بھی معاملہ باطل نہیں ہوتا۔

ہشتم : اگر کسی شخص پر جمعہ کی نماز میں حاضر ہونا واجب ہو اور وہ اس نماز کو ترک کرے اور ظہر کی نماز بجا لائے تو اظہر یہ ہے کہ اس کی نماز صحیح ہو گی۔

مغرب اور عشاء کی نماز کا وقت

مسئلہ ۷۳۴ : واجب یہ ہے کہ جب تک مشرق کی جانب کی سرخی جو سورج غروب ہونے کے بعد ظاہر ہوتی ہے انسان کے سر پر سے نہ گزر جائے وہ مغرب کی نماز نہ پڑھے۔

مسئلہ ۷۳۵ : مغرب اور عشاء کی نماز کا وقت آدھی رات تک ہے لیکن اگر عشاء کی نماز متوجہ ہوتے ہوئے مغرب کی نماز سے پہلے پڑھی جائے تو وہ باطل ہے ماسوا اس کے کہ عشاء کی نماز ادا کرنے کی مقدار سے زیادہ وقت باقی نہ ہو کیونکہ اس صورت میں ضروری ہے کہ نماز عشاء نماز مغرب سے پہلے پڑھی جائے۔

مسئلہ ۷۳۶ : اگر کوئی شخص غلط فہمی کی بنا پر عشاء کی نماز مغرب کی نماز سے پہلے پڑھ لے اور نماز کے بعد اس امر کی جانب متوجہ ہو تو اس کی نماز صحیح ہے اور اسے چاہیئے کہ مغرب کی نماز اس کے بعد پڑھے۔

مسئلہ ۷۳۷ : اگر کوئی شخص مغرب کی نماز پڑھنے سے پہلے عشاء کی نماز پڑھنے لگے اور نماز کے دوران میں اسے پتہ چلے کہ اسے غلطی لگی ہے اور ابھی وہ چوتھی رکعت کے رکوع تک نہ پہنچا ہو تو

اسے چاہئے کہ نیت مغرب کی نماز کی طرف پھیر دے اور نماز ختم کرے اور بعد میں عشاء کی نماز پڑھے لیکن اگر چوتھی رکعت کے رکوع میں جا چکا ہو تو اسے چاہئے کہ نماز توڑ دے اور مغرب کی نماز پڑھنے کے بعد عشاء کی نماز پڑھے۔

مسئلہ ۷۳۸ : عشاء کی نماز کا آخری وقت آدھی رات ہے اور رات کا حساب اول غروب آفتاب سے ابتدائے طلوع آفتاب تک کرنا چاہیے۔

مسئلہ ۷۳۹ : اگر کوئی شخص گناہ کرتے ہوئے یا کسی عذر کی وجہ سے مغرب یا عشاء کی نماز آدھی رات تک نہ پڑھے تو احتیاط واجب کی بنا پر اسے چاہئے کہ صبح کی اذان سے پہلے پہلے ادا اور قضا کی نیت کیئے بغیر وہ نماز پڑھ لے۔

صبح کی نماز کا وقت

مسئلہ ۷۴۰ : صبح کی اذان کے قریب مشرق کی طرف سے سفیدی اوپر اٹھتی ہے جسے فجر اول کہا جاتا ہے جب یہ سفیدی پھیل جائے تو وہ فجر دوم اور صبح صادق کی نماز کا اول وقت ہے اور صبح کی نماز کا آخری وقت سورج نکلنے تک ہے۔

نماز کے وقت کے احکام

مسئلہ ۷۴۱ : انسان نماز میں اس وقت مشغول ہو سکتا ہے جب اسے یقین ہو جائے کہ وقت داخل ہو گیا ہے یا دو عادل مرد وقت داخل ہونے کی خبر دیں بلکہ کسی وقت شناس اور قابل اطمینان شخص کی اذان پر یا وقت داخل ہونے کے بارے میں اس کے خبر دینے پر بھی اکتفا کیا جا سکتا ہے۔

مسئلہ ۷۴۲ : اگر کوئی شخص نماز کے اول وقت میں بادل یا غبار کی وجہ سے وقت کے داخل ہونے کا یقین نہ کر سکے لیکن گمان رکھتا ہوں کہ وقت داخل ہو گیا ہے تو وہ نماز میں مشغول ہو سکتا ہے تاہم جن باتوں میں وقت پہچاننے کے بارے میں رکاوٹ شخصی ہو مثلاً نابینا ہونا یا قید خانے میں ہونا' ان میں احتیاط واجب یہ ہے کہ نماز پڑھنے میں تاخیر کرے حتیٰ کہ اسے یقین یا اطمینان ہو جائے کہ وقت داخل ہو گیا ہے۔

مسئلہ ۷۴۳ : اگر مذکورہ بالا قرائن میں سے کسی ایک کے مطابق کسی شخص کو اطمینان ہو جائے کہ نماز کا وقت ہو گیا ہے اور نماز میں مشغول ہو جائے لیکن نماز کے دوران میں اسے پتہ چلے کہ ابھی وقت داخل نہیں ہوا تو اس کی نماز باطل ہے اور اگر نماز کے بعد پتہ چلے کہ اس نے ساری نماز وقت سے پہلے پڑھی ہے تو اس کے لیئے بھی یہی حکم ہے اور احتیاط کی بنا پر اگر نماز کے دوران میں اسے پتہ چلے کہ وقت داخل ہو گیا ہے یا نماز کے بعد پتہ چلے کہ نماز پڑھتے ہوئے وقت داخل ہو گیا تھا تو وہ دوبارہ نماز پڑھے۔

مسئلہ ۷۴۴ : اگر کوئی شخص اس امر کی جانب متوجہ نہ ہو کہ وقت کے داخل ہونے کا یقین کر کے نماز میں مشغول ہونا چاہئے لیکن نماز کے بعد اسے معلوم ہو کہ اس نے ساری نماز وقت میں پڑھی ہے تو اس کی نماز صحیح ہے اور اگر اسے یہ پتہ چل جائے کہ اس نے وقت سے پہلے نماز پڑھی ہے یا اسے یہ پتہ نہ چلے کہ وقت میں پڑھی ہے یا وقت سے پہلے پڑھی ہے تو اس کی نماز باطل ہے بلکہ اگر نماز کے بعد اسے پتہ چلے کہ نماز کے دوران میں وقت داخل ہو گیا تھا تب بھی اسے چاہئے کہ اس نماز کو دوبارہ پڑھے۔

مسئلہ ۷۴۵ : اگر کسی شخص کو یقین ہو کہ وقت داخل ہو گیا ہے اور نماز پڑھنے لگے لیکن نماز کے دوران میں شک کرے کہ وقت داخل ہوا ہے یا نہیں تو اس کی نماز باطل ہے لیکن اگر نماز کے دوران میں اسے یقین ہو کہ وقت داخل ہو گیا ہے اور شک کرے کہ جتنی نماز پڑھی ہے وہ وقت میں پڑھی ہے یا نہیں تو اس کی نماز صحیح ہے۔

مسئلہ ۷۴۶ : اگر نماز کا وقت اتنا تنگ ہو کہ نماز کے بعض مستحب افعال بجالانے سے نماز کی کچھ مقدار وقت کے بعد پڑھنی پڑتی ہو تو متعلقہ شخص کو چاہئے کہ مستحب امور نہ بجا لائے مثلاً قنوت پڑھنے کی وجہ سے نماز کا کچھ حصہ وقت کے بعد پڑھنا پڑتا ہو تو اسے چاہئے کہ قنوت نہ پڑھے۔

مسئلہ ۷۴۷ : جس شخص کے پاس نماز کی ایک رکعت ادا کرنے کے اندازے سے وقت ہو اسے چاہئے کہ نماز ادا کرنے کی نیت سے پڑھے البتہ اسے یہ نہیں چاہئے کہ نماز کو جان بوجھ کر اس وقت تک التوا میں ڈالے۔

مسئلہ ۷۴۸ : جو شخص سفر میں نہ ہو اگر اس کے پاس غروب آفتاب تک پانچ رکعت نماز پڑھنے کے اندازے کے مطابق وقت ہو تو اسے چاہئے کہ ظہر اور عصر کی دونوں نمازیں پڑھے لیکن اگر اس کے پاس اس سے کم وقت ہو تو اسے چاہئے کہ صرف عصر کی نماز پڑھے اور بعد میں ظہر کی نماز قضا کرے اور اسی طرح اگر آدھی رات تک اس کے پاس پانچ رکعت پڑھنے کے اندازے کے مطابق وقت ہو تو اسے چاہئے کہ مغرب اور عشاء کی نماز پڑھے اور اگر وقت اس سے کم ہو تو اسے چاہئے کہ صرف عشاء کی نماز پڑھے اور بعد میں مغرب کی نماز پڑھے۔

مسئلہ ۷۴۹ : جو شخص سفر میں ہو اگر غروب آفتاب تک اس کے پاس تین رکعت نماز پڑھنے کے اندازے کے مطابق وقت ہو تو اسے چاہئے کہ ظہر اور عصر کی نماز پڑھے اور اگر اس سے کم وقت رکھتا ہو تو چاہئے کہ صرف عصر پڑھے اور بعد میں نماز ظہر کی قضا کرے اور اگر آدھی رات تک اس کے پاس چار رکعت نماز پڑھنے کے اندازے کے مطابق وقت ہو تو اسے چاہئے کہ مغرب اور عشاء کی نماز پڑھے اور اگر اس سے کم وقت رکھتا ہو تو چاہئے کہ عشاء کی نماز پڑھے اور بعد میں مغرب پڑھے اور اگر نماز عشاء پڑھنے کے بعد معلوم ہو کہ آدھی رات ہونے میں ایک رکعت یا اس سے زیادہ مقدار کے مطابق وقت باقی ہے تو اسے چاہئے کہ نماز مغرب فوراً ادا کی نیت سے پڑھے۔

مسئلہ ۷۵۰ : انسان کے لیئے مستحب ہے کہ نماز اول وقت میں پڑھے اور اس کے متعلق بہت تاکید کی گئی ہے اور جتنا اول وقت کے قریب ہو بہتر ہے ماسوا اس کے کہ اس میں تاخیر کسی وجہ سے بہتر ہو مثلاً اس لیئے انتظار کرے کہ نماز جماعت کے ساتھ پڑھے۔

مسئلہ ۷۵۱ : جب انسان کوئی ایسا عذر رکھتا ہو کہ اگر اول وقت میں نماز پڑھنا چاہے تو تیمم کر کے نماز پڑھنے پر مجبور ہو اور اسے علم ہو کہ اس کا عذر آخر وقت تک باقی رہے گا تو وہ اول وقت میں نماز پڑھ سکتا ہے لیکن اگر اس بات کا احتمال ہو کہ اس کا عذر دور ہو جائے گا تو اسے چاہئے کہ انتظار کرے حتیٰ کہ اس کا عذر دور ہو جائے اور اگر اس کا عذر دور نہ ہو تو آخر وقت میں نماز پڑھے اور یہ ضروری نہیں کہ اس قدر انتظار کرے کہ نماز کے صرف واجب افعال انجام دے سکے بلکہ اگر اس کے پاس مستحبات نماز (مثلاً اذان اور اقامت اور قنوت) کے لیئے بھی وقت ہو تو وہ تیمم کر کے ان مستحبات کے ساتھ نماز ادا کر سکتا ہے اور دوسری مجبوریوں کی صورت میں جو تیمم کرنے کا سبب نہ

ہوں اگر اس امر کا احتمال ہو کہ اس کا عذر باقی رہے تو اس کے لیئے جائز ہے کہ اول وقت میں نماز پڑھے لیکن اگر وقت کے دوران میں (یعنی آخر وقت گزرنے سے پہلے) اس کا عذر دور ہو جائے تو ضروری ہے کہ دوبارہ نماز پڑھے۔

مسئلہ ۷۵۲ : اگر ایک شخص نماز کے مسائل اور شکیات اور سہویات کا علم نہ رکھتا ہو اور اس بات کا احتمال ہو کہ اسے نماز میں ان میں سے کوئی نہ کوئی مسئلہ پیش آئے گا تو اس پر واجب ہے کہ انہیں سیکھنے کے لیئے نماز کو اول وقت سے موخر کر دے لیکن اگر اسے اطمینان ہو کہ نماز صحیح طریقے سے انجام دے سکتا ہے تو اول وقت میں نماز میں مشغول ہو سکتا ہے پس اگر نماز میں کوئی ایسا مسئلہ پیش نہ آئے جس کے حکم کے بارے میں وہ نہ جانتا ہو تو اس کی نماز صحیح ہے اور اگر کوئی ایسا مسئلہ پیش آئے جس کے حکم کے متعلق اسے علم نہ ہو تو اس کے لیئے جائز ہے کہ جن دو باتوں کا احتمال ہو ان میں سے ایک پر عمل کرے اور نماز ختم کرے تاہم اسے چاہئے کہ نماز کے بعد مسئلہ پوچھے اور اگر اس کی نماز باطل ثابت ہو تو دوبارہ پڑھے البتہ اگر صحیح ہو تو دوبارہ پڑھنا لازم نہیں ہے۔ یہ واضح رہے کہ تردد کی صورت میں نماز قصد وجوب کی بجائے صرف قصد قربت سے پڑھے۔

مسئلہ ۷۵۳ : اگر نماز کا وقت وسیع ہو اور قرض خواہ بھی اپنے قرض کا مطالبہ کرے تو اگر ممکن ہو تو متعلقہ شخص کو چاہئے کہ پہلے قرضہ ادا کرے اور بعد میں نماز پڑھے اور اگر کوئی ایسا دوسرا واجب کام پیش آجائے جسے فوراً بجالانا ضروری ہو تو اس کے لیئے بھی یہی حکم ہے مثلاً اگر دیکھے کہ مسجد نجس ہو گئی تو چاہئے کہ پہلے مسجد کو پاک کرے اور بعد میں نماز پڑھے ۔ اگر مذکورہ بالا دونوں صورتوں میں پہلے نماز پڑھے تو گناہ کا مرتکب ہو گا لیکن اس کی نماز صحیح ہو گی۔

وہ نمازیں جو ترتیب سے پڑھنی چاہئیں

مسئلہ ۷۵۴ : انسان کو چاہئے کہ نماز عصر نماز ظہر کے بعد اور نماز عشاء نماز مغرب کے بعد پڑھے اور اگر جان بوجھ کر نماز عصر نماز ظہر سے پہلے اور نماز عشاء نماز مغرب سے پہلے پڑھے تو اس کی نماز باطل ہو گی۔

مسئلہ ۷۵۵ : اگر کوئی شخص نماز ظہر کی نیت سے نماز پڑھنی شروع کرے اور نماز کے دوران

میں اسے یاد آئے کہ نماز ظہر تو پڑھ چکا ہے تو وہ نیت کو نماز عصر کی جانب نہیں موڑ سکتا بلکہ اسے چاہئے کہ نماز توڑ دے اور پھر نماز عصر پڑھے اور مغرب اور عشاء کی نماز میں بھی یہی صورت ہے۔

مسئلہ ۷۵۶ : اگر نماز عصر کے دوران میں کسی شخص کو یقین ہو کہ اس نے نماز ظہر نہیں پڑھی اور وہ نیت کو نماز ظہر کی طرف موڑ دے تو جونہی اسے یاد آئے کہ وہ نماز ظہر پڑھ چکا ہے اسے چاہئے کہ نیت کو نماز عصر کی طرف موڑ دے اور نماز مکمل کرے۔

مسئلہ ۷۵۷ : اگر کسی شخص کو نماز عصر کے دوران میں شک ہو کہ اس نے نماز ظہر پڑھی ہے یا نہیں تو اسے چاہئے کہ نیت کو نماز ظہر کی طرف موڑ دے لیکن اگر وقت اتنا کم ہو کہ نماز پڑھنے کے بعد سورج ڈوب جاتا ہو اور ایک رکعت کا وقت بھی باقی نہ بچتا ہو تو اسے چاہئے کہ نماز عصر کی نیت سے نماز مکمل کرے۔

مسئلہ ۷۵۸ : اگر کسی شخص کو نماز عشاء میں چوتھی رکعت کے رکوع سے پہلے شک ہو جائے کہ آیا اس نے مغرب کی نماز پڑھی ہے یا نہیں اور وقت اتنا کم ہو کہ نماز ختم ہونے کے بعد آدھی رات ہو جاتی ہو اور ایک رکعت نماز کا وقت بھی نہ بچتا ہو تو اسے چاہئے کہ عشاء کی نیت سے نماز ختم کرے. اور اگر زیادہ وقت رکھتا ہو تو چاہئے کہ نیت کو نماز مغرب کی طرف موڑ دے اور تین رکعت کی نماز ادا کرے اور اس کے بعد نماز عشاء پڑھے۔

مسئلہ ۷۵۹ : اگر کوئی شخص نماز عشاء میں چوتھی رکعت کے رکوع پر پہنچنے کے بعد شک کرے کہ آیا اس نے نماز مغرب پڑھی ہے یا نہیں اور وقت کم ہو تو اسے چاہئے کہ نماز عشاء مکمل کرے اور اگر پانچ رکعت کی مقدار کے مطابق وقت ہو تو چاہئے کہ نماز توڑ دے اور نماز مغرب اور نماز عشاء پڑھے۔

مسئلہ ۷۶۰ : اگر کوئی شخص ایسی نماز جو اس نے پڑھ رکھی ہو احتیاطاً" دوبارہ پڑھے اور نماز کے دوران میں اسے یاد آئے کہ جو نماز اسے اس نماز سے پہلے پڑھنی چاہئے تھی وہ اس نے نہیں پڑھی تو وہ نیت کو اس نماز کی طرف نہیں موڑ سکتا ہے۔ مثلاً جب وہ نماز عصر احتیاطاً" پڑھ رہا ہو اگر اسے یاد آئے کہ اس نے نماز ظہر نہیں پڑھی تو وہ نیت کو نماز ظہر کی طرف نہیں موڑ سکتا۔

مسئلہ ۷۶۱ : نماز قضا کی نیت نماز ادا کی طرف اور نماز مستحب کی نیت نماز واجب کی طرف موڑنا جائز نہیں ہے۔

مسئلہ ۷۶۲ : اگر نماز ادا کے لیئے وقت وسیع ہو تو انسان نماز کے دوران میں نیت کو نماز قضا کی طرف موڑ سکتا ہے لیکن یہ ضروری ہے کہ نماز قضا کی طرف نیت موڑنا ممکن ہو مثلاً اگر وہ نماز ظہر میں مشغول ہو تو نیت کو قضائے صبح کی طرف اس صورت میں موڑ سکتا ہے کہ تیسری رکعت کے رکوع میں داخل نہ ہوا ہو۔

مستحب نمازیں

مسئلہ ۷۶۳ : مستحب نمازیں بہت سی ہیں اور انہیں نافلہ کہتے ہیں اور مستحبی نمازوں میں سے روزانہ نافلہ نمازوں کی زیادہ تاکید کی گئی ہے۔ یہ نمازیں جمعہ کے دن کے علاوہ چونتیس رکعت ہیں جن میں سے آٹھ رکعت نافلہ ظہر آٹھ رکعت نافلہ عصر چار رکعت نافلہ مغرب۔ دو رکعت نافلہ عشاء گیارہ رکعت نافلہ شب (یعنی تہجد) اور دو رکعت نافلہ صبح ہیں اور چونکہ نافلہ عشاء کی دو رکعتیں بیٹھ کر پڑھنی چاہیں اس لیئے وہ ایک رکعت شمار ہوتی ہیں لیکن جمعہ کے دن ظہر اور عصر کے سولہ رکعت نافلہ پر چار رکعت کا اضافہ ہوتا ہے اور بہتر یہ ہے کہ یہ پوری کی پوری بیس رکعتیں زوال سے پہلے بجا لائی جائیں۔

مسئلہ ۷۶۴ : نافلہ شب (یعنی تہجد) کی گیارہ رکعتوں میں سے آٹھ رکعتیں نافلہ شب کی نیت سے اور دو رکعتیں نماز شفع کی نیت سے اور ایک رکعت نماز وتر کی نیت سے پڑھی جاتی ہے اور نافلہ شب کا مکمل طریقہ دعا کی کتابوں میں مذکور ہے۔

مسئلہ ۷۶۵ : نافلہ نمازیں بیٹھ کر بھی پڑھی جا سکتی ہیں۔

مسئلہ ۷۶۶ : ظہر اور عصر کی نافلہ نمازیں سفر میں نہیں پڑھنی چاہیں اور اگر نافلہ عشاء بقصد استحباب پڑھی جائے تو کوئی حرج نہیں ہے۔

روزانہ نافلہ نمازوں کا وقت

مسئلہ ۷۶۷ : نماز ظہر کا نافلہ نماز ظہر سے پہلے پڑھا جاتا ہے اور اس کی فضیلت کا وقت اول ظہر

سے اس وقت تک ہے جب کہ شاخص کے سایہ کی مقدار جو ظہر کے بعد پیدا ہو سات میں سے دو حصوں (یعنی ۷ / ۲) کے برابر ہو جائے مثلاً اگر شاخص کی لمبائی سات گز ہو تو جب وہ سایہ جو ظہر کے بعد پیدا ہو دو گز تک پہنچ جائے وہ نافلہ ظہر کا آخری وقت ہے۔

مسئلہ ۷۶۸ : نافلہ عصر نماز عصر سے پہلے پڑھا جاتا ہے اور اس کی فضیلت کا وقت اس وقت تک ہے کہ شاخص کے سائے کی وہ مقدار جو ظہر کے بعد پیدا ہو سات میں سے چار حصوں یعنی ۷ / ۴ تک پہنچ جائے اور اگر کوئی شخص چاہے کہ نافلہ ظہر یا نافلہ عصر ان نافلوں کے وقت کے بعد پڑھے تو اسے چاہئے کہ نافلہ ظہر کو نماز ظہر کے بعد اور نافلہ عصر کو نماز عصر کے بعد پڑھے اور احتیاط واجب کی بنا پر ادا اور قضا کی نیت نہ کرے۔

مسئلہ ۷۶۹ : نافلہ مغرب کی فضیلت کا وقت نماز مغرب کے ختم ہونے سے اس سرخی کے زائل ہونے تک ہے جو سورج غروب ہونے کے بعد مغرب کی جانب آسمان میں دکھائی دیتی ہے۔

مسئلہ ۷۷۰ : نافلہ عشاء کا وقت نماز عشاء ختم ہونے کے بعد سے آدھی رات تک ہے اور بہتر یہ ہے کہ نماز عشاء ختم ہونے کے فوراً بعد پڑھا جائے۔

مسئلہ ۷۷۱ : نافلہ صبح نماز صبح سے پہلے پڑھا جاتا ہے اور اس کا فضیلت کا وقت فجر اول کے بعد سے اس وقت تک ہے جب مشرق کی طرف سرخی ظاہر ہو اور فجر اول کی علامت نماز صبح کے وقت کے سلسلے میں بتائی جا چکی ہے۔ نافلہ صبح کا نافلہ شب (تہجد) کے فوراً بعد پڑھنا بھی ممکن ہے۔

مسئلہ ۷۷۲ : نافلہ شب (یعنی نماز تہجد) کا وقت آدھی رات سے صبح کی اذان تک ہے اور بہتر یہ ہے کہ صبح کی اذان کے قریب پڑھا جائے۔

مسئلہ ۷۷۳ : مسافر اور وہ شخص جس کے لیئے نافلہ شب کا آدھی رات کے بعد ادا کرنا مشکل ہو اسے اول شب میں بھی ادا کر سکتا ہے۔

نماز غفیلہ

مسئلہ ۷۷۴ : مشہور مستحبی نمازوں میں سے ایک نماز غفیلہ ہے جو مغرب اور عشاء کے درمیان میں پڑھی جاتی ہے اور بنابر احتیاط اس کا وقت مغرب کی جانب کی سرخی زائل ہونے سے پہلے

ہے اس کی پہلی رکعت میں حمد کے بعد کسی دوسری سورۃ کی بجائے یہ آیت پڑھنی چاہیے۔

وذا النون اذ ذھب مغاضباً فظن ان لن نقدر علیہ فنادی فی الظلمت ان لا الہ الا انت سبحنک انی کنت من الظلمین فاستجبنا لہ ونجینہ من الغم وکذلک ننجی المؤمنین ☆

اور دوسری رکعت میں حمد کے بعد بجائے کسی اور سورۃ کے یہ آیت پڑھنی چاہیئے وعندہ مفاتیح الغیب لایعلمھآ الا ھو ویعلم ما فی البر والبحر وما تسقط من ورقۃ الا یعلمھا ولا حبۃ فی ظلمت الارض ولا رطب ولا یابس الا فی کتب مبین ☆

اور اس کے قنوت میں یہ پڑھنا چاہیئے اللھم انی اسئلک بمفاتیح الغیب التی لایعلمھا الا انت ان تصلی علی محمد وآل محمد وان تفعل بی کذا و کذا اور کلمہ کذا و کذا کی بجائے اپنی حاجتیں بیان کرنی چاہئیں اور اس کے بعد کہنا چاہیئے اللھم انت ولی نعمتی والقادر علی طلبتی تعلم حاجتی فاسئلک بحق محمد وال محمد علیہ وعلیھم السلام لما قضیتھا لی ☆

قبلہ کے احکام

مسئلہ ۷۷۵ : خانہ کعبہ جو مکہ مکرمہ میں واقع ہے وہ ہمارا قبلہ ہے اور انسان کو چاہیئے کہ اس کے سامنے کھڑا ہو کہ نماز پڑھے لیکن جو شخص اس سے دور ہو اگر وہ اس طرح کھڑا ہو کہ اسے قبلہ سے انحراف اور روگردانی کا یقین نہ ہو اور دوسرے کام جو قبلہ کی طرف منہ کر کے انجام دینے چاہئیں (مثلاً حیوانات کو ذبح کرنا) ان کی بھی یہی صورت ہے۔

مسئلہ ۷۷۶ : جو شخص کھڑا ہو کر واجب نماز پڑھ رہا ہو اس کا چہرہ اور سینہ اور پیٹ قبلہ کی طرف ہونے چاہیں اور احتیاط مستحب یہ ہے کہ اس کے پاؤں کی انگلیاں بھی قبلہ کی طرف ہوں۔

مسئلہ ۷۷۷ : جس شخص کو بیٹھ کر نماز پڑھنی ہو اس کا چہرہ سینہ اور پیٹ نماز کے وقت قبلہ کی طرف ہونے چاہئیں۔

مسئلہ ۷۷۸ : جو شخص بیٹھ کر نماز نہ پڑھ سکے اسے چاہیئے کہ دائیں پہلو کے بل یوں لیٹے کہ

اس کے بدن کا اگلا حصہ قبلہ کی طرف ہو اور اگر یہ ممکن نہ ہو تو بائیں پہلو کے بل یوں لیٹے کہ اس کے بدن کا اگلا حصہ قبلہ کی طرف ہو اور اگر یہ بھی ممکن نہ ہو تو پشت کے بل یوں لیٹے کہ اس کے پاؤں کے تلوے قبلہ کی طرف ہوں۔

مسئلہ ۷۷۹ : نماز احتیاط اور بھولا ہوا سجدہ اور بھولا ہوا تشہد قبلہ کی طرف منہ کر کے بجالانا چاہئے اور احتیاط استحبابی کی بنا پر سجدہ سہو بھی قبلہ کی طرف منہ کر کے ادا کرنا چاہیے۔

مسئلہ ۷۸۰ : مستحبی نماز راستہ چلتے ہوئے اور سواری کی حالت میں پڑھی جا سکتی ہے اور اگر انسان ان دونوں حالتوں میں نماز مستحبی پڑھے تو ضروری نہیں کہ اس کا منہ قبلہ کی طرف ہو۔

مسئلہ ۷۸۱ : جو شخص نماز پڑھنا چاہے اس چاہیئے کہ قبلہ کی سمت کا تعین کرنے کے لیئے کوشش کرے تاکہ قبلہ کی سمت کے بارے میں یقین یا ایسی کیفیت جو یقین کے حکم میں ہو حاصل کر لے اور اگر ایسا نہ کر سکے تو چاہئے کہ مسلمانوں کی مسجد کے محراب سے یا ان کی قبروں سے یا دوسرے طریقوں سے جو گمان پیدا ہو اس کے مطابق عمل کرے حتیٰ کہ اگر کسی ایسے فاسق یا کافر کے کہنے پر جو سائنسی قواعد کے ذریعے قبلہ کا رخ پہچانتا ہو قبلہ کے بارے میں گمان پیدا کر لے تو وہ بھی کافی ہے۔

مسئلہ ۷۸۲ : جو شخص قبلہ کی سمت کے بارے میں گمان رکھتا ہو اگر وہ اس سے قوی تر گمان پیدا کر سکتا ہو تو اپنے گمان پر عمل نہیں کر سکتا مثلاً مہمان صاحب خانہ کے کہنے پر قبلہ کی سمت کے بارے میں گمان پیدا کر لے لیکن کسی دوسرے طریقے پر زیادہ قوی گمان پیدا کر سکتا ہو تو اسے صاحب خانہ کے کہنے پر عمل نہیں کرنا چاہیے۔

مسئلہ ۷۸۳ : اگر کوئی شخص قبلہ کا رخ متعین کرنے کا کوئی ذریعہ نہ رکھتا ہو یا کوشش کے باوجود اس کا گمان کسی ایک طرف نہ جاتا ہو تو اس کا کسی بھی طرف منہ کر کے نماز پڑھنا کافی ہے اور احتیاط واجب یہ ہے کہ اگر نماز کے لیئے وسیع وقت رکھتا ہو تو چار نمازیں چاروں طرف منہ کر کے پڑھے (یعنی وہی ایک نماز چار مرتبہ ایک ایک سمت کی جانب منہ کر کے پڑھے)۔

مسئلہ ۷۸۴ : اگر کسی شخص کو یقین یا گمان ہو کہ قبلہ دو میں ایک طرف ہے تو اسے چاہئے کہ دونوں طرف منہ کر کے نماز پڑھے۔

مسئلہ ۷۸۵ : جو شخص کئی طرف منہ کر کے نماز پڑھنا چاہتا ہو اگر وہ ایسی دو نمازیں پڑھنا چاہے جو ظہر اور عصر کی طرح یکے بعد دیگرے پڑھنی چاہئیں تو احتیاط واجب یہ ہے کہ پہلی نماز ان کئی اطراف کو منہ کر کے پڑھے اور بعد میں دوسری نماز شروع کرے۔

مسئلہ ۷۸۶ : جس شخص کو قبلہ کی سمت کا یقین نہ ہو اگر وہ نماز کے علاوہ کوئی ایسا کام کرنا چاہے جو قبلہ کی طرف منہ کر کے کرنا چاہئے مثلاً اگر وہ کوئی حیوان ذبح کرنا چاہتا ہے تو اسے چاہئے کہ گمان پر عمل کرے اور گمان ممکن نہ ہو تو جس طرف منہ کر کے وہ کام سرانجام دے درست ہے۔

نماز میں بدن کا ڈھانپنا

مسئلہ ۷۸۷ : مرد کو چاہئے کہ خواہ اسے کوئی بھی نہ دیکھ رہا ہو نماز کی حالت میں اپنی شرمگاہوں کو ڈھانپے واجب یہ ہے کہ ناف سے گھٹنوں تک کا بدن کا حصہ بھی ڈھانپے۔

مسئلہ ۷۸۸ : عورت کو چاہئے کہ نماز کے وقت اپنا تمام بدن حتیٰ کہ سر اور بال بھی ڈھانپے اور احتیاط مستحب یہ ہے کہ پاؤں کے تلوے بھی ڈھانپے البتہ چہرے کا جتنا حصہ وضو میں دھویا جاتا ہے اور کلائیوں تک ہاتھ اور ٹخنوں تک پاؤں کا ظاہری حصہ ڈھانپنا ضروری نہیں ہے لیکن یہ یقین کرنے کے لیئے کہ اس نے بدن کی واجب مقدار ڈھانپ لی ہے اسے چاہئے کہ چہرے کی اطراف کا کچھ حصہ اور کلائیوں اور ٹخنوں سے کچھ نیچے تک بھی ڈھانپے۔

مسئلہ ۷۸۹ : جب انسان بھولے ہوئے سجدے یا بھولے ہوئے تشہد کی قضا بجا لا رہا ہو اسے چاہئے کہ اپنے آپ کو نماز کے وقت کی طرح ڈھانپے اور احتیاط مستحب یہ ہے کہ سجدہ سہو بجا لانے کے وقت بھی اپنے آپ کو ڈھانپے۔

مسئلہ ۷۹۰ : اگر انسان جان بوجھ کر یا مسئلہ نہ جاننے کی وجہ سے غلطی کرتے ہوئے نماز میں اپنی شرمگاہ نہ ڈھانپے تو اس کی نماز باطل ہے۔

مسئلہ ۷۹۱ : اگر کسی شخص کو نماز کے دوران میں پتہ چلے کہ اس کی شرمگاہ ننگی ہے تو اس کی نماز باطل ہے لیکن اگر اسے نماز کے بعد پتہ چلے کہ نماز کے دوران میں اس کی شرمگاہ ننگی تھی تو اس کی

نماز صحیح ہے اور اگر نماز کے دوران میں اسے پتہ چلے کہ پہلے اس کی شرمگاہ ننگی تھی لیکن اب ڈھکی ہوئی ہے تو اس کی بھی یہی صورت ہے۔ (یعنی اس کی نماز صحیح ہے)

مسئلہ ۷۹۲ : جب کسی شخص کے پاس لباس نہ ہو تو وہ نماز میں اپنے آپ کو گھاس اور درختوں کے پتوں سے ڈھانپ سکتا ہے۔

مسئلہ ۷۹۳ : مجبوری کے عالم میں انسان نماز میں اپنے آپ کو کیچڑ سے ڈھانپ سکتا ہے۔

مسئلہ ۷۹۴ : اگر کسی شخص کے پاس کوئی چیز ایسی نہ ہو جس کے ساتھ نماز میں اپنے آپ کو ڈھانپے اور اس بات کا احتمال ہو کہ ایسی چیز اسے میسر آجائے گی تو بہتر یہ ہے کہ نماز پڑھنے میں تاخیر کرے اور اگر اسے کوئی چیز نہ ملے تو آخر وقت میں اپنے وظیفہ کے مطابق نماز پڑھے۔

مسئلہ ۷۹۵ : اگر کسی ایسے شخص کے پاس جو نماز پڑھنا چاہتا ہو اپنے آپ کو ڈھانپنے کے لیئے درخت کے پتے اور گھاس اور کیچڑ تک نہ ہو اور اس بات کا احتمال بھی نہ ہو کہ آخر وقت تک اسے کوئی چیز میسر آجائے گی تو اس صورت میں جب کہ احتمال اس امر کا ہو کہ کوئی نامحرم اسے دیکھ لے گا اسے چاہئے کہ بیٹھ کر نماز پڑھے اور اگر اسے اطمینان ہو کہ کوئی نامحرم اسے نہیں دیکھے گا تو کھڑا ہو کر نماز پڑھے اور احتیاط کی بنا پر ہاتھ اپنی شرمگاہ پر رکھ لے اور دونوں حالتوں میں رکوع اور سجود اشارے سے بجالائے اور بنا بر احتیاط مستحب سجدے کا اشارہ کچھ زیادہ کرے۔

نماز پڑھنے والے کے لباس کی شرائط

مسئلہ ۷۹۶ : نماز پڑھنے والے کے لباس کی چھ شرطیں ہیں۔

اول : یہ کہ پاک ہو۔

دوم : یہ کہ مباح ہو۔

سوم : یہ کہ مردار کے اجزاء سے نہ بنا ہو۔

چہارم : یہ کہ ایسے حیوان سے نہ بنا ہو جس کا گوشت حرام ہو۔

پنجم : یہ کہ اگر نماز پڑھنے والا مرد ہو تو اس کا لباس خالص ریشم اور زردوزی کا بنا ہوا نہ ہو اور ان کی تفصیل آئندہ مسائل میں بتائی جائے گی۔

مسئلہ ۷۹۷ : شرط اول ... نماز پڑھنے والے کا لباس پاک ہونا چاہئے اور اگر کوئی شخص حالت اختیار میں نجس بدن یا لباس کے ساتھ نماز پڑھے تو اس کی نماز باطل ہے۔

مسئلہ ۷۹۸ : اگر کوئی شخص جو اپنی کوتاہی کی وجہ سے یہ نہ جانتا ہو کہ نجس بدن اور لباس کے ساتھ نماز باطل ہے نجس بدن یا لباس کے ساتھ نماز پڑھے تو اس کی نماز باطل ہے۔

مسئلہ ۷۹۹ : اگر کوئی شخص مسئلہ نہ جاننے کی وجہ سے کوتاہی کی بنا پر کسی نجس چیز کے بارے میں یہ نہ جانتا ہو کہ نجس ہے مثلاً یہ نہ جانتا ہو کہ کافر کا پسینہ نجس ہے اور اس کے ساتھ (یعنی کافر کے پسینے کے ساتھ) نماز پڑھے تو اس کی نماز باطل ہے۔

مسئلہ ۸۰۰ : اگر کسی شخص کو یہ علم نہ ہو کہ اس کا بدن یا لباس نجس ہے اور اس کے نجس ہونے کے بارے میں اسے نماز کے بعد پتہ چلے تو اس کی نماز صحیح ہے۔

مسئلہ ۸۰۱ : اگر کوئی شخص یہ بھول جائے کہ اس کا بدن یا لباس نجس ہے اور اسے نماز کے دوران میں یا اس کے بعد یہ بات یاد آئے تو اسے چاہئے کہ نماز دوبارہ پڑھے اور اگر وقت گزر گیا ہو تو قضا کرے۔

مسئلہ ۸۰۲ : جو شخص وقت کی وسعت میں نماز میں مشغول ہو اگر نماز کے دوران میں اس کا بدن یا لباس نجس ہو جائے اور اس سے پیشتر کہ نجاست کے ساتھ نماز کا کوئی حصہ پڑھے اس امر کی جانب متوجہ ہو جائے کہ وہ نجس ہو گیا ہے یا اسے پتہ چلے کہ اس کا بدن یا لباس نجس ہے اور اس بارے میں اسے شک ہو کہ اسی وقت نجس ہوا ہے یا پہلے سے نجس تھا تو اس صورت میں اگر لباس اور جسم پاک کرنے یا لباس تبدیل کرنے یا لباس اتار دینے سے نماز نہ ٹوٹے تو بدن یا لباس پاک کرے یا لباس تبدیل کرے یا اگر کسی اور چیز نے اس کی مقدار واجب کو ڈھانپ رکھا ہو تو لباس اتار دے لیکن اگر صورت یہ ہو کہ اگر بدن یا لباس پاک کرے یا اگر لباس بدلے یا اتارے تو نماز ٹوٹتی ہو یا اگر لباس اتارے تو ننگا ہو جاتا ہو تو اسے چاہئے کہ نماز توڑ دے اور پاک بدن اور لباس کے ساتھ نماز پڑھے۔

مسئلہ ۸۰۳ : جو شخص تنگ وقت میں نماز میں مشغول ہو اگر نماز کے دوران میں اس کا لباس نجس ہو جائے اور اس سے پیشتر کہ وہ نجاست کے ساتھ نماز کا کوئی حصہ پڑھے اسے پتہ چل جائے کہ

نجس ہو گیا ہے یا اسے یہ پتہ چلے کہ اس کا لباس نجس ہے اور شک کرے کہ آیا اسی وقت نجس ہوا ہے یا پہلے سے نجس تھا تو اگر صورت یہ ہو کہ لباس پاک کرنے یا بدلنے یا اتارنے سے نماز نہ ٹوٹتی ہو اور وہ لباس اتار سکتا ہو تو اسے چاہئے کہ لباس کو پاک کرے یا بدلے یا اگر کسی اور چیز نے اس کی مقدار واجب کو ڈھانپ رکھا ہو تو لباس اتار دے اور نماز ختم کرے لیکن اگر کسی اور چیز نے اس کی مقدار واجب کو نہ ڈھانپ رکھا ہو اور وہ لباس بھی پاک نہ کر سکتا ہو تو اسے چاہئے کہ اسی نجس لباس کے ساتھ نماز کو ختم کرے۔

مسئلہ ۸۰۴ : کوئی شخص جو تنگ وقت میں نماز میں مشغول ہو اگر اس کا بدن نماز کے دوران میں نجس ہو جائے اور اس سے پیشتر کہ وہ نماز کا کوئی حصہ نجاست کے ساتھ پڑھے وہ اس امر کی جانب متوجہ ہو جائے کہ نجس ہو گیا ہے یا اسے پتہ چلے کہ اس کا بدن نجس ہے لیکن شک کرے کہ آیا اسی وقت نجس ہوا ہے یا پہلے سے نجس تھا تو اگر صورت یہ ہو کہ بدن پاک کرنے سے نماز نہ ٹوٹتی ہو تو بدن کو پاک کرے اور اگر نماز ٹوٹتی ہو تو اسے چاہئے کہ اسی حالت میں نماز ختم کرے اور اس کی نماز صحیح ہو گی۔

مسئلہ ۸۰۵ : اگر کوئی ایسا شخص نماز پڑھے جو اپنے بدن یا لباس کے پاک ہونے کے بارے میں شک رکھتا ہو اور نماز کے بعد اسے پتہ چلے کہ اس کا بدن یا لباس نجس تھا تو اس کی نماز صحیح ہے۔

مسئلہ ۸۰۶ : اگر کوئی شخص اپنا لباس دھوئے اور اسے یقین ہو جائے کہ لباس پاک ہو گیا ہے اور اس کے ساتھ نماز پڑھے اور نماز کے بعد اسے پتہ چلے کہ پاک نہ ہوا تھا تو اس کی نماز صحیح ہے۔

مسئلہ ۸۰۷ : اگر کوئی شخص اپنے بدن یا لباس میں خون دیکھے اور اسے یقین ہو کہ یہ نجس خونوں میں سے نہیں ہے مثلاً اسے یقین ہو کہ مچھر کا خون ہے لیکن نماز پڑھ چکنے کے بعد اسے پتہ چلے کہ یہ ان خونوں میں سے ہے جن کے ساتھ نماز نہیں پڑھی جا سکتی تو اس کی نماز صحیح ہے۔

مسئلہ ۸۰۸ : اگر کسی شخص کو یقین ہو کہ اس کے بدن یا لباس میں جو خون ہے وہ ایسا نجس خون ہے جس کے ساتھ نماز صحیح ہے مثلاً اسے یقین ہو کہ زخم اور پھوڑے کا خون ہے لیکن نماز کے بعد اسے پتہ چلے کہ یہ ایسا خون ہے جس کے ساتھ نماز باطل ہے تو اس کی نماز صحیح ہے۔

مسئلہ ۸۰۹ : اگر کوئی شخص یہ بھول جائے کہ ایک چیز نجس ہے اور گیلا بدن اور گیلا لباس اس چیز سے چھو جائے اور اسی بھول کے عالم میں وہ نماز پڑھ لے اور نماز کے بعد اسے یاد آئے تو اس کی نماز صحیح ہے لیکن اگر اس کا گیلا بدن اس چیز کو چھو جائے جس کا نجس ہونا وہ بھول گیا ہے اور اپنے آپ کو پاک کئے بغیر وہ غسل کرے اور نماز پڑھے تو اس کا غسل اور نماز باطل ہیں اور اگر وضو کے لئے اعضاء کا کوئی حصہ اس چیز سے چھو جائے جس کے نجس ہونے کے بارے میں وہ بھول گیا اور اس سے پیشتر کہ وہ اس حصے کو پاک کرے وہ وضو کرے اور نماز پڑھے تو اس کا وضو اور نماز باطل ہیں۔ اور کوئی دیکھنے والا نہ ہو تو برہنہ نماز پڑھے۔

مسئلہ ۸۱۰ : جو شخص صرف ایک لباس رکھتا ہو اگر اس کا بدن اور لباس نجس ہو جائیں اور اس کے پاس ان میں سے ایک کو پاک کرنے کے لیئے پانی ہو تو اولیٰ یہ ہے کہ بدن پاک کرے اور کوئی دیکھنے والا نہ ہو تو برہنہ نماز پڑھے اور اگر دیکھنے والا موجود ہے تو نجس لباس سے نماز پڑھے۔

مسئلہ ۸۱۱ : اگر ایک ایسا شخص جس کے پاس دو لباس ہوں یہ جانتا ہو کہ ان میں سے ایک نجس ہے لیکن اسے یہ علم نہ ہو کہ کون سا نجس ہے تو اگر وہ وقت رکھتا ہو تو اسے چاہئے کہ دونوں لباسوں سے نماز پڑھے (یعنی ایک دفعہ ایک لباس پہن کر اور ایک دفعہ دوسرا لباس پہن کر دو دفعہ وہی نماز پڑھے) مثلاً اگر وہ ظہر اور عصر کی نماز پڑھنا چاہے تو چاہئے کہ ہر ایک لباس سے ایک نماز ظہر کی اور ایک نماز عصر کی پڑھے لیکن اگر وقت تنگ ہو تو جس لباس کے ساتھ نماز پڑھ لے کافی ہے۔

مسئلہ ۸۱۲ : شرط دوم ... نماز پڑھنے والے کا لباس مباح ہونا چاہئے اور اگر ایک ایسا شخص جو جانتا ہو کہ غصبی لباس پہننا حرام ہے یا کوتاہی کی وجہ سے مسئلے کا حکم نہ جانتا ہو اور جان بوجھ کر اس لباس کے ساتھ نماز پڑھے تو اس کی نماز باطل ہے لیکن اگر لباس میں وہ چیزیں شامل ہوں جو تنہا شرمگاہ کو نہیں ڈھانپ سکیں اور اسی طرح وہ چیزیں جن سے اگرچہ شرمگاہ کو ڈھانپا جاسکتا ہو لیکن نماز پڑھنے والے نے انہیں اس وقت نہ پہن رکھا ہو مثلاً بڑا رومال یا کپڑا جو جیب میں رکھا ہو اور اسی طرح وہ چیزیں جنہیں نماز پڑھنے والے نے پہن رکھا ہو لیکن وہ ایک اور مباح ستر پوش بھی رکھتا ہو۔ ان تمام صورتوں میں ان چیزوں کا غصبی ہونا نماز کے لیئے کوئی ضرر نہیں رکھتا اگرچہ احتیاط ان کے ترک کر دینے میں ہے۔

مسئلہ ۸۱۳ : جو شخص یہ جانتا ہو کہ غصبی لباس پہننا حرام ہے لیکن یہ نہ جانتا ہو کہ وہ نماز کو باطل کر دیتا ہے اگر وہ جان بوجھ کر غصبی لباس کے ساتھ نماز پڑھے تو جیسا کہ سابقہ مسئلہ میں تفصیل سے بتایا گیا ہے اس کی نماز باطل ہے۔

مسئلہ ۸۱۴ : اگر کوئی شخص یہ نہ جانتا ہو یا بھول جائے کہ اس کا لباس غصبی ہے اور اس صورت میں کہ وہ خود غاصب نہ ہو اور اس لباس کے ساتھ نماز پڑھے تو اس کی نماز صحیح ہے۔

مسئلہ ۸۱۵ : اگر کسی شخص کو علم نہ ہو یا بھول جائے کہ اس کا لباس غصبی ہے اور نماز کے دوران میں اسے پتہ چل جائے اور کسی دوسری چیز نے اس کی شرمگاہ کو ڈھانپ رکھا ہو اور وہ فوراً یا موالات (یعنی نماز کا تسلسل) ٹوٹے بغیر غصبی لباس اتار سکتا ہو تو اسے چاہئے کہ فوراً اس لباس کو اتار دے اور اگر کسی اور چیز نے اس کی مقدار واجب کو نہ ڈھانپ رکھا ہو یا وہ غصبی لباس کو فوراً نہ اتار سکتا ہو یا اگر لباس کا اتارنا نماز کے تسلسل کو توڑ دیتا ہو تو اس صورت میں کہ اس کے پاس ایک رکعت کے اندازے کے مطابق وقت بھی ہو تو اسے چاہئے کہ نماز کو توڑ دے اور اس لباس کے ساتھ نماز پڑھے جو غصب کردہ نہ ہو اور اگر اتنا وقت نہ رکھتا ہو تو اسے چاہئے کہ نماز کی حالت میں لباس اتار دے اور برہنہ لوگوں کی نماز کے احکام کے مطابق نماز ختم کرے۔

مسئلہ ۸۱۶ : اگر کوئی شخص اپنی جان کی حفاظت کے لیئے غصبی لباس کے ساتھ نماز پڑھے یا مثال کے طور پر غصبی لباس کے ساتھ اس لیئے نماز پڑھے تاکہ اس لباس کو چور نہ لے جائے تو اس کی نماز صحیح ہے۔

مسئلہ ۸۱۷ : اگر کوئی شخص اس رقم سے لباس خریدے جس کا خمس اس نے ادا نہ کیا ہو تو اس لباس کے ساتھ نماز پڑھنے کے لیئے وہی حکم ہے جو غصبی لباس کے ساتھ نماز پڑھنے کے لیئے ہے۔

مسئلہ ۸۱۸ : شرط سوم ... یہ ضروری ہے کہ نماز پڑھنے والے کا لباس اس مردہ حیوان کے اجزاء سے نہ بنا ہو جو رگوں میں خون رکھتا ہو یعنی ایسا حیوان جس کی شہ رگ کاٹی جائے تو خون اچھل کر نکلے بلکہ اگر لباس اس مردہ حیوان مثلاً مچھلی اور سانپ سے تیار کیا جائے جو رگوں میں خون نہیں رکھتا تو احتیاط واجب یہ ہے کہ اس کے ساتھ نماز نہ پڑھی جائے۔

مسئلہ ۸۱۹ : اگر مردار کی ایسی چیز مثلاً گوشت اور کھال جس میں روح ہوتی ہے نماز پڑھنے والے نے اپنے ساتھ اٹھا رکھی ہو تو اس کی نماز صحیح نہیں ہے۔

مسئلہ ۸۲۰ : اگر حلال گوشت مردار کی کوئی ایسی چیز (مثلاً بال اور اون) جو روح نہ رکھتی ہو نماز پڑھنے والے کے ہمراہ ہو یا اس لباس کے ساتھ نماز پڑھے جو ان چیزوں سے تیار کیا گیا ہو تو اس کی نماز صحیح ہے۔

مسئلہ ۸۲۱ : شرط چہارم ... نماز پڑھنے والے کا لباس حرام گوشت جانور کے اجزاء سے بنا ہوا نہیں ہونا چاہئے اور اگر ایسے جانور کا ایک بال بھی اس کے پاس ہو تو اس کی نماز باطل ہے۔

مسئلہ ۸۲۲ : اگر حرام گوشت جانور مثلاً بلی کے منہ یا ناک کا پانی یا کوئی اور رطوبت نماز پڑھنے والے کے بدن یا لباس پر لگی ہو تو اگر وہ تر ہو تو نماز باطل اور اگر خشک ہو اور اس کا عین جزو زائل ہو گیا ہو تو نماز صحیح ہے۔

مسئلہ ۸۲۳ : اگر کسی مسلمان کا بال یا پسینہ یا منہ کا لعاب نماز پڑھنے والے کے بدن یا لباس پر لگا ہو تو کوئی حرج نہیں اور اگر مروارید اور موم اور شہد اس کے پاس ہو تو اس کے لیئے بھی یہی حکم ہے۔

مسئلہ ۸۲۴ : اگر کسی شخص کو شک ہو کہ لباس حلال گوشت جانور سے تیار کیا گیا ہے یا حرام گوشت جانور سے تو خواہ وہ مسلم ملک میں تیار کیا گیا ہو یا غیر مسلم میں بنا ہو اس کے ساتھ نماز پڑھنا جائز ہے۔

مسئلہ ۸۲۵ : یہ معلوم نہیں ہے کہ آیا سیپی حرام گوشت حیوان کے اجزاء میں سے ہے لہذا انسان کے لیئے اس کے ساتھ نماز پڑھنا جائز ہے۔

مسئلہ ۸۲۶ : خز خالص (پوستین) ریشمی پہننے سے نماز میں کوئی حرج نہیں ہوتا لیکن احتیاطاً مستحب یہ ہے کہ سنجاب کی پوستین کے ساتھ نماز نہ پڑھی جائے۔

مسئلہ ۸۲۷ : اگر کوئی شخص ایسے لباس کے ساتھ نماز پڑھے جس کے متعلق وہ نہ جانتا ہو یا

بھول گیا ہو کہ حرام گوشت جانور سے تیار ہوا ہے تو احتیاط مستحب کی بنا پر چاہئے کہ اس نماز کو دوبارہ پڑھے۔

مسئلہ ۸۲۸ : شرط پنجم ... زردوزی کا لباس پہننا مردوں کے لیئے حرام ہے اور نماز اس کے ساتھ باطل ہے لیکن عورتوں کے لیئے نماز میں یا نماز کے علاوہ اس کے پہننے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

مسئلہ ۸۲۹ : سونا پہننا مثلاً سونے کی زنجیر گلے میں پہننا اور سونے کی انگوٹھی ہاتھ یعنی انگلی میں پہننا اور سونے کی رسٹ واچ کلائی پر باندھنا اور سونے کی عینک لگانا مردوں کے لیئے حرام ہے اور ان چیزوں کے ساتھ ان کا نماز پڑھنا باطل ہے لیکن عورتوں کے لیئے نماز میں اور نماز کے علاوہ ان چیزوں کے استعمال میں کوئی حرج نہیں۔

مسئلہ ۸۳۰ : اگر ایک آدمی نہ جانتا ہو یا بھول گیا ہو کہ اس کی انگوٹھی یا لباس سونے کا ہے یا شک رکھتا ہو اور اس کے ساتھ نماز پڑھے تو اس کی نماز صحیح ہے اسی طرح جیب میں سونا یا سونے کی کوئی چیز رکھی ہو تو نماز صحیح ہے۔

مسئلہ ۸۳۱ : شرط ششم ... نماز پڑھنے والے مرد کا لباس حتیٰ کہ بنا بر احتیاط عرقچین (ایک قسم کی ٹوپی) اور ازار بند بھی خالص ریشم کا نہیں ہونا چاہئے اور نماز کے علاوہ بھی خالص ریشم کا پہننا مردوں کے لیئے حرام ہے۔

مسئلہ ۸۳۲ : اگر لباس کا تمام استر یا اس کا کچھ حصہ خالص ریشم کا ہو تو مرد کے لیئے اس کا پہننا حرام اور اس کے ساتھ نماز باطل ہے۔

مسئلہ ۸۳۳ : اگر کسی کو ایک لباس کے بارے میں یہ علم نہ ہو کہ خالص ریشم کا ہے یا کسی اور چیز کا بنا ہوا ہے تو اس کا پہننا جائز ہے اور اس کے ساتھ نماز پڑھنے میں بھی کوئی حرج نہیں ہے۔

مسئلہ ۸۳۴ : اگر ریشمی رومال یا اسی جیسی کوئی چیز مرد کی جیب میں ہو تو کوئی حرج نہیں اور وہ نماز کو باطل نہیں کرتی۔

مسئلہ ۸۳۵ : عورت کے لیئے نماز میں یا اس کے علاوہ وہ ریشمی لباس پہننے میں کوئی حرج نہیں۔

مسئلہ ۸۳۶ : مجبوری کی حالت میں غصبی اور خالص ریشمی اور زردوزی لباس پہننے میں کوئی حرج نہیں۔ علاوہ ازیں جو شخص یہ لباس پہننے پر مجبور ہو اور ان لباسوں کے علاوہ کوئی اور لباس نہ رکھتا ہو تو وہ ان لباسوں کے ساتھ نماز پڑھ سکتا ہے۔

مسئلہ ۸۳۷ : اگر کسی شخص کے پاس غصبی لباس اور مردار سے تیار کیئے گئے لباس کے علاوہ کوئی لباس نہ ہو اور وہ لباس پہننے پر مجبور نہ ہو تو اسے چاہئے کہ ان احکام کے مطابق نماز پڑھے جو برہنہ لوگوں کے لیئے بتائے گئے ہیں۔

مسئلہ ۸۳۸ : اگر کسی شخص کے پاس حرام گوشت جانور کے اجزاء سے تیار کیئے ہوئے لباس کے علاوہ اور کوئی لباس نہ ہو اور وہ لباس پہننے پر مجبور ہو تو اسی لباس کے ساتھ نماز پڑھ سکتا ہے اور اگر لباس پہننے پر مجبور نہ ہو تو اسے چاہئے کہ ان احکام کے مطابق نماز پڑھے جو برہنہ لوگوں کے لیئے بتائے گئے ہیں۔

مسئلہ ۸۳۹ : اگر کسی مرد کے پاس خالص ریشم یا زردوزی کے لباس کے علاوہ کوئی اور لباس نہ ہو اور وہ لباس پہننے پر مجبور نہ ہو تو اسے چاہئے کہ ان احکام کے مطابق نماز پڑھے جو برہنہ لوگوں کے لیئے بتائے گئے ہیں۔

مسئلہ ۸۴۰ : اگر کسی شخص کے پاس ایسی کوئی چیز نہ ہو جس سے اپنے بدن کی مقررہ مقدار کو نماز کے دوران ڈھانپ سکے تو اس پر واجب ہے کہ اگر ایسی چیز کرایہ پر یا خرید کر ملتی ہو تو اسے حاصل کرے لیکن اگر اس کی حصول کے لیئے اتنی رقم درکار ہو جو اس کی استطاعت سے باہر ہو یا صورت ایسی ہو کہ اگر رقم لباس پر خرچ کر دے تو اس کی حالت کے لیئے مضر ہو تو اسے چاہئے کہ ان احکام کے مطابق نماز پڑھے جو برہنہ لوگوں کے لیئے بتائے گئے ہیں۔

مسئلہ ۸۴۱ : جس شخص کے پاس لباس نہ ہو اگر کوئی دوسرا شخص اسے لباس بخش دے یا ادھار دے دے تو اگر اس لباس کا قبول کرنا اس کے لیئے مشقت اور سختی کا موجب نہ ہو تو اسے چاہئے کہ اسے قبول کر لے بلکہ ادھار لینا یا بخشش کے طور پر طلب کرنا اس کے لیئے تکلیف کا باعث نہ ہو تو

اسے چاہئے کہ جس کے پاس لباس ہو اس سے ادھار مانگ لے یا بخشش کے طور پر طلب کرے۔

مسئلہ ۸۴۲ : اگر کوئی شخص ایسا لباس پہننا چاہے کہ جس کا پہننا اس لباس کے کپڑے یا رنگ یا سلائی کے لحاظ سے اس کے معمول کے مطابق نہ ہو مثلاً یہ کہ کوئی اہل علم فوج یا پولیس کی وردی پہن لے تو اگر اس لباس کا پہننا ذلت کا باعث ہو تو اس کا پہننا حرام ہے اور اگر وہ اس لباس کے ساتھ نماز پڑھے اور اس کی شرمگاہ کو ڈھانپنے والا لباس صرف وہی ہو تو کچھ بعید نہیں کہ اس کی نماز باطل ہو۔

مسئلہ ۸۴۳ : اگر مرد زنانہ لباس پہنے اور عورت مردانہ لباس پہنے اور اسے اپنی زینت قرار دے تو احتیاط کی بنا پر اس کا پہننا حرام ہے اور اس لباس کے ساتھ نماز پڑھنے کے لیئے وہی حکم ہے جس کا ذکر سابقہ مسئلہ میں کیا گیا ہے۔

مسئلہ ۸۴۴ : جس شخص کو لیٹ کر نماز پڑھنی چاہئے اگر اس کا لحاف حرام گوشت جانور کے اجزاء سے بنا ہو تو اگر وہ (لحاف اتارنے سے) ننگا نہ ہو تو اس میں نماز پڑھنا جائز نہیں اور اگر وہ لحاف نجس یا ریشمی ہو اور اسے "پہناوا" کہا جاسکے تو بھی اس میں نماز جائز نہیں ہے ہاں اگر اسے محض اپنے اوپر ڈال لیا جائے تو کوئی حرج نہیں اور اس سے نماز باطل نہیں ہوگی۔ البتہ جہاں تک توشک کا سوال ہے اس کے استعمال میں کسی حالت میں بھی کوئی قباحت نہیں ماسوا اس کے کہ اس کا کچھ حصہ انسان اپنے اوپر لپیٹ لے اور اسے عرف عام میں پہناوا کہا جائے۔ اس صورت میں اس کے لیئے وہی حکم ہے جو لحاف کے لیئے ہے۔

جن صورتوں میں نماز پڑھنے والے کا بدن اور لباس پاک ہونا ضروری نہیں

مسئلہ ۸۴۵ : تین صورتوں میں جن کی تفصیل نیچے بیان کی جا رہی ہے اگر نماز پڑھنے والے کا بدن یا لباس نجس بھی ہو تو اس کی نماز صحیح ہے۔

اول : یہ کہ اس کے بدن کے زخم، جراحت یا پھوڑے کی وجہ سے اس کے لباس یا بدن پر خون لگ جائے۔

دوم : یہ کہ اس کے بدن یا لباس پر درہم (جس کی مقدار تقریباً شہادت والی انگلی کی اوپر والی گرہ کے برابر) کی مقدار سے کم خون لگ جائے۔

سوم : یہ کہ وہ نجس بدن یا لباس کے ساتھ نماز پڑھنے پر مجبور ہو۔

چہارم : علاوہ ازیں ایک صورت میں اگر نماز پڑھنے والے کا لباس نجس بھی ہو تو اس کی نماز صحیح اور وہ صورت یہ ہے کہ اس کا چھوٹا لباس مثلاً موزہ اور ٹوپی نجس ہو۔ (ان چاروں صورتوں کے مفصل احکام آئندہ مسئلوں میں بیان کیئے جائیں گے۔)

مسئلہ ۸۴۶ : اگر نماز پڑھنے والے کے بدن یا لباس پر زخم یا جراحت یا پھوڑے کا خون ہو اور صورت ایسی ہو جس میں عموماً لوگوں کے لیئے بدن یا لباس کا دھونا یا لباس بدلنا مشکل ہوتا ہے تو وہ اس خون کے ساتھ اس وقت تک نماز پڑھ سکتا ہے جب تک کہ زخم یا جراحت یا پھوڑا ٹھیک نہ ہو جائے اور اگر اس کے بدن یا لباس پر ایسی پیپ ہو جو خون کے ساتھ نکلی ہو یا ایسی دوائی ہو جو زخم پر لگائی گئی ہو اور نجس ہو گئی ہو تو اس کے لیئے بھی یہی حکم ہے۔

مسئلہ ۸۴۷ : اگر نماز پڑھنے والے کے بدن یا لباس پر ایسی خراش یا زخم کا خون لگا ہو جو جلدی ٹھیک ہو جاتا ہو اور جس کا دھونا آسان ہو تو اس کی نماز باطل ہے۔

مسئلہ ۸۴۸ : اگر بدن یا لباس کی ایسی جگہ جو زخم سے فاصلے پر ہو زخم کی رطوبت سے نجس ہو جائے تو اس کے ساتھ نماز پڑھنا جائز نہیں لیکن اگر لباس یا بدن کی وہ جگہ عموماً زخم کی رطوبت سے آلودہ ہو جاتی ہے اس زخم کی رطوبت سے نجس ہو جائے تو اس کے ساتھ نماز پڑھنے میں کوئی حرج نہیں۔

مسئلہ ۸۴۹ : اگر کسی شخص کے بدن یا لباس کو اس بواسیر سے جس کے مسے باہر نہ ہوں یا اس زخم سے جو منہ اور ناک وغیرہ کے اندر ہو خون لگ جائے تو ظاہر یہ ہے کہ وہ اس کے ساتھ نماز پڑھ سکتا ہے البتہ اس بواسیر کے خون کے ساتھ نماز پڑھنا بلا اشکال جائز ہے جس کے مسے مخرج کے باہر ہوں۔

مسئلہ ۸۵۰ : اگر کوئی ایسا شخص جس کے بدن پر زخم ہو اپنے بدن یا لباس پر ایسا خون دیکھے جو درہم سے زیادہ ہو اور یہ نہ جانتا ہو کہ یہ خون زخم کا ہے یا کوئی اور خون ہے تو اس کے لیئے اس خون کے ساتھ نماز پڑھنا جائز نہیں ہے۔

مسئلہ ۸۵۱ : اگر کسی شخص کے بدن پر چند زخم ہوں اور وہ ایک دوسرے کے اس قدر نزدیک ہوں کہ ایک زخم شمار ہوتے ہوں تو جب تک وہ تمام زخم ٹھیک نہ ہو جائیں ان کے خون کے ساتھ نماز پڑھنے میں کوئی حرج نہیں لیکن اگر وہ ایک دوسرے سے اتنے دور ہوں کہ ان میں سے ہر زخم ایک علیحدہ زخم شمار ہو تو اسے چاہئے کہ جو زخم ٹھیک ہو جائے نماز کے لیئے بدن اور لباس کو اس کے خون سے دھو کر پاک کرے۔

مسئلہ ۸۵۲ : اگر نماز پڑھنے والے بدن یا لباس پر سوئی کی نوک کے برابر بھی کتے' سور' کافر' مردار یا حرام گوشت جانور کا خون لگا ہو تو اس کی نماز باطل ہے اور احتیاط مستحب کی بنا پر حیض' نفاس اور استحاضہ کے خون کی بھی یہی صورت ہے لیکن کوئی دوسرا خون مثلاً انسان کے بدن کا خون یا حلال گوشت جانور کا خون گو بدن کے کئی حصوں پر لگا ہوا ہو لیکن اس کی مجموعی مقدار ایک درہم سے کم ہو تو اس کے ساتھ نماز پڑھنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

مسئلہ ۸۵۳ : جو خون بغیر استر کے کپڑے پر گرے اور دوسری طرف تک پہنچ جائے وہ ایک خون شمار ہوتا ہے لیکن اگر کپڑے کی دوسری طرف الگ سے خون آلودہ ہو جائے اور وہ دونوں خون ایک دوسرے سے مخلوط نہ ہو جائیں تو ان میں سے ہر ایک کو علیحدہ خون شمار کرنا چاہئے پس اگر وہ خون جو کپڑے کے سامنے کے رخ اور پچھلی طرف ہے مجموعی طور پر ایک درہم سے کم ہو تو اس کے ساتھ نماز صحیح ہے اور اگر اس سے زیادہ ہو تو اس کے ساتھ نماز باطل ہے اور اگر دونوں خون ایک دوسرے کے ساتھ مل جائیں تو احتیاط کی بنا پر ان کے لیئے بھی یہی حکم ہے۔

مسئلہ ۸۵۴ : اگر استر والے کپڑے پر خون گرے اور اس کے استر تک پہنچ جائے یا استر پر گرے اور کپڑے تک پہنچ جائے تو ہر ایک خون کو الگ شمار کرنا چاہئے لہٰذا اگر کپڑے کا خون اور استر کا خون ملا کر ایک درہم سے کم ہو تو اس کے ساتھ نماز صحیح ہے اور اگر زیادہ ہو تو اس کے ساتھ نماز باطل ہے۔

مسئلہ ۸۵۵ : اگر بدن یا لباس پر ایک درہم سے کم خون ہو اور کوئی رطوبت اس خون سے مل جائے اور اس کی اطراف کو آلودہ کر دے تو اس کے ساتھ نماز باطل ہے خواہ خون اور جو رطوبت اس

سے ملی ہے ایک درہم کے برابر نہ ہوں لیکن اگر رطوبت صرف خون سے ملے اور اس کی اطراف کو آلودہ نہ کرے تو ظاہر یہ ہے کہ اس کے ساتھ نماز پڑھنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

مسئلہ ۸۵۶ : اگر بدن اور لباس پر خون نہ ہو لیکن رطوبت سے اتصال کی وجہ سے خون سے نجس ہو جائیں تو اگرچہ جو مقدار نجس ہوئی ہے وہ ایک درہم سے کم ہو لیکن اس کے ساتھ نماز نہیں پڑھی جا سکتی۔

مسئلہ ۸۵۷ : بدن یا لباس پر جو خون ہو اگر وہ ایک درہم سے کم ہو اور کوئی دوسری نجاست اس سے آلگے مثلاً پیشاب کا ایک قطرہ اس پر گر جائے اور وہ بدن یا لباس سے لگ جائے تو اس کے ساتھ نماز پڑھنا جائز نہیں ہے۔

مسئلہ ۸۵۸ : اگر نماز پڑھنے والے کا چھوٹا لباس مثلاً ٹوپی اور موزہ جس کے ساتھ شرمگاہ کو نہ ڈھانپا جا سکتا ہو نجس ہو جائے اور وہ مردار یا حرام گوشت جانور کے اجزاء سے تیار نہ ہوا ہو تو اس کے ساتھ نماز صحیح ہے اور اسی طرح اگر نجس انگوٹھی کے ساتھ نماز پڑھی جائے تو کوئی حرج نہیں۔

مسئلہ ۸۵۹ : نجس چیز مثلاً نجس رومال' چابی اور چاقو کا نماز پڑھنے والے کے پاس ہونا جائز ہے اور بعید نہیں ہے کہ مطلق نجس لباس (جو پہنا ہوا نہ ہو) اور ڈھانپنے کی صلاحیت نہ رکھتا ہو اس کے پاس ہو تو نماز کوئی ضرر نہ پہنچائے اور اگر مقررہ مقدار کو ڈھانپنے کی صلاحیت ہو تو نماز باطل ہے۔

مسئلہ ۸۶۰ : اگر کوئی شخص جانتا ہو کہ جو خون اس کے لباس یا بدن پر ہے وہ ایک درہم سے کم ہے لیکن اس امر کا احتمال ہو کہ یہ ان خونوں میں سے ہے جو معاف نہیں ہیں تو اس کے لیئے جائز ہے کہ اس خون کے ساتھ نماز پڑھے اور اس کا دھونا ضروری نہیں ہے۔

مسئلہ ۸۶۱ : اگر وہ خون جو ایک شخص کے لباس یا بدن پر ہو ایک درہم سے کم ہو اور اسے یہ علم نہ ہو کہ یہ ان خونوں میں سے ہے جو معاف نہیں ہیں اور وہ نماز پڑھ لے اور پھر اسے پتہ چلے کہ یہ ان خونوں میں سے تھا جو معاف نہیں ہیں تو اس کے لیئے دوبارہ نماز پڑھنا ضروری نہیں ہیں اگرچہ احتیاط مستحب ہے کہ نماز کا اعادہ کرے اور اس وقت بھی یہی حکم ہے جب وہ یہ سمجھتا ہو کہ خون ایک درہم سے کم ہے اور نماز پڑھ لے اور بعد میں پتہ چلے کہ اس کی مقدار ایک درہم یا اس سے زیادہ

تھی۔ اس صورت میں بھی دوبارہ نماز پڑھنے کی ضرورت نہیں ہے۔

وہ چیزیں جو نماز پڑھنے والے کے لباس میں مستحب ہیں

مسئلہ ۸۶۲ : کئی ایک چیزیں نماز پڑھنے والے کے لباس میں ہونا مستحب ہیں اور ان میں سے کچھ یہ ہیں۔

" عمامہ بمع تحت الحنک' عبا اور سفید لباس اور ایسے لباس کا پہننا جو سب لباس سے پاکیزہ ہو اور خوشبو کا استعمال اور عقیق کی انگوٹھی پہننا۔"

وہ چیزیں جو نماز پڑھنے والے کے لباس میں مکروہ ہیں

مسئلہ ۸۶۳ : کئی ایک چیزیں نماز پڑھنے والے کے لباس میں ہونا مکروہ ہیں اور ان میں سے کچھ یہ ہیں۔

" سیاہ' میلا اور تنگ لباس اور شرابی کا لباس پہننا یا اس شخص کا لباس پہننا جو نجاست سے پرہیز نہ کرتا ہو اور ایسا لباس پہننا جس پر کسی جاندار کی تصویر ہو۔" اس کے علاوہ لباس کے بٹن کھلے ہونے اور ایسی انگوٹھی پہننا جس پر کس جاندار کی تصویر ہو مکروہ ہے۔

نماز پڑھنے والے کی جگہ (یعنی نماز پڑھنے کی جگہ)

نماز پڑھنے والے کی جگہ کی سات شرئیں ہیں پہلی شرط یہ ہے کہ بنابر احتیاط وہ مباح ہو۔

مسئلہ ۸۶۴ : اگر کوئی شخص غصب کی ہوئی زمین پر نماز پڑھے گو وہ فرش اور تخت اور ایسی ہی کسی چیز پر کیوں نہ ہو اگر اس کے اعضائے سجدہ کے مقامات غصبی ہوں تو علی الاحوط اس کی نماز باطل ہو گی اور آئندہ مسائل میں بھی یہی صورت ہے البتہ غصبی چھت اور غصبی خیمے کے نیچے نماز پڑھنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

مسئلہ ۸۶۵ : کسی ایسی جائیداد پر جس کی منفعت کسی دوسرے شخص کا مال ہو اس شخص کی اجازت کے بغیر نماز پڑھنا جو اس جائیداد کی منفعت کا مالک ہو باطل ہے مثلاً اگر مکان کامالک یا کوئی اور شخص کرائے کے مکان میں اس شخص کی اجازت کے بغیر نماز پڑھے جس نے مکان کرائے پر لے رکھا ہو

تو علی الاحوط اس کی نماز باطل ہے اور اگر کسی مرنے والے نے وصیت کی ہو کہ اس کے مال کا تیسرا حصہ فلاں کام پر خرچ کیا جائے اور اس کی وصیت پر عمل نہ ہوا ہو تو اس کی جائیداد میں بنابر احتیاط نماز نہیں پڑھی جا سکتی۔

مسئلہ ۸۶۶ : اگر کوئی شخص مسجد میں بیٹھا ہو اور کوئی دوسرا اس کی جگہ غصب کر لے اور وہاں نماز پڑھے تو بنابر احتیاط اس کی نماز باطل ہے۔

مسئلہ ۸۶۷ : اگر کوئی شخص کسی ایسی جگہ نماز پڑھے جس کے غصبی ہونے کے متعلق وہ بھول گیا ہو اور وہ نماز کے بعد اسے یاد آئے تو اس کی نماز صحیح ہے لیکن اگر کوئی ایسا شخص جس نے خود جگہ غصب کر رکھی ہو بھول جائے اور وہاں نماز پڑھے تو بنابر احتیاط اس کی نماز باطل ہے اور اگر کوئی شخص ایسی جگہ نماز پڑھے جس کے متعلق اسے علم نہ ہو کہ غصبی ہے اور نماز کے بعد اسے پتہ چلے کہ اس کے سجدے کا مقام غصبی تھا تو بعید نہیں ہے کہ اس کی نماز باطل ہو۔

مسئلہ ۸۶۸ : اگر کوئی شخص ایک جگہ کے متعلق جانتا ہو کہ غصبی ہے لیکن اسے یہ علم نہ ہو کہ غصبی جگہ پر نماز پڑھنا باطل ہے اور اس جگہ نماز پڑھے تو بنابر احتیاط اس کی نماز باطل ہو گی۔

مسئلہ ۸۶۹ : اگر کوئی شخص نماز واجب سواری کی حالت میں پڑھنے پر مجبور ہو اور سواری کا جانور یا اس کی زین یا نعل غصبی ہو تو بنابر احتیاط اس کی نماز باطل ہے اور اگر وہ شخص اس جانور پر سوار ہوتے ہوئے مستحبی نماز پڑھنا چاہے تو اس کے لیئے بھی یہی حکم ہے۔

مسئلہ ۸۷۰ : اگر کوئی شخص کسی جائیداد میں دوسرے کے ساتھ شریک ہو اور اس کا حصہ جدا نہ ہو تو اپنے شراکت دار کی اجازت کے بغیر وہ اس جائیداد پر تصرف نہیں کر سکتا اور بنابر احتیاط اس پر نماز نہیں پڑھ سکتا۔

مسئلہ ۸۷۱ : اگر کوئی شخص ایک ایسی مشخص رقم سے کوئی جائیداد خریدے جس کی زکوٰۃ اور خمس اس نے ادا نہ کیا ہو تو اس جائیداد پر اس کا تصرف حرام ہے اور اس پر ادا کی گئی نماز بنابر احتیاط باطل ہے۔

مسئلہ ۸۷۲ : اگر کسی زمین کا مالک زبان سے نماز پڑھنے کی اجازت دے دے لیکن انسان کو علم

ہو کہ وہ دل سے راضی نہیں ہے تو بنابر احتیاط اس زمین پر نماز پڑھنا باطل ہے اور اگر وہ اجازت نہ دے لیکن انسان کو یقین ہو کہ وہ دل سے راضی ہے تو نماز صحیح ہے۔

مسئلہ ۸۷۳ : جس میت نے خمس یا زکوٰۃ ادا نہ کی ہو اس کی جائیداد میں تصرف حرام اور اس پر نماز پڑھنا بنابر احتیاط باطل ہے لیکن اگر کوئی شخص وہ رقم جو میت کے ذمے ہو ادا کر دے یا ضمانت دے کہ ادا کر دے گا تو اس جائیداد میں تصرف کرنے اور اس پر نماز پڑھنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

مسئلہ ۸۷۴ : اگر مرنے والا شخص لوگوں کا مقروض ہو اور اس کے وارث بوجہ غفلت کے قرضہ ادا کرنے پر تیار نہ ہوں تو اس جائیداد پر تصرف حرام اور اس میں نماز بنابر احتیاط کے پڑھنا باطل ہے۔

مسئلہ ۸۷۵ : اگر میت کے ذمہ قرض نہ ہو لیکن اس کے بعض وارث کم سن یا مجنون یا غائب ہوں تو اس کے ولی کی اجازت کے بغیر اس کی جائیداد میں تصرف حرام اور اس میں نماز بنابر احتیاط باطل ہے۔

مسئلہ ۸۷۶ : مسافر خانہ یا حمام یا ایسی جگہوں میں جو آنے جانے والوں کے لیئے تیار کی گئی ہوں نماز پڑھنے میں کوئی حرج نہیں ہے لیکن اس قسم کی جگہوں کے علاوہ کسی جگہ اسی وقت نماز پڑھی جا سکتی ہے جب اس جگہ کا مالک اجازت دے یا کوئی ایسی بات کہے جس سے معلوم ہو کہ اس نے نماز پڑھنے کی اجازت دے دی ہے مثلاً اگر کسی شخص کو اجازت دے کہ اس کی املاک میں بیٹھے اور سوئے کیونکہ اس سے سمجھا جا سکتا ہے کہ اس نے نماز پڑھنے کی اجازت بھی دے دی ہے۔

مسئلہ ۸۷۷ : کسی بہت وسیع زمین میں جہاں سے نماز کے وقت دوسری جگہ جانا زیادہ تر لوگوں کے لیئے مشکل ہو مالک کی اجازت کے بغیر نماز پڑھی جا سکتی ہے۔

مسئلہ ۸۷۸ : شرط دوم ... نماز پڑھنے والے کے لیئے ضروری ہے کہ جس جگہ وہ نماز پڑھے وہ ہلتی جلتی نہ ہو اور اگر وقت کی تنگی یا کسی اور وجہ سے مجبور ہو تو جو جگہ ہلتی جلتی ہو (مثلاً موٹر کار، کشتی یا ریل گاڑی) اس میں نماز پڑھے اور جہاں تک ممکن ہو اسے چاہئے کہ سکون اور قبلہ کی رعایت کرے اور اگر یہ چیزیں (یعنی موٹر کار، کشتی یا گاڑی وغیرہ) قبلہ سے کسی دوسری طرف حرکت کریں تو اپنا منہ قبلہ کی جانب موڑ دے۔

مسئلہ ۸۷۹ : جب موٹر کار اور کشتی اور ریلوے ٹرین اور انہی جیسی اور چیزیں کھڑی ہوئی ہوں تو اس میں نماز پڑھنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

مسئلہ ۸۸۰ : گندم اور جو اور انہی جیسی دوسری چیزوں کے ڈھیر پر جو حرکت کیئے بغیر نہیں رہ سکتے نماز باطل ہے۔

شرط سوم ... انسان کو چاہئے کہ ایسی جگہ نماز پڑھے جہاں نماز پوری پڑھ لینے کا احتمال ہو۔ ایسی جگہ نماز پڑھنا صحیح نہیں ہے جس کے متعلق اسے یقین ہو کہ ہوا اور بارش یا بھیڑ بھاڑ کی وجہ سے وہاں پوری نماز نہ پڑھ سکے گا گو اتفاق سے پوری پڑھ لے۔

مسئلہ ۸۸۱ : اگر کوئی شخص ایسی جگہ نماز پڑھے جہاں ٹھہرنا حرام ہے۔ مثلاً کسی ایسی چھت کے نیچے جو عنقریب گرنے والی ہو تو وہ گناہ کا مرتکب ہو گا لیکن اس کی نماز صحیح ہے۔

مسئلہ ۸۸۲ : بنابر احتیاط کسی ایسی چیز پر نماز پڑھنا صحیح نہیں ہے جس پر کھڑا ہونا یا بیٹھنا حرام ہو مثلاً فرش کے ایسے حصے پر جہاں اللہ تعالیٰ کا نام لکھا ہو۔

شرط چہارم ... یہ کہ جس جگہ انسان نماز پڑھے اس کی چھت اتنی نیچی نہ ہو کہ سیدھا کھڑا بھی نہ ہو سکے اور نہ وہ جگہ اتنی مختصر ہو کہ رکوع اور سجدے کی گنجائش بھی نہ ہو۔

مسئلہ ۸۸۳ : اگر کوئی شخص ایسی جگہ نماز پڑھنے پر مجبور ہو جہاں بالکل سیدھا کھڑا ہونا ممکن نہ ہو تو اس کے لیئے ضروری ہے کہ بیٹھ کر نماز پڑھے اور اگر رکوع اور سجود ادا کرنے کا امکان نہ ہو تو ان کے لیئے سر سے اشارہ کرے۔

مسئلہ ۸۸۴ : انسان کو چاہئے کہ پیغمبر اور آئمہ علیہم السلام کی قبروں سے آگے ہو کر نماز نہ پڑھے۔

شرط پنجم ... یہ کہ اگر نماز پڑھنے کی جگہ نجس ہو تو اتنی تر نہ ہو کہ اس کی رطوبت نماز پڑھنے والے کے بدن یا لباس تک پہنچے لیکن اگر سجدہ میں پیشانی رکھنے کی جگہ نجس ہو تو خواہ وہ خشک بھی ہو نماز باطل ہے اور احتیاط مستحب یہ ہے کہ نماز پڑھنے کی جگہ قطعاً نجس نہ ہو۔

شرط ششم ... نماز کی حالت میں مرد اور عورت کے درمیان کم از کم دس ہاتھ سے کم فاصلہ نہ ہو۔

مسئلہ ۸۸۵ : اگر عورت اور مرد کے برابر ایک بالشت سے کم فاصلے پر اس سے آگے کھڑی ہو اور دونوں بیک وقت نماز پڑھنے لگے تو انہیں چاہئے کہ نماز دوبارہ پڑھیں لیکن اگر ان میں سے ایک دوسرے سے پہلے نماز کے لیئے کھڑا ہو جائے (یعنی پہلے نماز شروع کرے) تو فقط وہ شخص جو بعد میں نماز میں مشغول ہو اسے چاہئے کہ نماز دوبارہ پڑھے۔

مسئلہ ۸۸۶ : اگر مرد اور عورت ایک دوسرے کے برابر کھڑے ہوں یا عورت آگے کھڑی ہو اور دونوں نماز پڑھ رہے ہوں لیکن دونوں کے درمیان دیوار یا پردہ یا کوئی ایسی چیز حائل ہو کہ ایک دوسرے کو نہ دیکھ سکیں تو دونوں کی نماز صحیح ہے خواہ ان کے درمیان ایک بالشت سے کم فاصلہ کیوں نہ ہو۔

شرط ہفتم ... یہ کہ پیشانی رکھنے کی جگہ پاؤں کی انگلیاں رکھنے کی جگہ سے چار ملی ہوئی انگلیوں کی مقدار سے زیادہ پست یا زیادہ بلند نہ ہو۔ اس مسئلے کی تفصیل سجدہ کے احکام میں آئے گی۔

مسئلہ ۸۸۷ : نامحرم مرد اور عورت کا ایک ایسی جگہ ہونا جہاں کوئی اور نہ ہو اور نہ کوئی وہاں آسکتا ہو ایسی صورت میں ان کے گناہ میں ملوث ہو جانے کا احتمال ہو حرام ہے اور احتیاط مستحب یہ ہے کہ وہ وہاں نماز نہ پڑھیں۔

مسئلہ ۸۸۸ : جس جگہ ستار اور اسی جیسی چیزیں استعمال کی جاتی ہوں وہاں نماز پڑھنا باطل نہیں ہے گو ان کا سننا اور استعمال کرنا گناہ ہے۔

مسئلہ ۸۸۹ : احتیاط واجب یہ ہے کہ اختیار کی حالت میں خانہ کعبہ کی چھت پر نماز واجب نہ پڑھی جائے لیکن مجبوری کی حالت میں کوئی حرج نہیں ہے اور ظاہر یہ ہے کہ خانہ کعبہ میں نماز پڑھنا اختیار کی حالت میں بھی جائز ہے۔

مسئلہ ۸۹۰ : نماز مستحب کے خانہ کعبہ میں اور اس کی چھت پر پڑھنے میں کوئی حرج نہیں ہے بلکہ مستحب ہے کہ خانہ کعبہ کے اندر ہر رکن کے مقابل دو رکعت نماز پڑھی جائے۔

وہ مقامات جہاں نماز پڑھنا مستحب ہے

مسئلہ ۸۹۱ : اسلام کی مقدس شریعت میں بہت تاکید کی گئی ہے نماز مسجد میں پڑھی جائے اور سب مسجدوں سے بہتر، مسجد الحرام ہے اور اس کے بعد مسجد نبویؐ اور اس کے بعد مسجد کوفہ اور اس کے بعد مسجد بیت المقدس اور اس کے بعد ہر شہر کی مسجد جامع اور اس کے بعد محلّہ کی مسجد اور اس کے بعد بازار کی مسجد ہے۔

مسئلہ ۸۹۲ : عورتوں کے لیئے گھر میں بلکہ بند کوٹھری میں اور گھر کے پچھلے کمرے میں نماز پڑھنا بہتر ہے۔

مسئلہ ۸۹۳ : آئمہ علیہم السلام کے حرموں میں نماز پڑھنا مستحب ہے بلکہ مسجد میں نماز پڑھنے سے بہتر ہے اور روایت ہے کہ حضرت امیرالمومنین علیہ السلام کے حرم مطہر میں نماز پڑھنا دو لاکھ نمازوں کے برابر ہے۔

مسئلہ ۸۹۴ : مسجد میں زیادہ جانا اور اس مسجد میں جانا جہاں نماز پڑھنے والے نہ ہوں (یعنی جہاں لوگ بہت کم نماز پڑھنے آتے ہوں) مستحب ہے اور اگر کوئی شخص مسجد کے پڑوس میں رہتا ہو اور کوئی عذر بھی نہ رکھتا ہو تو اس کے لیئے مسجد کے علاوہ کسی جگہ نماز پڑھنا مکروہ ہے۔

مسئلہ ۸۹۵ : مستحب ہے کہ جو شخص مسجد میں حاضر نہ ہوتا ہو تو انسان اس کے ساتھ مل کر کھانا نہ کھائے اور کاموں کے بارے میں اس سے مشورہ نہ کرے اور اس کے پڑوس میں نہ رہے اور نہ اس سے عورت کا رشتہ لے اور نہ اسے رشتہ دے۔

وہ مقامات جہاں نماز پڑھنا مکروہ ہے

مسئلہ ۸۹۶ : کئی ایک مقامات پر نماز پڑھنا مکروہ ہے جن میں کچھ یہ ہیں۔

۱... حمام۔

۲... شور زمین۔

۳... کسی انسان کے مقابل۔

۴ ... اس دروازے کے مقابل جو کھلا ہو۔

۵ ... سڑک، گلی اور کوچے میں بشرطیکہ گزرنے والوں کے لیئے باعث زحمت نہ ہو اور اگر انہیں زحمت ہو تو ان کے راستے میں رکاوٹ ڈالنا حرام ہے۔

۶ ... آگ اور چراغ کے مقابل۔

۷ ... باورچی خانے میں اور ہر اس جگہ جہاں آگ بھٹی ہو۔

۸ ... کنویں کے اور ایسے گڑھے کے مقابل جس میں پیشاب کیا جاتا ہو۔

۹ ... کسی جاندار چیز کے عکس یا مجسمے کے سامنے ماسوا اس کے کہ اس پر پردہ ڈال دیا جائے۔

۱۰ ... ایسے کمرے میں جس میں جنب شخص موجود ہو۔

۱۱ ... جس جگہ فوٹو ہو خواہ وہ نماز پڑھنے والے کے سامنے نہ ہو۔

۱۲ ... قبر کے مقابل۔

۱۳ ... قبر کے اوپر۔

۱۴ ... دو قبروں کے درمیان

۱۵ ... قبرستان میں۔

مسئلہ ۸۹۷ : اگر کوئی شخص لوگوں کی گزر گاہ کے مقام پر نماز پڑھ رہا ہو یا کوئی اور شخص اس کے سامنے ہو تو نماز پڑھنے والے کے لیئے مستحب ہے کہ اپنے سامنے کوئی چیز رکھ لے اور اگر وہ چیز لکڑی یا رسی بھی ہو تو کافی ہے۔

مسجد کے احکام

مسئلہ ۸۹۸ : مسجد کی زمین چھت، کوٹھے اور اندرونی دیوار کو نجس کرنا حرام ہے اور جس شخص کو پتہ چلے کہ ان میں سے کوئی مقام نجس ہو گیا ہے اسے چاہئے کہ فوراً اس کی نجاست کو ہٹا دے اور احتیاط واجب یہ ہے کہ مسجد کی دیوار کے بیرونی حصے کو بھی نجس نہ کیا جائے لیکن اگر وہ نجس ہو جائے تو نجاست کا ہٹانا بطور احتیاط لازم ہے۔

مسئلہ ۸۹۹ : اگر کوئی شخص مسجد کو پاک کرنے پر قادر نہ ہو یا اسے مدد کی ضرورت ہو جو دستیاب

نہ ہو تو مسجد کا پاک کرنا اس پر واجب نہیں ہے لیکن احتیاط واجب کی بنا پر اسے چاہئے کہ جو شخص اسے پاک کر سکتا ہو اسے اطلاع دے دے۔

مسئلہ ۹۰۰ : اگر مسجد کی کوئی جگہ نجس ہو گئی ہو جسے کھودے یا توڑے پھوڑے بغیر پاک کرنا ممکن نہ ہو تو لوگوں کو چاہئے کہ اگر ایسا کرنا وقف کی مکمل بربادی اور نقصان کا موجب نہ ہو تو اس جگہ کو کھودیں یا توڑیں پھوڑیں اور جو جگہ کھودی گئی ہو اسے پر کرنا اور جو جگہ توڑی گئی ہو اسے تعمیر کرنا واجب نہیں ہے لیکن اگر مسجد کی اینٹ جیسی کوئی چیز نجس ہو گئی ہو تو ممکنہ صورت میں چاہئے کہ اسے پانی سے پاک کر کے اس کی اصلی جگہ پر لگا دیا جائے۔

مسئلہ ۹۰۱ : اگر کوئی شخص مسجد کو غصب کرے اور اس کی جگہ گھر یا ایسی ہی کوئی چیز تعمیر کر لے یا مسجد اس قدر ٹوٹ پھوٹ جائے کہ اس میں نماز پڑھنا ممکن نہ ہو تو تب بھی احتیاط کی بنا پر اسے نجس کرنا حرام ہے اور اگر نجس ہو جائے تو بنابراحتیاط پاک کرنا ضروری ہے۔

مسئلہ ۹۰۲ : آئمہ علیہم السلام میں سے کسی امام کا حرم نجس کرنا حرام ہے اور اگر ان میں سے کوئی حرم نجس ہو جائے اور اس کا نجس رہنا اس کی بے حرمتی کا سبب ہو تو اس کا پاک کرنا واجب ہے بلکہ احتیاط مستحب یہ ہے کہ خواہ بے حرمتی نہ بھی ہو تب بھی پاک کیا جائے۔

مسئلہ ۹۰۳ : اگر مسجد کی چٹائی نجس ہو جائے تو بنابراحتیاط اسے دھو کر پاک کرنا چاہئے اور اگر چٹائی کا نجس ہونا مسجد کی بے حرمتی میں شمار ہوتی ہو اور وہ دھونے سے خراب ہوتی ہو اور نجس حصے کا کاٹ دینا بہتر ہو تو اسے کاٹ دینا چاہیے۔

مسئلہ ۹۰۴ : اگر عین نجاست اور نجس شدہ چیز کو مسجد میں لے جانے سے مسجد کی بے حرمتی ہو تو اسے مسجد میں لے جانا حرام ہے بلکہ احتیاط مستحب یہ ہے کہ اگر بے حرمتی نہ بھی ہوتی ہو تو تب بھی عین نجس کو مسجد میں نہ لے جایا جائے۔

مسئلہ ۹۰۵ : اگر مسجد میں مجلس عزا کے لیئے خیمہ تانا جائے اور فرش کیا جائے اور سیاہ پردے لٹکائے جائیں اور چائے کا سامان ان کے اندر لے جایا جائے تو اگر یہ چیزیں مسجد کو ضرر نہ پہنچائیں اور نماز پڑھنے میں بھی مانع نہ ہوں تو کوئی حرج نہیں۔

مسئلہ ۹۰۶ : احتیاط مستحب یہ ہے کہ مسجد کو سونے سے اور ان چیزوں کی تصویروں سے نہ سجایا جائے جو انسان اور حیوان کی طرح روح رکھتی ہیں۔

مسئلہ ۹۰۷ : اگر مسجد ٹوٹ پھوٹ بھی جائے تب بھی نہ تو اسے بیچا جا سکتا ہے اور نہ ملکیت اور سڑک میں شامل کیا جا سکتا ہے۔

مسئلہ ۹۰۸ : مسجد کے دروازوں کھڑکیوں اور دوسری چیزوں کا بیچنا حرام ہے اور اگر مسجد ٹوٹ پھوٹ جائے تب بھی ان چیزوں کو اسی مسجد کی مرمت کے لیئے استعمال کرنا چاہئے اور اگر اس مسجد کے کام کی نہ رہی ہوں تو کسی دوسری مسجد کے کام میں لانا چاہئے اور اگر دوسری مسجدوں کے کام کی بھی نہ رہی ہوں تو انہیں بیچا جا سکتا ہے اور جو رقم حاصل ہو وہ بصورت امکان اسی مسجد کی مرمت پر ورنہ کسی دوسری مسجد کی مرمت پر خرچ کرنی چاہیئے۔

مسئلہ ۹۰۹ : مسجد کا تعمیر کرنا اور ایسی مسجد کی مرمت کرنا جو ٹوٹنے پھوٹنے والی ہو مستحب ہے اور اگر مسجد اس قدر ٹوٹ پھوٹ جائے کہ اس کی مرمت ممکن نہ ہو تو اسے گرا کر دوبارہ بنایا جا سکتا ہے بلکہ اگر مسجد ٹوٹی پھوٹی نہ ہو تب بھی اسے لوگوں کی ضرورت کی خاطر گرا کر وسیع کیا جا سکتا ہے۔

مسئلہ ۹۱۰ : مسجد کو صاف ستھرا رکھنا اور اس میں چراغ جلانا مستحب ہے اور اگر کوئی شخص مسجد میں جانا چاہے تو مستحب ہے کہ خوشبو لگائے اور پاکیزہ اور قیمتی لباس پہنے اور اپنے جوتے کے تلوے کے بارے میں تحقیق کرے کہ اسے نجاست تو نہیں لگی ہوئی اور مسجد میں داخل ہونے پر پہلے دایاں پاؤں اور باہر نکلنے پر پہلے بایاں پاؤں رکھے اور اسی طرح مستحب ہے کہ سب لوگوں سے پہلے مسجد میں آئے اور سب سے بعد نکلے۔

مسئلہ ۹۱۱ : جب کوئی شخص مسجد میں داخل ہو تو مستحب ہے کہ دو رکعت نماز مسجد کی تحیت (سلام) اور احترام کی نیت سے پڑھے اور اگر واجب نماز یا کوئی اور مستحب نماز پڑھے تب بھی کافی ہے۔

مسئلہ ۹۱۲ : بغیر مجبوری کے مسجد میں سونا اور دنیاوی کاموں کے بارے میں گفتگو کرنا اور کسی صنعت میں مشغول ہونا اور ایسے شعر پڑھنا جن میں نصیحت وغیرہ نہ ہو مکروہ ہے نیز مسجد میں تھوکنا اور ناک صاف کرکے کثافت گرانا اور بلغم تھوکنا اور گمشدہ کو طلب کرنا اور اپنی آواز بلند کرنا بھی مکروہ ہے

لیکن اذان کے لیئے آواز بلند کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے ان تمام کاموں میں سے کسی کام سے مسجد کی بے حرمتی لازم آئے تو حرام ہے۔

مسئلہ ۹۱۳ : بچے اور دیوانے کو مسجد میں داخل ہونے دینا مکروہ ہے اور اس شخص کا مسجد میں جانا بھی مکروہ ہے جس نے پیاز اور لسن وغیرہ کھایا ہو جس کی بو لوگوں کو تکلیف دیتی ہے۔

اذان اور اقامت

مسئلہ ۹۱۴ : ہر مرد اور عورت کے لیئے مستحب ہے کہ روزانہ کہ واجب نمازوں سے پہلے اذان اور اقامت کہے اور ایسا کرنا دوسری واجب یا مستحب نمازوں کے لیئے مشروع نہیں ہے۔ لیکن ایسی واجب نمازیں (مثلاً نماز آیات) جو روزانہ نہیں پڑھی جاتیں اگر باجماعت پڑھی جائیں تو تین دفعہ صلوٰۃ کہنا مستحب ہے۔

مسئلہ ۹۱۵ : مستحب ہے کے بچے کی پیدائش کے پہلے دن یا ناف اکھڑنے سے پہلے اس کے دائیں کان میں اذان اور بائیں کان میں اقامت کہی جائے۔

مسئلہ ۹۱۶ : اذان اٹھارہ جملوں پر مشتمل ہے۔

اللّٰہ اکبر ' اللّٰہ اکبر ' اللّٰہ اکبر ' اللّٰہ اکبر

اشھد ان لاالٰہ الا اللّٰہ ' اشھد ان لاالٰہ الا اللّٰہ

اشھد ان محمداً رسول اللّٰہ ' اشھد ان محمداً رسول اللّٰہ

حیی علی الصلاۃ ' حیی علی الصلاۃ

حیی علی الفلاح ' حیی علی الفلاح

حیی علی خیر العمل ' حیی علی خیر العمل

اللّٰہ اکبر ' اللّٰہ اکبر

لاالٰہ الا اللّٰہ ' لاالٰہ الا اللّٰہ

اور اقامت کے سترہ جملے ہیں یعنی اذان کی ابتداء سے دو مرتبہ اللّٰہ اکبر اور آخر سے ایک مرتبہ لاالٰہ الا اللّٰہ کم ہو جاتا ہے اور حیی علی خیر العمل کہنے کے بعد دو دفعہ قد قامت

الصلاۃ کا اضافہ کر دینا چاہیے۔

مسئلہ ۹۱۷ : اشھد ان علیاً ولی اللہ اذان اور اقامت کا جزو نہیں ہے لیکن اگر اشھد ان محمداً رسول اللہ کے بعد قربت کی نیت سے کہا جائے تو اچھا ہے۔

اذان اور اقامت کا ترجمہ

اللہ اکبر : یعنی خدائے تعالیٰ اس سے بزرگ تر ہے کہ اس کی تعریف کی جائے۔
اشھد ان لاالہ الااللہ : یعنی میں شہادت دیتا ہوں کہ یکتا اور بے مثل اللہ کے علاوہ کوئی اور خدا پرستش کے قابل نہیں۔
اشھد ان محمداً رسول اللہ : یعنی میں شہادت دیتا ہوں کہ حضرت محمد بن عبداللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ کے پیغمبر اور اس کی طرف سے بھیجے ہوئے ہیں۔
اشھد ان علیاً امیرالمؤمنین ولی اللہ : یعنی میں شہادت دیتا ہوں کہ حضرت علی علیہ السلام مومنوں کے امیر اور تمام مخلوق پر اللہ کے ولی ہیں۔
حیی علی الصلاۃ : یعنی نماز کی طرف جلدی کرو۔
حیی علی الفلاح : یعنی رستگاری کے لیئے جلدی کرو۔
حیی علی خیرالعمل : یعنی بہترین کام کے لیئے جلدی کرو۔
قدقامت الصلاۃ : یعنی بالتحقیق نماز قائم ہو گئی۔
لاالہ الااللہ : یعنی یکتا اور بے مثل اللہ کے علاوہ کوئی اور خدا پرستش کے قابل نہیں۔

مسئلہ ۹۱۸ : اذان اور اقامت کے جملوں کے درمیان زیادہ فاصلہ نہیں ہونا چاہیئے اگر ان کے درمیان معمول سے زیادہ فاصلہ ڈالا جائے تو اس (یعنی اذان یا اقامت کو) دوبارہ شروع سے کہنا چاہیئے۔

مسئلہ ۹۱۹ : اگر اذان یا اقامت میں آواز کو گلے میں اس طرح پھیرے کہ غنا ہوجائے یعنی اذان اور اقامت اس طرح کہے جیسا لہو و لعب اور کھیل کود کے محفلوں میں آواز نکالنے کا دستور ہے تو وہ حرام ہے اور اگر غنا نہ ہو تو مکروہ ہے۔

مسئلہ ۹۲۰ : دو نمازوں میں اذان مشروع نہیں ہے اول عرفہ کے دن عصر کی نماز کے لیئے جو کہ

نویں ذی الحجہ کا دن ہے اور دوم عید قربان کی رات کی نماز عشاء کی اذان اس شخص کے لیئے جو مشعرالحرام میں ہو اور ان دو نمازوں میں اذان اس صورت میں ساقط ہوتی ہے جب اس نماز اور اس سے پہلی نماز کے درمیان یا تو بالکل کوئی فاصلہ نہ ہو یا بہت کم فاصلہ ہو۔

مسئلہ ۹۲۱ : اگر نماز جماعت کے لیئے اذان اور اقامت کہی جا چکی ہو تو جو شخص اس جماعت کے ساتھ نماز پڑھ رہا ہو اسے اپنی نماز کے لیئے اذان اور اقامت نہیں کہنی چاہیے۔

مسئلہ ۹۲۲ : اگر کوئی شخص نماز جماعت کے لیئے مسجد میں جائے اور دیکھے کہ نماز جماعت ختم ہو چکی ہے تو جب تک صفیں ٹوٹ نہ جائیں اور لوگ منتشر نہ ہوجائیں اس کے لیئے جائز ہے کہ اپنی نماز کے لیئے اذان اور اقامت نہ کہے۔

مسئلہ ۹۲۳ : جہاں کچھ لوگ نماز جماعت پڑھ رہے ہوں یا ان کی نماز ابھی ابھی تمام ہوئی ہو اور صفیں ٹوٹی ہوں اگر کوئی شخص وہاں تنہا یا دوسری جماعت کے ساتھ جو قائم ہو رہی ہو نماز پڑھنا چاہے تو چھ شرطوں کے ساتھ اذان اقامت اس پر سے ساقط ہو جاتی ہے۔

۱ ... یہ کہ نماز جماعت مسجد میں ہو اور اگر مسجد میں نہ ہو تو اذان اور اقامت کا ساقط ہونا معلوم نہیں ہے۔

۲ ... یہ کہ اس نماز کے لیئے اذان اور اقامت کہی جا چکی ہو۔

۳ ... یہ کہ نماز جماعت باطل نہ ہو۔

۴ ... یہ کہ اس شخص کی نماز اور نماز جماعت ایک ہی جگہ پر ہو۔ لہذا اگر نماز جماعت مسجد کے اندر پڑھی جائے اور وہ شخص مسجد کی چھت پر نماز پڑھنا چاہے تو مستحب ہے کہ اذان اور اقامت کہے۔

۵ ... یہ کہ اس شخص کی نماز اور نماز جماعت دونوں ادا ہوں۔

۶ ... یہ کہ اس شخص کی نماز اور نماز جماعت کا وقت مشترک ہو مثلاً دونوں نماز ظہر یا عصر پڑھی جائیں یا جو نماز باجماعت پڑھی جائے وہ نماز ظہر ہو اور وہ شخص نماز عصر پڑھے یا وہ شخص نماز ظہر پڑھے اور نماز جماعت عصر کی نماز ہو۔

مسئلہ ۹۲۴ : جو شرائط سابقہ مسئلہ میں بیان کی گئی ہیں اگر کوئی شخص ان میں سے تیسری شرط

کے بارے میں شک کرے یعنی اسے شک ہو کہ آیا نماز جماعت صحیح تھی یا نہیں اس پر سے اذان اور اقامت ساقط ہے لیکن اگر وہ دوسری پانچ شرائط میں سے کسی ایک کے بارے میں شک کرے تو مستحب ہے کہ اذان اور اقامت کہے۔

مسئلہ ۹۲۵ : اگر کوئی شخص کسی دوسرے کی کہی ہوئی اذان اور اقامت سنے تو مستحب ہے کہ اس کا جو حصہ سنے خود بھی اسے آہستہ آہستہ کہے۔

مسئلہ ۹۲۶ : اگر کسی شخص نے کسی دوسرے کی اذان اور اقامت سنی ہو خواہ اس نے ان جملوں کو دہرایا ہو یا نہ دہرایا ہو تو اگر اس اذان اور اقامت اور اس نماز کے درمیان جو وہ پڑھنا چاہتا ہو زیادہ فاصلہ نہ ہوا ہو تو اس کے لیئے جائز ہے کہ اپنی نماز کے لیئے اذان اور اقامت نہ کہے۔

مسئلہ ۹۲۷ : اگر کوئی مرد عورت اذان کو لطف اٹھانے کے ارادے سے سنے تو خود اس کی اذان ساقط نہ ہوگی بلکہ اگر اس کا ارادہ لطف اٹھانے کا نہ ہو تب بھی ساقط نہ ہوگی۔

مسئلہ ۹۲۸ : ضروری ہے کہ نماز جماعت کے لیئے اذان اور اقامت مرد کہے لیکن عورتوں کی نماز جماعت میں اگر عورت اذان اور اقامت کہہ دے تو کافی ہے۔

مسئلہ ۹۲۹ : اقامت اذان کے بعد کہنی چاہئے علاوہ ازیں اقامت میں معتبر ہے کہ کھڑے ہو کر اور وضو یا غسل یا تیمم کے ذریعے حدث سے طہارت کی حالت میں کہی جائے۔

مسئلہ ۹۳۰ : اگر کوئی شخص اذان اور اقامت کے جملے بغیر ترتیب کے کہے مثلاً **حیی علی الفلاح** کا جملہ **حیی علی الصلاۃ** سے پہلے کہے تو اسے چاہئے کہ جہاں سے ترتیب درہم برہم ہوئی ہے وہاں سے دوبارہ کہے۔

مسئلہ ۹۳۱ : اذان اور اقامت کے درمیان فاصلہ نہیں ہونا چاہئے اور اگر ان کے درمیان اتنا فاصلہ ہو جائے کہ جو اذان کہی جا چکی ہے اسے اس اقامت کی اذان شمار نہ کیا جا سکے تو مستحب ہے کہ دوبارہ اذان کہی جائے علاوہ ازیں اگر اذان اور اقامت کے اور نماز کے درمیان اتنا فاصلہ ہو جائے کہ اذان اور اقامت اس نماز کی اذان اور اقامت شمار نہ ہو تو مستحب ہے کہ اس نماز کے لیئے دوبارہ اذان اور اقامت کہی جائے۔

مسئلہ ۹۳۲ : اذان اور اقامت صحیح عربی میں کہنی چاہئے پس اگر کوئی شخص انہیں غلط عربی میں کہے یا ایک حرف کی جگہ کوئی دوسرا حرف کہے یا مثلاً ان کا ترجمہ اردو زبان میں کہے تو یہ صحیح نہیں ہے۔

مسئلہ ۹۳۳ : اذان اور اقامت نماز کا وقت داخل ہونے کے بعد کہنی چاہئیں اور اگر کوئی شخص جان بوجھ کر یا بھول کر وقت سے پہلے کہے تو باطل ہے۔

مسئلہ ۹۳۴ : اگر کوئی شخص اقامت کہنے سے پہلے شک کرے کہ اذان کہی ہے یا نہیں اسے چاہئے کہ اذان کہے اور اگر اقامت کہنے میں مشغول ہو جائے اور شک کرے کہ آیا اذان کہی ہے یا نہیں تو اذان کہنا ضروری نہیں۔

مسئلہ ۹۳۵ : اگر اذان اور اقامت کہنے کے دوران میں کوئی جملہ کہنے سے پہلے شخص شک کرے کہ آیا اس نے اس سے پیشتر والا جملہ کہا ہے یا نہیں تو اسے چاہئے کہ جس جملے کے کہنے کے بارے میں اسے شک ہوا ہے اسے کہے لیکن اگر اسے اذان یا اقامت کا کوئی جملہ ادا کرتے ہوئے شک ہو کہ آیا اس نے اس سے پیشتر والا جملہ کہا ہے یا نہیں تو اس جملے کا کہنا ضروری نہیں۔

مسئلہ ۹۳۶ : مستحب ہے کہ اذان کہتے وقت انسان قبلہ کی طرف منہ کر کے کھڑا ہو اور وضو یا غسل کی حالت میں ہو اور ہاتھوں کو کانوں پر رکھے اور آواز کو بلند کرے اور کھینچے اور اذان کے جملوں کے درمیان قدرے فاصلہ دے اور جملوں کے درمیان باتیں نہ کرے۔

مسئلہ ۹۳۷ : مستحب ہے کہ اقامت کہتے وقت انسان کا بدن ساکن ہو اور اذان کے مقابلے میں اقامت آہستہ کہے اور اس کے جملوں کو ایک دوسرے سے جوڑ نہ دے لیکن اقامت کے جملوں کے درمیان اتنا فاصلہ نہ دے جتنا اذان کے جملوں کے درمیان دیتا ہے۔

مسئلہ ۹۳۸ : متعلقہ شخص کے لیئے مستحب ہے کہ اذان اور اقامت کے درمیان ایک قدم آگے بڑھے یا تھوڑی دیر کے لیئے بیٹھ جائے یا سجدہ کرے یا اللہ کا ذکر کرے یا دعا پڑھے یا تھوڑی دیر کے لیئے ساکت ہو جائے یا کوئی بات کرے یا دو رکعت نماز پڑھے لیکن صبح کی اذان اور اقامت کے درمیان کلام کرنا اور نماز مغرب کی اذان اور اقامت کے درمیان نماز پڑھنا (یعنی دو رکعت نماز پڑھنا) مستحب

نہیں ہے۔

مسئلہ ۹۳۹ : مستحب ہے کہ جس شخص کو اذان کہنے پر مقرر کیا جائے وہ عادل اور وقت کو پہچاننے والا ہو اور اس کی آواز بلند ہو اور وہ بلند جگہ پر اذان دے۔

نماز کے واجبات

واجبات نماز گیارہ ہیں :

۱- نیت	۲- قیام	۳- تکبیرۃ الاحرام	۴- رکوع
۵- سجود	۶- قرات	۷- ذکر	۸- تشہد
۹- سلام	۱۰- ترتیب	۱۱- موالات یعنی اجزائے نماز کا پے در پے بجالانا	

مسئلہ ۹۴۰ : نماز کے واجبات میں سے بعض اس کے رکن ہیں یعنی اگر انسان انہیں بجا نہ لائے تو خواہ ایسا کرنا جان بوجھ کر ہو یا غلطی سے ہو نماز باطل ہو جاتی ہے اور بعض واجبات رکن نہیں ہیں یعنی اگر وہ غلطی سے چھوٹ جائیں تو نماز باطل نہیں ہوتی۔

نماز کے ارکان پانچ ہیں :

۱... نیت

۲... تکبیرۃ الاحرام

۳... رکوع سے متصل قیام (یعنی رکوع میں جانے سے پہلے کھڑا ہونا اور حالت قیام سے رکوع میں جانا)۔

۴... رکوع

۵... رکعت میں دو سجدے اور جہاں تک زیادتی کا تعلق ہے اگر زیادتی عمداً ہو تو بغیر کسی شرط کے نماز باطل ہے اور اگر غلطی سے ہوئی ہو تو رکوع یا ایک ہی رکعت کے دو سجدوں میں زیادتی سے نماز باطل ہو جاتی ہے ورنہ باطل نہیں ہوتی۔

نیت

مسئلہ ۹۴۱ : انسان کو چاہئے کہ نماز قربت کی نیت سے پڑھے یعنی خداوند عالم کے حکم کی بجا آوری کے لیئے پڑھے اور یہ احتیاط ضروری ہے کہ نیت کا تلفظ نہ کرے بلکہ صرف ذہنی طور پر نماز اس کی رکعتوں اور وقت کا تعین اور تصور کرے۔

مسئلہ ۹۴۲ : اگر کوئی شخص ظہر کی نماز میں یا عصر کی نماز میں نیت کرے کہ چار رکعت نماز پڑھتا ہوں لیکن اس امر کا تعین نہ کرے کہ نماز ظہر کی ہے یا عصر کی تو اس کی نماز باطل ہے۔ نیز مثال کے طور پر اگر کسی شخص پر نماز ظہر کی قضا واجب ہو اور وہ اس قضا نماز یا نماز ظہر کو نماز ظہر کے وقت میں پڑھنا چاہئے تو اسے چاہئے کہ جو نماز وہ پڑھے نیت میں اس کا تعین کرے۔

مسئلہ ۹۴۳ : انسان کو چاہئے کہ شروع سے آخر تک اپنی نیت پر قائم رہے اگر وہ نماز میں اس طرح غافل ہو جائے کہ اگر کوئی پوچھے کہ تو کیا رہا ہے تو اس کی سمجھ میں نہ آئے کہ کیا جواب دے تو اس کی نماز باطل ہے۔

مسئلہ ۹۴۴ : انسان کو چاہئے کہ فقط خداوند عالم کے حکم کی بجا آوری کے لیئے نماز پڑھے پس جو شخص ریا کرے یعنی لوگوں کو دکھانے کے لیئے نماز پڑھے اس کی نماز باطل ہے خواہ یہ نماز پڑھنا فقط لوگوں کو دکھانے کے لیئے ہو یا خدا اور لوگ دونوں اس کی نظر میں ہوں۔

مسئلہ ۹۴۵ : اگر کوئی شخص نماز کا کچھ حصہ بھی اللہ کے علاوہ کسی اور کے لیئے بجا لائے تو اس کی نماز باطل ہے بلکہ اگر نماز تو خدا کے لیئے پڑھے لیکن لوگوں کو دکھانے کے لیئے کسی خاص جگہ مثلاً مسجد میں پڑھے یا خاص وقت مثلاً اول وقت میں پڑھے یا کسی خاص طرز سے مثلاً باجماعت پڑھے تو اس کی نماز باطل ہے اور احتیاط کی بنا پر اگر نماز کا کوئی مستحب حصہ مثلاً قنوت بھی اللہ کے علاوہ کسی اور کے لیئے پڑھے تو اس کی نماز باطل ہے۔

تکبیرۃ الاحرام

مسئلہ ۹۴۶ : ہر نماز کے شروع میں اللہ اکبر کہنا واجب اور رکن ہے اور انسان کو چاہئے کہ اللہ

کے حروف اور اکبر کے حروف اور دو کلمے اللہ اور اکبر پے در پے کہے اور یہ بھی ضروری ہے کہ یہ دو کلمے صحیح عربی میں کہے جائیں اور اگر کوئی شخص غلط عربی میں کہے یا مثلاً ان کا اردو ترجمہ کر کے کہے تو صحیح نہیں ہے۔

مسئلہ ۹۴۷ : احتیاط واجب یہ ہے کہ انسان نماز کی تکبیرۃ الاحرام کو اس چیز سے نہ ملائے جو وہ اس سے پہلے پڑھ رہا ہو (مثلاً اقامت یا دعا ہے جو وہ تکبیر سے پہلے پڑھ رہا ہو)۔

مسئلہ ۹۴۸ : اگر کوئی شخص چاہئے کہ اللہ اکبر کو اس چیز کے ساتھ جو بعد میں پڑھی ہو مثلاً بسم اللہ الرحمٰن الرحیم سے ملا دے، تو اسے چاہئے کہ اکبر کے حرف "راء" پر پیش دے لیکن احتیاط واجب یہ ہے کہ واجب نماز میں اسے کسی دوسری چیز سے نہ ملائے۔

مسئلہ ۹۴۹ : تکبیرۃ الاحرام کہتے وقت ضروری ہے کہ انسان کا بدن ساکن ہو اور اگر کوئی شخص جان بوجھ کر اس حالت میں تکبیرۃ الاحرام کہے کہ اس کا بدن حرکت میں ہو تو اس کا تکبیرۃ الاحرام کہنا باطل ہے اور نماز بھی باطل ہو گی۔

مسئلہ ۹۵۰ : انسان کو چاہئے کہ تکبیر اور حمد و سورہ اور ذکر اور دعائیں پڑھے کہ خود سن سکے اور اگر اونچا سننے یا بہرہ ہونے کی وجہ سے یا شور و غل کی وجہ سے نہ سن سکے تو اس طرح کہے کہ اگر کوئی امر مانع نہ ہو تو سن لے۔

مسئلہ ۹۵۱ : اگر کوئی شخص گونگا ہو یا اس کی زبان میں کوئی نقص ہو جس کی وجہ سے وہ اللہ اکبر نہ کہہ سکتا ہو تو اسے چاہئے کہ جس طرح بھی کہہ سکے کہے اور اگر بالکل ہی نہ کہہ سکتا ہو تو بنا بر احتیاط اسے چاہئے کہ دل میں کہے اور تکبیر کے لیئے اشارہ کرے اور اگر ممکن ہو تو اپنی زبان کو بھی حرکت دے۔

مسئلہ ۹۵۲ : انسان کے لیئے مستحب ہے تکبیرۃ الاحرام کے بعد کہے۔

یا محسن قد اتاک المسئی وقد امرت المحسن ان یتجاوز عن المسئی انت المحسن وانا المسئی بحق محمد وال محمد صلی علی محمد وال محمد و تجاوز عن قبیح ما تعلم منی (یعنی) اے بندوں پر احسان کرنے والے خدا یہ گنہگار بندہ تیری بارگاہ میں آیا ہے اور تو نے حکم دیا ہے کہ نیک لوگ گنہگاروں سے در گزر کریں۔ تو احسان کرنے والا ہے اور میں گنہگار ہوں

محمد و آل محمد پر اپنی رحمتیں نازل فرما اور محمد و آل محمد کے طفیل میری برائیوں سے جنہیں تو جانتا ہے درگزر فرما۔

مسئلہ ۹۵۳ : انسان کے لیئے مستحب ہے کہ نماز کی پہلی تکبیر اور نماز کی درمیانی تکبیریں کہتے وقت ہاتھوں کو کانوں کے برابر تک لے جائے۔

مسئلہ ۹۵۴ : اگر کوئی شخص شک کرے کہ تکبیرۃ الاحرام کہی ہے یا نہیں اور قرات میں مشغول ہو چکا ہو تو اسے چاہئے کہ اپنے شک کی پروانہ کرے اور اگر ابھی کچھ نہ پڑھا ہو تو چاہئے کہ تکبیر کہے۔

مسئلہ ۹۵۵ : اگر کوئی شخص تکبیرۃ الاحرام کہنے کے بعد شک کرے کہ اسے صحیح طریقے سے کہا ہے یا نہیں تو خواہ اس نے کوئی چیز پڑھی ہو یا نہ پڑھی ہو اپنے شک کی پروا نہ کرے۔ تکبیرۃ الاحرام کے بعد اور قرآت سے پہلے **اعوذباللہ** پڑھنا بطور احتیاط ضروری ہے۔

قیام یعنی کھڑا ہونا

مسئلہ ۹۵۶ : تکبیرۃ الاحرام کہنے کے موقع پر قیام اور رکوع سے پہلے قیام جسے قیام متصل بہ رکوع کہا جاتا ہے رکن ہے لیکن حمد اور سورۃ پڑھنے کے موقع پر قیام اور رکوع کے بعد قیام رکن نہیں ہے اور اگر کوئی شخص اسے بھول چوک کی وجہ سے ترک کر دے تو اس کی نماز صحیح ہے۔

مسئلہ ۹۵۷ : تکبیرۃ الاحرام کہنے سے پہلے اور اس کے بعد میں تھوڑی دیر کے لیئے کھڑا ہونا واجب ہے تاکہ یقین ہو جائے کہ تکبیر قیام کی حالت میں کہی گئی ہے۔

مسئلہ ۹۵۸ : اگر کوئی شخص رکوع کرنا بھول جائے اور حمد اور سورہ کے بعد بیٹھ جائے اور پھر اسے یاد آئے کہ رکوع نہیں کیا تو اسے چاہئے کہ کھڑا ہو جائے اور رکوع میں جائے لیکن اگر سیدھا کھڑا ہوئے بغیر جھکے ہونے کی حالت میں رکوع کرے تو چونکہ وہ قیام متصل بہ رکوع نہیں بجالایا اس لیئے اس کی نماز باطل ہے۔

مسئلہ ۹۵۹ : جس وقت ایک شخص تکبیرۃ الاحرام یا قرات کے لیئے کھڑا ہو اسے چاہئے کہ بدن کو حرکت نہ دے اور کسی طرف نہ جھکے اور احتیاط کی بنا پر کسی جگہ ٹیک نہ لگائے لیکن اگر ایسا کرنا بہ امر

مجبوری ہو تو کوئی حرج نہیں۔

مسئلہ ۹۶۰ : اگر قیام کی حالت میں کوئی شخص بھولے سے بدن کو حرکت دے یا کسی طرف جھک جائے یا کسی جگہ ٹیک لگا لے تو کوئی حرج نہیں ہے۔

مسئلہ ۹۶۱ : احتیاط مستحب یہ ہے کہ قیام کے وقت انسان کے دونوں پاؤں زمین پر ہوں لیکن یہ ضروری نہیں کہ بدن کا بوجھ دونوں پاؤں پر ہو چنانچہ اگر ایک پاؤں پر بھی ہو تو کوئی حرج نہیں۔

مسئلہ ۹۶۲ : جو شخص ٹھیک طور پر کھڑا ہو سکتا ہو اگر وہ اپنے پاؤں ایک دوسرے سے اتنے جدا رکھے کہ اس پر "کھڑا ہونا" کہنا صادق نہ آتا ہو تو اس کی نماز باطل ہے۔

مسئلہ ۹۶۳ : جب انسان نماز میں واجب اذکار میں سے کوئی چیز پڑھنے میں مشغول ہو تو ضروری ہے کہ اس کا بدن ساکن ہو اور جس وقت وہ قدرے آگے یا پیچھے ہونا چاہئے یا بدن کو دائیں یا بائیں جانب تھوڑی سی حرکت دینا چاہے اسے چاہئے کہ اس وقت کوئی چیز نہ پڑھے۔

مسئلہ ۹۶۴ : اگر بدن کی حرکت کی حالت میں کوئی شخص مستحبی ذکر پڑھے مثلاً رکوع میں جانے یا سجدہ میں جانے کے وقت تکبیر کہے تو اس کی نماز صحیح ہے اور انسان کو چاہئے کہ **بحول اللہ وقوتہ اقوم واقعد** اس وقت کہے جب کھڑا ہو رہا ہو۔

مسئلہ ۹۶۵ : ہاتھوں اور انگلیوں کو حمد پڑھتے وقت حرکت دینے میں کوئی حرج نہیں اگرچہ احتیاط مستحب یہ ہے کہ انہیں بھی حرکت نہ دی جائے۔

مسئلہ ۹۶۶ : اگر کوئی شخص حمد اور سورہ پڑھتے وقت یا تسبیحات پڑھتے وقت بے اختیار اتنی حرکت کرے کہ بدن کے ساکن ہونے کی حالت سے خارج ہو جائے تو احتیاط مستحب یہ ہے کہ بدن کے دوبارہ سکون حاصل کرنے پر جو کچھ اس نے حرکت کی حالت میں پڑھا تھا دوبارہ پڑھے۔

مسئلہ ۹۶۷ : اگر نماز کے دوران میں کوئی شخص قیام سے عاجز ہو جائے تو اسے چاہئے کہ بیٹھ جائے اور بیٹھ بھی نہ سکتا ہو تو لیٹ جائے لیکن جب تک اس کے بدن کو سکون حاصل نہ ہو کوئی واجب ذکر نہ کرے۔

مسئلہ ۹۶۸ : جب تک انسان کھڑا ہو کر نماز پڑھ سکتا ہے بیٹھنا نہیں چاہئے مثلاً اگر کھڑا ہونے کی حالت میں کسی کا بدن حرکت کرتا ہو یا وہ کسی چیز پر ٹیک لگانے پر یا بدن کو تھوڑا سا ٹیڑھا کرنے پر مجبور ہو تب بھی اسے چاہئے کہ جیسے بھی ہو سکے کھڑا ہو کر نماز پڑھے لیکن اگر وہ کسی طرح بھی کھڑا نہ ہو سکتا ہو تو اسے چاہئے کہ سیدھا بیٹھ کر نماز پڑھے۔

مسئلہ ۹۶۹ : جب تک انسان بیٹھ سکے اسے لیٹ کر نماز نہیں پڑھنی چاہئے اور اگر وہ سیدھا ہو کر نہ بیٹھ سکے تو چاہئے کہ جیسے بھی ممکن ہو بیٹھے اور اگر بالکل نہ بیٹھ سکے تو اسے چاہئے کہ جیسا کہ قبلہ کے احکام میں کہا گیا ہے دائیں پہلو لیٹے اور اگر دائیں پہلو نہ لیٹ سکے تو بائیں پہلو لیٹے اور اگر یہ بھی ممکن نہ ہو تو پشت کے بل اس طرح لیٹے کہ اس کے پاؤں قبلہ کی طرف ہوں۔

مسئلہ ۹۷۰ : جو شخص بیٹھ کر نماز پڑھ رہا ہو اگر وہ حمد اور سورہ پڑھنے کے بعد کھڑا ہو سکے اور رکوع کھڑا ہو کر بجالائے تو چاہئے کہ کھڑا ہو جائے اور قیام کی حالت سے رکوع میں جائے اور اگر ایسا نہ کر سکے تو چاہئے کہ رکوع بھی بیٹھ کر بجالائے۔

مسئلہ ۹۷۱ : جو شخص لیٹ کر نماز پڑھ رہا ہو اگر وہ نماز کے دوران میں اس قابل ہو جائے کہ بیٹھ سکے تو اسے چاہئے کہ نماز کی جتنی مقدار ممکن ہو بیٹھ کر پڑھے اور اگر کھڑا ہو سکے تو چاہئے کہ جتنی مقدار ممکن ہو کھڑا ہو کر پڑھے لیکن جب تک اس کے بدن کو سکون حاصل نہ ہو جائے اسے چاہئے کہ واجب اذکار میں سے کچھ نہ پڑھے۔

مسئلہ ۹۷۲ : جو شخص بیٹھ کر نماز پڑھ رہا ہو اگر نماز کے دوران میں اس قابل ہو جائے کہ کھڑا ہو سکے تو چاہئے کہ نماز کی جتنی مقدار ممکن ہو کھڑا ہو کر پڑھے لیکن جب تک اس کے بدن کو سکون حاصل نہ ہو جائے اسے چاہئے کہ واجب اذکار میں سے کچھ نہ پڑھے۔

مسئلہ ۹۷۳ : اگر کسی ایسے شخص کو جو کھڑا ہو سکتا ہو یہ خوف ہو کہ کھڑا ہونے سے بیمار ہو جائے گا یا اسے کوئی ضرر پہنچے گا تو وہ بیٹھ کر نماز پڑھ سکتا ہے اور اگر بیٹھنے سے بھی ڈرتا ہو تو لیٹ کر نماز پڑھ سکتا ہے۔

مسئلہ ۹۷۴ : اگر کسی انسان کو یہ احتمال ہو کہ آخر وقت تک کھڑا ہو کر نماز پڑھ سکے گا تو بہتر ہے

کہ نماز پڑھنے میں تاخیر کرے لیکن اگر آخر وقت تک کھڑا نہ ہو سکے تو آخر وقت میں اپنے وظیفہ کے مطابق نماز پڑھے اور اس صورت میں کہ اس نے اول وقت میں نماز پڑھی ہو اور آخر وقت میں کھڑا ہونے پر قادر ہو گیا ہو تو اسے چاہئے کہ نماز دوبارہ پڑھے۔

مسئلہ ۹۷۵ : انسان کے لیئے مستحب ہے کہ قیام کی حالت میں جسم سیدھا رکھے اور کندھوں کو نیچے کی طرف ڈھیلا چھوڑ دے اور ہاتھوں کو رانوں پر رکھے اور انگلیوں کو آپس میں متصل رکھے اور نگاہ سجدہ کی جگہ پر رکھے اور بدن کا بوجھ دونوں پاؤں پر یکساں ڈالے اور خشوع اور خضوع کے ساتھ کھڑا ہو اور پاؤں آگے پیچھے نہ رکھے اور اگر مرد ہو تو پاؤں کے درمیان تین پھیلی ہوئی انگلیوں سے لے کر ایک بالشت تک کا فاصلہ رکھے اور اگر عورت ہو تو دونوں پاؤں ملا رکھے۔

قرات

مسئلہ ۹۷۶ : انسان کو چاہئے کہ روزانہ واجب نمازوں کی پہلی اور دوسری رکعت میں پہلے حمد اور اس کے بعد بنا بر احتیاط ایک پورے سورہ کی تلاوت کرے اور والضحیٰ اور الم نشرح کی سورتیں اور اسی طرح فیل اور لایلاف کی سورتیں نماز میں ایک سورہ شمار ہوتی ہیں۔

مسئلہ ۹۷۷ : اگر نماز کا وقت تنگ ہو یا انسان کسی مجبوری کی وجہ سے سورہ نہ پڑھ سکتا ہو مثلاً اسے خوف ہو کہ اگر سورہ پڑھے گا تو چور یا درندہ یا کوئی اور چیز اسے نقصان پہنچائے گی تو اس کے لیئے سورہ پڑھنا ضروری نہیں۔

مسئلہ ۹۷۸ : اگر کوئی شخص جان بوجھ کر حمد سے پہلے سورہ پڑھے تو اس کی نماز باطل ہو گی لیکن اگر غلطی سے حمد سے پہلے سورہ پڑھے اور پڑھنے کے دوران میں یاد آئے تو اسے چاہئے کہ سورہ کو چھوڑ دے اور حمد پڑھنے کے بعد سورہ شروع سے پڑھے۔

مسئلہ ۹۷۹ : اگر کوئی شخص حمد اور سورہ یا ان میں سے کسی ایک کا پڑھنا بھول جائے اور رکوع میں جانے کے بعد اسے یاد آئے تو اس کی نماز صحیح ہے۔

مسئلہ ۹۸۰ : اگر رکوع کے لیئے جھکنے سے پہلے کسی شخص کو یاد آئے کہ اس نے حمد اور سورہ نہیں پڑھا تو اسے چاہئے کہ پڑھے اور اگر یہ یاد آئے کہ سورہ نہیں پڑھا تو اسے چاہئے کہ فقط سورہ

پڑھے لیکن اگر اسے یاد آئے کہ فقط حمد نہیں پڑھا تو اسے چاہئے کہ پہلے حمد اور اس کے بعد دوبارہ سورہ پڑھے اور اگر جھک بھی جائے لیکن رُکوع کی حد تک پہنچنے سے پہلے یاد آئے کہ حمد اور سورہ یا فقط حمد نہیں پڑھی اور اسے چاہئے کہ کھڑا ہو اور رکوع کر کے نماز تمام کرے اور بنا بر احتیاط نماز کا اعادہ کرے۔

مسئلہ ۹۸۱ : اگر کوئی شخص جان بوجھ کر نماز میں ان چار سورتوں میں سے کوئی ایک سورہ پڑھے جن میں آیہ سجدہ پائی جاتی ہے تو احتیاط کی بنا پر اس کی نماز باطل ہے۔

مسئلہ ۹۸۲ : اگر کوئی شخص بھول کر ایسا سورہ پڑھنا شروع کر دے جس میں سجدہ واجب ہو لیکن آیہ سجدہ تک پہنچنے سے پہلے اسے خیال آ جائے تو اسے چاہئے کہ اس سورہ کو چھوڑ دے اور کوئی دوسرا سورہ پڑھے اور اگر آیہ سجدہ پڑھنے کے بعد یاد آئے تو احتیاطاً" سجدے کا اشارہ کرے اور سورہ مکمل کرے اور نماز کے بعد چاہئے کہ اس کا سجدہ بجا لائے۔

مسئلہ ۹۸۳ : اگر کوئی شخص نماز کے دوران میں کسی دوسرے کو آیہ سجدہ پڑھتے ہوئے سنے تو اس کی (یعنی نماز پڑھنے والے کی) نماز صحیح ہے لیکن بنابر احتیاط سجدے کا اشارہ کرے اور نماز ختم کرنے کے بعد اس کا سجدہ بجا لائے۔

مسئلہ ۹۸۴ : مستحبی نماز میں سورہ پڑھنا ضروری نہیں ہے خواہ وہ نماز نذر کرنے کی وجہ سے واجب ہی کیوں نہ ہو گئی ہو لیکن اگر کوئی شخص بعض ایسی مستحبی نمازیں ان کے احکام کے مطابق پڑھنا چاہے (مثلاً نماز وحشت) جن میں مخصوص سورتیں پڑھنی ہوتی ہیں تو اسے چاہئے کہ وہی سورتیں پڑھے۔

مسئلہ ۹۸۵ : جمعہ کی نماز میں اور جمعہ کے دن ظہر کی نماز میں پہلی رکعت میں حمد کے بعد سورہ جمعہ اور دوسری رکعت میں حمد کے بعد سورہ منافقون پڑھنا مستحب ہے اور اگر کوئی شخص ان میں سے کوئی ایک سورہ پڑھنا شروع کر دے تو احتیاط واجب کی بنا پر اسے چھوڑ کر کوئی دوسرا سورہ نہیں پڑھ سکتا۔

مسئلہ ۹۸۶ : اگر کوئی شخص حمد کے بعد سورہ **قل ھو اللہ احد** یا سورہ **قل یاایھا لکافرون** پڑھنے لگے تو وہ اسے چھوڑ کر کوئی دوسرا سورہ نہیں پڑھ سکتا البتہ اگر نماز جمعہ یا جمعہ کے دن نماز ظہر

میں بھول کر سورہ جمعہ اور منافقون کی بجائے ان دو سورتوں میں سے کوئی سورہ پڑھے تو انہیں چھوڑ سکتا ہے اور سورہ جمعہ اور منافقون پڑھ سکتا ہے اور احتیاط یہ ہے کہ اگر نصف سے زیادہ پڑھ چکا ہو تو پھر ان سورتوں کو نہ چھوڑے۔

مسئلہ ۹۸۷ : اگر کوئی شخص جمعہ کی نماز میں یا جمعہ کے دن ظہر کی نماز میں جان بوجھ کر سورہ **قل هو اللہ احد** یا سورہ **قل یاایھا لکافرون** پڑھے تو خواہ وہ نصف تک نہ پہنچا ہو احتیاط واجب کی بنا پر انہیں چھوڑ کر سورہ جمعہ اور منافقون نہیں پڑھ سکتا۔

مسئلہ ۹۸۸ : اگر کوئی شخص نماز میں سورہ **قل هو اللہ احد** اور **قل یاایھا الکافرون** کے علاوہ کوئی دوسرا سورہ پڑھے تو جب تک نصف تک نہ پہنچا ہو اسے چھوڑ سکتا ہے اور دوسرا سورہ پڑھ سکتا ہے اور احتیاط کی بنا پر اسے چاہئے کہ نصف اور دو تہائی کے درمیان اس سورہ کو نہ چھوڑے اور جب دو تہائی تک پہنچ جائے تو اس سورہ کو چھوڑ کر کسی دوسرے سورہ کی جانب پھر جانا جائز نہیں ہے۔

مسئلہ ۹۸۹ : اگر کوئی شخص کسی سورہ کا کچھ حصہ بھول جائے یا بہ امر مجبوری مثلاً وقت کی تنگی یا کسی اور وجہ سے اسے مکمل نہ کر سکے تو وہ اس سورہ کو چھوڑ کر کوئی دوسری سورہ پڑھ سکتا ہے خواہ اس نے پہلی سورہ دو تہائی سے زیادہ ہی کیوں نہ پڑھ لی ہو اور خواہ وہ سورہ **قل هو اللہ احد** یا **قل یاایھاالکافرون** ہی کیوں نہ ہو۔

مسئلہ ۹۹۰ : مرد پر واجب ہے کہ صبح اور مغرب و عشا کی نمازوں میں حمد اور سورہ بلند آواز سے پڑھے اور مرد اور عورت دونوں پر واجب ہے کہ نماز ظہر و عصر میں حمد اور سورہ آہستہ پڑھیں۔

مسئلہ ۹۹۱ : مرد کو چاہئے کہ صبح کی نماز اور مغرب و عشا کی نماز میں خیال رکھے کہ حمد اور سورہ کے تمام کلمات حتیٰ کہ ان کے آخری حرف تک بلند آواز سے پڑھے جائیں۔

مسئلہ ۹۹۲ : صبح کی نماز اور مغرب و عشا کی نماز میں عورت حمد اور سورہ بلند آواز سے یا آہستہ جیسے چاہئے پڑھ سکتی ہے لیکن اگر نا محرم اس کی آواز سن سکتا ہو تو احتیاط کی بنا پر آہستہ پڑھے۔

مسئلہ ۹۹۳ : اگر کوئی شخص جب نماز بلند آواز سے پڑھنی چاہئے عمداً آہستہ پڑھے یا جب آہستہ پڑھنی چاہئے عمداً بلند آواز سے پڑھے تو اس کی نماز باطل ہے لیکن اگر بھول جانے کی وجہ سے یا مسئلہ

نہ جاننے کی وجہ سے ایسا کرے تو اس کی نماز صحیح ہے اور اگر حمد اور سورہ پڑھنے کے دوران میں بھی اسے پتہ چل جائے کہ اس سے غلطی ہوئی ہے تو ضروری نہیں کہ نماز کا جو حصہ پڑھ چکا ہو اسے دوبارہ پڑھے۔

مسئلہ ۹۹۴ : اگر کوئی شخص حمد اور سورہ پڑھنے کے دوران میں اپنی آواز معمول سے زیادہ بلند کرے مثلاً ان سورتوں کو ایسے پڑھے جیسے کہ فریاد کر رہا ہو تو اس کی نماز باطل ہے۔

مسئلہ ۹۹۵ : انسان کو چاہئے کہ نماز صحیح طور پر سیکھ لے تاکہ غلط نہ پڑھے اور جو شخص اسے کسی طرح بھی صحیح طور پر سیکھنے پر قادر نہ ہو اسے چاہئے کہ جس طرح بھی پڑھ سکے پڑھ لے اور احتیاط مستحب یہ ہے کہ نماز جماعت کے ساتھ پڑھے۔

مسئلہ ۹۹۶ : اگر کوئی شخص حمد اور سورہ اور نماز کے دوسرے حصے بخوبی نہ جانتا ہو لیکن انہیں سیکھنے پر قادر ہو تو اسے چاہئے کہ اگر نماز کا وقت وسیع ہو تو سیکھ لے اور اگر وقت تنگ ہو تو اسے چاہئے کہ حتی الامکان نماز جماعت کیساتھ پڑھے۔

مسئلہ ۹۹۷ : واجبات نماز سکھانے کی اجرت نہ لینا بہتر ہے اور مستحبات نماز سکھانے کی اجرت لینا بغیر اشکال کے جائز ہے۔

مسئلہ ۹۹۸ : اگر کوئی شخص حمد اور سورہ کا کوئی کلمہ نہ جانتا ہو یا جان بوجھ کر اسے نہ پڑھے یا ایک حرف کی بجائے دوسرا حرف کہے مثلاً ض کی بجائے ظ کہے یا جہاں زیر اور زبر کے بغیر پڑھنا چاہئے وہاں زیر اور زبر لگائے یا تشدید حذف کر دے تو اس کی نماز باطل ہے۔

مسئلہ ۹۹۹ : اگر انسان نے کوئی کلمہ جس طرح یاد کیا ہوا ہو اسے صحیح سمجھتا ہو اور نماز میں اسی طرح پڑھے اور بعد میں اسے پتہ چلے کہ اس نے غلط پڑھا ہے تو اس کے لیئے نماز کا دوبارہ پڑھنا ضروری نہیں۔

مسئلہ ۱۰۰۰ : اگر کوئی شخص کسی کلمے کی زیر اور زبر سے واقف نہ ہو یا اگر وہ یہ نہ جانتا ہو کہ ایک کلمہ س سے ادا کرنا چاہئے یا ص سے تو اگر وہ کسی کلمے کو دو یا زیادہ طریقوں سے ادا کرے مثلاً **اھدنا الصراط المستقیم** میں کلمہ مستقیم ایک دفعہ میں س اور ایک دفعہ ص سے پڑھے تو اس کی

نماز باطل ہے لیکن اگر جو کلمہ وہ دو طریقوں سے پڑھے وہ اذکار میں سے ہو اور اس کا غلط پڑھنا اسے ذکر ہونے سے خراج نہ کرے یعنی غلط پڑھنے کے باوجود اسے ذکر ہی سمجھا جائے تو اس کی نماز صحیح ہے۔

مسئلہ ۱۰۰۱ : اگر کسی کلمے میں واؤ ہو اور اس کلمے کے واؤ سے پہلے حرف پر پیش ہو اور اس کلمے میں واؤ کے بعد کا کلمہ ہمزہ ہو مثلاً کلمہ سوء تو پڑھنے والے کو چاہیئے کہ اس واؤ کو مد دے یعنی کھینچ کر پڑھے اور اسی طرح اگر کسی کلمے میں الف ہو اور اس کلمے میں الف سے پہلے حرف پر زبر ہو اور اس کلمے میں الف کے بعد کا حرف ہمزہ ہو مثلاً جاء تو چاہیئے کہ اس کلمے کے الف کو کھینچ کر پڑھے اور اسی طرح اگر کسی کلمے میں یا ہو اور اس کلمے میں ی سے پہلے حرف کے نیچے زیر ہو اور اس کلمے میں یا کے بعد کا حرف ہمزہ ہو مثلاً جیئی ہو تو چاہیئے کہ ی کو مد کے ساتھ پڑھے اور اگر ان حروف یعنی واؤ اور الف اور یا کے بعد ہمزہ کی بجائے کوئی ایسا حرف ہو جو ساکن ہو یعنی زیر اور زبر اور پیش نہ رکھتا ہو تب بھی ان تین حروف کو مد کے ساتھ پڑھنا چاہیئے مثلاً **والاالضالین** میں جس میں الف کے بعد حرف لام ساکن ہے پڑھنے والے کو چاہیئے کہ اس کے الف کو مد کے ساتھ پڑھے اور اگر جو قاعدہ بتایا گیا ہے کے مطابق عمل نہ کرے تو اس کے لیئے احتیاط واجب یہ ہے کہ اس نماز کو ختم کرے اور پھر دوبارہ پڑھے۔

مسئلہ ۱۰۰۲ : احتیاط واجب یہ ہے کہ انسان نماز میں وقف بہ حرکت اور وصل بہ سکون نہ کرے اور وقف بحرکت کے معنی یہ ہیں کہ کسی کلمے کے آخر میں زیر زبر یا پیش پڑھے اور اس کلمے اور اس کے بعد کے کلمے کے درمیان فاصلہ دے مثلاً کہے **الرحمٰن الرحیم** اور الرحیم کے میم کو زیر دے اور اس کے بعد قدرے فاصلہ دے اور کہے **مالک یوم الدین** اور وصل بسکون کے معنی یہ ہیں کہ کسی کلمے کی زیر زبر یا پیش نہ پڑھے اور اس کلمے کو بعد کے کلمے سے جوڑ دے مثلاً یہ کہے **الرحمٰن الرحیم** اور **الرحیم** کے میم کو زیر نہ دے اور فوراً **مالک یوم الدین** کہے۔

مسئلہ ۱۰۰۳ : نماز کی تیسری اور چوتھی رکعت میں فقط ایک حمد پڑھی جاسکتی ہے یا ایک دفعہ تسبیحات اربعہ کہی جاسکتی ہیں یعنی نماز پڑھنے والا ایک دفعہ کہے۔ **سبحان اللہ والحمدللہ و لاالٰہ الااللہ واللہ اکبر** اور بہتر یہ ہے کہ تین دفعہ کہے اور وہ ایک رکعت میں حمد اور دوسری رکعت میں تسبیحات بھی پڑھ سکتا ہے لیکن نماز فرادیٰ یعنی تنہا پڑھی جانے والی نماز میں بہتر ہے کہ دونوں رکعتوں میں تسبیحات پڑھے اور جہری یعنی بلند آواز سے پڑھی جانے والی نمازوں میں ماموم

کے لیئے احتیاط لازم یہ ہے کہ تسبیحات اختیار کرے۔

مسئلہ ۱۰۰۴ : وقت تنگ ہو تو تسبیحات اربعہ ایک دفعہ پڑھنی چاہئیں۔

مسئلہ ۱۰۰۵ : مرد اور عورت دونوں پر واجب ہے کہ نماز کی تیسری اور چوتھی رکعت میں حمد یا تسبیحات آہستہ پڑھیں۔

مسئلہ ۱۰۰۶ : اگر کوئی شخص تیسری اور چوتھی رکعت میں حمد پڑھے تو احتیاط واجب کی بنا پر اسے چاہئے کہ اس کی بسم اللہ بھی آہستہ پڑھے۔

مسئلہ ۱۰۰۷ : جو شخص تسبیحات یاد نہ کر سکتا ہو یا انہیں ٹھیک پڑھ نہ سکتا ہو اسے چاہئے کہ تیسری اور چوتھی رکعت میں حمد پڑھے۔

مسئلہ ۱۰۰۸ : اگر کوئی شخص نماز کی دو پہلی رکعتوں میں یہ خیال کرتے ہوئے کہ یہ آخری رکعتیں ہیں تسبیحات پڑھے لیکن رکوع سے پہلے اسے صحیح صورت کا پتہ چل جائے تو اسے چاہئے کہ حمد اور سورہ پڑھے اور اگر اسے رکوع کے دوران میں یا رکوع کے بعد پتہ چلے تو اس کی نماز صحیح ہے۔

مسئلہ ۱۰۰۹ : اگر کوئی شخص نماز کی آخری دو رکعتوں میں یہ خیال کرتے ہوئے کہ یہ پہلی دو رکعتیں ہیں حمد پڑھے یا نماز کی پہلی دو رکعتوں میں یہ گمان کرتے ہوئے کہ آخری دو رکعتوں میں ہے حمد پڑھے تو اسے صحیح صورت کا خواہ رکوع سے پہلے پتہ چلے یا بعد میں اس کی نماز صحیح ہے۔

مسئلہ ۱۰۱۰ : اگر کوئی شخص تیسری یا چوتھی رکعت میں حمد پڑھنا چاہتا ہو لیکن تسبیحات اس کی زبان پر آجائیں یا تسبیحات پڑھنا چاہتا ہو لیکن حمد اس کی زبان پر آجائے تو اسے چاہئے کہ جو پڑھ رہا ہے اسے چھوڑ کر اپنی مرضی کے مطابق دوبارہ حمد یا تسبیحات پڑھے لیکن اگر اس کی عادت وہی چیز پڑھنے کی ہو جو اس کی زبان پر آئی ہے تو وہ اسی کو تمام کر سکتا ہے اور اس کی نماز صحیح ہے۔

مسئلہ ۱۰۱۱ : جس شخص کی عادت تیسری اور چوتھی رکعت میں تسبیحات پڑھنے کی ہو اگر وہ اپنی عادت سے غفلت برتے اور اپنے وظیفہ کی ادائیگی کی نیت سے حمد پڑھنے لگے تو وہی کافی ہے اور اس

کے لیئے حمد یا تسبیحات دوبارہ پڑھنا ضروری نہیں۔

مسئلہ ۱۰۱۲ : نماز پڑھنے والے کے لیئے تیسری اور چوتھی رکعت میں تسبیحات کے بعد استغفار کرنا مستحب ہے مثلاً کہے **استغفر اللہ ربی واتوب الیہ** یا کہے **الھم اغفرلی** اور اگر وہ رکوع کے لیئے جھکنے سے پہلے استغفار پڑھ رہا ہو اس سے فارغ ہو چکا ہو اور اسے شک ہو جائے کہ آیا اس نے حمد یا تسبیحات پڑھی ہیں یا نہیں تو اسے چاہئے کہ حمد یا تسبیحات پڑھے۔

مسئلہ ۱۰۱۳ : اگر نماز پڑھنے والا تیسری یا چوتھی رکعت کے رکوع میں شک کرے کہ آیا اس نے حمد یا تسبیحات پڑھی ہیں یا نہیں تو اسے چاہئے کہ اپنے شک کی پرواہ نہ کرے اور اگر رکوع کی حد تک پہنچنے سے پہلے شک کرے تو ضروری ہے کہ پلٹ کر حمد یا تسبیحات پڑھے۔

مسئلہ ۱۰۱۴ : اگر نماز پڑھنے والا شک کرے کہ آیا اس نے کوئی آیت یا کلمہ درست پڑھا ہے یا نہیں مثلاً شک کرے کہ **قل ھو اللہ احد** درست پڑھا ہے یا نہیں تو اس کے لیئے جائز ہے کہ اپنے شک کی پرواہ نہ کرے لیکن اگر احتیاطاً وہی آیت یا کلمہ دوبارہ صحیح طریقے سے پڑھ دے تو کوئی حرج نہیں اور اگر کئی بار بھی شک کرے تو کئی بار پڑھ سکتا ہے ہاں اگر وسواس کی حد تک پہنچ جائے اور پھر بھی دوبارہ پڑھے تو احتیاط مستحب کی بنا پر پوری نماز دوبارہ پڑھے۔

مسئلہ ۱۰۱۵ : نماز پڑھنے والے کو چاہئے کہ ظہر اور عصر کی پہلی اور دوسری رکعتوں میں بسم اللہ بلند آواز سے کہے اور حمد اور سورہ کو ممیّز کر کے پڑھے اور ہر آیت کے آخر پر وقف کرے یعنی اسے بعد والی آیت کے ساتھ نہ ملائے اور حمد اور سورہ پڑھتے وقت آیات کے معنوں کی طرف توجہ رکھے اگر فرادیٰ نماز پڑھ رہا ہو تو سورہ حمد کے اختتام پر اور اگر نماز جماعت کے ساتھ پڑھ رہا ہو تو امام جماعت کے سورہ حمد ختم کرنے کے بعد کہے۔ **الحمد للہ رب العالمین** کہے اور سورہ پڑھنے کے بعد تھوڑی دیر رکے اور اس کے بعد رکوع سے پہلے تکبیر کہے یا قنوت پڑھے۔

مسئلہ ۱۰۱۶ : نماز پڑھنے والے کیلیے مستحب ہے کہ سب نمازوں میں پہلی رکعت میں سورہ انا انزلنا اور دوسری رکعت میں سورہ **قل ھو اللہ احد** پڑھے۔

مسئلہ ۱۰۱۷ : پنج گانہ نمازوں میں سے کسی ایک نماز میں بھی انسان کا سورہ **قل ھو اللہ احد** کا

نہ پڑھنا مکروہ ہے۔

مسئلہ ۱۰۱۸ : ایک ہی سانس میں سورہ **قل ھو اللہ احد** کا پڑھنا مکروہ ہے۔

مسئلہ ۱۰۱۹ : جو سورہ انسان پہلی رکعت میں پڑھے اس کا دوسری رکعت میں پڑھنا مکروہ ہے لیکن اگر سورہ **قل ھو اللہ احد** دونوں رکعتوں میں پڑھے تو مکروہ نہیں ہے۔

رکوع

مسئلہ ۱۰۲۰ : نماز پڑھنے والے کو چاہئے کہ ہر رکعت میں قرات کے بعد اس قدر جھکے کہ ہاتھوں کو گھٹنوں پر رکھ سکے اور اس عمل کو رکوع کہتے ہیں۔

مسئلہ ۱۰۲۱ : اگر نماز پڑھنے والا رکوع کی مقدار بھر جھک جائے لیکن اپنے ہاتھ گھٹنوں پر نہ رکھے تو کوئی حرج نہیں۔

مسئلہ ۱۰۲۲ : اگر کوئی شخص رکوع عام طریقے کے مطابق نہ بجا لائے مثلاً بائیں یا دائیں جانب جھک جائے تو خواہ اس کے ہاتھ گھٹنوں تک پہنچ بھی جائیں اس کا رکوع صحیح نہیں ہے۔

مسئلہ ۱۰۲۳ : نماز پڑھنے والے کا جھکنا رکوع کی نیت سے ہونا چاہئے لہٰذا اگر کسی اور کام کے لیئے مثلاً کسی جانور کو مارنے کے لیئے جھکے تو اسے رکوع نہیں کہا جا سکتا بلکہ اسے چاہئے کہ کھڑا ہو جائے اور دوبارہ رکوع کے لیئے جھکے اور اس عمل کی وجہ سے رکن میں اضافہ نہیں ہوتا اور نماز باطل نہیں ہوتی۔

مسئلہ ۱۰۲۴ : جس شخص کے ہاتھ یا گھٹنے دوسرے لوگوں کے ہاتھوں اور گھٹنوں سے مختلف ہوں مثلاً اس کے ہاتھ اتنے لمبے ہوں کہ اگر معمولی سا بھی جھکے تو گھٹنوں تک پہنچ جائیں یا اس کے گھٹنے دوسرے لوگوں کے گھٹنوں کے مقابلے میں نیچے ہوں اور اسے ہاتھ گھٹنوں تک پہنچانے کے لیئے بہت زیادہ جھکنا پڑتا ہو تو اسے چاہئے کہ اتنا جھکے جتنا عموماً لوگ جھکتے ہیں۔

مسئلہ ۱۰۲۵ : جو شخص بیٹھ کر رکوع کر رہا ہو اسے اس قدر جھکنا چاہئے کہ اس کا چہرہ اس کے گھٹنوں کے بالمقابل جا پہنچے اور بہتر ہے کہ اتنا جھکے کہ اس کا چہرہ سجدے کی جگہ کے قریب جا پہنچے۔

مسئلہ ۱۰۲۶ : نماز پڑھنے والے کے لیئے بہتر یہ ہے کہ اختیار کی حالت میں رکوع میں تین دفعہ سبحان اللہ یا ایک دفعہ **سبحان ربی العظیم وبحمدہ** کہے اور ظاہر یہ ہے کہ جو ذکر بھی اتنی مقدار میں کیا جائے کافی ہے لیکن وقت کی تنگی اور مجبوری کی حالت میں ایک دفعہ سبحان اللہ کہنا ہی کافی ہے۔

مسئلہ ۱۰۲۷ : ذکر رکوع مسلسل اور صحیح عربی میں پڑھنا چاہئے اور مستحب ہے کہ اسے تین یا پانچ یا سات دفعہ بلکہ اس سے بھی زیادہ پڑھا جائے۔

مسئلہ ۱۰۲۸ : رکوع میں واجب ذکر پڑھنے کی مقدار بھر بدن ساکن ہونا چاہئے اور مستحب ذکر میں بدن کا ساکن ہونا اس صورت میں جب کہ خصوصیت کا قصد کرے احوط ہے۔

مسئلہ ۱۰۲۹ : اگر نماز پڑھنے والا اس وقت جبکہ رکوع کا ذکر واجب ادا کر رہا ہو بے اختیار اتنی حرکت کرے کہ بدن سکون کی حالت میں ہونے سے خارج ہو جائے تو بہتر یہ ہے کہ بدن کے سکون حاصل کرنے کے بعد دوبارہ ذکر کو بجا لائے لیکن اگر اتنی مدت کے لیئے حرکت کرے کہ بدن کے سکون میں ہونے کی حالت سے خارج نہ ہو یا انگلیوں کو حرکت دے تو کوئی حرج نہیں ہے۔

مسئلہ ۱۰۳۰ : اگر نماز پڑھنے والا اس سے پیشتر کہ رکوع کی مقدار کے مطابق جھکے اور اس کا بدن سکون حاصل کرے جان بوجھ کر ذکر رکوع پڑھنا شروع کر دے تو اس کی نماز باطل ہے۔

مسئلہ ۱۰۳۱ : اگر ایک شخص ذکر واجب کے ختم ہونے سے پہلے جان بوجھ کر سر رکوع سے اٹھا لے تو اس کی نماز باطل ہے اور اگر سہواً سر اٹھا لے اور اس سے پیشتر کہ رکوع کی حالت سے خارج ہو جائے اسے یاد آئے کہ اس نے ذکر رکوع ختم نہیں کیا تو اسے چاہئے کہ بدن کے سکون کی حالت میں ذکر پڑھے اور اگر اسے رکوع کی حالت سے خارج ہونے کے بعد یاد آئے تو اس کی نماز صحیح ہے۔

مسئلہ ۱۰۳۲ : اگر ایک شخص ذکر کی مقدار کے مطابق رکوع کی حالت میں نہ رہ سکتا ہو تو احتیاط واجب یہ ہے کہ اس کا بقیہ حصہ رکوع سے اٹھتے ہوئے پڑھے۔

مسئلہ ۱۰۳۳ : اگر کوئی شخص مرض وغیرہ کی وجہ سے رکوع میں اپنا بدن ساکن نہ رکھ سکے تو اس

کی نماز صحیح ہے لیکن اسے چاہئے کہ رکوع کی حالت سے خارج ہونے سے پہلے ذکر واجب اس طریقے سے ادا کرے جس کا اوپر ذکر کیا گیا ہے۔

مسئلہ ۱۰۳۴ : جب ایک شخص رکوع کی مقدار کے مطابق نہ جھک سکے تو اسے چاہئے کہ کسی چیز کا سہارا لے اور رکوع بجا لائے اور اگر سہارا لے کر بھی معمول کے مطابق رکوع ادا نہ کر سکے تو احتیاط کی بنا پر اسے چاہئے کہ جتنا بھی جھک سکے جھکے اور رکوع کے لیئے اشارہ بھی کرے اور اگر بالکل ہی نہ جھک سکے تو اسے چاہئے کہ سر سے رکوع کے لیئے اشارہ کرے۔

مسئلہ ۱۰۳۵ : جس شخص کو رکوع کے لیئے سر سے اشارہ کرنا چاہئے اگر وہ اشارہ کرنے پر قدرت نہ رکھتا ہو تو اسے چاہئے کہ رکوع کی نیت کے ساتھ آنکھوں کو بند کرے اور ذکر رکوع پڑھے اور رکوع سے اٹھنے کی نیت سے آنکھوں کو کھول دے اور اگر اس سے بھی عاجز ہو تو احتیاط کی بنا پر دل میں رکوع کی نیت کرے اور ذکر رکوع پڑھے۔

مسئلہ ۱۰۳۶ : جو شخص کھڑا ہو کر رکوع نہ کر سکے لیکن بیٹھا ہوا ہو تو رکوع کے لیئے جھک سکتا ہو تو اسے چاہئے کہ کھڑا ہو کر نماز پڑھے اور رکوع کے لیئے سر سے اشارہ کرے اور احتیاط مستحب یہ ہے کہ ایک دفعہ پھر نماز پڑھے اور اس کے رکوع کے وقت بیٹھ جائے اور رکوع کے لیئے جھک جائے۔

مسئلہ ۱۰۳۷ : اگر کوئی شخص رکوع کی حد تک پہنچنے اور بدن کے سکون حاصل کرنے کے بعد سر کو اٹھا لے اور دوبارہ بقصد رکوع' رکوع کے انداز تک جھک جائے تو اس کی نماز باطل ہے۔

مسئلہ ۱۰۳۸ : نماز پڑھنے والے کو چاہئے کہ ذکر رکوع ختم ہونے کے بعد سیدھا کھڑا ہو جائے اور جب اس کا بدن سکون حاصل کرے تو اس کے بعد سجدے میں چلا جائے اگر جان بوجھ کر کھڑا ہونے سے پہلے یا بدن کے سکون حاصل کرنے سے پہلے سجدے میں چلا جائے تو اس کی نماز باطل ہے۔

مسئلہ ۱۰۳۹ : اگر کوئی شخص رکوع ادا کرنا بھول جائے اور اس سے پیشتر کہ سجدے کی حالت میں پہنچ جائے اسے یاد آجائے کہ رکوع کرنا بھول گیا ہے تو اسے چاہئے کہ کھڑا ہو جائے اور پھر رکوع میں چلا جائے اور اگر جھکے ہوئے ہونے کی حالت میں رکوع کی جانب لوٹ جائے تو اس کی نماز باطل ہے۔

مسئلہ ۱۰۴۰ : اگر کسی شخص کی پیشانی زمین سے لگ جانے کے بعد یاد آئے کہ اس نے رکوع

نہیں کیا تو اس کے لیئے ضروری ہے کہ لوٹ جائے اور رکوع کھڑا ہونے کے بعد بجالائے اور اگر اسے دوسرے سجدے میں یاد آئے کہ رکوع نہیں کیا تو اس کی نماز باطل ہے۔

مسئلہ ۱۰۴۱ : مستحب ہے کہ انسان رکوع میں جانے سے پہلے سیدھا کھڑا ہو کر تکبیر کہے اور رکوع میں گھٹنوں کو پیچھے کی طرف دھکیلے اور پیٹھ کو ہموار رکھے اور گردن کو کھینچ اور پیٹھ کے برابر رکھے اور دونوں پاؤں کے درمیان دیکھے اور ذکر سے پہلے یا بعد میں صلوات پڑھے اور جب رکوع کے بعد اٹھے اور سیدھا کھڑا ہو تو بدن کے سکون کی حالت میں ہوتے ہوئے **سمع اللہ لمن حمدہ** کہے۔

مسئلہ ۱۰۴۲ : عورتوں کے لیئے مستحب ہے کہ رکوع میں ہاتھوں کو گھٹنوں سے اوپر رکھیں اور گھٹنوں کو پیچھے کی طرف نہ دھکیلیں۔

سجود

مسئلہ ۱۰۴۳ : نماز پڑھنے والے کو چاہیئے کہ واجب اور مستحب نمازوں کی ہر رکعت میں رکوع کے بعد دو سجدے کرے اور سجدہ یہ ہے کہ پیشانی کو خضوع (عاجزی) کی نیت سے زمین پر رکھے اور نماز میں سجدے کی حالت میں واجب ہے کہ دونوں ہتھیلیاں دونوں گھٹنے اور دونوں پاؤں کے انگوٹھے زمین پر رکھے جائیں۔

مسئلہ ۱۰۴۴ : دو سجدے مل کر ایک رکن ہیں اور اگر کوئی شخص واجب نماز میں جان بوجھ کر یا بھولے سے ایک رکعت میں دونوں سجدے ترک کر دے یا ان پر دو سجدوں کا اضافہ کر دے تو اس کی نماز باطل ہے۔

مسئلہ ۱۰۴۵ : اگر کوئی شخص جان بوجھ کر ایک سجدہ کم یا زیادہ کردے تو اس کی نماز باطل ہے اور اگر سہواً ایک سجدہ کم یا زیادہ کرے تو اس کا حکم بعد میں بیان کیا جائے گا۔

مسئلہ ۱۰۴۶ : اگر کوئی شخص جان بوجھ کر یا سہواً پیشانی زمین پر نہ رکھے تو خواہ بدن کے دوسرے حصے زمین سے لگ بھی گئے ہوں اس نے سجدہ نہیں کیا لیکن اگر وہ پیشانی زمین پر رکھ دے اور سہواً بدن کے دوسرے حصے زمین تک نہ پہنچائے یا سہواً ذکر نہ پڑھے تو اس کا سجدہ صحیح ہے۔

مسئلہ ۱۰۴۷ : انسان کے لیئے بہتر یہ ہے کہ اختیار کی حالت میں سجدے میں تین دفعہ **سبحان**

اللہ یا ایک دفعہ سبحان ربی الاعلی وبحمدہ پڑھے اور ضروری ہے کہ یہ کلمات مسلسل اور صحیح عربی میں کہے جائیں اور ظاہر یہ ہے کہ اس مقدار میں ہر ذکر کا پڑھنا کافی ہے اور مستحب ہے کہ سبحان ربی الاعلی وبحمدہ تین یا پانچ یا سات دفعہ یا اس سے بھی زیادہ بار پڑھے۔

مسئلہ ۱۰۴۸ : سجدوں میں ضروری ہے کہ واجب ذکر کی مقدار بھر انسان کا بدن سکون کی حالت میں ہو اور ذکر مستحب پڑھنے کے وقت بھی بدن کا سکون کی حالت میں ہونا خصوصیت کے قصد کے ساتھ احوط ہے۔

مسئلہ ۱۰۴۹ : اگر اس سے پیشتر کہ پیشانی زمین سے لگے اور بدن سکون حاصل کر لے کوئی شخص جان بوجھ کر ذکر سجدہ پڑھے یا ذکر ختم ہونے سے پہلے جان بوجھ کر سر سجدے سے اٹھا لے تو اس کی نماز باطل ہے۔

مسئلہ ۱۰۵۰ : اگر اس سے پیشتر کہ پیشانی زمین پر لگے کوئی شخص سہواً ذکر سجدہ پڑھے اور اس سے پیشتر کہ سر سجدے سے اٹھائے اسے پتہ چل جائے کہ اس نے غلطی کی ہے تو اسے چاہئے کہ دوبارہ بدن کے سکون کی حالت میں ذکر پڑھے۔

مسئلہ ۱۰۵۱ : اگر کسی شخص کو سر سجدے سے اٹھالینے کے بعد پتہ چلے کہ اس نے ذکر سجدہ ختم ہونے سے پہلے سر اٹھالیا ہے تو اس کی نماز صحیح ہے۔

مسئلہ ۱۰۵۲ : جس وقت کوئی شخص ذکر سجدہ پڑھ رہا ہو اگر وہ جان بوجھ کر سات اعضاء میں سے کسی ایک کو زمین پر سے اٹھا لے تو اس کی نماز باطل ہو جائے گی لیکن جس وقت ذکر پڑھنے میں مشغول نہ ہو اگر پیشانی کے علاوہ کوئی عضو زمین پر سے اٹھا لے اور دوبارہ رکھ دے تو کوئی حرج نہیں۔

مسئلہ ۱۰۵۳ : اگر ذکر سجدہ ختم ہونے سے پہلے کوئی شخص سہواً پیشانی زمین پر سے اٹھا لے تو اسے دوبارہ زمین پر نہیں رکھ سکتا اور اسے چاہئے کہ اسے ایک سجدہ شمار کرے لیکن اگر دوسرے اعضاء کو سہواً" زمین پر سے اٹھا لے تو اسے چاہئے کہ انہیں دوبارہ زمین پر رکھے اور ذکر پڑھے۔

مسئلہ ۱۰۵۴ : پہلے سجدے کا ذکر ختم ہونے کے بعد انسان کو چاہئے کہ بیٹھ جائے حتیٰ کہ اس کا بدن سکون حاصل کر لے اور پھر دوبارہ سجدے میں جائے۔

مسئلہ ۱۰۵۵ : نماز پڑھنے والے کی پیشانی رکھنے کی جگہ پاؤں کی انگلیوں کے سروں کی جگہ سے چار ملی ہوئی انگلیوں سے زیادہ بلند نہیں ہونی چاہئے بلکہ واجب ہے کہ اس کی پیشانی کی جگہ اس کے پاؤں کی انگلیوں کے سروں کی جگہ سے چار ملی ہوئی انگلیوں سے زیادہ نیچی بھی نہ ہو۔

مسئلہ ۱۰۵۶ : اگر کسی ایسی ڈھلوان جگہ میں جس کا جھکاؤ صحیح طور پر معلوم نہ ہو نماز پڑھنے والے کی پیشانی کی جگہ اس کے پاؤں کی انگلیوں کے سروں کی جگہ سے چار ملی ہوئی انگلیوں سے زیادہ بلند ہو تو کوئی حرج نہیں ہے۔

مسئلہ ۱۰۵۷ : اگر نماز پڑھنے والا اپنی پیشانی کو غلطی سے ایک ایسی چیز پر رکھ دے جو اس کے پاؤں کی انگلیوں کے سروں کی جگہ سے چار ملی ہوئی انگلیوں سے زیادہ بلند ہو تو اسے چاہئے کہ سر کو اٹھائے اور اس چیز پر رکھے جو بلند نہ ہو یا جس کی بلندی چار ملی ہوئی انگلیوں کی مقدار کے برابر یا اس سے کم ہو اور بنابر احتیاط اسے چاہئے کہ نماز ختم کرنے کے بعد اسے دوبارہ پڑھے۔

مسئلہ ۱۰۵۸ : ضروری ہے کہ نماز پڑھنے والے کی پیشانی اور اس چیز کے درمیان جس پر وہ سجدہ کر رہا ہے کوئی چیز نہ ہو پس اگر سجدہ گاہ اتنی میلی ہو کہ پیشانی خود سجدہ گاہ تک نہ پہنچ سکے تو اس کا سجدہ باطل ہے لیکن اگر مثال کی طور پر سجدہ گاہ کا رنگ تبدیل ہوگیا ہو تو کوئی حرج نہیں۔

مسئلہ ۱۰۵۹ : نماز پڑھنے والے کو چاہئے کہ سجدے میں دونوں ہاتھوں کی ہتھیلیاں زمین پر رکھے لیکن مجبوری کی حالت میں ہاتھوں کی پشت بھی زمین پر رکھے تو کوئی حرج نہیں اور اگر ہاتھوں کی پشت بھی زمین پر رکھنا ممکن نہ ہو تو احتیاط کی بنا پر اسے چاہئے کہ ہاتھوں کی کلائیاں زمین پر رکھے اور اگر انہیں بھی نہ رکھ سکے تو پھر کہنی تک جو حصہ بھی ممکن ہو زمین پر رکھے اور اگر یہ بھی ممکن نہ ہو تو پھر بازو کا رکھنا بھی کافی ہے۔

مسئلہ ۱۰۶۰ : نماز پڑھنے والے کو چاہئے کہ سجدہ میں پاؤں کے دونوں انگوٹھے زمین پر رکھے اور اگر پاؤں کی دوسری انگلیاں یا پاؤں کا اوپر والا حصہ زمین پر رکھے یا ناخن لمبے ہونے کی وجہ سے انگوٹھوں کے سرے زمین پر نہ لگیں تو نماز باطل ہے، اور جس شخص نے کوتاہی اور مسئلہ نہ جاننے کی وجہ سے اپنی نمازیں اس طرح پڑھی ہوں اسے چاہئے کہ انہیں دوبارہ پڑھے۔

مسئلہ ۱۰۶۱ : جس شخص کے پاؤں کے انگوٹھوں کے سروں سے کچھ حصہ کٹا ہوا ہو اسے چاہئے کہ جتنا باقی ہو وہ زمین پر رکھے اور اگر انگوٹھوں کا کچھ حصہ بھی نہ بچا ہو اور اگر بچا بھی ہو تو بہت چھوٹا ہو تو احتیاط کی بنا پر اسے چاہئے کہ باقی انگلیوں کو زمین پر رکھے اور اگر اس کی کوئی انگلی بھی نہ ہو تو پاؤں کا جتنا حصہ بھی باقی بچا ہوا اسے زمین پر رکھے۔

مسئلہ ۱۰۶۲ : اگر کوئی شخص معمول کے خلاف سجدہ کرے مثلاً سینے اور پیٹ کو زمین پر ٹکائے یا پاؤں کو لمبا کرے تو خواہ ساتوں اعضاء جن کا ذکر ہو چکا ہے زمین پر لگ جائیں احتیاط مستحب کی بنا پر اسے چاہئے کہ نماز دوبارہ پڑھے لیکن اگر اپنے آپ کو اتنا لمبا کرے کہ اس پر سجدہ کا لفظ صادق نہ آتا ہو تو اس کی نماز باطل ہے۔

مسئلہ ۱۰۶۳ : سجدہ گاہ یا دوسری چیز جس پر نماز پڑھنے والا سجدہ کرے پاک ہونی چاہئے لیکن اگر مثال کے طور پر سجدہ گاہ کو نجس فرش پر رکھ دے یا سجدہ گاہ کی ایک طرف نجس ہو اور وہ پیشانی پاک طرف پر رکھے تو کوئی حرج نہیں ہے۔

مسئلہ ۱۰۶۴ : اگر نماز پڑھنے والے کی پیشانی پر پھوڑا وغیرہ ہو تو اسے چاہئے کہ اگر ممکن ہو تو جو حصہ پیشانی کا صحت مند ہو اس سے سجدہ کرے اور اگر ایسا کرنا ممکن نہ ہو تو چاہئے کہ زمین کو کھودے اور پھوڑے کو گڑھے میں اور صحت مند حصے کی اتنی مقدار کو جو سجدے کے لیئے کافی ہو زمین پر رکھے۔

مسئلہ ۱۰۶۵ : اگر پھوڑا یا زخم تمام پیشانی پر پھیلا ہوا ہو تو نماز پڑھنے والے کو احتیاط کی بنا پر چاہئے کہ خواہ وہ دو دفعہ نماز پڑھنی پڑھے پیشانی کی دونوں طرفوں میں سے کسی ایک سے اور ٹھوڑی سے سجدہ کرے اور اگر یہ ممکن نہ ہو تو صرف ٹھوڑی سے سجدہ کرے اور ٹھوڑی سے بھی ممکن نہ ہو تو سجدے کا اشارہ کرے۔

مسئلہ ۱۰۶۶ : جو شخص پیشانی زمین پر نہ رکھ سکتا ہو اسے چاہئے کہ جس قدر بھی جھک سکے جھکے اور سجدہ گاہ یا کسی دوسری چیز کو جس پر سجدہ صحیح ہو کسی بلند چیز پر رکھے اور اپنی پیشانی اس پر اس طرح رکھے کہ لوگ کہیں کہ اس نے سجدہ کیا ہے لیکن اسے چاہئے کہ ہاتھوں کی ہتھیلیوں اور گھٹنوں اور

پاؤں کے انگوٹھوں کو معمول کے مطابق زمین پر رکھے۔

مسئلہ ۱۰۶۷ : اگر کوئی ایسی بلند چیز نہ ہو جس پر نماز پڑھنے ولا سجدہ گاہ یا کوئی دوسری چیز جس پر سجدہ صحیح ہو رکھ سکے تو اس کے لیئے لازم ہے کہ سجدہ گاہ یا دوسری چیز کو ہاتھ سے بلند کرے اور اس پر سجدہ کرے۔

مسئلہ ۱۰۶۸ : اگر کوئی شخص بالکل ہی سجدہ نہ کر سکتا ہو تو اسے چاہئے کہ سجدے کے لیئے سر سے اشارہ کرے اور اگر ایسا نہ کر سکے تو اسے چاہئے کہ آنکھوں سے اشارہ کرے اور اگر آنکھوں سے بھی اشارہ نہ کر سکتا ہو تو احتیاط مستحب کی بنا پر ہاتھ وغیرہ سے سجدے کا اشارہ کرے اور دل میں بھی سجدہ کی نیت کرے۔

مسئلہ ۱۰۶۹ : اگر کسی شخص کی پیشانی بے اختیار سجدے کی جگہ سے اٹھ جائے تو اسے چاہئے کہ حتی الامکان اسے دوبارہ سجدے کی جگہ پر نہ جانے دے اور قطع نظر اس کے کہ اس نے ذکر سجدہ پڑھا ہو یا نہ پڑھا ہو یہ ایک سجدہ شمار ہو گا اور اگر سر کو نہ روک سکے اور وہ بے اختیار دوبارہ سجدے کی جگہ پہنچ جائے تو دونوں ملا کر ایک سجدہ شمار ہوں گے اور اگر پہلے ذکر نہ پڑھا ہو تو بنابر احتیاط اسے چاہئے کہ اب پڑھے۔

مسئلہ ۱۰۷۰ : جہاں انسان کے لیئے تقیہ کرنا ضروری ہو وہ فرش یا اس جیسی کسی چیز پر سجدہ کر سکتا ہے اور یہ لازم نہیں کہ نماز کے لیئے کسی دوسری جگہ جائے لیکن اگر وہ چٹائی یا کسی دوسری چیز پر جس پر سجدہ کرنا صحیح ہو اس طرح سجدہ کر سکے کہ زحمت سے دو چار نہ ہو تو پھر اسے فرش یا اس سے ملتی جلتی چیز پر سجدہ نہیں کرنا چاہئے۔

مسئلہ ۱۰۷۱ : اگر کوئی شخص پروں سے بھرے گئے گدے یا اسی قسم کی کسی دوسری چیز پر سجدہ کرے جس پر جسم سکون کی حالت میں نہ رہے تو اس کی نماز باطل ہے۔

مسئلہ ۱۰۷۲ : اگر انسان کیچڑ والی زمین پر نماز پڑھنے پر مجبور ہو اور بدن اور لباس کا آلودہ ہو جانا اس کے لیئے مشقت کا موجب نہ ہو تو اسے چاہئے کہ سجدہ اور تشہد معمول کے مطابق بجا لائے اور اگر ایسا کرنا مشقت کا موجب ہو تو قیام کی حالت میں سجدے کے لیئے سر سے اشارہ کرے اور تشہد کھڑا ہو

کر پڑھے تو اس کی نماز صحیح ہو گی۔

مسئلہ ۱۰۷۳ : پہلی رکعت میں اور تیسری رکعت میں (مثلاً نماز ظہر' نماز عصر اور نماز عشاء کی تیسری رکعت) جس میں تشہد نہ ہو واجب ہے کہ انسان دوسرے سجدے کے بعد تھوڑی دیر کے لیئے سکون سے بیٹھے اور پھر اٹھے۔

وہ چیزیں جن پر سجدہ کرنا صحیح ہے

مسئلہ ۱۰۷۴ : سجدہ زمین پر اور ان چیزوں پر کرنا چاہئے جو کھائی اور پہنی نہ جاتی ہوں اور زمین سے اگتی ہوں مثال کے طور پر لکڑی اور درختوں کے پتے کھانے اور پینے کی چیزوں مثلاً گندم' جو اور کپاس پر اور ان چیزوں پر جو زمین کے اجزء شمار نہیں ہو تیں مثلاً سونے' چاندی' تارکول اور اسفالٹ وغیرہ پر سجدہ کرنا صحیح نہیں ہے۔

مسئلہ ۱۰۷۵ : احتیاط واجب یہ ہے کہ انگور کے پتوں کے خشک ہونے سے پہلے ان پر سجدہ نہ کیا جائے۔

مسئلہ ۱۰۷۶ : ان چیزوں پر سجدہ کرنا صحیح ہے جو زمین سے اگتی ہیں اور حیوانات کی خوراک ہیں (مثلاً گھاس وغیرہ)

مسئلہ ۱۰۷۷ : جن پھولوں کو کھایا نہیں جاتا ان پر سجدہ صحیح ہے بلکہ ان کھانے کی دواؤں پر بھی سجدہ صحیح ہے جو زمین سے اگتی ہیں مثلاً گل بنفشہ اور گل گاؤ زبان۔

مسئلہ ۱۰۷۸ : ایسی گھاس پر جو بعض شہروں میں کھائی جاتی ہوں اور بعض شہروں میں نہ کھائی جاتی ہو اور کچے میووں پر سجدہ کرنا صحیح نہیں ہے۔

مسئلہ ۱۰۷۹ : چونے کے پتھر اور سنگ گچ (جپسم) پر سجدہ صحیح ہے۔ اور پختہ گچ اور چونے اور اینٹ اور مٹی کے پکے ہوئے برتنوں اور ان سے ملتی جلتی چیزوں پر سجدہ نہ کیا جائے۔

مسئلہ ۱۰۸۰ : کاغذ پر سجدہ صحیح ہے خواہ وہ کپاس یا اسی جیسی کسی چیز سے بنا ہو۔

مسئلہ ۱۰۸۱ : سجدے کے لیئے خاک شفا سب چیزوں سے بہتر ہے اس کے بعد مٹی' مٹی کے بعد

پتھر اور پتھر کے بعد گھاس ہے۔

مسئلہ ۱۰۸۲ : جو شخص کوئی ایسی چیز نہ رکھتا ہو جس پر سجدہ صحیح ہے یا اگر رکھتا ہو بھی تو سردی یا زیادہ گرمی وغیرہ کی وجہ سے اس پر سجدہ نہ کر سکتا ہو اسے چاہئے کہ اپنے لباس پر سجدہ کرے اور اگر لباس بھی میسر نہ ہو تو چاہئے کہ ہاتھ کی پشت پر یا کسی ایسی دوسری چیز پر سجدہ کرے جس پر اختیار کی حالت میں سجدہ کرنا جائز نہ ہو لیکن جب تک ہاتھ کی پشت پر سجدہ کرنا ممکن ہو اس دوسری چیز پر سجدہ نہ کرے۔

مسئلہ ۱۰۸۳ : کیچڑ پر اور ایسی نرم مٹی پر جس پر پیشانی سکون سے نہ ٹک سکے سجدہ کرنا باطل ہے۔

مسئلہ ۱۰۸۴ : اگر پہلے سجدے میں سجدہ گاہ پیشانی سے چپک جائے تو دوسرے سجدے کے لیئے چھڑا لینا چاہئے۔

مسئلہ ۱۰۸۵ : جس چیز پر سجدہ کرنا ہو اگر نماز پڑھنے کے دوران میں وہ گم ہو جائے اور نماز پڑھنے والے کے پاس کوئی ایسی چیز نہ ہو جس پر سجدہ صحیح ہو اور وقت وسیع ہو تو اسے چاہئے کہ نماز توڑ دے اور اگر وقت تنگ ہو تو اسے چاہئے کہ اس ترتیب کے مطابق عمل کرے جو گزر چکی ہے۔

مسئلہ ۱۰۸۶ : جب کسی شخص کو سجدے کی حالت میں پتہ چلے کہ اس نے اپنی پیشانی کسی ایسی چیز پر رکھی ہے جس پر سجدہ کرنا باطل ہے تو اسے چاہئے کہ پیشانی کو اس چیز پر سے اٹھا لے اور اس چیز پر سجدہ کرے جس پر سجدہ کرنا صحیح ہے اور اگر ایسا کرنا ممکن نہ ہو اور نماز کا وقت وسیع ہو تو اسے چاہئے کہ نماز توڑ دے اور اگر وقت تنگ ہو تو اسے چاہئے کہ اس ترتیب کے مطابق عمل کرے جو بتائی گئی ہے۔

مسئلہ ۱۰۸۷ : اگر کسی شخص کو سجدے کے بعد پتہ چلے کہ اس نے پیشانی ایک ایسی چیز پر رکھی ہے جس پر سجدہ کرنا باطل ہے تو اسے چاہئے کہ ایسی چیز پر سجدہ کرے جس پر سجدہ کرنا صحیح ہو اور احتیاط مستحب کی بنا پر نماز نئے سرے سے پڑھے اور اگر یہ صورت ایک ہی رکعت کے دو سجدوں میں پیش آئی ہو تو ایک سجدے کا تدارک کرے (یعنی ایک سجدہ ایسی چیز پر کرے جس پر سجدہ درست ہے) اور

احتیاط واجب یہ ہے کہ دوبارہ نماز ادا کرے۔

مسئلہ ۱۰۸۸ : اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی دوسرے کو سجدہ کرنا حرام ہے اور عوام میں سے بعض لوگ جو آئمہ علیہم السلام کے مزارات مقدسہ کے سامنے پیشانی زمین پر رکھتے ہیں اگر وہ اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنے کی نیت سے ہو تو کوئی حرج نہیں ورنہ ایسا کرنا حرام ہے۔

سجدہ کے مستحبات اور مکروہات

مسئلہ ۱۰۸۹ : کئی ایک چیزیں سجدے میں مستحب ہیں۔

۱ ... جو شخص کھڑا ہو کر نماز پڑھ رہا ہو وہ رکوع سے سر اٹھانے کے بعد مکمل طور پر کھڑے ہو کر اور بیٹھ کر نماز پڑھنے والا رکوع کے بعد پوری طرح بیٹھ کر سجدہ میں جانے کے لیئے تکبیر کہے۔

۲ ... سجدے میں جاتے وقت مرد پہلے اپنی ہتھیلیوں اور عورت اپنی گھٹنوں کو زمین پر رکھے۔

۳ ... نماز پڑھنے والا ناک کو سجدہ گاہ یا کسی ایسی چیز پر رکھے جس پر سجدہ کرنا درست ہو۔

۴ ... نمازی سجدے کی حالت میں ہاتھ کی انگلیوں کو ملا کر کانوں کے پاس اس طرح رکھے کہ ان کے سرے رو بقبلہ ہوں۔

۵ ... سجدے میں دعا کرے اور اللہ تعالیٰ سے حاجت طلب کرے اور یہ دعا پڑھے۔

یاخیر المسؤلین ویاخیر المعطین' ارزقنی ورزق عیالی من فضلک فانک ذوالفضل العظیم یعنی اے ان سب میں بہتر جن سے کہ مانگا جاتا ہے اور اے ان سب سے بر تر جو کہ عطا کرتے ہیں مجھے اور میرے اہل وعیال کو اپنے فضل وکرم سے رزق عطا فرما کیونکہ تو ہی فضل عظیم کا مالک ہے۔

٦ ... سجدے کے بعد بائیں ران پر بیٹھ جائے اور دائیں پاؤں کا اوپر والا حصہ (یعنی پشت) بائیں پاؤں کے تلوے پر رکھے۔

۷ ... ہر سجدے کے بعد جب بیٹھ جائے اور بدن کو سکون حاصل ہو جائے تو تکبیر کہے۔

۸ ... پہلے سجدے کے بعد جب بدن کو سکون حاصل ہو جائے تو۔ **استغفراللہ ربی واتوب الیہ** کہے۔

۹ ... سجدہ طولانی کرے اور بیٹھنے کے وقت ہاتھوں کو رانوں پر رکھے۔

۱۰ ... دوسرے سجدے میں جانے کے لیئے بدن کے سکون کی حالت میں اللہ اکبر کہے۔

۱۱ ... سجدوں میں صلوٰۃ پڑھے۔

۱۲ ... سجدے سے قیام کے لیئے اٹھتے وقت پہلے گھٹنوں کو اور ان کے بعد ہاتھوں کو زمین سے اٹھائے۔

۱۳ ... مرد کہنیوں اور پیٹ کو زمین سے نہ لگائیں اور بازوؤں کو پہلو سے جدا رکھیں اور عورتیں کہنیاں اور پیٹ زمین پر رکھیں اور بدن کے اعضاء کو ایک دوسرے سے ملا لیں۔
(سجدے کے دوسرے مستحبات مفصل کتابوں میں مذکور ہیں۔)

مسئلہ ۱۰۹۰ : سجدے میں قرآن مجید پڑھنا مکروہ ہے اور سجدے کی جگہ کا گرد و غبار جھاڑنے کے لیئے پھونک مارنا اس وقت جبکہ اس کے پہلو میں کوئی نمازی موجود ہو اور اس گرد و غبار سے متاثر ہو مکروہ ہے بلکہ پھونک مارنے کی وجہ سے کوئی حرف منہ سے عمداً نکل جائے تو نماز باطل ہے اور ان کے علاوہ اور مکروہات کا ذکر بھی مفصل کتابوں میں آیا ہے۔

قرآن مجید کے واجب سجدے

مسئلہ ۱۰۹۱ : قرآن مجید کی چار سورتوں یعنی والنجم' اقراء' الم تنزیل' اور حٰم سجدہ میں سے ہر ایک میں ایک آیت سجدہ ہے جسے انسان پڑھے یا سنے تو اسے چاہیئے کہ آیت ختم ہونے کے بعد فوراً سجدہ کرے اور اگر سجدہ کرنا بھول جائے تو جس وقت بھی اسے یاد آئے سجدہ کرے اور ظاہر یہ ہے کہ آیت سجدہ بغیر اختیار سننے میں سجدہ واجب نہیں ہے اگرچہ بہتر یہ ہے کہ سجدہ کیا جائے۔

مسئلہ ۱۰۹۲ : اگر انسان آیت سجدہ سننے کے وقت خود بھی وہ آیت پڑھے تو احتیاط واجب کی بنا پر اسے چاہیئے کہ دو سجدے کرے۔

مسئلہ ۱۰۹۳ : اگر نماز کے علاوہ سجدے کی حالت میں کوئی شخص آیت سجدہ پڑھے یا سنے تو اسے چاہیئے کہ سجدے سے سر اٹھائے اور دوبارہ سجدہ کرے۔

مسئلہ ۱۰۹۴ : اگر کوئی شخص گراموفون یا ٹیپ ریکارڈ پر یا نادان بچے سے جو اچھے برے کی تمیز نہ

رکھتاہو یا کسی ایسے شخص سے جو قرآن شریف پڑھنے کا ارادہ نہ رکھتا ہو آیت سجدہ سنے یا اس پر کان دھرے تو سجدہ واجب نہیں ہے اور آیت سجدہ اگر ریڈیو پر ربن اور ٹیپ کی شکل میں نشر کی جائے تو اس کے لیئے بھی یہی حکم ہے لیکن اگر کوئی شخص ریڈیو اسٹیشن پر آیت سجدہ تلاوت قرآن مجید کے قصد سے پڑھے اور دوسرا اسے ریڈیو کے ذریعے سنے تو سجدہ واجب ہے۔

مسئلہ ۱۰۹۵ : قرآن مجید کا واجب سجدہ کرنے کے لیئے انسان کی جگہ غصبی نہیں ہونی چاہئے اور پیشانی رکھنے کی جگہ اس کے پاؤں کی انگلیوں کے سروں کی جگہ سے چار ملی ہوئی انگلیوں سے زیادہ اونچی نہ ہونی چاہئے لیکن یہ ضروری نہیں کہ اس نے وضو یا غسل کیا ہوا ہو اور روبقبلہ ہو اور وہ اپنی شرمگاہ کو چھپائے اور اس کا بدن اور پیشانی رکھنے کی جگہ پاک ہو علاوہ ازیں جن شرائط کا اطلاق نماز پڑھنے والے کے لباس پر ہوتا ہے.وہ شرائط قرآن مجید کا واجب سجدہ ادا کرنے والے کے لباس کے لیئے نہیں ہیں۔

مسئلہ ۱۰۹۶ : احتیاط واجب یہ ہے کہ قرآن مجید کے واجب سجدے میں انسان اپنی پیشانی سجدہ گاہ یا کسی ایسی دوسری چیز پر رکھے جس پر سجدہ صحیح ہو اور بدن کے دوسرے اعضاء زمین پر اس طرح رکھے جیسے سجدہ نماز کے سلسلے میں بتایا گیا ہے۔

مسئلہ ۱۰۹۷ : جب انسان قرآن مجید کے سجدہ واجب کے ارادے سے پیشانی زمین پر رکھ دے تو خواہ وہ کوئی ذکر نہ بھی پڑھے تب بھی کافی ہے اور ذکر کا پڑھنا مستحب ہے اور بہتر ہے کہ پڑھے۔

لاالہ الااللہ حقاً حقاً' لاالہ الااللہ ایماناً وتصدیقاً لاالہ الااللہ عبودیة و رقاً سجدت لک یارب تعبداً ورقاً مستنکفاً ولا مستکبراً بل انا عبد ذلیل ضعیف خائف مستجیر۔

تشہد

مسئلہ ۱۰۹۸ : سب واجب اور مستحب نمازوں کی دوسری رکعت میں اور نماز مغرب کی تیسری رکعت میں اور ظہر عصر اور عشاء کی نمازوں کی چوتھی رکعت میں انسان کو چاہئے کہ دوسرے سجدے کے بعد بیٹھے اور بدن کے سکون کی حالت میں تشہد پڑھے یعنی کہے۔

اشھد ان لاالہ الااللہ وحدہ لاشریک لہ واشھد ان محمداً عبدہ ورسولہ۔ اللھم صلی علی محمد وال محمد اور احتیاط واجب یہ ہے کہ اس ترتیب کے علاوہ کسی اور ترتیب سے نہ پڑھے اور نماز وتر میں بھی تشہد پڑھنا ضروری ہے۔

مسئلہ ۱۰۹۹ : ضروری ہے کہ تشہد کے کلمات صحیح عربی میں اور معمول کے مطابق مسلسل کہے جائیں۔

مسئلہ ۱۱۰۰ : اگر کوئی شخص تشہد پڑھنا بھول جائے اور کھڑا ہو جائے اور رکوع سے پہلے اسے یاد آئے کہ اس نے تشہد نہیں پڑھا تو اسے چاہئے کہ بیٹھ جائے اور تشہد پڑھے اور پھر دوبارہ کھڑا ہو اور اس رکعت میں جو کچھ پڑھنا چاہئے پڑھے اور نماز ختم کرے اور احتیاط واجب کی بنا پر نماز کے بعد بے جا قیام کے لیئے سجدہ سہو بجالائے اور اگر اسے رکوع میں یا اس کے بعد یاد آئے تو چاہئے کہ نماز پوری کرے اور نماز کے سلام کے بعد احتیاط واجب کی بنا پر تشہد کی قضا کرے اور بھولے ہوئے تشہد کے لیئے احتیاطاً دو سجدے سہو بجالائے۔

مسئلہ ۱۱۰۱ : مستحب ہے کہ تشہد کی حالت میں انسان بائیں ران پر بیٹھے اور دائیں پاؤں کی پشت کو بائیں پاؤں کے تلوے پر رکھے اور تشہد سے پہلے کہے **الحمدللہ** یا کہے **بسم اللہ وباللہ والحمدللہ وخیر الاسماء للہ** اور یہ بھی مستحب ہے کہ ہاتھ رانوں پر رکھے اور انگلیاں ایک دوسری کے ساتھ ملائے اور اپنے گود پر نگاہ ڈالے اور تشہد میں صلوات کے بعد کہے۔ **وتقبل شفاعتہ وارفع درجتہ**

مسئلہ ۱۱۰۲ : مستحب ہے کہ عورتیں تشہد پڑھتے وقت اپنی رانیں ملا کر رکھیں۔

نماز کا سلام

مسئلہ ۱۱۰۳ : نماز کی آخری رکعت کے تشہد کے بعد نماز پڑھنے والا بیٹھا ہو اور اس کا بدن سکون کی حالت میں ہو تو مستحب ہے کہ وہ کہے **السلام علیک ایھا النبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ** اور اس کے بعد واجب ہے کہ کہے **السلام علینا وعلی عباد اللہ الصالحین** اور مستحب ہے کہ **السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ** پڑھے۔

مسئلہ ۱۱۰۴ : اگر کوئی شخص نماز کا سلام کہنا بھول جائے اور اسے ایسے وقت یاد آئے جب ابھی نماز کی شکل ختم نہ ہوئی ہو یا اس نے کوئی ایسا کام بھی نہ کیا ہو جسے عمداً اور سہواً کرنے سے نماز باطل ہو جاتی ہو مثلاً (قبلہ کی طرف پیٹھ کرنا) تو اسے چاہئے کہ سلام کہے اور نماز اس کی صحیح ہے۔

مسئلہ ۱۱۰۵ : اگر کوئی شخص نماز کا سلام کہنا بھول جائے اور اسے ایسے وقت یاد آئے جب نماز کی شکل ختم ہو گئی ہو اور اس نے کوئی ایسا کام کیا ہو جسے عمداً اور سہواً کرنے سے نماز باطل ہوتی ہے مثلاً قبلہ کی طرف پیٹھ کرنا تو اس کی نماز صحیح ہے۔

ترتیب

مسئلہ ۱۱۰۶ : اگر کوئی شخص جان بوجھ کر نماز کی ترتیب الٹ دے مثلاً حمد سے پہلے سورہ پڑھ لے یا رکوع سے پہلے سجدے بجا لائے تو اس کی نماز باطل ہو جاتی ہے۔

مسئلہ ۱۱۰۷ : اگر کوئی شخص نماز کا کوئی رکن بھول جائے اور اس کے بعد کا رکن بجا لائے مثلاً رکوع کرنے سے پہلے دو سجدے کرے تو اس کی نماز باطل ہے۔

مسئلہ ۱۱۰۸ : اگر کوئی شخص نماز کا کوئی رکن بھول جائے اور ایسی چیز بجا لائے جو اس کے بعد ہو اور رکن نہ ہو مثلاً اس سے پہلے کہ دو سجدے کرے تشہد پڑھ لے تو اسے چاہئے کہ رکن بجا لائے اور جو کچھ بھول کی وجہ سے اس سے پہلے پڑھا ہو اسے دوبارہ پڑھے۔

مسئلہ ۱۱۰۹ : اگر کوئی شخص ایک ایسی چیز بھول جائے جو رکن نہ ہو اس کے بعد رکن بجا لائے مثلاً حمد بھول جائے اور رکوع میں چلا جائے تو اس کی نماز صحیح ہے۔

مسئلہ ۱۱۱۰ : اگر کوئی شخص ایک ایسی چیز بھول جائے جو رکن نہ ہو اور اس چیز کو بجا لائے جو اس کے بعد ہو اور وہ بھی رکن نہ ہو مثلاً حمد بھول جائے اور سورہ پڑھ لے تو اسے چاہئے کہ جو چیز بھول گیا ہو وہ بجا لائے اور اس کے بعد وہ چیز جو بھول کی وجہ سے پیشتر پڑھ لی ہو دوبارہ پڑھے۔

مسئلہ ۱۱۱۱ : اگر کوئی شخص پہلا سجدہ اس خیال سے بجا لائے کہ دوسرا سجدہ ہے یا دوسرا سجدہ اس خیال سے بجا لائے کہ پہلا سجدہ ہے تو اس کی نماز صحیح ہے اور اس کا پہلا سجدہ پہلا اور دوسرا سجدہ دوسرا

سجدہ شمار ہو گا۔

موالات (تسلسل قائم رکھنا)

مسئلہ ۱۱۱۲ : انسان کو چاہئے کہ نماز موالات کے ساتھ پڑھے یعنی نماز کے افعال مثلاً رکوع سجود اور تشہد پے در پے اور تسلسل سے بجالائے اور جو چیزیں بھی نماز میں پڑھے معمول کے مطابق پے در پے پڑھے اور اگر ان کے درمیان اتنا فاصلہ ڈالے کہ لوگ یہ نہ کہیں کہ نماز پڑھ رہا ہے تو اس کی نماز باطل ہے۔

مسئلہ ۱۱۱۳ : اگر کوئی شخص نماز میں سہواً حروف اور کلمات کے درمیان فاصلہ رکھے اور فاصلہ اتنا ہو کہ نماز کی صورت برقرار نہ رہے تو اگر وہ ابھی بعد والے رکن میں مشغول نہ ہوا ہو تو اسے چاہئے کہ وہ حروف اور کلمات معمول کے مطابق پڑھے اور اگر بعد کی کوئی چیز پڑھی جا چکی ہو تو ضروری ہے کہ اسے دہرائے اور اگر بعد کے رکن میں مشغول ہو گیا ہو تو اس کی نماز صحیح ہے۔

مسئلہ ۱۱۱۴ : رکوع اور سجود کو طول دینا اور بڑی (یعنی لمبی) سورتیں پڑھنا موالات کو نہیں توڑتا۔

قنوت

مسئلہ ۱۱۱۵ : تمام واجب اور مستحب نمازوں میں دوسری رکعت کے رکوع سے پہلے قنوت پڑھنا مستحب ہے اور نماز وتر میں بھی باوجودیکہ وہ ایک رکعت کی ہوتی ہے رکوع سے پہلے قنوت پڑھنا مستحب ہے اور نماز جمعہ کی ہر رکعت میں ایک قنوت نماز آیات میں پانچ قنوت نماز عید فطر و قربان کی پہلی رکعت میں پانچ اور دوسری رکعت میں چار قنوت ہیں۔

مسئلہ ۱۱۱۶ : انسان کے لیئے مستحب ہے کہ قنوت پڑھتے وقت ہاتھ چہرے کے سامنے اور ہتھیلیاں ایک دوسری کے ساتھ ملا کر آسمان کی طرف رکھے اور انگوٹھوں کے علاوہ باقی انگلیوں کو آپس میں ملائے اور نگاہ ہتھیلیوں پر رکھے۔

مسئلہ ۱۱۱۷ : قنوت میں انسان جو ذکر بھی پڑھے خواہ ایک دفعہ سبحان اللہ ہی کہے کافی ہے اور بہتر ہے کہ یہ دعا پڑھے لاالہ الااللہ الحلیم الکریم' لاالہ الااللہ العلی العظیم' سبحان

اللہ رب السمٰوات السبع و رب الارضین السبع وما فیهن وما بینهن ورب العرش العظیم والحمدللہ رب العالمین ☆

مسئلہ ۱۱۱۸ : مستحب ہے کہ انسان قنوت بلند آواز سے پڑھے لیکن اگر ایک شخص جماعت کے ساتھ نماز پڑھ رہا ہو اور امام اس کی آواز سن سکتا ہو تو اس کا بلند آواز سے قنوت پڑھنا مستحب نہیں ہے۔

مسئلہ ۱۱۱۹ : اگر کوئی شخص عمداً قنوت نہ پڑھے تو اس کی قضا نہیں ہے اور اگر بھول جائے اور اس سے پیشتر کہ رکوع کی حد تک جھکے اسے یاد آ جائے تو مستحب یہ ہے کہ کھڑا ہو جائے اور قنوت پڑھے اور اگر رکوع میں یاد آجائے تو مستحب ہے کہ رکوع کے بعد قضا کرے اور اگر سجدے میں یاد آئے تو مستحب ہے کہ سلام کے بعد اس کی قضا کرے۔

نماز کا ترجمہ

۱۔ سورۂ حمد کا ترجمہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم : "**بسم اللہ**" یعنی میں ابتدا کرتا ہوں خدا کے نام سے اس ذات کے نام سے جس میں تمام کمالات یکجا ہیں اور جو ہر قسم کے نقص سے منزہ ہے۔ "**الرحمٰن**" اس کی رحمت وسیع اور بے انتہا ہے۔ "**الرحیم**" اس کی رحمت ذاتی اور ازلی و ابدی ہے "**الحمدللہ رب العالمین**" یعنی ثنا اس خداوند کی ذات سے مخصوص ہے، جو تمام موجودات کا پالنے والا ہے "**الرحمٰن الرحیم**" اس کے معنی بتائے جا چکے ہیں "**مالک یوم الدین**" یعنی وہ توانا ذات کہ جزا کے دن کی حکمرانی اس کے ہاتھ میں ہے۔ "**ایاک نعبد و ایاک نستعین**" یعنی ہم فقط تیری عبادت کرتے ہیں اور فقط تجھ سے مدد طلب کرتے ہیں "**اهدنا الصراط المستقیم**" یعنی ہمیں راہ راست کی جانب ہدایت فرما جو کہ دین اسلام ہے۔ "**صراط الذین انعمت علیهم**" یعنی ان لوگوں کے راستے کی جانب جنہیں تو نے نعمتیں عطا کی ہیں جو کہ پیغمبر اور پیغمبروں کے جانشین ہیں "**غیر المغضوب علیهم ولا الضالین**" یعنی نہ ان لوگوں کے راستے کی جانب جن پر تو نے غضب کیا اور ان کے راستے

کی جانب جو گمراہ ہیں۔

۲۔ سورۂ اخلاص کا ترجمہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ اس کے معنی بتائے جا چکے ہیں۔ "**قل ھو اللہ احد**" یعنی اے محمد (صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم) آپ کہہ دیں کہ خداوند وہی ہے جو یکتا خدا ہے۔ "**اللہ الصمد**" یعنی وہ خدا جو تمام موجودات سے بے نیاز ہے۔ "**لم یلد ولم یولد**" یعنی نہ اس کا کوئی فرزند ہے اور نہ وہ کسی کا فرزند ہے۔ "**ولم یکن لہ کفواً احد**" اور مخلوقات میں سے کوئی بھی اس کی مثل نہیں ہے۔

۳۔ رکوع سجود اور ان کے بعد کے مستحب اذکار کا ترجمہ

"**سبحان ربی العظیم وبحمدہ**" یعنی میرا پروردگار بزرگ ہر عیب اور ہر نقص سے پاک اور منزہ ہے۔ میں اس کی ستائش میں مشغول ہوں۔ "**سبحان ربی الاعلیٰ وبحمدہ**" یعنی میرا پروردگار جو سب سے بالاتر ہے اور ہر عیب اور نقص سے پاک اور منزہ ہے میں اس کی ستائش میں مشغول ہوں "**سمع اللہ لمن حمدہ**" یعنی جو کوئی خدا کی ستائش کرتا ہے خدا اسے سنتا اور قبول کرتا ہے۔ "**استغفر اللہ ربی واتوب الیہ**" یعنی میں مغفرت طلب کرتا ہوں اس خداوند سے جو میرا پالنے والا ہے اور میں اس کی طرف رجوع کرتا ہوں۔ "**بحول اللہ وقوتہ اقوم واقعد**" یعنی میں خدا تعالیٰ کی مدد سے اٹھتا اور بیٹھتا ہوں۔

۴۔ قنوت کا ترجمہ

"**لا الہ الا اللہ الحلیم الکریم**" یعنی کوئی خدا پرستش کے لائق نہیں سوائے اس یکتا اور بے مثل خدا کے جو صاحب حلم و کرم ہے۔ "**لا الہ الا اللہ العلی العظیم**" یعنی کوئی خدا پرستش کے لائق نہیں سوائے اس یکتا اور بے مثل خدا کے جو بلند مرتبہ اور بزرگ ہے۔ "**سبحان اللہ رب السمٰوات السبع و رب الارضین السبع**" یعنی پاک اور منزہ ہے وہ خداوند جو سات آسمانوں اور سات زمینوں کا پروردگار ہے۔ "**وما فیھن وما بینھن و رب العرش العظیم**" یعنی وہ ہر اس چیز کا پروردگار ہے جو آسمانوں اور زمینوں میں اور ان کے درمیان ہے اور عرش بزرگ کا پروردگار ہے۔

" والحمدللہ رب العالمین " اور حمد و ثنا اس خداوند کے لیئے مخصوص ہے جو تمام موجودات کا پالنے والا ہے۔

۵۔ تسبیحات اربعہ کا ترجمہ

" سبحان اللہ والحمدللہ ولاالہ الااللہ واللہ اکبر" یعنی خدا تعالٰی پاک اور منزہ ہے اور ثنا اس کے لیئے مخصوص ہے اور اس بے مثل خدا کے علاوہ کوئی خدا پرستش کے لائق نہیں اور وہ اس سے بزرگ تر ہے کہ اس کی توصیف کی جائے۔

۶۔ تشہد اور سلام کامل کا ترجمہ

" الحمدللہ اشهد ان لاالہ الااللہ وحدہ لاشریک لہ" یعنی ستائش پروردگا کے لیئے مخصوص ہے اور میں گواہی دیتا ہوں کہ سوائے اس خدا کے جو یکتا ہے اور جس کا کوئی شریک نہیں اور کوئی خدا پرستش کے لائق نہیں ہے۔ "واشهد ان محمدا عبدہ و رسولہ" اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خدا کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔ "اللهم صل علی محمد وآل محمد" یعنی اے خدا رحمت بھیج محمد اور آل محمد پر "وتقبل شفاعته وارفع درجته" یعنی پیغمبرؐ کی شفاعت قبول کر اور آنحضرت کا درجہ اپنے نزدیک بلند کر "السلام علیک ایها النبی و رحمة اللہ وبرکاته" یعنی اے پیغمبر آپ پر سلام ہو اور آپ پر اللہ کی رحمت اور برکتیں ہوں۔ "السلام علینا وعلی عباد اللہ الصالحین" یعنی ہم نماز پڑھنے والوں پر اور تمام صالح بندوں پر اللہ کی طرف سے سلامتی ہو۔ "السلام علیکم و رحمة اللہ و برکاته" یعنی تم مومنین پر خدا کی طرف سے سلامتی اور رحمت اور برکتیں ہوں۔

۷۔ تعقیب نماز

مسئلہ ۱۱۲۰ : مستحب ہے کہ نماز پڑھنے کے بعد انسان کچھ دیر کے لئے تعقیب یعنی ذکر اور دعا اور قرآن مجید پڑھنے میں مشغول رہے اور بہتر ہے کہ اس سے پیشتر کہ وہ اپنی جگہ سے حرکت کرے اور اس کا وضو' غسل یا تیمم باطل ہو جائے۔ رو بہ قبلہ ہو کر تعقیب پڑھے اور یہ ضروری نہیں کہ تعقیب عربی میں ہو لیکن بہتر ہے کہ انسان وہ چیزیں پڑھے جو دعاؤں کی کتابوں میں بتائی گئی ہیں اور

تسبیح حضرت زہرا علیہا السلام تعقیبات میں سے ہے جن کی بہت زیادہ تاکید کی گئی ہے۔ یہ تسبیح اس ترتیب سے پڑھنی چاہئے۔

۳۴ دفعہ **اللہ اکبر** اس کے بعد ۳۳ دفعہ **الحمدللہ** اور اس کے بعد ۳۳ دفعہ **سبحان اللہ** اور **سبحان اللہ** **الحمدللہ** سے پہلے بھی پڑھا جاسکتا ہے لیکن بہتر ہے کہ **الحمدللہ** کے بعد پڑھا جائے۔

مسئلہ ۱۱۲۱ : انسان کے لیئے مستحب ہے کہ نماز کے بعد سجدہ شکر بجا لائے اور اتنا کافی ہے کہ شکر کی نیت سے پیشانی زمین پر رکھے لیکن بہتر ہے کہ سو بار یا تین بار یا ایک بار **شکراللہ** یا **عفواً** کہے اور یہ بھی مستحب ہے کہ جب بھی انسان کو کوئی نعمت حاصل ہو یا کوئی مصیبت اس سے دور ہو تو سجدہ شکر بجا لائے۔

پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر صلوات

مسئلہ ۱۱۲۲ : جب بھی انسان حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اسم مبارک مثلاً محمدؐ اور احمدؐ یا آنجناب کا لقب اور کنیت مثلاً مصطفیٰ اور ابوالقاسم زبان سے ادا کرے یا سنے تو خواہ وہ نماز میں ہی کیوں نہ ہو مستحب ہے کہ صلوات بھیجے۔

مسئلہ ۱۱۲۳ : حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اسم مبارک لکھتے وقت مستحب ہے کہ انسان صلوات بھی لکھے اور بہتر ہے کہ جب بھی آنحضرتؐ کو یاد کرے تو صلوات بھیجے۔

مبطلات نماز

مسئلہ ۱۱۲۴ : بارہ چیزیں نماز کو باطل کرتی ہیں اور انہیں مبطلات کہا جاتا ہے۔

اول : یہ کہ نماز کے دوران میں نماز کی شرطوں میں سے کوئی شرط مفقود ہو جائے مثلاً نماز پڑھتے ہوئے متعلقہ شخص کو پتہ چلے کہ جس لباس سے اس نے ستر پوشی کی ہوئی ہے وہ غصبی ہے۔

دوم : یہ کہ نماز کے دوران میں عمداً یا سہواً یا مجبوری کی وجہ سے انسان کسی ایسی چیز سے دوچار ہو جو وضو یا غسل کو باطل کر دے مثلاً اس کا پیشاب نکل جائے تاہم جو شخص پیشاب یا

پاخانہ نہ روک سکتا ہو اگر نماز کے دوران میں اس کا پیشاب یا پاخانہ نکل جائے اور وہ اس طریقے پر عمل کرے جو احکام وضو کے سلسلے میں بتایا گیا ہے تو اس کی نماز باطل نہیں ہو گی اور اسی طرح اگر نماز کے دوران میں مستحاضہ عورت کا خون خارج ہو تو اگر وہ استحاضہ سے متعلق احکام کے مطابق عمل کرے تو اس کی نماز صحیح ہے۔

مسئلہ ۱۱۲۵ : جس شخص کو بے اختیار نیند آجائے اگر اسے یہ پتہ نہ چلے کہ وہ نماز کے دوران میں سو گیا تھا یا اس کے بعد سویا تو اسے چاہئے کہ نماز دوبارہ پڑھے۔

مسئلہ ۱۱۲۶ : اگر کسی شخص کو علم ہو کہ وہ اپنی مرضی سے سویا تھا لیکن شک کرے کہ نماز کے بعد سویا تھا یا نماز کے دوران میں یہ بھول گیا کہ نماز پڑھ رہا ہے اور سو گیا تو اس کی نماز صحیح ہے۔

مسئلہ ۱۱۲۷ : اگر کوئی شخص نیند سے سجدے کی حالت میں بیدار ہو جائے اور شک کرے کہ آیا نماز کے آخری سجدے میں ہے یا سجدہ شکر میں ہے تو اگر اسے علم ہو کہ بے اختیار سو گیا تھا تو اسے چاہئے کہ نماز دوبارہ پڑھے اور اگر جانتا ہو کہ اپنی مرضی سے سویا تھا اور اس بات کا احتمال ہو کہ غفلت کی وجہ سے نماز کے سجدے میں سو گیا تھا تو اس کی نماز صحیح ہے۔

سوم : یہ چیز مبطلات نماز میں سے ہے کہ انسان اپنے ہاتھوں کو باندھے۔

مسئلہ ۱۱۲۸ : اگر کوئی شخص بھول کر یا مجبوراً یا تقیہ کی وجہ سے یا کسی اور کام مثلاً ہاتھ کھجانے وغیرہ کے لیئے ہاتھ پر ہاتھ رکھ لے تو کوئی حرج نہیں ہے۔

چہارم : مبطلات نماز میں سے چوتھی چیز یہ ہے کہ حمد پڑھنے کے بعد انسان آمین کہے لیکن اگر غلطی سے یا تقیہ کے طور پر "آمین" کہے تو نماز باطل نہیں ہوتی۔

پنجم : مبطلات نماز میں سے پانچویں چیز یہ ہے کہ جان بوجھ کر یا بھول کر انسان پشت قبلہ کی طرف کر لے یا قبلہ کی دائیں یا بائیں جانب مڑ جائے بلکہ اگر جان بوجھ کر اتنا مڑ جائے کہ لوگ یہ نہ کہیں کہ اس کا منہ قبلہ کی طرف ہے تو خواہ وہ دائیں یا بائیں جانب تک نہ بھی پہنچے اس کی نماز باطل ہے۔

مسئلہ ۱۱۲۹ : اگر کوئی شخص عمداً یا سہواً سر کو اتنا گھمائے کہ قبلہ کی دائیں طرف یا بائیں طرف

کے بالمقابل ہو جائے یا اس سے زیادہ انحراف ہو جائے تو نماز باطل ہے لیکن اگر وہ سر کو اتنا کم گھمائے کہ لوگ یہ نہ کہیں کہ اس نے اپنا منہ قبلہ سے موڑ لیا ہے تو ایسا کرنا جان بوجھ کر اشتباہ کرتے ہوئے اس کی نماز باطل نہیں ہوتی اور اگر اتنا گھمائے کہ لوگ کہیں کہ اس نے اپنا منہ قبلہ سے موڑ لیا ہے لیکن وہ قبلہ کی دائیں یا بائیں حد تک نہ پہنچا ہو تو اس صورت میں اگر منہ کا موڑنا عمداً ہو تو اس کی نماز باطل ہے اور اگر سہواً ہو تو نماز صحیح ہے۔

ششم : مبطلات نماز میں سے چھٹی چیز یہ ہے کہ انسان جان بوجھ کر کوئی ایسا کلمہ کہے جو کہ ایک حرف یا اس سے زیادہ پر مشتمل ہو خواہ اس کے کوئی معنی نہ ہوں۔

مسئلہ ۱۱۳۰ : اگر کوئی شخص سہواً ایسا کلمہ کہے جس کے حروف ایک یا اس سے زیادہ ہوں تو خواہ وہ کلمہ معنی بھی رکھتا ہو اس شخص کی نماز باطل نہیں ہوتی لیکن اس کے لیئے ضروری ہے کہ جیسا کہ بعد میں ذکر آئے گا نماز کے بعد سجدہ سہو بجا لائے۔

مسئلہ ۱۱۳۱ : نماز کی حالت میں کھانسنے، ڈکار لینے اور آہ بھرنے میں کوئی حرج نہیں لیکن آخ اور آہ اور انہی جیسے کلمات کا عمداً کہنا نماز کو باطل کر دیتا ہے۔

مسئلہ ۱۱۳۲ : اگر کوئی شخص کوئی کلمہ ذکر کے قصد سے کہے مثلاً ذکر کر کے قصد سے "اللہ اکبر" کہے اور اسے کہتے وقت آواز بلند کرے تاکہ دوسرے شخص کو کسی چیز کی طرف متوجہ کرے تو اس میں کوئی حرج نہیں بلکہ اگر کوئی چیز دوسرے کے علم میں لانے کے لیئے کوئی کلمہ ذکر کے قصد سے کہے تب بھی کوئی حرج نہیں۔

مسئلہ ۱۱۳۳ : سوائے ان چار آیات کے جن کے پڑھنے سے سجدہ واجب ہوتا ہے اور جن کا ذکر جنابت کے احکام کے سلسلے میں ہو چکا ہے نماز میں قرآن مجید کے پڑھنے اور دعا کرنے میں کوئی حرج نہیں لیکن احتیاط مستحب یہ ہے کہ عربی زبان کے علاوہ کسی زبان میں دعا نہ کی جائے۔

مسئلہ ۱۱۳۴ : اگر کوئی شخص بغیر قصد جزیت عمداً" یا احتیاطاً" حمد اور سورۃ کے کسی حصے یا اذکار نماز کی تکرار کرے تو کوئی حرج نہیں۔

مسئلہ ۱۱۳۵ : انسان کو چاہئے کہ نماز کی حالت میں کسی کو سلام نہ کہے اور اگر کوئی دوسرا شخص

اسے سلام کہے تو احتیاط واجب کی بنا پر اسے چاہئے کہ جیسے اس نے سلام کہا ہے ویسے ہی جواب دے مثلاً اگر اس نے "سلام علیکم" کہا ہے تو جواب میں "سلام علیکم" ہی کہے لیکن "علیکم السلام" کے جواب میں جو صیغہ چاہے کہہ سکتا ہے۔

مسئلہ ۱۱۳۶ : انسان کو چاہئے کہ خواہ وہ نماز کی حالت میں ہو یا نہ ہو سلام کا جواب فوراً دے اور اگر جان بوجھ کر یا بھولے سے سلام کا جواب دینے میں اتنا توقف کرے کہ اگر جواب دے تو وہ اس سلام کا جواب شمار نہ ہو تو پھر اگر وہ نماز کی حالت میں ہو تو اسے چاہئے کہ جواب نہ دے اور اگر نماز کی حالت میں نہ ہو تو جواب دینا واجب نہیں ہے۔

مسئلہ ۱۱۳۷ : انسان کو چاہئے کہ سلام کا جواب اس طرح دے کہ سلام کرنے والا سن لے لیکن اگر سلام کرنے والا بہرہ ہو یا سلام کہہ کر جلدی سے گزر جائے تو اگر انسان اسے حسب معمول جواب دے تو کافی ہے۔

مسئلہ ۱۱۳۸ : یہ واجب نہیں کہ نماز پڑھنے والا سلام کا جواب دعا کے ارادے سے دے یعنی خداوند عالم سے سلام کرنے والے کے لیئے سلامتی چاہے بلکہ اگر محض تحیت (سلام) کے قصد سے ہو تو بھی کوئی اشکال نہیں ہے۔

مسئلہ ۱۱۳۹ : اگر عورت یا نامحرم مرد یا ممیز بچہ یعنی وہ بچہ جو اچھے برے میں تمیز کر سکتا ہو نماز پڑھنے والے کو سلام کہے تو نماز پڑھنے والا اس کا جواب دے سکتا ہے لیکن اگر عورت "سلام علیک" کہہ کر سلام کہے تو نماز پڑھنے والے کو چاہے کہ جواب میں "سلام علیک" کہے اور کاف پر زبر اور زیر اور پیش نہ دے۔

مسئلہ ۱۱۴۰ : اگر نماز پڑھنے والا سلام کا جواب نہ دے تو وہ گناہ گار ہے لیکن اس کی نماز صحیح ہے۔

مسئلہ ۱۱۴۱ : اگر کوئی شخص نماز پڑھنے والے کو اس طرح غلط سلام کہے کہ وہ سلام ہی شمار نہ ہو تو اس سلام کا جواب دینا جائز نہیں۔

مسئلہ ۱۱۴۲ : کسی ایسے شخص کے سلام کا جواب جو مزاح اور تمسخر کے طور پر سلام کرے اور

ایسے غیر مسلم مرد اور عورت کے سلام کا جواب جو ذمی نہ ہوں واجب نہیں ہے اور اگر ذمی ہوں تو احتیاط واجب کی بنا پر ان کے جواب میں کلمہ "علیک" کہہ دینا کافی ہے۔

مسئلہ ۱۱۴۳ : اگر کوئی شخص کسی گروہ کو سلام کرے تو ان سب پر سلام کا جواب دینا واجب ہے لیکن اگر ان میں سے ایک شخص جواب دے دے تو کافی ہے۔

مسئلہ ۱۱۴۴ : اگر کوئی شخص کسی گروہ کو سلام کرے اور جواب ایک ایسا شخص دے جسے سلام کہنے کا سلام کرنے والے کا ارادہ نہ ہو تو اس شخص کے جواب دینے کے باوجود سلام کا جواب اس گروہ پر واجب ہے۔

مسئلہ ۱۱۴۵ : اگر کوئی شخص کسی گروہ کو سلام کرے اور اس گروہ میں سے جو شخص نماز میں مشغول ہو وہ شک کرے کہ آیا سلام کرنے والے کا ارادہ اسے بھی سلام کرنے کا تھا یا نہیں تو اسے چاہئے کہ جواب نہ دے اور اگر نماز پڑھنے والے کو یقین ہو کہ اس شخص کا ارادہ اسے بھی سلام کرنے کا تھا لیکن کوئی شخص سلام کا جواب دے دے تو اس صورت میں بھی یہی حکم ہے لیکن نماز پڑھنے والے کو یقین ہو کہ سلام کرنے والے کا ارادہ اسے بھی سلام کرنے کا تھا اور کوئی دوسرا جواب نہ دے تو اسے (یعنی نماز پڑھنے والے کو) چاہئے کہ سلام کا جواب دے۔

مسئلہ ۱۱۴۶ : سلام کرنا مستحب ہے اور اس امر کی بہت تاکید کی گئی ہے کہ سوار پیدل کو اور کھڑا ہوا شخص بیٹھے ہوئے کو اور چھوٹا بڑے کو سلام کرے۔

مسئلہ ۱۱۴۷ : اگر دو شخص آپس میں ایک دوسرے کو سلام کریں تو احتیاط واجب کی بنا پر چاہئے کہ ان میں سے ہر ایک دوسرے کو اس کے سلام کا جواب دے۔

مسئلہ ۱۱۴۸ : اگر انسان نماز نہ پڑھ رہا ہو تو مستحب ہے کہ سلام کا جواب اس سلام سے بہتر الفاظ میں دے مثلاً اگر کوئی شخص "سلام علیکم" کہے تو جواب میں کہے "سلام علیکم و رحمتہ اللہ"

ہفتم : نماز کے مبطلات میں سے ساتویں چیز آواز کے ساتھ جان بوجھ کر ہنسنا ہے پس اگر کوئی شخص جان بوجھ کر بغیر آواز یا سہواً آواز کے ساتھ ہنسے تو ظاہر ہے کہ اس کی نماز میں کوئی اشکال نہیں۔

مسئلہ ۱۱۴۹ : اگر ہنسی کی آواز روکنے کے لیئے کسی شخص کی حالت بدل جائے مثلاً اس کا رنگ سرخ ہو جائے تو بہتر یہ ہے کہ وہ نماز کو مکمل کرنے کے بعد دوبارہ نماز پڑھے۔

ہشتم : نماز کے مبطلات میں سے آٹھویں چیز یہ ہے کہ انسان دنیاوی کام کے لیئے جان بوجھ کر آواز سے روئے اور احتیاط واجب یہ ہے کہ دنیاوی کام کے لیئے بغیر آواز کے بھی نہ روئے لیکن اگر خوف خدا سے یا آخرت کے لیئے یا غم حسینؑ کی یاد میں روئے تو خواہ آہستہ روئے یا بلند آواز سے روئے کوئی حرج نہیں بلکہ یہ بہترین اعمال میں سے ہے۔

نہم : نماز باطل کرنے والی چیزوں میں سے نویں چیز کوئی ایسا کام ہے جس سے نماز کی شکل باقی نہ رہے مثلاً تالی بجانا یا اچھلنا کودنا وغیرہ قطع نظر اس سے کہ ایسا کرنا عمداً ہو یا بھول چوک کی وجہ سے ہو۔ لیکن جو کام نماز کی شکل تبدیل نہ کرے (مثلاً ہاتھ سے اشارہ کرنا) اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔

مسئلہ ۱۱۵۰ : اگر کوئی شخص نماز کے دوران اس قدر ساکت ہو جائے کہ لوگ یہ نہ کہیں کہ نماز پڑھ رہا ہے تو اس کی نماز باطل ہو جاتی ہے۔

مسئلہ ۱۱۵۱ : اگر کوئی شخص نماز کے دوران میں کوئی کام کرے یا کچھ دیر ساکت رہے اور شک کرے کہ آیا اس کی نماز ٹوٹ گئی ہے یا نہیں تو اس کے لیئے جائز ہے کہ نماز توڑ کر دوبارہ پڑھے اور بہتر یہ ہے کہ نماز ختم کرے اور پھر دوبارہ پڑھے۔

دہم : مبطلات نماز میں سے دسویں چیز کھانا اور پینا ہے پس اگر کوئی شخص نماز کے دوران میں اس طرح کھائے یا پیئے کہ لوگ یہ نہ کہیں کہ نماز پڑھ رہا ہے تو خواہ اس کا یہ فعل عمداً ہو یا بھول چوک کی وجہ سے ہو اس کی نماز باطل ہو جاتی ہے البتہ جو شخص روزہ رکھنا چاہتا ہو اگر وہ صبح کی اذان سے پہلے مستحبی نماز پڑھ رہا ہو اور پیاسا ہو اور اسے ڈر ہو کہ اگر نماز ختم کرے گا تو صبح ہو جائے گی تو اگر پانی اس کے سامنے دو تین قدم کے فاصلے پر ہو تو وہ نماز کے دوران میں پانی پی سکتا ہے لیکن اسے چاہیئے کہ کوئی ایسا کام (مثلاً قبلہ سے منہ پھیرنا) نہ کرے جو نماز کو باطل کرتا ہو۔

مسئلہ ۱۱۵۲ : اگر کسی کے جان بوجھ کر کھانے پینے سے نماز کا تسلسل ٹوٹ جائے یعنی لوگ یہ نہ

نہیں کہ وہ پے در پے نماز پڑھ رہا ہے تو احتیاط واجب کی بنا پر اسے چاہئے کہ نماز دوبارہ پڑھے اور پہلی نماز کو بھی پورا کرے۔

مسئلہ ۱۱۵۳ : اگر کوئی شخص نماز کے دوران میں کوئی ایسی غذا نگل لے جو اس کے منہ یا دانتوں کے ریخوں میں رہ گئی ہو تو اس کی نماز باطل نہیں ہوتی۔ اسی طرح اگر قند یا شکر یا انہیں جیسی کوئی چیز منہ میں رہ گئی ہو اور نماز کی حالت میں آہستہ آہستہ گھل کر پیٹ میں چلی جائے تو کوئی حرج نہیں۔

یازدہم مبطلات نماز میں سے گیارہویں چیز دو رکعتی یا تین رکعتی نمازوں میں یا چار رکعتی نمازوں کی پہلی دو رکعتوں میں شک ہے بشرطیکہ نماز پڑھنے والا شک پر باقی رہے۔

دوازدہم مبطلات نماز میں سے بارہویں چیز یہ ہے کہ کوئی شخص نماز کے رکن جان بوجھ کر یا بھول کر کم یا زیادہ کر دے یا ایک ایسی چیز کو جو رکن نہیں ہے جان بوجھ کر کوئی چیز نماز میں بڑھائے یا کسی رکن مثلاً رکوع اور دو سجدوں کو ایک رکعت میں غلطی سے بڑھا دے۔ البتہ بھولے سے تکبیرۃ الاحرام کی زیادتی نماز کو باطل نہیں کرتی۔ لیکن احتیاطاً نماز کا اعادہ کرے۔

مسئلہ ۱۱۵۴ : اگر کوئی شخص نماز کے بعد شک کرے کہ آیا دوران نماز اس نے کوئی ایسا کام کیا ہے یا نہیں جو نماز کو باطل کرتا ہو تو اس کی نماز صحیح ہے۔

وہ چیزیں جو نماز میں مکروہ ہیں

مسئلہ ۱۱۵۵ : کسی شخص کا نماز میں اپنا چہرہ داہنی یا بائیں جانب اتنا کم موڑنا کہ لوگ یہ نہ کہیں کہ اس نے اپنا منہ قبلے سے موڑ لیا ہے مکروہ ہے۔ ورنہ (یعنی اگر چہرہ زیادہ موڑے تو) جیسا کہ بیان ہو چکا ہے نماز باطل ہے اور اگر کوئی شخص نماز میں اپنی آنکھیں بند کرے یا دائیں اور بائیں طرف گھمائے اور اپنی داڑھی اور ہاتھوں سے کھیلے اور انگلیاں ایک دوسری میں داخل کرے اور تھوکے اور قرآن مجید یا کسی اور کتاب یا انگوٹھی کی تحریر دیکھے تو وہ بھی مکروہ ہے اور اگر حمد اور سورۃ اور ذکر پڑھتے وقت کسی کی بات سننے کے لیے خاموش ہو جائے تو وہ بھی مکروہ ہے ہر وہ کام جو کہ خضوع و خشوع کو معدوم کر دے مکروہ ہے۔

مسئلہ ۱۱۵۶ : جب انسان کو نیند آ رہی ہو اور اس وقت بھی جب اس نے پیشاب اور پاخانہ روک

رکھا ہو نماز پڑھنا مکروہ ہے اور اسی طرح نماز کی حالت میں ایسا موزہ پہننا بھی مکروہ ہے جو پاؤں کو جکڑ لے اور ان کے علاوہ دوسرے مکروہات بھی مفصل کتابوں میں بیان کیئے گئے ہیں۔

وہ صورتیں جن میں واجب نمازیں توڑی جاسکتی ہیں

مسئلہ ۱۱۵۷ : اختیاری حالت میں واجب نماز کا توڑنا حرام ہے لیکن مال کی حفاظت اور مالی یا بدنی ضرر سے بچنے کے لیئے اس کے توڑنے میں کوئی حرج نہیں۔

مسئلہ ۱۱۵۸ : اگر انسان اپنی جان کی حفاظت یا کسی ایسے شخص کی جان کی حفاظت جس کی جان کی حفاظت واجب ہو یا ایسے مال کی حفاظت جس کی نگہداشت واجب ہو نماز توڑے بغیر ممکن نہ ہو تو انسان کو چاہئے کہ نماز توڑ دے۔

مسئلہ ۱۱۵۹ : اگر کوئی شخص وسیع وقت میں نماز پڑھنے لگے اور قرض خواہ اس سے اپنے قرضے کا مطالبہ کرے اور وہ اس کا قرضہ نماز کے دوران ہی ادا کر سکتا ہو تو اسے چاہئے کہ اسی حالت میں ادا کر دے اور اگر بغیر نماز توڑے اس کا قرضہ چکانا ممکن نہ ہو تو چاہئے کہ نماز توڑ دے اور اس کا قرضہ ادا کرے اور بعد میں نماز پڑھے۔

مسئلہ ۱۱۶۰ : اگر کسی شخص کو نماز کے دوران میں پتہ چلے کہ مسجد نجس ہے اور وقت تنگ ہو تو اسے چاہئے کہ نماز تمام کرے اور اگر وقت وسیع ہو اور مسجد کو پاک کرنے سے نماز نہ ٹوٹتی ہو تو اسے چاہئے کہ نماز کے دوران میں اسے پاک کرے اور بعد میں باقی نماز پڑھے اور اگر نماز ٹوٹ جاتی ہو اور نماز کے بعد مسجد کا پاک کرنا ممکن ہو تو مسجد کو پاک کرنے کے لیئے اس کا نماز توڑنا جائز ہے اور اگر نماز کے بعد مسجد کا پاک کرنا ممکن نہ ہو تو اس کی لیئے ضروری ہے کہ نماز توڑ دے اور مسجد کو پاک کرے اور بعد میں نماز پڑھے۔

مسئلہ ۱۱۶۱ : جس شخص کے لیئے نماز کا توڑنا ضروری ہو اگر وہ نماز مکمل کرے تو وہ گناہ گار ہو گا لیکن اس کی نماز صحیح ہے اگرچہ احتیاط مستحب یہ ہے کہ دوبارہ نماز پڑھے۔

مسئلہ ۱۱۶۲ : اگر کسی شخص کو رکوع کی حد تک جھکنے سے پہلے یاد آجائے کہ وہ اذان اور اقامت کہنا بھول گیا ہے اور نماز کا وقت وسیع ہو تو مستحب ہے کہ یہ چیزیں کہنے کے لیئے نماز توڑ دے اور اگر

اسے قرات سے پہلے یاد آئے کہ اقامت کہنی بھول گیا ہے تو اس کے لیئے بھی یہی حکم ہے۔

شکیات

نماز کے شکیات کی ۲۳ قسمیں ہیں ان میں سے آٹھ اس قسم کے شک ہیں جو نماز کو باطل کرتے ہیں اور چھ اس قسم کے شک ہیں جن کی پروا نہیں کرنی چاہئے اور باقی نو اس قسم کے شک ہیں جن کا حل ممکن ہے۔

وہ شک جو نماز کو باطل کرتے ہیں

مسئلہ ۱۱۶۳ : جو شک نماز کو باطل کرتے ہیں وہ یہ ہیں۔

۱ ... دو رکعتی واجب نماز (مثلاً صبح اور نماز مسافر) کی رکعتوں کی تعداد کے بارے میں شک البتہ نماز مستحب اور نماز احتیاط کی رکعتوں کی تعداد کے بارے میں شک نماز کو باطل نہیں کرتا۔

۲ ... تین رکعتی نماز میں کوئی شخص شک کرے کہ اس نے ایک رکعت پڑھی ہے یا زیادہ پڑھی ہے۔

۳ ... یہ کہ چار رکعتی نماز میں کوئی شخص شک کرے کہ اس نے ایک رکعت پڑھی ہے یا زیادہ پڑھی ہیں۔

۴ ... یہ کہ چار رکعتی نماز میں دوسرے سجدہ کا ذکر ختم ہونے سے پہلے نمازی شک کرے کہ اس نے دو رکعتیں پڑھی ہیں یا زیادہ پڑھی ہیں۔

۵ ... دو اور پانچ رکعتوں کے درمیان یا دو اور پانچ سے زیادہ رکعتوں کے درمیان شک کرے

۶ ... تین اور چھ رکعتوں کے درمیان یا تین اور چھ سے زیادہ رکعتوں کے درمیان شک کرے

۷ ... نماز کی رکعتوں میں شک یعنی انسان کو یہ علم نہ ہو کہ کتنی رکعتیں پڑھی ہیں۔

۸ ... چار اور چھ رکعتوں کے درمیان شک یا چار اور چھ سے زیادہ رکعتوں کے درمیان شک کرے

مسئلہ ۱۱۶۴ : اگر انسان کو نماز باطل کرنے والے شکوک میں سے کوئی شک پیش آئے تو احتیاط یہ

ہے کہ نماز نہ توڑے بلکہ اس قدر غور و فکر کرے کہ نماز کی شکل برقرار نہ رہے یا یقین یا گمان حاصل ہونے سے ناامید ہو جائے۔

وہ شک جن کی پروا نہیں کرنی چاہئے

مسئلہ ۱۱۶۵ : وہ شکوک جن کی پروا نہیں کرنی چاہئے مندرجہ ذیل ہیں

۱ ... اس چیز کے بارے میں شک جس کے بجا لانے کا موقع گزر گیا ہو مثلاً یہ کہ انسان رکوع میں شک کرے کہ اس نے حمد پڑھی ہے یا نہیں۔

۲ ... سلام نماز کے بعد شک

۳ ... نماز کا وقت گزر جانے کے بعد شک

۴ ... کثیر الشک کا شک یعنی اس شخص کا شک جو زیادہ شک کرتا ہو۔

۵ ... رکعتوں کی تعداد کے بارے میں امام کا شک جب کہ ماموم ان کی تعداد جانتا ہو اور اسی طرح ماموم کا شک جبکہ امام نماز کی رکعتوں کی تعداد جانتا ہو۔

۶ ... مستحبی نمازوں اور نماز احتیاط کے بارے میں شک

۱۔ اس فعل میں شک جس کا موقع گزر گیا ہو

مسئلہ ۱۱۶۶ : اگر نماز پڑھنے والا نماز کے دوران میں شک کرے کہ اس نے نماز کا ایک واجب فعل سر انجام دیا ہے یا نہیں مثلاً اسے شک ہو کہ حمد پڑھی ہے یا نہیں اور جو فعل اس کے بعد سر انجام دینا ہو ابھی اس میں مشغول نہ ہوا ہو اسے چاہئے کہ جس فعل کے انجام دینے کے بارے میں شک کیا ہو اسے بجا لائے اور اگر وہ اس فعل میں مشغول ہو گیا ہو جو اسے بعد میں بجا لانا تھا مثلاً سورہ پڑھتے ہوئے شک کرے کہ حمد پڑھی ہے یا نہیں تو پھر اپنے شک کی پروا نہ کرے۔

مسئلہ ۱۱۶۷ : اگر نماز پڑھنے والا کوئی آیت پڑھتے ہوئے شک کرے کہ اس سے پہلے کی آیت پڑھی ہے یا نہیں یا جس وقت آیت کا آخری حصہ پڑھ رہا ہو شک کرے کہ اس کا پہلا حصہ پڑھا ہے یا نہیں تو اسے چاہئے کہ اپنے شک کی پروا نہ کرے۔

مسئلہ ۱۱۶۸ : اگر نماز پڑھنے والا رکوع یا سجود کے بعد شک کرے کہ ان کے واجب افعال (مثلاً ذکر

اور بدن کا سکون کی حالت میں ہونا) اس نے سرانجام دیئے ہیں یا نہیں تو اسے چاہئے کہ اپنے شک کی پروا نہ کرے۔

مسئلہ ۱۱۶۹ : اگر نماز پڑھنے والا اس حالت میں کہ سجدے میں جارہا ہو شک کرے کہ رکوع بجا لایا ہے یا نہیں تو اس کے لیئے لازم ہے کہ واپس مڑے اور رکوع بجا لائے اور اگر شک کرے کہ رکوع کے بعد کھڑا ہوا تھا یا نہیں تو اپنے شک کی پروا نہ کرے۔

مسئلہ ۱۱۷۰ : اگر نمازی کھڑا ہوتے وقت شک کرے کہ سجدہ یا تشہد بجا لایا ہے یا نہیں تو اسے چاہئے کہ واپس مڑے اور بجا لائے۔

مسئلہ ۱۱۷۱ : جو شخص بیٹھ کر یا لیٹ کر نماز پڑھ رہا ہو اگر حمد یا تسبیحات پڑھتے وقت شک کرے کہ سجدہ یا تشہد بجا لایا ہے یا نہیں تو اسے چاہئے کہ اپنے شک کی پروا نہ کرے اور اگر اس سے پیشتر کہ حمد یا تسبیحات میں مشغول ہو شک کرے کہ سجدہ یا تشہد بجا لایا ہے یا نہیں تو اسے چاہئے کہ بجا لائے۔

مسئلہ ۱۱۷۲ : اگر نمازی شک کرے کہ نماز کا کوئی ایک رکن بجا لایا ہے یا نہیں اور اس کے بعد آنے والے فعل میں مشغول نہ ہوا ہو تو اسے بجا لائے مثلاً اگر تشہد پڑھنے سے پہلے شک کرے کہ دو سجدے بجا لایا ہے یا نہیں تو چاہئے کہ بجا لائے اور اگر بعد میں اسے یاد آئے کہ وہ اس رکن کو بجا لایا تھا تو ایک رکن بڑھ جانے کی وجہ سے اس کی نماز باطل ہے۔

مسئلہ ۱۱۷۳ : اگر نمازی شک کرے کہ ایک ایسا عمل جو نماز کا رکن نہیں ہے بجا لایا ہے یا نہیں اور اس کے بعد آنے والے فعل میں مشغول نہ ہوا ہو تو اسے چاہئے کہ اسے بجا لائے مثلاً اگر سورہ پڑھنے سے پہلے شک کرے کہ حمد پڑھی ہے یا نہیں تو اسے چاہئے کہ حمد پڑھے اور اگر اسے انجام دینے کے بعد اسے یاد آئے کہ اس نے پہلے ہی بجا لا چکا تھا تو چونکہ رکن زیادہ نہیں ہوا اس لیئے اس کی نماز صحیح ہے۔

مسئلہ ۱۱۷۴ : اگر نمازی شک کرے کہ ایک رکن بجا لایا ہے یا نہیں مثلاً جب تشہد پڑھ رہا ہو شک کرے کہ دو سجدے بجا لایا ہے یا نہیں اور اپنے شک کی پروا نہ کرے اور بعد میں اسے یاد آئے کہ

اس رکن کو بجا نہیں لایا تو اگر وہ بعد والے رکن میں مشغول نہ ہوا ہو تو چاہئے کہ جو رکن بجا نہ لایا ہو اسے بجا لائے اور اگر بعد والے رکن میں مشغول ہو گیا ہو تو اس کی نماز باطل ہے مثلاً بعد والی رکعت کے رکوع سے پہلے اسے یاد آئے کہ دو سجدے نہیں بجا لایا تو اسے چاہئے کہ بجا لائے اور اگر رکوع میں یا اس کے بعد اسے یاد آئے کہ دو سجدے نہیں بجا لایا) تو اس کی نماز باطل ہے۔

مسئلہ ۱۱۷۵ : اگر نمازی شک کرے کہ وہ ایک ایسا عمل جو رکن نہیں ہے بجا لایا ہے یا نہیں اور اس کے بعد والے عمل میں مشغول ہو چکا ہو تو اسے چاہئے کہ اپنے شک کی پروا نہ کرے مثلاً جس وقت وہ سورۂ پڑھ رہا ہو شک کرے کہ حمد پڑھی ہے یا نہیں تو اسے چاہئے کہ شک کی پروا نہ کرے اور اگر اسے بعد میں یاد آئے کہ اس عمل کی بجا نہیں لایا تھا اور بعد میں آنے والے رکن میں مشغول نہ ہوا ہو تو چاہئے کہ اس عمل کو بجا لائے اور اگر بعد میں آنے والے رکن میں مشغول ہو گیا ہو تو اس کی نماز صحیح ہے اس بنا پر مثلاً اگر قنوت میں اسے یاد آئے کہ اس نے حمد نہیں پڑھی تو اسے چاہئے کہ پڑھے اور اگر یہ بات اسے رکوع میں یاد آئے تو اس کی نماز صحیح ہے۔

مسئلہ ۱۱۷۶ : اگر نمازی شک کرے کہ اس نے نماز کا سلام پڑھا ہے یا نہیں اور دوسری نماز میں مشغول ہو جائے یا کوئی ایسا کام انجام دینے کی وجہ سے جو نماز کو برقرار نہیں رکھتا وہ نمازی کی حالت سے خارج ہو گیا ہو تو اسے چاہئے کہ اپنے شک کی پروا نہ کرے اور اگر ان صورتوں کے پیدا ہونے سے پہلے شک کرے تو چاہئے کہ سلام پڑھے خواہ وہ تعقیب میں ہی کیوں نہ مشغول ہو چکا ہو اور اگر شک کرے کہ سلام درست پڑھا ہے یا نہیں تو خواہ تعقیب میں مشغول نہ بھی ہوا ہو اپنے شک کی پروا نہ کرے۔

۲۔ سلام کے بعد شک کرنا

مسئلہ ۱۱۷۷ : اگر نمازی سلام کے بعد شک کرے کہ آیا اس نے نماز صحیح طور پر پڑھی ہے یا نہیں۔ مثلاً شک کرے کہ رکوع ادا کیا یا نہیں چار رکعتی نماز کے سلام کے بعد شک کرے کہ چار رکعتیں پڑھی ہیں یا پانچ تو وہ اپنے شک کی پروا نہ کرے لیکن اگر اسے دونوں طرف سے نماز کے باطل ہونے کا شک ہو مثلاً چار رکعتی نماز کے سلام کے بعد شک کرے کہ تین رکعت پڑھی ہیں یا پانچ رکعت تو اس کی نماز باطل ہے

۳- وقت کے بعد شک کرنا

مسئلہ ۱۱۷۸ : اگر کوئی شخص نماز کا وقت گزرنے کے بعد شک کرے کہ اس نے نماز پڑھی ہے یا نہیں گمان کرے کہ نہیں پڑھی تو اس نماز کا پڑھنا لازم نہیں لیکن اگر وقت گزرنے سے پہلے شک کرے کہ نماز پڑھی ہے یا نہیں تو خواہ گمان کرے کہ پڑھی ہے پھر بھی اسے چاہئے کہ وہ نماز پڑھے۔

مسئلہ ۱۱۷۹ : اگر کوئی شخص وقت گزرنے کے بعد شک کرے کہ آیا اس نے نماز درست پڑھی ہے یا نہیں تو اپنے شک کی پروا نہ کرے۔

مسئلہ ۱۱۸۰ : اگر نماز ظہر و عصر کا وقت گزر جانے کے بعد نمازی جان لے کہ چار رکعت نماز پڑھی ہے لیکن یہ معلوم نہ ہو کہ ظہر کی نیت سے پڑھی ہے یا عصر کی نیت سے تو احتیاط کی بنا پر چار رکعت نماز قضا اس نماز کی نیت سے پڑھے جو اس پر واجب ہے۔

مسئلہ ۱۱۸۱ : اگر مغرب و عشا کی نماز کا وقت گزرنے کے بعد نمازی کو پتہ چلے کہ اس نے ایک نماز پڑھی ہے لیکن یہ علم نہ ہو کہ تین رکعتی نماز پڑھی ہے یا چار رکعتی پڑھی ہے تو اسے چاہئے کہ مغرب و عشا کی نماز کی قضا کرے۔ (یعنی مغرب و عشاء دونوں کی قضا کرے)

۴- کثیر الشک (جو شخص زیادہ شک کرتا ہو)

مسئلہ ۱۱۸۲ : کثیر الشک وہ شخص ہے، جس کے بارے میں لوگ عموماً کہیں کہ وہ زیادہ شک کرتا ہے یا اس کی کیفیت ایسی ہو کہ ہر تین نمازوں میں کم از کم ایک دفعہ شک کرتا ہو تو ایسا شخص اپنے شک کی پرواہ نہ کرے۔

مسئلہ ۱۱۸۳ : اگر کثیر الشک انسان نماز کے اجزاء میں سے کسی جزو کے بجا لانے کے بارے میں شک کرے تو اسے یوں سمجھنا چاہئے کہ اس جزو کو بجا لایا ہے۔ مثلاً اگر شک کرے کہ رکوع کیا ہے یا نہیں تو اسے سمجھنا چاہئے کہ رکوع کر لیا ہے اور اگر کسی ایسی چیز کے بجا لانے کے بارے میں شک کرے جو نماز کو باطل کرتی ہو مثلاً شک کرے کہ صبح نماز کی دو رکعت پڑھی ہے یا تین رکعت تو یہی سمجھے کہ نماز ٹھیک پڑھی ہے۔

مسئلہ ۱۱۸۴ : جو شخص نماز کے کسی ایک عمل میں زیادہ شک کرتا ہو اگر اس کے علاوہ وہ نماز کے کسی دوسرے عمل میں شک کرے تو اسے چاہئے کہ شک کے احکام پر عمل کرے مثلاً جو شخص اس بارے میں زیادہ شک کرتا ہو کہ سجدہ کیا ہے یا نہیں اگر رکوع کے بجا لانے میں شک کرے تو اسے چاہئے شک کے حکم پر عمل کرے یعنی اگر سجدہ نہ کیا ہو تو رکوع بجا لائے اور اگر سجدہ کر چکا ہو تو شک کی پرواہ نہ کرے۔

مسئلہ ۱۱۸۵ : جو شخص کسی مخصوص نماز مثلاً ظہر کی نماز میں زیادہ شک کرتا ہو اگر وہ کسی دوسری نماز مثلاً عصر کی نماز میں شک کرے تو اسے چاہئے کہ شک کے احکام پر عمل کرے۔

مسئلہ ۱۱۸۶ : جو شخص کسی مخصوص جگہ نماز پڑھتے وقت زیادہ شک کرتا ہو اگر کسی دوسری جگہ نماز پڑھے اور اسے شک پیدا ہو تو اسے چاہئے کہ شک کے احکام پر عمل کرے۔

مسئلہ ۱۱۸۷ : اگر کسی شخص کو اس بارے میں شک ہو کہ آیا وہ کثیر الشک ہو گیا ہے یا نہیں تو اسے چاہئے کہ شک کے احکام پر عمل کرے اور کثیر الشک شخص کو جب تک یقین نہ ہو جائے کہ وہ لوگوں کی عام حالت پر لوٹ آیا ہے اپنے شک کی پرواہ نہ کرے۔

مسئلہ ۱۱۸۸ : جو شخص زیادہ شک کرتا ہو اگر وہ شک کرے کہ ایک رکن بجا لایا ہے یا نہیں اور وہ اس شک کی پرواہ نہ کرے اور بعد میں اسے یاد آئے کہ وہ رکن بجا نہیں لایا اور اس کے بعد کے رکن میں مشغول نہ ہوا ہو تو اسے چاہئے کہ اس رکن کو بجا لائے اور اگر بعد کے رکن میں مشغول ہو گیا ہو تو اس کی نماز باطل ہے مثلاً اگر شک کرے کہ رکوع کیا ہے یا نہیں اور اس شک کی پرواہ نہ کرے اور دوسرے سجدے سے پہلے اسے یاد آئے کہ رکوع نہیں کیا تو چاہئے کہ رکوع کرے اور اگر دوسرے سجدے کے دوران میں اسے یاد آئے تو اس کی نماز باطل ہے۔

مسئلہ ۱۱۸۹ : جو شخص زیادہ شک کرتا ہو اگر وہ شک کرے کہ کوئی ایسا عمل جو رکن نہ ہو بجا لایا ہے یا نہیں اور اس شک کی پرواہ نہ کرے اور بعد میں اسے یاد آئے کہ وہ عمل بجا نہیں لایا تو اگر بجا لانے کے مقام سے ابھی نہ گزرا ہو تو اسے چاہئے کہ اسے بجا لائے اور اگر اس کے مقام سے گزر گیا ہو تو اس کی نماز صحیح ہے مثلاً اگر شک کرے کہ حمد پڑھی ہے یا نہیں اور شک کی پرواہ نہ کرے اور قنوت

پڑھتے ہوئے اسے یاد آئے کہ حمد نہیں پڑھی تو چاہئے کہ پڑھے اور اگر رکوع میں یاد آئے تو اس کی نماز صحیح ہے۔

۵۔ امام اور ماموم کا شک

مسئلہ ۱۱۹۰ : اگر امام جماعت نماز کی رکعتوں کی تعداد کے بارے میں شک کرے مثلاً شک کرے کہ تین رکعتیں پڑھی ہیں یا چار رکعتیں اور مقتدی کو یقین یا گمان ہو کہ چار رکعتیں پڑھی ہیں اور وہ یہ بات امام جماعت کے علم میں لے آئے کہ چار رکعتیں پڑھی ہیں تو امام کو چاہئے کہ نماز کو اختتام تک پہنچائے اور نماز احتیاط کا پڑھنا ضروری نہیں اور اگر امام کو یقین یا گمان ہو کہ کتنی رکعتیں پڑھی ہیں اور مقتدی نماز کی رکعتوں کے بارے میں شک کرے تو اسے چاہئے کہ اپنے شک کی پروا نہ کرے۔

۶۔ مستحبی نماز میں شک

مسئلہ ۱۱۹۱ : اگر کوئی شخص نماز کی رکعتوں میں شک کرے اور شک زیادتی کی طرف ہو جو نماز کو باطل کرتی ہے تو اسے چاہئے کہ یہ سمجھ لے کہ کم رکعتیں پڑھی ہیں مثلاً اگر صبح کے نافلہ میں شک کرے کہ دو رکعتیں پڑھی ہیں یا تین تو یہی سمجھے کہ دو پڑھی ہیں اور اگر زیادتی کی طرف والا شک نماز کو باطل نہ کرے مثلاً اگر نماز میں شک کرے کہ دو رکعتیں پڑھی ہیں یا ایک پڑھی ہے تو شک کے جس طرف پر بھی عمل کرے اس کی نماز صحیح ہے۔

مسئلہ ۱۱۹۲ : رکن کا کم ہونا نافلہ نماز کو باطل کر دیتا ہے لیکن رکن کا زیادہ ہونا اسے باطل نہیں کرتا۔ پس اگر نماز نافلہ کے افعال میں سے کوئی فعل بھول جائے اور یہ بات اسے اس وقت یاد آئے جب وہ اس کے بعد والے رکن میں مشغول ہو چکا ہو تو اسے چاہئے کہ اس فعل کو انجام دے اور دوبارہ اس رکن کو بجا لائے مثلاً اگر رکوع کے دوران میں اسے یاد آئے کہ سورۂ حمد نہیں پڑھی تو اسے چاہئے کہ واپس لوٹے اور حمد پڑھے اور دوبارہ رکوع میں جائے۔

مسئلہ ۱۱۹۳ : اگر کوئی شخص نافلہ کے افعال کے بارے میں کسی فعل کے متعلق شک کرے خواہ وہ فعل رکن ہو یا غیر رکن ہو اور اس فعل کا موقع نہ گزرا ہو تو چاہئے کہ اسے بجا لائے اور اگر موقع گزر گیا ہو تو اپنے شک کی پروا نہ کرے۔

مسئلہ ۱۱۹۴ : اگر کسی شخص کو دو رکعتی نماز میں تین یا زیادہ رکعتوں کو پڑھ لینے کا گمان ہو تو چاہئے کہ اس گمان کی پروا نہ کرے اور نماز اس کی صحیح ہے لیکن اگر اس کا گمان دو رکعتوں کا یا اس سے کم کا ہو تو چاہئے کہ اسی گمان پر عمل کرے مثلاً اگر اسے گمان ہو کہ ایک رکعت پڑھی ہے تو چاہئے کہ ایک رکعت اور پڑھے۔

مسئلہ ۱۱۹۵ : اگر کوئی شخص نافلہ نماز میں کوئی ایسا فعل کرے جس کے لیئے واجب نماز میں سجدہ سہو واجب ہو جاتاہو یا ایک سجدہ یا تشہد بھول جائے تو اس کے لیئے ضروری نہیں کہ نماز کے بعد سجدہ سہو یا قضائے سجدہ اور تشہد بجالائے۔

مسئلہ ۱۱۹۶ : اگر کوئی شخص شک کرے کہ مستحبی نماز پڑھی ہے یا نہیں اور اس نماز کا نماز جعفر طیار کی طرح کوئی مقررہ وقت نہ ہو تو اسے سمجھ لینا چاہئے کہ نہیں پڑھی اور اگر وہ مستحبی نماز نافلہ یومیہ کی طرح مقررہ وقت رکھتی ہو اور اس وقت کے گزرنے سے پہلے متعلقہ شخص شک کرے کہ اسے بجالایا ہے یا نہیں تو اس کے لیئے بھی یہی حکم ہے لیکن اگر وقت گزرنے کے بعد شک کرے کہ وہ نماز پڑھی ہے یا نہیں تو اپنے شک کی پروا نہ کرے۔

صحیح شکوک

مسئلہ ۱۱۹۷ : اگر کسی کو نو صورتوں میں چار رکعتی نماز کی رکعتوں کی تعداد کے بارے میں شک ہو تو احتیاط واجب کی بنا پر اسے چاہئے کہ فوراً غور و فکر کرے اور اگر یقین یا گمان شک کی کسی ایک طرف ہو جائے تو اسی کو اختیار کرے اور نماز کو تمام کرے ورنہ ان احکام کے مطابق عمل کرے جو ذیل میں بتائے جا رہے ہیں۔

۱ ... یہ کہ دوسرے سجدے کے ذکر کے بعد شک کرے کہ دو رکعتیں پڑھی ہیں یا تین۔ اس صورت میں اسے یوں سمجھ لینا چاہئے کہ تین رکعتیں پڑھی ہیں اور ایک اور رکعت پڑھے اور نماز کو تمام کرے اور نماز کے بعد ایک رکعت نماز احتیاط کھڑا ہو کر بجالائے۔

۲ ... دوسرے سجدہ کا ذکر ختم ہونے کے بعد اگر انسان شک کرے کہ آیا دو رکعتیں پڑھی ہیں یا چار تو یہ سمجھ لے کہ چار پڑھی ہیں اور نماز کو تمام کرے اور بعد میں دو رکعت نماز

احتیاط کھڑا ہو کر بجا لائے۔

۳ ... اگر کسی کو دوسرے سجدے کا ذکر ختم ہونے کے بعد شک ہو جائے کہ آیا دو رکعتیں پڑھی ہیں یا تین یا چار تو اسے یہ سمجھ لینا چاہئے کہ چار پڑھی ہیں اور وہ نماز ختم ہونے کے بعد دو رکعت نماز احتیاط کھڑے ہو کر اور بعد میں دو رکعت بیٹھ کر بجا لائے۔

۴ ... اگر کسی شخص کو دوسرے سجدے کا ذکر ختم کرنے کے بعد شک ہو کہ اس نے چار رکعتیں پڑھی ہیں یا پانچ پڑھی ہیں تو اسے یہ سمجھ لینا چاہئے کہ چار پڑھی ہیں اور اس بنیاد پر نماز تمام کرے اور نماز کے بعد دو سجدہ سہو بجا لائے۔ ہاں اگر ان چار شکوک میں سے کوئی ایک شک پہلے سجدہ کے بعد یا دوسرے سجدہ کا ذکر تمام ہونے سے پہلے لاحق ہو تو اس شخص کی نماز باطل ہے۔

۵ ... نماز کے دوران میں جس وقت بھی کسی کو تین رکعت اور چار رکعت کے درمیان شک ہو اسے چاہئے کہ یہ سمجھ لے کہ چار رکعتیں پڑھی ہیں اور نماز کو تمام کرے اور بعد میں ایک رکعت نماز احتیاط کھڑے ہو کر یا دو رکعت بیٹھ کر بجا لائے۔

۶ ... اگر قیام کے دوران میں کسی کو چار رکعتوں اور پانچ رکعتوں کے بارے میں شک ہو جائے تو اسے چاہئے کہ بیٹھ جائے اور تشہد پڑھے اور نماز کا سلام پڑھے اور نماز ختم ہونے کے بعد ایک رکعت نماز احتیاط کھڑے ہو کر یا دو رکعت بیٹھ کر بجا لائے۔

۷ ... اگر قیام کے دوران میں کسی کو تین اور پانچ رکعتوں کے بارے میں شک ہو جائے تو اسے چاہئے کہ بیٹھ جائے اور تشہد پڑھے اور نماز کا سلام پڑھے اور نماز ختم ہونے کے بعد دو رکعت نماز احتیاط کھڑے ہو کر بجا لائے۔

۸ ... اگر قیام کے دوران میں کسی کو تین چار اور پانچ رکعتوں کے بارے میں شک ہو جائے تو اسے چاہئے کہ بیٹھ جائے اور تشہد پڑھے اور سلام نماز کے بعد دو رکعت نماز احتیاط کھڑے ہو کر اور بعد میں دو رکعت بیٹھ کر بجا لائے۔

۹ ... اگر قیام کے دوران میں کسی کو پانچ اور چھ رکعتوں کے بارے میں شک ہو جائے تو اسے چاہئے کہ بیٹھ جائے اور تشہد پڑھے اور نماز کا سلام پڑھے اور دو سجدہ سہو بجا لائے اور احتیاط واجب کی بنا پر ان چار صورتوں میں بے جا قیام کے لیئے دو سجدہ سہو بھی بجا لائے۔

مسئلہ ۱۱۹۸ : اگر صحیح شکوک میں سے کوئی شک انسان کو لاحق ہو جائے تو احتیاط واجب کی بنا پر اسے نماز نہیں توڑنی چاہئے بلکہ ان احکام کے مطابق عمل کرنا چاہئے جو بتائے گئے ہیں۔

مسئلہ ۱۱۹۹ : اگر نماز کے دوران میں انسان کو شکوک میں سے کوئی شک لاحق ہو جائے جن کے لیئے نماز احتیاط واجب ہے اور وہ نماز کو تمام کرے تو احتیاط واجب یہ ہے کہ نماز احتیاط پڑھے اور نماز احتیاط پڑھے بغیر از سرنو نماز نہ پڑھے اور اگر وہ کوئی ایسا فعل انجام دینے سے پہلے جو نماز باطل کرتا ہو از سرنو نماز پڑھے تو اس کی دوسری نماز بھی باطل ہو گی لیکن اگر کوئی ایسا فعل انجام دینے کے بعد جو نماز کو باطل کرتا ہو نماز میں مشغول ہو جائے تو اس کی دوسری نماز صحیح ہے۔

مسئلہ ۱۲۰۰ : جب نماز کو باطل کرنے والے شکوک میں سے کوئی شک انسان کو لاحق ہو جائے اور وہ جانتا ہو کہ بعد کی حالت میں منتقل ہو جانے پر اس کے لیئے یقین یا گمان پیدا ہو جائے گا۔ (یعنی آئندہ فعل نماز میں مشغول ہو جانے پر اس کا شک یقین یا گمان میں بدل جائے گا) تو اس کے لیئے شک کی حالت میں نماز جاری رکھنا جائز نہیں ہے۔ مثلاً اگر قیام کی حالت میں اسے شک ہو کہ ایک رکعت پڑھی ہے یا زیادہ پڑھی ہیں اور وہ جانتا ہو کہ اگر رکوع میں جائے تو کسی ایک طرف یقین یا گمان پیدا کرے گا تو اس حالت میں اس کے لیئے رکوع کرنا جائز نہیں ہے۔

مسئلہ ۱۲۰۱ : اگر کسی شخص کا گمان پہلے ایک طرف زیادہ ہو اور بعد میں اس کی نظر میں دونوں اطراف برابر ہو جائیں تو اسے چاہئے کہ شک کے احکام پر عمل کرے اور اگر پہلے ہی دونوں اطراف اس کی نظر میں برابر ہوں اور احکام کے مطابق جو کچھ اس کا وظیفہ ہے اس پر عمل کی بنیاد رکھے اور بعد میں اس کا گمان دوسری طرف چلا جائے تو اسے چاہئے کہ اسی طرف کو اختیار کرے اور نماز کو تمام کرے۔

مسئلہ ۱۲۰۲ : جو شخص یہ نہ جانتا ہو کہ اس کا گمان ایک طرف زیادہ ہے یا دونوں اطراف اس کی نظر میں برابر ہیں اسے چاہئے کہ شک کے احکام پر عمل کرے۔

مسئلہ ۱۲۰۳ : اگر کسی شخص کو نماز کے بعد معلوم ہو کہ نماز کے دوران میں وہ شک کی حالت میں تھا مثلاً اسے شک تھا کہ اس نے دو رکعتیں پڑھی ہیں یا تین رکعتیں اور اس نے اپنے افعال کی بنیاد تین رکعتوں پر رکھی ہو لیکن اسے یہ علم نہ ہو کہ آیا اس کے گمان میں یہ تھا کہ اس نے تین

رکعتیں پڑھی ہیں یا دونوں اطراف اس کی نظر میں برابر تھیں تو اسے چاہئے کہ نماز احتیاط پڑھے۔

مسئلہ ۱۲۰۴ : اگر تشہد پڑھتے وقت یا قیام کی حالت میں آچکنے کے بعد کوئی شخص شک کرے کہ وہ دو سجدے بجا لایا تھا یا نہیں اور اسی وقت اسے ایسا شک لاحق ہو جو اگر دو سجدے تمام ہونے کے بعد لاحق ہو جو صحیح ہو مثلاً وہ شک کرے کہ میں نے دو رکعتیں پڑھی ہیں یا تین اور وہ اس شک کے احکام کے مطابق عمل کرے تو اس کی نماز صحیح ہے۔

مسئلہ ۱۲۰۵ : اگر کوئی شخص تشہد میں مشغول ہونے سے پہلے یا قیام سے پہلے شک کرے کہ ایک یا دو سجدے بجا لایا ہے یا نہیں اور اسی وقت اسے ان شکوک میں سے کوئی شک لاحق ہو جائے جو دو سجدے تمام ہونے کے بعد صحیح ہو تو اس کی نماز باطل ہے۔

مسئلہ ۱۲۰۶ : اگر کوئی شخص قیام کی حالت میں تین اور چار رکعتوں کے بارے میں یا تین اور چار اور پانچ رکعتوں کے بارے میں شک کرے اور اسے یہ بھی یاد آجائے کہ اس نے اس سے پہلے رکعت کا ایک سجدہ یا دونوں سجدے ادا نہیں کیئے تو اس کی نماز باطل ہے۔

مسئلہ ۱۲۰۷ : اگر کسی شخص کا شک زائل ہو جائے اور کوئی دوسرا شک اسے لاحق ہو جائے مثلاً پہلے شک کرے کہ دو رکعتیں پڑھی ہیں یا تین رکعتیں اور بعد میں شک کرے کہ تین رکعتیں پڑھی ہیں یا چار رکعتیں تو اسے چاہئے کہ دوسرے شک کے مطابق احکام پر عمل کرے۔

مسئلہ ۱۲۰۸ : جو شخص نماز کے بعد شک کرے کہ نماز کی حالت میں مثال کے طور پر اس نے دو اور چار رکعتوں کے بارے میں شک کیا تھا یا تین اور چار رکعتوں کے بارے میں شک کیا تھا اس کے لیئے جائز ہے کہ نماز کو کالعدم قرار دے۔ اور دوبارہ پڑھے۔

مسئلہ ۱۲۰۹ : اگر کسی شخص کو نماز کے بعد پتہ چلے کہ نماز کی حالت میں اسے کوئی شک لاحق ہو گیا تھا یہ نہ جانتا ہو کہ وہ شک نماز کو باطل کرنے والے شکوک میں سے تھا یا صحیح شکوک میں سے تھا اور اگر صحیح شکوک میں سے بھی تھا تو اس کا تعلق صحیح شکوک کی کون سی قسم سے تھا تو اس کے لیئے واجب ہے کہ نماز کو کالعدم قرار دے اور دوبارہ پڑھے۔

مسئلہ ۱۲۱۰ : جو شخص بیٹھ کر نماز پڑھ رہا ہو اگر اسے ایسا شک لاحق ہو جائے جس کے لیئے اسے

ایک رکعت نماز احتیاط کھڑے ہو کر یا دو رکعت بیٹھ کر پڑھنی چاہئے تو اسے چاہئے کہ ایک رکعت بیٹھ کر بجا لائے۔ اور اگر ایسا شک کرے جس کے لیئے اسے دو رکعت نماز احتیاط کھڑے ہو کر پڑھنی چاہئے تو اسے چاہئے کہ دو رکعت بیٹھ کر بجا لائے۔

مسئلہ ۱۲۱۱ : جو شخص کھڑا ہو کر نماز پڑھتا ہو اگر وہ نماز احتیاط پڑھنے کے وقت کھڑا ہونے سے عاجز ہو تو اسے چاہئے کہ نماز احتیاط اس شخص کی طرح بجا لائے جو بیٹھ کر نماز پڑھتا ہو اور جس کا حکم سابقہ مسئلے میں بیان ہو چکا ہے۔

مسئلہ ۱۲۱۲ : جو شخص بیٹھ کر نماز پڑھتا ہو اگر نماز احتیاط پڑھتے وقت کھڑا ہو سکے تو اسے چاہئے کہ اس شخص کے وظیفہ کے مطابق عمل کرے جو کھڑا ہو کر نماز پڑھتا ہے۔

نماز احتیاط پڑھنے کا طریقہ

مسئلہ ۱۲۱۳ : جس شخص پر نماز احتیاط واجب ہو اسے چاہئے کہ نماز کے سلام کے فوراً بعد نماز احتیاط کی نیت کرے اور تکبیر کہے اور حمد پڑھے اور رکوع میں جائے اور دو سجدے بجا لائے۔ پس اگر اس پر ایک رکعت نماز احتیاط واجب ہو تو وہ دو سجدوں کے بعد تشہد پڑھے اور سلام کہے اور اگر اس پر دو رکعت نماز احتیاط واجب ہو تو دو سجدوں کے بعد ایک اور رکعت پہلی رکعت کی طرح بجا لائے اور تشہد کے بعد سلام کہے۔

مسئلہ ۱۲۱۴ : نماز احتیاط میں سورۂ اور قنوت نہیں ہے اور انسان کو چاہئے کہ یہ نماز آہستہ پڑھے اور اس کی نیت زبان پر نہ لائے اور احتیاط مستحب یہ ہے کہ اس کی بسم اللہ بھی آہستہ پڑھے۔

مسئلہ ۱۲۱۵ : اگر کسی شخص کو نماز احتیاط پڑھنے سے پہلے معلوم ہو جائے کہ جو نماز اس نے پڑھی تھی وہ صحیح تھی تو اس کے لیئے نماز احتیاط ساقط ہو جائے گی اور اگر نماز احتیاط کے دوران میں یہ علم ہو جائے تو اس نماز کو تمام کرنا ضروری نہیں۔

مسئلہ ۱۲۱۶ : اگر نماز احتیاط پڑھنے سے پہلے کسی شخص کو علم ہو جائے کہ اس نے اصلی نماز کی رکعتیں کم پڑھی تھیں اور اصلی نماز پڑھنے کے بعد اس نے کوئی ایسا عمل بھی انجام نہ دیا ہو جو نماز کو باطل کرتا ہو تو اسے چاہئے کہ اس نے نماز کا جو حصہ نہ پڑھا ہو اسے پڑھے اور بے محل سلام کے لیئے

دو سجدہ سہو ادا کرے اور اگر اس نے کوئی ایسا فعل کیا ہو جو نماز کو باطل کرتا ہو مثلاً قبلہ کی جانب پیٹھ کی ہو تو اسے چاہئے کہ نماز دوبارہ پڑھے۔

مسئلہ ۱۲۱۷ : اگر کسی شخص کو نماز احتیاط کے بعد پتہ چلے کہ اس کی اصلی نماز میں کمی نماز احتیاط کے برابر تھی مثلاً تین رکعتوں اور چار رکعتوں کے درمیان شک کی صورت میں ایک رکعت نماز احتیاط پڑھے اور بعد میں پتہ چلے کہ اس نے نماز کی تین رکعتیں پڑھی تھیں تو اس کی نماز صحیح ہے۔

مسئلہ ۱۲۱۸ : اگر کسی شخص کو نماز احتیاط پڑھنے کے بعد پتہ چلے کہ اصلی نماز میں جو کمی ہوئی تھی وہ نماز احتیاط سے کم تھی مثلاً دو رکعتوں اور چار رکعتوں کے مابین شک کی صورت میں دو رکعت نماز احتیاط پڑھے اور بعد میں معلوم ہو کہ اس نے اصلی نماز کی تین رکعتیں پڑھی تھیں تو اسے چاہئے کہ نماز دوبارہ پڑھے۔

مسئلہ ۱۲۱۹ : اگر کسی شخص کو نماز احتیاط پڑھنے کے بعد پتہ چلے کہ اصلی نماز میں جو کمی ہوئی تھی وہ نماز احتیاط سے زیادہ تھی مثلاً تین رکعتوں اور چار رکعتوں کے مابین شک کی صورت میں ایک رکعت نماز احتیاط پڑھے اور بعد میں معلوم ہو کہ اصلی نماز کی دو رکعتیں پڑھی تھیں اور نماز احتیاط کے بعد کوئی ایسا فعل انجام دیا ہو جو نماز کو باطل کرتا ہو مثلاً قبلہ کی جانب پیٹھ کی ہو تو اسے چاہئے کہ نماز دوبارہ پڑھے اور اگر کوئی ایسا فعل انجام نہ دیا ہو جو نماز کو باطل کرتا ہو تو اس کی نماز احتیاط شمار میں آجائے گی اور ایک رکعت نماز کی کسر (کمی) بجالائے اور اس کی نماز صحیح ہے اور اصلی نماز اور نماز احتیاط کے دونوں زائد سلاموں کے لئے دو سجدہ سہو بجالائے۔

مسئلہ ۱۲۲۰ : اگر کوئی شخص دو اور تین اور چار رکعتوں میں شک کرے اور کھڑے ہو کر دو رکعت نماز احتیاط پڑھنے کے بعد اسے یاد آئے کہ اس نے اصلی نماز کی دو رکعتیں پڑھی تھیں تو اس کے لئے بیٹھ کر دو رکعت نماز احتیاط پڑھنا ضروری نہیں۔

مسئلہ ۱۲۲۱ : اگر کوئی شخص تین یا چار رکعتوں کے مابین شک کرے اور جس وقت وہ ایک رکعت نماز احتیاط کھڑے ہو کر پڑھ رہا ہو اسے یاد آئے کہ اس نے نماز کی تین رکعتیں پڑھی تھیں اسے چاہئے کہ نماز احتیاط کو تمام کرے اور اس کی نماز صحیح ہے اور زائد سلام کے لئے سجدہ سہو بجا

لائے اور اگر یہ بات اسے اس وقت یاد آئے جب وہ دو رکعت نماز احتیاط بیٹھ کر پڑھ رہا ہو تو اگر اسے پہلے رکوع سے پہلے یاد آئے تو وہ کھڑا ہو جائے اور نماز میں جو کمی رہ گئی ہو اس کے مطابق اسے تمام کرے اور اگر اسے رکوع کے بعد یاد آئے تو اس کی نماز باطل ہے۔

مسئلہ ۱۲۲۲ : اگر کوئی شخص دو اور تین اور چار رکعتوں کے مابین شک کرے اور جس وقت وہ دو رکعت نماز احتیاط کھڑے ہو کر پڑھ رہا ہو اسے دوسرے رکوع سے پہلے یاد آئے کہ اس نے نماز کی تین رکعتیں پڑھی تھیں تو اسے چاہئے کہ بیٹھ جائے اور نماز احتیاط کو ایک رکعت پڑھ کر ہی ختم کر دے اور زائد سلام کے لیئے سجدہ سہو ادا کرے۔

مسئلہ ۱۲۲۳ : اگر کسی شخص کو نماز احتیاط کے دوران میں پتہ چلے کہ اس کی اصلی نماز میں کمی نماز احتیاط سے زیادہ یا کم تھی اور وہ نماز احتیاط اپنی اصلی نماز کے فرق کے مطابق تمام نہ کر سکتا ہو تو اسے چاہئے کہ نماز احتیاط کو چھوڑ دے اور اس صورت میں اگر ممکن ہو تو نماز کی کمی بجالائے اور اگر ایسا کرنا ممکن نہ ہو تو نماز دوبارہ پڑھے مثلاً تین اور چار رکعتوں کے مابین شک کی صورت میں اگر دو رکعت نماز احتیاط بیٹھ کر پڑھتے وقت اسے یاد آئے کہ اس نے اصلی نماز کی دو رکعتیں پڑھی تھیں تو چونکہ وہ بیٹھ کر پڑھی جانے والی دو رکعتوں کو کھڑے ہو کر پڑھی جانے والی دو رکعتیں شمار نہیں کر سکتا اس لیئے اسے چاہئے کہ بیٹھ کر پڑھی جانے والی نماز احتیاط کو چھوڑ دے پس اگر اسے یہ بات نماز احتیاط کے پہلے رکوع سے پہلے یاد آئی ہو تو اسے چاہئے کہ اصلی نماز میں جتنی کمی رہ گئی ہو وہ پڑھے اور اگر اس کے بعد یاد آئی ہو تو دوبارہ پوری نماز پڑھے۔

مسئلہ ۱۲۲۴ : اگر کوئی شخص شک کرے کہ جو نماز احتیاط اس پر واجب تھی وہ اسے بجا لایا ہے یا نہیں تو نماز کا وقت گزر جانے کی صورت میں اپنے شک کی پروا نہ کرے اور اگر وقت باقی ہو تو اس صورت میں جبکہ شک اور نماز کے درمیان زیادہ وقفہ بھی نہ گزرا ہو اور اس نے کوئی ایسا فعل بھی نہ کیا ہو (مثلاً قبلے سے منہ موڑنا) جو نماز کو باطل کرتا ہو اسے چاہئے کہ نماز احتیاط پڑھے اور اگر کوئی ایسا فعل کیا ہو جو نماز کو باطل کرتا ہو یا نماز اور اس کے شک کے درمیان زیادہ وقفہ ہو گیا ہو تو شک کی پروا نہ کرے۔

مسئلہ ۱۲۲۵ : اگر ایک شخص نماز احتیاط میں کوئی رکن بڑھا دے یا مثال کے طور پر ایک رکعت

کی بجائے دو رکعت پڑھ لے تو نماز احتیاط باطل ہو جاتی ہے اسے چاہئے کہ دوبارہ اصلی نماز پڑھے۔

مسئلہ ۱۲۲۶ : اگر کسی شخص کو نماز احتیاط پڑھتے ہوئے اس نماز کے افعال میں سے کسی فعل کے متعلق شک ہو جائے تو اگر اس فعل کا موقع نہ گزرا ہو تو اسے بجالائے اور اگر اس کا موقع گزر گیا ہو تو اسے چاہئے کہ اپنے شک کی پروا نہ کرے مثلاً اگر شک کرے کہ حمد پڑھی ہے یا نہیں اور ابھی رکوع میں نہ گیا ہو تو حمد پڑھے اور اگر رکوع میں جا چکا ہو تو اپنے شک کی پروا نہ کرے۔

مسئلہ ۱۲۲۷ : اگر کوئی شخص نماز احتیاط کی رکعتوں کے بارے میں شک کرے اور زیادتی کی طرف شک نماز کو باطل کرتا ہو تو اسے چاہئے کہ عمل کی بنیاد کم پر رکھے اور اگر زیادہ کی طرف شک نماز کو باطل نہ کرتا ہو تو اسے چاہئے کہ اس کی بنیاد زیادہ پر رکھے مثلاً جب دو دو رکعت نماز احتیاط پڑھ رہا ہو اگر شک کرے کہ دو رکعتیں پڑھی ہیں یا تین پڑھی ہیں تو چونکہ زیادتی کی طرف شک نماز کو باطل کرتا ہے اس لیئے اسے چاہئے کہ سمجھ لے کہ اس نے دو رکعتیں پڑھی ہیں اور اگر شک کرے کہ ایک رکعت پڑھی ہے یا دو رکعتیں پڑھی ہیں تو چونکہ زیادتی کی طرف شک نماز کو باطل نہیں کرتا اس لیئے اسے سمجھنا چاہئے کہ دو رکعتیں پڑھی ہیں۔

مسئلہ ۱۲۲۸ : اگر نماز احتیاط میں کوئی ایسی چیز جو رکن نہ ہو سہواً کم یا زیادہ ہو جائے تو اس کے لیئے سجدہ سہو نہیں ہے۔

مسئلہ ۱۲۲۹ : اگر کوئی شخص نماز احتیاط کے سلام کے بعد شک کرے کہ وہ اس نماز کے اجزاء اور شرائط میں سے کوئی ایک جزو یا شرط بجالایا ہے یا نہیں وہ اپنے شک کی پرواہ نہ کرے۔

مسئلہ ۱۲۳۰ : اگر کوئی شخص نماز احتیاط میں تشہد یا ایک سجدہ ادا کرنا بھول جائے اور اس تشہد یا سجدے کا اپنی جگہ پر تدارک بھی ممکن نہ ہو تو احتیاط واجب یہ ہے کہ نماز کے سلام کے بعد اس تشہد یا سجدے کی قضا کرے۔

مسئلہ ۱۲۳۱ : اگر کسی شخص پر نماز احتیاط اور ایک سجدے کی قضا یا ایک تشہد کی قضا یا دو سجدہ سہو واجب ہوں تو اسے چاہئے کہ پہلے نماز احتیاط بجالائے۔

مسئلہ ۱۲۳۲ : نماز کی رکعتوں کے بارے میں گمان کا حکم یقین کے حکم کی طرح ہے مثلاً اگر کوئی

شخص یہ نہ جانتا ہو کہ ایک رکعت پڑھی ہے یا دو رکعتیں پڑھی ہیں اور گمان رکھتا ہو کہ دو رکعتیں پڑھی ہیں تو وہ یہ سمجھے کہ دو رکعتیں پڑھی ہیں اور اگر چار رکعتی نماز میں گمان رکھتا ہو کہ چار رکعتیں پڑھی ہیں تو اسے نماز احتیاط پڑھنے کی ضرورت نہیں لیکن افعال کے بارے میں گمان شک کا حکم رکھتا ہے پس اگر وہ گمان رکھتا ہو کہ رکوع کیا ہے اور ابھی سجدہ میں داخل نہ ہوا ہو تو اسے چاہئے کہ اسے (یعنی رکوع کو) بجالائے اور اگر گمان رکھتا ہو کہ حمد نہیں پڑھی اور سورۃ میں داخل ہو چکا ہو تو گمان کی پروا نہ کرے اور اس کی نماز صحیح ہو گی۔

مسئلہ ۱۲۴۳ : روزانہ کی واجب نمازوں اور دوسری واجب نمازوں کے بارے میں شک اور سہو اور گمان کے حکم میں کوئی فرق نہیں ہے مثلاً اگر کسی شخص کو نماز آیات کے دوران میں شک ہو کہ ایک رکعت پڑھی ہے یا دو رکعتیں تو چونکہ اس کا شک دو رکعتی نماز میں ہے لہٰذا اس کی نماز باطل ہے اور اگر وہ گمان رکھتا ہو کہ یہ دوسری رکعت یا پہلی رکعت ہے تو اپنے گمان کے مطابق نماز کو تمام کرے۔

سجدہ سہو

مسئلہ ۱۲۴۴ : انسان کو چاہئے کہ نماز کے سلام کے بعد پانچ چیزوں کے لیئے اس طریقے کے مطابق جس کا آئندہ ذکر ہو گا دو سجدۂ سہو بجالائے۔

۱ ... نماز کی حالت میں سہواً کلام کرنا۔

۲ ... جہاں نماز کا سلام نہ کہنا چاہئے وہاں سلام کہنا مثلاً بھول کر پہلی رکعت میں سلام کہنا۔

۳ ... تشہد کا بھول جانا۔

۴ ... چار رکعتی نماز میں دوسرے سجدے کا ذکر تمام کرنے کے بعد شک کرنا کہ چار رکعتیں پڑھی ہیں یا پانچ۔

۵ ... ایک سجدہ بھول جانا یا جہاں کھڑا ہونا چاہئے (مثلاً حمد اور سورہ پڑھتے وقت) وہاں غلطی

سے بیٹھ جانا یا جہاں بیٹھنا چاہیئے (مثلاً تشہد پڑھتے وقت) وہاں غلطی سے کھڑے ہو جانا۔ ان تین صورتوں میں احتیاط واجب کی بنا پر چاہیئے کہ دو سجدے سہو کے بجا لائے جائیں بلکہ ہر اس چیز کے لیئے جو نماز میں بھول سے کم یا زیادہ ہو جائے احتیاط مستحب یہ ہے کہ دو سجدے سہو کے کیئے جائیں اور ان چند صورتوں کے بارے میں احکام کا آئندہ مسائل میں ذکر کیا جائے گا۔

مسئلہ ۱۲۳۵ : اگر انسان غلطی سے یا اس خیال سے کہ وہ نماز پڑھ چکا ہے کلام کرے تو اسے چاہیئے کہ دو سجدۂ سہو بجا لائے۔

مسئلہ ۱۲۳۶ : اس آواز کے لیئے جو آہ بھرنے اور کھانسنے سے پیدا ہوتی ہے' اس سے سجدۂ سہو واجب نہیں ہوتا لیکن مثال کے طور پر اگر کوئی شخص غلطی سے آخ یا آہ کہہ دے تو اسے چاہیئے کہ سجدۂ سہو بجا لائے۔

مسئلہ ۱۲۳۷ : اگر کوئی شخص ایک ایسی چیز کو جو اس نے غلط پڑھی ہو دوبارہ صحیح طور پر پڑھے تو اس کے دوبارہ پڑھنے پر سجدۂ سہو واجب نہیں ہے۔

مسئلہ ۱۲۳۸ : اگر کوئی شخص نماز میں غلطی سے کچھ دیر باتیں کرتا رہے اور عموماً اسے ایک دفعہ بات کرنا سمجھا جاتا ہو تو اس کے لیئے نماز کے سلام کے بعد دو سجدۂ سہو کافی ہیں۔

مسئلہ ۱۲۳۹ : اگر کوئی شخص غلطی سے تسبیحات اربعہ نہ پڑھے تو احتیاط مستحب یہ ہے کہ نماز کے بعد دو سجدۂ سہو بجا لائے۔

مسئلہ ۱۲۴۰ : جہاں نماز کا سلام نہیں کہنا چاہیئے اگر کوئی شخص غلطی سے **السلام علینا و علی عباد اللہ الصالحین** کہہ دے یا **السلام علیکم** کہے تو اگرچہ اس نے **ورحمۃ اللہ برکاتہ** نہ کہا ہو تو تب بھی اسے چاہیئے کہ دو سجدۂ سہو بجا لائے اگر غلطی سے **السلام علیک ایھا النبی ورحمۃ اللہ و برکاتہ** کہے تو احتیاط مستحب یہ ہے کہ دو سجدۂ سہو بجا لائے۔

مسئلہ ۱۲۴۱ : جہاں سلام نہیں کہنا چاہیئے اگر وہاں کوئی شخص تینوں سلام کہہ دے تو اس کے لیئے

دو سجدۂ سہو کافی ہیں۔

مسئلہ ۱۲۴۲ : اگر کوئی شخص ایک سجدہ یا تشہد بھول جائے اور بعد کی رکعت کے رکوع سے پہلے اسے یاد آئے تو اسے چاہئے کہ پلٹے اور سجدہ یا تشہد بجا لائے اور نماز کے بعد احتیاط واجب کی بنا پر بے محل قیام کے لیئے دو سجدۂ سہو بجا لائے۔

مسئلہ ۱۲۴۳ : اگر کسی شخص کو رکوع میں یا اس کے بعد یاد آئے کہ وہ اس سے پہلے رکعت میں ایک سجدہ یا تشہد بھول گیا ہے تو اسے چاہئے کہ نماز کے سلام کے بعد احتیاط کی بنا پر سجدے یا تشہد کی قضا کرے اور اس کے بعد دو سجدۂ سہو بھی بجا لائے۔

مسئلہ ۱۲۴۴ : اگر کوئی شخص نماز کے سلام کے بعد جان بوجھ کر سجدۂ سہو نہ بجا لائے تو اس نے گناہ کا ارتکاب کیا ہے اور اس کے لیئے واجب ہے کہ جس قدر جلدی ہو سکے بجا لائے اور اگر وہ سہواً سجدۂ سہو نہیں بجا لایا تو جس وقت بھی اسے یاد آئے احتیاط کی بنا پر اسے چاہئے کہ فوراً بجا لائے اور اس کے لیئے نماز کا دوبارہ پڑھنا ضروری نہیں۔

مسئلہ ۱۲۴۵ : اگر کوئی شخص شک کرے کہ مثلاً اس پر دو سجدۂ سہو واجب ہوئے ہیں یا نہیں تو ان کا بجا لانا اس کے لیئے ضروری نہیں۔

مسئلہ ۱۲۴۶ : اگر کوئی شخص شک کرے کہ مثلاً اس پر دو سجدۂ سہو واجب ہوئے ہیں یا چار تو اس کا دو سجدے ادا کرنا کافی ہیں۔

مسئلہ ۱۲۴۷ : اگر کسی شخص کو علم ہو کہ دو سجدۂ سہو میں سے ایک سجدۂ سہو نہیں بجا لایا اور تدارک بھی ممکن نہ ہو تو اسے چاہئے کہ دو سجدۂ سہو بجا لائے اور اگر اسے علم ہو کہ اس نے سہواً تین سجدے کیئے ہیں تو احتیاط واجب یہ کہ دوبارہ دو سجدۂ سہو بجا لائے۔

سجدہ سہو کا طریقہ

مسئلہ ۱۲۴۸ : سجدۂ سہو کا طریقہ یہ ہے کہ نماز کے سلام کے بعد انسان فوراً سجدۂ سہو کی نیت کرے اور پیشانی کسی ایسی چیز پر رکھ دے جس پر سجدہ کرنا صحیح ہو اور احوط یہ ہے کہ کہے۔

مسئلہ ۱۲۴۹ : بسم اللہ و باللہ السلام علیک ایھا النبی و رحمۃ اللہ و برکاتہ اس کے بعد اسے چاہئے کہ بیٹھ جائے اور دوبارہ سجدے میں جائے اور مذکورہ بالا ذکر پڑھے اور پھر بیٹھ جائے اور تشہد کے بعد کہے السلام علینا و علی عباد اللہ الصالحین پڑھے اور افضل یہ ہے کہ تینوں سلام پڑھے۔

بھولے ہوئے سجدے اور تشہد کی قضا

مسئلہ ۱۲۵۰ : اگر انسان سجدہ اور تشہد بھول جائے اور نماز کے بعد ان کی قضا بجا لائے تو ضروری ہے کہ وہ نماز کی تمام شرائط (مثلاً بدن اور لباس کا پاک ہونا اور رو بہ قبلہ ہونا) اور دوسری شرائط پوری کرتا ہو۔

مسئلہ ۱۲۵۱ : اگر انسان کئی دفعہ سجدہ کرنا بھول جائے مثلاً ایک سجدہ پہلی رکعت میں سے اور ایک سجدہ دوسری رکعت میں سے بھول جائے تو اسے چاہئے کہ نماز کے بعد ان دونوں سجدوں کی قضا بجا لائے اور ساتھ ہی وہ سجدہ ہائے سہو بجا لائے جو احتیاطاً" ان کے لیئے لازم ہیں۔

مسئلہ ۱۲۵۲ : اگر انسان ایک سجدہ اور ایک تشہد بھول جائے تو وہ ترتیب کا خیال رکھتے ہوئے دونوں کو بجا لائے۔

مسئلہ ۱۲۵۳ : اگر انسان دو رکعتوں میں سے دو سجدے بھول جائے تو اس کے لیئے ضروری نہیں کہ قضا کرتے وقت ترتیب سے بجا لائے۔

مسئلہ ۱۲۵۴ : اگر انسان نماز کے سلام اور سجدہ یا تشہد کی قضا کے درمیان کوئی ایسا کام کرے جس کے عمداً یا سہواً کرنے سے نماز باطل ہو جاتی ہے مثلاً پیٹھ قبلہ کی طرف کرے تو احتیاط واجب یہ ہے کہ سجدہ اور تشہد کی قضا کے بعد دوبارہ نماز پڑھے۔

مسئلہ ۱۲۵۵ : اگر کسی شخص کو نماز کے سلام کے بعد یاد آئے کہ آخری رکعت کا ایک سجدہ یا تشہد بھول گیا ہے تو اسے چاہئے کہ لوٹ جائے اور نماز کو تمام کرے اور بے محل سلام کے لیئے دو سجدۂ سہو بجا لائے۔

مسئلہ ۱۲۵۶ : اگر ایک شخص نماز کے سلام اور سجدہ یا تشہد کی قضا کے درمیان کوئی ایسا کام کرے جس کے لیئے سجدۂ سہو واجب ہو جاتا ہو مثلاً بھولے سے کلام کرے تو احتیاط واجب کی بنا پر اسے چاہئے کہ سجدہ یا تشہد کی قضا کرے اور اس سجدہ سہو کے علاوہ جو وہ سجدے یا تشہد کی قضا کے لیئے ادا کرے دو اور سجدۂ سہو بجا لائے۔

مسئلہ ۱۲۵۷ : اگر کسی شخص کو یہ علم نہ ہو کہ نماز میں سجدہ بھولا ہے یا تشہد تو اسے چاہئے کہ سجدے کی قضا کرے اور دو سجدۂ سہو بجا لائے اور احتیاطاً" تشہد کی بھی قضا کرے۔

مسئلہ ۱۲۵۸ : اگر کسی شخص کو شک ہو کہ سجدہ یا تشہد بھولا ہے یا نہیں تو اس کے لیئے ان کی قضا کرنا یا سجدۂ سہو ادا کرنا واجب نہیں ہے۔

مسئلہ ۱۲۵۹ : اگر کسی شخص کو علم ہو کہ سجدہ یا تشہد بھول گیا ہے اور شک کرے کہ بعد کی رکعت کے رکوع سے پہلے اسے بجا لایا ہے یا نہیں تو اسے چاہئے کہ احتیاط واجب کی بنا پر اس کی قضا کرے۔

مسئلہ ۱۲۶۰ : جس شخص کے لیئے سجدہ یا تشہد کی قضا واجب ہو اگر کسی دوسری چیز کی وجہ سے سجدۂ سہو بھی اس پر واجب ہو جائے تو اسے چاہئے کہ نماز ادا کرنے کے بعد سجدہ یا تشہد کی قضا کرے اور اس کے بعد سجدۂ سہو بجا لائے۔

مسئلہ ۱۲۶۱ : اگر کسی شخص کو شک ہو کہ نماز پڑھنے کے بعد بھولے ہوئے سجدے یا تشہد کی قضا بجا لایا ہے یا نہیں اور نماز کا وقت نہ گزرا ہو تو اسے چاہئے کہ سجدہ یا تشہد کی قضا کرے اور اگر نماز کا وقت گزر گیا ہو تو اس کی قضا مستحب ہے۔

نماز کے اجزاء اور شرائط کو کم یا زیادہ کرنا

مسئلہ ۱۲۶۲ : جب نماز کے واجبات میں سے کوئی چیز جان بوجھ کر کم یا زیادہ کی جائے تو خواہ وہ ایک حرف ہی کیوں نہ ہو نماز باطل ہو جاتی ہے۔

مسئلہ ۱۲۶۳ : اگر کوئی شخص مسئلہ نہ جاننے کی وجہ سے کوتاہی کرتے ہوئے نماز کے واجبات میں سے کوئی چیز کم یا زیادہ کرے تو اس کی نماز باطل ہے لیکن اگر مسئلہ نہ جاننے کی وجہ سے صبح اور مغرب اور عشاء کی نمازوں میں حمد اور سورۂ آہستہ پڑھے یا ظہر اور عصر کی نمازوں میں حمد اور سورۂ بلند آواز سے پڑھے یا سفر میں ظہر، عصر اور عشا کی نمازوں کی چار چار رکعتیں پڑھے تو اس کی نماز صحیح ہے۔

مسئلہ ۱۲۶۴ : اگر نماز کے دوران میں کسی شخص کی سمجھ میں یہ بات آئے کہ اس کا وضو یا غسل باطل تھا یا وضو یا غسل کیئے بغیر نماز پڑھنے لگ گیا ہے تو اسے چاہئے کہ نماز توڑ دے اور دوبارہ وضو یا غسل کے ساتھ پڑھے اور اگر اس کی سمجھ میں یہ بات نماز کے بعد آئے تو اسے چاہئے کہ وضو یا غسل کے ساتھ دوبارہ نماز پڑھے اور اگر نماز کا وقت گزر گیا ہو تو اس کی قضا کرے۔

مسئلہ ۱۲۶۵ : اگر کسی شخص کو رکوع میں پہنچنے کے بعد یاد آئے کہ پیشتر والی رکعت کے دو سجدے بھول گیا ہے تو اس کی نماز باطل ہے اور اگر یہ بات اسے رکوع میں پہنچنے سے پہلے یاد آئے تو اسے چاہئے کہ واپس مڑے اور دو سجدے بجا لائے اور پھر کھڑا ہو جائے اور حمد اور سورہ یا تسبیحات پڑھے اور نماز کو تمام کرے اور نماز کے بعد احتیاط واجب کی بنا پر بے محل قیام کے لیئے دو سجدۂ سہو بجا لائے۔

مسئلہ ۱۲۶۶ : اگر کسی شخص کو **السلام علینا** کہنے سے پہلے یاد آئے کہ وہ آخری رکعت کے دو سجدے بجا نہیں لایا تو اسے چاہئے کہ دو سجدے بجا لائے اور دوبارہ تشہد اور سلام پڑھے۔

مسئلہ ۱۲۶۷ : اگر کسی شخص کو نماز کے سلام واجب سے پہلے یاد آئے کہ اس نے نماز کے آخری حصے کی ایک یا ایک سے زیادہ رکعتیں نہیں پڑھیں ہیں تو اسے چاہئے کہ جتنا حصہ بھول گیا ہو اسے بجا لائے۔

مسئلہ ۱۲۶۸ : اگر کسی شخص کو نماز کے سلام کے بعد یاد آئے کہ اس نے نماز کے آخری حصے کی ایک یا ایک سے زیادہ رکعتیں نہیں پڑھیں اور اس سے ایسا فعل بھی سرزد ہو چکا ہو کہ اگر وہ نماز میں عمداً یا سہواً کیا جائے تو نماز کو باطل کر دیتا ہو (مثلاً اس نے قبلہ کی طرف پیٹھ کی ہو) تو اس کی نماز باطل ہے اور اگر اس نے کوئی ایسا فعل نہ کیا ہو جس کا عمداً یا سہواً کرنا نماز کو باطل کرتا ہو تو اسے

چاہئے کہ جتنا حصہ پڑھنا بھول گیا ہو اسے فوراً بجا لائے اور زائد سلام کے لیئے دو سجدۂ سہو ادا کرے۔

مسئلہ ۱۲۶۹ : جب کوئی شخص نماز کے سلام کے بعد ایک ایسا فعل انجام دے جو اگر نماز کے دوران میں کیا جائے تو نماز کو باطل کر دیتا ہو (مثلاً پیٹھ قبلہ کی طرف کرے) اور بعد میں اسے یاد آئے کہ وہ دو آخری سجدے بجا نہیں لایا تو اس کی نماز باطل ہے اور اگر نماز کو باطل کرنے والا کوئی فعل کرنے سے پہلے اسے یہ بات یاد آئے تو اسے چاہئے کہ جو دو سجدے ادا کرنا بھول گیا ہے انہیں بجا لائے اور دوبارہ تشہد اور سلام پڑھے اور جو سلام پہلے پڑھا ہو اس کے لیئے دو سجدۂ سہو بجا لائے۔

مسئلہ ۱۲۷۰ : اگر کسی شخص کو پتہ چلے کہ اس نے نماز وقت سے پہلے پڑھ لی ہے یا قبلہ کی طرف پیٹھ کر کے پڑھی ہے تو اسے چاہئے کہ دوبارہ پڑھے، اور اگر وقت گزر گیا ہو تو قضا کرے لیکن اگر اسے یہ پتہ چلے کہ اس نے نماز قبلہ کے دائیں طرف یا بائیں طرف منہ کر کے پڑھی ہے تو اگر یہ علم اسے نماز کا وقت گزرنے سے پہلے ہو تو دوبارہ پڑھے اور اگر وقت گزرنے کے بعد پتہ چلے تو بعید نہیں ہے کہ اس کی نماز قضا نہ ہو بجز اس صورت کے کہ یہ عمل حکم شرعی سے واقف نہ ہونے کی وجہ سے ہو۔

مسافر کی نماز

مسافر کو چاہئے کہ ظہر، عصر اور عشا کی نماز آٹھ شرطیں ہوتے ہوئے قصر بجا لائے یعنی دو رکعت پڑھے۔

پہلی شرط : یہ کہ اس کا سفر آٹھ فرسخ شرعی سے کم نہ ہو اور فرسخ شرعی ساڑھے پانچ کیلو میٹر سے قدرے کم ہوتا ہے (جہاں تک میلوں کا سوال ہے آٹھ فرسخ شرعی کے تقریباً ۲۸ میل بنتے ہیں) یعنی تینتالیس (۴۳) کلو میٹر اور دو سو میٹر۔

مسئلہ ۱۲۷۱ : جس شخص کے جانے اور واپس آنے کی مسافت ملا کر آٹھ فرسخ ہو اور جانے کی مسافت اور اسی طرح واپسی کی مسافت چار فرسخ سے کم نہ ہو اسے چاہئے کہ نماز قصر کر کے پڑھے۔ اس بنا پر اگر جانے کی مسافت تین فرسخ اور واپسی کی پانچ فرسخ یا اس کے برعکس ہو تو اسے چاہئے کہ نماز

پوری یعنی چار رکعتی پڑھے۔

مسئلہ ۱۲۷۲ : اگر سفر پر جانے اور واپس آنے کی مسافت آٹھ فرسخ اور دس دن سے پہلے پہلے واپس پلٹ آئے اسے چاہئے کہ نماز قصر کر کے پڑھے۔

مسئلہ ۱۲۷۳ : اگر ایک مختصر سفر آٹھ فرسخ سے کم ہو یا انسان کو علم نہ ہو کہ اس کا سفر آٹھ فرسخ ہے یا نہیں تو اسے نماز قصر کر کے نہیں پڑھنی چاہئے اور اگر شک کرے کہ اس کا سفر آٹھ فرسخ ہے یا نہیں تو اس کے لیئے تحقیق کرنا ضروری نہیں اور چاہئے کہ پوری نماز پڑھے۔

مسئلہ ۱۲۷۴ : اگر ایک عادل یا قابل اعتماد شخص بتائے کہ کسی شخص کا سفر آٹھ فرسخ ہے تو اس شخص کو چاہئے کہ نماز قصر کر کے پڑھے۔

مسئلہ ۱۲۷۵ : اگر ایک ایسا شخص جسے یقین ہو کہ اس کا سفر آٹھ فرسخ ہے نماز قصر کر کے پڑھے اور بعد میں اسے پتہ چلے کہ آٹھ فرسخ نہ تھا تو اسے چاہئے کہ نماز چار رکعتی بجالائے اور اگر وقت گزر گیا ہو تو اس کی قضا کرے۔

مسئلہ ۱۲۷۶ : جس شخص کو یقین ہو کہ اس کا سفر آٹھ فرسخ نہیں یا شک ہو کہ آٹھ فرسخ ہے یا نہیں اور راستے میں اسے معلوم ہو جائے کہ آٹھ فرسخ تھا تو تھوڑا سا سفر باقی ہو اسے چاہئے کہ نماز قصر کر کے پڑھے اور اگر پوری نماز پڑھ چکا ہو تو دوبارہ قصر کر کے پڑھے۔

مسئلہ ۱۲۷۷ : اگر دو جگہوں کا درمیانی فاصلہ چار فرسخ سے کم ہو اور کوئی شخص کئی دفعہ ان کے درمیان آئے جائے تو خواہ ان تمام مسافتوں کا فاصلہ ملا کر آٹھ فرسخ بھی ہو جائے اسے نماز پوری پڑھنی چاہئے۔

مسئلہ ۱۲۷۸ : اگر کسی جگہ جانے کے دو راستے ہوں اور ان میں سے ایک راستہ آٹھ فرسخ سے کم اور دوسرا آٹھ فرسخ یا اس سے زیادہ ہو تو اگر انسان وہاں اس راستے سے جائے جو آٹھ فرسخ ہے تو اسے چاہئے کہ نماز قصر کر کے پڑھے اور اگر اس راستے سے جائے جو آٹھ فرسخ نہیں ہے تو اسے چاہئے کہ پوری نماز پڑھے۔

مسئلہ ۱۲۷۹ : اگر شہر کے ارد گرد دیوار ہو تو انسان کو چاہئے کہ آٹھ فرسخ کی ابتدا کا حساب شہر کی

دیوار سے کرے اور اگر شہر کی دیوار نہ ہو تو چاہئے کہ آٹھ فرسخ کا حساب اس کے آخری گھروں سے کرے۔

دوسری شرط : یہ ہے کہ مسافر اپنے سفر کی ابتدا سے ہی آٹھ فرسخ طے کرنے کا ارادہ رکھتا ہو لہٰذا اگر وہ اس جگہ تک کا سفر کرے جو آٹھ فرسخ سے کم ہو اور وہاں پہنچنے کے بعد کسی ایسی جگہ جانے کا ارادہ کرے جس کا فاصلہ طے کردہ فاصلے سے ملا کر آٹھ فرسخ ہو جاتا ہو تو چونکہ وہ شروع سے آٹھ فرسخ طے کرنے کا ارادہ نہیں رکھتا تھا اس لیئے چاہئے کہ پوری نماز پڑھے لیکن اگر وہ وہاں سے آٹھ فرسخ آگے جانے کا ارادہ کرے یا چار فرسخ جانا چاہتا ہو اور پھر چار فرسخ طے کر کے اپنے وطن یا ایسی جگہ واپس آنا چاہتا ہو جہاں اس کا ارادہ دس دن ٹھہرنے کا ہو تو اسے چاہئے کہ نماز قصر کر کے پڑھے۔

مسئلہ ۱۲۸۰ : جس شخص کو یہ علم نہ ہو کہ اس کا سفر کتنے فرسخ کا ہے (مثلاً کسی گمشدہ شخص یا چیز کو ڈھونڈنے کے لیئے سفر کر رہا ہو اور نہ جانتا ہو کہ اسے پالینے کے لیئے اسے کہاں تک جانا پڑے گا) اسے چاہئے کہ پوری نماز پڑھے۔ لیکن اگر واپسی پر اس کے وطن تک کا یا اس جگہ تک کا فاصلہ جہاں وہ دس دن قیام کرنا چاہتا ہو آٹھ فرسخ یا اس سے زیادہ بنتا ہو تو اسے چاہئے کہ نماز قصر کر کے پڑھے۔ مزید براں اگر وہ سفر پر جانے کے دوران میں ارادہ کرے کہ وہ چار فرسخ کی مسافت جاتے ہوئے اور چار فرسخ کی مسافت واپس آتے ہوئے طے کرے گا تو اسے چاہئے کہ نماز قصر کر کے پڑھے۔

مسئلہ ۱۲۸۱ : مسافر کو نماز قصر کر کے اس صورت میں پڑھنی چاہئے کہ جب اس کا آٹھ فرسخ طے کرنے کا پختہ ارادہ ہو لہٰذا اگر کوئی شخص شہر سے باہر جا رہا ہو اور مثال کے طور پر اس کا ارادہ یہ ہو کہ اگر کوئی ساتھی مل گیا تو آٹھ فرسخ کے سفر پر چلا جاؤں گا اور اسے اطمینان ہو کہ ساتھی مل جائے گا تو اسے نماز قصر کر کے پڑھنی چاہئے اور اگر اسے اس بارے میں اطمینان نہ ہو تو اسے چاہئے کہ پوری نماز پڑھے۔

مسئلہ ۱۲۸۲ : جو شخص آٹھ فرسخ سفر کرنے کا ارادہ رکھتا ہو وہ اگرچہ ہر روز تھوڑی مقدار میں فاصلہ طے کرے لیکن جب وہ ایسی جگہ پہنچ جائے جہاں اپنے شہر کی اذان نہ سن سکے اور اہل شہر اسے نہ دیکھ سکیں اور اہل شہر کے اسے نہ دیکھنے کی علامت یہ ہے کہ وہ خود اہل شہر کو نہ دیکھے اسے چاہئے کہ وہ نماز قصر پڑھے لیکن اگر وہ ہر روز اتنی تھوڑی مقدار میں راستہ طے کرے کہ عموماً لوگ یہ نہ کہیں کہ

یہ مسافر ہے تو اسے چاہئے کہ پوری نماز پڑھے اور احتیاط مستحب یہ ہے کہ نماز قصر کر کے بھی پڑھے اور پوری بھی پڑھے۔

مسئلہ ۱۲۸۳ : جو شخص سفر میں کسی دوسرے کے اختیار میں ہو (مثلاً نوکر جو اپنے آقا کے ساتھ سفر کر رہا ہو) اگر اسے علم ہو کہ اس کا سفر آٹھ فرسخ کا ہے تو اسے چاہئے کہ نماز قصر کر کے پڑھے اور اگر اسے علم نہ ہو تو پوری نماز پڑھے اور اس بارے میں پوچھنا ضروری نہیں۔

مسئلہ ۱۲۸۴ : جو شخص سفر میں کسی دوسرے کے اختیار میں ہو اگر وہ جانتا ہو یا گمان رکھتا ہو کہ چار فرسخ تک پہنچنے سے پہلے اس سے جدا ہو جائے گا تو اسے چاہئے کہ پوری نماز پڑھے۔

مسئلہ ۱۲۸۵ : جو شخص سفر میں کسی دوسرے کے اختیار میں ہو اگر اسے شک ہو کہ آیا چار فرسخ تک پہنچنے سے پہلے اس سے جدا ہو جائے گا یا نہیں تو اسے چاہئے کہ پوری نماز پڑھے لیکن اگر اسے شک اس وجہ سے پیدا ہوا ہو کہ اسے احتمال ہو کہ اس کے سفر میں کوئی رکاوٹ پیدا ہو جائے گی اور اس کا احتمال لوگوں کی نظر میں درست نہ ہو تو اسے چاہئے کہ نماز قصر کر کے پڑھے۔

تیسری شرط : یہ ہے کہ راستے میں مسافر اپنے ارادے سے پھر نہ جائے پس اگر وہ چار فرسخ تک پہنچنے سے پہلے اپنا ارادہ بدل دے یا اس کا ارادہ متزلزل ہو جائے تو اسے چاہئے کہ پوری نماز پڑھے۔

مسئلہ ۱۲۸۶ : اگر کوئی شخص چار فرسخ تک پہنچنے کے بعد سفر ترک کر دے اور واپس جانے کا پختہ ارادہ کر لے تو اسے چاہئے کہ نماز قصر کر کے پڑھے اگرچہ وہ اس جگہ دس دن سے کم مدت کے لیئے ہی نہ رہنا چاہتا ہو۔

مسئلہ ۱۲۸۷ : اگر کوئی شخص کسی ایسی جگہ جانے کے لیئے جو آٹھ فرسخ دور ہو سفر شروع کرے اور کچھ راستہ طے کرنے کے بعد کسی اور جگہ جانا چاہے اور جس پہلی جگہ سے اس نے سفر شروع کیا ہے وہاں سے اس جگہ تک جہاں وہ اب جانا چاہتا ہے آٹھ فرسخ بنتے ہوں تو اسے چاہئے کہ نماز قصر کر کے پڑھے۔

مسئلہ ۱۲۸۸ : اگر چار فرسخ جانے کے بعد مسافر کا ارادہ متزلزل ہو جائے کہ آیا آٹھ فرسخ میں سے جو مسافت باقی ہے وہ طے کرے یا کسی جگہ دس دن ٹھہرے بغیر اپنے گھر کو واپس چلا جائے تو جس

وقت وہ تردد کی حالت میں ہو کہ آیا آگے سفر کرے یا نہ کرے اسے چاہئے کہ نماز قصر کر کے پڑھے خواہ اس کے بعد وہ پختہ ارادہ ہی کیوں نہ کر لے کہ بقیہ سفر کرے گا یا واپس لوٹ جائے گا۔

مسئلہ ۱۲۸۹ : اگر کوئی شخص چار فرسخ طے کرنے کے بعد تذبذب میں پڑھ جائے کہ آٹھ فرسخ میں سے باقی ماندہ سفر طے کرے یا اپنے گھر لوٹ جائے لیکن احتمال اس بات کا ہو کہ جس جگہ وہ تذبذب میں مبتلا ہوا ہے وہاں یا کسی اور جگہ دس دن قیام کرے گا اور بعد میں پختہ ارادہ کرے کہ دس دن قیام کیئے بغیر باقی ماندہ راستہ طے کرے گا تو اس صورت میں لازم ہے کہ پوری نماز پڑھے خواہ تردد کی حالت میں سفر کرے یا نہ کرے لیکن اگر اس کا مصمم ارادہ یہ ہو کہ آٹھ فرسخ اور آگے جائے گا یا چار فرسخ تک جائے گا اور چار فرسخ واپسی پر طے کرے گا تو جس وقت وہ روانہ ہوگا اس وقت سے اس کی نماز قصر ہو گی۔

مسئلہ ۱۲۹۰ : اگر چار فرسخ طے کرنے سے پہلے مسافر تذبذب میں پڑھ جائے کہ بقیہ سفر طے کرے یا نہیں اور بعد میں مصمم ارادہ کر لے باقی ماندہ راستہ طے کر لے گا اور اس کی باقی ماندہ مسافت آٹھ فرسخ ہو یا یہ چاہے کہ چار فرسخ جائے اور پھر چار فرسخ واپس آئے تو مصمم ارادہ کرنے کے بعد جس وقت سے راستہ طے کرنا شروع کرے نماز قصر کر کے پڑھے اور اس صورت میں اس بات سے بھی کوئی فرق نہیں پڑتا کہ وہ تذبذب کی حالت میں سفر کرے یا نہ کرے۔

چوتھی شرط : یہ ہے کہ مسافر آٹھ فرسخ تک پہنچنے سے پہلے اپنے وطن میں سے گزرنے یا کسی جگہ دس دن یا اس سے زیادہ دن رہنے کا ارادہ نہ رکھتا ہو پس جو شخص یہ چاہتا ہو کہ آٹھ فرسخ تک پہنچے سے پہلے اپنے وطن سے گزرے یا دس دن کسی جگہ پر رہے اسے چاہئے کہ پوری نماز پڑھے۔

مسئلہ ۱۲۹۱ : جس شخص کو یہ علم نہ ہو کہ آٹھ فرسخ تک پہنچے سے پہلے اپنے وطن سے گزرے گا یا نہیں یا کسی جگہ دس دن ٹھہرنے کا قصد کرے گا یا نہیں اسے چاہئے کہ پوری نماز پڑھے۔

مسئلہ ۱۲۹۲ : جو شخص آٹھ فرسخ تک پہنچنے سے پہلے اپنے وطن سے گزرنا چاہتا ہو یا کسی جگہ دس دن رہنا چاہتا ہو اور وہ شخص بھی جو وطن سے گزرنے یا کسی جگہ دس دن رہنے کے بارے میں متذبذب ہو اگر وہ دس دن کہیں رہنے یا وطن سے گزرنے کا ارادہ ترک بھی کر دے تب بھی اسے

چاہئے کہ پوری نماز پڑھے لیکن اگر باقی ماندہ راستہ آٹھ فرسخ ہو یا چار فرسخ ہو اور وہ جانا اور واپس آنا چاہتا ہو اور واپسی کا راستہ بھی چار فرسخ ہو تو اسے چاہئے کہ نماز قصر کر کے پڑھے۔

پانچویں شرط : یہ ہے کہ مسافر حرام کام کے لیئے سفر نہ کرے اور اگر حرام کام مثلاً چوری کرنے کے لیئے سفر کرے تو اسے چاہئے کہ نماز پوری پڑھے اور اگر خود سفر ہی حرام ہو مثلاً یہ کہ اس سفر میں اس کے لیئے کوئی ایسا ضرر مضمر ہو جس کی جانب پیش قدمی شرعاً حرام ہو یا عورت شوہر کی اجازت کے بغیر (جبکہ اس عورت کو کہا جائے کہ شوہر کی نافرمان ہے۔ اور فرزند ماں باپ کے منع کرنے کے باوجود (جب کہا جائے کہ وہ نافرمان ہے) ایسے سفر پر جائیں جو ان پر واجب نہ ہو تو اس کے لیئے بھی یہی حکم ہے (یعنی مسافر کو چاہئے کہ پوری نماز پڑھے) لیکن اگر سفر حج کے سفر کی طرح واجب ہو تو نماز قصر کر کے پڑھنی چاہئے۔

مسئلہ ۱۲۹۳ : جو سفر واجب نہ ہو اگر وہ والدین کی اذیت کا موجب ہو تو حرام ہے اور انسان کو چاہئے کہ اس سفر میں پوری نماز پڑھے اور روزہ بھی رکھے (یعنی اگر رمضان المبارک کا مہینہ ہو تو روزے بھی رکھے)

مسئلہ ۱۲۹۴ : جس شخص کا سفر حرام نہ ہو اور وہ کسی حرام کام کے لیئے بھی سفر نہ کر رہا ہو وہ اگرچہ سفر میں گناہ بھی کرے مثلاً غیبت کرے یا شراب پیئے تب بھی اسے چاہئے کہ نماز قصر کر کے پڑھے۔

مسئلہ ۱۲۹۵ : اگر کوئی شخص کسی واجب کام کو ترک کرنے کے لیئے سفر کرے تو خواہ سفر میں اس کی کوئی دوسری غرض ہو یا نہ ہو اسے پوری نماز پڑھنی چاہئے پس جو شخص مقروض ہو اگر وہ اپنا قرضہ ادا کر سکتا ہو اور قرض خواہ مطالبہ بھی کرے تو اگر وہ سفر کرتے ہوئے اپنا قرضہ ادا نہ کر سکے اور قرضہ دینے سے فرار حاصل کرنے کے لیئے سفر اختیار کرے تو اسے چاہئے کہ پوری نماز پڑھے لیکن اگر اس کا سفر کسی اور کام کے لیئے ہو تو اگرچہ وہ سفر میں ترک واجب کا مرتکب بھی ہو اسے چاہئے کہ نماز قصر کر کے پڑھے۔

مسئلہ ۱۲۹۶ : اگر کسی شخص کا سفر حرام نہ ہو لیکن اس کا سواری کا جانور یا سواری کی کوئی اور چیز

جس پر وہ سوار ہو غصبی ہو یا وہ غصبی زمین پر سفر کر رہا ہو تو اسے چاہئے کہ نماز قصر کر کے پڑھے۔

مسئلہ ۱۲۹۷ : جو شخص کسی ظالم کے ساتھ سفر کر رہا ہو اگر وہ مجبور ہو اور اس کا سفر کرنا ظالم کی مدد کا موجب ہو تو اسے چاہئے کہ پوری نماز پڑھے اور اگر مجبور ہو یا مثال کے طور پر کسی مظلوم کو چھڑانے کے لیئے اس ظالم کے ساتھ سفر کرے تو اس کی نماز قصر ہو گی۔

مسئلہ ۱۲۹۸ : اگر کوئی شخص سیر و تفریح کی خاطر سفر کرے تو اس کا سفر حرام نہیں ہے اور اسے چاہئے کہ نماز قصر کر کے پڑھے۔

مسئلہ ۱۲۹۹ : اگر کوئی شخص کھیل تماشے اور خوش وقت گزارنے کے لیئے شکار کو جائے تو اس کی نماز جاتے وقت پوری ہے اور واپسی پر اگر مسافت کی حد پوری ہو تو قصر ہے اور اگر حصول معاش کی خاطر شکار کو جائے تو اس کی نماز قصر ہے اور اگر کمائی اور افزائش دولت کے لیئے جائے تو اس کے لیئے بھی یہی حکم ہے۔

مسئلہ ۱۳۰۰ : اگر کوئی شخص کوئی گناہ کا کام کرنے کے لیئے سفر کرے۔ سفر سے واپسی کے وقت فقط اس کی واپسی کا سفر آٹھ فرسخ ہو تو اسے چاہئے کہ قصر کر کے پڑھے اور احتیاطاً مستحب یہ ہے کہ اگر اس نے توبہ نہ کی ہو تو نماز قصر کر کے بھی پڑھے اور پوری بھی پڑھے۔

مسئلہ ۱۳۰۱ : جس شخص کا سفر گناہ کا سفر ہو (یعنی اس کی غایت کوئی ناجائز کام کرنا ہو) اگر وہ سفر کے دوران میں گناہ کا ارادہ ترک کر دے اور اس کی باقی ماندہ مسافت آٹھ فرسخ ہو یا چار فرسخ ہو اور وہ چار فرسخ جا کر بقدر چار فرسخ کا فاصلہ لوٹتے ہوئے طے کرنا چاہتا ہو تو اسے نماز قصر کر کے پڑھنی چاہئے۔

مسئلہ ۱۳۰۲ : جس شخص نے گناہ کی غرض سے سفر نہ کیا ہو اگر وہ راستے میں طے کرے کہ بقیہ راستہ گناہ کے لیئے طے کرے گا تو اسے چاہئے کہ نماز پوری پڑھے البتہ اس نے جو نمازیں قصر کر کے پڑھی ہوں اگر وہ گزشتہ مسافت کی مقدار کے مطابق ہوں (یعنی جہاں اس نے ارادہ بدلا ہے وہاں تک آٹھ فرسخ پورے ہو گئے ہوں) تو صحیح ہیں ورنہ احتیاط واجب یہ ہے کہ ان نمازوں کو دوبارہ پڑھے۔

چھٹی شرط : یہ ہے کہ مسافر ان صحرانشینوں میں سے نہ ہو جو بیابانوں میں گھومتے رہتے ہیں اور

جہاں انہیں خود اپنے اور اپنے حیوانات کے لیئے پانی اور خوراک دکھتے ہیں وہاں رک جاتے ہیں اور کچھ دنوں کے بعد دوسری جگہ چلے جاتے ہیں صحرا نشینوں کو ان مسافرتوں میں پوری نماز پڑھنی چاہئے۔

مسئلہ ۱۳۰۳ : اگر کوئی صحرا نشین جائے قیام اور اپنے حیوانات کے لیئے چراگاہ تلاش کرنے کے لیئے سفر کرے اور اسباب اور سازو سامان اس کے ہمراہ ہو تو وہ پوری نماز پڑھے ورنہ اگر اس کا سفر آٹھ فرسخ ہو تو نماز قصر کر کے پڑھے۔

مسئلہ ۱۳۰۴ : اگر کوئی صحرا نشین زیارت یا حج یا تجارت یا ان سے ملتے جلتے کسی مقصد کے تحت سفر کرے تو اسے چاہئے کہ نماز قصر پڑھے۔

ساتویں شرط : یہ ہے کہ اس شخص کا پیشہ سفر نہ ہو لہذا ساربان' گلہ بان' ڈرائیور اور ملاح وغیرہ کو چاہئے کہ خواہ وہ اپنے گھر کا سامان لے جانے کے لیئے سفر کر رہا ہو نماز پوری پڑھے اور جس شخص کا پیشہ سفر ہو اس کے ساتھ وہ شخص بھی ملحق ہو جاتا ہے (یعنی اس کے لیئے بھی وہی حکم ہے جو اس شخص کے لیئے ہے جس کا پیشہ سفر ہو) جو کسی دوسری جگہ پر کام کرتا ہو لیکن دنوں کی قابل شمار مقدار مثلاً ایک مہینے میں دس دن یا زیادہ وہاں تک سفر کر کے لوٹ آتا ہو مثلاً وہ شخص جس کی رہائش ایک جگہ ہو اور کام (تجارت اور معلمی وغیرہ) دوسری جگہ کرتا ہو۔

مسئلہ ۱۳۰۵ : جس شخص کا شغل سفر کرنا ہو اگر وہ کسی دوسرے مقصد مثلاً زیارت یا حج کے لیئے سفر اختیار کرے تو اسے چاہئے کہ نماز قصر کر کے پڑھے لیکن اگر مثال کے طور پر ڈرائیور اپنی موٹر گاڑی زیارت کے لیئے کرائے پر چلائے اور اس سلسلے میں خود بھی زیارت کر لے تو اسے چاہئے کہ پوری نماز پڑھے۔

مسئلہ ۱۳۰۶ : باربر دار یعنی وہ شخص جو حاجیوں کو مکہ پہنچانے کے لیئے سفر کرتا ہو اگر اس کا شغل سفر کرنا ہو تو اسے چاہئے کہ پوری نماز پڑھے اور اگر اس کا شغل سفر کرنا نہ ہو اور صرف حج کے دنوں میں باربرداری کے لیئے سفر کرتا ہو تو اس کے لیئے احتیاط واجب یہ ہے کہ نماز پوری پڑھے۔

مسئلہ ۱۳۰۷ : جس شخص کا شغل باربرداری ہو اور وہ دور دراز مقامات سے حاجیوں کو مکہ لے جاتا ہو اگر وہ سال کا کافی حصہ سفر میں رہتا ہو تو اسے پوری نماز پڑھنی چاہئے۔

مسئلہ ۱۳۰۸ : جس شخص کا شغل سال کے کچھ حصے میں سفر کرنا ہو مثلاً ایک ڈرائیور جو صرف گرمیوں یا سردیوں کے دنوں میں اپنی موٹر گاڑی کرائے پر چلاتا ہو اسے چاہئے کہ اس سفر میں نماز پوری پڑھے۔

مسئلہ ۱۳۰۹ : ڈرائیور اور گھوم پھر کر کام کرنے والا شخص جو شہر کے آس پاس دو تین فرسخ میں آتا جاتا ہو اگر وہ اتفاقاً" آٹھ فرسخ کے سفر پر چلا جائے تو اسے چاہئے کہ نماز قصر پڑھے۔

مسئلہ ۱۳۱۰ : چہاروادار (وہ سوداگر جو چوپائے پر سودا لاد کر بیچتا ہے) جس کا پیشہ ہی مسافرت ہے اگر دس دن یا اس سے زیادہ عرصہ اپنے وطن میں رہ جائے تو خواہ وہ ابتداء سے دس دن رہنے کا ارادہ رکھتا ہو یا بغیر ارادے کے اتنے دن رہے اسے چاہئے کہ دس دن کے بعد جب پہلے سفر پر جائے تو نماز قصر کر کے پڑھے اور اگر اپنے وطن کے علاوہ کسی دوسری جگہ رہنے کا قصد کر کے دس دن وہاں مقیم رہے تو اس کے لیئے بھی یہی حکم ہے۔

مسئلہ ۱۳۱۱ : چہاروادار کے علاوہ جس شخص کا شغل سفر ہو اگر وہ اپنے وطن کے علاوہ کسی اور جگہ دس دن کے قصد سے رہے یا اپنے وطن میں ہی دس دن رہے خواہ ایسا کرنا بغیر قصد کے ہی کیوں نہ ہو تو دس دن کے بعد جب وہ پہلا سفر کرے تو اسے چاہئے کہ پوری نماز پڑھے۔

مسئلہ ۱۳۱۲ : چہاروادار جس کا شغل سفر ہو اگر وہ شک کرے کہ وہ اپنے وطن میں یا کسی دوسری جگہ دس دن رہا ہے یا نہیں تو اسے چاہئے کہ پوری نماز پڑھے۔

مسئلہ ۱۳۱۳ : جو شخص شہر بہ شہر سیاحت کرتا ہو اور جس نے اپنے لیئے کوئی وطن معین نہ کیا ہوا ہو اسے چاہئے کہ پوری نماز پڑھے۔

مسئلہ ۱۳۱۴ : جس شخص کا شغل سفر کرنا نہ ہو اگر مثلاً وہ کسی شہر یا گاؤں میں کوئی سامان رکھتا ہو اور اسے اٹھانے کے لیئے اسے پے در پے سفر کرنا پڑیں تو اسے چاہئے کہ نماز قصر کر کے پڑھے۔

مسئلہ ۱۳۱۵ : جو شخص اپنا پہلا وطن چھوڑ کر دوسرا وطن اپنانا چاہتا ہو اگر اس کا شغل سفر نہ ہو تو سفر کی حالت میں اسے نماز قصر کر کے پڑھنی چاہئے۔

آٹھویں شرط : یہ ہے کہ مسافر حد ترخص تک پہنچ جائے اور حد ترخص کے معنی بیان کیئے جا چکے ہیں لیکن وطن کے علاوہ حد ترخص معتبر نہیں ہے اور جونہی کوئی شخص اپنی سکونت کے مقام سے نکلے گا اس کی نماز قصر ہو گی۔

مسئلہ ۱۳۱۶ : اگر کوئی شخص سفر میں ہو اور ایسی جگہ پہنچے جہاں اپنے شہر کی اذان تو سن سکے لیکن اہل شہر کو دیکھے یا اہل شہر کو نہ دیکھے اور اذان کی آواز سن سکے تو اگر وہ اس جگہ نماز پڑھنا چاہے تو احتیاط واجب کی بنا پر اسے چاہئے کہ قصر اور پوری نماز دونوں پڑھے۔

مسئلہ ۱۳۱۷ : جو مسافر اپنے وطن کو واپس آرہا ہو وہ جب اپنے اہل وطن کو دیکھے اور وطن کی اذان کی آواز سنے تو اسے چاہئے کہ نماز پوری پڑھے لیکن جو مسافر وطن کے علاوہ کسی اور جگہ دس دن ٹھہرنا چاہتا ہو وہ جب تک اس جگہ نہ پہنچے اس کی نماز قصر ہے۔

مسئلہ ۱۳۱۸ : اگر شہر اتنی بلندی پر واقع ہو کہ وہاں کے رہنے والے لوگ دور سے دکھائی دیں یا اس قدر نشیب میں واقع ہو کہ اگر انسان تھوڑا سا دور بھی جائے تو وہاں کے لوگوں کو نہ دیکھ سکے تو اس شہر کے رہنے والوں میں سے جو شخص سفر میں ہو جب وہ اتنا دور چلا جائے کہ اگر وہ شہر ہموار زمین پر ہوتا تو وہاں کے لوگ اس جگہ سے دیکھے نہ جا سکتے تو اسے چاہئے کہ نماز قصر کر کے پڑھے اور اسی طرح اگر راستے کی بلندی یا پستی معمول سے زیادہ ہو تو اسے چاہئے کہ معمول کا لحاظ رکھے۔

مسئلہ ۱۳۱۹ : اگر کوئی شخص ایسی جگہ سے سفر کرے جہاں کوئی نہ رہتا ہو تو جب وہ ایسی جگہ پہنچے کہ اگر کوئی اس مقام (یعنی سفر شروع کرنے کے مقام) پر رہتا ہو تو وہاں سے نظر آتا تو اسے چاہئے کہ نماز قصر کر کے پڑھے۔

مسئلہ ۱۳۲۰ : اگر مسافر اتنا دور نکل جائے کہ اسے یہ پتہ نہ چلے کہ جو آواز وہ سن رہا ہے وہ اذان کی آواز ہے یا کوئی اور آواز ہے تو اسے چاہئے کہ نماز قصر کر کے پڑھے لیکن اگر یہ پتہ چلے کہ آواز اذان کی ہی ہے لیکن اذان کے کلمات سمجھ میں نہ آئیں تو پوری نماز پڑھنی چاہئے۔

مسئلہ ۱۳۲۱ : اگر مسافر ایسی جگہ پہنچ جائے کہ شہر کی وہ اذان جو عموماً بلند جگہ سے کہی جاتی ہے نہ سن پائے لیکن وہ اذان جو بہت بلند جگہ سے کہی جاتی ہو سن لے تو اسے چاہئے کہ نماز قصر کر کے

پڑھے۔

مسئلہ ۱۳۲۲ : اگر مسافر کی قوت باصرہ یا قوت سامعہ یا اذان کی آواز غیر معمولی ہو تو اسے اس مقام پر پہنچ کر نماز قصر کر کے پڑھنی چاہئے جہاں سے متوسط قوت کی آنکھ اہل شہر کو نہ دیکھ سکے اور متوسط قوت کے کان اذان کی آواز نہ سن سکیں۔

مسئلہ ۱۳۲۳ : اگر مسافر کو سفر کے دوران میں کسی مقام پر شک ہو کہ حد ترخص تک پہنچا ہے یا نہیں تو اسے چاہئے کہ پوری نماز پڑھے اور اگر اس مسافر کو جو سفر سے لوٹ رہا ہو شک ہو کہ حد ترخص تک پہنچا ہے یا نہیں تو اسے چاہئے کہ نماز قصر کر کے پڑھے۔

مسئلہ ۱۳۲۴ : جو مسافر سفر کے دوران اپنے وطن سے گزر رہا ہو وہ جب ایسی جگہ پہنچے جہاں سے وہ اپنے اہل وطن کو دیکھ لے اور وہاں کی اذان کی آواز سن لے تو اس چاہئے کہ پوری نماز پڑھے۔

مسئلہ ۱۳۲۵ : جو مسافر اپنی مسافرت کے دوران میں اپنے وطن پہنچ جائے اسے چاہئے کہ جب تک وہاں رہے پوری نماز پڑھے لیکن اگر وہ چاہے کہ وہاں سے آٹھ فرسخ کے فاصلے پر چلا جائے یا چار فرسخ جائے اور پھر چار فرسخ طے کر کے لوٹے تو جس وقت وہ حد ترخص پر پہنچے اسے چاہئے کہ نماز قصر کر کے پڑھے۔

مسئلہ ۱۳۲۶ : جس جگہ کو انسان نے اپنی سکونت اور زندگی بسر کرنے کے لیئے منتخب کیا ہو وہ اس کا وطن ہے خواہ وہ وہاں پیدا ہوا ہو اور اس کے ماں باپ کا وطن ہو یا اس نے خود اس جگہ کو زندگی بسر کرنے کے لیئے اختیار کیا ہو۔

مسئلہ ۱۳۲۷ : اگر کوئی شخص ارادہ رکھتا ہو کہ کچھ مدت ایک ایسی جگہ رہے جو اس کا وطن نہیں ہے اور بعد میں کسی اور جگہ چلا جائے تو وہ اس کا وطن تصور نہیں ہوتا۔

مسئلہ ۱۳۲۸ : اگر انسان کسی جگہ کو اپنی زندگی بسر کرنے کا مقام قرار دے اور وہاں اس طرح زندگی بسر کرتا ہو جس طرح کوئی ایسا شخص جس کا وطن ہو (ان اکثر طالب علموں کی مانند جو علمی مراکز میں سکونت رکھتے ہیں اور اگر انہیں کوئی سفر پیش آئے تو دوبارہ وہیں واپس آجاتے ہیں خواہ وہ وہاں ہمیشہ رہنے کا قصد نہ رکھتے ہوں) تو اس جگہ کو اس کے وطن کے حکم میں شمار کیا جائے گا۔

مسئلہ ۱۳۲۹ : جو شخص دو مقامات پر زندگی گزارتا ہو مثلاً چھ مہینے ایک شہر میں اور چھ مہینے دوسرے شہر میں رہتا ہو تو دونوں مقامات اس کا وطن ہیں اور اگر اس نے دو مقامات سے زیادہ مقامات کو زندگی بسر کرنے کے لیئے اختیار کر رکھا ہو تو وہ سب اس کا وطن شمار ہوتے ہیں۔

مسئلہ ۱۳۳۰ : جو شخص کسی ایک جگہ سکونتی مکان کا مالک ہو اگر وہ مسلسل چھ مہینے وہاں ارادے کے ساتھ رہے تو جس وقت تک وہ مکان اس کی ملکیت میں ہے جب بھی وہ سفر کے دوران وہاں پہنچے اسے چاہئے کہ پوری نماز پڑھے۔

مسئلہ ۱۳۳۱ : اگر ایک شخص کسی ایسے مقام پر پہنچے جو کسی زمانے میں اس کا وطن رہا ہو اور بعد میں اس نے اسے ترک کر دیا ہو تو خواہ اس نے کوئی نیا وطن اپنے لیئے منتخب نہ بھی کیا ہو اسے چاہئے کہ وہاں پوری نماز نہ پڑھے اگر وہاں ذاتی ملکیت مکان یا گھر یا زمین ہو تو اس کو پوری نماز پڑھنی چاہئے۔

مسئلہ ۱۳۳۲ : اگر کسی مسافر کا کسی جگہ مسلسل دس دن رہنے کا ارادہ ہو یا وہ علم رکھتا ہو کہ بامر مجبوری دس دن تک ایک جگہ رہنا پڑے گا تو وہاں اسے پوری نماز پڑھنی چاہئے۔

مسئلہ ۱۳۳۳ : اگر کوئی مسافر کسی جگہ دس دن رہنا چاہتا ہو تو ضروری نہیں کہ اس کا ارادہ پہلی رات یا گیارہویں رات وہاں رہنے کا ہو جونہی وہ ارادہ کرے کہ پہلے دن کے طلوع آفتاب سے دسویں دن کے غروب آفتاب تک وہاں رہے گا اسے چاہئے کہ پوری نماز پڑھے اور مثال کے طور پر اس کا ارادہ پہلے دن کی ظہر سے گیارہویں دن کی ظہر تک وہاں رہنے کا ہو تو اس کے لیئے بھی یہی حکم ہے۔

مسئلہ ۱۳۳۴ : جو مسافر کسی جگہ دس دن رہنا چاہتا ہو اسے اس صورت میں پوری نماز پڑھنی چاہئے جب وہ سارے کے سارے دن ایک جگہ رہنا چاہتا ہو پس اگر وہ مثال کے طور پر چاہے کہ دس دن نجف اور کوفہ یا تہران اور شمیران میں رہے تو اسے چاہئے کہ نماز قصر کر کے پڑھے۔

مسئلہ ۱۳۳۵ : جو مسافر کسی جگہ دس دن رہنا چاہتا ہو اگر وہ شروع سے ہی قصد رکھتا ہو کہ ان دس دنوں کے درمیان اس جگہ کے آس پاس ایسے مقامات پر جائے گا جو حد ترخص کی مقدار بھر یا اس سے زیادہ دور ہوں تو اگر اس کے جانے اور آنے کی مدت مثال کے طور پر تقریباً ایک یا دو گھنٹے ہو جو

عام لوگوں کے نزدیک دس دن کے قیام کے منافی نہ ہو تو پوری نماز پڑھے اور اگر وہ مدت اس سے زیادہ ہو تو احتیاطاً" پوری اور قصر دونوں نمازیں پڑھے اور اگر وہ مدت سارا دن یا دن کا بیشتر حصہ ہو تو اس کی نماز قصر ہوگی۔

مسئلہ ۱۳۳۶ : اگر کسی مسافر کا کسی جگہ دس دن رہنے کا مصمم ارادہ نہ ہو مثلاً اس کا ارادہ ہو کہ اگر اس کا ساتھی آگیا یا رہنے کو اچھا مکان مل گیا تو دس دن وہاں رہے گا تو اسے چاہئے کہ نماز قصر کر کے پڑھے۔

مسئلہ ۱۳۳۷ : جب کوئی شخص کسی جگہ دس دن رہنے کا مصمم ارادہ رکھتا ہو اگر اسے اس بات کا احتمال ہو کہ اس کے وہاں رہنے میں کوئی رکاوٹ پیدا ہو گی اور اس کا یہ احتمال معقول بھی ہو تو اسے چاہئے کہ نماز قصر کر کے پڑھے۔

مسئلہ ۱۳۳۸ : اگر مسافر کو علم ہو کہ مثلاً مہینہ ختم ہونے میں دس یا دس سے زیادہ دن باقی ہیں اور کسی جگہ مہینے کے آخر تک رہنے کا ارادہ کرے تو اسے چاہئے کہ نماز پوری پڑھے بلکہ اگر اسے علم نہ ہو کہ مہینہ ختم ہونے میں کتنے دن باقی ہیں اور مہینے کے آخر تک وہاں رہنے کا ارادہ کرے اور صورت یہ ہو کہ مثال کے طور پر معلوم ہو کہ مہینے کا آخری دن جمعہ ہے لیکن مسافر یہ نہ جانتا ہو کہ اس کے ارادہ کرنے کا پہلا دن جمعرات تھا جس سے اس کے قیام کی مدت نو دن بنے یا بدھ تھا جس سے وہ مدت دس دن بنے تو اس صورت میں اگر بعد میں معلوم بھی ہو کہ اس کے ارادہ کرنے کا پہلا دن بدھ تھا تو پوری نماز پڑھے اور اگر یہ صورت نہ ہو تو اسے چاہئے کہ نماز قصر کر کے پڑھے اگرچہ جس وقت اس نے ارادہ کیا تھا اس وقت سے مہینے کے آخری دن تک دس یا اس سے زیادہ دن بنتے ہوں۔

مسئلہ ۱۳۳۹ : اگر مسافر کسی جگہ دس دن رہنے کا ارادہ کرے اور ایک چار رکعتی نماز پڑھنے سے پہلے وہاں رہنے کا ارادہ ترک کر دے یا مذبذب ہو کہ وہاں رہے یا کہیں اور چلا جائے تو اسے چاہئے کہ نماز قصر کر کے پڑھے لیکن اگر ایک چار رکعتی نماز پڑھنے کے بعد وہاں رہنے کا ارادہ ترک کر دے یا مذبذب ہو جائے تو اسے چاہئے کہ جس وقت تک وہاں رہے نماز پوری پڑھے۔

مسئلہ ۱۳۴۰ : اگر کوئی مسافر جس نے ایک جگہ دس دن رہنے کا ارادہ کیا ہو روزہ رکھ لے اور

ظہر کے بعد وہاں رہنے کا ارادہ ترک کر دے جبکہ اس نے ایک چار رکعتی نماز پڑھ لی ہو تو جب تک وہ وہاں رہے اس کے روزے درست ہیں اور اسے چاہئے کہ اپنی نمازیں پوری پڑھے اور اگر اس نے چار رکعتی نماز نہ پڑھی ہو تو اس کا اس دن کا روزہ صحیح ہے لیکن اسے چاہئے کہ اپنی نمازیں قصر کر کے پڑھے اور بعد کے دنوں میں وہ روزہ بھی نہیں رکھ سکتا۔

مسئلہ ۱۳۴۱ : اگر کوئی مسافر جس نے ایک جگہ دس دن رہنے کا ارادہ کیا ہو وہاں رہنے کا ارادہ ترک کر دے اور شک کرے کہ وہاں رہنے کا ارادہ ترک کرنے سے پہلے ایک چار رکعتی نماز پڑھی تھی یا نہیں تو اسے چاہئے کہ اپنی نمازیں قصر کر کے پڑھے۔

مسئلہ ۱۳۴۲ : اگر کوئی مسافر نماز کو قصر کر کے پڑھنے کی نیت سے نماز میں مشغول ہو جائے اور نماز کے دوران میں مصمم ارادہ کر لے کہ دس یا اس سے زیادہ دن وہاں رہے گا تو اسے چاہئے کہ نماز کو چار رکعتیں پڑھ کر ختم کرے۔

مسئلہ ۱۳۴۳ : اگر کوئی مسافر جس نے ایک جگہ دس دن رہنے کا ارادہ کیا ہو چار رکعتی نماز کے دوران میں اپنے ارادے سے پھر جائے اور ابھی تیسری رکعت میں مشغول نہ ہوا ہو تو اسے چاہئے کہ نماز کو دو رکعتی پڑھ کر ختم کرے اور اپنی باقی نمازیں قصر کر کے پڑھے اور اسی طرح اگر تیسری رکعت میں مشغول ہو گیا ہو اور رکوع میں نہ گیا ہو تو اسے چاہئے کہ بیٹھ جائے اور نماز کو قصر کی شکل میں ختم کرے اور اگر رکوع میں چلا گیا ہے تو اس کی نماز باطل ہے اور اسے چاہئے کہ اس نماز کو دوبارہ قصر کر کے پڑھے اور جب تک وہاں رہے نماز قصر کر کے پڑھے۔

مسئلہ ۱۳۴۴ : جس مسافر نے دس دن کسی جگہ رہنے کا ارادہ کیا ہو وہاں دس سے زیادہ دن رہے تو جب تک وہاں سے سفر نہ کرے اسے چاہئے کہ نماز پوری پڑھے اور یہ ضروری نہیں کہ دوبارہ دس دن رہنے کا ارادہ کرے۔

مسئلہ ۱۳۴۵ : جس مسافر نے کسی جگہ دس دن رہنے کا ارادہ کیا ہو اسے چاہئے کہ واجب روزے رکھے اور مستحب روزہ بھی بجا لا سکتا ہے اور نماز جمعہ اور نافلہ ظہر و عصر و عشا بھی پڑھ سکتا ہے۔

مسئلہ ۱۳۴۶ : اگر ایک مسافر جس نے کسی جگہ دس دن رہنے کا ارادہ کیا ہو چار رکعتی نماز پڑھنے کے بعد یا وہاں دس دن رہنے کے بعد اگرچہ اس نے ایک بھی پوری نماز نہ پڑھی ہو یہ چاہے کہ ایک ایسی جگہ جائے جو چار فرسخ سے کم فاصلے پر ہو اور پھر لوٹ آئے اور اپنی پہلی جگہ پر دس دن یا اس سے کم مدت کے لیئے رہے تو اسے چاہئے کہ اس وقت سے جب وہ وہاں جائے اس وقت تک جب وہ لوٹے اور لوٹنے کے بعد پوری نماز پڑھے لیکن اگر اس کا اپنی اقامت کے مقام پر واپس آنا فقط اس وجہ سے ہو کہ وہ اس کے سفر کے راستے میں واقع ہو اور اس کا سفر مسافت شرعیہ (یعنی آٹھ فرسخ) ہو تو اس کے لیئے ضروری ہے کہ لوٹنے کے وقت نماز قصر کر کے پڑھے۔

مسئلہ ۱۳۴۷ : اگر ایک مسافر جس نے کسی جگہ دس دن رہنے کا ارادہ کیا ہو ایک چار رکعت والی ادا نماز پڑھنے کے بعد چاہے کہ ایک اور جگہ چلا جائے جس کا فاصلہ آٹھ فرسخ سے کم ہو اور دس دن وہاں رہے تو اسے چاہئے کہ جاتے ہوئے اور اس جگہ پر جہاں وہ دس دن رہنے کا ارادہ رکھتا ہو اپنی نمازیں پوری پڑھے لیکن اگر وہ جگہ جہاں وہ جانا چاہتا ہو آٹھ فرسخ یا اس سے زیادہ دور ہو تو اسے چاہئے کہ جانے کے وقت اپنی نمازیں قصر کر کے پڑھے اور اگر وہ وہاں دس دن نہ رہنا چاہتا ہو تو اسے چاہئے کہ جتنے دن وہاں رہے ان دنوں کی نمازیں بھی قصر کر کے پڑھے۔

مسئلہ ۱۳۴۸ : اگر ایک مسافر جس نے کسی جگہ دس دن رہنے کا ارادہ کیا ہو ایک چار رکعت والی نماز پڑھنے کے بعد ایک ایسی جگہ جانا چاہے جو چار فرسخ سے کم دور ہو اور مذبذب ہو کہ اپنی پہلی جگہ پر واپس آئے یا نہ یا اس جگہ واپس آنے سے بالکل غافل ہو یا چاہے کہ واپس ہو جائے لیکن مذبذب ہو کہ آیا دس دن اس جگہ ٹھہرے یا نہ یا وہاں دس دن رہنے اور وہاں سے سفر کرنے سے غافل ہو جائے تو اسے چاہئے کہ جانے کے وقت سے واپسی تک اور واپسی کے بعد اپنی پوری نمازیں پڑھے۔

مسئلہ ۱۳۴۹ : اگر ایک مسافر اس خیال سے کہ اس کے ساتھی کسی جگہ دس دن رہنا چاہتے ہیں اس جگہ دس دن رہنے کا ارادہ کرے اور ایک چار رکعت والی ادا نماز پڑھنے کے بعد اسے پتہ چلے کہ اس کے ساتھیوں نے ایسا کوئی ارادہ نہیں کیا تو خواہ وہ خود بھی وہاں رہنے کا خیال ترک کر دے اسے چاہئے کہ جب تک وہاں رہے نماز پوری پڑھے۔

مسئلہ ۱۳۵۰ : اگر ایک مسافر اتفاقاً" کسی جگہ تیس دن رہ جائے مثلاً تیس کے تیس دنوں میں

وہاں سے چلے جانے یا وہاں رہنے کے بارے میں مذبذب رہا ہو تو تیس دن گزرنے کے بعد اگرچہ وہ تھوڑی مدت ہی وہاں رہے اسے چاہئے کہ نماز پوری پڑھے۔

مسئلہ ۱۳۵۱ : جو مسافر نو دن یا اس سے کم مدت کے لیئے ایک جگہ رہنا چاہتا ہو اگر وہ اس جگہ نو دن یا اس سے کم مدت گزارنے کے بعد نو دن یا اس سے کم مدت کے لیئے دوبارہ وہاں رہنے کا ارادہ کرے اور اسی طرح تیس دن گزر جائیں تو اسے چاہئے کہ اکتیسویں (۳۱) دن پوری نماز پڑھے۔

مسئلہ ۱۳۵۲ : تیس دن گزرنے کے بعد مسافر کو اس صورت میں نماز پوری پڑھنی چاہئے جب وہ تیس دن ایک ہی جگہ رہا ہو پس اگر اس نے مدت کا کچھ حصہ ایک جگہ اور کچھ حصہ دوسری جگہ گزار ہو تو تیس دن کے بعد بھی اسے نماز قصر کر کے پڑھنی چاہئے۔

مختلف مسائل

مسئلہ ۱۳۵۳ : مسافر مسجد الحرام میں اور مسجد نبویؐ اور مسجد کوفہ میں اپنی نماز پوری پڑھ سکتا ہے اور مسافر حضرت سید الشہداء علیہ السلام کے حرم میں بھی پوری نماز پڑھ سکتا ہے بشرطیہ نماز ضریح مقدس کی اطراف کی ملحقہ دیواروں کے اندر پڑھی جائے۔

مسئلہ ۱۳۵۴ : اگر کوئی شخص جو علم رکھتا ہو کہ وہ مسافر ہے اور اسے نماز قصر کر کے پڑھنی چاہئے ان چار جگہوں کے علاوہ جن کا ذکر سابقہ مسئلہ میں کیا گیا ہے کسی اور جگہ جان بوجھ کر پوری نماز پڑھے تو اس کی نماز باطل ہے اور اگر بھول جائے کہ مسافر کو نماز قصر کر کے پڑھنی چاہئے اور پوری نماز پڑھ لے تو اس کے لیئے بھی یہی حکم ہے لیکن بھول جانے کی صورت میں اگر اسے نماز کے وقت کے بعد یہ بات یاد آئے تو اس نماز کی قضا کرنا ضروری نہیں۔

مسئلہ ۱۳۵۵ : جو شخص جانتا ہو کہ وہ مسافر ہے اور اسے نماز قصر کر کے پڑھنی چاہئے اگر وہ بھول کر پوری نماز پڑھ لے اور وقت کے دوران میں اس امر کی جانب ملتفت ہو جائے تو اس کی نماز باطل ہے۔

مسئلہ ۱۳۵۶ : جو مسافر یہ جانتا ہو کہ اسے نماز قصر کر کے پڑھنی چاہئے اگر وہ پوری نماز پڑھے تو

اس کی نماز صحیح ہے۔

مسئلہ ۱۳۵۷ : جو مسافر جانتا ہو کہ اسے نماز قصر کر کے پڑھنے چاہئے اگر وہ قصر نماز کی بعض خصوصیات سے ناواقف ہو مثلاً یہ نہ جانتا ہو کہ آٹھ فرسخ کے سفر میں نماز قصر کر کے پڑھنی چاہئے تو اگر وہ پوری نماز پڑھ لے اور نماز کے وقت میں اس مسئلے کا پتہ چل جائے تو اسے چاہئے کہ دوبارہ نماز پڑھے اور اگر دوبارہ نہ پڑھے تو اس کی قضا کرے لیکن اگر نماز کا وقت گزرنے کے بعد اسے مسئلے کا پتہ چلے تو اس نماز کی قضا نہیں ہے۔

مسئلہ ۱۳۵۸ : اگر مسافر جانتا ہو کہ اسے نماز قصر کر کے پڑھنی چاہئے اگر وہ اس گمان میں پوری نماز پڑھ لے کہ اس کا سفر آٹھ فرسخ سے کم ہے تو جب اسے پتہ چلے کہ اس کا سفر آٹھ فرسخ کا تھا اسے چاہئے کہ جو نماز پوری پڑھی ہو اسے دوبارہ قصر کر کے پڑھے اور اگر اسے اس امر کا پتہ نماز کا وقت گزر جانے کے بعد چلے تو قضا ضروری نہیں۔

مسئلہ ۱۳۵۹ : اگر کوئی شخص بھول جائے کہ وہ مسافر ہے اور پوری نماز پڑھ لے اور اسے نماز کے وقت کے اندر ہی یاد آجائے تو اسے چاہئے کہ قصر کر کے پڑھے اور اگر نماز کے وقت کے بعد یاد آئے تو اس نماز کی قضا اس پر واجب نہیں۔

مسئلہ ۱۳۶۰ : جس شخص کو پوری نماز پڑھنی چاہئے اگر وہ اسے قصر کر کے پڑھے تو اس کی نماز ہر صورت میں باطل ہے ماسوا اس مسافر کے جو کسی جگہ دس دن رہنے کا ارادہ رکھتا ہو اور مسئلے کا حکم نہ جاننے کی وجہ سے نماز قصر کر کے پڑھے۔

مسئلہ ۱۳۶۱ : اگر ایک شخص چار رکعتی نماز پڑھ رہا ہو اور نماز کے دوران میں اسے یاد آئے کہ وہ تو مسافر ہے یا اس امر کی طرف متوجہ ہو کہ اس کا سفر آٹھ فرسخ ہے اور وہ ابھی تیسری رکعت کے رکوع میں نہ گیا ہو تو اسے چاہئے کہ نماز کو دو رکعتوں پر ہی تمام کر دے (اور اگر تیسری رکعت کے رکوع میں نہ گیا ہو تو اسے چاہئے کہ نماز کو دو رکعتوں پر ہی تمام کر دے) اور اگر تیسری رکعت کے رکوع میں جا چکا ہو تو اس کی نماز باطل ہے اور اگر اس کے پاس ایک رکعت پڑھنے کے لیئے بھی وقت باقی ہو تو اسے چاہئے کہ نماز کو نئے سرے سے قصر کر کے پڑھے۔

مسئلہ ۱۳۶۲ : اگر کسی مسافر کو بعض خصوصیات کا علم نہ ہو مثلاً وہ یہ نہ جانتا ہو کہ اگر چار فرسخ تک جائے اور واپسی میں چار فرسخ کا فاصلہ طے کرے تو اسے نماز قصر کر کے پڑھنی چاہئے اور چار رکعت والی نماز کی نیت سے نماز میں مشغول ہو جائے اور تیسری رکعت کے رکوع سے پہلے مسئلہ اس کی سمجھ میں آجائے تو اسے چاہئے کہ نماز کو دو رکعتوں پر ہی تمام کر دے اور اگر وہ رکوع میں اس امر کی جانب متوجہ ہو تو اس کی نماز باطل ہے اور اس صورت میں اگر اس کے پاس ایک رکعت پڑھنے کے لیئے بھی وقت باقی ہو تو اسے چاہئے کہ نماز کو نئے سرے سے قصر کر کے پڑھے۔

مسئلہ ۱۳۶۳ : جس مسافر کو پوری نماز پڑھنی چاہئے اگر وہ مسئلہ نہ جاننے کی وجہ سے دو رکعتی نماز کی نیت سے نماز پڑھنے لگے اور نماز کے دوران میں مسئلہ اس کی سمجھ میں آجائے تو اسے چاہئے کہ چار رکعتیں پڑھ کر نماز کو تمام کرے اور احتیاط مستحب یہ ہے کہ نماز ختم ہونے کے بعد دوبارہ اس نماز کو چار رکعتی پڑھے۔

مسئلہ ۱۳۶۴ : جس مسافر نے ابھی نماز نہ پڑھی ہو اگر وہ نماز کا وقت ختم ہونے سے پہلے اپنے وطن پہنچ جائے یا ایسی جگہ پہنچے جہاں دس دن رہنا چاہتا ہو تو اسے چاہئے کہ پوری نماز پڑھے اور جو شخص مسافر نہ ہو اگر اس نے نماز کے اول وقت میں نماز نہ پڑھی ہو اور سفر اختیار کرے تو اسے چاہئے کہ سفر میں نماز قصر کر کے پڑھے۔

مسئلہ ۱۳۶۵ : جس مسافر کو نماز قصر کر کے پڑھنی واجب ہو اگر اس کی ظہر یا عصر یا عشاء کی نماز قضا ہو جائے تو اگرچہ وہ اس کی قضا اس وقت بجالائے جب وہ سفر میں نہ ہو اسے چاہئے کہ اس کی دو رکعتی قضا کرے اور اگر ان تین نمازوں میں سے کسی ایسے شخص کی کوئی نماز قضا ہو جائے جو مسافر نہ ہو تو اسے چاہئے کہ چار رکعتی قضا کرے اگرچہ یہ قضا وہ اس وقت کرے جب وہ سفر میں ہو وہ ملازمین یا کاروباری حضرات جو ہر روز مسافت شرعی کے حامل شہروں میں جاتے آتے ہیں وہ سفر کے دوران نماز قصر جبکہ رہائش اور کاروباری مقام پر پوری نماز پڑھیں گے اور روزے کی صورت میں زوال سے پہلے کاروباری مقام پر پہنچ جائیں اور زوال کے بعد کاروباری مقام سے رہائشی مقام کو لوٹیں۔

مسئلہ ۱۳۶۶ : مستحب ہے کہ مسافر ہر نماز کے بعد تیس مرتبہ **سبحان الله والحمدلله**

ولاالہ الااللہ واللہ اکبر کہے اور ظہر اور عصر اور عشاء کی تعقیبات کے متعلق بہت زیادہ تاکید کی گئی ہے بلکہ بہتر ہے کہ مسافر ان تین نمازوں کی تعقیب میں یہی ذکر ساٹھ مرتبہ پڑھے۔ ذاکرین و واعظین یا دوسرے افراد جو مہینہ میں مسلسل دس دن گھر نہ رہتے ہوں کثیرالسفر ہیں وہ نماز پوری پڑھیں گے اور روزہ بھی رکھیں گے۔

قضا نماز

مسئلہ ۱۳۶۷ : جس شخص نے اپنی واجب نماز اس نماز کے وقت میں نہ پڑھی ہو اسے چاہئے کہ اس کی قضا بجا لائے اگرچہ وہ نماز کے تمام وقت کے دوران میں سویا رہا ہو یا اس نے مدہوشی کی وجہ سے نماز نہ پڑھی ہو لیکن جو نمازیں کسی عورت نے حیض یا نفاس کی حالت میں نہ پڑھی ہوں ان کی قضا واجب نہیں خواہ وہ پنج گانہ نمازیں ہوں یا کوئی اور ہوں۔

مسئلہ ۱۳۶۸ : اگر کسی شخص کو نماز کے وقت کے بعد پتہ چلے کہ جو نماز اس نے پڑھی تھی وہ باطل تھی تو اسے چاہئے کہ اس نماز کی قضا کرے۔

مسئلہ ۱۳۶۹ : جس شخص کی نماز قضا ہو جائے اسے چاہئے کہ اس کی قضا کرنے میں کوتاہی نہ کرے البتہ اس کا فوراً پڑھنا واجب نہیں ہے۔

مسئلہ ۱۳۷۰ : جس شخص پر نماز کی قضا واجب ہو وہ نماز مستحب پڑھ سکتا ہے۔

مسئلہ ۱۳۷۱ : اگر کسی شخص کو احتمال ہو کہ قضا نماز اس کے ذمے ہے یا جو نمازیں وہ پڑھ چکا ہے وہ صحیح نہیں تھیں تو مستحب ہے کہ ان نمازوں کی قضا کرے۔

مسئلہ ۱۳۷۲ : روزانہ نمازوں کی قضا میں ترتیب لازم نہیں ہے، سوائے ان نمازوں کے جن کی ادا میں ترتیب ہے مثلاً ایک دن کی نماز ظہر و عصر یا مغرب، و عشاء اگرچہ دوسری نمازوں میں بھی ترتیب کا ملحوظ رکھنا بہتر ہے۔

مسئلہ ۱۳۷۳ : اگر کوئی شخص چاہے کہ روزانہ نمازوں کے علاوہ چند نمازوں مثلاً نماز آیات کی قضا کرے یا مثال کے طور پر چاہے کہ ایک روزانہ نماز اور چند غیر یومیہ نمازوں کی قضا کرے تو ان کا

ترتیب کے ساتھ قضا کرنا ضروری نہیں ہے۔

مسئلہ ۱۳۷۴ : اگر کوئی شخص ان نمازوں کی ترتیب بھول جائے جو اس نے نہیں پڑھیں تو بہتر ہے کہ انہیں اس طرح پڑھے کہ اسے یقین ہو جائے کہ اس نے وہ اسی ترتیب سے پڑھی ہیں جس ترتیب سے وہ قضا ہوئی تھیں مثلاً اگر ظہر کی ایک نماز اور مغرب کی ایک نماز کی قضا اس پر واجب ہو اور اسے یہ معلوم نہ ہو کہ کون سی پہلے قضا ہوئی تھی تو پہلے ایک نماز مغرب اور اس کے بعد ایک نماز ظہر اور دوبارہ نماز مغرب پڑھے یا پہلے ایک نماز ظہر اور اس کے بعد ایک نماز مغرب اور پھر دوبارہ ایک نماز ظہر پڑھے تاکہ اسے یقین ہو جائے کہ جو نماز بھی پہلے قضا ہوئی وہ پہلے ہی پڑھی گئی ہے۔

مسئلہ ۱۳۷۵ : اگر کسی شخص سے ایک دن کی نماز ظہر اور ایک دن کی نماز عصر یا دو نماز ظہر یا دو نماز عصر قضا ہوئی ہوں اور اسے یہ علم نہ ہو کہ کونسی پہلے قضا ہوئی ہے تو وہ دو نمازیں چار رکعتی اس نیت سے پڑھے کہ ان میں سے پہلی نماز پہلے دن کی قضا ہے اور دوسری دوسرے دن کی قضا ہے تو ترتیب حاصل ہونے میں یہ کافی ہے۔

مسئلہ ۱۳۷۶ : اگر کسی شخص کی ایک نماز ظہر اور ایک نماز عشاء یا ایک نماز عصر اور ایک نماز عشاء قضا ہو جائے اور اسے یہ علم نہ ہو کہ کون سی پہلے قضا ہوئی ہے تو بہتر یہ ہے کہ انہیں اس طرح پڑھے کہ اسے یقین ہو جائے کہ اس نے انہیں اسی ترتیب سے پڑھا ہے جس ترتیب سے وہ قضا ہوئی تھیں مثلاً اگر اس سے ایک نماز ظہر اور ایک نماز عشاء قضا ہوئی ہو اور اسے یہ علم نہ ہو کہ پہلے کون سی قضا ہوئی تھی تو وہ پہلے ایک نماز ظہر اس کے بعد ایک نماز عشاء اور پھر دوبارہ ایک نماز ظہر پڑھے یا پہلے ایک نماز عشاء اس کے بعد ایک نماز ظہر اور پھر دوبارہ ایک نماز عشاء پڑھے۔

مسئلہ ۱۳۷۷ : اگر کسی شخص کو علم ہو کہ اس نے ایک چار رکعتی نماز نہیں پڑھی لیکن یہ علم ہو کہ وہ ظہر کی نماز تھی یا عشاء کی تو اگر وہ ایک چار رکعتی نماز اس نماز کی قضا کی نیت سے پڑھے جو اس نے نہیں پڑھی تو کافی ہے اور اسے اختیار ہے کہ وہ نماز بلند آواز سے پڑھے یا آہستہ پڑھے۔

مسئلہ ۱۳۷۸ : اگر کسی شخص کی مسلسل پانچ نمازیں قضا ہو جائیں تو اسے یہ علم نہ ہو کہ ان میں سے پہلے کون سی تھی تو اگر وہ نمازیں ترتیب سے پڑھے مثلاً نماز صبح سے شروع کرے اور ظہر و عصر

اور مغرب عشاء پڑھنے کے بعد دوبارہ نماز صبح اور ظہر و عصر اور مغرب پڑھے تو اسے ترتیب کے بارے میں یقین حاصل ہو جائے گا۔

مسئلہ ۱۳۷۹ : جس شخص کو علم ہو کہ اس کی پنج گانہ نمازوں میں سے کوئی نہ کوئی ایک نہ ایک دن قضا ہوئی ہے لیکن ان کی ترتیب نہ جانتا ہو تو بہتر یہ ہے کہ پانچ دن رات کی نمازیں پڑھے اور اگر چھ دنوں میں اس کی چھ نمازیں قضا ہوئی ہوں تو چھ دن رات کی نمازیں پڑھے اسی طرح ہر اس نماز کے لیئے جس سے اس کی قضا نمازوں میں اضافہ ہو ایک مزید دن رات کی نمازیں پڑھے تاکہ اسے یقین ہو جائے کہ اس نے نمازیں اسی ترتیب سے پڑھی ہیں جس ترتیب سے قضا ہوئی تھیں مثلاً سات دن کی سات نمازیں نہ پڑھی ہوں تو سات دن رات کی نمازوں کی قضا کرے۔

مسئلہ ۱۳۸۰ : مثال کے طور پر اگر کسی کی چند صبح کی نمازیں یا چند ظہر کی نمازیں قضا ہو گئی ہوں اور وہ ان کی تعداد نہ جانتا ہو یا بھول گیا ہو مثلاً یہ نہ جانتا ہو کہ وہ تین تھیں یا چار تھیں یا پانچ تھیں تو اگر وہ کمتر مقدار میں پڑھ لے تو کافی ہے لیکن بہتر یہ ہے کہ اتنی نمازیں پڑھے کہ اسے یقین ہو جائے کہ ساری قضا شدہ نمازیں پڑھ لی ہیں مثلاً اگر وہ بھول گیا ہو کہ اس کی کتنی نمازیں قضا ہوئی تھیں اور اسے یقین ہو کہ ساری زیادہ نہ تھیں تو احتیاطاً صبح کی دس نمازیں پڑھے۔

مسئلہ ۱۳۸۱ : جس شخص کی گذشتہ دنوں کی فقط ایک نماز قضا ہوئی ہو اس کے لیئے بہتر یہ ہے کہ اگر ممکن ہو تو پہلے قضا پڑھے اور اس کے بعد اس دن کی نماز میں مشغول ہو اور اگر اس کی گذشتہ دنوں کی کوئی نماز قضا نہ ہوئی ہو لیکن اسی دن کی ایک یا ایک سے زیادہ نمازیں قضا ہوئی ہوں ہو تو اگر ممکن ہو تو بہتر یہ ہے کہ اس دن کی قضا نمازیں ادا نماز سے پہلے پڑھے۔

مسئلہ ۱۳۸۲ : اگر کسی شخص کو نماز پڑھتے ہوئے یاد آئے کہ اسی دن کی ایک یا زیادہ نمازیں اس سے قضا ہو گئی ہیں یا گذشتہ دنوں کی صرف ایک قضا نماز اس کے ذمہ ہے تو اگر وقت وسیع ہو اور نیت کو قضا نماز کی طرف پھیرنا ممکن ہو تو بہتر یہ ہے کہ قضا نماز کی نیت کرے۔ مثلاً اگر ظہر کی نماز میں تیسری رکعت کے رکوع سے پہلے اسے یاد آئے کہ اس دن کی صبح کی نماز قضا ہوئی ہے اور اگر ظہر کی نماز کا وقت بھی تنگ نہ ہو تو نیت کو صبح کی نماز کی طرف پھیر دے اور نماز کو دو رکعتی تمام کرے اور اس کے بعد نماز ظہر پڑھے ہاں اگر وقت تنگ ہو یا نیت کو قضا نماز کی طرف نہ پھیر سکتا ہو مثلاً نماز ظہر

کی تیسری رکعت کے رکوع میں اسے یاد آئے کہ اس نے صبح کی نماز نہیں پڑھی چونکہ اگر وہ نماز صبح کی نیت کرنا چاہے تو ایک رکوع جو کہ رکن ہے زیادہ ہو جاتا ہے اس لیئے اسے نیت کو صبح کی قضا کی طرف نہیں پھیرنا چاہیے۔

مسئلہ ۱۳۸۳ : اگر گزشتہ دنوں کی قضا نمازیں ایک شخص کے ذمے ہوں اور دن کی ایک یا ایک سے زیادہ نمازیں بھی اس سے قضا ہو گئی ہوں اور ان سب نمازوں کو قضا کرنے کے لے اس کے پاس وقت نہ ہو یا وہ ان سب کو اسی دن نہ پڑھنا چاہتا ہو تو مستحب ہے کہ اس دن کی قضا نمازوں کو ادا نماز سے پہلے پڑھے اور بہتر یہ ہے کہ سابق نمازیں قضا کرنے کے بعد ان قضا نمازوں کو جو اس دن ادا نماز سے پہلے پڑھی ہوں دوبارہ پڑھے۔

مسئلہ ۱۳۸۴ : جب تک انسان زندہ ہے خواہ وہ اپنی نمازیں پڑھنے سے عاجز ہی کیوں نہ ہو کوئی دوسرا شخص اس کی قضا نمازیں نہیں پڑھ سکتا۔

مسئلہ ۱۳۸۵ : قضا نماز باجماعت بھی پڑھی جاسکتی ہے خواہ امام جماعت کی نماز ادا یا قضا ہو اور یہ ضروری نہیں کہ دونوں ایک ہی نماز پڑھیں مثلاً کوئی شخص صبح کی قضا نماز کو امام کی نماز ظہر یا نماز عصر کے ساتھ پڑھے تو کوئی حرج نہیں ہے۔

مسئلہ ۱۳۸۶ : مستحب ہے کہ ممیز بچے کو (یعنی اس بچے کو جو برے بھلے کی تمیز رکھتا ہو) نماز پڑھنے اور دوسری عبادات بجالانے کی عادت ڈالی جائے بلکہ مستحب ہے کہ اسے قضا نمازیں پڑھنے پر بھی آمادہ کیا جائے۔

باپ کی قضا نمازیں جو بڑے بیٹے پر واجب ہیں

مسئلہ ۱۳۸۷ : اگر کسی شخص نے اپنی کچھ نمازیں نہ پڑھی ہوں اور انہیں قضا کرنے پر بھی قدرت نہ رکھتا ہو تو گو اس نے امر خداوندی کی نافرمانی کرتے ہوئے اس واجب کو ترک کیا ہو احتیاط کی بنا پر اس کے بڑے بیٹے پر واجب ہے کہ باپ کے مرنے کے بعد اس کی نمازوں کی قضا کرے یا کسی کو اجرت دے کر پڑھوائے اور ماں کی نمازوں کی قضا کرنا اس پر واجب نہیں اگرچہ بہتر ہے کہ ماں کی نمازیں بھی قضا کرے۔

مسئلہ ۱۳۸۸ : اگر بڑے بیٹے کو شک ہو کہ کوئی قضا نماز اس کے باپ کے ذمے تھی یا نہیں تو پھر اس پر کچھ واجب نہیں۔

مسئلہ ۱۳۸۹ : اگر بڑے بیٹے کو معلوم ہو کہ اس کے باپ کے ذمے قضا نمازیں تھیں اور شک ہو کہ انہیں بجالایا تھا یا نہیں تو احتیاط کی بنا پر اسے چاہئے کہ ان کی قضا کرے۔

مسئلہ ۱۳۹۰ : اگر یہ معلوم نہ ہو کہ بڑا بیٹا کون سا ہے تو باپ کی نمازوں کی قضا کسی بیٹے پر بھی واجب نہیں لیکن احتیاط واجب یہ ہے کہ بیٹے باپ کی قضا نمازیں آپس میں تقسیم کر لیں یا انہیں بجالانے کے لیئے قرعہ اندازی کر لیں۔

مسئلہ ۱۳۹۱ : اگر کسی مرنے والے نے وصیت کی ہو کہ اس کی قضا نمازوں کے لیئے کسی کو اجیر بنایا جائے (یعنی کسی کو اجرت دے کر اس سے وہ نمازیں پڑھوائی جائیں) تو اگر اجیر اس کی نمازیں صحیح طور پر پڑھ دے تو اس کے بعد بڑے بیٹے پر کچھ کرنا واجب نہیں ہے۔

مسئلہ ۱۳۹۲ : اگر بڑا بیٹا اپنی ماں کی قضا نمازیں پڑھنا چاہے تو اسے چاہئے کہ بلند آواز سے یا آہستہ نماز پڑھنے کے بارے میں اپنے وظیفے کے مطابق عمل کرے لہٰذا اسے چاہئے کہ اپنی ماں کی صبح کی نماز اور مغرب کی اور عشاء کی نمازوں کی قضا بلند آواز سے پڑھے۔

مسئلہ ۱۳۹۳ : جس شخص کے اپنے ذمے کسی نماز کی قضا ہو اگر وہ باپ اور ماں کی نمازیں بھی قضا کرنا چاہے تو ان میں سے جو بھی پہلے بجالائے صحیح ہے۔

مسئلہ ۱۳۹۴ : اگر باپ کے مرنے کے وقت بڑا بیٹا نابالغ یا دیوانہ ہو تو اسے چاہئے کہ جب بالغ یا عاقل ہو جائے تو باپ کی نمازوں کی قضا کرے۔

مسئلہ ۱۳۹۵ : اگر بڑا بیٹا باپ کی نمازیں قضا کرنے سے پہلے مر جائے تو دوسرے بیٹے پر کچھ بھی واجب نہیں۔

نماز جماعت

مسئلہ ۱۳۹۶ : واجب نمازیں خصوصاً" پنج گانہ نمازیں جماعت کے ساتھ پڑھنا مستحب ہے اور صبح

کے پڑوس میں رہنے والے کو اس شخص کو جو مسجد کی اذان کی آواز سنتا ہو نماز صبح اور مغرب و عشاء جماعت کے ساتھ پڑھنے کی بالخصوص بہت زیادہ تاکید کی گئی ہے۔

مسئلہ ۱۳۹۷ : معتبر روایات میں وارد ہوا ہے کہ نماز با جماعت نماز فرادی سے پچیس گنا افضل ہے۔

مسئلہ ۱۳۹۸ : بے اعتنائی برتتے ہوئے نماز جماعت میں شریک نہ ہونا جائز نہیں ہے اور انسان کے لئے یہ مناسب نہیں ہے کہ بغیر عذر کے نماز جماعت کو ترک کرے۔

مسئلہ ۱۳۹۹ : مستحب ہے کہ انسان صبر کرے تاکہ نماز جماعت کے ساتھ پڑھے اور نماز جماعت اس نماز سے بہتر ہے جو اول وقت میں فرادی یعنی تنہا پڑھی جائے۔ ہاں فضیلت کے وقت میں تنہا نماز پڑھنا اس نماز جماعت سے افضل ہے جو فضیلت کے وقت میں نہ پڑھی جائے نیز جو نماز جماعت کے ساتھ مختصر پڑھی جائے تو وہ لمبی کر کے پڑھی جانے والی نماز فرادی سے بہتر ہے۔

مسئلہ ۱۴۰۰ : جب جماعت کے ساتھ نماز پڑھی جانے لگے تو مستحب ہے کہ جس شخص نے تنہا نماز پڑھی ہو وہ دوبارہ جماعت کے ساتھ پڑھے اور اگر اسے بعد میں پتہ چلے کہ اس کی پہلی نماز باطل تھی تو دوسری نماز کافی ہے۔

مسئلہ ۱۴۰۱ : امام جماعت کا مقتدیوں جماعت کے ساتھ نماز پڑھنے میں اشکال ہے سوائے ایک صورت کے اور وہ یہ ہے کہ امام جماعت بن کر نماز کا اعادہ کرے بشرطیکہ مقتدیوں میں کوئی ایسا ہو جس نے واجب نماز نہ پڑھی ہو۔

مسئلہ ۱۴۰۲ : جس شخص کو نماز میں اس قدر وسواس ہوتا ہو کہ نماز کے باطل ہونے کا موجب بن جاتا ہو اور وہ صرف جماعت کے ساتھ نماز پڑھنے سے اسے وسواس سے نجات ملتی ہو اسے چاہئے کہ نماز جماعت کے ساتھ پڑھے۔

مسئلہ ۱۴۰۳ : اگر باپ یا ماں اپنے فرزند کو حکم دیں کہ نماز جماعت کے ساتھ پڑھے تو اگر فرزند کا نماز جماعت ترک کرنا نافرمانی کا موجب بنتا ہو تو اس پر نماز جماعت واجب ہو جاتی ہے اور اس صورت کے علاوہ واجب نہیں ہے۔

مسئلہ ۱۴۰۴ : مستحب نماز جماعت کے ساتھ نہیں پڑھی جا سکتی سوائے نماز استسقاء کے جو بارش کے نزول کے لیئے پڑھی جاتی ہے اور ایسی نماز کے کہ جو پہلے واجب رہی ہو اور پھر کسی وجہ سے مستحب ہو گئی ہو مثلاً نماز عیدفطر و قربان جو امام علیہ السلام کے زمانے میں واجب تھی اور ان کی غیبت کی وجہ سے مستحب ہو گئی ہے۔

مسئلہ ۱۴۰۵ : جس وقت امام جماعت نماز پنج گانہ میں سے کوئی نماز پڑھا رہا ہو پنج گانہ نمازوں میں سے کوئی بھی نماز اس کی اقتداء میں پڑھی جا سکتی ہے۔

مسئلہ ۱۴۰۶ : اگر امام جماعت نماز پنج گانہ میں قضا شدہ اپنی نماز پڑھ رہا ہو یا کسی دوسرے شخص کی ایسی نماز کی قضا پڑھ رہا ہو جس کا قضا ہونا یقینی ہو تو اس کی اقتداء کی جاسکتی ہے لیکن اگر وہ اپنی یا کسی دوسرے کی نماز کی قضا احتیاطاً" کر رہا ہو تو اس کی اقتداء جائز نہیں ہے۔

مسئلہ ۱۴۰۷ : اگر انسان کو یہ علم ہو کہ جو نماز امام پڑھ رہا ہے وہ واجب پنج گانہ نمازوں میں سے ہے یا مستحب نماز ہے تو اس نماز میں امام کی اقتداء نہیں کی جاسکتی۔

مسئلہ ۱۴۰۸ : جماعت کے صحیح ہونے کے لیئے یہ شرط ہے کہ امام مقتدی کے درمیان اور اسی طرح ایک مقتدی اور دوسرے ایسے مقتدی کے درمیان جو اس مقتدی اور امام کے درمیان واسطہ ہو کوئی چیز حائل نہ ہو اور حائل چیز سے مراد وہ چیز ہے جو دیکھنے میں مانع ہو جیسے کہ پردہ یا دیوار وغیرہ پس اگر نماز کی تمام یا بعض حالتوں میں امام اور مقتدی کے درمیان یا مقتدی اور دوسرے ایسے مقتدی کے درمیان جو اتصال کا ذریعہ ہو کوئی ایسی چیز حائل ہو جائے تو جماعت باطل ہو گی اور جیسا کہ بعد میں ذکر ہو گا عورت اس حکم سے مستثنیٰ ہے۔

مسئلہ ۱۴۰۹ : اگر پہلی صف کے لمبا ہونے کی وجہ سے اس کے دونوں طرف کھڑے ہونے والے لوگ امام جماعت کو نہ دیکھ سکیں تب بھی وہ اقتداء کر سکتے ہیں اور اسی طرح اگر دوسری صفوں میں سے کسی صف کی لمبائی کی وجہ سے اس کے دونوں طرف کھڑے ہونے والے لوگ اپنے سے آگے والی صف کو نہ دیکھ سکیں تب بھی وہ اقتداء کر سکتے ہیں۔

مسئلہ ۱۴۱۰ : اگر جماعت کی صفیں مسجد کے دروازے تک پہنچ جائیں تو جو شخص دروازے کے

سامنے صف کے پیچھے کھڑا ہو اس کی نماز صحیح ہے اور جو اشخاص اس شخص کے پیچھے کھڑے ہو کر امام جماعت کی اقتداء کر رہے ہوں ان کی نماز بھی صحیح ہے بلکہ ان لوگوں کی نماز بھی صحیح ہے جو دونوں طرف کھڑے نماز پڑھ رہے ہوں اور کسی دوسرے مقتدی کے توسط سے جماعت سے متصل ہوں۔

مسئلہ ۱۴۱۲ : امام جماعت کے کھڑے ہونے کی جگہ مقتدی کی جگہ سے بنا بر احتیاط اونچی نہیں ہونی چاہئے اور اگر زمین ڈھلوان ہو اور امام اس طرف کھڑا ہو جو زیادہ تر بلند ہو تو اگر ڈھلوان زیادہ نہ ہو اور اس طرح ہو کہ عموماً اسے زمین کی سطح کہا جائے تو کوئی حرج نہیں۔

مسئلہ ۱۴۱۳ : نماز جماعت میں اگر مقتدی کی جگہ امام کی جگہ سے اونچی ہو تو کوئی حرج نہیں ہے لیکن اگر اس قدر اونچی ہو کہ یہ نہ کہا جا سکے کہ وہ ایک جگہ جمع ہوئے ہیں تو جماعت صحیح نہیں ہے۔

مسئلہ ۱۴۱۴ : اگر ان لوگوں کے درمیان جو ایک صف میں کھڑے ہوں ایک ایسے شخص کا فاصلہ ہو جائے جس کی نماز باطل ہو وہ لوگ اقتداء نہیں کر سکتے۔

مسئلہ ۱۴۱۵ : امام کی تکبیر کے بعد اگر اگلی صف کے لوگ نماز کے لیئے تیار ہوں اور تکبیر کہنے ہی والے ہوں تو جو شخص پچھلی صف میں کھڑا ہو وہ تکبیر کہہ سکتا ہے لیکن احتیاط مستحب یہ ہے کہ وہ انتظار کرے تاکہ اگلی صف والے تکبیر کہہ لیں۔

مسئلہ ۱۴۱۶ : اگر کوئی شخص جانتا ہو کہ اگلی صفوں میں سے ایک صف کی نماز باطل ہے تو وہ پچھلی صفوں میں اقتداء نہیں کر سکتا۔ لیکن اگر اسے علم نہ ہو کہ اس صف کے لوگوں کی نماز صحیح ہے یا نہیں تو اقتداء کر سکتا ہے۔

مسئلہ ۱۴۱۷ : جب کوئی شخص جانتا ہو کہ امام کی نماز باطل ہے مثلاً اسے علم ہو کہ امام وضو سے نہیں ہے تو خواہ امام خود امر کی جانب متوجہ نہ بھی ہو وہ شخص اس کی اقتداء نہیں کر سکتا۔

مسئلہ ۱۴۱۸ : اگر مقتدی کو نماز کے بعد پتہ چلے کہ امام عادل نہ تھا یا کافر تھا یا کسی وجہ سے مثلاً وضو نہ ہونے کی وجہ سے اس کی نماز باطل تھی تو اگر مقتدی نے کوئی ایسا عمل نہ کیا ہو جس کے سہوا کرنے سے فرادیٰ نماز باطل ہو جاتی ہو (مثلاً رکوع کی زیادتی) تو اس کی نماز صحیح ہے۔

مسئلہ ۱۴۱۹ : اگر کوئی شخص نماز کے دوران میں شک کرے کہ اس نے اقتداء کی ہے یا نہیں اور

اگر وہ نماز یہ سمجھ کر پڑھ رہا تھا کہ جماعت کے ساتھ پڑھ رہا ہے اور احتمال ہو کہ اس نے بھول چوک کی وجہ سے جماعت کی نیت نہیں کی تو اگر وہ (شک کرنے کے وقت) اس حالت میں ہو جو مقتدی کا وظیفہ ہے مثلاً امام کو حمد اور سورہ پڑھتے ہوئے سن رہا ہو تو اسے چاہئے کہ نماز جماعت کے ساتھ ہی ختم کرے لیکن شک کرنے کے وقت اگر وہ کسی ایسے فعل میں مشغول ہو جو امام اور مقتدی دونوں کا وظیفہ ہو مثلاً رکوع یا سجدے میں ہو تو اسے چاہئے کہ نماز فرادیٰ کی نیت سے ختم کرے۔

مسئلہ ۱۴۲۰ : اگر نماز کے دوران میں مقتدی فرادیٰ کا ارادہ کرنا چاہے تو اگر نماز کی ابتدا سے اس کا یہ ارادہ نہ رہا ہو تو کوئی حرج نہیں لیکن اگر اس کا ارادہ نماز کی ابتدا سے یہی تھا تو پھر اس میں اشکال ہے۔

مسئلہ ۱۴۲۱ : اگر مقتدی امام کے حمد اور سورہ پڑھنے کے بعد فرادیٰ کی نیت کرے تو احتیاط واجب کی بنا پر اسے چاہئے کہ تمام حمد اور سورہ پڑھے اور اگر حمد اور سورہ ختم ہونے سے پہلے (یعنی امام کے حمد اور سورہ ختم کرنے سے پہلے) فرادیٰ کی نیت کرے تو ضروری ہے کہ حمد اور سورہ کی جتنی مقدار امام نے پڑھی ہے وہ بھی پڑھے۔

مسئلہ ۱۴۲۲ : اگر کوئی شخص نماز جماعت کے دوران میں فرادیٰ کی نیت کرے تو پھر وہ دوبارہ نماز جماعت کی نیت نہیں کر سکتا بلکہ اگر مذبذب ہو کہ فرادیٰ کی نیت کرے یا نہ کرے، بعد میں نماز جماعت کے ساتھ تمام کرنے کا مصمم ارادہ کرے تو اس کی جماعت کے ساتھ پڑھی ہوئی نماز صحیح نہیں ہے۔

مسئلہ ۱۴۲۳ : اگر کوئی شخص شک کرے کی نماز کے دوران میں اس نے فرادیٰ کی نیت کی ہے یا نہیں تو اسے چاہئے کہ یہ سمجھ لے کہ اس نے فرادیٰ کی نیت نہیں کی۔

مسئلہ ۱۴۲۴ : اگر کوئی شخص اس وقت اقتداء کرے جب امام رکوع میں ہو اور امام کے رکوع میں شریک ہو جائے، تو اگرچہ امام نے رکوع کا ذکر پڑھ لیا ہو اس شخص کی نماز صحیح ہے اور وہ ایک رکعت شمار ہو گی لیکن اگر وہ شخص بقدر رکوع کے جھکے تاہم امام کے رکوع میں شریک نہ ہو پائے (یعنی امام اس وقت رکوع کے بعد کھڑا ہو چکا ہو) تو اس شخص کی نماز باطل ہے۔

مسئلہ ۱۴۲۵ : اگر کوئی شخص اس وقت اقتداء کرے جب امام رکوع میں ہو اور بقدر رکوع کے

جھکے اور شک کرے کہ امام کے رکوع میں شریک ہوا ہے یا نہیں تو اس شخص کی نماز باطل ہے۔

مسئلہ ۱۴۲۶ : اگر کوئی شخص اس وقت اقتداء کرے جب امام رکوع میں ہو اور اس سے پیشتر کہ وہ بقدر رکوع کے جھک جائے اور امام رکوع سے سر اٹھا لے تو احتیاط واجب کی بنا پر اس شخص کو چاہئے کہ فرادیٰ کی نیت باندھ لے۔

مسئلہ ۱۴۲۷ : اگر کوئی شخص نماز کی ابتدا میں یا حمد اور سورہ کے دوران میں اقتداء کرے اور اتفاقاً اس سے پیشتر رکوع میں جائے امام اپنا سر رکوع سے اٹھا لے تو اس شخص کی نماز صحیح ہے۔

مسئلہ ۱۴۲۸ : اگر کوئی شخص نماز کے لیئے ایسے وقت پہنچے جب امام نماز کا آخری تشہد پڑھ رہا ہو اور وہ شخص چاہتا ہو کہ نماز جماعت کا ثواب حاصل کرے تو اسے چاہئے کہ نیت باندھے اور تکبیرۃ الاحرام کہنے کے بعد بیٹھ جائے اور تشہد امام کے ساتھ پڑھے لیکن سلام نہ کہے اور صبر کرے تاکہ امام نماز کا سلام پڑھ لے اس کے بعد وہ شخص کھڑا ہو جائے اور دوبارہ نیت کرے اور تکبیر کہے بغیر حمد اور سورۃ پڑھے اور اسے اپنی نماز کی پہلی رکعت شمار کرے۔

مسئلہ ۱۴۲۹ : مقتدی کو امام سے آگے نہیں کھڑا ہونا چاہئے احتیاط واجب کی بنا پر اگر مقتدی صرف مرد ہو تو امام کے دائیں طرف قدرے پیچھے کھڑا ہو اور اگر مقتدی کئی ایک ہوں تو امام کی پشت کے پیچھے کھڑے ہوں اور پہلی صورت میں اگر مقتدی کا قد امام سے لمبا ہو تو احتیاط واجب کی بنا پر اسے یوں کھڑا ہونا چاہئے کہ رکوع اور سجود میں امام سے آگے نہ بڑھ جائے۔

مسئلہ ۱۴۳۰ : اگر امام مرد اور مقتدی عورت ہو تو اگر عورت اور امام کے درمیان یا عورت اور دوسرے مرد مقتدی کے درمیان جو عورت اور امام کے درمیان اتصال کا ذریعہ ہو کوئی پردہ وغیرہ ہو تو کوئی حرج نہیں۔

مسئلہ ۱۴۳۱ : اگر نماز شروع ہونے کے بعد امام اور مقتدی کے درمیان یا مقتدی اور اس شخص کے درمیان جس کے توسط سے مقتدی امام سے متصل ہو پردہ یا کوئی دوسری چیز حائل ہو جائے تو جماعت باطل ہو جاتی ہے اور لازم ہے کہ مقتدی تنہا نماز پڑھنے والے کے وظیفے کے مطابق عمل کرے۔

مسئلہ ۱۴۳۲ : احتیاط واجب یہ ہے کہ مقتدی کے سجدے کی جگہ اور امام کے کھڑا ہونے کی جگہ

کے درمیان بقدر ایک میٹر کے فاصلہ نہ ہو اور اگر انسان ایک ایسے مقتدی کے توسط سے جو اس کے آگے کھڑا ہو، امام سے متصل ہو تب بھی یہی حکم ہے اور احتیاط مستحب یہ ہے کہ مقتدی کے سجدے کی جگہ اور اس سے آگے والے شخص کے کھڑے ہونے کی جگہ کے درمیان کم فاصلہ نہ ہو۔

مسئلہ ۱۴۳۳ : اگر مقتدی کسی ایسے شخص کے توسط سے امام سے متصل ہو جس نے اس کے دائیں طرف یا بائیں طرف اقتداء کی ہو اور سامنے سے امام سے متصل نہ ہو تو احتیاط واجب کی بنا پر اسے چاہئے کہ اس شخص سے جس نے اس کی دائیں طرف یا بائیں طرف اقتداء کی ہو ایک میٹر کا فاصلہ رکھتا ہو۔

مسئلہ ۱۴۳۴ : اگر نماز کے دوران میں مقتدی اور امام یا مقتدی اور اس شخص کے درمیان جس کے توسط سے مقتدی امام سے متصل ہو ایک میٹر کا فاصلہ ہو جائے تو اس مقتدی کو چاہئے کہ فرادیٰ یعنی تنہا نماز پڑھنے کا ارادہ کرے اور اس کی نماز صحیح ہے۔

مسئلہ ۱۴۳۵ : جو اگلی صف میں ہوں اگر ان سب کی نماز ختم ہو جائے اور وہ فوراً بھی دوسری نماز کے لیئے امام کی اقتداء کرلیں تو پچھلی صف والوں کی نماز جماعت صحیح ہونے میں اشکال ہے۔

مسئلہ ۱۴۳۶ : اگر کوئی شخص دوسری رکعت میں اقتداء کرے تو اس کے لیئے حمد اور سورۃ پڑھنا ضروری نہیں البتہ قنوت اور تشہد امام کے ساتھ پڑھے اور احتیاط یہ ہے کہ تشہد پڑھتے وقت ہاتھوں کی انگلیاں اور پاؤں کا اگلا حصہ زمین پر رکھے اور گھٹنے اٹھالے اور تشہد کے بعد اسے چاہئے کہ امام کے ساتھ کھڑا ہو جائے اور حمد اور سورۃ پڑھے اور اگر سورۃ کے لیئے وقت نہ رکھتا ہو تو حمد کو تمام کرے اور رکوع میں امام کے ساتھ مل جائے اور اگر رکوع میں امام کے ساتھ نہ مل سکے تو احتیاط واجب کی بنا پر فرادیٰ یعنی تنہا نماز کا قصد کرے۔

مسئلہ ۱۴۳۷ : اگر کوئی شخص اس وقت اقتداء کرے جب امام چار رکعتی نماز کی دوسری رکعت پڑھا رہا ہو تو اسے چاہئے کہ اپنی نماز کی دوسری رکعت میں جو امام کی تیسری رکعت ہو گی دو سجدوں کے بعد بیٹھ جائے اور واجب مقدار میں تشہد پڑھے اور پھر اٹھ کھڑا ہو اور اگر تین دفعہ تسبیحات پڑھنے کا وقت نہ رکھتا ہو تو چاہئے کہ ایک دفعہ پڑھے اور رکوع میں اپنے آپ کو امام سے شریک کرے۔

مسئلہ ۱۴۳۸ : اگر امام تیسری یا چوتھی رکعت میں ہو اور مقتدی جانتا ہو کہ اگر اقتداء کرے گا اور حمد پڑھے گا تو امام کے ساتھ رکوع میں شامل نہ ہو سکے گا تو احتیاط واجب کی بنا پر اسے امام کے رکوع میں جانے تک انتظار کرنا چاہئے اور پھر اقتداء کرنی چاہیے۔

مسئلہ ۱۴۳۹ : اگر کوئی شخص امام کی تیسری یا چوتھی رکعت میں قیام کی حالت میں ہونے کے وقت اقتداء کرے تو اسے چاہئے کہ حمد اور سورۃ کے لیئے وقت نہ رکھتا ہو تو اسے چاہئے کہ حمد تمام کرے اور رکوع میں امام کے ساتھ شریک ہو جائے اور اگر رکوع میں امام کے ساتھ شریک نہ ہو سکے تو احتیاط واجب کی بنا پر فرادیٰ یعنی تنہا نماز پڑھنے کی نیت کرے۔

مسئلہ ۱۴۴۰ : اگر ایک شخص جانتا ہو کہ وہ سورۃ یا قنوت پڑھے تو رکوع میں امام کے ساتھ شریک نہیں ہو سکتا اور عمداً سورۃ یا قنوت پڑھے اور رکوع میں امام کے ساتھ شریک نہ ہو تو اظہر یہ ہے کہ اس کی نماز صحیح ہے اور اسے چاہئے کہ منفرد کے وظیفے کے مطابق عمل کرے۔

مسئلہ ۱۴۴۱ : جو شخص اطمینان رکھتا ہو کہ اگر سورہ شروع کرے یا اسے تمام کرے تو بشرطیکہ سورہ زیادہ لمبا نہ ہو وہ رکوع میں امام کے ساتھ شریک ہو جائے گا تو اس کے لیئے بہتر یہ ہے کہ سورہ شروع کرے یا اگر شروع کیا ہو تو اسے تمام کرے اور اگر سورہ زیادہ طویل ہو تو احتیاط واجب یہ ہے کہ اسے شروع نہ کرے اور اگر شروع کر چکا ہو تو اسے پورا نہ کرے۔

مسئلہ ۱۴۴۲ : جو شخص یقین رکھتا ہو کہ سورہ پڑھ کر امام کے ساتھ رکوع میں شریک ہو جائے گا اگر وہ سورہ پڑھ کر امام کے ساتھ رکوع میں شریک نہ ہو سکے تو اس کی جماعت صحیح ہے۔

مسئلہ ۱۴۴۳ : اگر امام قیام کی حالت میں ہو اور مقتدی کو علم نہ ہو کہ وہ کون سی رکعت میں ہے تو وہ اقتداء کر سکتا ہے لیکن اسے چاہئے کہ حمد سورۃ قربت کی نیت سے پڑھے اگرچہ بعد میں اسے پتہ چل جائے کہ امام کی پہلی یا دوسری رکعت تھی۔

مسئلہ ۱۴۴۴ : اگر کوئی شخص اس خیال سے کہ امام پہلی یا دوسری رکعت میں ہے حمد اور سورہ نہ پڑھے اور رکوع کے بعد اسے پتہ چل جائے کہ وہ یعنی امام تیسری یا چوتھی رکعت میں تھا تو اس کی یعنی مقتدی کی نماز صحیح ہے لیکن اگر اسے رکوع سے پہلے پتہ چل جائے تو اسے چاہئے کہ حمد اور سورہ

پڑھے اور اگر وقت نہ رکھتا ہو تو فقط حمد پڑھے اور رکوع میں امام کے ساتھ شریک ہو جائے اور اگر شریک نہ ہو سکے تو احتیاط واجب کی بنا پر فرادیٰ یعنی تنہا نماز کی نیت کرے۔

مسئلہ ۱۴۴۵ : اگر کوئی شخص یہ خیال کرتے ہوئے حمد اور سورہ پڑھے کہ امام تیسری یا چوتھی رکعت میں ہے اور رکوع سے پہلے یا اس کے بعد اسے پتہ چلے کہ امام پہلی یا دوسری رکعت میں تھا تو اس کی یعنی مقتدی کی نماز صحیح ہے اور اگر یہ بات اسے حمد و سورہ پڑھتے ہوئے معلوم ہو تو حمد و سورہ کا تمام کرنا اس کے لیئے ضروری نہیں۔

مسئلہ ۱۴۴۶ : اگر کوئی شخص نماز مستحب پڑھ رہا ہو اور جماعت قائم ہو جائے اور اسے اطمینان نہ ہو کہ اگر نماز مستحب کو تمام کرے گا تو جماعت کے ساتھ شریک ہو سکے گا تو مستحب ہے کہ جو نماز پڑھ رہا ہو اسے چھوڑ دے اور نماز میں شامل ہو جائے بلکہ اگر اسے اطمینان نہ ہو کہ پہلی رکعت میں شریک ہو سکے گا تب بھی مستحب ہے کہ اسی حکم کے مطابق عمل کرے۔

مسئلہ ۱۴۴۷ : اگر کوئی شخص تین رکعتی یا چار رکعتی نماز پڑھ رہا ہو اور جماعت قائم ہو جائے اور وہ ابھی تیسری رکعت کے رکوع میں نہ گیا ہو اور اسے اطمینان نہ ہو کہ اگر نماز کو پورا کرے گا تو جماعت میں شریک ہو سکے گا تو مستحب ہے کہ مستحبی نماز کی نیت کے ساتھ اس نماز کو دو رکعت پر ختم کر دے اور جماعت کے ساتھ شریک ہو جائے۔

مسئلہ ۱۴۴۸ : اگر امام کی نماز ختم ہو جائے اور مقتدی تشہد یا پہلا سلام پڑھنے میں مشغول ہو تو اس کے لیئے فرادیٰ یعنی تنہا نماز کی نیت کرنا ضروری نہیں۔

مسئلہ ۱۴۴۹ : جو شخص امام سے ایک رکعت پیچھے ہو اس کیلئے بہتر ہے کہ جب امام آخری رکعت کا تشہد پڑھ رہا ہو تو ہاتھوں کی انگلیاں اور پاؤں کا اگلا حصہ زمین پر رکھے اور گھٹنوں کو بلند کرے اور امام کے سلام نماز کہنے کا انتظار کرے اور پھر کھڑا ہو جائے اور اگر اسی وقت فرادیٰ یعنی تنہا نماز کا قصد کرنا چاہے تو کوئی حرج نہیں لیکن اگر شروع سے فرادیٰ کا قصد رکھتا ہو تو نماز کا صحیح ہونا مشکل ہے۔

امام جماعت کی شرائط

مسئلہ ۱۴۵۰ : امام جماعت کے لیئے ضروری ہے کہ بالغ، عاقل، شیعہ اثنا عشری، عادل اور حلال

زادہ ہو اور نماز صحیح پڑھ سکتا ہو اور اگر مقتدی مرد ہو تو اس کا امام بھی مرد ہونا چاہئے اگر ایک ممیز بچہ جو بھلے برے کو سمجھتا ہو کسی دوسرے ممیز بچے کی اقتداء کرے تو اس میں کوئی حرج نہیں اگرچہ جماعت کے اثرات اس پر مترتب نہیں ہوتے یعنی اسے جماعت نہیں کہا جا سکتا۔

مسئلہ ۱۴۵۱ : جو شخص پہلے ایک امام کو عادل سمجھتا تھا اگر شک کرے کہ وہ اب بھی اپنی عدالت پر قائم ہے یا نہیں تب بھی اس کی اقتداء کر سکتا ہے۔

مسئلہ ۱۴۵۲ : جو شخص کھڑا ہو کر نماز پڑھتا ہو وہ کسی ایسے شخص کی اقتداء نہیں کر سکتا جو بیٹھ کر یا لیٹ کر نماز پڑھتا ہو اور جو شخص بیٹھ کر نماز پڑھتا ہو وہ کسی ایسے شخص کی اقتداء نہیں کر سکتا جو لیٹ کر نماز پڑھتا ہو۔

مسئلہ ۱۴۵۳ : جو شخص بیٹھ کر نماز پڑھتا ہو وہ اس شخص کی اقتداء کر سکتا ہے جو بیٹھ کر نماز پڑھتا ہو اور جو شخص لیٹ کر نماز پڑھتا ہو اس کا کسی ایسے شخص کی اقتداء کرنا جو لیٹ کر یا بیٹھ کر نماز پڑھتا ہو محل اشکال ہے (یعنی مشکل ہے کہ صحیح ہو)۔

مسئلہ ۱۴۵۴ : اگر امام جماعت کسی عذر کی وجہ سے نجس لباس یا تیمم یا جبیرے کے وضو سے نماز پڑھے تو اس کی اقتداء کی جا سکتی ہے۔

مسئلہ ۱۴۵۵ : اگر امام کو کوئی ایسی بیماری ہو جس کی وجہ سے وہ پیشاب اور پاخانہ نہ روک سکتا ہو تو اس کی اقتداء کی جا سکتی ہے نیز جو عورت مستحاضہ ہو وہ مستحاضہ عورت کی اقتداء کر سکتی ہے۔

مسئلہ ۱۴۵۶ : بہتر یہ ہے کہ جو شخص جذام یا برص کا مریض ہو وہ امام جماعت نہ بنے اور احتیاط واجب یہ ہے کہ جس شخص پر حد شرعی جاری ہوئی ہو لوگ اس کی اقتداء نہ کریں اور اسی طرح اہل شہر کسی خانہ بدوش کی اقتداء نہ کریں۔

مسئلہ ۱۴۵۷ : نماز کی نیت کرتے وقت مقتدی کو چاہئے کہ امام کو معین کر لے لیکن امام کا نام جاننا ضروری نہیں اور اگر نیت کرے کہ میں موجودہ امام جماعت کی اقتداء کرتا ہوں تو اس کی نماز صحیح ہے۔

مسئلہ ۱۴۵۸ : مقتدی کو چاہئے کہ حمد اور سورہ کے علاوہ نماز کی سب چیزیں خود پڑھے لیکن اس

ساتھ سجدہ میں جائے اور دونوں صورتوں میں بہتر یہ ہے کہ نماز جماعت کے ساتھ تمام کرے اور پھر دوبارہ بھی پڑھے۔

مسئلہ ۱۴۷۳ : اگر مقتدی سہوا امام سے پہلے رکوع میں چلا جائے اور صورت یہ ہو کہ اگر دوبارہ قیام کی حالت میں آجائے تو امام کی قرات کا کچھ حصہ سن سکے تو اگر وہ سر اٹھا لے اور دوبارہ امام کے ساتھ رکوع میں جائے تو اس کی جماعت اور نماز صحیح ہے اور اگر وہ جان بوجھ کر دوبارہ قیام کی حالت میں نہ آئے تو اس کی نماز باطل ہے۔

مسئلہ ۱۴۷۴ : اگر مقتدی سہوا امام سے پہلے رکوع میں چلا جائے اور صورت یہ ہو کہ اگر دوبارہ قیام کی حالت میں آئے تو امام کی قرات کا کوئی حصہ نہ سن سکے تو اگر وہ اس قصد کے ساتھ امام کے ساتھ نماز پڑھے اپنا سر اٹھا لے اور امام کے ساتھ رکوع میں جائے تو اس کی جماعت اور نماز صحیح ہے اور اگر وہ عمداً دوبارہ قیام کی حالت میں نہ آئے تو اس کی نماز صحیح ہے اور وہ منفرد ہو جائے گا یعنی اس کی نماز فرادیٰ شمار ہو گی۔

مسئلہ ۱۴۷۵ : اگر مقتدی غلطی سے امام سے پہلے سجدے میں چلا جائے، تو اگر وہ اس مقصد کے ساتھ کہ امام کے ساتھ نماز پڑھے اپنا سر اٹھا لے اور امام کے ساتھ سجدے میں جائے تو اس کی جماعت اور نماز صحیح ہے اور اگر عمداً سجدے سے سر اٹھا لے تو اس کی نماز صحیح ہے اور اگر عمداً سجدے سے سر نہ اٹھے تو اس کی نماز صحیح ہو گی لیکن وہ منفرد ہو جائے گا یعنی اس کی نماز فرادیٰ شمار ہو گی۔

مسئلہ ۱۴۷۶ : اگر امام غلطی سے ایک ایسی رکعت میں قنوت پڑھ دے جس میں قنوت نہ ہو یا ایک ایسی رکعت میں جس میں تشہد نہ ہو غلطی سے تشہد پڑھنے لگ جائے تو مقتدی کو قنوت اور تشہد نہیں پڑھنا چاہئے لیکن وہ امام سے پہلے نہ رکوع میں جا سکتا ہے اور نہ امام کے کھڑا ہونے سے پہلے کھڑا ہو سکتا ہے بلکہ اسے چاہئے کہ امام کے تشہد اور قنوت ختم کرنے تک انتظار کرے اور باقی ماندہ نماز اس کے ساتھ پڑھے۔

نماز جماعت میں امام اور مقتدی کے فرائض

مسئلہ ۱۴۷۷ : احتیاط واجب کی بنا پر اگر مقتدی صرف ایک ہو تو اسے تھوڑا سا امام کے پیچھے

دائیں طرف کھڑا ہونا چاہئے اوراگر ایک یا چند عورتیں ہوں تو انہیں امام کے پیچھے کھڑا ہونا چاہئے اور اگر ایک مرد اور ایک عورت یا ایک مرد اور چند عورتیں ہوں تو مردوں کو تھوڑا سا امام کے پیچھے دائیں طرف اور عورت یا عورتوں کو امام کے پیچھے کھڑا ہونا چاہئے اور اگر چند مرد اور ایک یا چند عورتیں ہوں تو مردوں کو امام کے پیچھے اور عورتوں کو مردوں کے پیچھے کھڑا ہونا چاہیے۔

مسئلہ ۱۴۷۸ : اگر امام اور مقتدی دونوں عورتیں ہوں تو احتیاط کی بنا پر واجب ہے کہ سب ایک دوسری کے برابر برابر کھڑی ہوں اور امام مقتدیوں سے آگے نہ کھڑی ہو۔

مسئلہ ۱۴۷۹ : مستحب ہے کہ امام صف کے درمیان میں کھڑا ہو اور صاحبان علم و کمال اور متقی حضرات پہلی صف میں کھڑے ہوں۔

مسئلہ ۱۴۸۰ : مستحب ہے کہ جماعت کی صفیں منظم ہوں اور جو اشخاص ایک صف میں کھڑے ہوں ان کے درمیان فاصلہ نہ ہو اور ان کے کندھے ایک دوسرے کے کندھوں سے ملے ہوئے ہوں۔

مسئلہ ۱۴۸۱ : مستحب ہے کہ " قدقامت الصلاۃ " کہنے کے بعد مقتدی کھڑے ہو جائیں۔

مسئلہ ۱۴۸۲ : مستحب ہے کہ امام جماعت اس مقتدی کی حالت کا لحاظ کرے جو دوسروں سے کمزور ہو اور قنوت اور رکوع اور سجود کو طول نہ دے بجز اس صورت کے اسے علم ہو کہ تمام اشخاص جنہوں نے اس کی اقتداء کی ہے طول دینے کی جانب مائل ہیں۔

مسئلہ ۱۴۸۳ : مستحب ہے کہ امام جماعت حمد اور سورہ اور بلند آواز میں پڑھے جانے والے اذکار پڑھتے ہوئے اپنی آواز کو بلند کرے کہ دوسرے سن لیں لیکن اسے چاہئے کہ آواز مناسب حد سے زیادہ نہ ہو۔

مسئلہ ۱۴۸۴ : اگر امام کو حالت رکوع میں معلوم ہو جائے کہ کوئی شخص ابھی ابھی آیا ہے اور اقتداء کرنا چاہتا ہے تو مستحب ہے کہ رکوع کو معمول سے دگنا طول دے اور پھر کھڑا ہو جائے خواہ اسے معلوم ہو جائے کہ کوئی دوسرا شخص بھی اقتداء کے لیئے آیا ہے۔

نماز جماعت کے مکروہات

مسئلہ ۱۴۸۵ : اگر جماعت کی صفوں میں جگہ ہو تو انسان کے لیئے تنہا کھڑا ہونا مکروہ ہے۔

مسئلہ ۱۴۸۶ : مقتدی کا نماز کے اذکار کو اس طرح پڑھنا کہ امام سن لے مکروہ ہے۔

مسئلہ ۱۴۸۷ : جو مسافر ظہر و عصر و عشاء کی نمازیں قصر کر کے پڑھتا ہو اس کے لیئے ان نمازوں میں کسی ایسے شخص کا امام بننا مکروہ ہے جو مسافر نہ ہو اور جو شخص مسافر نہ ہو اس کے لیئے مکروہ ہے کہ ان نمازوں میں مسافر کی اقتداء کرے۔

نماز آیات

مسئلہ ۱۴۸۸ : نماز آیات جس کے پڑھنے کا طریقہ بعد میں بیان ہوگا چار چیزوں کی وجہ سے واجب ہوتی ہیں۔

۱... سورج گرہن

۲... چاند گرہن' اگرچہ اس کے کچھ حصے کو ہی گرہن لگے اور کسی انسان پر اس کی وجہ سے خوف بھی طاری نہ ہوا ہو۔

۳... زلزلہ' اگرچہ اس سے کوئی بھی خوف زدہ نہ ہوا ہو۔

۴... بادلوں کی گرج اور بجلی کی کڑک اور سیاہ اور سرخ آندھی اور انہی جیسی اور آسمانی نشانیاں جن سے اکثر لوگ خوفزدہ ہو جائیں۔

مسئلہ ۱۴۸۹ : علاوہ ازیں زمین کے حادثات (مثلاً سمندر کے پانی کا اتر جانا اور پہاڑوں کا گرنا جن سے اکثر لوگ خوفزدہ ہو جاتے ہیں) کی صورت میں بھی احتیاط واجب کی بنا پر نماز آیات کو ترک نہیں کرنا چاہیے۔

مسئلہ ۱۴۹۰ : جن چیزوں کے لیئے نماز آیات پڑھنا واجب ہے اگر وہ ایک سے زیادہ وقوع پذیر ہو جائیں تو انسان کو چاہیئے کہ ان میں سے ہر ایک کے لیئے نماز آیات پڑھے مثلاً اگر سورج کو بھی گرہن لگ جائے اور زلزلہ بھی آجائے تو دونوں کے لیئے دو الگ نمازیں پڑھنی چاہیں۔

مسئلہ ۱۴۹۱ : اگر کسی شخص پر کئی نماز آیات واجب ہوں خواہ سب اس پر ایک ہی چیز کی وجہ سے واجب ہوئی ہوں (مثلاً سورج کو تین دفعہ گرہن لگا ہو اور اس نے اس کی نمازیں نہ پڑھی ہوں) یا مختلف چیزوں کی وجہ سے (مثلاً سورج گرہن اور چاند گرہن اور زلزلے کی وجہ سے) واجب ہوئی ہوں تو ان کی قضا کرتے وقت یہ ضروری نہیں کہ وہ اس بات کا تعین کرے کہ کون سے قضا کون سی چیز کے لیئے کر رہا ہے۔

مسئلہ ۱۴۹۲ : جن چیزوں کے لیئے نماز آیات پڑھنا واجب ہے وہ جس شہر میں وقوع پذیر ہوں فقط اسی شہر کے لوگوں کے لیئے ضروری ہے کہ نماز آیات پڑھیں اور دوسرے مقامات کے لوگوں کے لیئے اس کا پڑھنا واجب نہیں ہے۔

مسئلہ ۱۴۹۳ : انسان کو چاہیئے کہ جب سورج یا چاند کو گرہن لگنے لگے تو نماز آیات پڑھے اور بہتر یہ ہے کہ اتنی دیر نہ کرے کہ سورج یا چاند گرہن سے نکلنے لگے۔

مسئلہ ۱۴۹۴ : اگر کوئی شخص نماز آیات پڑھنے میں اتنی تاخیر کر دے کہ سورج یا چاند گرہن سے نکلنا شروع ہو جائے تو ادا کی نیت کرنے میں کوئی حرج نہیں لیکن اگر اس کے مکمل طور پر گرہن سے نکل چکنے کے بعد نماز پڑھے تو پھر اسے چاہیئے کہ قضا کی نیت کرے۔

مسئلہ ۱۴۹۵ : اگر سورج یا چاند کے گرہن لگنے کی مدت ایک رکعت نماز پڑھنے کے برابر یا اس سے بھی کم ہو تو اس صورت میں نماز آیات کا واجب ہونا احتیاط پر مبنی ہے اور اگر ان کے گرہن کی مدت اس سے زیادہ ہو لیکن انسان نماز نہ پڑھے یہاں تک کہ گرہن کے ختم ہونے سے ایک رکعت کی مقدار کے برابر وقت باقی ہو اس صورت میں نماز آیات واجب ہے اور ادا کی نیت سے پڑھنی چاہیئے۔

مسئلہ ۱۴۹۶ : جب کبھی زلزلہ اور گرج اور برق وقوع پذیر ہوں تو انسان کو چاہیئے کہ فوراً نماز آیات پڑھے یعنی جلدی پڑھے کہ لوگوں کی نظروں میں تاخیر کرنا شمار نہ ہو اور اگر تاخیر کرے تو گنہگار ہے اور بنابر احتیاط پڑھتے وقت ادا اور قضا کی نیت کرے۔

مسئلہ ۱۴۹۷ : اگر کسی شخص کو سورج یا چاند کے گرہن میں آنے کا پتہ چلے اور ان کے گرہن سے نکل آنے کے بعد پتہ چلے کہ پورے سورج یا پورے چاند کو گرہن لگا تھا تو اسے چاہیئے کہ نماز

آیات کی قضا کرے لیکن اگر اسے پتہ چلے کہ کچھ حصے کو گرہن لگا تھا تو نماز آیات کی قضا اس پر واجب نہیں ہے۔

مسئلہ ۱۴۹۸ : اگر کچھ اشخاص جن کے کہنے پر بھروسہ نہ ہو۔ کہیں کہ سورج یا چاند کو گرہن لگا ہے اور انسان کو ان کے کہنے سے یقین یا شخصی اطمینان حاصل نہ ہو اور ان اشخاص میں کوئی ثقہ شخص نہ ہو اور اس لیئے وہ شخص نماز آیات نہ پڑھے اور بعد میں پتہ چلے کہ انہوں نے ٹھیک کہا تھا تو اس صورت میں جب کہ پورے سورج یا چاند کو گرہن لگا ہو انسان کو چاہئے کہ نماز آیات پڑھے لیکن اگر کچھ حصے کو گرہن لگا ہو تو نماز آیات کا پڑھنا اس پر واجب نہیں ہے اور یہی حکم اس صورت میں ہے کہ جب کہ دو اشخاص جن کے عادل ہونے کے بارے میں علم نہ ہو یہ کہیں کہ سورج یا چاند کو گرہن لگا ہے اور بعد میں معلوم ہو کہ وہ عادل تھے۔

مسئلہ ۱۴۹۹ : اگر انسان کو ان لوگوں کے کہنے پر جو علمی قاعدے کی رو سے سورج اور چاند گرہن کو لگنے کا وقت جانتے ہوں اطمینان حاصل ہو جائے کہ سورج یا چاند گرہن لگا ہے تو احتیاط کی بنا پر اسے چاہئے کہ نماز آیات پڑھے اور اسی طرح اگر وہ کہیں کہ سورج یا چاند کو فلاں وقت گرہن لگے گا اور اتنی دیر تک رہے گا اور انسان کو ان کے کہنے سے اطمینان حاصل ہو جائے تو احتیاط واجب کی بنا پر اسے چاہئے کہ ان کے کہنے پر عمل کرے۔

مسئلہ ۱۵۰۰ : اگر کسی شخص کو علم ہو جائے کہ جو نماز آیات اس نے پڑھی ہے وہ باطل تھی اسے چاہئے کہ دوبارہ پڑھے اور اگر وقت گذر گیا ہو تو اس کی قضا کرے۔

مسئلہ ۱۵۰۱ : اگر نماز پنج گانہ کے وقت نماز آیات بھی انسان پر واجب ہو جائے اور اس کے پاس دونوں کے لیئے وقت ہو تو جونسی بھی پہلے پڑھ لے کوئی حرج نہیں ہے اور دونوں میں سے کسی ایک کا وقت تنگ ہو تو وہ پہلے پڑھے جس کا وقت تنگ ہو رہا ہے اور اگر دونوں کا وقت تنگ ہو رہا ہے تو اسے چاہئے کہ پہلے نماز پنج گانہ پڑھے۔

مسئلہ ۱۵۰۲ : اگر کسی شخص کو نماز پنج گانہ پڑھتے ہوئے علم ہو جائے کہ نماز آیات کا وقت تنگ ہے اور نماز پنج گانہ کا وقت بھی تنگ ہو تو اسے چاہئے کہ پہلے نماز پنج گانہ کو تمام کرے اور بعد میں نماز

آیات پڑھے اور اگر نماز پنج گانہ کا وقت تنگ نہ ہو تو اسے توڑ دے اور پہلے نماز آیات اور اس کے بعد نماز پنج گانہ بجالائے۔

مسئلہ ۱۵۰۳ : اگر کسی شخص کو نماز آیات پڑھتے ہوئے علم ہو جائے کہ نماز پنج گانہ کا وقت تنگ ہے تو اسے چاہئے کہ نماز آیات کو چھوڑ دے اور نماز پنج گانہ پڑھنے میں مشغول ہو جائے اور نماز پنج گانہ کو تمام کرنے کے بعد اس سے پیشتر کہ کوئی ایسا کام کرے جو نماز کو باطل کرتا ہو باقی ماندہ نماز آیات اسی جگہ سے پڑھے جہاں سے چھوڑی تھی۔

مسئلہ ۱۵۰۴ : اگر عورت کے حیض یا نفاس کی حالت میں ہونے کے وقت سورج یا چاند گرہن لگ جائے یا رعد اور برق اور انہی جیسی کوئی اور چیز وقوع پذیر ہو تو اس پر نماز آیات واجب نہیں ہے اور نہ اس کی قضا واجب ہے۔

نماز آیات پڑھنے کا طریقہ

مسئلہ ۱۵۰۵ : نماز آیات کی دو رکعتیں ہیں اور ہر رکعت میں پانچ رکوع ہیں۔ اس کے پڑھنے کا طریقہ یہ ہے کہ نیت کرنے کے بعد انسان تکبیر کہے اور ایک دفعہ حمد اور ایک پورا سورہ پڑھے اور رکوع میں جائے اور پھر رکوع سے سر اٹھائے پھر دوبارہ ایک دفعہ حمد اور ایک سورہ پڑھے اور پھر رکوع میں جائے اسی عمل کو پانچ دفعہ انجام دے اور پانچویں رکوع سے قیام کی حالت میں آنے کے بعد دو سجدے بجالائے اور پھر اٹھ کھڑا ہو اور پہلی رکعت کی طرح دوسری رکعت بھی بجالائے اور تشہد اور سلام پڑھے۔

مسئلہ ۱۵۰۶ : نماز آیات میں یہ بھی ممکن ہے کہ انسان نیت کرنے اور تکبیر اور حمد پڑھنے کے بعد ایک سورہ کی آیتوں کے پانچ حصے کرے اور ایک آیت یا اس سے کچھ کم یا اس سے کچھ زیادہ پڑھے اور رکوع میں جائے اور پھر کھڑا ہو جائے اور حمد پڑھے بغیر اسی سورہ کا دوسرا حصہ پڑھے اور پھر رکوع میں جائے اور اسی طرح اس عمل کو دہراتا رہے حتیٰ کہ پانچویں رکوع سے پہلے سورے کو تمام کر دے مثلاً **قل ھو اللہ احد** کے قصد سے **بسم اللہ الرحمٰن الرحیم** پڑھے اور رکوع میں جائے، اس کے بعد کھڑا ہو اور پڑھے **قل ھو اللہ احد** اور دوبارہ رکوع میں جائے اور رکوع کے بعد کھڑا ہو اور

پڑھے **اللہ الصمد** پھر رکوع میں جائے اور پھر کھڑا ہو اور پڑھے **لم یلد ولم یولد** اور رکوع میں چلا جائے اور پھر سر اٹھائے اور کھڑا ہو جائے اور پڑھے **ولم یکن لہ کفواً احد** اور اس کے بعد دو سجدے کرے اور دوسری رکعت بھی پہلی رکعت کی طرح بجالائے اور اس کے دوسرے سجدے کے بعد تشہد اور سلام پڑھے اور یہ بھی جائز ہے کہ سورے کو پانچ سے کم حصوں میں تقسیم کرے لیکن جس وقت بھی سورہ تمام کرے لازم ہے کہ بعد والے رکوع سے پہلے حمد پڑھے۔

مسئلہ ۱۵۰۷ : اگر کوئی شخص نماز آیات کی ایک رکعت میں پانچ دفعہ حمد اور سورہ پڑھے اور دوسری رکعت میں ایک دفعہ حمد پڑھے اور سورے کو پانچ حصوں میں تقسیم کر دے تو کوئی حرج نہیں ہے۔

مسئلہ ۱۵۰۸ : جو چیزیں نماز پنج گانہ میں واجب اور مستحب ہیں وہ نماز آیات میں بھی واجب اور مستحب ہیں البتہ اگر نماز آیات جماعت کے ساتھ ہو رہی ہو تو اذان اور اقامت کی جگہ تین دفعہ الصلٰوۃ کہنا مستحب ہے لیکن اگر نماز جماعت کے ساتھ نہ پڑھی جارہی ہو تو کچھ کہنے کی ضرورت نہیں۔

مسئلہ ۱۵۰۹ : نماز آیات پڑھنے والے کے لیئے مستحب ہے کہ رکوع سے پہلے اور اس کے بعد تکبیر کہے اور پانچویں اور دسویں رکوع کے بعد تکبیر سے پہلے **سمع اللہ لمن حمدہ** بھی کہے۔

مسئلہ ۱۵۱۰ : دوسرے، چوتھے، چھٹے، آٹھویں اور دسویں رکوع سے پہلے قنوت مستحب ہے اور اگر قنوت صرف دسویں رکوع سے پہلے پڑھ لیا جائے تب بھی کافی ہے۔

مسئلہ ۱۵۱۱ : اگر کوئی شخص نماز آیات میں شک کرے کہ کتنی پڑھی ہیں اور کسی نتیجے پر نہ پہنچ سکے تو اس کی نماز باطل ہے۔

مسئلہ ۱۵۱۲ : اگر کوئی شخص جو نماز آیات پڑھ رہا ہو شک کرے کہ آیا وہ پہلی رکعت کے آخری رکوع میں ہے یا دوسری رکعت کے پہلے رکوع میں اور کسی نتیجے پر نہ پہنچ سکے تو اس کی نماز باطل ہے لیکن اگر مثال کے طور پر شک کرے کہ چار رکوع بجالایا ہے یا پانچ اور اس کا یہ شک سجدے میں جانے سے پہلے ہو تو جس رکوع کے بارے میں اسے شک ہو کہ بجالایا ہے یا نہیں اسے بجالانا چاہئے لیکن اگر

سجدے میں پہنچ گیا ہو تو اسے چاہئے کہ اپنے شک کی پروا نہ کرے۔

مسئلہ ۱۵۱۳ : نماز آیات کا ہر رکوع رکن ہے اور اگر ان میں عمداً یا سہواً کمی یا بیشی ہو جائے تو نماز باطل ہے۔

عید فطر و قربان کی نماز

مسئلہ ۱۵۱۴ : امام علیہ السلام کے زمانہ حضور میں عید فطر و قربان کی نمازیں واجب ہیں اور ان کا جماعت کے ساتھ پڑھنا ضروری ہے لیکن ہمارے زمانے میں جب کہ امام علیہ السلام غائب ہیں یہ نمازیں مستحب ہیں اور جماعت کے ساتھ یا فرادی (تنہا) دونوں طرح پڑھی جا سکتی ہیں۔

مسئلہ ۱۵۱۵ : نماز عید فطر و قربان کا وقت عید کے دن طلوع آفتاب سے ظہر تک ہے۔

مسئلہ ۱۵۱۶ : عید قربان کی نماز سورج چڑھ آنے کے بعد پڑھنا مستحب ہے اور عید فطر میں مستحب ہے کہ سورج چڑھ آنے کے بعد افطار کیا جائے اور زکوٰۃ فطرہ بھی دی جائے اور بعد میں نماز عید پڑھی جائے۔

مسئلہ ۱۵۱۷ : عید فطر و قربان کی نماز دو رکعت ہے جس کی پہلی رکعت میں حمد اور سورہ پڑھنے کے بعد انسان کو چاہئے کہ پانچ تکبیریں کہے اور ہر تکبیر کے بعد ایک قنوت پڑھے اور پانچویں قنوت کے بعد ایک تکبیر کہے اور رکوع میں چلا جائے اور پھر دو سجدے بجالائے اور اٹھ کھڑا ہو اور دوسری رکعت میں چار تکبیریں کہے اور ہر تکبیر کے بعد قنوت پڑھے اور پھر پانچویں تکبیر کہہ کر رکوع میں چلا جائے اور رکوع کے بعد دو سجدے کرے اور تشہد پڑھے اور آخر میں سلام کہہ کر نماز کو تمام کر دے۔

مسئلہ ۱۵۱۸ : عید فطر و قربان کی نماز کے قنوت میں جو دعا اور ذکر بھی پڑھا جائے کافی ہے لیکن بہتر ہے کہ یہ دعا پڑھی جائے۔

اللھم اھل الکبریاء والعظمۃ واھل الجود و الجبروت واھل العفو والرحمۃ واھل التقوی والمغفرۃ اسئلک بحق ھذا الیوم الذی جعلتہ للمسلمین عیداً و لمحمد صلی اللہ علیہ والہ ذخراً و شرفاً وکرامۃ ومزیداً ان تصلی علی محمد وآل محمد وان تدخلنی فی کل خیر ادخلت فیہ محمداً وال محمد وان تخرجنی من کل سوءٍ اخرجت منہ محمداً وال محمد صلوتک علیہ و علیھم اجمعین اللھم انی اسئلک

خیر ماسئلک به عبادک الصالحون و اعوذبک مما استعاذ منه عبادک المخلصون ☆

مسئلہ ۱۵۱۹ : امام علیہ السلام کے زمانہ غیبت میں مستحب ہے کہ نماز عید فطر و قربان کے بعد دو خطبے پڑھے جائیں اور بہتر ہے کہ عید فطر کے خطبہ میں زکوٰۃ فطرہ کے احکام بیان ہوں اور عید قربان میں قربانی کے احکام بیان کیئے جائیں۔

مسئلہ ۱۵۲۰ : عید کی نماز کے لیئے کوئی سورہ مخصوص نہیں ہے لیکن بہتر ہے کہ پہلی رکعت میں حمد کے بعد سورہ شمس (۹۱ واں سورہ) پڑھا جائے اور دوسری رکعت میں حمد کے بعد سورہ غاشیہ (۸۸ واں سورہ) پڑھا جائے یا پہلی رکعت میں سورہ سبح اسم (۸۷ واں سورہ) اور دوسری رکعت میں سورہ شمس پڑھا جائے۔

مسئلہ ۱۵۲۱ : نماز عید صحرا میں پڑھنا مستحب ہے لیکن مکہ مکرمہ میں مستحب ہے کہ مسجد الحرام میں پڑھی جائے۔

مسئلہ ۱۵۲۲ : مستحب ہے کہ نماز عید کے لیئے پیدل اور پا برہنہ اور باوقار طور پر جائیں اور نماز سے پہلے غسل کریں اور سفید عمامہ سر پر باندھیں۔

مسئلہ ۱۵۲۳ : نماز عید میں زمین پر سجدہ کرنا اور تکبیریں کہتے وقت ہاتھوں کو بلند کرنا مستحب ہے اور یہ بھی مستحب ہے کہ جو شخص بھی نماز عید پڑھ رہا ہو خواہ وہ امام جماعت ہو یا فرادی نماز پڑھ رہا ہو نماز بلند آواز سے پڑھے۔

مسئلہ ۱۵۲۴ : مستحب ہے کہ عید فطر کی رات کی مغرب و عشاء کی نماز کے بعد اور عید کے دن کی نماز صبح کے بعد اور نماز عید فطر کے بعد یہ تکبیریں کی جائیں۔

اللّٰہ اکبر اللّٰہ اکبر لاالہ الااللّٰہ واللّٰہ اکبر اللّٰہ اکبر وللّٰہ الحمد اللّٰہ اکبر علی ماھدانا ☆

مسئلہ ۱۵۲۵ : عید قربان میں دس نمازوں کے بعد جن میں سے پہلی نماز عید کے دن نماز ظہر ہے اور آخری بارہویں تاریخ کی نماز صبح ہے ان تکبیرات کا پڑھنا مستحب ہے جن کا ذکر سابقہ مسئلہ میں ہو

چکا ہے اور ان کے بعد **اللہ اکبر علی مارزقنا من بهيمة الانعام والحمدللہ علی ما ابلانا** پڑھنا بھی مستحب ہے لیکن اگر عید قربان کے موقع پر انسان منیٰ میں ہو تو مستحب ہے کہ یہ تکبیریں پندرہ نمازوں کے بعد پڑھے جن میں سے پہلی نماز عید کے دن کی نماز ظہر ہے اور آخری تیرھویں ذی الحجہ کی نماز صبح ہے۔

مسئلہ ۱۵۲۶ : احتیاط مستحب یہ ہے کہ عورتیں نماز عید کے لیئے جانے سے باز رہیں لیکن یہ احتیاط بوڑھی عورتوں کے لیئے نہیں ہے۔

مسئلہ ۱۵۲۷ : نماز عید میں بھی دوسری نمازوں کی طرح مقتدی کو چاہئے کہ حمد اور سورہ کے علاوہ نماز کے باقی ازکار خود سے پڑھے۔

مسئلہ ۱۵۲۸ : اگر مقتدی اس وقت پہنچے جب امام نماز کی کچھ تکبیریں کہہ چکا ہو تو امام کے رکوع میں جانے کے بعد مقتدی کو چاہئے کہ جتنی تکبیریں اور قنوت اس نے امام کے ساتھ نہیں پڑھے انہیں پڑھے اور اگر ہر قنوت میں ایک دفعہ **سبحان اللہ** یا ایک دفعہ **الحمدللہ** کہہ دے تو کافی ہے۔

مسئلہ ۱۵۲۹ : اگر کوئی شخص نماز عید میں اس وقت پہنچے کہ جب امام رکوع میں ہو تو وہ نیت کر کے اور نماز کی پہلی تکبیر کہہ کر رکوع میں جا سکتا ہے۔

مسئلہ ۱۵۳۰ : اگر کوئی شخص نماز میں ایک سجدہ یا تشہد بھول جائے تو احتیاط یہ ہے کہ نماز کے بعد اسے بجالائے لیکن اگر کوئی ایسا فعل نماز عید میں سرزد ہو جس کے لیئے نماز پنج گانہ میں سجدہ سہو لازم ہے تو نماز عید پڑھنے والے کے لیئے ضروری نہیں کہ وہ سجدہ سہو بجالائے۔

نماز اجارہ

مسئلہ ۱۵۳۱ : انسان کے مرنے کے بعد ان نمازوں اور دوسری عبادتوں کے لیئے جو وہ زندگی میں نہیں بجا لایا ہو کسی دوسرے شخص کو اجیر بنایا جاسکتا ہے یعنی وہ نمازیں اسے اجرت دے کر پڑھوائی جا سکتی ہیں اور اگر کوئی شخص بغیر اجرت لیئے ان نمازوں اور عبادات کو بجا لائے تب بھی صحیح ہے۔

مسئلہ ۱۵۳۲ : انسان بعض مستحبی کاموں کے لیئے مثلاً قبر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یا قبور

ائمہ علیہم السلام کی زیارت کے لیئے زندہ اشخاص کی طرف سے اجیر بن سکتا ہے، اور یہ بھی کر سکتا ہے کہ مستحبی کام انجام دے کر اس کا ثواب مردہ یا زندہ اشخاص کو ہدیہ کر دے۔

مسئلہ ۱۵۳۳ : جو شخص نماز قضائے میت کے لیئے اجیر بنے اس کے لیئے ضروری ہے کہ یا تو مجتہد ہو یا نماز کے مسائل تقلید کی رو سے صحیح طرز پر جانتا ہو یا یہ کہ احتیاط پر عمل کرے بشرطیکہ موارد احتیاط کو پوری طرح جانتا ہو۔

مسئلہ ۱۵۳۴ : اجیر کو چاہئے کہ نیت کرتے وقت میت کو معین کرے اور ضروری نہیں کہ میت کا نام جانتا ہو بلکہ اگر نیت کرے کہ یہ میں نے نماز اس شخص کے لیئے پڑھ رہا ہوں جس کے لیئے میں اجیر ہوا ہوں تو کافی ہے۔

مسئلہ ۱۵۳۵ : اجیر کو چاہئے کہ جو عمل بجا لائے اس کے لیئے نیت کرے کہ جو کچھ میت کے ذمے ہے وہ بجا لا رہا ہوں اور اگر اجیر کوئی عمل انجام دے اور اس کا ثواب میت کو ہدیہ کر دے تو یہ کافی نہیں ہے۔

مسئلہ ۱۵۳۶ : اجیر ایسے شخص کو مقرر کرنا چاہئے جس کے بارے میں اطمینان ہو کہ وہ عمل کو بجا لائے گا۔

مسئلہ ۱۵۳۷ : جس شخص کو میت کی نمازوں کے لیئے اجیر بنایا جائے اگر اس کے بارے میں پتہ چلے کہ وہ عمل کو بجا نہیں لایا یا باطل طور پر بجا لایا ہے تو دوبارہ کسی دوسرے شخص کو اجیر مقرر کرنا چاہئے۔

مسئلہ ۱۵۳۸ : جب کوئی شخص شک کرے کہ اجیر نے عمل انجام دیا ہے یا نہیں اور اجیر قابل اطمینان شخص ہو اور کہے کہ میں نے انجام دے دیا ہے تو اس کا کہنا کافی ہے اسی طرح اگر شک کرے کہ اس نے صحیح طور پر انجام دیا ہے یا نہیں تو اسے صحیح ہی سمجھے۔

مسئلہ ۱۵۳۹ : جو شخص کوئی عذر رکھتا ہو مثلاً تیمم کر کے یا بیٹھ کر نماز پڑھتا ہو اسے میت کی نمازوں کے لیئے اجیر نہیں مقرر کرنا چاہئے اگرچہ میت کی نمازیں بھی اسی طرح قضا ہوئی ہوں۔

مسئلہ ۱۵۴۰ : مرد عورت کی طرف سے اجیر بن سکتا ہے اور عورت مرد کی طرف سے اجیر بن

سکتی ہے اور جہاں تک نماز بلند آواز سے پڑھنے کا سوال ہے اجیر کو چاہئے کہ اپنے وظیفے کے مطابق عمل کرے۔

مسئلہ ۱۵۴۱ : میت کی قضا نمازوں میں ترتیب واجب نہیں ہے سوائے ان نمازوں کے جن کی ادا میں ترتیب ہے مثلاً ایک دن کی نماز ظہر و عصر یا مغرب و عشاء جیسا کہ پہلے ذکر ہو چکا ہے۔

مسئلہ ۱۵۴۲ : اگر اجیر کے ساتھ طے کیا جائے کہ عمل کو ایک مخصوص طریقے کے مطابق انجام دے گا تو اجیر کو چاہئے کہ اس عمل کو اسی طریقے کے مطابق انجام دے اور اگر کچھ طے نہ ہوا ہو تو اجیر کو چاہئے کہ وہ عمل اپنے وظیفے کے مطابق انجام دے اور احتیاط مستحب یہ ہے کہ اپنے وظیفے اور میت کے وظیفے میں سے جو بھی احتیاط کے زیادہ قریب ہو اس طرح عمل کرے مثلاً اگر میت کا وظیفہ تسبیحات اربعہ تین دفعہ پڑھنا تھا اور اس کی اپنی تکلیف ایک دفعہ پڑھنا ہو تو تین دفعہ پڑھے۔

مسئلہ ۱۵۴۳ : اگر اجیر کے ساتھ یہ طے نہ کیا جائے کہ نماز کے مستحبات کس مقدار میں پڑھے گا تو اسے چاہئے کہ عموماً جتنے مستحبات پڑھے جاتے ہیں انہیں بجالائے۔

مسئلہ ۱۵۴۴ : اگر انسان میت کی قضا نمازوں کے لیئے کئی اشخاص کو اجیر مقرر کرے۔ تو اسے چاہئے کہ ہر اجیر کے لیئے وقت معین کرے۔

مسئلہ ۱۵۴۵ : اگر کوئی شخص اجیر بنے کہ مثال کے طور پر ایک سال میں میت کی نمازیں پڑھ دے گا اور سال ختم ہونے سے پہلے مرجائے تو ان نمازوں کے لیئے جن کے بارے میں علم ہو کہ وہ بجا نہیں لایا کسی اور شخص کو اجیر مقرر کرنا چاہئے اور جن نمازوں کے بارے میں احتمال ہو کہ وہ انہیں نہیں بجالایا احتیاط واجب کی بنا پر ان کے لیئے بھی اجیر مقرر کرنا چاہئے۔

مسئلہ ۱۵۴۶ : جس شخص کو میت کی قضا نمازوں کے لیئے اجیر مقرر کیا جائے اور اس نے ان سب نمازوں کی اجرت بھی وصول کر لی ہو اگر وہ ساری نمازیں پڑھنے سے پہلے مرجائے تو اگر اس کے ساتھ یہ طے کیا گیا ہو کہ ساری نمازیں وہ خود ہی پڑھے گا اور اجارہ دیتے وقت وہ ایسا کرنے پر قدرت بھی رکھتا ہو تو اجارہ صحیح ہے اور اجارہ کرنے والا (جس نے اجیر بنایا تھا) باقی ماندہ نمازوں کی اجرت المثل (جتنی رقم کے بدلے باقی ماندہ نمازیں پڑھی جاسکیں) واپس لے سکتا ہے اور اگر وہ یعنی اجیر ایسا کرنے پر

یعنی کل نمازیں خود پڑھنے پر قادر نہیں تھا تو اس کے فوت ہو جانے پر باقی ماندہ نمازوں کے بارے میں اجارہ باطل ہے اور اجارہ دینے والا باقی نمازوں کی طے شدہ اجرت واپس لے سکتا ہے یا گزشتہ مقدار کے اجارے کو فسخ کر سکتا ہے اور اس کی اجرت المثل دے سکتا ہے اور اگر یہ طے نہ کیا گیا ہو کہ ساری نمازیں اجیر خود پڑھے گا تو اجیر کے ورثا کو چاہئے کہ اس کے مال میں سے باقی ماندہ نمازوں کے لیئے کسی کو اجیر بنائیں لیکن اگر اس نے کوئی مال نہ چھوڑا ہو تو اس کے ورثاء پر کچھ بھی واجب نہیں ہے۔

مسئلہ ۱۵۴۷ : اگر اجیر میت کی سب قضا نمازیں پڑھنے سے پہلے مرجائے اور اس کے اپنے ذمہ بھی قضا نمازیں ہوں تو مسئلہ سابقہ میں جو طریقہ بتایا گیا ہے اس طرح عمل کرنے کے بعد اگر اس یعنی فوت شدہ اجیر کے مال سے کچھ بچے اور اس صورت میں جبکہ اس نے وصیت کی ہو اور اس کے ورثاء بھی اجازت دیں تو اس کی سب نمازوں کے لیئے اجیر مقرر کیا جا سکتا ہے اور اگر ورثاء اجازت نہ دیں تو مال کا تیسرا حصہ اس کی نمازوں پر صرف کیا جا سکتا ہے۔

روزہ

مسئلہ ۱۵۴۸ : روزہ بھی دین اسلام کا ایک رکن اعظم اور اہم عبادت ہے۔ اس سے مراد یہ ہے کہ انسان اللہ تعالیٰ کے حکم کی تعمیل کے خاطر طلوع صبح صادق سے لے کر رات ہونے تک بعض چیزوں سے پرہیز کرے۔

○ ... ماہ رمضان کے روزے مسلمانوں پر فرض کیئے گئے ہیں اور یہ حکم قرآن مجید کی سورہ بقرہ کی آیت ۱۸۳ میں ان الفاظ میں دیا گیا ہے۔

یاایھا الذین امنوا کتب علیکم الصیام کما کتب علی الذین من قبلکم لعلکم تتقون "اے ایمان والو! روزہ جس طرح تم سے پہلے لوگوں پر فرض تھا اسی طرح تم پر بھی فرض کیا گیا ہے تاکہ تم اس کی وجہ سے پرہیزگار بن جاؤ۔"

○ ... اس سے مابعد کی آیات میں روزے کے متعلق چند بنیادی احکام تفصیل سے بتائے گئے ہیں مثلاً یہ کہ اگر کوئی شخص رمضان المبارک میں بیمار ہو یا سفر میں ہو تو اسے چاہئے کہ اس بنا پر جتنے روزے نہ رکھ سکے بعد میں ان کی قضا کرے اور جو شخص بہ مشقت روزہ رکھ سکتا

جائے اور پھر اسی دن میں کسی وقت ہوش آجائے تو احتیاط کی بنا پر اسے چاہئے کہ اس دن کا روزہ تمام کرے اور اگر تمام نہ کرے تو اس کی قضا بجالائے۔

مسئلہ ۱۵۵۸ : اگر کوئی شخص صبح صادق سے پہلے روزے کی نیت کرے اور پھر مست ہو جائے اور پھر اسے دن میں کسی وقت ہوش آ جائے تو احتیاط واجب یہ ہے کہ اس دن کا روزہ تمام کرے اور اس کی قضا بھی بجالائے۔

مسئلہ ۱۵۵۹ : اگر کوئی شخص صبح صادق سے پہلے روزے کی نیت کرے اور سو جائے اور مغرب کے بعد بیدار ہو تو اس کا روزہ صحیح ہے۔

ہو اور نہ رکھے تو اسے چاہئے کہ ہر روزہ کے بدلے میں ایک مسکین کو کھانا کھلائے۔

- ... روزے کے بہت سے فائدے ہیں۔ اس کے ذریعے انسان کے اندر اللہ تعالیٰ کی شکرگزاری صبر کرنے اور برائیوں سے بچنے کے جذبات پیدا ہوتے ہیں امیر آدمیوں کو روزہ رکھ کر بھوک اور پیاس کی شدت اور تکلیف کا پتا چلتا ہے اور ان کے دلوں میں اپنے غریب بھائیوں کی مدد کی خواہش پیدا ہوتی ہے روزہ انسان کے جسم کے اندرونی نظام کی اصلاح کرتا ہے اور جسم کے اندر پیدا شدہ نقصان دہ فاضل مادوں کو ختم کر دیتا ہے۔
- ... ماہ رمضان ہی وہ مبارک مہینہ ہے جس میں قرآن مجید نازل ہوا۔ اس مہینے میں عبادت اور نیک کاموں کا ثواب عام مہینوں سے کہیں زیادہ ہے۔ **لیلۃ القدر** اسی مہینے میں آتی ہے جسے اللہ تعالیٰ نے ہزار مہینوں سے افضل قرار دیا ہے۔ اس ماہ مبارک میں روزے رکھ کر انسان ارشاد الٰہی کی جو تعمیل کرتا ہے اس کی خوشی میں یکم شوال کو عیدالفطر منائی جاتی ہے۔

روزے کے احکام

روزہ یہ ہے کہ خداوند عالم کے فرمان کی تعمیل کرتے ہوئے انسان صبح صادق سے رات تک نو چیزوں سے جو بعد میں بیان کی جائیں گی پرہیز کرے۔

نیت

مثلاً اس نے نذر مانی ہو کہ ایک مقررہ دن کو روزہ رکھے گا اور جان بوجھ کر صبح صادق تک نیت نہ کرے تو اس کا روزہ باطل ہے اور اگر اسے معلوم نہ ہو کہ اس دن کا روزہ اس پر واجب ہے یا بھول جائے اور ظہر سے پہلے اسے یاد آئے تو اگر اس نے کوئی ایسا کام نہ کیا ہو جو روزے کو باطل کرتا ہو اور روزے کی نیت کرلے تو اس کا روزہ صحیح ہے ورنہ باطل ہے۔

مسئلہ ۱۵۶۴ : اگر کوئی شخص کسی غیر معین واجب روزے کے لیئے مثلاً روزہ کفارہ کے لیئے ظہر کے نزدیک تک عمداً نیت نہ کرے تو کوئی حرج نہیں بلکہ اگر نیت سے پہلے مصمم ارادہ رکھتا ہو کہ روزہ نہیں رکھے گا یا مذبذب ہو کہ روزہ رکھے یا نہ رکھے تو اگر اس نے کوئی ایسا کام نہ کیا ہو جو روزے کو باطل کرتا ہو اور ظہر سے پہلے روزے کی نیت کرے تو اس کا روزہ صحیح ہے۔

مسئلہ ۱۵۶۵ : اگر کوئی کافر ماہ رمضان میں ظہر سے پہلے مسلمان ہو جائے تو احتیاط واجب کی بنا پر اسے چاہئے کہ روزے کی نیت کرے اور روزہ کو تمام کرے اور اگر اس دن کا روزہ نہ رکھے تو اس کی قضا بجا لائے۔

مسئلہ ۱۵۶۶ : اگر کوئی بیمار شخص ماہ رمضان کے کسی دن وسط میں ظہر سے پہلے یا اس کے بعد تندرست ہو جائے تو اس دن کا روزہ اس پر واجب نہیں ہے خواہ اس نے اس وقت تک کوئی ایسا کام نہ کیا ہو جو روزے کو باطل کرتا ہو۔

مسئلہ ۱۵۶۷ : جس دن کے بارے میں انسان کو شک ہو کہ شعبان کی آخری تاریخ ہے یا رمضان کی پہلی تاریخ۔ اس دن کا روزہ رکھنا اس پر واجب نہیں ہے اور اگر روزہ رکھنا چاہے تو رمضان المبارک کے روزے کی نیت نہیں کر سکتا اور نہ ہی یہ نیت کر سکتا ہے کہ اگر رمضان ہے تو رمضان کا روزہ ہے اور اگر رمضان نہیں ہے تو قضا روزہ یا اسی جیسا کوئی اور روزہ ہے بلکہ اسے چاہئے کہ قضا روزہ وغیرہ کی نیت کرے اور اگر بعد میں پتہ چلے کہ ماہ رمضان تھا تو رمضان کا روزہ شمار ہو گا لیکن اگر نیت کرے کہ اس وقت اللہ تعالیٰ جو کچھ مجھ سے چاہتا ہے اسے انجام دے رہا ہوں اور بعد میں معلوم ہو کہ رمضان تھا تب بھی کافی ہے۔ (یعنی وہ روزہ رمضان المبارک کا روزہ شمار ہو گا)

مسئلہ ۱۵۶۸ : اگر کسی دن کے بارے میں انسان کو شک ہو کہ شعبان کی آخری تاریخ ہے یا

وہ روزہ ماہ رمضان کا روزہ شمار ہو گا۔

رمضان المبارک کی پہلی تاریخ اور وہ قضا یا مستحبی یا ایسے ہی کسی اور روزہ کی نیت کر کے روزہ رکھ لے اور دن میں کسی وقت اسے پتہ چلے کہ ماہ رمضان ہے تو اسے چاہیئے کہ ماہ رمضان کے روزے کی نیت کرے۔

مسئلہ ۱۵۶۹ : اگر کسی معین واجب روزے کے بارے میں مثلاً رمضان المبارک کے روزے کے بارے میں انسان مذبذب ہو کہ اپنے روزے کو باطل کرے یا نہ کرے یا روزے کو باطل کرنے کا قصد کرے تو خواہ اس نے جو قصد کیا ہو اس سے توبہ بھی کرے اور کوئی ایسا کام بھی نہ کرے جس سے روزہ باطل ہوتا ہو اس کا روزہ باطل ہو جاتا ہے لیکن رات تک امساک واجب ہے۔

مسئلہ ۱۵۷۰ : اگر کوئی شخص جو مستحب روزہ اور ایسا واجب روزہ مثلاً کفارے کا روزہ رکھے ہوئے ہو جس کا وقت معین نہ ہو کسی ایسے کام کا قصد کرے جو روزے کو باطل کرتا ہو یا مذبذب ہو کہ کوئی ایسا کام کرے یا نہ کرے تو اگر وہ کوئی ایسا کام نہ کرے اور ظہر سے پہلے دوبارہ روزے کی نیت کرے تو اس کا روزہ صحیح ہے۔

وہ چیزیں جو روزے کو باطل کرتی ہیں

مسئلہ ۱۵۷۱ : نو چیزیں روزے کو باطل کرتی ہیں۔

۱ ... کھانا اور پینا۔

۲ ... جماع کرنا۔

۳ ... استمناء۔ (اور استمناء یہ ہے کہ انسان اپنے ساتھ یا کسی دوسرے کے ساتھ جماع کے علاوہ کوئی ایسا فعل کرے جس کے نتیجے میں اس کی بدن سے منی خارج ہو۔

۴ ... خدا تعالیٰ اور پیغمبرؐ کے جانشینوں سے کوئی جھوٹی بات منسوب کرنا۔

۵ ... غبار حلق تک پہنچانا۔

۶ ... پورا سر پانی میں ڈبونا۔

۷ ... صبح صادق تک جنابت اور حیض اور نفاس کی حالت پر باقی رہنا۔

۸ ... کسی بہنے والی چیز سے حقنہ (انیما) کرنا۔

۹ ... قے کرنا... ان کے بارے میں احکام آئندہ مسائل میں بیان کیئے جائیں گے۔

۱۔ کھانا اور پینا

مسئلہ ۱۵۷۲ : اگر روزہ دار اس امر کی جانب متوجہ ہوتے ہوئے کہ روزے سے ہے کوئی چیز جان بوجھ کر کھائے اور پئے تو اس کا روزہ باطل ہو جاتا ہے قطع نظر اس سے کہ وہ چیز ایسی ہو جسے عموماً کھایا اور پیا جاتا ہو مثلاً روٹی اور پانی یا ایسی ہو جسے عموماً کھایا یا پیا نہ جاتا ہو مثلاً مٹی اور درخت کا شیرہ۔ اور خواہ کم ہو یا زیادہ حتیٰ کہ اگر روزہ دار مسواک منہ سے نکالے اور دوبارہ منہ میں لے جائے اور اس کی تری نگل لے تو روزہ باطل ہو جائے گا۔

مسئلہ ۱۵۷۳ : جب روزہ دار کھانا کھا رہا ہو اگر اسے معلوم ہو جائے کہ صبح ہو گئی ہے تو اسے چاہئے کہ جو لقمہ منہ میں ہو اسے اگل دے اور اگر جان بوجھ کر وہ لقمہ نگل لے تو اس کا روزہ باطل ہے اور اس حکم کے مطابق جس کا ذکر بعد میں ہو گا اس پر کفارہ واجب ہے۔

مسئلہ ۱۵۷۴ : اگر روزہ دار غلطی سے کوئی چیز کھا یا پی لے تو اس کا روزہ باطل نہیں ہوتا۔

مسئلہ ۱۵۷۵ : جو انجکشن (ٹیکے) عضو کو بے حس کر دیتے ہیں یا کسی اور مقصد کے لیئے استعمال ہوتے ہیں روزہ دار کے لیئے جائز ہیں۔ لازم یہ ہے کہ ان انجکشنوں سے پرہیز کیا جائے جو غذا کی بجائے استعمال ہوتے ہیں۔

مسئلہ ۱۵۷۶ : اگر روزہ دار دانتوں کی ریخوں میں پھنسی ہوئی چیز کو عمداً نگل لے تو اس کا روزہ باطل ہو جاتا ہے۔

مسئلہ ۱۵۷۷ : جو شخص روزہ رکھنا چاہتا ہو اس کے لیئے صبح صادق سے پہلے دانتوں میں خلال کرنا ضروری نہیں ہے لیکن اگر اسے علم ہو کہ جو غذا دانتوں کے ریخوں میں رہ گئی ہے وہ دن کے وقت پیٹ میں چلی جائے گی تو اگر وہ خلال نہ کرے اور دانتوں میں پھنسی ہوئی غذا میں سے کوئی چیز اس کے پیٹ میں چلی جائے تو اس کا روزہ باطل ہو جاتا ہے۔

مسئلہ ۱۵۷۸ : منہ کا لعاب نگلنے سے روزہ باطل نہیں ہوتا خواہ وہ لعاب ترشی وغیرہ کے تصور سے ہی منہ میں جمع ہو گیا ہو۔

ہو اور نہ رکھے تو اسے چاہئے کہ ہر روزہ کے بدلے میں ایک مسکین کو کھانا کھلائے۔

○ ... روزے کے بہت سے فائدے ہیں۔ اس کے ذریعے انسان کے اندر اللہ تعالیٰ کی شکرگزاری صبر کرنے اور برائیوں سے بچنے کے جذبات پیدا ہوتے ہیں امیر آدمیوں کو روزہ رکھ کر بھوک اور پیاس کی شدت اور تکلیف کا پتا چلتا ہے اور ان کے دلوں میں اپنے غریب بھائیوں کی مدد کی خواہش پیدا ہوتی ہے روزہ انسان کے جسم کے اندورنی نظام کی اصلاح کرتا ہے اور جسم کے اندر پیدا شدہ نقصان دہ فاضل مادوں کو ختم کر دیتا ہے۔

○ ... ماہ رمضان ہی وہ مبارک مہینہ ہے جس میں قرآن مجید نازل ہوا۔ اس مہینے میں عبادت اور نیک کاموں کا ثواب عام مہینوں سے کہیں زیادہ ہے۔ **لیلۃ القدر** اسی مہینے میں آتی ہے جسے اللہ تعالیٰ نے ہزار مہینوں سے افضل قرار دیا ہے۔ اس ماہ مبارک میں روزے رکھ کر انسان ارشاد الٰہی کی جو تعمیل کرتا ہے اس کی خوشی میں یکم شوال کو عیدالفطر منائی جاتی ہے۔

روزے کے احکام

روزہ یہ ہے کہ خداوند عالم کے فرمان کی تعمیل کرتے ہوئے انسان صبح صادق سے رات تک نو چیزوں سے جو بعد میں بیان کی جائیں گی پرہیز کرے۔

نیت

مسئلہ ۱۵۴۹ : انسان کے لیئے روزے کی نیت دل سے گزارنا یا مثلاً یہ کہنا کہ میں کل روزہ رکھوں گا ضروری نہیں بلکہ اس کا یہ ارادہ کرنا کافی ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے فرمان کی تعمیل میں صبح صادق سے رات تک کوئی ایسا کام نہیں کرے گا جس سے روزہ باطل ہوتا ہو اور یہ یقین حاصل کرنے کے لیئے کہ اس تمام وقت میں وہ روزے سے رہا ہے اسے چاہئے کہ کچھ دیر صبح صادق سے پہلے اور کچھ دیر مغرب کے بعد بھی ایسے کام کرنے سے پرہیز کرے جن سے روزہ باطل ہو جاتا ہے۔

مسئلہ ۱۵۵۰ : انسان ماہ رمضان المبارک کی ہر رات کو اس سے اگلے دن کے روزے کی نیت کر

سکتا ہے اور بہتر یہ ہے کہ اس مہینے کی پہلی رات کو ہی سارے مہینے کے روزوں کی نیت کرے۔

مسئلہ ۱۵۵۱ : ماہ رمضان المبارک کے روزے کی نیت کا وقت رات کی ابتدا سے صبح صادق تک ہے۔

مسئلہ ۱۵۵۲ : مستحبی روزے کی نیت کا وقت اول شب سے لے کر دوسرے دن مغرب سے پہلے اتنی دیر تک ہے جس میں نیت کی جا سکے اور اگر کسی شخص نے اس وقت تک کوئی ایسا کام نہ کیا ہو جو روزے کو باطل کرتا ہو اور مستحبی روزے کی نیت کر لے تو اس کا روزہ صحیح ہے۔

مسئلہ ۱۵۵۳ : جو شخص ماہ رمضان المبارک کے روزوں کے علاوہ دنوں میں روزے کی نیت کیئے بغیر اذان صبح سے پہلے سو جائے اگر وہ ظہر سے پہلے بیدار ہو جائے اور روزے کی نیت کر لے تو خواہ اس کا روزہ واجب ہو یا مستحب وہ روزہ صحیح ہے اور اگر وہ ظہر کے بعد بیدار ہو تو واجب روزے کی نیت نہیں کر سکتا لیکن اگر کوئی شخص ماہ رمضان المبارک میں روزے کی نیت کیئے بغیر سو جائے تو خواہ وہ ظہر سے پہلے ہی بیدار ہو جائے اور نیت کر لے اس کے روزے کا صحیح ہونا مشکل ہے۔

مسئلہ ۱۵۵۴ : اگر کوئی شخص ماہ رمضان المبارک کے روزے کے علاوہ کوئی دوسرا روزہ رکھنا چاہے تو اسے چاہئے کہ اس روزے کو معین کرے مثلاً نیت کرے کہ میں قضا کا یا نذر کا روزہ رکھ رہا ہوں لیکن ماہ رمضان المبارک میں یہ نیت کرنا ضروری نہیں کہ میں ماہ رمضان کا روزہ رکھ رہا ہوں بلکہ اگر کسی کو علم نہ ہو یا بھول جائے کہ ماہ رمضان ہے اور کسی دوسرے روزے کی نیت کر لے تب بھی وہ روزہ ماہ رمضان کا روزہ شمار ہو گا۔

مسئلہ ۱۵۵۵ : اگر کوئی شخص جانتا ہو کہ رمضان المبارک کا مہینہ ہے اور جان بوجھ کر ماہ رمضان کے روزے کے علاوہ کسی دوسرے روزے کی نیت کرے تو نہ وہ رمضان شریف کا روزہ متصور ہو گا اور نہ وہ روزہ جس کی اس نے نیت کی ہے۔

مسئلہ ۱۵۵۶ : مثال کے طور پر اگر کوئی شخص ماہ رمضان المبارک کے پہلے روزے کی نیت کرے لیکن بعد میں معلوم ہو کہ یہ دوسرا یا تیسرا روزہ تھا تو اس کا روزہ صحیح ہے۔

مسئلہ ۱۵۵۷ : اگر کوئی شخص صبح صادق سے پہلے روزے کی نیت کرنے کے بعد بے ہوش ہو

جائے اور پھر اسی دن میں کسی وقت ہوش آجائے تو احتیاط کی بنا پر اسے چاہئے کہ اس دن کا روزہ تمام کرے، اور اگر تمام نہ کرے تو اس کی قضا بجا لائے۔

مسئلہ ۱۵۵۸ : اگر کوئی شخص صبح صادق سے پہلے روزے کی نیت کرے اور پھر مست ہو جائے اور پھر اسے دن میں کسی وقت ہوش آ جائے تو احتیاط واجب یہ ہے کہ اس دن کا روزہ تمام کرے اور اس کی قضا بھی بجا لائے۔

مسئلہ ۱۵۵۹ : اگر کوئی شخص صبح صادق سے پہلے روزے کی نیت کرے اور سو جائے اور مغرب کے بعد بیدار ہو تو اس کا روزہ صحیح ہے۔

مسئلہ ۱۵۶۰ : اگر کسی شخص کو علم نہ ہو یا بھول جائے کہ ماہ رمضان ہے ظہر سے پہلے اس امر کی جانب متوجہ ہو اور اس دوران میں کوئی ایسا کام کر چکا ہو جو روزہ کو باطل کرتا ہے یا ظہر کے بعد متوجہ ہو کہ ماہ رمضان ہے تو اس کا روزہ باطل ہو گا لیکن اسے چاہئے کہ مغرب تک کوئی ایسا کام نہ کرے جو روزے کو باطل کرتا ہو اور ماہ رمضان کے بعد اس روزے کی قضا بھی کرے اور اگر ظہر سے پہلے متوجہ ہو اور کوئی ایسا کام بھی نہ کیا ہو جو روزے کو باطل کرتا ہو تو احتیاط واجب کی بنا پر اس کے لیئے بھی یہی حکم ہے۔

مسئلہ ۱۵۶۱ : اگر ماہ رمضان میں بچہ صبح صادق سے پہلے بالغ ہو جائے تو اسے چاہئے کہ روزہ رکھے اور اگر صبح صادق کے بعد بالغ ہو تو اس دن کا روزہ اس پر واجب نہیں ہے۔

مسئلہ ۱۵۶۲ : جو شخص میت کے روزے رکھنے کے لیئے اجیر بنا ہو اگر وہ مستحبی روزے رکھے تو کوئی حرج نہیں لیکن اگر قضا روزے یا دوسرے واجب روزے کسی کے ذمے ہوں تو وہ مستحبی روزہ نہیں رکھ سکتا اور اگر بھول کر مستحبی روزہ رکھ لے تو اس صورت میں اگر اسے ظہر سے پہلے یاد آجائے تو اس کا مستحبی روزہ کالعدم ہو جاتا ہے اور وہ اپنی نیت واجب روزے کی جانب موڑ سکتا ہے اور اگر وہ ظہر کے بعد متوجہ ہو تو اس کا روزہ باطل ہے اور اگر اسے مغرب کے بعد یاد آئے تو اس کا روزہ صحیح ہے۔

مسئلہ ۱۵۶۳ : اگر ماہ رمضان کے روزے کے علاوہ کوئی دوسرا مخصوص روزہ انسان پر واجب ہو

مثلاً اس نے نذر مانی ہو کہ ایک مقررہ دن کو روزہ رکھے گا اور جان بوجھ کر صبح صادق تک نیت نہ کرے تو اس کا روزہ باطل ہے اور اگر اسے معلوم نہ ہو کہ اس دن کا روزہ اس پر واجب ہے یا بھول جائے اور ظہر سے پہلے اسے یاد آئے تو اگر اس نے کوئی ایسا کام نہ کیا ہو جو روزے کو باطل کرتا ہو اور روزے کی نیت کرلے تو اس کا روزہ صحیح ہے ورنہ باطل ہے۔

مسئلہ ۱۵۶۴ : اگر کوئی شخص کسی غیر معین واجب روزے کے لیئے مثلاً روزہ کفارہ کے لیئے ظہر کے نزدیک تک عمداً نیت نہ کرے تو کوئی حرج نہیں بلکہ اگر نیت سے پہلے مصمم ارادہ رکھتا ہو کہ روزہ نہیں رکھے گا یا مذبذب ہو کہ روزہ رکھے یا نہ رکھے تو اگر اس نے کوئی ایسا کام نہ کیا ہو جو روزے کو باطل کرتا ہو اور ظہر سے پہلے روزے کی نیت کرے تو اس کا روزہ صحیح ہے۔

مسئلہ ۱۵۶۵ : اگر کوئی کافر ماہ رمضان میں ظہر سے پہلے مسلمان ہو جائے تو احتیاط واجب کی بنا پر اسے چاہئے کہ روزے کی نیت کرے اور روزہ کو تمام کرے اور اگر اس دن کا روزہ نہ رکھے تو اس کی قضا بجالائے۔

مسئلہ ۱۵۶۶ : اگر کوئی بیمار شخص ماہ رمضان کے کسی دن وسط میں ظہر سے پہلے یا اس کے بعد تندرست ہو جائے تو اس دن کا روزہ اس پر واجب نہیں ہے خواہ اس نے اس وقت تک کوئی ایسا کام نہ کیا ہو جو روزے کو باطل کرتا ہو۔

مسئلہ ۱۵۶۷ : جس دن کے بارے میں انسان کو شک ہو کہ شعبان کی آخری تاریخ ہے یا رمضان کی پہلی تاریخ۔ اس دن کا روزہ رکھنا اس پر واجب نہیں ہے اور اگر روزہ رکھنا چاہے تو رمضان المبارک کے روزے کی نیت نہیں کر سکتا اور نہ ہی یہ نیت کر سکتا ہے کہ اگر رمضان ہے تو رمضان کا روزہ ہے اور اگر رمضان نہیں ہے تو قضا روزہ یا اسی جیسا کوئی اور روزہ ہے بلکہ اسے چاہئے کہ قضا روزہ وغیرہ کی نیت کرے اور اگر بعد میں پتہ چلے کہ ماہ رمضان تھا تو رمضان کا روزہ شمار ہو گا لیکن اگر نیت کرے کہ اس وقت اللہ تعالیٰ جو کچھ مجھ سے چاہتا ہے اسے انجام دے رہا ہوں اور بعد میں معلوم ہو کہ رمضان تھا تب بھی کافی ہے۔ (یعنی وہ روزہ رمضان المبارک کا روزہ شمار ہو گا)

مسئلہ ۱۵۶۸ : اگر کسی دن کے بارے میں انسان کو شک ہو کہ شعبان کی آخری تاریخ ہے یا

رمضان المبارک کی پہلی تاریخ اور وہ قضا یا مستحبی یا ایسے ہی کسی اور روزہ کی نیت کر کے روزہ رکھ لے اور دن میں کسی وقت اسے پتہ چلے کہ ماہ رمضان ہے تو اسے چاہئے کہ ماہ رمضان کے روزے کی نیت کرے۔

مسئلہ ۱۵۶۹ : اگر کسی معین واجب روزے کے بارے میں مثلاً رمضان المبارک کے روزے کے بارے میں انسان مذبذب ہو کہ اپنے روزے کو باطل کرے یا نہ کرے یا روزے کو باطل کرنے کا قصد کرے تو خواہ اس نے جو قصد کیا ہو اس سے توبہ بھی کرے اور کوئی ایسا کام بھی نہ کرے جس سے روزہ باطل ہو تا ہو اس کا روزہ باطل ہو جاتا ہے لیکن رات تک امساک واجب ہے۔

مسئلہ ۱۵۷۰ : اگر کوئی شخص جو مستحب روزہ اور ایسا واجب روزہ مثلاً کفارے کا روزہ رکھے ہوئے ہو جس کا وقت معین نہ ہو کسی ایسے کام کا قصد کرے جو روزے کو باطل کرتا ہو یا مذبذب ہو کہ کوئی ایسا کام کرے یا نہ کرے تو اگر وہ کوئی ایسا کام نہ کرے اور ظہر سے پہلے دوبارہ روزے کی نیت کرے تو اس کا روزہ صحیح ہے۔

وہ چیزیں جو روزے کو باطل کرتی ہیں

مسئلہ ۱۵۷۱ : نو چیزیں روزے کو باطل کرتی ہیں۔

۱... کھانا اور پینا۔

۲... جماع کرنا۔

۳... استمناء۔ (اور استمناء یہ ہے کہ انسان اپنے ساتھ یا کسی دوسرے کے ساتھ جماع کے علاوہ کوئی ایسا فعل کرے جس کے نتیجے میں اس کی بدن سے منی خارج ہو۔

۴... خدا تعالٰی اور پیغمبرؐ کے جانشینوں سے کوئی جھوٹی بات منسوب کرنا۔

۵... غبار حلق تک پہنچانا۔

۶... پورا سر پانی میں ڈبونا۔

۷... صبح صادق تک جنابت اور حیض اور نفاس کی حالت پر باقی رہنا۔

۸... کسی بہنے والی چیز سے حقنہ (انیما) کرنا۔

۹... قے کرنا... ان کے بارے میں احکام آئندہ مسائل میں بیان کیئے جائیں گے۔

۱۔ کھانا اور پینا

مسئلہ ۱۵۷۲ : اگر روزہ دار اس امر کی جانب متوجہ ہوتے ہوئے کہ روزے سے ہے کوئی چیز جان بوجھ کر کھائے اور پیئے تو اس کا روزہ باطل ہو جاتا ہے قطع نظر اس سے کہ وہ چیز ایسی ہو جسے عموماً کھایا اور پیا جاتا ہو مثلاً روٹی اور پانی یا ایسی ہو جسے عموماً کھایا یا پیا نہ جاتا ہو مثلاً مٹی اور درخت کا شیرہ۔ اور خواہ کم ہو یا زیادہ حتیٰ کہ اگر روزہ دار مسواک منہ سے نکالے اور دوبارہ منہ میں لے جائے اور اس کی تری نگل لے تو روزہ باطل ہو جائے گا۔

مسئلہ ۱۵۷۳ : جب روزہ دار کھانا کھا رہا ہو اگر اسے معلوم ہو جائے کہ صبح ہو گئی ہے تو اسے چاہیئے کہ جو لقمہ منہ میں ہو اسے اگل دے اور اگر جان بوجھ کر وہ لقمہ نگل لے تو اس کا روزہ باطل ہے اور اس حکم کے مطابق جس کا ذکر بعد میں ہو گا اس پر کفارہ واجب ہے۔

مسئلہ ۱۵۷۴ : اگر روزہ دار غلطی سے کوئی چیز کھا یا پی لے تو اس کا روزہ باطل نہیں ہوتا۔

مسئلہ ۱۵۷۵ : جو انجکشن (ٹیکے) عضو کو بے حس کر دیتے ہیں یا کسی اور مقصد کے لیئے استعمال ہوتے ہیں روزہ دار کے لیئے جائز ہیں۔ لازم یہ ہے کہ ان انجکشنوں سے پرہیز کیا جائے جو غذا کی بجائے استعمال ہوتے ہیں۔

مسئلہ ۱۵۷۶ : اگر روزہ دار دانتوں کی ریخوں میں پھنسی ہوئی چیز کو عمداً نگل لے تو اس کا روزہ باطل ہو جاتا ہے۔

مسئلہ ۱۵۷۷ : جو شخص روزہ رکھنا چاہتا ہو اس کے لیئے صبح صادق سے پہلے دانتوں میں خلال کرنا ضروری نہیں ہے لیکن اگر اسے علم ہو کہ جو غذا دانتوں کے ریخوں میں رہ گئی ہے وہ دن کے وقت پیٹ میں چلی جائے گی تو اگر وہ خلال نہ کرے اور دانتوں میں پھنسی ہوئی غذا میں سے کوئی چیز اس کے پیٹ میں چلی جائے تو اس کا روزہ باطل ہو جاتا ہے۔

مسئلہ ۱۵۷۸ : منہ کا لعاب نگلنے سے روزہ باطل نہیں ہوتا خواہ وہ لعاب ترشی وغیرہ کے تصور سے ہی منہ میں جمع ہو گیا ہو۔

مسئلہ ۱۵۷۹ : سر اور سینہ کے اخلاط (بلغم) جب تک منہ کے اندر والے حصے میں نہ پہنچیں انہیں نگلنے میں کوئی حرج نہیں لیکن اگر وہ منہ میں آجائیں تو احتیاط واجب یہ ہے کہ انہیں نگلا نہ جائے۔

مسئلہ ۱۵۸۰ : اگر روزہ دار کو اتنی پیاس لگے کہ اسے پیاس سے مرجانے کا خوف لاحق ہو جائے تو وہ اتنا پانی پی سکتا ہے کہ مرنے سے بچ جائے لیکن اس کا روزہ باطل ہو جائے گا اور اگر ماہ رمضان المبارک ہو تو اسے چاہئے کہ دن کے بقیہ حصے میں وہ کام کرنے سے پرہیز کرے جن سے روزہ باطل ہو جاتا ہو۔ بعد میں اس روزے کی قضا واجب ہو گی۔

مسئلہ ۱۵۸۱ : بچے یا پرندے کے لیئے غذا کا چبانا یا غذا کا چکھنا وغیرہ جو عموماً حلق تک نہیں پہنچتی ہو خواہ وہ اتفاقاً" حلق تک پہنچ جائے تو روزے کو باطل نہیں کرتی لیکن اگر انسان شروع سے جانتا ہو کہ یہ غذا حلق تک پہنچ جائے گی تو اس کا روزہ باطل ہو جاتا ہے اور اسے چاہیے کہ اس کی قضا کرے اور کفارہ ادا کرے جو اس پر واجب ہے۔

مسئلہ ۱۵۸۲ : انسان کمزوری کی وجہ سے روزہ نہیں چھوڑ سکتا ہاں اگر کمزوری اس حد تک ہو کہ عموماً برداشت نہ ہو سکے تو پھر روزہ چھوڑنے میں کوئی حرج نہیں۔

۲۔ جماع

مسئلہ ۱۵۸۳ : جماع روزے کو باطل کر دیتا ہے خواہ عضو تناسل فقط ختنے کی حد تک ہی کیوں نہ داخل ہو اور منی خارج نہ ہو۔

مسئلہ ۱۵۸۴ : اگر عضو تناسل ختنے کی مقدار سے کم داخل ہو اور منی بھی خارج نہ ہو تو روزہ باطل نہیں ہوتا۔

مسئلہ ۱۵۸۵ : اگر کوئی شخص عمداً جماع کا ارادہ کرے اور پھر شک کرے کہ عضو تناسل ختنے کی مقدار کے برابر داخل ہوا تھا یا نہیں تو اس کا روزہ باطل ہے اور ضروری ہے کہ اس روزے کی قضا کرے لیکن کفارہ واجب نہیں ہے۔

مسئلہ ۱۵۸۶ : اگر کوئی شخص بھول کر جماع کرے کہ روزے سے ہے یا اسے جماع پر اس طرح مجبور کیا جائے کہ اس کا اختیار باقی نہ رہے تو اس کا روزہ باطل نہیں ہو گا البتہ اگر جماع کی حالت میں اسے یاد آجائے کہ روزے سے ہے یا مجبوری ختم ہو جائے تو اسے چاہئے کہ فوراً جماع ترک کر دے اور اگر ایسا نہ کرے تو اس کا روزہ باطل ہے۔

۳- استمناء

مسئلہ ۱۵۸۷ : اگر روزہ دار استمناء کرے تو اس کا روزہ باطل ہو جاتا ہے۔

مسئلہ ۱۵۸۸ : اگر بے اختیاری کی حالت میں کسی شخص کی منی خارج ہو جائے تو اس کا روزہ باطل نہیں ہوتا۔

مسئلہ ۱۵۸۹ : اگرچہ روزہ دار کو علم ہو کہ اگر دن میں سوئے گا تو اسے احتلام ہو جائے گا یعنی سوتے میں اس کی منی خارج ہو جائے گی تب بھی اس کے لیئے سونا جائز ہے خواہ نہ سونے کی وجہ سے اسے تکلیف نہ بھی ہو اور اگر اسے احتلام ہو جائے تو اس کا روزہ باطل نہیں ہوتا۔

مسئلہ ۱۵۹۰ : اگر روزہ دار منی خارج ہوتے وقت نیند سے بیدار ہو جائے تو اس پر یہ واجب نہیں کہ منی کو نکلنے سے روکے۔

مسئلہ ۱۵۹۱ : جس روزہ دار کو احتلام ہو گیا ہو وہ پیشاب کر سکتا ہے خواہ اسے یہ علم ہو کہ پیشاب کرنے سے باقی ماندہ منی نالی سے باہر آجائے گی۔

مسئلہ ۱۵۹۲ : جب روزہ دار کو احتلام ہو جائے اگر اسے معلوم ہو کہ منی نالی میں رہ گئی ہے اور اگر غسل سے پہلے پیشاب نہیں کرے گا تو غسل کے بعد منی اس کے جسم سے خارج ہوگی تو احتیاط واجب کی بنا پر اسے چاہئے کہ غسل سے پہلے پیشاب کرے۔

مسئلہ ۱۵۹۳ : جو شخص منی نکالنے کے ارادے سے چھیڑ چھاڑ اور شوخی کرے تو خواہ منی نہ بھی نکلے اس کا روزہ باطل ہے۔ اسے چاہئے کہ روزے کو تمام کرے اور اس کی قضا بھی کرے۔

مسئلہ ۱۵۹۴ : اگر روزہ دار منی نکالنے کے ارادے کے بغیر مثال کے طور پر اپنی بیوی سے چھیڑ

چھاڑ اور ہنسی مذاق کرے تو اگر اسے اطمینان ہو کہ منی خارج نہیں ہو گی تو اگرچہ اتفاقاً منی خارج ہو جائے اس کا روزہ صحیح ہے البتہ اگر اسے اطمینان نہ ہو تو اس صورت میں جب منی خارج ہوگی اس کا روزہ باطل ہو جائے گا۔

۴۔ خدا تعالیٰ اور پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ سے جھوٹی چیز منسوب کرنا

مسئلہ ۱۵۹۵ : اگر روزہ دار زبان سے یا لکھ کر یا اشارہ سے یا ایسے ہی کسی اور طریقے سے اللہ تعالیٰ یا رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ یا آپ کے بارہ جانشینوں میں سے کسی سے جان بوجھ کر کوئی جھوٹی چیز منسوب کرے تو اگرچہ وہ فوراً کہہ دے کہ میں نے جھوٹ کہا ہے یا توبہ کر لے لیکن اس کا روزہ باطل ہو جاتا ہے اور احتیاط واجب یہ ہے کہ حضرت فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا سے بھی کوئی جھوٹی چیز منسوب نہ کی جائے۔

مسئلہ ۱۵۹۶ : اگر روزہ دار کوئی ایسی روایت نقل کرنا چاہے جس کے بارے میں اسے یہ علم نہ ہو کہ سچ ہے یا جھوٹ ہے تو احتیاط واجب کی بنا پر اسے چاہئے کہ جس شخص سے وہ روایت سنی ہو یا جس کتاب میں لکھی دیکھی ہو اس کا حوالہ دے۔

مسئلہ ۱۵۹۷ : اگر روزہ دار کسی چیز کے بارے میں اعتقاد رکھتا ہو کہ وہ واقعی قول خدا یا قول پیغمبرؐ ہے اور اسے اللہ تعالیٰ یا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ سے منسوب کرے اور بعد میں معلوم ہو کہ یہ نسبت صحیح نہ تھی تو اس کا روزہ باطل نہیں ہو گا۔

مسئلہ ۱۵۹۸ : اگر روزہ دار کسی چیز کے بارے میں یہ جانتے ہوئے کہ جھوٹ ہے اسے اللہ تعالیٰ اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ سے منسوب کرے اور بعد میں اسے پتہ چلے کہ جو کچھ اس نے کہا تھا وہ درست تھا تو اسے چاہئے کہ روزے کو تمام کرے اور اسکی قضا بھی بجا لائے۔

مسئلہ ۱۵۹۹ : اگر روزہ دار کسی ایسے جھوٹ کو جو خود روزہ دار نے نہیں بلکہ کسی دوسرے نے گھڑا ہو جان بوجھ کر اللہ تعالیٰ یا رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ یا آپ کے جانشینوں سے منسوب کر دے تو اس کا روزہ باطل ہو جائے گا لیکن اگر جس نے جھوٹ گھڑا ہو اس کا قول نقل کرے تو کوئی حرج نہیں۔

مسئلہ ۱۶۰۰ : اگر روزہ دار سے سوال کیا جائے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ نے ایسا فرمایا ہے اور وہ

عمداً جہاں جواب (نہیں) میں دینا چاہئے وہاں اثبات میں دے اور جہاں اثبات میں دینا چاہئے وہاں (نہیں) میں دے تو اس کا روزہ باطل ہو جاتا ہے۔

مسئلہ ۱۶۰۱ : اگر کوئی شخص اللہ تعالیٰ یا رسول کریمؐ کا قول درست نقل کرے اور بعد میں کہے کہ میں نے جھوٹ کہا ہے یا رات کو کوئی جھوٹی چیز ان سے منسوب کرے اور دوسرے دن جب کہ روزہ رکھا ہوا ہو کہے جو کچھ میں نے گزشتہ رات کہا تھا وہ درست ہے تو اس کا روزہ باطل ہو جاتا ہے۔

۵۔ غبار کو حلق تک پہنچانا

مسئلہ ۱۶۰۲ : احتیاط واجب کی بنا پر غلیظ یا غیر غلیظ غبار کا حلق تک پہنچانا روزے کو باطل کر دیتا ہے خواہ غبار کسی ایسی چیز کا ہو جس کا کھانا حلال ہو (مثلاً آٹا) یا کسی ایسی چیز کا ہو جس کا کھانا حرام ہو (مثلاً مٹی)۔

مسئلہ ۱۶۰۳ : اگر ہوا کی وجہ سے غبار پیدا ہو اور انسان متوجہ ہونے کے باوجود احتیاط نہ کرے اور غبار اس کے حلق تک پہنچ جائے تو اس کا روزہ باطل ہو جاتا ہے۔

مسئلہ ۱۶۰۴ : احتیاط واجب یہ ہے کہ روزہ دار غلیظ بھاپ اور سگار اور تمباکو وغیرہ کا دھواں بھی حلق تک نہ پہنچائے۔

مسئلہ ۱۶۰۵ : اگر انسان احتیاط نہ کرے اور غبار یا بھاپ یا دھواں وغیرہ حلق میں گھس جائے تو اگر اسے یقین یا اطمینان تھا کہ یہ چیزیں حلق میں نہ پہنچیں گی تو اس کا روزہ صحیح ہے لیکن اگر اسے گمان تھا کہ یہ حلق تک نہیں پہنچیں گی تو بہتر یہ ہے کہ اس روزے کی قضا کرے۔

مسئلہ ۱۶۰۶ : اگر کوئی شخص یہ بھول جانے پر کہ روزے سے ہے احتیاط نہ کرے یا بے اختیار غبار وغیرہ اس کے حلق سے پہنچ جائے تو اس کا روزہ باطل نہیں ہوتا۔

۶۔ سر کو پانی میں ڈبونا

مسئلہ ۱۶۰۷ : اگر روزہ دار جان بوجھ کر سارا سر پانی میں ڈبو دے تو خواہ اس کا باقی بدن پانی سے باہر رہے اس کا روزہ باطل ہو جاتا ہے لیکن اگر سارا بدن پانی میں ڈوب جائے اور سر کا کچھ حصہ باہر

رہے تو روزہ باطل نہیں ہوتا۔

مسئلہ ۱۶۰۸ : اگر روزہ دار اپنے نصف سر کو ایک دفعہ اور باقی نصف کو دوسری دفعہ پانی میں ڈبوئے تو اس کا روزہ باطل نہیں ہوتا ہے۔

مسئلہ ۱۶۰۹ : اگر روزہ دار سارا سرپانی میں ڈبونے کی نیت سے پانی کے نیچے چلا جائے اور شک کرے کہ آیا سارا سرپانی میں ڈوبا ہے یا نہیں تو اس کا روزہ باطل ہے البتہ اس کا کفارہ نہیں ہے۔

مسئلہ ۱۶۱۰ : اگر سارا سرپانی میں ڈوب جائے تو خواہ کچھ بال پانی سے باہر بھی رہ جائیں پھر بھی روزہ باطل ہے۔

مسئلہ ۱۶۱۱ : پانی کے علاوہ دوسری سیال چیزوں مثلاً دودھ میں سر ڈبونے سے روزے کو کوئی ضرر نہیں پہنچتا بلکہ اظہر یہ ہے کہ آب مضاف میں سر ڈبونا بھی روزے کو باطل نہیں کرتا اگرچہ احوط یہ ہے کہ پرہیز کریں۔

مسئلہ ۱۶۱۲ : اگر روزہ دار بے اختیار پانی میں گر جائے اور اس کا پورا سرپانی میں ڈوب جائے یا بھول کر روزہ سے ہے اور سرپانی میں ڈبو لے تو اس کا روزہ باطل نہیں ہے۔

مسئلہ ۱۶۱۳ : اگر کوئی روزہ دار خیال کرتے ہوئے اپنے آپ کو پانی میں گرا دے کہ اس کا سرپانی میں نہیں ڈوبے گا لیکن اس کا سارا سرپانی میں ڈوب جائے تو اس کے روزے میں کوئی اشکال نہیں ہے۔

مسئلہ ۱۶۱۴ : اگر کوئی شخص بھول جائے کہ روزے سے ہے اور سرپانی میں ڈبو دے یا کوئی دوسرا شخص زبردستی اس کا سرپانی میں ڈبو دے تو اگر پانی میں ڈوبے ہوئے اسے یاد آئے کہ روزے سے ہے یا وہ دوسرا شخص اپنا ہاتھ ہٹا لے تو روزہ دار کو چاہئے کہ فوراً اپنا سرپانی سے باہر نکالے اور اگر ایسا نہ کرے تو اس کا روزہ باطل ہو جائے گا۔

مسئلہ ۱۶۱۵ : اگر کوئی شخص بھول جائے کہ روزے سے ہے اور غسل کی نیت سے سرپانی میں ڈبو دے تو اس کا روزہ اور غسل دونوں صحیح ہیں۔

مسئلہ ۱۶۱۶ : اگر کوئی شخص یہ جانتے ہوئے روزے سے ہے جان بوجھ کر غسل کے لیئے اپنا سر پانی میں ڈبو دے تو اگر اس کا روزہ رمضان المبارک کا روزہ ہو تو اس کا روزہ اور غسل دونوں باطل ہیں اور رمضان کے قضا روزے کے لیئے بھی زوال کے بعد علی الاحوط یہی حکم ہے لیکن اگر مستحب روزہ ہو یا ایسا واجب روزہ ہو مثلاً روزہ کفارہ جس کے لیئے کوئی وقت معین نہیں ہے تو اس کا غسل صحیح لیکن روزہ باطل ہوگا اور ظاہر یہ ہے کہ اس کا اطلاق واجب معین روزے پر بھی ہوتا ہے۔

مسئلہ ۱۶۱۷ : اگر کوئی روزہ دار کسی شخص کو غرق ہونے سے بچانے کے سلسلے میں سر کو پانی میں ڈبو دے تو اس کا روزہ باطل ہو جائے گا خواہ اس شخص کو غرق ہونے سے بچانا واجب ہی کیوں نہ ہو۔

۷۔ صبح صادق تک جنابت' حیض اور نفاس کی حالت میں رہنا

مسئلہ ۱۶۱۸ : اگر جنب شخص ماہ رمضان المبارک میں جان بوجھ کر صبح صادق تک غسل نہ کرے تو اس کا روزہ باطل ہے اور جس شخص کا وظیفہ تیمم ہو اور جان بوجھ کر تیمم نہ کرے تو اس کا روزہ بھی باطل ہے اور ماہ رمضان کی قضا کا حکم بعد میں آئے گا۔

مسئلہ ۱۶۱۹ : اگر جنب شخص ماہ رمضان کے روزوں اور ان کی قضا کے علاوہ ان واجب روزوں میں جن کا وقت ماہ رمضان کے روزوں کی طرح معین ہے جان بوجھ کر صبح صادق تک غسل نہ کرے تو اظہر یہ ہے کہ اس کا روزہ صحیح ہے۔

مسئلہ ۱۶۲۰ : اگر کوئی شخص ماہ رمضان المبارک کی کسی رات میں جنب ہو جائے تو اگر وہ عمداً غسل نہ کرے حتیٰ کہ وقت تنگ ہو جائے تو احتیاط واجب کی بنا پر اسے چاہیئے کہ تیمم کرے اور روزہ رکھے اور اس کی قضا بھی بجا لائے۔

مسئلہ ۱۶۲۱ : اگر جنب ماہ رمضان میں غسل کرنا بھول جائے اور ایک دن کے بعد اسے یاد آئے تو چاہیئے کہ اس دن کا روزہ قضا کرے اور چند دنوں کے بعد یاد آئے تو چاہیئے کہ اتنے دنوں کے روزوں کی قضا کرے جتنے دنوں کے بارے میں اسے یقین ہو کہ وہ جنب تھا مثلاً اگر اسے یہ علم نہ ہو کہ تین دن جنب رہا یا چار دن تو تین دنوں کے روزوں کی قضا کرے۔

مسئلہ ۱۶۲۲ : اگر ایک ایسا شخص اپنے آپ کو جنب کرلے جس کے پاس ماہ رمضان کی رات

میں غسل اور تیمم میں سے کسی کے لیئے بھی وقت نہ ہو تو اس کا روزہ باطل ہے اور اس پر قضا اور کفارہ دونوں واجب ہیں۔

مسئلہ ۱۶۲۳ : اگر روزہ دار یہ جاننے کی جستجو کرے کہ اس کے پاس وقت ہے یا نہیں اور گمان کرے کہ اس کے پاس غسل کے اندازے کے مطابق وقت ہے اور اپنے آپ کو جنب کر لے اور بعد میں اسے پتہ چلے کہ وقت تنگ تھا اور تیمم کرے تو اس کا روزہ صحیح ہے اور اگر بغیر جستجو کیئے گمان کرے کہ اس کے پاس وقت ہے اور اپنے آپ کو جنب کرے اور بعد میں اسے پتہ چلے کہ وقت تنگ تھا اور تیمم کر کے روزہ رکھے تو احتیاط واجب کی بنا پر اسے چاہیئے کہ اس دن کے روزے کی قضا کرے۔

مسئلہ ۱۶۲۴ : جو شخص ماہ رمضان کی کسی رات جنب ہو اور جانتا ہو کہ اگر سوئے گا تو صبح صادق تک بیدار نہ ہو گا اسے بغیر غسل کیئے نہیں سونا چاہیئے اور اگر وہ غسل کرنے سے پہلے سو جائے اور صبح تک بیدار نہ ہو تو اس کا روزہ باطل ہے اور قضا اور کفارہ دونوں اس پر واجب ہیں۔

مسئلہ ۱۶۲۵ : جب جنب ماہ رمضان کی رات میں سو کر جاگ اٹھے تو احتیاط مستحب یہ ہے کہ اگر اس کی عادت بیدار ہونے کی نہ ہو تو غسل سے پہلے نہ سوئے اگرچہ اس بات کا احتمال ہو کہ اگر دوبارہ سو گیا تو صبح صادق سے پہلے بیدار ہو جائے گا۔

مسئلہ ۱۶۲۶ : اگر کوئی شخص ماہ رمضان کی کسی رات میں جنب ہو اور یقین رکھتا ہو کہ اگر سو گیا تو صبح صادق سے پہلے بیدار ہو جائے گا تو اگر اس کا مصمم ارادہ ہو کہ بیدار ہونے کے بعد غسل کرے گا اور اس ارادے کے ساتھ سو جائے اور صبح صادق تک سوتا رہے تو اس کا روزہ صحیح ہے اور اگر کوئی شخص صبح صادق سے پہلے بیدار ہونے کا عادی ہو اور اس کے بیدار ہونے کا احتمال بھی ہو تو اس کے لیئے بھی یہی حکم ہے۔

مسئلہ ۱۶۲۷ : اگر کوئی شخص ماہ رمضان کی کسی رات میں جنب ہو اور اسے علم ہو یا احتمال ہو کہ اگر سو گیا تو صبح صادق سے پہلے بیدار ہو جائے گا اور اگر وہ اس بات سے غافل ہو کہ بیدار ہونے کے بعد اسے غسل کرنا چاہیئے تو اس صورت میں جب کہ وہ سو جائے اور صبح صادق تک سویا رہے بنابر

ضیح المسائل

صادق تک غسل نہ کرے اس کا روزہ صحیح ہے۔

مسئلہ ۱۶۴۱ : جو عورت استحاضہ کثیرہ کی حالت میں ہو اگر وہ اپنے غسلوں کو اس تفصیل کے ساتھ بجالائے جس کا ذکر بیان شدہ احکام استحاضہ کے سلسلے میں کیا گیا ہے تو اس کا روزہ صحیح ہے اور اظہر یہ ہے کہ استحاضہ متوسطہ میں اگر عورت غسل نہ بھی کرے تو اس کا روزہ صحیح ہے۔

مسئلہ ۱۶۴۲ : جس شخص نے مس میت کیا ہو یعنی اپنے بدن کا کوئی حصہ میت کے بدن سے لگایا ہو وہ غسل مس میت کے بغیر روزہ رکھ سکتا ہے اور اگر روزہ کی حالت میں بھی مس میت کرے تو اس کا روزہ باطل نہیں ہوتا۔

۸۔ حقنہ لینا

مسئلہ ۱۶۴۳ : بہنے والی چیز سے حقنہ اگرچہ بہ امر مجبوری اور علاج کی غرض سے لیا جائے روزے کو باطل کر دیتا ہے۔

۹۔ قے کرنا

مسئلہ ۱۶۴۴ : اگر روزہ دار جان بوجھ کر قے کرے تو اگرچہ وہ بیماری وغیرہ کی وجہ سے ایسا کرنے پر مجبور ہو اس کا روزہ باطل ہو جاتا ہے لیکن اگر سہواً یا بے اختیار ہو کر قے کرے تو کوئی حرج نہیں۔

مسئلہ ۱۶۴۵ : اگر کوئی شخص رات کو ایسی چیز کھا لے جس کے بارے میں معلوم ہو کہ اس کے کھانے کی وجہ سے دن میں بے اختیار قے آئے گی تو احتیاط واجب یہ ہے کہ اس دن کا روزہ قضا کرے۔

مسئلہ ۱۶۴۶ : اگر روزہ دار قے روک سکتا ہو اور ایسا کرنا اس کے لیئے مضر اور تکلیف کا باعث نہ ہو تو اسے چاہئے کہ قے کو روکے۔

مسئلہ ۱۶۴۷ : اگر روزہ دار کے گلے میں مکھی گھس جائے تو اگر ممکن ہو تو اسے چاہئے کہ اسے باہر نکالے اور ایسا کرنے سے اس کا روزہ باطل نہیں ہوتا لیکن اگر جانتا ہو کہ اسے نکالنے کی وجہ سے قے ہو جائے گی تو مکھی کا نکالنا واجب نہیں ہے اور اس کا روزہ صحیح ہے۔

مسئلہ ۱۶۴۸ : اگر روزہ دار سہوا کوئی چیز نگل لے اور اس کے پیٹ میں پہنچنے سے پہلے یاد آجائے کہ روزے سے ہے تو اس چیز کو نکالنا لازم نہیں اور روزہ صحیح ہے۔

مسئلہ ۱۶۴۹ : اگر کسی روزہ دار کو یقین ہو کہ ڈکار لینے کی وجہ سے کوئی چیز اس کے حلق سے باہر آجائے گی تو اسے جان بوجھ کر ڈکار نہ لینا چاہئے لیکن اگر اسے یقین نہ ہو تو کوئی حرج نہیں۔

مسئلہ ۱۶۵۰ : اگر روزہ دار ڈکار لے اور کوئی چیز اس کے حلق یا منہ میں آجائے تو اسے چاہئے کہ اسے اگل دے اور اگر وہ چیز بے اختیار پیٹ میں چلی جائے تو اس کا روزہ صحیح ہے۔

ان چیزوں کے متعلق احکام جو روزے کو باطل کرتی ہیں

مسئلہ ۱۶۵۱ : اگر انسان جان بوجھ کر اور اختیار کے ساتھ کوئی ایسا کام کرے جو روزے کو باطل کرتا ہو تو اس کا روزہ باطل ہو جاتا ہے اور اگر کوئی ایسا کام جان بوجھ کر نہ کرے تو کوئی حرج نہیں یعنی اس کا روزہ صحیح ہے لیکن اگر جنب سو جائے اور صبح صادق کی اذان تک غسل نہ کرے تو اس کا روزہ باطل ہے۔

مسئلہ ۱۶۵۲ : اگر روزہ دار سہوا کوئی ایسا کام کرے جو روزے کو باطل کرتا ہو اور اس خیال سے کہ اس کا روزہ باطل ہو گیا ہے دوبارہ عمدا کوئی اور ایسا ہی کام کرے تو اس کا روزہ باطل ہو جاتا ہے۔

مسئلہ ۱۶۵۳ : اگر کوئی چیز زبردستی روزہ دار کے حلق میں انڈیل دی جائے یا اس کا سر زبردستی پانی میں ڈبو دیا جائے تو اس کا روزہ باطل نہیں ہوتا لیکن اگر روزہ توڑنے پر مجبور کیا جائے مثلاً اسے کہا جائے کہ اگر تم غذا نہیں کھاؤ گے تو ہم تمہیں مالی یا جانی نقصان پہنچائیں گے اور وہ نقصان سے بچنے کے لیئے اپنے آپ کچھ کھا لے تو اس کا روزہ باطل ہو جائے گا۔

مسئلہ ۱۶۵۴ : روزہ دار کو ایسی جگہ نہیں جانا چاہئے جس کے بارے میں وہ جانتا ہو کہ لوگ کوئی چیز اس کے حلق میں ڈال دیں گے یا اسے خود روزہ توڑنے پر مجبور کریں گے اور اگر ایسی جگہ جائے اور لوگ کوئی چیز اس کے حلق میں ڈال دیں یا بہ امر مجبوری وہ خود کوئی ایسا کام کرے جو روزے کو باطل کرتا ہو تو اس کا روزہ باطل ہو جاتا ہے بلکہ اگر وہ اس جگہ جانے کا ارادہ بھی کرے تو خواہ وہاں نہ جائے

اس کا روزہ باطل ہو جاتا ہے۔

وہ چیزیں جو روزہ دار کے لیئے مکروہ ہیں

مسئلہ ۱۶۵۵ : روزہ دار کے لیئے کچھ چیزیں مکروہ ہیں اور ان میں سے بعض یہ ہیں۔

۱ ... آنکھ میں دوائی ڈالنا اور سرمہ لگانا جبکہ اس کا مزہ یا بو حلق میں پہنچ جائے۔

۲ ... ہر ایسا کام انجام دینا جو کمزوری کا باعث ہو مثلاً فصد کھلوانا اور حمام جانا۔

۳ ... ناس کھینچنا بشرطیکہ یہ علم نہ ہو کہ حلق تک پہنچے گی اور اگر یہ علم ہو کہ حلق تک پہنچے گی تو اس کا استعمال جائز نہیں۔

۴ ... خوشبودار بوٹیوں (گھاسوں) کو سونگھنا۔

۵ ... عورت کا پانی میں بیٹھنا۔

۶ ... شیاف استعمال کرنا یعنی کسی خشک چیز سے حقنہ لینا۔

۷ ... جو لباس پہن رکھا ہو اسے تر کرنا۔

۸ ... دانت نکلوانا اور ہر وہ کام کرنا جس کی وجہ سے منہ سے خون نکلے۔

۹ ... تر لکڑی سے مسواک کرنا۔

۱۰ ... بلا وجہ پانی یا کوئی اور سیال چیز منہ میں ڈالنا۔

اور یہ بھی مکروہ ہے کہ منی خارج ہونے کے قصد کے بغیر انسان اپنی بیوی کا بوسہ لے یا کوئی ایسا کام کرے جس سے شہوت برا نگختہ ہو اور اگر ایسا کرنا منی کے اخراج کے قصد سے ہو تو اس کا روزہ باطل ہو جاتا ہے۔

ایسے مواقع جن میں روزہ کی قضا اور کفارہ واجب ہو جاتے ہیں

مسئلہ ۱۶۵۶ : اگر کوئی شخص ماہ رمضان المبارک کی کسی رات میں جنب ہو جائے اور جس طرح گذشتہ مسئلوں میں تفصیل سے بتایا گیا ہے بیدار ہو اور دوبارہ سو جائے اور صبح صادق تک بیدار نہ ہو تو اسے چاہئے کہ فقط اس روزے کی قضا کرے لیکن اگر وہ عمداً کوئی دوسرا کام انجام دے جو روزے کو باطل کرتا ہو جبکہ یہ بھی جانتا ہو کہ وہ کام روزے کو باطل کرتا ہے تو قضا اور کفارہ دونوں اس پر

واجب ہو جاتے ہیں۔

مسئلہ ۱۶۵۷ : اگر روزہ دار مسئلہ نہ جاننے کی وجہ سے ایسا کام انجام دے جو روزے کو باطل کرتا ہو تو ظاہر یہ ہے کہ کفارہ اس پر واجب نہیں ہے لیکن اگر وہ جان بوجھ کر کوئی جھوٹ اللہ تعالیٰ یا رسول کریم ﷺ سے منسوب کرے اور جانتا ہو کہ ایسا کرنا حرام ہے تو اس پر کفارہ بھی واجب ہے خواہ وہ یہ نہ بھی جانتا ہو کہ وہ عمل روزے کو باطل کر دیتا ہے۔

روزے کا کفارہ

مسئلہ ۱۶۵۸ : ماہ رمضان کا روزہ توڑنے کے کفارہ کے طور پر انسان کو چاہئے کہ ایک غلام آزاد کرے یا ان احکام کے مطابق جو آئندہ مسئلے میں بیان کیئے جائیں گے دو مہینے روزے رکھے یا ساٹھ فقیروں کو پیٹ بھر کر کھانا کھلائے یا ہر فقیر کو ایک مد (تقریباً ۱۴ چھٹانک) طعام یعنی گندم یا جو یا روٹی وغیرہ دے اور اگر یہ افعال انجام دینا اس کے لیئے ممکن نہ ہو تو احتیاط کی بنا پر اسے چاہئے کہ بقدر امکان صدقہ دے اور استغفار کرے اور احتیاط واجب یہ ہے کہ جس وقت بھی قدرت رکھتا ہو کفارہ بھی دے۔

مسئلہ ۱۶۵۹ : جو شخص ماہ رمضان کے روزے کے کفارے کے طور پر دو ماہ روزے رکھنا چاہے اسے چاہئے کہ ایک پورا مہینہ اور اس سے اگلے مہینے کا ایک دن مسلسل روزے رکھے اور اگر باقی ماندہ روزے مسلسل نہ بھی رکھے تو کوئی حرج نہیں۔

مسئلہ ۱۶۶۰ : جو شخص ماہ رمضان کے روزے کے کفارے کے طور پر دو ماہ روزے رکھنا چاہے اسے وہ روزے ایسے وقت نہیں رکھنے چاہئیں کہ ایک مہینے اور ایک دن کے درمیان عید قربان کی طرف کوئی ایسا دن آجائے جس کا روزہ رکھنا حرام ہے۔

مسئلہ ۱۶۶۱ : جس شخص کو مسلسل روزے رکھنے چاہئیں اگر وہ ان کے بیچ میں بغیر عذر کے ایک دن روزہ نہ رکھے تو اسے چاہئے کہ دوبارہ از سر نو روزے رکھے۔

مسئلہ ۱۶۶۲ : اگر ان دنوں کے درمیان جن میں مسلسل روزے رکھنے چاہئیں روزہ دار کو کوئی

عذر پیش آجائے مثلاً حیض یا نفاس یا ایسا سفر جسے اختیار کرنے پر مجبور ہو تو عذر کے دور ہونے کے بعد روزوں کا از سر نو رکھنا اس کے لیئے واجب نہیں بلکہ وہ عذر دور ہونے کے بعد باقی ماندہ روزے رکھے۔

مسئلہ ۱۶۶۳ : اگر کوئی شخص حرام چیز سے اپنا روزہ باطل کر دے خواہ وہ چیز بذات خود حرام ہو جیسے شراب اور زنا یا کسی وجہ سے حرام ہو جائے جیسے کہ حلال غذا جس کا کھانا انسان کے لیئے بالعموم مضر ہو یا وہ اپنی بیوی سے حالت حیض میں مجامعت کرے تو احتیاط کی بنا پر کفارہ جمع یعنی تینوں کفارے اس پر واجب ہو جاتے ہیں یعنی اسے چاہیئے کہ ایک غلام آزاد کرے اور دو مہینے روزے رکھے اور ساٹھ فقیروں کو کھانا کھلائے یا ان میں سے ہر فقیر کو ایک مد (تقریباً ۱۴ چھٹانک) گندم یا جو روٹی وغیرہ دے اور یہ تینوں چیزیں اس کے لیئے ممکن نہ ہوں تو ان میں سے جو کفارہ ممکن ہو اسے انجام دے۔

مسئلہ ۱۶۶۴ : اگر روزہ دار جان بوجھ کر کوئی جھوٹی بات اللہ تعالیٰ یا نبی کریمؐ اور معصومینؑ سے منسوب کرے تو احتیاط کی بنا پر اس پر کفارہ جمع واجب ہو جاتا ہے جس کی تفصیل گزشتہ مسئلہ میں بیان کی گئی ہے۔

مسئلہ ۱۶۶۵ : اگر روزہ دار ماہ رمضان کے ایک دن میں کئی دفعہ جماع کرے تو ہر دفعہ کے لیئے اس پر ایک کفارہ واجب ہے اور ظاہر یہ ہے کہ جو حکم جماع کے لیئے ہے وہی حکم استمناء کے لیئے بھی ہے۔

مسئلہ ۱۶۶۶ : اگر روزہ دار ماہ رمضان کے ایک دن میں جماع اور استمناء کے علاوہ کئی دفعہ دوسرا ایسا کام کرے جو روزے کو باطل کرتا ہو تو ان سب کے لیئے صرف ایک کفارہ ہے۔

مسئلہ ۱۶۶۷ : اگر روزہ دار جماع اور استمناء کے علاوہ کوئی دوسرا کام کرے جو روزے کو باطل کرتا ہو اور اپنی زوجہ سے مجامعت بھی کرے تو اس پر ہر فعل کے لیئے الگ الگ کفارہ واجب ہو جاتا ہے۔

مسئلہ ۱۶۶۸ : اگر روزہ دار جماع اور استمناء کے علاوہ کوئی دوسرا کام کرے جو حلال ہو اور روزے کو باطل کرتا ہو مثلاً پانی پی لے اور اس کے بعد جماع اور استمناء کے علاوہ کوئی دوسرا کام

کرے جو حرام ہو اور روزے کو باطل کرتا ہو مثلاً حرام غذا کھانے سے بھی ایک کفارہ واجب ہے۔

مسئلہ ۱۶۶۹ : اگر روزہ دار ڈکار لے اور کوئی چیز اس کے منہ میں آجائے تو اگر وہ اسے جان بوجھ کر نگل جائے تو اس کا روزہ باطل ہو جاتا ہے اور اسے چاہئے کہ اس کی قضا کرے اور کفارہ بھی اس پر واجب ہو جاتا ہے اور اگر چیز کا کھانا حرام ہو مثلاً ڈکار لیتے وقت خون یا ایسی غذا جو غذا کی صورت میں خارج ہو چکی ہو اس کے منہ میں آجائے اور وہ اسے جان بوجھ کر نگل لے تو اسے چاہئے کہ اس روزے کی قضا کرے اور کفارہ جمع بھی اس پر واجب ہو جاتا ہے۔

مسئلہ ۱۶۷۰ : اگر کوئی شخص نذر کرے کہ ایک خاص دن روزہ رکھے گا تو اگر وہ اس دن جان بوجھ کر اپنے روزے کو باطل کر دے تو اسے چاہئے کہ کفارہ دے اور اس کا کفارہ اسی طرح ہے جیسے کہ حنث نذر (نذر توڑنے) کا کفارہ ہے۔

مسئلہ ۱۶۷۱ : اگر روزہ دار ایک ایسے شخص کے کہنے پر جو کہے کہ مغرب کا وقت ہو گیا ہے اور جس کے کہنے پر اسے اعتماد نہ ہو روزہ افطار کر لے اور بعد میں اسے پتہ چلے کہ مغرب کا وقت نہیں ہوا یا شک کرے کہ مغرب کا وقت ہوا ہے یا نہیں تو اس پر قضا اور کفارہ واجب ہو جاتے ہیں۔

مسئلہ ۱۶۷۲ : جو شخص جان بوجھ کر اپنا روزہ باطل کرے اگر وہ ظہر کے بعد سفر کرے یا کفارے سے بچنے کے لیئے ظہر سے پہلے سفر کرے تو اس پر سے کفارہ ساقط نہیں ہوتا بلکہ اگر ظہر سے پہلے اتفاقاً" اسے سفر کرنا پڑے تب بھی کفارہ اس پر واجب ہے۔

مسئلہ ۱۶۷۳ : اگر کوئی شخص جان بوجھ کر اپنا روزہ توڑ دے اور اس کے بعد کوئی عذر پیدا ہو جائے مثلاً حیض یا نفاس یا بیماری میں مبتلا ہو جائے تو واجب یہ ہے کہ کفارہ دے۔

مسئلہ ۱۶۷۴ : اگر کسی شخص کو یقین ہو کہ آج ماہ رمضان کی پہلی تاریخ ہے اور وہ جان بوجھ کر روزہ توڑ دے لیکن بعد میں پتہ چلے کہ آج شعبان کی آخری تاریخ ہے تو اس پر کفارہ واجب نہیں ہے۔

مسئلہ ۱۶۷۵ : اگر کسی شخص کو شک ہو کہ آج رمضان المبارک کی آخری تاریخ ہے یا کہ شوال کی پہلی تاریخ اور وہ جان بوجھ کر روزہ توڑ دے اور بعد میں پتہ چلے کہ پہلی شوال ہے تو اس پر کفارہ

واجب نہیں ہے۔

مسئلہ ۱۶۷۶ : اگر ایک روزہ دار ماہ رمضان میں اپنی روزہ دار بیوی سے جماع کرے تو اگر اس نے بیوی کو مجبور کیا ہو تو اسے چاہئے کہ اپنے روزے اور اپنی بیوی کے روزے کا کفارہ ادا کرے اور بیوی جماع پر راضی ہو تو پھر ہر ایک پر ایک ایک کفارہ واجب ہو جاتا ہے۔

مسئلہ ۱۶۷۷ : اگر کوئی عورت اپنے روزہ دار شوہر کو جماع کرنے پر مجبور کرے تو اس پر شوہر کے روزے کا کفارہ ادا کرنا واجب نہیں ہے۔

مسئلہ ۱۶۷۸ : اگر ایک روزہ دار آدمی ماہ رمضان میں اپنی بیوی کو جماع پر مجبور کرے اور جماع کے دوران میں عورت بھی جماع پر راضی ہو جائے تو احتیاط واجب کی بنا پر چاہئے کہ مرد دو کفارے دے اور عورت ایک کفارہ دے۔

مسئلہ ۱۶۷۹ : اگر ایک روزہ دار آدمی ماہ رمضان المبارک میں اپنی روزہ دار بیوی سے جو سو رہی ہو جماع کرے تو اس پر ایک کفارہ واجب ہو جاتا ہے اور عورت کا روزہ صحیح ہے اور کفارہ بھی اس پر واجب نہیں۔

مسئلہ ۱۶۸۰ : اگر شوہر اپنی بیوی کو یا بیوی اپنے شوہر کو جماع کے علاوہ کوئی ایسا کام کرنے پر مجبور کرے کہ جس سے روزہ باطل ہو جاتا ہے تو ان دونوں میں سے کسی پر بھی کفارہ واجب نہیں ہے۔

مسئلہ ۱۶۸۱ : جو مرد سفر یا بیماری کی وجہ سے روزہ نہ رکھے وہ اپنی روزہ دار بیوی کو جماع پر مجبور نہیں کر سکتا لیکن اگر مجبور بھی کرے تو مرد پر بھی کفارہ واجب نہیں۔

مسئلہ ۱۶۸۲ : انسان کو چاہئے کہ کفارہ ادا کرنے میں کوتاہی نہ کرے لیکن اس کا فوراً انجام دینا بھی ضروری نہیں۔

مسئلہ ۱۶۸۳ : اگر کسی شخص پر کفارہ واجب ہو اور وہ کئی سال تک اسے ادا نہ کرے تو کفارے میں کوئی اضافہ نہیں ہوتا۔

مسئلہ ۱۶۸۴ : جس شخص کے لیئے کفارے کے طور پر ایک دن ساٹھ فقیروں کو کھانا کھلانا لازم ہو

اس کے لیئے جائز نہیں کہ ان میں سے کسی ایک فقیر کو ایک مد سے زیادہ غذا دے یا ایک فقیر کو ایک سے زیادہ مرتبہ پیٹ بھر کر کھلائے اور اسے اپنے کفارے میں زیادہ افراد کو غذا دینا یا کھانا کھلانا شمار کرے لیکن وہ یہ کر سکتا ہے کہ فقیر کے اہل وعیال میں سے ہر ایک کے لیئے ایک ایک مد دے دے خواہ وہ لوگ چھوٹے چھوٹے بچے ہی کیوں نہ ہوں۔ لیکن ان میں کوئی دودھ پیتا بچہ نہ ہو۔

مسئلہ ۱۶۸۵ : جو شخص ماہ رمضان المبارک کے روزے کی قضا کرے اگر وہ ظہر کے بعد جان بوجھ کر کوئی ایسا کام کرے جو روزے کو باطل کرتا ہو تو اسے چاہیئے کہ دس فقیروں کو فرداً" فرداً" ایک مد چودہ چھٹانک غذا دے اور اگر نہ دے سکتا ہو تو تین روزے رکھے۔

وہ صورتیں جن میں فقط روزے کی قضا واجب ہے

مسئلہ ۱۶۸۶ : چند صورتوں میں انسان پر صرف روزے کی قضا واجب ہے اور کفارہ واجب نہیں ہے۔

مسئلہ ۱۶۸۷ : یہ کہ ایک شخص ماہ رمضان کی رات میں جنب ہو جائے اور جیسا کہ تفصیل سے بتایا گیا ہے صبح صادق تک دوسری نیند سے بیدار نہ ہو۔

مسئلہ ۱۶۸۸ : جو کام روزے کو باطل کرتا ہو اس کا مرتکب تو نہ ہو لیکن روزے کی نیت نہ کرے یا دکھاوا کرے (یعنی لوگوں پر ظاہر کرے کہ روزے سے ہوں) یا روزہ نہ رکھنے کا ارادہ کرے یا کسی ایسے کام کے کرنے کا ارادہ کرے جو روزے کو باطل کرتا ہو۔

مسئلہ ۱۶۸۹ : یہ کہ ماہ رمضان المبارک میں غسل جنابت کرنا بھول جائے اور جنابت کی حالت میں ایک یا کئی دن روزے رکھتا رہے۔

مسئلہ ۱۶۹۰ : یہ کہ ماہ رمضان المبارک میں یہ تحقیق کیئے بغیر کہ صبح صادق ہوئی ہے یا نہیں کوئی ایسا کام کرے جو روزے کو باطل کرتا ہو اور بعد میں پتہ چلے کہ صبح ہو چکی تھی نیز اگر تحقیق کرنے کے بعد یہ گمان رکھنے کے باوجود کہ صبح صادق ہو گئی ہے کوئی ایسا کام کرے جو روزے کو باطل کرتا ہو اور بعد میں پتہ چلے کہ صبح صادق تھی تب بھی اس روزے کی قضا انسان پر واجب ہے بلکہ اگر تحقیق کرنے کے بعد شک کرے کہ صبح صادق ہوئی ہے یا نہیں اور کوئی ایسا کام کرے جو روزے کو باطل کرتا ہو اور

بعد میں معلوم ہو کہ صبح تھی تو اسے چاہئے کہ اس دن کے روزے کی قضا بجا لائے۔

مسئلہ ۱۶۹۱ : یہ کہ کوئی کہے کہ صبح صادق نہیں ہوئی اور انسان اس کے کہنے کی بنا پر کوئی ایسا کام کرے جو روزے کو باطل کرتا ہو اور بعد میں پتہ چلے کہ صبح صادق ہو گئی تھی۔

مسئلہ ۱۶۹۲ : یہ کہ کوئی کہے کہ صبح صادق ہو گئی ہے اور انسان کے کہنے پر یقین نہ کرے یا خیال کرے کہ مذاق کر رہا ہے اور کوئی ایسا کام کرے جو روزے کو باطل کرتا ہو اور بعد میں معلوم ہو کہ صبح صادق ہو گئی تھی۔

مسئلہ ۱۶۹۳ : یہ کہ اندھا یا اندھے جیسا کوئی شخص کسی دوسرے کے کہنے پر روزہ افطار کر لے اور بعد میں پتہ چلے کہ ابھی افطار کا وقت نہیں ہوا تھا۔

مسئلہ ۱۶۹۴ : یہ کہ جب مطلع صاف ہو تو تاریکی کی وجہ سے انسان یقین کر لے کہ افطار کا وقت ہو گیا ہے اور روزہ افطار کر لے اور بعد میں پتہ چلے کہ ابھی افطار کا وقت نہیں ہوا تھا لیکن اگر ابر آلود فضا میں انسان اس گمان کے تحت روزہ افطار کر لے کہ افطار کا وقت ہو گیا ہے اور بعد میں معلوم ہو کہ افطار کا وقت نہیں ہوا تھا تو قضا لازم نہیں ہے۔

مسئلہ ۱۶۹۵ : یہ کہ ٹھنڈا محسوس کرنے کے لیئے یا بغیر کسی وجہ کے انسان کلی کرے یعنی پانی منہ میں گھمائے اور بے اختیار پانی پیٹ میں چلا جائے تو روزے کی قضا واجب ہے اور اگر نماز واجب کے وضو کے علاوہ کسی وضو کے لیئے کلی کی جائے تو احتیاط واجب کی بنا پر اس کے لیئے بھی یہی حکم ہے لیکن اگر انسان بھول جائے کہ روزے سے ہے اور پانی نگل لے یا نماز واجب کے لیئے وضو کرتے وقت کلی کرے اور پانی بے اختیار پیٹ میں چلا جائے تو اس پر قضا واجب نہیں ہے۔

مسئلہ ۱۶۹۶ : یہ کہ کوئی شخص مجبوری یا اضطرار یا تقیہ کے تحت روزہ افطار کرے اس صورت میں اس پر روزے کی قضا واجب ہے لیکن کفارہ واجب نہیں۔

مسئلہ ۱۶۹۷ : اگر روزہ دار پانی کے علاوہ کوئی چیز منہ میں ڈالے اور وہ بے اختیار پیٹ میں چلی جائے یا ناک میں پانی ڈالے اور وہ بے اختیار نیچے چلا جائے تو اس پر قضا واجب نہیں ہے۔

مسئلہ ۱۶۹۸ : روزہ دار کے لیئے زیادہ کلیاں کرنا مکروہ ہے اور اگر کلی کے بعد لعاب دہن نگلنا

چاہیے تو لازم ہے کہ پہلے اس قدر تھوکے کہ منہ میں موجود پانی ختم ہونے کا یقین ہو جائے۔

مسئلہ ۱۶۹۹ : اگر انسان جانتا ہو کلی کرنے سے بے اختیار یا بھول جانے کی وجہ سے پانی اس کے حلق میں چلا جائے گا تو اسے کلی نہیں کرنی چاہیے۔

مسئلہ ۱۷۰۰ : اگر کسی شخص کو ماہ رمضان المبارک میں تحقیق کرنے کے بعد یقین ہو جائے کہ ابھی صبح نہیں ہوئی اور وہ کوئی ایسا کام کرے جو روزے کو باطل کرتا ہے اور بعد میں معلوم ہو صبح ہو گئی تھی تو اس کے لیئے روزے کی قضا کرنا ضروری نہیں۔

مسئلہ ۱۷۰۱ : اگر کسی شخص کو شک ہو کہ افطار کا وقت ہوا ہے یا نہیں تو وہ روزہ افطار نہیں کر سکتا لیکن اگر اسے شک ہو کہ صبح ہوئی ہے یا نہیں تو وہ تحقیق کرنے سے پہلے بھی ایسا کام انجام دے سکتا ہے جو روزے کو باطل کرتا ہو۔

قضا روزے کے احکام

مسئلہ ۱۷۰۲ : اگر ایک دیوانہ شخص صحت مند ہو جائے تو اس کے لیئے دیوانگی کے زمانے کے روزوں کی قضا واجب نہیں۔

مسئلہ ۱۷۰۳ : اگر ایک کافر مسلمان ہو جائے تو اس کے لیئے اپنے زمانہ کفر کے روزوں کی قضا کرنا واجب نہیں لیکن اگر ایک مسلمان کافر ہو جائے اور پھر دوبارہ مسلمان ہو جائے تو اسے چاہیئے کہ جتنے دن کافر رہا ہو اس زمانے کے روزوں کی قضا کرے۔

مسئلہ ۱۷۰۴ : جو روزے انسان کی مستی کی وجہ سے چھوٹ جائیں اسے چاہیئے کہ ان کی قضا کرے خواہ جس چیز کی وجہ سے وہ مست ہوا ہو وہ اس نے علاج کی غرض سے ہی کھائی ہو۔

مسئلہ ۱۷۰۵ : اگر کوئی شخص کسی عذر کی وجہ سے چند دن روزے نہ رکھے اور بعد میں شک کرے کہ اس کا عذر کس وقت زائل ہوا تھا تو اس کے لیئے واجب نہیں کہ جتنی مدت روزے نہ رکھنے کا زیادہ احتمال ہو اس کے مطابق قضاء کرے مثلاً اگر کوئی شخص رمضان المبارک سے پہلے سفر اختیار کرے اور رمضان المبارک میں واپس آئے اور بعد میں شک کرے کہ آیا ماہ مبارک کی پانچویں تاریخ کو

سفر سے واپس آیا تھا یا چھٹی کو یا یہ کہ مثلاً اس نے ماہ رمضان المبارک کے آخر میں سفر شروع کیا ہو اور اسے یہ پتہ نہ ہو کہ پچیسویں رمضان کو سفر اختیار کیا تھا یا چھبیسویں کو تو دونوں صورتوں میں وہ کمتر مقدار یعنی پانچ روزوں کی قضا پر اکتفا کر سکتا ہے اگرچہ احتیاط مستحب یہ ہے کہ زیادہ مقدار یعنی چھ روزوں کی قضا کرے۔

مسئلہ ۱۷۰۶ : اگر کسی شخص پر کئی سال کے ماہ رمضان المبارک کے روزوں کی قضاء واجب ہو تو جس سال کے روزوں کی قضا پہلے کرنا چاہے کر سکتا ہے لیکن اگر آخری رمضان المبارک کے روزوں کی قضاء کا وقت تنگ ہو مثلاً آخری رمضان المبارک کے پانچ روزوں کی قضاء اس کے ذمے ہو اور آئندہ رمضان المبارک کے شروع ہونے میں بھی پانچ دن باقی ہوں تو پہلے آخری رمضان المبارک کے روزوں کی قضاء کرے۔

مسئلہ ۱۷۰۷ : اگر کسی شخص پر کئی سال کے ماہ رمضان کے روزوں کی قضاء واجب ہو اور وہ روزہ کی نیت کرتے وقت معین نہ کرے کہ کون سے رمضان المبارک کے روزے کی قضاء کر رہا ہے تو اس کا شمار آخری ماہ رمضان کی قضاء میں نہیں ہوگا۔

مسئلہ ۱۷۰۸ : جس شخص نے رمضان المبارک کا قضاء روزہ رکھا ہو وہ اس روزے کو ظہر سے پہلے توڑ سکتا ہے اگر قضاء کا وقت تنگ ہو تو بہتر ہے کہ روزہ نہ توڑے۔

مسئلہ ۱۷۰۹ : اگر کسی نے میت کا روزہ قضاء کیا ہو تو بہتر یہ ہے کہ ظہر کے بعد روزہ نہ توڑے۔

مسئلہ ۱۷۱۰ : اگر کوئی شخص بیماری یا حیض یا نفاس کی وجہ سے رمضان المبارک کے روزے نہ رکھے اور رمضان المبارک کے ختم ہونے سے پہلے مر جائے تو جو روزے اس نے نہ رکھے ہوں اس کی خاطر ان کا قضاء کرنا ضروری نہیں۔

مسئلہ ۱۷۱۱ : اگر کوئی شخص بیماری کی وجہ سے رمضان المبارک کے روزے نہ رکھے اور اس کی بیماری آئندہ رمضان تک طول کھینچ جائے تو جو روزے اس نے نہ رکھے ہوں ان کی قضاء اس پر واجب نہیں ہے اور اسے چاہئے کہ ہر دن کے لیئے ایک مد (تقریباً چودہ چھٹانک) طعام یعنی گندم یا جو یا روٹی وغیرہ فقیر کو دے لیکن اگر کسی اور عذر مثلاً سفر کی وجہ سے روزے نہ رکھے اور اس کا عذر آئندہ

رمضان المبارک تک باقی رہے تو اسے چاہئے کہ جو روزے نہ رکھے ہوں ان کی قضاء کرے اور احتیاط واجب یہ ہے کہ ہر ایک دن کے لیئے ایک مد طعام بھی فقیر کو دے۔

مسئلہ ۱۷۱۲ : اگر کوئی شخص بیماری کی وجہ سے رمضان المبارک کے روزے نہ رکھے اور رمضان المبارک کے بعد اس کی بیماری دور ہو جائے لیکن کوئی دوسرا عذر لاحق ہو جائے جس کی وجہ سے وہ آئندہ رمضان المبارک تک قضاء شدہ روزے نہ رکھ سکے تو اسے چاہئے کہ جو روزے نہ رکھے ہوں ان کی قضاء کرے نیز اگر رمضان المبارک میں بیماری کے علاوہ کوئی اور عذر رکھتا ہو اور رمضان المبارک کے بعد وہ عذر دور ہو جائے اور آئندہ سال کے رمضان المبارک تک بیماری کی وجہ سے روزے نہ رکھ سکے تو جو روزے نہ رکھے ہوں اسے چاہئے کہ ان کی قضاء کرے اور احتیاط واجب کی بنا پر ہر دن کے لیئے ایک مد طعام بھی فقیر کو دے۔

مسئلہ ۱۷۱۳ : اگر کوئی شخص کسی عذر کی وجہ سے رمضان المبارک میں روزے نہ رکھے اور رمضان المبارک کے بعد اس کا عذر دور ہو جائے اور وہ آئندہ رمضان المبارک تک عمداً روزوں کی قضاء نہ کرے تو اسے چاہئے کہ روزوں کی قضاء کرے اور ہر ایک دن کے لیئے ایک مد طعام بھی فقیر کو دے۔

مسئلہ ۱۷۱۴ : اگر کوئی شخص روزے قضاء کرنے میں کوتاہی کرے حتیٰ کہ وقت تنگ ہو جائے اور وقت کی تنگی میں اسے کوئی عذر لاحق ہو جائے تو اسے چاہئے کہ روزوں کی قضاء کرے اور ہر ایک دن کے لیئے ایک مد طعام فقیر کو دے اور اگر عذر دور ہونے کے بعد مصمم ارادہ رکھتا ہو کہ روزوں کی قضاء کرے گا لیکن قضاء کرنے سے پہلے تنگ وقت میں اسے کوئی عذر لاحق ہو جائے تو احتیاط واجب کی بنا پر اس صورت میں بھی یہی حکم ہے۔

مسئلہ ۱۷۱۵ : اگر انسان کا مرض چند سال طول کھینچ جائے تو اسے چاہئے کہ تندرست ہونے کے بعد آخری رمضان المبارک کے چھوٹے ہوئے روزوں کی قضاء کرے اور اس سے پہلے سالوں کے ماہ ہائے مبارک کے ہر دن کے لیئے ایک مد طعام فقیر کو دے اور احتیاط مستحب یہ ہے کہ ان کی قضاء بھی کرے۔

مسئلہ ۱۷۱۶ : جس شخص کے لیئے ہر روزہ کے عوض ایک مد غذا فقیر کو دینا واجب ہو وہ چند دنوں

کا کفارہ ایک ہی فقیر کو دے سکتا ہے۔

مسئلہ ۱۷۱۷ : اگر کوئی شخص ماہ رمضان المبارک کے روزوں کے قضاء کرنے میں کئی سال کی تاخیر کر دے تو اسے چاہئے کہ قضاء کرے اور پہلے سال میں تاخیر کرنے کی بنا پر ہر روزے کے لیئے ایک مدطعام فقیر کو دے لیکن باقی سال کی تاخیر کے لیئے اس پر کچھ بھی واجب نہیں ہے۔

مسئلہ ۱۷۱۸ : اگر کوئی شخص رمضان المبارک کے روزے جان بوجھ کر نہ رکھے تو اسے چاہئے کہ ان کی قضاء بجالائے اور ہر دن کیلئے دو مہینے روزے رکھے یا ساٹھ فقیروں کو کھانے دے یا ایک غلام آزاد کرے اور اگر آئندہ رمضان المبارک تک قضاء نہ کرے تو ہر دن کیلئے ایک مدطعام کفارہ بھی دے۔

مسئلہ ۱۷۱۹ : اگر کوئی شخص جان بوجھ کر رمضان المبارک کا روزہ نہ رکھے اور دن میں کئی دفعہ جماع یا استمناء کرے، تو کفارہ بھی مکرر ہو جائے گا (یعنی جتنی دفعہ جماع یا استمناء کرے اتنی دفعہ ہی کفارہ بھی دینا ہوگا) لیکن اگر کئی دفعہ کوئی اور ایسا کام کرے جو روزے کو باطل کرتا ہو مثلاً کئی دفعہ کھانا کھائے تو ایک کفارہ کافی ہے۔

مسئلہ ۱۷۲۰ : باپ کے مرنے کے بعد بڑے بیٹے کو چاہئے کہ اس کے روزوں کی قضاء اسی طرح بجالائے جیسے کہ نماز کے سلسلے میں اس سے قبل تفصیل سے بتایا گیا ہے۔

مسئلہ ۱۷۲۱ : اگر کسی کے باپ نے ماہ رمضان المبارک کے روزوں کے علاوہ کوئی دوسرے واجب روزے (مثلاً نذر کے روزے) نہ رکھے ہوں تو احتیاط واجب یہ ہے کہ بڑا بیٹا ان روزوں کی قضاء کرے لیکن اگر باپ کسی کے روزوں کے لیئے اجیر بنا ہو اور اس نے وہ روزے نہ رکھے ہوں تو ان روزوں کی قضاء بڑے بیٹے پر واجب نہیں ہے۔

مسافر کے روزوں کے احکام

مسئلہ ۱۷۲۲ : جس مسافر کے لیئے سفر میں چار رکعتی نماز کی بجائے دو رکعت پڑھنا لازم ہو اسے روزہ نہیں رکھنا چاہئے لیکن وہ مسافر جو پوری نماز پڑھتا ہو (مثلاً وہ شخص جس کا شغل ہی سفر ہو یا جس

کا سفر کسی ناجائز کام کے لیئے ہو) اسے چاہئے کہ سفر میں روزہ رکھے۔

مسئلہ ۱۷۲۳ : ماہ رمضان المبارک میں سفر کرنے میں کوئی حرج نہیں لیکن روزے سے بچنے کے لیئے سفر کرنا مکروہ ہے اور اسی طرح رمضان المبارک کی چوبیسویں تاریخ سے پہلے سفر کرنا بھی مکروہ ہے بجز اس کے کہ یہ سفر حج یا عمرہ یا کسی ضروری کام کے لیئے ہو۔

مسئلہ ۱۷۲۴ : اگر ماہ رمضان المبارک کے روزوں کے علاوہ کسی خاص دن کا روزہ انسان پر واجب ہو مثلاً اس نے کسی خاص دن کے روزے کی نذر کی ہو تو بہتر ہے کہ جب تک مجبور نہ ہو اس دن سفر نہ کرے اور اگر سفر میں ہو اور ایسا کرنا ممکن ہو تو کسی جگہ دس دن رہنے کا قصد کرے اور اس دن کا روزہ رکھے لیکن ظاہر یہ ہے کہ سفر کرنا جائز ہے اور کسی جگہ دس دن ٹھہرنے کا قصد کرنا واجب نہیں ہے اور اگر انسان اس دن کا روزہ نہ رکھے تو لازم ہے کہ اس کی قضاء کرے۔

مسئلہ ۱۷۲۵ : اگر کوئی شخص روزے کی نذر کرے لیکن اس کے لیئے دن معین نہ کرے تو وہ روزہ سفر میں نہیں رکھ سکتا لیکن اگر نذر کرے کہ سفر کے دوران میں ایک مخصوص دن روزہ رکھے گا تو وہ نذر بھی صحیح نہیں ہے۔

مسئلہ ۱۷۲۶ : مسافر طلب حاجت کے لیئے تین دن مدینہ طیبہ میں مستحبی روزہ رکھ سکتا ہے اور احوط یہ ہے کہ وہ تین دن بدھ' جمعرات اور جمعہ ہوں۔

مسئلہ ۱۷۲۷ : اگر کوئی شخص جسے یہ علم نہ ہو کہ مسافر کا روزہ رکھنا صحیح نہیں سفر میں روزہ رکھے اور دن میں اس مسئلے کا پتہ چل جائے تو اس کا روزہ باطل ہے لیکن اگر افطار تک پتہ نہ چلے تو اس کا روزہ صحیح ہے۔

مسئلہ ۱۷۲۸ : اگر کوئی شخص یہ بھول جائے کہ وہ مسافر ہے یا یہ بھول جائے کہ سفر میں روزہ باطل ہوتا ہے اور سفر کے دوران میں روزہ رکھ لے تو اس کا روزہ باطل ہے۔

مسئلہ ۱۷۲۹ : اگر روزہ دار ظہر کے بعد سفر اختیار کرے تو اسے چاہئے کہ اپنے روزے کو تمام کرے اور اگر ظہر سے پہلے سفر اختیار کرے تو جونہی وہ حد ترخص پر پہنچے گا اس کا روزہ باطل ہو جائے گا اور اگر حد ترخص تک پہنچنے سے پہلے روزہ توڑ دے تو اس پر کفارہ واجب ہے۔

مسئلہ ۱۷۳۰ : اگر مسافر ماہ رمضان المبارک میں (خواہ وہ فجر سے پہلے سفر میں ہو یا روزے سے ہو اور سفر کرے) ظہر سے پہلے اپنے وطن پہنچ جائے یا ایسی جگہ پہنچ جائے جہاں وہ دس دن قیام کرنا چاہتا ہو اور اگر اس نے کوئی ایسا کام نہ کیا ہو جو روزے کو باطل کرتا ہو تو اسے چاہئے کہ اس دن کا روزہ رکھے اور اگر کوئی ایسا کام کیا ہو جو روزے کو باطل کرتا ہو تو اس دن کا روزہ اس پر واجب نہیں ہے۔

مسئلہ ۱۷۳۱ : اگر مسافر ظہر کے بعد اپنے وطن پہنچے یا ایسی جگہ پہنچے جہاں دس دن قیام کرنا چاہتا ہو تو اسے اس دن کا روزہ نہیں رکھنا چاہیے۔

مسئلہ ۱۷۳۲ : مسافر اور وہ شخص جو کسی عذر کی وجہ سے روزہ نہ رکھ سکتا ہو اس کے لیئے ماہ رمضان المبارک میں دن کے وقت جماع کرنا اور پیٹ بھر کر کھانا پینا مکروہ ہے۔

وہ اشخاص جن پر روزہ رکھنا واجب نہیں

مسئلہ ۱۷۳۳ : جو شخص بڑھاپے کی وجہ سے روزہ نہ رکھ سکتا ہو یا روزہ رکھنا اس کے لیئے تکلیف کا موجب ہو اس پر روزہ واجب نہیں ہے لیکن دوسری صورت میں اسے چاہئے کہ ہر روزے کے عوض ایک مد طعام یعنی گندم یا جو یا روٹی یا ان سے ملتی جلتی کوئی چیز فقیر کو دے۔

مسئلہ ۱۷۳۴ : جو شخص بڑھاپے کی وجہ سے ماہ رمضان المبارک کے روزے نہ رکھے اگر وہ رمضان المبارک کے بعد روزے رکھنے کے قابل ہو تو احتیاط مستحب یہ ہے کہ جو روزے نہ رکھے ہوں ان کی قضاء بجا لائے۔

مسئلہ ۱۷۳۵ : اگر کسی شخص کو کوئی ایسی بیماری ہو جس کی وجہ سے اسے بہت زیادہ پیاس لگتی ہو اور وہ پیاس برداشت نہ کر سکتا ہو یا پیاس کی وجہ سے اسے تکلیف ہوتی ہو تو اس پر روزہ واجب نہیں ہے لیکن دوسری صورت میں (یعنی تکلیف کی صورت میں) اسے چاہئے کہ ہر روزے کے لیئے ایک مد طعام فقیر کو دے اور احتیاط مستحب یہ ہے کہ جتنی مقدار اشد ضروری ہو اس سے زیادہ پانی نہ پئے اور بعد میں جب روزہ رکھنے پر قادر ہو تو جو روزے نہ رکھے ہوں احتیاط کی بنا پر ان کی قضاء کرے۔

مسئلہ ۱۷۳۶ : جس عورت کا وضع حمل کا وقت قریب ہو اور اس کا روزہ رکھنا اس کے حمل یعنی

پیٹ میں جو بچہ ہو اس کے لیئے مضر ہو اس عورت پر روزہ واجب نہیں ہے اور اسے چاہئے کہ ہر دن کے لئے ایک مدطعام فقیر کو دے اور اگر روزہ خود اس عورت کے لیئے مضر ہو تو بھی اس پر روزہ رکھنا واجب نہیں ہے اور احتیاط مستحب کی بنا پر ہر دن کے لیئے ایک مدطعام فقیر کو دے اور اسے چاہئے کہ دونوں صورتوں میں جو روزے نہ رکھے ہوں ان کی قضاء کرے۔

مسئلہ ۱۷۳۷ : جو عورت بچے کو دودھ پلاتی ہو اور اس کا دودھ کم ہو (خواہ وہ بچے کی ماں ہو یا دایہ ہو یا بچے کو مفت دودھ پلارہی ہو) اگر اس کا روزہ رکھنا دودھ پینے والے بچے کے لیئے مضر ہو تو اس عورت پر روزہ رکھنا واجب نہیں اور اسے چاہئے کہ ہر دن کے لیئے ایک مدطعام فقیر کو دے اور اگر روزہ رکھنا خود اس کے لیئے بھی مضر ہو تو روزہ اس پر واجب نہیں لیکن احتیاط مستحب کی بنا پر ہر دن کے لیئے مدطعام فقیر کو دے اور دونوں صورتوں میں جو روزے نہ رکھے ہوں ان کی قضاء کرے لیکن اگر اس دودھ پلانے والی کو کوئی اور ایسی عورت مل جائے جو بلا اجرت بچے کو دودھ پلائے یا بچے کو دودھ پلانے کے لیئے بچے کے باپ سے یا ماں سے یا کسی اور شخص سے جو اسے اجرت دے اجرت لے لے تو دودھ پلانے والی کے لیئے واجب ہے کہ بچہ اس عورت کو دے دے اور خود روزے رکھے۔

مہینے کی پہلی تاریخ ثابت ہونے کا طریقہ

مسئلہ ۱۷۳۸ : مہینے کی پہلی تاریخ مندرجہ ذیل چار چیزوں سے ثابت ہوتی ہے۔

۱... انسان خود چاند دیکھ لے۔

۲... ایک ایسا گروہ جس کے کہنے پر یقین یا اطمینان پیدا ہو جائے یہ کہے کہ ہم نے چاند دیکھا ہے اور اس طرح ہر وہ چیز جس کی بدولت یقین یا اطمینان پیدا ہو جائے۔

۳... دو عادل مرد یہ کہیں کہ ہم نے رات کو چاند دیکھا ہے لیکن اگر وہ چاند کے الگ الگ اوصاف بیان کریں تو پہلی تاریخ ثابت نہیں ہوگی۔

۴... شعبان کی پہلی تاریخ سے تیس دن گزر جائیں جن کے گزرنے پر ماہ رمضان المبارک کی پہلی تاریخ ثابت ہو جاتی ہے اور رمضان المبارک کی پہلی تاریخ سے تیس دن گزر جائیں جن کے گزرنے پر شوال کی پہلی تاریخ ثابت ہو جاتی ہے۔

مسئلہ ۱۷۳۹ : حاکم شرع کے حکم سے مہینے کی پہلی تاریخ ثابت ہو جاتی ہے۔

مسئلہ ۱۷۴۰ : منجموں کی پیشین گوئی سے مہینے کی پہلی تاریخ ثابت نہیں ہوتی لیکن اگر انسان کو ان کے کہنے سے یقین یا اطمینان ہو جائے تو اسے چاہئے کہ اس پر عمل کرے۔

مسئلہ ۱۷۴۱ : چاند کا آسمان پر بلند ہونا یا اس کا دیر سے غروب ہونا اس بات کی دلیل نہیں کہ سابقہ رات چاند رات تھی اور اسی طرح اگر چاند ظہر سے پہلے دکھائی دے تو وہ دن مہینے کا پہلا دن شمار نہ ہوگا اگر چاند کے گرد حلقہ ہو تو اس سے پتہ چلتا ہے کہ پہلی کا چاند گزشتہ رات نکلا ہے۔

مسئلہ ۱۷۴۲ : اگر کسی شخص پر ماہ رمضان المبارک کی پہلی تاریخ ثابت نہ ہو اور وہ روزہ نہ رکھے لیکن بعد میں ثابت ہو جائے کہ گزشتہ رات ہی چاند رات تھی تو اسے چاہئے کہ اس دن کے روزے کے قضاء کرے۔

مسئلہ ۱۷۴۳ : اگر کسی شہر میں مہینے کی پہلی تاریخ ثابت ہو جائے تو دوسرے شہروں میں بھی ثابت ہو جائے گی خواہ وہ دوسرے شہر اس شہر سے دور ہوں یا نزدیک اور خواہ اس شہر کا اور ان دوسرے شہروں کا افق ایک ہی ہو یا نہ ہو۔

مسئلہ ۱۷۴۴ : مہینے کی پہلی تاریخ تار برقی سے ثابت نہیں ہوتی سوائے اس صورت کے انسان کو علم ہو کہ تار دو عادل مردوں کی شہادت کی رو سے کسی دوسرے ایسے طریقے سے آیا ہے جو شرعاً معتبر ہے۔

مسئلہ ۱۷۴۵ : جس دن کے متعلق انسان کو علم نہ ہو کہ رمضان المبارک کا آخری دن یا ماہ شوال کا پہلا دن اس دن اسے چاہئے کہ روزہ رکھے لیکن اگر دن میں اسے پتہ چل جائے کہ یکم شوال ہے تو اسے چاہئے کہ روزہ افطار کر دے۔

مسئلہ ۱۷۴۶ : اگر ایک شخص جیل میں ہو اور ماہ رمضان المبارک کے بارے میں یقین نہ کر سکے تو اسے چاہئے کہ گمان پر عمل کرے اور اگر یہ بھی ممکن نہ ہو تو جس مہینے کا احتمال ہو کہ رمضان المبارک ہے اس میں روزے رکھنا صحیح ہے لیکن اسے چاہئے کہ جس مہینے میں روزے رکھے ہیں اس کے گیارہ مہینے گزرنے کے بعد دوبارہ ایک مہینے کے روزے رکھے۔

حرام اور مکروہ روزے

مسئلہ ۱۷۴۷ : عید فطر اور عید قربان کے دن روزہ رکھنا حرام ہے نیز جس دن کے بارے میں انسان کو علم نہ ہو کہ شعبان کی آخری تاریخ ہے یا رمضان المبارک کی پہلی تو اگر وہ اس دن پہلی رمضان المبارک کی نیت سے روزہ رکھے تو حرام ہے۔

مسئلہ ۱۷۴۸ : اگر عورت کے مستحبی روزہ رکھنے سے شوہر کی حق تلفی ہوتی ہو تو عورت پر روزہ رکھنا حرام ہے اور احتیاط واجب یہ ہے کہ خواہ شوہر کی حق تلفی نہ بھی ہوتی ہو اس کی اجازت کے بغیر مستحبی روزہ نہ رکھے۔

مسئلہ ۱۷۴۹ : اگر اولاد کا مستحبی روزہ باپ اور ماں یا دادا کے لیئے اذیت کا موجب ہو تو اولاد کے لیئے مستحبی روزہ رکھنا حرام ہے۔

مسئلہ ۱۷۵۰ : اگر کوئی بیٹا باپ کی اجازت کے بغیر مستحبی روزہ رکھ لے اور دن کے دوران میں باپ اسے منع کرے تو اگر بیٹے کا باپ کا کہا نہ ماننا باپ کی اذیت کا موجب ہو تو بیٹے کو چاہئے کہ روزہ توڑ دے۔

مسئلہ ۱۷۵۱ : اگر کوئی شخص جانتا ہو کہ روزہ اس کے لیئے مضر نہیں ہے تو اگرچہ ڈاکٹر کہے کہ مضر ہے اس شخص کو روزہ رکھنا چاہئے اور اگر کوئی شخص یقین یا گمان رکھتا ہو کہ روزہ اس کے لے مضر ہے تو اگرچہ ڈاکٹر یہ کہے کہ مضر نہیں ہے، اس شخص کو چاہئے کہ روزہ نہ رکھے اور اگر وہ روزہ رکھے تو اس کا روزہ صحیح نہیں ہوگا۔

مسئلہ ۱۷۵۲ : اگر کسی شخص کو احتمال ہو کہ روزہ اس کے لیئے مضر ہے اور اس احتمال کی بنا پر اس کے دل میں خوف پیدا ہو جائے تو اگر اس کا احتمال لوگوں کی نظر میں قابل قبول ہو تو اسے روزہ نہیں رکھنا چاہئے اور اگر روزہ رکھے تو روزہ صحیح نہیں ہے۔

مسئلہ ۱۷۵۳ : جس شخص کا عقیدہ ہو کہ روزہ اس کے لیئے مضر نہیں اگر وہ روزہ رکھ لے اور مغرب کے بعد اسے پتہ چلے کہ روزہ رکھنا مضر تھا تو اس صورت میں جبکہ ضرر اس درجے کا ہو کہ جان

بوجھ کر اس کا ارتکاب کرنا حرام ہو احتیاط واجب کی بنا پر اسے چاہئے کہ اس روزے کی قضاء کرے۔

مسئلہ ۱۷۵۴ : جن روزوں کا ذکر کیا گیا ہے ان کے علاوہ بھی حرام روزے ہیں جو مفصل کتابوں میں مذکور ہیں۔

مسئلہ ۱۷۵۵ : عاشورے کے دن کا روزہ احتیاط واجب یہ ہے کہ روزہ نہ رکھے لیکن اس دن کا روزہ مکروہ ہے جس کے بارے میں شک ہو کہ عرفہ کا دن ہے یا عید قربان کا ہے۔

مستحب روزے

مسئلہ ۱۷۵۶ : بجز حرام اور مکروہ روزوں کے جن کا ذکر کیا گیا ہے سال کے تمام دنوں کے روزے مستحب ہیں اور بعض دنوں کے روزوں کے لیئے بہت تاکید کی گئی ہے جن میں سے چند یہ ہیں۔

۱ ... ہر مہینے کی پہلی اور آخری جمعرات اور پہلا بدھ جو مہینے کی دسویں تاریخ کے بعد آئے اگر کوئی شخص یہ روزے نہ رکھے تو مستحب ہے کہ ان کی قضاء کرے اور اگر روزہ بالکل نہ رکھ سکتا ہو تو مستحب ہے کہ ہر دن کے بدلے ایک مد طعام یا ۶ / ۱۲ نخود سکہ دار چاندی فقیر کو دے۔

۲ ... ہر مہینے کی تیرہویں چودھویں اور پندرہویں تاریخ۔

۳ ... رجب اور شعبان کے پورے مہینے یا ان دو مہینوں میں جتنے روزے رکھ سکیں خواہ وہ ایک دن ہی کیوں نہ ہو۔

۴ ... شوال کی چوتھی سے نویں تاریخ تک۔

۵ ... ذی قعدہ کی پچیسویں اور انتیسویں تاریخ۔

۶ ... ذی الحجہ کی پہلی تاریخ سے نویں تاریخ (یوم عرفہ) تک لیکن اگر انسان روزہ کی وجہ سے پیدا ہونے والی کمزوری کی بنا پر یوم عرفہ کی دعائیں نہ پڑھ سکے تو اس دن کا روزہ رکھنا مکروہ ہے۔

۷ ... عید غدیر کا مبارک دن (۱۸ ذی الحجہ)۔

۸... روز مباہلہ (۲۴ ذی الحجہ)۔

۹... محرم کی پہلی تیسری اور ساتویں تاریخ۔

۱۰... رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت با سعادت کا دن (۱۷ ربیع الاول)۔

۱۱... جمادی الاول کی پندرہ تاریخ۔

نیز رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بعثت کے دن یعنی ۲۷ رجب کو بھی روزہ رکھنا مستحب ہے اور جو شخص مستحبی روزہ رکھے اس کے لیئے واجب نہیں ہے کہ اسے اختتام کو پہنچائے بلکہ اگر اس کا کوئی مومن بھائی اسے کھانے کی دعوت دے تو مستحب یہ ہے کہ اس کی دعوت قبول کر لے اور روزہ دن میں ہی توڑ دے خواہ ظہر کے بعد ہی کیوں نہ ہو۔

وہ صورتیں جن میں مبطلات روزہ سے پرہیز مستحب ہے

مسئلہ ۱۷۵۷ : مندرجہ ذیل اشخاص کے لیئے مستحب ہے کہ اگرچہ روزے سے نہ ہوں تاہم ماہ رمضان المبارک میں ان افعال سے پرہیز کریں جو روزے کو باطل کرتے ہوں۔

۱... وہ مسافر جس نے سفر میں کوئی ایسا کام کیا ہو جو روزہ کو باطل کرتا ہو اور وہ ظہر سے پہلے وطن میں یا ایسی جگہ پہنچ جائے جہاں وہ دس دن رہنا چاہتا ہو۔

۲... وہ مسافر جو ظہر کے بعد اپنے وطن یا ایسی جگہ پہنچ جائے جہاں وہ دس دن رہنا چاہتا ہو اور اس صورت میں جب کہ وہ پیشتر سفر میں روزہ توڑ چکا ہو اگر ظہر سے پہلے ان جگہوں پر پہنچ جائے تب بھی یہی حکم ہے۔

۳... وہ مریض جو ظہر کے بعد تندرست ہو جائے اور اگر ظہر سے پہلے تندرست ہو جائے تب بھی یہی حکم ہے اگرچہ اس نے کوئی ایسا فعل انجام دیا ہو جو روزے کو باطل کرتا ہو۔

۴... وہ عورت جو دن میں حیض یا نفاس کے خون سے پاک ہو جائے۔

مسئلہ ۱۷۵۸ : روزہ دار کے لیئے مستحب ہے کہ روزہ افطار کرنے سے پہلے مغرب و عشاء کی نماز پڑھے لیکن اگر کوئی دوسرا شخص اس کا انتظار کر رہا ہو یا اسے یعنی روزہ دار کو غذا کی اتنی زیادہ خواہش ہو کہ حضور قلب کے ساتھ نماز نہ پڑھ سکتا ہو تو بہتر ہے کہ پہلے روزہ افطار کرے اور پھر نماز پڑھے لیکن جہاں تک ممکن ہو نماز فضیلت کے وقت ہی ادا کرے۔

اعتکاف

مسئلہ ۱۷۵۹ : اعتکاف سے مراد یہ ہے کہ ایک صاحب عقل و ایمان انسان تین دن مسجد میں ٹھہرے اور بنابر احتیاط اس کا ایسا کرنا عبادت' نماز اور دعا وغیرہ کے مقصد سے ہو اگرچہ بنابر اقویٰ یہ معتبر نہیں ہے اعتکاف صحیح ہونے کی چند شرائط ہیں جو حسب ذیل ہیں۔

۱۔ نیت

○ ... انسان کو چاہئے کہ باقی عبادات کی طرح اعتکاف کی نیت بھی بہ قصد قربت کرے اور یہ نیت اعتکاف کی ابتدا سے کرتے ہوئے اس پر آخر تک قائم رہے لہٰذا اگر رات کو نیت کر کے اعتکاف کی ابتدا اول فجر سے کی جائے تو یہ امر اشکال سے خالی نہیں۔

○ ... ایک اعتکاف سے دوسرے اعتکاف کی طرف عدول جائز نہیں اور اس بات سے کوئی فرق نہیں پڑتا کہ دونوں اعتکاف واجب ہوں یا دونوں مستحب ہوں یا ایک واجب ہو اور دوسرا مستحب ہو۔

○ ... ایک شخص کی طرف سے اعتکاف کرنے کے بعد دوسرے شخص کی نیابت اختیار کرنا جائز نہیں اور یہ بھی جائز نہیں کہ انسان کسی دوسرے کی نیابت سے اپنے اعتکاف کی طرف یا اپنے اعتکاف سے کسی دوسرے کی نیابت کی طرف عدول کرے۔

۲۔ روزہ

۲... اعتکاف اسی وقت صحیح ہے جب روزہ بھی صحیح ہو اور یہ بھی ضروری ہے کہ اعتکاف کرنے والا روزے سے ہو لہٰذا اگر کسی شخص کا روزہ رکھنا سفر وغیرہ کی وجہ سے صحیح نہ ہو تو اس کا اعتکاف بھی صحیح نہیں ہوگا۔

○ ... بہتر یہ ہے کہ اعتکاف ماہ رمضان المبارک میں اور بالخصوص ماہ مبارک کے آخری عشرے میں کیا جائے۔

۳ـ مدت

○ ... کسی شخص کا اعتکاف کی غرض سے مسجد میں تین دن سے کم ٹھہرنا صحیح نہیں ہے البتہ ایک دن یا چند دن یا ایک رات یا چند راتیں زیادہ ٹھہرنے میں کوئی حرج نہیں۔

۲ ... پہلی اور چوتھی راتوں کو برخلاف درمیانی دو راتیں اعتکاف میں داخل ہیں اگرچہ پہلی اور چوتھی راتوں کو بھی نیت میں شامل کرنا جائز ہے۔

○ ... اگر انسان اعتکاف کی نذر کرے تو اس کی مدت کم از کم تین دن ہونی چاہئے لہٰذا اگر وہ تین معین دنوں کی نذر کرے اور تیسرا دن عید ہو تو اعتکاف صحیح نہیں ہو گا۔

○ ... اگر اعتکاف کے لیئے پانچ دن کی نذر اس شرط کے ساتھ کی جائے کہ یہ دن اس سے کم یا زیادہ نہیں ہوں گے تو نذر باطل ہوگی اور اگر یہ شرط کی جائے کہ یہ دن پانچ سے زیادہ نہیں ہوں گے لیکن یہ نہ کہا جائے کہ یہ دن اتنے دنوں سے کم نہیں ہوں گے تو تین دن تک اعتکاف کرنا واجب ہے اور اگر یہ شرط کی جائے کہ یہ دن پانچ سے کم نہیں ہوں گے لیکن یہ نہ کہا جائے کہ یہ دن اتنے دنوں سے زیادہ نہیں ہوں گے تو چھٹے کا اضافہ کرنا بھی واجب ہے اس صورت میں انسان کو اختیار ہے کہ چوتھے اور پانچویں دن کے روزوں کو بھی پہلے تین دنوں کے روزوں سے متصل سمجھے یا ان دو دنوں کو چھٹے دن کے ساتھ ملا کر انہیں تین علیحدہ روزے شمار کرے۔

۴ـ مکان

○ ... انسان کو چاہئے کہ اعتکاف کے لیئے مندرجہ ذیل مساجد میں سے کسی ایک میں ٹھہرے اور بنا بر احتیاط اگر ممکن ہو تو اعتکاف انہی مساجد میں بجا لائے۔

○ ... مسجد الحرام، مسجد نبویؐ، مسجد کوفہ، مسجد بصرہ اور شہر کی جامع مسجد۔

○ ... اگر انسان کسی معین مسجد میں اعتکاف کرے اور پھر وہاں اعتکاف جاری رکھنے میں کوئی رکاوٹ پیش آجائے تو اعتکاف باطل ہو جاتا ہے۔ ایسی صورت میں اس اعتکاف کو کسی دوسری مسجد میں جاری رکھنا صحیح نہیں۔ بلکہ انسان پر واجب ہے کہ اگر اعتکاف واجب ہو تو اس کی قضاء کسی دوسری مسجد میں یا رکاوٹ دور ہو جانے پر اسی مسجد میں بجا لائے۔

○ ... مسجد میں اس کی محراب' منبر' چھت' زیر خانہ (مثلاً مسجد کوفہ کا بیت الطشت) اور باقی ملحقات بھی شامل ہیں اور مسجد میں کسی خاص جگہ اعتکاف کرنے کا قصد کرنا لغو ہے۔

۵- اجازت

○ ... انسان کو چاہئے کہ اعتکاف میں مشغول ہونے سے پہلے ان اشخاص سے اجازت حاصل کرے جن سے اجازت حاصل کرنا اس کے لیئے ضروری ہو مثلاً غلام کو چاہئے کہ اپنے آقا سے اور بیوی اپنے شوہر سے (بالخصوص جب اس کے اعتکاف کرنے سے شوہر کی حق تلفی ہوتی ہو)

○ ... اور اولاد والدین سے (بالخصوص اگر انہیں محبت کی بنا پر اولاد کے اعتکاف کرنے سے اذیت پہنچے) اجازت حاصل کرے۔

۶- تسلسل

○ ... انسان کو چاہئے کہ اعتکاف کی مدت ایک مسجد میں گزارے لہٰذا خواہ وہ جاہل کے حکم میں ہو یا عالم کے اگر وہ بلاوجہ وہاں سے نکلے تو اس کا اعتکاف باطل ہے بلکہ بعید نہیں کہ اگر وہ بھولے سے بھی نکلے تو باطل ہو بجز اس کے اسے زبردستی وہاں سے نکالا جائے یا اس کا نکلنا کسی حاجت (مثلاً پیشاب' پاخانہ' غسل جنابت غسل استحاضہ یا غسل مس میت) کی بنا پر ہو اگرچہ اس کا سبب اس کی اختیار سے ہو۔

○ ... علاوہ ازیں مریض کی عیادت یا جنازہ کی تشیع اور میت کے غسل' نماز اور دفن کے لیئے نکلنا بھی جائز ہے لیکن کسی مومن کو خدا حافظ کہنے یا گواہی دینے کے لیئے نکلنا جائز نہیں۔

○ ... اگر کوئی کام عام طور پر ضروریات میں شمار ہو تو اس کے لیئے نکلنا بھی جائز ہے لیکن احتیاط مستحب کی بنا انسان کو چاہئے کہ سب سے قریب راستہ اختیار کرے اور ضرورت سے زیادہ نہ رکے۔ اگر مسجد میں غسل کرنا ممکن نہ ہو لیکن حدث مسجد میں ٹھہرنے سے مانع بھی نہ ہو (مثلاً میت کا غسل) تو مسجد سے نکلنا جائز نہیں۔

○ ... اعتکاف کے دوران ایسے کاموں میں مشغول ہونا جس سے اعتکاف کی صورت باقی نہ

رہے اعتکاف کو باطل کر دیتا ہے۔ خواہ ایسا کرنا مجبوری اور جبر کی وجہ سے ہی کیوں نہ اور احتیاط واجب کی بنا پر انسان کو چاہئے کہ باہر بیٹھنا چھوڑ دے اور اگر اس پر مجبور ہو تو حتی الامکان سائے سے اجتناب کرے۔

○ ... اعتکاف بجائے خود مستحب ہے لیکن کبھی کبھی (مثلاً نذر اور اس سے مشابہ صورتوں میں) عارضی طور پر واجب بھی ہو جاتا ہے۔ اگر اعتکاف معین واجب ہو تو شروع سے ہی واجب ہے اور احتیاط مستحب کی بنا پر واجب مطلق ہونے کی صورت میں بھی شروع سے واجب ہے لیکن بنابر اقویٰ اگر مطلقاً واجب یا مستحب ہو تو شروع سے واجب نہیں ہے البتہ دو دن گزرنے کے بعد تیسرے دن کا واجب ہونا معین ہے بجز اس کے کہ اگر نیت کرتے وقت کسی وجہ سے تیسرے دن کو چھوڑنے کی شرط کی جائے اور دو دن بعد وہ وجہ پیش آجائے تو اسے تیسرے دن کو چھوڑنے کا اختیار ہے۔ تاہم اگر نیت کرتے وقت شرط نہ کی ہو تو نیت سے پہلے یا بعد میں کی ہوئی شرط معتبر نہیں ہے۔

○ ... اگر کوئی وجہ درپیش نہ ہوتے ہوئے بھی تیسرے دن کو چھوڑنے کی شرط کی جائے احتیاطاً" جائز نہیں لیکن اگر کوئی شخص نیت کرتے وقت چھوڑنے کی شرط کرے اور پھر بعد میں اس شرط کو ختم کر دے تو بظاہر اس کا حکم ساقط نہیں ہوتا۔

○ ... اگر کوئی شخص اعتکاف کی نذر کرے اور نذر میں تیسرے دن کو چھوڑنے کی شرط کرے تو اگر اعتکاف شروع کرنے کی نیت کے وقت چھوڑنے کی شرط نہ کرے تو اس کو چھوڑنا جائز نہیں۔

○ ... اگر کوئی شخص اعتکاف کرنے والے کی جگہ غصب کر کے وہاں بیٹھ جائے اور اعتکاف کرنے والا اسے ہٹا کر خود بیٹھ جائے تو اعتکاف کا باطل ہونا غور اور تامل کے قابل ہے اور ظاہراً باطل نہیں ہو گا۔

اعتکاف کے چند اور احکام

اعتکاف کرنے والے کے لیئے چند چیزوں کا چھوڑنا ضروری ہے مثلاً

○ ... عورت سے صحبت کرنا اور بنا بر احتیاط اسے چھونا۔ نیز شہوت کے ساتھ مرد یا عورت کا

بوسہ لینا۔

○ ... اعتکاف کے دوران استمناء کرنا حرام ہے۔

○ ... لذت حاصل کرنے کے لیئے خوشبو سونگھنا تاہم اگر قوت شامہ کام نہ کرے تو کوئی حرج نہیں۔

○ ... بنابر احتیاط واجب خرید و فروخت کرنا بلکہ مطلقاً تجارت کا معاملہ کرنا' تاہم باقی مباح دنیاوی کاموں (مثلاً دستکاری سے کپڑا تیار کرنے یا کپڑے سینے) میں کوئی حرج نہیں اگرچہ احتیاط مستحب یہ ہے کہ ایسے کاموں سے بھی اجتناب کیا جائے اگر ضروریات خورد نوش بہم پہنچانے کے لیئے انسان سودا فروخت کرنے پر مجبور ہو جائے اور سودا فروخت کرنے کے علاوہ یہ ضروریات مہیا کرنے کی کوئی صورت نہ ہو اور سودا فروخت کرنے کے لیئے کسی شخص کو وکیل کرنا بھی ممکن نہ ہو تو وہ سودا فروخت کر سکتا ہے۔

○ ... کسی شخص سے تلخ کلامی کرنا جب اس کا مقصد حق ظاہر کرنا اور دوسرے شخص کو غلطی سے بچانا نہ ہو بلکہ دینی یا دنیاوی معاملات میں غلبہ حاصل کرنا اور اپنی فضیلت جتانا مقصود ہو ہاں اگر اس کا مقصد حق ظاہر کرنا ہو تو یہ بہترین عبادت ہے۔

○ ... احتیاط مستحب کی بنا پر اعتکاف کرنے والے کو ہر ایسی چیز سے اجتناب کرنا چاہیئے جو حج کے دوران حالت احرام میں حرام ہے اگرچہ بنا بر اقویٰ اس کا خلاف صحیح ہے اور بالخصوص سلے ہوئے کپڑے پہننا' بالوں کو صاف کرنا شکار کا گوشت کھانا اور نکاح اعتکاف کرنے والے کے لیئے جائز ہے۔

○ ... جو چیزیں اعتکاف کرنے والے کے لیئے حرام ہیں خواہ وہ دن میں وقوع پذیر ہوں یا رات کو بظاہر اعتکاف کو فاسد کر دیتی ہیں۔

○ ... اگر مذکورہ بالا چیزوں سے اعتکاف فاسد ہو جائے تو اگر اعتکاف واجب معین ہو تو اس کی قضاء کرنا واجب ہے اور واجب غیر معین ہو تو دوبارہ اعتکاف کرنا چاہیئے اسی طرح اگر کسی شخص کا اعتکاف مستحب ہو اور دو دن گزر جانے کے بعد فاسد ہو جائے تو اس کی قضاء واجب ہے لیکن اگر دو دن گزرنے سے پہلے فاسد ہو جائے تو پھر اس شخص پر کچھ واجب نہیں اور اس اعتکاف کی فوراً قضاء کرنا بھی واجب نہیں۔

○ ... اگر کوئی شخص اعتکاف کے دوران کوئی معاملہ کرے تو اگرچہ اعتکاف باطل ہو جاتا ہے، لیکن معاملہ باطل نہیں ہوتا۔

○ ... اگر اعتکاف کرنے والا اپنے اعتکاف کو جماع کے ذریعے فاسد کر دے تو خواہ وہ دن میں جماع کرے یا رات کو اس پر کفارہ واجب ہے لیکن بنا پر اقویٰ جماع کرنے کے علاوہ کسی دوسرے فعل سے کفارہ واجب نہیں ہوتا اگرچہ احتیاط کرنا مستحب ہے اور یہ امر بعید نہیں کہ اس کا کفارہ ظہار کے کفارہ کی مانند ہو۔

○ ... اگر کوئی شخص رمضان المبارک میں اعتکاف کرے اور پھر اسے جماع کے ذریعے دن میں فاسد کر دے تو اس پر دو کفارے (یعنی ایک رمضان المبارک کے روزے کا اور دوسرا اعتکاف کا) واجب ہیں اسی طرح اگر کوئی شخص ماہ رمضان کی قضاء کے دوران اعتکاف کرے اور زوال کے بعد اسے فاسد کر دے تو اگر وہ اعتکاف نذر کی وجہ سے واجب ہو تو نذر کی مخالفت کی بنا پر اس پر تین کفارے واجب ہو جاتے ہیں۔

○ ... اگر کوئی شخص اپنی روزے دار بیوی سے ماہ رمضان المبارک میں اس کی مرضی کے خلاف جماع کرے تو بنابر احتیاط اس پر چار کفارے واجب ہو جاتے ہیں۔

خمس

زکوٰۃ کے بعد خمس ایک ایسی چیز ہے جو مستحقین کی امداد کے لیئے ہے اس کے بارے میں سورۃ انفال کی اکتالیسویں آیت میں یوں ارشاد ہوا ہے۔

واعلموا انما غنتم من شی فان للہ خمسہ وللرسول ○ "اور جان لو جو نفع تم کسی چیز سے حاصل کرو تو اس میں سے پانچواں حصہ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور رسول کے قرابتداروں یتیموں، مسکینوں، اور پردیسیوں کا ہے اگر تم اللہ پر اور اس (وحی) پر ایمان رکھتے ہو جو ہم نے اپنے بندے پیارے نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نازل کی"۔

خمس کا نصف حصہ ان سادات کا حق ہے جو فقیر یا یتیم ہوں یا مسافرت کے دوران تنگ دست ہو گئے ہوں اور نصف حصہ امام وقت علیہ السلام سے متعلق ہے آپ کے زمانہ غیبت میں یہ حصہ آپ

کے ایسے نائب کو دینا چاہئے جو مجتہد امین اور مصارف سے آگاہ ہو اور یا پھر اس سے اس حصے کے خرچ کرنے کے متعلق اجازت حاصل کر لینی چاہیے۔ اور اقوی یہ ہے کہ سہم سادات بھی بغیر حاکم شرع کی اجازت کے خرچ کرنا جائز نہیں اس لیئے ہم تمام مجتہدین کو اس کی اجازت دے دی ہے۔

سہم امام علیہ السلام ان مقاصد پر خرچ کرنا چاہئے جن کے متعلق آپ کی رضا مندی معلوم ہو (مثلاً محتاج مومنین کو دیا جائے) اور مستحب یہ ہے کہ آپ کے نام سے تصدق کیا جائے۔ سہم امامؑ کے بعض اہم مصارف حسب ذیل ہیں جہاں پر حاکم شرع کی اجازت سے خرچ کیا جاسکتا ہے۔

۱ ... ان واعظین (مبلغین) کو دیا جائے جو علوم دین کی ترویج کریں اور اسلام کی سر بلندی اور اشاعت کے لیئے خدمات انجام دیں۔

۲ ... ان اہل علم کی اعانت کی جائے جو علوم دین کے حصول میں مصروف ہوں اور جاہلوں کو تعلیم دے کر اور گمراہوں کو راہ راست پر لا کر اسلامی معاشرے میں اصلاح کی کوشش کریں۔

۳ ... ایسے دوسرے کاموں پر خرچ کیا جائے جن سے مومنین کے دین کی اصلاح ہو ان کے نفوس کی تکمیل ہو اور اللہ تعالیٰ کے نزدیک ان کے درجات بلند ہوں۔ احتیاط واجب یہ ہے کہ اس سلسلے میں مرجع اعلم سے رجوع کیا جائے جو اس کی جہات عامہ سے واقف ہیں۔

خمس کے احکام

مسئلہ ۱۷٦۰ : خمس سات چیزوں پر واجب ہوتا ہے۔

۱ ... کاروبار کا نفع۔

۲ ... معدن (کانیں)۔

۳ ... گنج (دفینہ)۔

۴ ... حلال مال جو حرام مال سے خلط ملط ہو جائے۔

۵ ... جواہرات جو غواصی یعنی سمندر میں غوطہ لگانے سے دستیاب ہوتے ہیں۔

٦ ... جنگ کا مال غنیمت

۷... وہ زمین جو ذمی کافر کسی مسلمان سے خریدے۔

ذیل میں ان کے بارے میں احکام تفصیل سے بیان کیئے جائیں گے۔

۱۔ منفعت کسب (کاروبار کا نفع)

مسئلہ ۱۷۶۱ : جب انسان کو تجارت صنعت یا دوسرے پیشوں سے کچھ مال دستیاب ہو (مثال کے طور پر اگر وہ میت کی نمازیں اور روزے بجا لا کر اس کی اجرت کے طور کچھ دولت حاصل کرے) اور اگر وہ کمائی خود اس کے اور اس کے اہل و عیال کے سال بھر کے اخراجات سے زیادہ ہو تو اسے چاہیئے کہ زائد مال کا خمس یعنی پانچواں حصہ اس طریقے کے مطابق ادا کرے جس کی تفصیل بعد میں بیان ہو گی۔

مسئلہ ۱۷۶۲ : اگر کسی کو کمائی کیئے بغیر کوئی آمدنی ہو جائے مثلاً اگر کوئی شخص اسے کوئی چیز بطور عطیے کے دے دے اور وہ اس کے سال بھر کے اخراجات سے زیادہ ہو تو اسے چاہیئے کہ جو کچھ بچے اس پر خمس ادا کرے۔

مسئلہ ۱۷۶۳ : مہر جو عورت کو ملتا ہے اور جو مال شوہر' بیوی کو طلاق خلع دینے کے عوض حاصل کرتا ہے ان پر خمس واجب نہیں ہے لیکن احتیاط مستحب ہے کہ خمس ادا کرے اور جو میراث انسان کو ملے اس کے لیئے بھی یہی حکم ہے لیکن اگر کسی شخص سے رشتہ داری ہو اور اس سے میراث ملنے کا گمان نہ ہو تو احتیاط واجب یہ ہے کہ اس شخص کو جو میراث ملے اگر وہ انسان کے سال بھر کے اخراجات سے زیادہ ہو تو اس کا خمس ادا کرے۔

مسئلہ ۱۷۶۴ : اگر کسی شخص کو میراث کے طور پر کچھ مال ملے اور اسے معلوم ہو کہ جس شخص سے اسے یہ میراث ملی ہے اس نے اس کا خمس ادا نہیں کیا ہے تو وہ (یعنی وارث) احتیاط واجب کی بنا پر اس کا خمس ادا کرے لیکن اگر خود اس مال پر خمس واجب نہ ہو اور وارث کو علم ہو کہ جس شخص سے اسے وہ مال ورثے میں ملا ہے اس کے ذمے کچھ خمس واجب الادا تھا تو اسے چاہیئے کہ اس کے مال سے خمس ادا کرے۔

مسئلہ ۱۷۶۵ : اگر کسی شخص کے پاس کفایت شعاری کی وجہ سے کچھ مال سال بھر کے اخراجات

و جس پر خمس واجب نہ ہو تو وہ اپنے سال بھر کے اخراجات کا حساب فقط اپنے پیشے سے حاصل
منفعت کو مد نظر رکھتے ہوئے کر سکتا ہے۔

۱۷۸۹ : جو سامان کسی شخص نے سال بھر استعمال کرنے کے لیے اپنی تجارت کے منافع
ریدا ہو اگر سال کے آخر میں اس میں سے کچھ بچ جائے تو اسے چاہیے کہ اس کا خمس ادا کرے
س اس کی قیمت کی شکل میں دینا چاہیے اور جب وہ سامان خریدا تھا اس کے مقابلے میں اس کی
بڑھ گئی ہو تو اسے چاہیے کہ اس مال کی قیمت خرید کے حساب سے خمس ادا کرے گا۔

لہ ۱۷۹۰ : اگر کوئی شخص خمس ادا کرنے سے پہلے اپنی تجارت کے منافع سے گھر کے لیے
ن خریدے تو جس وقت بھی اس سامان کی ضرورت ختم ہو جائے احتیاط مستحب یہ ہے کہ اس پر خمس
ا کرے اور یہی صورت زنانہ زیورات کی ہے جب کہ عورت کا انہیں بطور زینت استعمال کرنے کا
مانہ گزر جائے۔

مسئلہ ۱۷۹۱ : اگر کسی شخص کو کسی سال میں منافع نہ ہو تو وہ اس سال کے اخراجات کو آئندہ
سال کے منافع سے منہا نہیں کر سکتا۔

مسئلہ ۱۷۹۲ : اگر کسی شخص کو سال کے شروع میں منافع نہ ہو اور سرمائے سے خرچ کرے اور
سال کے ختم ہونے سے پہلے اسے منافع حاصل ہو جائے تو اس نے جو کچھ سرمائے میں خرچ کیا ہے
اسے منافع سے منہا نہیں کر سکتا بلکہ صرف وہی کچھ منہا کر سکتا ہے جو اس نے تجارت کے سلسلے میں
خرچ کیا ہو۔

مسئلہ ۱۷۹۳ : اگر سرمائے کا کچھ حصہ تجارت وغیرہ میں تلف ہو جائے تو جتنی مقدار سرمائے میں
سے کم ہوئی ہو انسان اتنی مقدار اس کے تلف ہونے سے قبل حاصل شدہ منافع میں سے منہا کر سکتا
ہے۔

مسئلہ ۱۷۹۴ : اگر کسی شخص کے مال سے سرمائے کے علاوہ کوئی اور چیز ضائع ہو جائے تو وہ اس
چیز کو حاصل شدہ منافع سے مہیا نہیں کر سکتا لیکن اگر اسے اسی سال کے دوران میں اس چیز کی ضرورت
پڑ جائے تو وہ اسے اس میں اپنے پیشے سے حاصل شدہ منافع سے مہیا کر سکتا ہے۔

۸… وہ زمین جو ذمی کافر کسی مسلمان سے خریدے۔

ذیل میں ان کے بارے میں احکام تفصیل سے بیان کیئے جائیں گے۔

۱۔ منفعت کسب (کاروبار کا نفع)

مسئلہ ۱۷۶۱ : جب انسان کو تجارت صنعت یا دوسرے پیشوں سے کچھ مال دستیاب ہو (مثال کے طور پر اگر وہ میت کی نمازیں اور روزے بجا لا کر اس کی اجرت کے طور کچھ دولت حاصل کرے) اور اگر وہ کمائی خود اس کے اور اس کے اہل و عیال کے سال بھر کے اخراجات سے زیادہ ہو تو اسے چاہیئے کہ زائد مال کا خمس یعنی پانچواں حصہ اس طریقے کے مطابق ادا کرے جس کی تفصیل بعد میں بیان ہو گی۔

مسئلہ ۱۷۶۲ : اگر کسی کو کمائی کیئے بغیر کوئی آمدنی ہو جائے مثلاً اگر کوئی شخص اسے کوئی چیز بطور عطیے کے دے دے اور وہ اس کے سال بھر کے اخراجات سے زیادہ ہو تو اسے چاہیئے کہ جو کچھ بچے اس پر خمس ادا کرے۔

مسئلہ ۱۷۶۳ : مہر جو عورت کو ملتا ہے اور جو مال شوہر، بیوی کو طلاق خلع دینے کے عوض حاصل کرتا ہے ان پر خمس واجب نہیں ہے لیکن احتیاط مستحب ہے کہ خمس ادا کرے اور جو میراث انسان کو ملے اس کے لیئے بھی یہی حکم ہے لیکن اگر کسی شخص سے رشتہ داری ہو اور اس سے میراث ملنے کا گمان نہ ہو تو احتیاط واجب یہ ہے کہ اس شخص کو جو میراث ملے اگر وہ انسان کے سال بھر کے اخراجات سے زیادہ ہو تو اس کا خمس ادا کرے۔

مسئلہ ۱۷۶۴ : اگر کسی شخص کو میراث کے طور پر کچھ مال ملے اور اسے معلوم ہو کہ جس شخص سے اسے یہ میراث ملی ہے اس نے اس کا خمس ادا نہیں کیا ہے تو وہ (یعنی وارث) احتیاط واجب کی بنا پر اس کا خمس ادا کرے لیکن اگر خود اس مال پر خمس واجب نہ ہو اور وارث کو علم ہو کہ جس شخص سے اسے وہ مال ورثے میں ملا ہے اس کے ذمے کچھ خمس واجب الادا تھا تو اسے چاہیئے کہ اس کے مال سے خمس ادا کرے۔

مسئلہ ۱۷۶۵ : اگر کسی شخص کے پاس کفایت شعاری کی وجہ سے کچھ مال سال بھر کے اخراجات

کے بعد بچ جائے تو اسے چاہئے کہ اس پر خمس ادا کرے۔

مسئلہ ۱۷۶۶ : جس شخص کے اخراجات کوئی دوسرا شخص برداشت کرتا ہو اس چاہئے کہ جتنا مال اس کے ہاتھ آئے اس پر خمس ادا کرے۔

مسئلہ ۱۷۶۷ : اگر کوئی شخص کوئی جائیداد کچھ خاص افراد مثلاً اپنی اولاد کے لیئے وقف کر دے اور وہ لوگ اس جائیداد میں کھیتی باڑی اور شجرکاری کریں اور اس میں منفعت حاصل کریں اور وہ کمائی ان کے سال بھر کے اخراجات سے زیادہ ہو تو انہیں چاہئے کہ زائد کمائی پر خمس ادا کریں اور اسی طرح وہ کسی طریقے سے اس جائیداد سے نفع حاصل کریں مثلاً اسے ٹھیکے پر دے دیں تو انہیں چاہئے کہ اس نفع کی جو مقدار ان کے سال بھر کے اخراجات سے زیادہ ہو اس پر خمس ادا کریں۔

مسئلہ ۱۷۶۸ : جو مال کسی فقیر نے بطور خمس اور زکوٰۃ اور صدقہ مستحبی کے حاصل کیا ہو اگر وہ اس کے سال بھر کے اخراجات سے زیادہ ہو تو جو مال اسے دیا گیا ہو اس سے اس نے نفع کمایا ہو مثلاً اس نے ایک ایسے درخت سے جو اسے بطور خمس دیا گیا ہو میوہ حاصل کیا ہو اور وہ اس کے سال بھر کے اخراجات سے زیادہ ہو تو اسے چاہئے کہ اس پر خمس ادا کرے۔

مسئلہ ۱۷۶۹ : اگر کوئی شخص ایسی رقم سے جس کا خمس ادا نہ کیا ہو کوئی چیز خریدے یعنی بیچنے والے سے کہے کہ "میں یہ جنس اس رقم سے خرید رہا ہوں" تو ظاہر یہ ہے کہ کل مال کے متعلق معاملہ درست ہے اور خمس کا تعلق جنس سے ہو جاتا ہے جو اس نے اس رقم سے خریدی ہے اور حاکم شرع کی اجازت اور دستخط کی حاجت نہیں ہے۔

مسئلہ ۱۷۷۰ : اگر کوئی شخص کوئی جنس خریدے اور معاملہ طے کرنے کے بعد اس کی قیمت اس رقم سے ادا کرے جس پر خمس نہ دیا ہو تو جو معاملہ اس نے کیا ہے وہ صحیح ہے اور جو رقم اس نے جنس بیچنے والے کو دی ہے اس کے خمس کے لیئے وہ خمس کے مستحقین کا مقروض ہے۔

مسئلہ ۱۷۷۱ : اگر کوئی شخص کوئی ایسا مال خریدے جس پر خمس نہ دیا گیا ہو تو اس کا خمس بیچنے والے کی ذمہ داری ہے اور خریدار کے ذمے کچھ نہیں۔

مسئلہ ۱۷۷۲ : اگر کوئی شخص کسی کو کوئی ایسی چیز بطور عطیہ دے جس پر خمس ادا نہ کیا گیا ہو تو

اس کے پانچویں حصے (یعنی خمس) کی ادائیگی کی ذمہ داری عطیہ دینے والے پر ہے اور جس شخص کو عطیہ دیا گیا ہو اس کے ذمہ کچھ نہیں۔

مسئلہ ۱۷۷۳ : اگر کسی شخص کو کوئی مال کسی کافر یا ایسے شخص سے ملے جو خمس ادا کرنے پر اعتقاد نہ رکھتا ہو تو اس کے لیئے (یعنی جس شخص کو مال ملے اس کے لیئے) اس مال پر خمس ادا کرنا واجب نہیں۔

مسئلہ ۱۷۷۴ : تاجر پیشہ ور کاریگر اور اسی قسم کے دوسرے لوگوں کو چاہئے کہ وہ جب سے منفعت کما رہے ہوں اس پر جب ایک سال گزر جائے تو جو کچھ ان کے سال بھر کے اخراجات سے زیادہ ہو اس پر خمس ادا کریں اور جس شخص کا شغل کسی پیشے سے کمائی کرنا نہ ہو اگر اسے اتفاقاً" کوئی منفعت حاصل ہو جائے تو جب اسے یہ منفعت حاصل ہو اس وقت سے ایک سال گزرنے کے بعد جتنی مقدار اس کے سال بھر کے اخراجات سے زیادہ ہو اسے چاہئے کہ اس پر خمس ادا کرے۔

مسئلہ ۱۷۷۵ : سال کے دوران میں جس وقت بھی کسی شخص کو منفعت حاصل ہو وہ اس پر خمس ادا کر سکتا ہے اور اس کے لیئے یہ بھی جائز ہے کہ سال کے ختم ہونے تک اس کی ادائیگی میں تاخیر کرے اور وہ خمس ادا کرنے کے لیئے قمری سال اختیار کرے۔

مسئلہ ۱۷۷۶ : اگر کوئی تاجر یا پیشہ ور وغیرہ خمس دینے کے لیئے سال کی مدت معین کرے اور اس سے منفعت حاصل ہو لیکن سال کے دوران میں مر جائے تو چاہئے کہ اس کی وفات تک کے اخراجات اس منفعت میں منہا کر کے باقی ماندہ پر خمس دیا جائے۔

مسئلہ ۱۷۷۷ : اگر کسی شخص کی بغرض تجارت خریدی ہوئی جنس کی قیمت چڑھ جائے اور وہ اسے نہ بیچے اور سال کے دوران میں اس کی قیمت گر جائے تو جتنی مقدار میں قیمت میں اضافہ ہوا ہو اس پر خمس واجب نہیں ہے۔

مسئلہ ۱۷۷۸ : اگر کسی شخص کی بغرض تجارت خریدی ہوئی جنس کی قیمت چڑھ جائے اور وہ اس امید پر کہ ابھی اس کی قیمت اور چڑھے گی اس جنس کو سال کے خاتمے کے بعد تک فروخت نہ کرے اور پھر اس کی قیمت گر جائے تو جس مقدار میں قیمت بڑھی ہو اس پر خمس دینا واجب نہیں ہے

بلکہ اصل اور نفع کے مجموع سے خمس کی جو نسبت ہو اسی نسبت سے موجودہ مال میں جنس یا قیمت کی شکل میں خمس ادا کرے۔

مسئلہ ۱۷۷۹ : اگر کسی شخص کے پاس مال تجارت کے علاوہ کوئی مال ہو جس کا خمس وہ ادا کر چکا ہو یا جس پر خمس واجب ہی نہ ہو مثلاً کوئی ایسی چیز جو اس نے خرچے کے لیئے خریدی ہو تو اگر اس کی قیمت بڑھ جائے اور وہ اسے بیچ دے تو اسے چاہیئے کہ جتنی مقدار میں اس چیز کی قیمت میں اضافہ ہوا ہے اس پر خمس ادا کرے اسی طرح مثلاً اگر کوئی درخت خریدے اور اس میں پھل لگیں یا بھیڑ موٹی ہو جائے تو اگر ان چیزوں کی نگہداشت سے اس کا مقصد نفع کمانا تھا تو اسے چاہیے کہ ان کی قیمت میں جو زیادتی ہوئی ہے اس پر خمس ادا کرے بلکہ اگر اس کا مقصد نفع کمانا نہ بھی رہا ہو تب بھی اسے چاہیئے کہ ان پر خمس ادا کرے۔

مسئلہ ۱۷۸۰ : اگر کوئی شخص اس ارادے سے باغ لگائے کہ جب اس کی قیمت بڑھ جائے گی تو اسے بیچ ڈالے گا تو اسے چاہیئے کہ پھلوں اور درختوں کی نشوونما اور باغ کی بڑھی ہوئی قیمت پر خمس ادا کرے لیکن اگر اس کا ارادہ یہ رہا ہو کہ ان درختوں کے پھل بیچے گا ان کی قیمت سے نفع اٹھائے گا تو پھر اسے فقط پھلوں پر اور درختوں کے بڑھنے پر خمس دینا چاہیے۔

مسئلہ ۱۷۸۱ : اگر کوئی شخص بید اور چنا وغیرہ کے درخت لگائے تو اسے چاہیئے کہ ہر سال ان کے بڑھنے کا خمس ادا کرے اور اسی طرح اگر مثلاً ان درختوں کی ان شاخوں سے نفع کمائے جو عموماً ہر سال کاٹی جاتی ہیں۔ اور تنہا ان شاخوں کی قیمت سے یا دوسری منفعتوں سے ملا کر اس کی آمدنی اس کے سال بھر کے اخراجات سے بڑھ جائے تو اسے چاہیئے کہ ہر سال کے خاتمے پر اس زائد رقم پر خمس ادا کرے۔

مسئلہ ۱۷۸۲ : اگر کسی شخص کی آمدنی کے متعدد ذرائع ہوں مثلاً جائیداد کا کرایہ لیتا ہو اور لین دین بھی کرتا ہو تو اسے چاہیئے کہ سال کے خاتمے پر جو کچھ اس کی اخراجات سے زائد ہو اس پر خمس ادا کرے او اگر ایک ذریعے سے نفع کمائے اور دوسرے ذریعے سے نقصان اٹھائے تو احتیاط مستحب کی بنا پر اسے چاہیئے کہ جو نفع کمایا ہو اس پر خمس ادا کرے لیکن اگر اس کے دو مختلف پیشے ہوں مثلاً تجارت اور زراعت کرتا ہو تو اس صورت میں احتیاط واجب کی بنا پر وہ ایک پیشے کے نقصان کا تدارک دوسرے

پیشے کے نفع سے نہیں کر سکتا۔

مسئلہ ۱۷۸۳ : انسان جو اخراجات فائدہ حاصل کرنے کے لیئے کرے (مثلاً دلالی اور باربرداری کی سلسلے میں جو کچھ خرچ کرے) انہیں وہ منفعت میں سے منہا کر سکتا ہے اور اتنی مقدار پر خمس ادا کرنا لازم نہیں۔

مسئلہ ۱۷۸۴ : سوداگری کے منافع سے کوئی شخص سال بھر میں جو کچھ خوراک' لباس گھر کے سامان' مکان' خریداری' بیٹے کی شادی بیٹی کے جہیز اور زیارات وغیرہ پر خرچ کرے اس پر خمس نہیں ہے بشرطیکہ ایسے اخراجات اس کی حیثیت سے زیادہ نہ ہوں اور اس نے فضول خرچی بھی نہ کی ہو۔

مسئلہ ۱۷۸۵ : جو مال انسان نذر اور کفارہ پر خرچ کرے وہ سالانہ اخراجات کا حصہ ہے اسی طرح وہ مال بھی اس کے سالانہ اخراجات کا حصہ ہے جو وہ کسی کو بطور ہدیہ یا انعام کے دے دے بشرطیکہ وہ اس کی حیثیت سے زیادہ نہ ہو۔

مسئلہ ۱۷۸۶ : اگر انسان ایک ایسے شہر میں ہو جہاں کے لوگ عموماً ہر سال کچھ نہ کچھ جہیز لڑکیوں کے لیئے تیار کرتے رہتے ہوں اور وہ سال کے دوران میں اسی سال کی منافع سے جہیز خریدے جو اس کی حیثیت سے بڑھ کر نہ ہو تو اس کو اگر سال کے اندر اندر اپنی لڑکی کی ملکیت قرار دے دے اور لڑکی اس کو استعمال نہ کرے تو لڑکی پر خمس واجب ہے اور اگر لڑکی کی ملکیت میں نہیں دیا تو خود شخص پر خمس دینا واجب ہو گا یہ سب اس صورت میں ہے کہ اس کی حیثیت سے زیادہ نہ ہو اور اگر حیثیت سے زیادہ لڑکی کی ملکیت میں دے گا تو جو مقدار حیثیت سے زیادہ ہو گی اس پر وہ شخص خود خمس ادا کرے باقی مال میں تصرف نہ کرنے کی صورت میں لڑکی خمس ادا کرے کسی کی حیثیت کا تعین عقلاء اور عرف عام کی نظر میں جو ہو وہ معتبر ہے۔

مسئلہ ۱۷۸۷ : جو مال کسی شخص نے حج اور دوسری زیارات کے سفر پر خرچ کیا ہو وہ اس سال کے اخراجات میں شمار ہوتا ہے جس سال میں خرچ کیا جائے اور اگر اس کا سفر سال سے زیادہ ہو تو طول کھینچ جائے تو کچھ وہ دوسرے سال میں خرچ کرے اسے چاہیئے کہ اس کا خمس ادا کرے۔

مسئلہ ۱۷۸۸ : جو شخص کسی پیشے یا تجارت سے منفعت حاصل کرے اگر اس کے پاس کوئی اور

مال بھی ہو جس پر خمس واجب نہ ہو تو وہ اپنے سال بھر کے اخراجات کا حساب فقط اپنے پیشے سے حاصل کی ہوئی منفعت کو مد نظر رکھتے ہوئے کر سکتا ہے۔

مسئلہ ۱۷۸۹ : جو سامان کسی شخص نے سال بھر استعمال کرنے کے لیئے اپنی تجارت کے منافع سے خریدا ہو اگر سال کے آخر میں اس میں سے کچھ بچ جائے تو اسے چاہئے کہ اس کا خمس ادا کرے اور خمس اس کی قیمت کی شکل میں دینا چاہئے اور جب وہ سامان خریدا تھا اس کے مقابلے میں اس کی قیمت بڑھ گئی ہو تو اسے چاہئے کہ اس مال کی قیمت خرید کے حساب سے خمس ادا کرے گا۔

مسئلہ ۱۷۹۰ : اگر کوئی شخص خمس ادا کرنے سے پہلے اپنی تجارت کے منافع سے گھر کے لیئے سامان خریدے تو جس وقت بھی اس سامان کی ضرورت ختم ہو جائے احتیاط مستحب یہ ہے کہ اس پر خمس ادا کرے اور یہی صورت زنانہ زیورات کی ہے جب کہ عورت کا انہیں بطور زینت استعمال کرنے کا زمانہ گزر جائے۔

مسئلہ ۱۷۹۱ : اگر کسی شخص کو کسی سال میں منافع نہ ہو تو وہ اس سال کے اخراجات کو آئندہ سال کے منافع سے منہا نہیں کر سکتا۔

مسئلہ ۱۷۹۲ : اگر کسی شخص کو سال کے شروع میں منافع نہ ہو اور سرمائے سے خرچ کرے اور سال کے ختم ہونے سے پہلے اسے منافع حاصل ہو جائے تو اس نے جو کچھ سرمائے میں خرچ کیا ہے اسے منافع سے منہا نہیں کر سکتا بلکہ صرف وہی کچھ منہا کر سکتا ہے جو اس نے تجارت کے سلسلے میں خرچ کیا ہو۔

مسئلہ ۱۷۹۳ : اگر سرمائے کا کچھ حصہ تجارت وغیرہ میں تلف ہو جائے تو جتنی مقدار سرمائے میں سے کم ہوئی ہو انسان اتنی مقدار اس کے تلف ہونے سے قبل حاصل شدہ منافع میں سے منہا کر سکتا ہے۔

مسئلہ ۱۷۹۴ : اگر کسی شخص کے مال سے سرمائے کے علاوہ کوئی اور چیز ضائع ہو جائے تو وہ اس چیز کو حاصل شدہ منافع سے مہیا نہیں کر سکتا لیکن اگر اسے اسی سال کے دوران میں اس چیز کی ضرورت پڑ جائے تو وہ اسے اس میں اپنے پیشے سے حاصل شدہ منافع سے مہیا کر سکتا ہے۔

مسئلہ ۱۷۹۵ : اگر کسی شخص کو سارا سال کوئی منافع نہ ہو اور اپنے اخراجات قرض لے کر پورے کرے تو وہ آئندہ سالوں کے منافع سے اپنے حاصل کردہ قرضے کو منہا نہیں کر سکتا۔ بلکہ اگر سال کے شروع میں اپنے اخراجات پورے کرنے کے لیئے قرض لے اور سال ختم ہونے سے پہلے منافع حاصل کرے تو ظاہر یہ ہے کہ اپنے قرضے کی مقدار اس منافع میں سے منہا نہیں کر سکتا ماسوا اس کے کہ قرضہ منافع حاصل کرنے کے بعد لیا ہو البتہ دونوں صورتوں میں وہ اس قرض کو اس سال کے منافع سے ادا کر سکتا ہے اور منافع کی اس مقدار سے خمس کا کوئی تعلق نہیں۔

مسئلہ ۱۷۹۶ : اگر کوئی شخص مال بڑھانے کی غرض سے یا ایسی املاک خریدنے کے لیئے جس کی اسے ضرورت نہ ہو قرض اٹھائے تو وہ اپنے پیشے کے منافع سے اس قرض کی مقدار کو منہا نہیں کر سکتا۔ ھاں جو مال بطور قرض لیا ہو یا جو چیز اس قرض سے خریدی ہو اگر وہ تلف ہو جائے تو اس صورت میں وہ اپنا قرض اس سال کے منافع میں سے ادا کر سکتا ہے۔

مسئلہ ۱۷۹۷ : انسان ہر چیز کا خمس اسی چیز کی شکل میں دے سکتا ہے اور چاہے تو جتنا خمس اس کے ذمے ہو اس کی قیمت کے برابر رقم بھی دے سکتا ہے لیکن اگر کسی اور جنس کی شکل میں دینا چاہے تو محل اشکال ہے بجز اس کے کہ ایسا کرنا حاکم شرع کی اجازت سے ہو۔

مسئلہ ۱۷۹۸ : جس شخص پر خمس واجب الادا ہو اور سال بھر گزر گیا ہو لیکن اس نے خمس ادا نہ کیا ہو اور خمس دینے کا ارادہ بھی نہ رکھتا ہو وہ اس مال میں تصرف نہیں کر سکتا بلکہ احتیاط واجب یہ ہے کہ اگر وہ خمس دینے کا ارادہ بھی رکھتا ہو تب بھی یہی حکم ہے کہ (یعنی وہ تصرف نہیں کر سکتا)۔

مسئلہ ۱۷۹۹ : جس شخص کو خمس ادا کرنا ہو وہ یہ نہیں کر سکتا کہ اس خمس کو اپنے ذمے لے یعنی اپنے آپ کو خمس کے مستحقین کا مقروض تصور کرے اور سارا مال استعمال کرتا رہے اور اگر استعمال کرے اور وہ مال تلف ہو جائے تو اسے چاہیئے کہ اس کا خمس ادا کرے۔

مسئلہ ۱۸۰۰ : جس شخص کو خمس ادا کرنا ہو اگر وہ حاکم شرع سے مشورہ کر لے اور خمس کو اپنے ذمے لے تو سارا مال استعمال کر سکتا ہے اور سمجھوتے کے بعد اس مال سے جو منافع اسے حاصل ہو وہ اس کا اپنا مال ہے۔

مسئلہ ۱۸۰۱ : جو شخص کاروبار میں کسی دوسرے کے ساتھ شریک ہو اگر وہ اپنے منافع پر خمس دے دے اور اس کا شراکت دار نہ دے اور آئندہ سال میں وہ شراکت دار اس مال کو جس کا خمس اس نے نہیں دیا شراکت کے سرمائے کے طور پر پیش کرے تو وہ شخص (جس نے خمس ادا کر دیا ہو) اس مال کو استعمال میں لاسکتا ہے۔

مسئلہ ۱۸۰۲ : اگر نابالغ بچے کے پاس کوئی سرمایہ ہو اور اس سے منافع حاصل ہو تو بالغ ہونے کے بعد اسے اس پر خمس ادا کرنا واجب نہیں۔

مسئلہ ۱۸۰۳ : جس شخص کو کسی دوسرے شخص سے کوئی مال ملے اور اسے شک ہو کہ اس دوسرے شخص نے اس پر خمس ادا کیا ہے یا نہیں تو وہ (یعنی مال حاصل کرنے والا شخص) اس مال میں تصرف کر سکتا ہے بلکہ اگر یقین بھی ہو کہ اس دوسرے شخص نے خمس ادا نہیں کیا تب بھی اس مال میں تصرف کر سکتا ہے۔

مسئلہ ۱۸۰۴ : اگر کوئی شخص اپنی تجارت کے منافع سے سال کے دوران میں کوئی ایسی جائیداد خریدے جو اس کی سال بھر کی ضروریات اور اخراجات میں شمار نہ ہو تو اس پر واجب ہے کہ سال کے خاتمے پر اس کا خمس ادا کرے اور اگر خمس ادا نہ کرے اور اس جائیداد کی قیمت بڑھ جائے تو لازم ہے کہ اس کی موجودہ قیمت پر خمس دے اور جائیداد کے علاوہ فرش وغیرہ کے لیئے بھی یہی حکم ہے۔

مسئلہ ۱۸۰۵ : جس شخص نے شروع سے (یعنی جب سے اس پر خمس کی ادائیگی واجب ہوئی ہو) خمس نہ دیا ہو مثال کے طور پر اگر وہ کوئی جائیداد خریدے اور اس کی قیمت بڑھ جائے تو اگر اس نے یہ جائیداد اس ارادے سے نہ خریدی ہو کہ اس کی قیمت بڑھ جائے گی تو بیچ ڈالے گا مثلاً کھیتی باڑی کے لیئے زمین خریدی ہو اور اس کی قیمت اس رقم سے ادا کی ہو جس پر خمس نہ دیا ہو تو اسے چاہئے کہ قیمت خرید پر خمس دے اور مثلاً اگر بیچنے والے کو وہ رقم دی ہو جس پر خمس نہ دیا ہو اور اسے کہا ہو کہ میں یہ جائیداد اس رقم سے خریدتا ہوں تو اسے چاہئے کہ اس جائیداد کی موجودہ قیمت پر خمس ادا کرے۔

مسئلہ ۱۸۰۶ : جس شخص نے شروع سے (یعنی جب سے خمس کی ادائیگی اس پر واجب ہوئی) خمس نہ دیا ہو اگر اس نے اپنے پیشے کے منافع سے کوئی ایسی چیز خریدی ہو جس کی اسے ضرورت نہ ہو

اور اسے منافع کمائے ایک سال گزر گیا ہو تو اسے چاہئے کہ اس پر خمس ادا کرے اور اگر اس نے گھر کا سازوسامان اور دوسری ضرورت کی چیزیں اپنی حیثیت کے مطابق خریدی ہوں اور جانتا ہو کہ اس نے وہ چیزیں اس سال کے دوران میں خریدی ہیں جس سال میں اسے منافع ہوا ہے تو اس پر خمس دینا اس کے لیئے لازم نہیں لیکن اگر اسے یہ معلوم نہ ہو کہ اس سال کے دوران میں خریدی ہیں یا اس سال کے ختم ہو جانے کے بعد خریدی ہیں تو احتیاط واجب کی بنا پر اسے چاہئے کہ حاکم شرع کے ساتھ مصالحت کرے۔

۲۔ معدن (کانیں)

مسئلہ ۱۸۰۷ : اگر کوئی شخص سونے، چاندی، سیسے، تانبے، لوہے، پتھر کے کوئلے، فیروزے، عقیق، پھٹکری یا نمک کی کان سے یا دوسری کانوں سے کوئی چیز حاصل کرے تو اگر وہ چیز نصاب کے مطابق ہو تو اسے چاہئے کہ اس کا خمس ادا کرے۔

مسئلہ ۱۸۰۸ : کان سے نکلی ہوئی چیز کا نصاب ۱۵ مثقال معمولی سکہ دار سونا ہے یعنی اگر کان سے نکالی ہوئی کسی چیز کی قیمت ۱۵ مثقال سکہ دار سونے تک پہنچ جائے تو انسان کو چاہئے کہ جو کچھ اس نے اس پر خرچ کیا ہو اسے منہا کر کے جو باقی بچے اس پر خمس ادا کرے۔

مسئلہ ۱۸۰۹ : جس شخص نے کان سے منافع حاصل کیا ہو اور اس نے جو چیز کان سے نکالی ہو اگر اس کی قیمت ۱۵ مثقال سکہ دار سونے تک پہنچے تو اس پر خمس تب واجب ہو گا جب صرف یہ منافع یا اس کے دوسرے کاروبار کا منافع اس منافع سے ملا کر اس کے سال بھر کے اخراجات سے زیادہ ہو جائے۔

مسئلہ ۱۸۱۰ : گچ، چونا، ملتانی مٹی اور سرخ مٹی معادنی چیزوں میں سے نہیں ہیں اور جو شخص انہیں زمین سے نکالے اسے اس صورت میں خمس دینا چاہئے فقط وہ چیز یا اس کے دوسرے کاروبار کے منافع سے ملا کر وہ چیز اس کے سال بھر کے اخراجات سے بڑھ جائے۔

مسئلہ ۱۸۱۱ : جو شخص کان سے کوئی چیز حاصل کرے اسے چاہئے کہ اس کا خمس ادا کرے خواہ وہ کان زمین کے اوپر ہو یا نیچے اور خواہ ایسی زمین ہو جو کسی کی ملکیت ہو یا ایسی زمین میں ہو جس کا کوئی

مالک نہ ہو۔

مسئلہ ۱۸۱۲ : اگر کسی شخص کو یہ معلوم نہ ہو کہ جو چیز اس نے کان سے نکالی ہے اس کی قیمت ۱۵ مثقال سکہ دار سونے کے برابر ہے یا نہیں یا اس پر خمس واجب الادا نہیں تو اس کے لیئے ضروری نہیں کہ وزن کر کے یا کسی طریقے سے اس کی قیمت معلوم کرے۔

مسئلہ ۱۸۱۳ : اگر کئی شخص مل کر کان سے کوئی چیز نکالیں اور اس کی قیمت ۱۵ مثقال سکہ دار سونے تک پہنچ جائے تو اگرچہ ان میں سے ہر ایک کا حصہ اس مقدار سے کم ہوا ہو انہیں چاہیئے کہ اس پر خمس ادا کریں۔

مسئلہ ۱۸۱۴ : اگر کوئی شخص دوسرے کی جائیداد سے کوئی معدنی چیز نکالے تو جو کچھ اسے دستیاب ہو وہ جائیداد کے مالک کا مال ہے اور چونکہ جائیداد کے مالک نے وہ معدنی چیز نکالنے کے لیئے کچھ خرچ نہیں کیا اس لیئے جب اس کی مقدار نصاب کی حد تک پہنچ جائے اسے (یعنی جائیداد کے مالک کو) چاہیئے کہ جو کچھ کان سے نکالا گیا ہو اس تمام تر پر خمس ادا کرے۔

گنج (دفینہ)

مسئلہ ۱۸۱۵ : دفینہ وہ مال ہے جو زمین یا درخت یا پہاڑ یا دیوار میں چھپا ہوا ہو اور کوئی اسے وہاں سے نکالے اور اس کی صورت یہ ہو کہ اسے دفینہ کہا جا سکے۔

مسئلہ ۱۸۱۶ : اگر انسان کو کسی ایسی زمین سے دفینہ ملے جو کسی کی ملکیت نہ ہو تو وہ خود اس کا مال ہے اور اسے چاہیئے کہ اس پر خمس دے لیکن اگر وہ دفینہ سونے اور چاندی کے علاوہ کوئی چیز ہو تو اس پر خمس کا واجب ہونا احتیاط کی بنا پر ہے۔

مسئلہ ۱۸۱۷ : دفینہ اگر چاندی ہو تو اس کا نصاب ۱۰۵ مثقال سکہ دار چاندی اور اگر سونا ہو تو اس کا نصاب ۱۵ مثقال سکہ دار سونا ہے اور اگر سونے یا چاندی کے علاوہ کوئی اور چیز ہو تو سونے چاندی میں سے کسی ایک کو اس کے نصاب کا معیار بنالیں۔

مسئلہ ۱۸۱۸ : اگر کسی شخص کو ایسی زمین سے دفینہ ملے جو اس نے کسی سے خریدی ہو اور اسے

معلوم ہو کہ یہ ان لوگوں کا مال نہیں جو اس سے پہلے اس زمین کے مالک تھے تو وہ خود اس کا مال ہو جاتا ہے اور اسے چاہئے کہ اس پر خمس ادا کرے لیکن اگر اس بات کا احتمال ہو کہ یہ ان لوگوں میں سے کسی کا مال ہے تو احتیاط واجب کی بنا پر اسے (یعنی اس شخص کو جسے دفینہ ملے) چاہئے کہ سابقہ مالک کو اطلاع دے اور اگر پتہ چلے کہ اس کا مال نہیں ہے تو اس شخص کو اطلاع دے جو اس سے بھی پہلے اس زمین کا مالک تھا اور اسی ترتیب سے ان تمام لوگوں کو خبر کرے جو خود اس سے پہلے اس زمین کے مالک رہے ہوں اور اگر پتہ چلے کہ وہ ان میں سے کسی کا بھی مال نہیں ہے تو پھر وہ خود اس کا مال ہو جاتا ہے اور اسے چاہئے کہ اس کا خمس ادا کرے۔

مسئلہ ۱۸۱۹ : اگر کسی شخص کو ایسے کئی ایک برتنوں سے مال ملے جو ایک جگہ دفن کیئے ہوئے ہوں اور اس مال کی مجموعی قیمت ۱۰۵ مثقال چاندی یا ۱۵ مثقال سونے کے برابر ہو تو اسے چاہئے کہ اس مال کا خمس ادا کرے لیکن اگر مختلف مقامات سے دفینے ملیں تو ان میں سے جس دفینے کی قیمت مذکورہ مقدار تک پہنچے اس پر خمس واجب ہے اور جس دفینے کی قیمت اس مقدار تک نہ پہنچے اس پر خمس نہیں ہے۔

مسئلہ ۱۸۲۰ : جب دو اشخاص کو ایسا دفینہ ملے جس کی قیمت ۱۰۵ مثقال چاندی یا ۱۵ مثقال سونے تک پہنچتی ہو تو خواہ ان میں سے ہر ایک کے حصے کی مقدار اتنی نہ بنتی ہو انہیں چاہئے کہ اس پر خمس ادا کریں۔

مسئلہ ۱۸۲۱ : اگر کوئی شخص مچھلی کی طرح کا کوئی حیوان خریدے اور اس کے پیٹ سے اسے کوئی مال ملے تو اگرچہ اس بات کا احتمال ہو کہ یہ مال بائع کا ہے لیکن خریدار کے لیئے ضروری نہیں کہ بائع کو اس کی اطلاع دے اور اس مال پر پیشے سے منافع کا حکم لاگو ہوتا ہے لیکن اگر وہ جانور چوپایوں کی قسم کا ہو تو خریدار کے لیئے لازم ہے کہ بائع کو اطلاع دے اور اگر وہ مال کی نشانی بتا دے تو مال اس کا ہے ورنہ جسے ملا ہو اس کا ہے اور اس پر پیشے سے منافع کا حکم لاگو ہوتا ہے۔

۴- وہ حلال مال جو حرام مال میں مخلوط ہو جائے

مسئلہ ۱۸۲۲ : اگر حلال مال حرام مال کے ساتھ اس طرح خلط ملط ہو جائے کہ انسان کے لیئے

انہیں ایک دوسرے سے الگ کرنا ممکن نہ ہو اور حرام مال کے مالک اور اس مال کی مقدار کا بھی علم نہ ہو اور انسان کو یہ علم بھی نہ ہو کہ حرام مال کی مقدار خمس سے کم ہے یا زیادہ ہے تو اسے چاہئے کہ تمام مال کا خمس دے اور خمس ادا کرنے کے بعد بقیہ مال اس شخص پر حلال ہے۔

مسئلہ ۱۸۲۳ : اگر حلال مال حرام مال سے خلط ملط ہو جائے اور انسان حرام کی مقدار خواہ وہ خمس سے کم ہو یا زیادہ ہو جانتا ہو لیکن اس کے مالک کو نہ جانتا ہو تو اسے چاہئے کہ اتنی مقدار اس مال کے مالک کی طرف سے صدقہ دے دے اور احتیاط واجب یہ ہے کہ حاکم شرع سے بھی اجازت لے۔

مسئلہ ۱۸۲۴ : اگر حلال مال حرام مال سے خلط ملط ہو جائے اور انسان کو حرام کی مقدار کا علم نہ ہو لیکن اس مال کے مالک کو پہچانتا ہو تو ان دونوں کو چاہئے کہ باہمی رضا مندی سے فیصلہ کر لیں لیکن اگر مال کا مالک راضی نہ ہو تو انسان کو چاہئے کہ جتنی مقدار کے بارے میں یقین ہو کہ وہ اس کا مال ہے وہ اسے دے دے اور بہتر یہ ہے کہ جس مقدار کے بارے میں احتمال ہو کہ وہ اس کا مال ہے وہ بھی اسے دے دے۔

مسئلہ ۱۸۲۵ : اگر کوئی شخص حرام سے خلط ملط شدہ حلال مال کا خمس دے دے اور بعد میں اسے پتہ چلے کہ حرام کی مقدار خمس سے زیادہ تھی تو اسے چاہئے کہ جتنی مقدار کے بارے میں علم ہو کہ خمس سے زیادہ تھی اسے اس کے مالک کی طرف سے صدقہ کر دے۔

مسئلہ ۱۸۲۶ : اگر کوئی شخص حرام سے خلط ملط شدہ حلال مال کا خمس ادا کر دے یا ایسا مال جس کے مالک کو نہ پہچانتا ہو اس کی نیت سے (یعنی اس مال کے مالک کی نیت سے) صدقہ کر دے اور بعد میں اس مال کا مالک مل جائے تو ضروری نہیں کہ کوئی چیز اسے دے۔ بشرطیکہ صدقے کے طور پر دینے کے لیئے حاکم شرع سے اجازت لی ہو۔

مسئلہ ۱۸۲۷ : اگر حلال مال حرام سے خلط ملط ہو جائے اور حرام کی مقدار معلوم ہو اور انسان جانتا ہو کہ اس کا مالک چند مخصوص افراد کے علاوہ اور کوئی نہیں لیکن یہ نہ جانتا ہو کہ ان میں سے کون سا مالک ہے تو اسے چاہئے کہ اگر ممکن ہو تو ان سب افراد کو راضی کرے اور اگر ایسا کرنا ممکن نہ ہو تو قرعہ ڈالے اور جس کے نام قرعہ نکلے وہ مال اسے دے دے۔

۵ ۔ غواصی سے حاصل کیئے ہوئے جواہرات

مسئلہ ۱۸۲۸ : اگر غواصی کے ذریعے یعنی سمندر میں غوطہ لگا کر لولو' مرجان یا دوسرے جواہرات نکالے جائیں تو خواہ وہ ایسی چیزوں میں سے ہوں جو اگتی ہیں یا معدنیات میں سے ہوں ان پر خمس ادا کرنا چاہئے اور بنا بر احتیاط ان کا کوئی نصاب مقرر نہیں ہے لہٰذا جتنی مقدار میں بھی ہوں اور خواہ نکالنے والا ایک شخص ہو یا کئی اشخاص ہوں ان پر خمس ادا کرنا چاہئے۔

مسئلہ ۱۸۲۹ : اگر سمندر میں غوطہ زنی کیئے بغیر دوسرے ذرائع سے جواہرات نکالے جائیں تو بنا بر احتیاط ان پر خمس واجب ہے لیکن اگر کوئی شخص سمندر کے پانی کی سطح یا سمندر کے کنارے سے جواہرات حاصل کرے تو ان کا خمس اسے اس صورت میں دینا چاہئے جب جو کچھ اسے دستیاب ہوا ہو (یعنی جواہرات) وہ تنہا یا اس کی کاروبار کے دوسرے منافع سے مل کر اس کے سال بھر کے اخراجات سے زیادہ ہو۔

مسئلہ ۱۸۳۰ : مچھلیوں اور ان دوسرے حیوانات کا خمس جنہیں انسان سمندر میں غوطہ لگائے بغیر حاصل کرتا ہے اس صورت میں واجب ہوتا ہے جب کہ ان چیزوں سے حاصل کردہ منافع تنہا یا متعلقہ شخص کے کاروبار کے دوسرے منافع سے مل کر اس کے سال بھر کے اخراجات سے زیادہ ہو۔

مسئلہ ۱۸۳۱ : اگر انسان کوئی چیز نکالنے کا ارادہ کیئے بغیر سمندر میں غوطہ لگائے اور اتفاق سے کوئی جواہر اس کے ہاتھ آ جائے تو احتیاط واجب کی بنا پر اسے چاہئے کہ اس کا خمس ادا کرے۔

مسئلہ ۱۸۳۲ : اگر انسان سمندر میں غوطہ لگائے اور اس میں سے کوئی جانور نکال لائے اور اس کے پیٹ میں سے اسے کوئی جواہر ملے تو اگر وہ جانور سیپی کی مانند ہو جس کے پیٹ میں عموماً جواہرات ہوتے ہیں تو انسان کو چاہئے کہ اس پر خمس دے اور اگر وہ کوئی ایسا جانور ہو جس نے اتفاقاً" جواہر نگل لیا ہو تو اس پر خمس اس صورت میں واجب ہے کہ وہ جواہر تنہا یا انسان کے کاروبار کے دوسرے منافع سے مل کر اس کے سال بھر کے اخراجات سے زیادہ ہو۔

مسئلہ ۱۸۳۳ : اگر کوئی شخص بڑے دریاؤں مثلاً دجلہ اور فرات میں غوطہ لگائے اور جواہر نکال لائے تو اگر اس دریا میں جواہر پیدا ہوتے ہوں تو اس شخص کو چاہئے کہ جو جواہر نکالے ان کا خمس ادا

کرے۔

مسئلہ ۱۸۳۴ : اگر کوئی شخص پانی (یعنی دریا یا سمندر) میں غوطہ لگائے اور کچھ عنبر نکال لائے تو اسے چاہئے کہ اس کا خمس دے بلکہ اگر پانی کی سطح یا سمندر کے کنارے سے بھی حاصل کرے تو احتیاط کی بنا پر اس پر خمس واجب ہے۔

مسئلہ ۱۸۳۵ : جس شخص کا پیشہ غوطہ زنی یا معدنیات نکالنا ہو اگر وہ ان کا خمس ادا کرے اور پھر اس کے سال بھر کے اخراجات سے کچھ بچ رہے تو اس کے لیئے لازم نہیں کہ دوبارہ اس کا خمس ادا کرے۔

مسئلہ ۱۸۳۶ : اگر کوئی بچہ کوئی معدنی چیز نکالے یا اسے کوئی دفینہ مل جائے یا سمندر میں غوطہ لگا کر جواہر نکال لائے تو اس پر خمس واجب الادا نہیں لیکن اگر اس کے پاس حرام مال میں ملا ہو حلال مال ہو تو اس کے ولی کو چاہئے کہ اس مال کو پاک کرے۔

۶- مال غنیمت

مسئلہ ۱۸۳۷ : اگر مسلمان امام علیہ السلام کے حکم سے کفار سے جنگ کریں اور کچھ چیزیں جنگ میں ان کے ہاتھ لگیں تو انہیں غنیمت کہا جاتا ہے اور اس مال کی حفاظت یا اس کی نقل و حمل وغیرہ کے مصارف منہا کرنے کے بعد اور جو رقم امام علیہ السلام اپنی مصلحت کے مطابق خرچ کریں اور جو مال خاص امام علیہ السلام کا حق ہے اسے علیحدہ کرنے کے بعد باقی ماندہ پر خمس ادا کرنا واجب ہے اور امام علیہ السلام کی غیبت کے زمانے میں کفار کے ساتھ جنگ کرنے میں جو مال ملے احتیاط کی بنا پر وہ بھی غنیمت کا ہی حکم رکھتا ہے۔

۷- وہ زمین جو ذمی کافر کسی مسلمان سے خریدے

مسئلہ ۱۸۳۸ : اگر کافر ذمی کسی مسلمان سے زمین خریدے تو اسے چاہئے کہ اس کا خمس خود زمین سے یا اپنے کسی دوسرے مال سے دے اور اگر وہ مکان اور دکان وغیرہ مسلمان سے خریدے تو اسے چاہئے کہ اس کی زمین (یعنی مکان اور دکان کی زمین) کا خمس دے اور یہ خمس دیتے ہوئے قصد قربت ضروری نہیں ہے بلکہ جو حاکم شرع اس سے (یعنی کافر ذمی سے) خمس لے اس کے لیئے بھی

ضروری نہیں کہ قصد قربت کرے۔

مسئلہ ۱۸۳۹ : اگر کافر ذمی ایک مسلمان سے خریدی ہوئے زمین دوسرے مسلمان کے ہاتھ بیچ دے تب بھی اس کافر سے خمس ساقط نہیں ہوتا لیکن مسلمان کے لیئے ضروری نہیں کہ اس کا خمس دے اور اگر وہ کافر ذمی مرجائے اور کوئی مسلمان وہ زمین اس کے وارث کے طور پر حاصل کرے تب بھی یہی حکم ہے اور دونوں صورتوں میں اگر بالفرض خود اس کافر نے یا اس سے پہلے کسی دوسرے شخص نے خمس ادا نہ کیا ہو تو احتیاط واجب کی بنا پر مسلمان اس زمین کا خمس ادا کرے۔

مسئلہ ۱۸۴۰ : اگر کافر ذمی زمین خریدتے وقت یہ شرط عائد کرے کہ وہ خمس نہیں دے گا یا یہ شرط لگائے کہ خمس بائع کے ذمے ہو گا تو اس کی شرط درست نہیں ہے اور اسے چاہئے کہ خمس ادا کرے۔ لیکن اگر وہ یہ شرط لگائے کہ بائع اس کی طرف سے خمس کی مقدار خمس کے مستحقین کو دے دے تو بائع کے لیئے ضروری ہے کہ اس شرط کے مطابق عمل کرے۔

مسئلہ ۱۸۴۱ : اگر کوئی مسلمان کافر ذمی کو بغیر خرید وفروخت زمین دے دے اور اس کا عوض لے لے مثلاً اس کے ساتھ سمجھوتہ کرے تو کافر ذمی کو چاہئے کہ اس کا خمس ادا کرے۔

مسئلہ ۱۸۴۲ : اگر کافر ذمی نابالغ ہو اور اس کا ولی اس کے لیئے زمین خریدے تو احتیاط واجب یہ ہے کہ معاملہ کے سلسلے میں اس سے شرط طے کرلی جائے کہ وہ اس کا خمس دے گا۔

خمس کا مصرف

مسئلہ ۱۸۴۳ : خمس دو حصوں میں تقسیم کرنا چاہئے اس کا ایک حصہ سادات کا حق ہے جو حاکم شرع کی اجازت سے کسی محتاج یا یتیم سید کو یا ایسے سید کو دینا چاہئے جو سفر میں ناچار ہو گیا ہو اور اس معاملہ میں ہم نے تمام مخیر اور جن پر حقوق شرعیہ واجب ہیں حال سادات کو مقررہ مقام پر خرچ کی اجازت عام دے دی ہے۔ اور دوسرا حصہ امام علیہ السلام کا ہے جو موجودہ زمانے میں جامع الشرائط مجتہد کو دینا چاہئے یا ایسے کام پر خرچ کرنا چاہئے جس کی وہ مجتہد اجازت دے لیکن اگر انسان یہ چاہئے کہ امام علیہ السلام کا حصہ کسی ایسے مجتہد کو دے جس کی وہ تقلید نہ کرتا ہو تو احتیاط واجب کی بنا پر اسے چاہئے کہ ایسا کرنے کے لیئے اس مجتہد کی اجازت لے جس کی وہ تقلید کرتا ہو اور اسے یہ اجازت اس صورت

میں لینی ہو گی کہ مرجع تقلید میں دو شرطیں پائی جائیں ایک یہ کہ ولایت فقیہ مطلقہ کا قائل ہو اور اپنے آپ کو مسلمان کے لیئے واجب الاطاعت سمجھے اور دوسرے یہ کہ وہ حکم دے کہ سہم امام اس تک پہچایا جائے۔ اور ان شرطوں میں سے کوئی ایک بھی شرط ختم ہو جائے تو اس کو دوسرے مجتہد کو دینے کے لیئے اپنے مرجع کی اجازت لینے کی ضرورت نہیں۔

مسئلہ ۱۸۴۴ : جس یتیم سید کو خمس دیا جائے ضروری ہے کہ وہ محتاج بھی ہو لیکن جو سید سفر میں ناچار ہو جائے وہ خواہ اپنے وطن میں محتاج نہ بھی ہو تو اسے خمس دیا جا سکتا ہے۔

مسئلہ ۱۸۴۵ : جو سید سفر میں ناچار ہو گیا ہو اگر اس کا سفر گناہ کا سفر ہو (یعنی اس کا سفر گناہ کی غرض سے ہو یا اس کا سفر کرنا گناہ کا ارتکاب ہو) احتیاط واجب کی بنا پر اسے خمس نہیں دینا چاہیئے۔

مسئلہ ۱۸۴۶ : جو سید عادل نہ ہو اسے خمس دیا جا سکتا ہے لیکن جو سید اثنا عشری نہ ہو اسے خمس نہیں دینا چاہیئے۔

مسئلہ ۱۸۴۷ : جو سید معصیت کار ہو اگر اسے خمس دینے سے اس کی معصیت میں مدد ہوتی ہو تو اسے خمس نہ دیا جائے اور احوط یہ ہے کہ اس سید کو بھی خمس نہ دیا جائے جو شراب پیتا ہو یا نماز نہ پڑھتا ہو یا علانیہ گناہ کرتا ہو گو خمس دینے سے اس کی معصیت میں مدد نہ ملتی ہو۔

مسئلہ ۱۸۴۸ : جو شخص کہے کہ میں سید ہوں اسے اس وقت تک خمس نہ دیا جائے جب تک دو عادل اشخاص اس کے سید ہونے کی تصدیق نہ کر دیں یا وہ لوگوں میں اس طرح مشہور نہ ہو کہ انسان کو یقین اور اطمینان ہو جائے کہ وہ سید ہے۔

مسئلہ ۱۸۴۹ : اگر کوئی شخص اپنے شہر میں بہ حیثیت سید کے مشہور ہو تو خواہ انسان کو اس کے سید ہونے کے بارے میں یقین یا اطمینان نہ بھی ہو اسے خمس دیا جا سکتا ہے۔

مسئلہ ۱۸۵۰ : اگر کسی شخص کی بیوی سیدانی ہو تو شوہر کو اسے اس مقصد کے لیئے خمس نہیں دینا چاہیئے کہ وہ اسے اپنے ذاتی استعمال میں لے آئے لیکن اگر دوسرے لوگوں کے اخراجات اس عورت پر واجب ہوں اور وہ ان اخراجات کی ادائیگی سے قاصر ہو تو انسان کے لیئے جائز ہے کہ خمس اس عورت کو دے دے تاکہ وہ ان دوسرے لوگوں پر خرچ کرے اور اسے اس غرض سے خمس دینے کے بارے میں

بھی یہی حکم ہے جبکہ وہ اپنے غیر واجب اخراجات پر صرف کرے (یعنی اس مقصد کے لیئے اسے خمس نہیں دینا چاہئے۔)

مسئلہ ۱۸۵۱ : اگر کسی شخص پر کسی سید کے یا سیدانی کے اخراجات واجب ہوں تو احتیاط واجب کی بنا پر وہ اس سید یا سیدانی کے خوراک اور پوشاک کے اخراجات اور باقی واجب اخراجات اپنے خمس سے ادا نہیں کر سکتا ہاں اگر وہ اس سید یا سیدانی کو خمس کی کچھ مقدار اس مقصد سے دے دے کہ وہ واجب اخراجات کے علاوہ دوسری ضروریات پر خرچ کرے تو کوئی حرج نہیں۔

مسئلہ ۱۸۵۲ : اگر کسی محتاج سید کے اخراجات کسی دوسرے شخص پر واجب ہوں اور وہ شخص اس سید کے اخراجات نہ دے سکتا ہو یا استطاعت رکھتا ہو لیکن نہ دیتا ہو تو اس سید کو خمس دیا جا سکتا ہے۔

مسئلہ ۱۸۵۳ : احتیاط واجب یہ ہے کہ کسی ایک محتاج سید کو اس کے ایک سال کے اخراجات سے زیادہ مقدار میں خمس نہ دیا جائے۔

مسئلہ ۱۸۵۴ : اگر کسی شخص کے شہر میں کوئی مستحق سید نہ ہو اور اسے یقین یا اطمینان ہو کہ کوئی سید ایسا بعد میں یا مستقبل قریب میں بھی نہیں ملے گا یا یہ کہ جب تک کوئی مستحق سید ملے خمس کی حفاظت کرنا ممکن نہ ہو تو اس شخص کو چاہئے کہ خمس دوسرے شہر لے جائے اور مستحق کو پہنچا دے اور جائز ہے کہ خمس دوسرے شہر لے جانے کے اخراجات خمس میں سے وضع کرے اور اگر خمس تلف ہو جائے اور اگر اس شخص نے اس کی نگہداشت میں کوتاہی برتی ہو تو اسے چاہئے کہ اس کا عوض دے اور اگر کوتاہی نہ برتی ہو تو اس پر کچھ بھی واجب نہیں۔

مسئلہ ۱۸۵۵ : جب کسی شخص کے اپنے شہر میں خمس کا مستحق موجود نہ ہو تو اگرچہ اسے یقین یا اطمینان ہو کہ بعد میں مل جائے گا اور خمس کے مستحق شخص کے ملنے تک خمس کی نگہداشت بھی ممکن ہو تب بھی وہ خمس دوسرے شہر لے جا سکتا ہے اور اگر وہ خمس کی نگہداشت میں کوتاہی نہ برتے اور وہ تلف ہو جائے تو اس کے لیئے کوئی چیز دینا ضروری نہیں لیکن وہ خمس کے دوسرے جگہ لے جانے کے اخراجات خمس سے وضع نہیں کر سکتا۔

مسئلہ ۱۸۵۶ : اگر کسی شخص کے اپنے شہر میں خمس کا مستحق مل جائے تب بھی وہ خمس دوسرے شہر لے جا کر مستحق کو پہنچا سکتا ہے لیکن اسے چاہئے کہ اس کو لے جانے کے اخراجات خود ادا کرے اور خمس ضائع ہو جائے تو اگرچہ اس نے اس کی نگہداشت میں کوتاہی نہ برتی ہو تو وہ اس کا ذمہ دار ہے۔ (یعنی اسے چاہئے کہ خمس کا عوض دے۔)

مسئلہ ۱۸۵۷ : اگر کوئی شخص حاکم شرع کے حکم سے خمس دوسرے شہر لے جائے اور وہ تلف ہو تو اس کے لیئے دوبارہ خمس دینا لازم نہیں اور اگر وہ خمس ایسے شخص کو دے دے جو حاکم شرع کی جانب سے خمس کے حصول کے لیئے وکیل مقرر کیا گیا ہو اور وہ وکیل خمس کو ایک شہر سے دوسرے شہر لے جائے اور اس نقل و حمل میں خمس تلف ہو جائے تو اس کے لیئے بھی یہی حکم ہے (یعنی کہ خمس دینے والے کے لیئے دوبارہ خمس دینا لازم نہیں۔)

مسئلہ ۱۸۵۸ : یہ جائز نہیں کہ کسی چیز کی قیمت اس کی واقعی قیمت سے زیادہ لگا کر اسے بطور خمس دیا جائے اور جیسا کہ پہلے بتایا گیا ہے کسی دوسرے جنس کی شکل میں خمس ادا کرنا (ماسوا سونے اور چاندی کے سکوں اور انہی جیسی دوسرے چیزوں کے) ہر صورت میں محل اشکال ہے۔

مسئلہ ۱۸۵۹ : جس شخص کو خمس کے مستحق شخص سے کچھ لینا ہو اور چاہتا ہو کہ اپنا قرضہ خمس کی رقم سے منہا کر لے اسے احتیاط واجب کی بنا پر چاہئے کہ خمس اس مستحق شخص کو دے دے اور بعد میں مستحق شخص اسے وہ مال قرضے کی ادائیگی کی طور پر لوٹا دے اور وہ یہ بھی کر سکتا ہے کہ خمس کے مستحق شخص کی اجازت سے اس کا وکیل بن کر خود اس کی طرف سے خمس لے لے اور اس سے اپنا قرضہ چکا لے۔

مسئلہ ۱۸۶۰ : مستحق شخص یہ نہیں کر سکتا کہ خمس لے کر اس کے مالک کو بخش دے۔ ہاں جس شخص کے ذمے خمس کی زیادہ مقدار واجب الادا ہو اور وہ محتاج ہو گیا ہو اور چاہتا ہو کہ خمس کے مستحق لوگوں کا مقروض نہ رہے تو اگر خمس کا مستحق شخص راضی ہو جائے کہ اس سے خمس لے کر پھر اسے بخش دے تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔

زکوۃ

زکوۃ دین اسلام کا ایک اہم رکن اور نمازاور روزے کی طرح مسلمانوں پر فرض ہے۔ فرق صرف اتنا ہے کہ نماز اور روزہ' جسمانی عبادات ہیں اور زکوۃ مالی عبادت ہے اس کی اہمیت کا اندازہ اس سے ہو سکتا ہے کہ قرآن مجید میں اس کی ادائیگی کی تاکید تقریباً ۸۲ مقامات پر کی گئی ہے، اور ۳۲ جگہ تو اس کا ذکر نماز جیسی افضل ترین عبادت کے ساتھ کیا گیا ہے۔

کسی شخص کا صاحب نصاب ہونے کے باجود زکوۃ ادا نہ کرنا سخت گناہ ہے قرآن مجید میں سورہ توبہ کی پچیسویں آیت میں ارشاد ہوا کہ اے رسول' جو لوگ سونا چاندی جمع کرتے ہیں اور اللہ تعالٰی کی راہ میں خرچ نہیں کرتے انہیں ایک درد ناک عذاب کی خبر دے دیجئے اور انہیں بتا دیجئے کہ ان کا جمع کیا ہو سونا چاندی قیامت کے دن دوزخ کی آگ میں تپایا جائے گا اور پھر ان کی پیشانیاں' پہلو اور پیٹھیں داغی جائیں گی اور ان سے کہا جائے گا کہ یہ وہی سونا چاندی ہے جو تم نے جمع کیا تھا۔ اب اپنے جمع کئے ہوئے کا مزہ چکھو۔

سورہ توبہ کی ساٹھویں آیت میں ارشاد ربانی کے مطابق زکوۃ مندرجہ ذیل آٹھ قسم کے لوگوں کو دی جاتی ہے۔

۱... فقراء

۲... مساکین

۳... عاملین زکوۃ یعنی وہ کارندے جو زکوۃ جمع کرتے ہیں۔

۴... مولفتہ القلوب یعنی جنگی تالیف قلب مقصود ہو۔

۵... رقاب یعنی وہ جن کی گردنوں میں غلامی کا پھندا ہو۔

۶... غارمین یعنی وہ مقروض جو قرضہ ادا نہیں کر سکتے۔

۷... فی سبیل اللہ

زکوۃ کے احکام

مسئلہ ۱۸۶۱ : زکوۃ نو چیزوں پر واجب ہے۔

۱۔ گندم	۲۔ جو	۳۔ کھجور
۴۔ کشمش	۵۔ سونا	۶۔ چاندی
۷۔ اونٹ	۸۔ گائے	۹۔ بھیڑ بکری (گوسفند)

اگر کوئی شخص ان نو چیزوں میں سے کس ایک کا مالک ہو تو ان شرائط کے تحت جن کا ذکر بعد میں کیا جائے گا اسے چاہئے کہ جو مقدار مقرر کی گئی ہے اسے ان مصرف میں سے کسی ایک مصرف میں خرچ کرے جن کا حکم دیا گیا ہے۔

مسئلہ ۱۸۶۲ : احتیاط واجب کی بنا پر چاہئے کہ سلت پر جو گندم کی طرح ایک نرم اناج ہے اور جو کی خاصیت رکھتا ہے اور علس پر جو گندم جیسا ہوتا ہے اور صنعا کے لوگوں کی غذا ہے زکوۃ دی جائے۔

زکوۃ واجب ہونے کی شرائط

۱۸۶۳ : زکوۃ اس صورت میں واجب ہوتی ہے جب مال اس نصاب کی مقدار تک پہنچ جائے جس کا ذکر بعد میں کیا جائے گا اور اس مال کا مالک بالغ عاقل اور آزاد ہو اور اس میں تصرف کر سکتا ہو۔

مسئلہ ۱۸۶۴ : اگر انسان گیارہ مہینے گائے، گوسفند اور اونٹ سونے یا چاندی کا مالک رہے تو اگرچہ بارہویں مہینے کی پہلی تاریخ کو زکوۃ اس پر واجب ہو جائے گی لیکن اسے چاہئے کہ اگلے سال کی ابتداء کا حساب بارہویں مہینے کے خاتمے کے بعد سے کرے۔

مسئلہ ۱۸۶۵ : اگر گائے اونٹ گوسفند سونے اور چاندی کا مالک سال کے دوران میں بالغ ہو جائے مثلاً اگر کوئی بچہ پہلی محرم کو چالیس بھیڑوں کا مالک ہو اور دو مہینے کے بعد بالغ ہو جائے تو اگرچہ پہلی محرم سے گیارہ مہینے گزر جائیں لیکن اس پر زکوۃ واجب نہیں ہوگی بلکہ اس کے بالغ ہونے کے گیارہ

مہینے گزرنے کے بعد واجب ہو گی۔

مسئلہ ۱۸۶۶ : گندم اور جو پر زکوۃ اس وقت واجب ہوتی ہے جب انہیں گندم اور جو کہا جائے اور کشمش پر زکوۃ اس وقت واجب ہوتی ہے جب وہ انگور ہوں اور کھجور پر اس وقت واجب ہوتی ہے جب عرب اسے تمر کہیں لیکن گندم اور جو کی زکوۃ دینے کا وقت کھلیان گاہنے اور بھوسہ الگ کرنے کا ہے اور کھجور اور کشمش کی زکوۃ دینے کا وقت وہ ہے جب وہ خشک ہو جائیں۔

مسئلہ ۱۸۶۷ : گندم' جو' کشمش اور کھجور پر زکوۃ واجب ہونے کے وقت جو کہ سابقہ مسئلہ میں بتایا گیا ہے، کہ اگر ان کا مالک بالغ عاقل اور آزاد ہو اور ان میں تصرف کرنے پر قادر ہو تو اسے چاہئے کہ ان کی زکوۃ دے اور اگر بالغ یا عاقل نہ ہو تو اس پر زکوۃ دینا واجب نہیں ہے۔

مسئلہ ۱۸۶۸ : اگر گائے' گوسفند' اونٹ' سونے اور چاندی کا مالک پورا سال یا سال کا کچھ حصہ دیوانہ رہے تو زکوۃ اس پر واجب نہیں ہے۔

مسئلہ ۱۸۶۹ : اگر گائے' گوسفند' اونٹ' سونے اور چاندی کا مالک سال کا کچھ حصہ مست یا بے ہوش رہے تو زکوۃ اس پر سے ساقط نہیں ہوتی اور گندم 'جو اور کھجور اور کشمش کا مالک زکوۃ واجب ہونے کے موقع پر مست یا بے ہوش ہو جائے تو اس کے لیئے بھی یہی حکم ہے۔

مسئلہ ۱۸۷۰ : اگر کوئی مال انسان سے غصب کر لیا گیا ہو اور وہ اس میں تصرف نہ کر سکے تو اس مال پر زکوۃ واجب نہیں ہے۔

مسئلہ ۱۸۷۱ : اگر کوئی شخص سونا اور چاندی یا کوئی اور چیز جس پر زکوۃ دینا واجب ہو کسی سے قرض لے لے اور وہ ایک سال تک اس کے پاس رہے تو اسے چاہئے کہ اس کی زکوۃ دے اور جس نے قرض دیا ہو اس پر کچھ واجب نہیں۔

گندم' جو' کھجور اور کشمش کی زکوۃ

مسئلہ ۱۸۷۲ : گندم' جو' کھجور اور کشمش پر زکوۃ اس وقت واجب ہوتی ہے جب وہ نصابؒ کی

مقدار تک پہنچ جائیں اور ان کا نصاب تقریباً" ۸۴۷ کیلو گرام ہوتا ہے۔

مسئلہ ۱۸۷۳ : جس انگور، کھجور اور جو اور گندم پر زکوٰۃ واجب ہو چکی ہو اگر کوئی شخص خود یا اس کے اہل وعیال اسے کھالیں یا مثلاً وہ یہ اجناس کسی محتاج کو زکوٰۃ کے قصد کے بغیر دے دے تو اسے چاہئے کہ جتنی مقدار صرف کی ہو اس پر زکوٰۃ دے۔

مسئلہ ۱۸۷۴ : اگر گندم، جو، کھجور اور کشمش پر زکوٰۃ واجب ہونے کے بعد ان چیزون کا مالک مر جائے تو جتنی زکوٰۃ بنتی ہو وہ اس کے مال سے دینی چاہئے لیکن اگر وہ شخص زکوٰۃ واجب ہونے سے پہلے مر جائے تو ہر اس وارث کو جس کا حصہ نصاب تک پہنچ جائے اپنے حصے پر زکوٰۃ ادا کرے۔

مسئلہ ۱۸۷۵ : جو شخص حاکم شرع کی طرف سے زکوٰۃ جمع کرنے پر متعین کیا گیا ہو وہ گندم اور جو کے کھلیان بنانے اور بھوسہ الگ کرنے کے وقت اور کھجور اور انگور کے خشک ہو جانے کی بعد زکوٰۃ کا مطالبہ کر سکتا ہے اور اگر ان چیزوں کا مالک زکوٰۃ نہ دے اور جس چیز پر زکوٰۃ واجب ہو گئی ہو وہ تلف ہو جائے تو اسے چاہئے کہ اس کا عوض دے۔

مسئلہ ۱۸۷۶ : اگر کسی شخص کے کھجور اور انگور کے درختوں یا گندم اور جو کی زراعت کا مالک بننے کے بعد ان چیزوں پر زکوٰۃ واجب ہو جائے تو اسے چاہئے کہ ان پر زکوٰۃ دے۔

مسئلہ ۱۸۷۷ : اگر گندم، جو، کھجور اور کشمش پر زکوٰۃ واجب ہونے کے بعد کوئی شخص زراعت اور درختوں کو بیچ دے تو بیچنے والے پر ان اجناس کی زکوٰۃ دینا واجب ہے اور جب وہ زکوٰۃ ادا کر دے تو خریدنے والے پر کچھ واجب نہیں ہے۔

مسئلہ ۱۸۷۸ : اگر کوئی شخص گندم، جو، کھجور اور انگور خریدے اور اسے علم ہو کہ بیچنے والے نے ان کی زکوٰۃ دے دی ہے یا شک کرے کہ اس نے زکوٰۃ دے دی ہے یا نہیں تو اس پر ان کی زکوٰۃ واجب نہیں ہے اور اگر اسے معلوم ہو کہ بیچنے والے نے ان پر زکوٰۃ نہیں دی اور حاکم شرع جنس کی اتنی مقدار کے سودے کی اجازت نہ دے جو بطور زکوٰۃ دینی ضروری ہو تو اتنی مقدار کا سودا باطل ہے اور حاکم شرع زکوٰۃ کی مقدار خریدار سے لے سکتا ہے اور اگر وہ زکوٰۃ کی مقدار کے برابر جنس کے سودے

کی اجازت دے دے تو سودا صحیح ہے اور خریدار کو چاہئے کہ اتنی مقدار کی قیمت حاکم شرع کو دے دے اور اگر اتنی مقدار کی قیمت اس نے بیچنے والے کو دے دی ہو تو وہ اس سے واپس لے سکتا ہے۔

مسئلہ ۱۸۷۹ : اگر گندم، جو، کھجور اور انگور کا وزن تر ہونے کے وقت تقریباً ۸۴۷ کیلو گرام ہو اور ان اجناس کے خشک ہونے کے بعد اس مقدار سے کم ہو جائے تو زکوٰۃ اس پر واجب نہیں ہے۔

مسئلہ ۱۸۸۰ : اگر کوئی شخص گندم، جو اور کھجور کو خشک ہونے سے پہلے خرچ کر لے تو وہ خشک ہو کر نصاب پر پوری اتریں تو اسے چاہئے کہ ان کی زکوٰۃ دے۔

مسئلہ ۱۸۸۱ : کھجور کی تین قسمیں ہیں۔

۱... وہ جسے خشک کیا جاتا ہے اور اس کی زکوٰۃ کا حکم بیان ہو چکا ہے۔

۲... وہ جو رطب ہونے کی حالت میں کھائی جاتی ہے۔

۳... وہ جو کچی ہی کھائی جاتی ہے۔

دوسری قسم کی مقدار اگر خشک ہونے کی صورت میں تقریباً" ۸۴۷ کیلو گرام ہو تو اس پر زکوٰۃ واجب ہے اور جہاں تک تیسری قسم کا تعلق ہے ظاہر یہ ہے کہ اس پر زکوٰۃ واجب نہیں ہے۔ اگرچہ احتیاط مستحب زکوٰۃ دینے میں ہے۔

مسئلہ ۱۸۸۲ : جس گندم، جو، کھجور اور کشمش کی زکوٰۃ کسی شخص نے ادا کر دی ہو اگر وہ چند سال اس کے پاس بھی پڑی رہیں تو ان پر دوبارہ زکوٰۃ واجب نہیں ہو گی۔

مسئلہ ۱۸۸۳ : اگر گندم، جو کھجور اور انگور بارش یا نہر کے پانی سے سیراب ہوں یا مصری زراعت کی طرح انہیں زمین کی نمی سے فائدہ پہنچے تو ان پر زکوٰۃ کا دسواں حصہ ہے اور اگر ان کی سینچائی ڈول وغیرہ سے کی جائے تو ان پر زکوٰۃ کا بیسواں حصہ ہے۔

مسئلہ ۱۸۸۴ : اگر گندم جو کھجور اور انگور بارش کے پانی سے بھی سیراب ہو اور انہیں ڈول وغیرہ کے پانی سے بھی فائدہ پہنچے تو اگر یہ سینچائی ایسی ہو کہ عام طور پر کہا جاسکے کہ ان کی سینچائی ڈول وغیرہ سے کی گئی ہے تو اس پر زکوٰۃ کا بیسواں حصہ ہے اور اگر یہ کہا جائے کہ یہ نہر اور بارش کے پانی سے

سیراب ہوئے ہیں تو ان پر زکوۃ کا دسواں حصہ ہے اور سنچائی کی صورت یہ ہو کہ عام طور پر کہا جائے کہ دونوں ذرائع سے سیراب ہوئے ہیں تو اس پر زکوٰۃ ساڑھے سات فی صد ہے۔

مسئلہ ۱۸۸۵ : اگر کوئی شخص شک کرے کہ عام طور پر کون سی بات صحیح سمجھی جائے گی اور اسے علم نہ ہو کہ سنچائی کی صورت ایسی ہے کہ لوگ عام طور پر کہیں کہ دونوں ذرائع سے سنچائی ہوئی یا یہ کہیں کہ مثلاً بارش کے پانی سے ہوئی ہے تو اگر وہ ساڑھے سات فیصد بطور زکوٰۃ ادا کرے تو کافی ہے۔

مسئلہ ۱۸۸۶ : اگر کوئی شک کرے اور اسے علم نہ ہو کہ عموماً لوگ کہتے ہیں کہ دونوں ذرائع سے سنچائی ہوئی ہے یا یہ کہتے ہیں کہ ڈول وغیرہ سے ہوئی ہے تو اس صورت میں بیسواں حصہ زکوٰۃ دینا کافی ہے اور اگر اس بات کا احتمال بھی ہو کہ عموماً لوگ کہیں کہ بارش کے پانی سے سیراب ہوئی ہے تب بھی یہی حکم ہے۔

مسئلہ ۱۸۸۷ : اگر گندم جو اور کھجور اور انگور بارش اور نہر کے پانی سے سیراب ہوں اور انہیں ڈول وغیرہ کے پانی کی حاجت نہ ہو ان کی سنچائی ڈول کے پانی سے بھی ہوئی ہو اور ڈول کے پانی سے آمدنی میں اضافے میں کوئی مدد نہ ملی ہو تو ان پر زکوٰۃ کا دسواں حصہ ہے اور اگر ڈول وغیرہ کے پانی سے سنچائی ہوئی ہو اور نہر اور بارش کے پانی کی حاجت نہ ہو لیکن نہر اور بارش کے پانی سے بھی سیراب ہوں اور اس سے آمدنی میں اضافے میں کوئی مدد نہ ملی ہو تو ان پر زکوٰۃ کا بیسواں حصہ ہے۔

مسئلہ ۱۸۸۸ : اگر کسی زراعت کی سنچائی ڈول وغیرہ سے کی جائے اور اس سے ملحقہ زمین میں زراعت کی جائے اور وہ ملحقہ زمین اس زمین سے فائدہ اٹھائے اور اسے سنچائی کی ضرورت نہ رہے تو جس زمین کی سنچائی ڈول وغیرہ سے کی گئی ہے اس کی زکوٰۃ کا بیسواں حصہ اور اس کی ملحق زراعت کی زکوٰۃ کا دسواں حصہ ہے۔

مسئلہ ۱۸۸۹ : جو اخراجات کسی شخص نے گندم جو کھجور اور انگور پر کیئے ہوں انہیں وہ فصل کی آمدنی سے منہا کر کے نصاب کا حساب نہیں لگا سکتا لہٰذا اگر ان میں سے کسی ایک کا وزن اخراجات کا حساب لگانے سے پہلے تقریباً ۸۴۷ کیلو گرام ہو تو اسے چاہیئے کہ اس پر زکوٰۃ دے۔ اور حساب لگانے کے بعد اس کے مخارج منہا کر کے زکوٰۃ دے۔

مسئلہ ۱۸۹۰ : جس شخص نے زراعت میں بیج استعمال کیا ہو خواہ وہ اس کے پاس موجود ہو یا اس نے خریدا ہو وہ نصاب کا حساب اس بیج کو فصل کی آمدنی سے منہا کر کے نہیں کر سکتا ہے بلکہ اسے چاہئے کہ نصاب کا حساب پوری فصل کو مد نظر رکھتے ہوئے لگائے۔

مسئلہ ۱۸۹۱ : جو کچھ حکومت اصلی مال سے (جس پر زکوٰۃ واجب ہو) لے لے اس پر زکوٰۃ واجب نہیں ہے مثلاً اگر زراعت کی پیداوار ۸۵۰ کیلو گرام ہو اور حکومت اس میں سے ۵۰ کیلو گرام بطور لگان کے لے تو زکوٰۃ فقط ۸۰۰ کیلو گرام پر واجب ہے۔

مسئلہ ۱۸۹۲ : کسی شخص کے لیئے یہ واجب نہیں کہ وہ انتظار کرے تاکہ جو اور گندم کھلیان کی حد تک پہنچ جائیں اور انگور اور کھجور خشک ہو جائیں اور پھر زکوٰۃ دے بلکہ جونہی زکوٰۃ واجب ہو وہ زکوٰۃ کی مقدار کی قیمت لگا کر وہ قیمت بطور زکوٰۃ دے سکتا ہے۔

مسئلہ ۱۸۹۳ : زکوٰۃ واجب ہونے کے بعد متعلقہ شخص یہ کر سکتا ہے کہ کھڑی فصل کاٹنے یا کھجور اور انگور کو چننے سے پہلے زکوٰۃ اس کے مستحق شخص یا حاکم شرع یا ان کے وکیل کو مشترکہ طور پر پیش کر دے اور اس کے بعد وہ اخراجات میں شریک ہوں گے۔

مسئلہ ۱۸۹۴ : جب کوئی شخص زراعت یا کھجور اور انگور کی زکوٰۃ عین مال کی شکل میں حاکم یا مستحق یا ان کے وکیل کو دے دے تو اس کے لیئے ضروری نہیں کہ بلامعاوضہ مشترکہ طور پر ان چیزوں کی حفاظت کرے بلکہ وہ زراعت کی کٹائی یا کھجور اور انگور کے خشک ہونے تک مال زکوٰۃ اپنی زمین میں رہنے کے بدلے اجرت کا مطالبہ کر سکتا ہے۔

مسئلہ ۱۸۹۵ : اگر انسان کئی ایک شہروں میں گندم، جو، کھجور اور انگور کا مالک ہو اور ان شہروں میں فصل پکنے کا وقت ایک دوسری سے مختلف ہو اور ان سب شہروں سے زراعت اور میوے ایک ہی وقت میں دستیاب نہ ہوتے ہوں اور ان سب کی پیداوار ایک ہی پیداوار شمار ہوتی ہو تو اگر ان میں سے جو چیز پہلے پک جائے وہ نصاب کے مطابق یعنی تقریباً ۸۴۷ کیلو گرام ہو تو اسے چاہئے کہ اس پر اس کے پکنے کے وقت زکوٰۃ دے اور باقی ماندہ اجناس پر اس وقت ادا کرے جب وہ دستیاب ہوں اور اگر پہلے پکنے والی چیز نصاب کے برابر نہ ہوں تو ان پر انتظار کرے تاکہ باقی ماندہ اجناس پک جائیں پھر اگر سب ملا

کر نصاب کے برابر ہو جائیں تو ان پر زکوٰۃ واجب ہے اور اگر نصاب کے برابر نہ ہوں تو ان پر زکوٰۃ واجب نہیں ہے۔

مسئلہ ۱۸۹۶ : اگر کھجور اور انگور کے درخت سال میں دو دفعہ پھل دیں اور دونوں مرتبہ کی پیداوار جمع کرنے پر نصاب کے برابر ہوجائے تو احتیاط کی بنا پر اس پیداوار پر زکوٰۃ واجب ہے۔

مسئلہ ۱۸۹۷ : اگر کسی شخص کے پاس غیر خشک شدہ کھجوریں ہوں یا انگور ہوں جو خشک ہونے کی صورت میں نصاب کے اندازے کے مطابق ہوں تو اگر ان کے تازہ ہونے کی حالت میں وہ زکوٰۃ کی نیت سے ان کی اتنی مقدار زکوٰۃ کے مصرف میں لے آئے جتنی ان کی خشک ہونے پر زکوٰۃ کی اس مقدار کے برابر ہو جو اس پر واجب ہے تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔

مسئلہ ۱۸۹۸ : اگر کسی شخص پر خشک کھجور یا کشمش کی زکوٰۃ واجب ہو تو وہ ان کی زکوٰۃ تازہ کھجور یا انگور کی شکل میں نہیں دے سکتا بلکہ اگر وہ خشک کھجور یا کشمش کی زکوٰۃ کی قیمت لگائے اور انگور یا تازہ کھجوریں یا منقیٰ یا کوئی اور خشک کھجوریں اس قیمت کے طور پر دے تو اس میں بھی اشکال ہے اور اگر کسی پر تازہ کھجور یا انگور کی زکوٰۃ واجب ہو تو وہ خشک کھجور یا کشمش دے کر وہ زکوٰۃ ادا نہیں کر سکتا بلکہ اگر وہ قیمت لگا کر کوئی دوسری کھجور یا انگور بطور زکوٰۃ دے تو اگرچہ وہ تازہ ہی ہو اس میں اشکال ہے لیکن حاکم شرع کی اجازت سے کوئی اشکال نہیں۔

مسئلہ ۱۸۹۹ : اگر کوئی ایسا شخص مرجائے جو مقروض ہو اور اس کے پاس ایسا مال بھی ہو جس پر زکوٰۃ واجب ہو چکی ہو تو چاہئے کہ جس مال پر زکوٰۃ واجب ہو چکی ہو پہلے اس میں سے تمام زکوٰۃ دی جائے اور اس کے بعد اس کا قرضہ ادا کیا جائے۔

مسئلہ ۱۹۰۰ : اگر کوئی ایسا شخص مر جائے جو مقروض ہو اور اس کے پاس گندم جو کھجور اور انگور بھی ہو اور اس سے پیشتر کہ ان اجناس پر زکوٰۃ واجب ہو اور اس کے ورثاء اس کا قرضہ کسی دوسرے مال سے بیباق کر دیں تو جس وارث کا حصہ تقریباً ۸۴۷ کیلو گرام تک پہنچتا ہو اسے چاہئے کہ زکوٰۃ دے اور اگر اس سے پہلے کہ زکوٰۃ ان اجناس پر واجب ہو میت کا قرضہ ادا نہ ہو اور اگر اس کا مال فقط اس قرضے جتنا ہو تو روثاء کے لیئے یہ واجب نہیں کہ ان اجناس پر زکوٰۃ دیں اور اگر میت کا مال اس قرضے

سے زیادہ ہو تو چاہئے کہ جس جنس پر زکوٰۃ واجب ہے اسے کل مال کی نسبت سے دیکھا جائے اور اسی نسبت سے اس زکوٰۃ والی جنس میں سے زکوٰۃ کم کر دی جائے۔ اس کے بعد جس جس وارث کا حصہ نصاب کی حد تک پہنچے اس پر زکوٰۃ واجب ہے۔

مسئلہ ۱۹۰۱ : جس شخص کے پاس اچھی اور گھٹیا دونوں قسم کی گندم جو کھجور اور انگور ہوں جن پر زکوٰۃ واجب ہو گئی ہو اس کے لیئے احتیاط واجب یہ ہے کہ اچھی اور گھٹیا دونوں قسم کی اقسام میں سے الگ الگ زکوٰۃ نکالے۔

سونے کا نصاب

مسئلہ ۱۹۰۲ : سونے کے نصاب دو ہیں۔

۱ ... اس کا پہلا نصاب بیس مثقال شرعی ہے جب کہ ہر مثقال شرعی ۱۸ نخود کا ہوتا ہے پس جس وقت سونے کی مقدار بیس مثقال شرعی تک (جو رائج پندرہ مثقال کے برابر ہوتے ہیں) پہنچ جائے اور وہ دوسری شرائط بھی پوری کرتا ہو جو بیان کی جا چکی ہیں تو انسان کو چاہئے کہ اس کا چالیسواں حصہ جو ۹ نخود کے برابر ہوتا ہے زکوٰۃ کے طور پر دے اور اگر سونا اس مقدار تک نہ پہنچے تو اس پر زکوٰۃ واجب نہیں ہے۔

۲ ... اس کا دوسرا نصاب چار مثقال شرعی ہے جو رائج تین مثقال کے برابر ہوتا ہے یعنی اگر پندرہ مثقال پر تین مثقال کا اضافہ ہو تو اسے چاہئے کہ تمام تر ۱۸ مثقال پر ڈھائی فیصد کے حساب سے زکوٰۃ دے اور اگر تین مثقال سے کم اضافہ ہو تو اسے چاہئے کہ صرف ۱۵ مثقال پر زکوٰۃ دے اور اس صورت میں اضافے پر زکوٰۃ واجب نہ ہو گی اور جوں جوں اضافہ ہو اس کے لیئے یہی حکم ہے یعنی کہ اگر تین مثقال اضافہ ہو تو تمام تر پر زکوٰۃ دینی چاہئے اور اگر صرف تین مثقال سے کم ہو تو جو مقدار بڑھی ہو اس پر کوئی زکوٰۃ نہیں ہے۔

چاندی کا نصاب

مسئلہ ۱۹۰۳ : چاندی کے نصاب دو ہیں۔

۱ ... اس کا پہلا نصاب ۱۰۵ مثقال رائج ہے لہذا جب چاندی کی مقدار ۱۰۵ مثقال تک پہنچ

جائے اور وہ دوسری شرائط بھی پوری کرتی ہو جو بیان کی جاچکی ہیں تو انسان کو چاہئے کہ اس کا ڈھائی فیصد جو دو مثقال اور ۱۵ نخود بنتا ہے بطور زکوٰۃ دے اور اگر وہ اس مقدار تک نہ پہنچے تو اس پر زکوٰۃ واجب نہیں ہے۔

۲ ... اس کا دوسرا نصاب ۲۱ مثقال ہے یعنی اگر ۱۰۵ مثقال پر ۲۱ مثقال کااضافہ ہو جائے تو انسان کو چاہئے کہ جیسا کہ بتایا جا چکا ہے پورے ۱۲۶ مثقال پر زکوٰۃ دے اور اگر ۲۱ مثقال سے کم اضافہ ہو تو اسے چاہئے کہ صرف ۱۰۵ مثقال پر زکوٰۃ دے اور جو اضافہ ہوا ہے اس پر زکوٰۃ واجب نہیں ہے اور جتنا بھی اضافہ ہوتا جائے یہی حکم ہے یعنی اگر ۲۱ مثقال کا اضافہ ہو تو تمام تر مقدار پر زکوٰۃ دے اور اگر اس سے کم اضافہ ہو تو وہ مقدار جس کا اضافہ ہوا ہے اور جو ۲۱ مثقال سے کم ہے اس پر زکوٰۃ نہیں ہے اس بنا پر انسان کے پاس جتنا سونا یا چاندی ہو اگر وہ اس کا چالیسواں حصہ بطور زکوٰۃ دے دے تو وہ ایسی زکوٰۃ ادا کرے گا جو اس پر واجب تھی اور اگر وہ کسی وقت واجب مقدار سے کچھ زیادہ دے دے مثلاً اگر کسی کے پاس ۱۱۰ مثقال چاندی ہو اور وہ اس کا چالیسواں حصہ دے دے تو ۱۰۵ مثقال کی زکوٰۃ تو وہ ہو گی جو اس پر واجب تھی اور ۵ مثقال پر وہ ایسی زکوٰۃ دے گا جو اس پر واجب نہ تھی۔

مسئلہ ۱۹۰۴ : جس شخص کے پاس نصاب کے مطابق سونا یا چاندی ہو اگرچہ وہ اس پر زکوٰۃ دے دے لیکن جب تک اس کے پاس سونا یا چاندی ان چیزوں کے پہلے نصاب سے کم نہ ہو جائے اسے چاہئے کہ ہر سال ان پر زکوٰۃ دے۔

مسئلہ ۱۹۰۵ : سونے اور چاندی پر زکوٰۃ اس صورت میں واجب ہوتی ہے جب وہ سکوں میں ڈھلے ہوئے ہوں اور ان کی ذریعے لین دین کا رواج ہو اور اگر ان کی مہر مٹ بھی چکی ہو تب بھی ان پر زکوٰۃ واجب ہے۔

مسئلہ ۱۹۰۶ : وہ سکہ دار سونا اور چاندی جنہیں عورتیں بطور زیور پہنتی ہوں جب تک وہ رائج ہوں یعنی سونے اور چاندی کے سکوں کے طور پر ان کی ذریعے لین دین ہوتا ہو ان کی زکوٰۃ دینا واجب ہے لیکن اگر لین دین کے لیئے ان کا رواج باقی نہ ہو تو زکوٰۃ ان پر واجب نہیں ہے۔

مسئلہ ۱۹۰۷ : جیسا کہ پہلے بتایا گیا ہے سونے اور چاندی پر زکوٰۃ اس صورت میں واجب ہوتی ہے

جبکہ وہ گیارہ مہینے نصاب کی مقدار کے مطابق کسی شخص کی ملکیت میں رہیں اگر گیارہ مہینوں میں کسی وقت سونا اور چاندی پہلے نصاب سے کم ہو جائیں تو اس شخص پر زکوٰۃ واجب نہیں۔

مسئلہ ۱۹۰۸ : جس شخص کے پاس سونا اور چاندی دونوں ہوں اگر ان میں سے کوئی بھی پہلے نصاب کے برابر نہ ہو مثلاً اس کے پاس ۱۰۳ مثقال چاندی اور ۱۴ مثقال سونا ہو تو اس پر زکوٰۃ واجب نہیں ہے۔

مسئلہ ۱۹۰۹ : اگر کوئی شخص جو سونا اور چاندی رکھتا ہو گیارہ مہینے کے دوران میں انہیں دوسرے سونے اور چاندی یا کسی دوسری چیز میں بدل لے یا انہیں پگھلائے تو اس پر زکوٰۃ واجب نہیں ہے لیکن اگر وہ زکوٰۃ سے بچنے کے لیئے ایسا کرے تو احتیاط مستحب یہ ہے کہ زکوٰۃ دے۔

مسئلہ ۱۹۱۰ : اگر کوئی شخص بارہویں مہینے میں سونا اور چاندی پگھلائے تو اسے چاہیئے کہ زکوٰۃ دے اور اگر پگھلانے کی وجہ سے ان کا وزن یا قیمت کم ہو جائے تو اسے چاہیئے کہ ان چیزوں کو پگھلانے سے پہلے جو زکوٰۃ اس پر واجب تھی وہ دے۔

مسئلہ ۱۹۱۱ : اگر کسی شخص کے پاس جو سونا اور چاندی ہو اس میں سے کچھ بڑھیا قسم کا اور کچھ گھٹیا قسم ہو تو وہ بڑھیا کی زکوٰۃ بڑھیا اور گھٹیا کی زکوٰۃ گھٹیا میں سے دے سکتا ہے۔ بلکہ اگر سونے اور چاندی کے نصاب میں کچھ حصہ گھٹیا ہو تو وہ گھٹیا حصے میں سے زکوٰۃ دے سکتا ہے لیکن بہتر یہ ہے کہ ساری زکوٰۃ بڑھیا سونے اور چاندی سے دے۔

مسئلہ ۱۹۱۲ : سونے اور چاندی کے سکے جن میں معمول سے زیادہ دوسرے دھات کی آمیزش ہو اگر انہیں چاندی اور سونے کے سکے کہا جاتا ہو تو اس صورت میں جب وہ نصاب کی حد تک پہنچ جائیں ان پر زکوٰۃ واجب ہے گو ان کا خالص حصہ نصاب کی حد تک نہ پہنچے لیکن اگر انہیں سونے اور چاندی کے سکے نہ کہا جاتا ہو تو خواہ ان کا خالص حصہ نصاب کے حد تک پہنچ بھی جائے ان پر زکوٰۃ کا واجب ہونا مشکل ہے۔

مسئلہ ۱۹۱۳ : کوئی شخص سونے اور چاندی کے جو سکے رکھتا ہو اگر ان میں دوسرے دھات کی آمیزش معمول کے مطابق ہو تو اگر وہ شخص ان کی زکوٰۃ سونے اور چاندی کے ایسے سکوں میں دے جن

میں دوسری دھات کی آمیزش معمول سے زیادہ ہو یا ایسے سکوں میں دے جو سونے اور چاندی کے بنے ہوئے نہ ہوں لیکن یہ سکے اتنی مقدار میں ہوں کہ ان کی قیمت اس زکوٰۃ کی قیمت کے برابر ہو جو اس پر واجب ہو تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔

اونٹ' گائے اور گوسفند کی زکوٰۃ

مسئلہ ۱۹۱۴ : اونٹ' گائے اور گوسفند کی زکوٰۃ کے لیئے ان شرائط کے علاوہ جن کا ذکر آ چکا ہے دو شرطیں اور بھی ہیں۔

پہلی شرط : یہ ہے کہ حیوان سارا سال بے کار رہا ہو اگر سارے سال میں اس نے ایک یا دو دن بھی کام کیا ہو تو بنابر احتیاط اس کی زکوٰۃ واجب ہے۔

دوسری شرط : یہ ہے کہ وہ حیوان سارا سال جنگل کی گھاس چرے لہٰذا اگر سارا سال یا اس کا کچھ حصہ کاٹی ہوئی گھاس کھائے یا ایسی زراعت میں چرے جو خود شخص کی (یعنی حیوان کے مالک کی) یا کسی دوسرے شخص کی ملکیت ہو تو اس حیوان پر زکوٰۃ نہیں ہے لیکن اگر وہ حیوان سال بھر میں ایک یا دو دن مالک کی مملوکہ گھاس (یا چارا) کھائے تو احتیاط کی بنا پر اس کی زکوٰۃ واجب ہے۔

مسئلہ ۱۹۱۵ : اگر کوئی شخص اپنے اونٹ' گائے اور گوسفند کے لیئے ایک ایسی چراگاہ خریدے جس میں کسی نے کاشت نہ کی ہو یا اسے پٹے پر حاصل کرے تو اس صورت میں زکوٰۃ کا واجب ہونا مشکل ہے اگرچہ زکوٰۃ کا دینا احوط ہے لیکن اگر وہاں جانور چرانے کا ٹیکس ادا کرے تو چاہئے کہ زکوٰۃ دے۔

اونٹ کے نصاب

مسئلہ ۱۹۱۶ : اونٹ کے نصاب بارہ ہیں۔

۱... پانچ اونٹ ۔ اور ان کی زکوٰۃ ایک بھیڑ ہے اور جب تک اونٹوں کی تعداد اس مقدار تک نہ پہنچ جائے زکوٰۃ دینی واجب نہیں۔

۲... دس اونٹ ۔ اور ان کی زکوٰۃ دو بھیڑیں ہیں۔

۳... پندرہ اونٹ ۔ اور ان کی زکوٰۃ تین بھیڑیں ہیں۔

۴... بیس اونٹ ۔ اور ان کی زکوٰۃ چار بھیڑیں ہیں۔

۵ ... پچیس اونٹ ۔ اور ان کی زکوٰۃ پانچ بھیڑیں ہیں۔

۶ ... چھبیس اونٹ ۔ اور ان کی زکوٰۃ ایک ایسا اونٹ ہے جو دوسرے سال میں داخل ہو چکا ہو۔

۷ ... چھتیس اونٹ ۔ اور ان کی زکوٰۃ ایک ایسا اونٹ ہے جو تیسرے سال میں داخل ہو چکا ہو۔

۸ ... چھیالیس اونٹ ۔ اور ان کی زکوٰۃ ایک ایسا اونٹ ہے جو چوتھے سال میں داخل ہو چکا ہو۔

۹ ... اکسٹھ اونٹ ۔ اور ان کی زکوٰۃ ایک ایسا اونٹ ہے جو پانچویں سال میں داخل ہو چکا ہو۔

۱۰ ... چھہتر اونٹ ۔ اور ان کی زکوٰۃ دو ایسے اونٹ ہیں جو تیسرے سال میں داخل ہو چکے ہوں۔

۱۱ ... اکیانوے اونٹ ۔ اور ان کی زکوٰۃ دو ایسے اونٹ ہیں جو چوتھے سال میں داخل ہو چکے ہوں۔

۱۲ ... ایک سو اکیس اونٹ ۔ اور اس سے اوپر جتنے ہوتے جائیں ان کے لئے زکوٰۃ دینے والے کو چاہئے کہ ان کا چالیس سے چالیس تک حساب کرے اور ہر چالیس اونٹوں کے لیئے ایک ایسا اونٹ دے جو تیسرے سال میں داخل ہو چکا ہو اور یا پچاس سے پچاس تک کا حساب کرے اور ہر پچاس اونٹوں کے لیئے ایک ایسا اونٹ دے جو چوتھے سال میں داخل ہو چکا ہو یا چالیس اور پچاس دونوں سے حساب کرے لیکن ہر صورت میں اس طرح حساب کرنا چاہئے کہ کچھ باقی نہ بچے یا اگر بچے تو نو سے زیادہ نہ ہو مثلاً اگر اس کے پاس ۱۴۰ اونٹ ہوں تو اسے چاہئے کہ سو کے لیئے دو ایسے اونٹ دے جو چوتھے سال میں داخل ہو چکے ہوں اور چالیس کے لیئے ایک ایسا اونٹ دے جو تیسرے سال میں داخل ہو چکا ہو اور جو اونٹ زکوٰۃ میں دیا جائے اس کا مادہ ہونا ضروری ہے۔

مسئلہ ۱۹۱۷ : دو نصابوں کے درمیان زکوٰۃ واجب نہیں ہے لہٰذا اگر ایک شخص جو اونٹ رکھتا ہو ان کی تعداد پہلے نصاب سے جو پانچ ہے بڑھ جائے تو جب تک وہ دوسرے نصاب تک جو دس ہے نہ

پہنچے اسے چاہئے کہ فقط پانچ پر زکوٰۃ دے اور باقی نصابوں کی صورت بھی ایسی ہی ہے۔

گائے کے نصاب

مسئلہ ۱۹۱۸ : گائے کے دو نصاب ہیں۔

۱... اس کا پہلا نصاب تیس ہے جب کسی شخص کی گائیوں کی تعداد تیس تک پہنچ جائے اور وہ شرائط بھی پوری ہوتی ہوں جن کا ذکر کیا جا چکا ہے تو اسے چاہئے کہ ایک ایسا بچھڑا جو دوسرے سال میں داخل ہو چکا ہو زکوٰۃ کے طور پر دے اور احتیاط واجب یہ ہے کہ بچھڑا نر ہو۔

۲... اس کا دوسرا نصاب چالیس ہے اور اس کی زکوٰۃ ایک بچھیا ہے جو تیسرے سال میں داخل ہو چکی ہو اور تیس اور چالیس کے درمیان زکوٰۃ واجب نہیں ہے مثلاً جس شخص کے پاس انتالیس گائیں ہوں اسے چاہئے کہ صرف تیس کی زکوٰۃ دے اور اگر اس کی پاس چالیس سے زیادہ گائیں ہوں تو جب تک ان کی تعداد ساٹھ تک نہ پہنچ جائے اسے چاہئے کہ صرف چالیس پر زکوٰۃ دے اور جب ان کی تعداد ساٹھ تک پہنچ جائے تو چونکہ یہ تعداد پہلے نصاب سے دوگنی ہے تو اس کے لیئے اسے چاہئے کہ دو ایسے بچھڑے بطور زکوٰۃ دے جو دوسرے سال میں داخل ہو چکے ہوں اور اسی طرح جوں جوں گائیوں کی تعداد بڑھتی جائے اسے چاہئے کہ یا تو تیس سے تیس تک حساب کرے یا چالیس سے چالیس تک یا تیس اور چالیس دونوں کا حساب کرے اور ان پر اس دستور کے مطابق زکوٰۃ دے جو بتایا گیا ہے لیکن اسے چاہئے کہ اس طرح حساب کرے کہ کچھ باقی نہ بچے اور اگر کچھ بچے تو نو سے زیادہ نہ ہو مثلاً اگر اس کے پاس ستر گائیں ہوں تو اسے چاہئے کہ تیس یا چالیس کے مطابق حساب کرے اور تیس کے لیئے تیس کی اور چالیس کے لیئے چالیس کی زکوٰۃ دے کیونکہ اگر وہ تیس کے لحاظ سے حساب کرے گا تو دس بغیر زکوٰۃ دیئے رہ جائیں گی۔

بھیڑ کا نصاب

مسئلہ ۱۹۱۹ : گوسفند یعنی بھیڑ کے پانچ نصاب ہیں۔

۱... پہلا نصاب : چالیس عدد ہے اور اس کی زکوٰۃ ایک بھیڑ ہے اور جب تک بھیڑوں کی تعداد چالیس تک نہ پہنچے ان پر زکوٰۃ نہیں ہے۔

۲... دوسرا نصاب : ایک سو اکیس ہے اس کی زکوٰۃ دو بھیڑیں ہیں۔

۳... تیسرا نصاب : دو سو ایک ہے اور اس کی زکوٰۃ تین بھیڑیں ہیں۔

۴... چوتھا نصاب : تین سو ایک ہے اور اس کی زکوٰۃ چار بھیڑیں ہیں۔

۵... پانچواں نصاب : چار سو اور اس کے اوپر ہے اور ان کا حساب سو سے سو تک کرنا چاہئے اور ہر سو بھیڑوں پر ایک بھیڑ دی جائے اور یہ ضروری نہیں کہ زکوٰۃ انہی بھیڑوں میں سے دی جائے بلکہ اگر کوئی اور بھیڑیں دے دی جائیں یا بھیڑوں کی قیمت کے مطابق نقدی دے دی جائے تو کافی ہے۔

مسئلہ ۱۹۲۰ : دو نصابوں کے درمیان زکوٰۃ واجب نہیں ہے لہٰذا کسی کی بھیڑوں کی تعداد پہلے نصاب سے جو کہ چالیس ہے زیادہ ہو لیکن دوسرے نصاب تک جو ۱۲۱ ہے نہ پہنچی ہو تو اسے چاہئے کہ صرف چالیس پر زکوٰۃ دے اور جو تعداد اس سے زیادہ ہو اس پر زکوٰۃ نہیں ہے اور اس کی بعد کے نصابوں کے لیئے بھی یہی حکم ہے۔

مسئلہ ۱۹۲۱ : اونٹ' گائیں اور بھیڑیں جب نصاب کی مقدار تک پہنچ جائیں تو خواہ وہ سب نر ہوں یا مادہ یا کچھ نر ہوں یا کچھ مادہ ان پر زکوٰۃ واجب ہے۔

مسئلہ ۱۹۲۲ : زکوٰۃ کے سلسلے میں گائے اور بھینس ایک جنس شمار ہوتی ہیں اور عربی میں غیر عربی اونٹ ایک جنس اور اس طرح زکوٰۃ کے ضمن میں بکری اور بھیڑ اور شیشک ایک سال کا بکری کا بچہ) میں کوئی فرق نہیں ہے۔

مسئلہ ۱۹۲۳ : اگر کوئی شخص زکوٰۃ کے طور پر بھیڑ دے تو احتیاط واجب کی بنا پر چاہئے کہ وہ کم از کم دوسرے سال میں داخل ہو چکی ہو اور بکری دے تو احتیاطاً چاہیے کہ تیسرے سال میں داخل ہو چکی ہو۔

مسئلہ ۱۹۲۴ : جو بھیڑ کوئی شخص زکوٰۃ کے طور پر دے اگر اس کی قیمت اس کی بھیڑوں سے

معمولی سی کم بھی ہو تو کوئی حرج نہیں لیکن بہتر ہے کہ ایسی بھیڑ دے جس کی قیمت اس کی ہر بھیڑ سے زیادہ ہو اور گائے اور اونٹ کے بارے میں یہی حکم ہے۔

مسئلہ ۱۹۲۵ : اگر کئی افراد باہم شریک ہوں تو جس جس کا حصہ پہلے نصاب تک پہنچ جائے تو اس کو چاہئے کہ زکوٰۃ دے اور جس کا حصہ پہلے نصاب سے کم ہو اس پر زکوٰۃ واجب نہیں۔

مسئلہ ۱۹۲۶ : اگر ایک شخص کئی جگہ گائیں یا اونٹ یا بھیڑیں رکھتا ہو اور وہ سب ملا کر نصاب کے برابر ہوں تو اسے چاہیئے کہ ان کی زکوٰۃ دے۔

مسئلہ ۱۹۲۷ : اگر کسی شخص کی گائیں اور بھیڑیں اور اونٹ بیمار اور عیب دار بھی ہوں تو اسے چاہئے کہ ان کی زکوٰۃ دے۔

مسئلہ ۱۹۲۸ : اگر کسی شخص کی ساری گائیں اور بھیڑیں اور اونٹ بیمار یا عیب دار یا بوڑھے ہوں تو وہ خود انہی میں سے زکوٰۃ دے سکتا ہے لیکن اگر وہ سب تندرست اور بے عیب ہوں اور جوان ہوں تو ان کی زکوٰۃ میں بیمار یا عیب دار یا بوڑھے جانور نہیں دے سکتا ہے بلکہ اگر ان میں سے بعض تندرست اور بعض بیمار یا کئی ایک عیب دار اور کئی ایک بے عیب دار اور کچھ بوڑھے اور کچھ جوان ہوں تو احتیاط واجب یہ ہے کہ ان کی زکوٰۃ میں تندرست اور بے عیب اور جوان جانور دے۔

مسئلہ ۱۹۲۹ : اگر کوئی شخص گیارہ مہینے ختم ہونے سے پہلے اپنی گائیں اور بھیڑیں اور اونٹ کسی دوسری چیز سے بدل لے یا جو نصاب وہ رکھتا ہو اسے اس جنس کے اتنے ہی نصاب سے بدل لے مثلاً چالیس بھیڑیں دے کر چالیس اور بھیڑیں لے لے تو اس پر زکوٰۃ واجب نہیں ہے۔

مسئلہ ۱۹۳۰ : جس شخص پر گائے اور بھیڑ اور اونٹ کی زکوٰۃ واجب ہو اگر وہ ان کی زکوٰۃ اپنے کسی دوسرے مال سے دے دے تو جب تک ان جانوروں کی تعداد نصاب سے کم نہ ہو اسے چاہئے کہ ہر سال زکوٰۃ دے اور اگر وہ زکوٰۃ انہی جانوروں میں سے دے اور وہ پہلے نصاب سے کم ہو جائیں تو زکوٰۃ اس پر واجب نہیں ہے مثلاً جو شخص چالیس بھیڑیں رکھتا ہو اگر وہ ان پر زکوٰۃ اپنے دوسرے مال سے دے دے تو جب تک اس کی بھیڑیں چالیس سے کم نہ ہوں اسے چاہئے کہ ہر سال ایک بھیڑ دے اور اگر خود ان بھیڑوں میں سے زکوٰۃ دے تو جب تک ان کی تعداد چالیس تک نہ پہنچ جائے اس پر

زکوٰۃ واجب نہیں ہے۔

زکوٰۃ کا مصرف

مسئلہ ۱۹۳۱ : انسان زکوٰۃ کو آٹھ کاموں پر خرچ کر سکتا ہے۔

۱ ... فقیر و مسکین۔ فقیر وہ شخص ہے جس کے پاس اپنے اور اپنے اہل و عیال کے لیئے سال بھر کے اخراجات نہ ہوں لیکن جس شخص کے پاس کوئی ہنر یا جائیداد یا سرمایہ ہو جس سے وہ اپنے سال بھر کے اخراجات پورے کر سکتا ہو وہ فقیر نہیں ہے۔

۲ ... وہ شخص جو امام علیہ السلام یا نائب امام کی جانب سے اس کام پر مامور ہو کہ زکوٰۃ جمع کرے' اس کی نگہداشت کرے حساب کی جانچ پڑتال کرے اور جمع کیا ہوا مال امامؑ یا نائب امام یا فقراء کو پہنچائے۔

۳ ... وہ کفار جنہیں زکوٰۃ دی جائے تو وہ دین اسلام کی جانب مائل ہوں یا جنگ میں مسلمانوں کی مدد کریں۔

۴ ... ان غلاموں کو خریدنا جو مشکلات سے دو چار ہوں اور انہیں آزاد کرنا۔

۵ ... وہ مقروض جو اپنا قرضہ ادا نہ کر سکتا ہو۔

۶ ... فی سبیل اللہ (اللہ کے راستے میں) یعنی وہ کام جن میں قصد قربت کیا جاسکے مثلاً مسجد اور ایسا مدرسہ تعمیر کرنا جہاں دینی علوم کی تعلیم دی جاتی ہو اور شہر کی صفائی کرنا اور سڑکوں کو پختہ بنانا اور انہیں چوڑا کرنا وغیرہ۔

۷ ... ابن السبیل یعنی وہ مسافر جو ناچار ہو گیا ہو اور ان کے بارے میں احکام آئندہ مسائل میں بیان کیئے جائیں گے۔

مسئلہ ۱۹۳۲ : احتیاط واجب یہ ہے کہ فقیر اور مسکین اپنے اور اپنے اہل و عیال کے سال بھر کے اخراجات سے زیادہ زکوٰۃ نہ لے اور اگر کچھ رقم اور جنس رکھتا ہو تو فقط اتنی زکوٰۃ لے جتنی رقم یا جنس اس کے سال بھر کے اخراجات کے لیئے کم پڑتی ہو۔

مسئلہ ۱۹۳۳ : جس شخص کے پاس اپنا پورے سال کا خرچ ہو اگر وہ اس کا کچھ حصہ خرچ کر دے اور بعد میں شک کرے کہ جو کچھ باقی بچا ہے وہ اس کے سال بھر کے اخراجات کے لیئے کافی

ہے یا نہیں تو وہ زکوٰۃ نہیں لے سکتا۔

مسئلہ ۱۹۳۴ : جس ہنرمند یا صاحب جائیداد یا تاجر کی آمدنی اس کے سال بھر کے اخراجات سے کم ہو وہ اپنے اخراجات کی کمی پوری کرنے کے لیئے زکوٰۃ لے سکتا ہے اور اس کے لیئے یہ ضروری نہیں کہ اپنے کام کے اوزار یا جائیداد یا سرمایہ اپنے اخراجات کے مصرف میں لے آئے۔

مسئلہ ۱۹۳۵ : جس فقیر کے پاس اہل و عیال کے لیئے سال بھر کا خرچ نہ ہو لیکن ایک گھر کا مالک ہو جس میں وہ رہتا ہو یا سواری کی چیز رکھتا ہو اور ان کے بغیر گزر بسر نہ کر سکتا ہو خواہ یہ صورت عزت و آبرو کی حفاظت کے لیئے ہی ہو وہ زکوٰۃ لے سکتا ہے اور گھر کے سامان اور برتنوں اور گرمیوں اور سردیوں کے لباس اور جن چیزوں کی اسے ضرورت ہو ان کے لیئے بھی یہی حکم ہے (یعنی ان کے ہوتے ہوئے بھی زکوٰۃ لے سکتا ہے) اور جو فقیر یہ چیزیں نہ رکھتا ہو اگر اسے ان کی ضرورت ہو تو زکوٰۃ میں سے خرید سکتا ہے۔

مسئلہ ۱۹۳۶ : جس فقیر کے لیئے ہنر سیکھنا مشکل نہ ہو احتیاط واجب کی بنا پر اسے چاہئے کہ سیکھ لے اور زکوٰۃ پر زندگی بسر نہ کرے۔ لیکن جب تک ہنر سیکھنے میں مشغول ہو زکوٰۃ لے سکتا ہے۔

مسئلہ ۱۹۳۷ : جو شخص پہلے فقیر رہا ہو یا یہ معلوم نہ ہو کہ وہ فقیر رہا ہے یا نہیں اور وہ کہتا ہو کہ میں فقیر ہوں تو اگرچہ اس کے کہنے پر انسان کو اطمینان نہ ہو پھر بھی اسے زکوٰۃ دے سکتا ہے۔

مسئلہ ۱۹۳۸ : جو شخص کہے کہ میں فقیر ہوں اور پہلے فقیر نہ رہا ہو اگر اس کے کہنے سے اطمینان پیدا نہ ہو تو احتیاط واجب یہ ہے کہ اسے زکوٰۃ نہ دے جائے۔

مسئلہ ۱۹۳۹ : جس شخص پر زکوٰۃ واجب ہو اگر کوئی فقیر اس کا مقروض ہو تو وہ شخص اس فقیر کو زکوٰۃ دیتے ہوئے اپنے قرضے کی مقدار اس سے کم کر سکتا ہے۔

مسئلہ ۱۹۴۰ : اگر فقیر مر جائے اور اس کا مال اتنا نہ ہو جتنا اس نے قرضہ دینا ہو تو قرض خواہ قرضے کو زکوٰۃ میں شمار کر سکتا ہے بلکہ اگر میت کا مال اس پر واجب الادا قرضے کے برابر ہو اور اس کے ورثاء اس کا قرضہ ادا نہ کریں یا کسی اور وجہ سے قرض خواہ اپنا قرضہ واپس نہ لے سکتا ہو تب بھی وہ اپنا قرضہ زکوٰۃ میں شمار کر سکتا ہے۔

مسئلہ ۱۹۴۱ : یہ ضروری نہیں کہ کوئی شخص جو چیز فقیر کو بطور زکوٰۃ دے اس کے بارے میں اسے کہے کہ یہ زکوٰۃ ہے بلکہ اگر فقیر زکوٰۃ لینے میں شرمندگی محسوس کرتا ہو تو مستحب یہ ہے کہ اسے مال تو زکوٰۃ کی نیت سے دیا جائے لیکن اس کا زکوٰۃ ہونا اس پر ظاہر نہ کیا جائے۔

مسئلہ ۱۹۴۲ : اگر کوئی شخص یہ خیال کرتے ہوئے کسی کو زکوٰۃ دے کہ وہ فقیر ہے اور بعد میں اسے پتہ چلے کہ وہ فقیر نہ تھا یا مسئلہ سے ناواقف ہونے کی بنا پر کسی ایسے شخص کو زکوٰۃ دے دے جس کے متعلق اسے علم ہو کہ وہ فقیر نہیں ہے تو یہ کافی نہیں ہے (یعنی زکوٰۃ کی صحیح ادائیگی نہیں ہوئی) لہٰذا اس نے جو چیز اس شخص کو بطور زکوٰۃ دی تھی اگر وہ باقی ہو تو وہ اس شخص سے واپس لے کر مستحق کو دے سکتا ہے اور اگر کالعدم ہو گئی ہو تو اگر لینے والے کو علم تھا کہ وہ مال زکوٰۃ ہے تو انسان کو چاہئے کہ اس کا عوض اس سے لے لے اور مستحق کو دے دے اور اگر لینے والے کو یہ علم نہ تھا کہ وہ مال زکوٰۃ ہے تو اس سے کچھ نہیں لیا جا سکتا اور انسان کو چاہئے کہ اپنے مال سے زکوٰۃ مستحق کو دے۔

مسئلہ ۱۹۴۳ : جو شخص مقروض ہو اور قرض ادا نہ کر سکتا ہو اگر اس کے پاس اپنا سال بھر کا خرچ بھی ہو تب بھی اپنا قرضہ ادا کرنے کے لیئے زکوٰۃ لے سکتا ہے لیکن ضروری ہے کہ اس نے جو مال بطور قرض لیا ہو اسے کسی گناہ کے کام میں خرچ نہ کیا ہو۔

مسئلہ ۱۹۴۴ : اگر انسان ایک ایسے شخص کو زکوٰۃ دے جو مقروض ہو اور اپنا قرضہ ادا نہ کر سکتا ہو اور بعد میں اسے پتہ چلے کہ اس شخص نے جو قرضہ لیا تھا وہ گناہ کے کام پر خرچ کیا تھا تو اگر وہ مقروض فقیر ہو تو انسان نے جو کچھ اسے دیا ہو اسے زکوٰۃ میں شمار کر سکتا ہے۔

مسئلہ ۱۹۴۵ : جو شخص مقروض ہو اور اپنا قرضہ ادا نہ کر سکتا ہو اگرچہ وہ فقیر نہ ہو تب بھی قرض خواہ اس قرضے کو جو اس نے اس سے وصول کرنا ہو زکوٰۃ میں شمار کر سکتا ہے۔

مسئلہ ۱۹۴۶ : جس مسافر کا سفر خرچ ختم ہو جائے یا اس کی سواری قابل استعمال نہ رہے اگر اس کا سفر گناہ کی غرض سے نہ ہو اور وہ قرض لے کر یا اپنی کوئی چیز فروخت کر کے منزل مقصود تک نہ پہنچ سکتا ہو تو اگرچہ وہ اپنے وطن میں فقیر نہ بھی ہو وہ زکوٰۃ لے سکتا ہے لیکن اگر وہ کسی دوسری جگہ سے قرض لے کر یا اپنی کوئی چیز بیچ کر سفر کے اخراجات حاصل کر سکتا ہو تو وہ فقط اتنی مقدار میں زکوٰۃ لے

سکتا ہے جس کے ذریعے وہ اس جگہ تک پہنچ جائے۔

مسئلہ ۱۹۴۷ : جو مسافر سفر میں ناچار ہو جائے اور زکوٰۃ لے اگر اس کے وطن پہنچ جانے کے بعد زکوٰۃ میں سے کچھ بچ جائے تو اسے چاہئے کہ وہ زائد مال حاکم شرع کو دے دے اور اسے بتا دے کہ یہ مال زکوٰۃ ہے۔

مستحقین زکوٰۃ کی شرائط

مسئلہ ۱۹۴۸ : جو شخص زکوٰۃ لے اسے شیعہ اثناعشری ہونا چاہئے اور اگر انسان کسی کو شیعہ سمجھتے ہوئے زکوٰۃ دے دے اور بعد میں پتہ چلے کہ وہ شیعہ نہ تھا تو دوبارہ زکوٰۃ دینی چاہئے۔

مسئلہ ۱۹۴۹ : اگر کوئی شیعہ بچہ یا دیوانہ شخص فقیر ہو تو انسان اس کے ولی کو اس نیت سے زکوٰۃ دے سکتا ہے کہ وہ جو کچھ دے رہا ہے وہ بچے یا دیوانے کی ملکیت ہو گی۔

مسئلہ ۱۹۵۰ : اگر انسان بچے یا دیوانے کے ولی تک نہ پہنچ سکے تو وہ خود یا کسی امانت دار شخص کے ذریعے مال زکوٰۃ ان پر خرچ کر سکتا ہے اور جب زکوٰۃ ان لوگوں پر خرچ کی جا رہی ہو تو زکوٰۃ دینے والے کو چاہئے کہ زکوٰۃ کی نیت کرے۔

مسئلہ ۱۹۵۱ : جو فقیر بھیک مانگتا ہو اسے زکوٰۃ دی جا سکتی ہے لیکن جو شخص مال زکوٰۃ گناہ کے کام پر خرچ کرتا ہو اسے زکوٰۃ نہیں دینی چاہئے۔

مسئلہ ۱۹۵۲ : جو شخص شراب پیتا ہو اسے زکوٰۃ نہیں دی جا سکتی بلکہ اگر کوئی شخص کھلم کھلا گناہ کبیرہ کا مرتکب ہوتا ہو یا نماز نہ پڑھتا ہو (خواہ اس کا تارک نماز ہونا علانیہ نہ بھی ہو) تو احتیاط واجب یہ ہے کہ اسے زکوٰۃ نہ دی جائے۔

مسئلہ ۱۹۵۳ : جو شخص مقروض ہو اور اپنا قرضہ ادا نہ کر سکتا ہو اس کا قرضہ زکوٰۃ سے دیا جا سکتا ہے خواہ اس شخص کے اخراجات زکوٰۃ دینے والے پر ہی واجب کیوں نہ ہوں۔ بشرطیکہ قرض نان نفقہ اور اخراجات جو اس زکوٰۃ دھندہ پر واجب ہوں ان میں خرچ نہ ہوا ہو۔

مسئلہ ۱۹۵۴ : انسان ان لوگوں کے اخراجات جن کا خرچہ اس پر واجب ہو مثلاً اولاد کے

اخراجات زکوٰۃ سے ادا نہیں کر سکتا لیکن اگر وہ خود ان کا خرچہ نہ دے تو دوسرے لوگ انہیں زکوٰۃ دے سکتے ہیں۔

مسئلہ ۱۹۵۵ : اگر انسان اپنے بیٹے کو زکوٰۃ اس لیئے دے تاکہ وہ اسے اپنی بیوی اور نوکر اور نوکرانی پر خرچ کرے تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔

مسئلہ ۱۹۵۶ : اگر بیٹے کو علمی دینی کتابوں کی ضرورت ہو تو باپ وہ کتابیں زکوٰۃ سے خرید کر انہیں بیٹے کے استعمال میں دے سکتا ہے۔

مسئلہ ۱۹۵۷ : جو باپ بیٹے کی شادی کی استطاعت نہ رکھتا ہو وہ بیٹے کے لیئے بیوی مہیا کرنے کی خاطر زکوٰۃ میں سے خرچ کر سکتا ہے اور بیٹا بھی باپ کے لیئے ایسا ہی کر سکتا ہے۔

مسئلہ ۱۹۵۸ : کسی ایسی عورت کو زکوٰۃ نہیں دی جا سکتی جس کا شوہر اسے خرچہ دیتا ہو یا جسے شوہر خرچہ نہ دیتا ہو لیکن ممکن ہو کہ لوگ اسے خرچہ دینے پر مجبور کریں۔

مسئلہ ۱۹۵۹ : جس عورت نے کسی شخص سے متعہ کیا ہو اگر وہ عورت فقیر ہو تو اس کا شوہر اور دوسرے لوگ اسے زکوٰۃ دے سکتے ہیں ہاں اگر عقد کے سلسلے میں شوہر نے عہد کیا ہو کہ اس کا خرچہ دے گا یا کسی وجہ سے اس کا خرچہ دینا شوہر پر واجب ہو تو اگر شوہر اس عورت کے اخراجات دیتا ہو تو اس عورت کو زکوٰۃ نہیں دی جا سکتی۔

مسئلہ ۱۹۶۰ : عورت اپنے فقیر شوہر کو زکوٰۃ دے سکتی ہے خواہ شوہر وہ زکوٰۃ اس عورت پر ہی کیوں نہ خرچ کر دے۔

مسئلہ ۱۹۶۱ : سید غیر سید سے زکوٰۃ نہیں لے سکتا لیکن اگر خمس اور دوسرے ذرائع آمدنی اس کے اخراجات کے لیئے کافی نہ ہوں اور وہ زکوٰۃ لینے پر مجبور ہو تو غیر سید سے زکوٰۃ لے سکتا ہے۔

مسئلہ ۱۹۶۲ : جس شخص کے بارے میں معلوم نہ ہو کہ سید ہے یا غیر سید ہے اسے زکوٰۃ دی جا سکتی ہے۔

زکوٰۃ کی نیت

مسئلہ ۱۹۶۳ : انسان کو چاہئے کہ زکوٰۃ بہ قصد قربت یعنی اللہ تعالیٰ کے فرمان کی بجاآوری کی نیت سے دے اور اپنی نیت میں معین کرے کہ جو کچھ دے رہا ہے وہ مال کی زکوٰۃ فطرہ ہے لیکن مثال کے طور پر اگر گندم اور جو کی زکوٰۃ اس پر واجب ہو تو اس کے لیئے یہ ضروری نہیں کہ وہ معین کرے کہ گندم کی زکوٰۃ دے رہا ہے یا جو کی۔

مسئلہ ۱۹۶۴ : اگر کسی شخص پر کئی چیزوں کی زکوٰۃ واجب ہو اور وہ کچھ زکوٰۃ دے اور ان چیزوں میں سے کسی کی نیت بھی نہ کرے اور جو چیز اس نے دی ہو اس کی جنس وہی ہو جو ان چیزوں میں سے کسی ایک کی ہو جن پر زکوٰۃ واجب ہو تو وہ اسی جنس کی زکوٰۃ شمار ہو گی لیکن اگر نقدی دی ہو جو ان چیزوں میں سے کسی کی ہم جنس نہ ہو تو زکوٰۃ ان سب چیزوں پر تقسیم کی جائے گی مثلاً اگر کسی پر چالیس بھیڑوں اور پندرہ مثقال سونے کی زکوٰۃ واجب ہو اور مثال کے طور پر وہ ایک بھیڑ زکوٰۃ کے طور پر دے دے اور ان چیزوں میں سے (جن پر زکوٰۃ واجب ہے) کسی کی نیت نہ کرے تو وہ بھیڑوں کی زکوٰۃ شمار ہو گی لیکن اگر کچھ چاندی کے سکے اور نوٹ دے تو بھیڑوں اور سونے کے سلسلے میں جو زکوٰۃ اس کی ذمے ہے اس میں تقسیم ہو جائے گی۔

مسئلہ ۱۹۶۵ : اگر کوئی شخص اپنے مال کی زکوٰۃ دینے کے لیئے کسی کو وکیل بنائے تو جب وہ مال زکوٰۃ وکیل کے سپرد کر رہا ہو احتیاط واجب کی بنا پر اسے چاہئے کی نیت کرے کہ جو کچھ اس کا وکیل بعد میں فقیر کو دے گا وہ زکوٰۃ ہے اور احوط یہ ہے کہ زکوٰۃ فقیر تک پہنچنے کے وقت تک وہ اس نیت پر قائم رہے۔

مسئلہ ۱۹۶۶ : اگر کوئی شخص قصد قربت کیئے بغیر زکوٰۃ فقیر کو دے دے اور اس سے بیشتر کہ وہ مال کالعدم ہو جائے زکوٰۃ کی نیت کرے تو وہ مال زکوٰۃ سمجھا جائے گا۔

زکوٰۃ کے متفرق مسائل

مسئلہ ۱۹۶۷ : احتیاط کی بنا پر انسان کو چاہئے کہ گندم اور جو کو بھوسے سے الگ کرنے کے موقع پر اور کھجور اور انگور کے خشک ہونے کے وقت زکوٰۃ فقیر کو دے دے یا اپنے مال سے علیحدہ کر دے اور

سونے، چاندی، گائے، بھیڑ اور اونٹ کی زکوٰۃ گیارہ مہینے ختم ہونے کے بعد فقیر کو دے دینی چاہئے۔ یا اپنے مال سے علیحدہ کر دینی چاہئے لیکن اگر وہ شخص کسی خاص فقیر کا منتظر ہو یا کسی ایسے فقیر کو زکوٰۃ دینا چاہتا ہو جو کسی لحاظ سے برتر ہو وہ یہ کر سکتا ہے کہ زکوٰۃ علیحدہ نہ کرے۔

مسئلہ ۱۹۶۸ : زکوٰۃ کو علیحدہ کرنے کے بعد ایک شخص کے لیئے ضروری نہیں کہ اسے فوراً مستحق شخص کو دے دے۔ لیکن اگر اس کی دسترس کسی ایسے شخص تک ہو جسے زکوٰۃ دی جا سکتی ہو تو احتیاط مستحب یہ ہے کہ زکوٰۃ دینے میں تاخیر نہ کرے۔

مسئلہ ۱۹۶۹ : جو شخص زکوٰۃ مستحق شخص کو پہنچا سکتا ہو اگر وہ اسے زکوٰۃ نہ پہنچائے اور اس کے کوتاہی برتنے کی وجہ سے مال زکوٰۃ تلف ہو جائے تو اسے چاہئے کہ اس کا عوض دے۔

مسئلہ ۱۹۷۰ : جو شخص زکوٰۃ مستحق تک پہنچا سکتا ہو اگر وہ اسے زکوٰۃ پہنچائے اور اس کے مال زکوٰۃ کی نگہداشت میں کوتاہی نہ کرنے کے باوجود وہ مال تلف ہو جائے تو اگر اس نے زکوٰۃ دینے میں اتنی تاخیر کی ہو کہ لوگ یہ نہ کہیں کہ اس نے فوراً دے دی ہے تو اسے چاہئے کہ اس کا عوض دے اور اگر اتنی تاخیر نہ کی ہو مثلاً دو تین گھنٹے تاخیر کی ہو اور انہی دو تین گھنٹوں میں مال زکوٰۃ تلف ہو گیا ہو تو اس صورت میں اگر مستحق موجود نہ تھا تو زکوٰۃ دینے والے پر کسی چیز کی ادیگی واجب نہیں ہے اور اگر مستحق موجود تھا تو واجب ہے کہ اس مال کی زکوٰۃ کا عوض دے۔

مسئلہ ۱۹۷۱ : اگر کوئی شخص زکوٰۃ اس مال سے علیحدہ کر دے جس پر زکوٰۃ واجب ہو تو وہ باقی ماندہ مال پر تصرف کر سکتا ہے اگر وہ زکوٰۃ اپنے دوسرے مال سے علیحدہ کرے تو اس سارے مال پر تصرف کر سکتا ہے جس پر زکوٰۃ واجب ہو۔

مسئلہ ۱۹۷۲ : انسان نے جو مال زکوٰۃ علیحدہ کیا ہو اسے اپنے لیئے اٹھا کر وہ کوئی دوسری چیز اس کی جگہ نہیں رکھ سکتا۔

مسئلہ ۱۹۷۳ : اگر اس مال زکوٰۃ سے، جو کسی شخص نے علیحدہ کر دیا ہو کوئی منفعت حاصل ہو مثلاً جو بھیڑ بطور زکوٰۃ علیحدہ کی ہو وہ بچہ دے دے تو منفعت فقیر کا مال ہے۔

مسئلہ ۱۹۷۴ : جب کوئی شخص مال زکوٰۃ علیحدہ کر رہا ہو اگر اس وقت کوئی مستحق موجود ہو تو بہتر

ہے کہ زکوٰۃ اسے دے دے بجز اس صورت کہ کوئی ایسا شخص اس کی نظر میں ہو جسے زکوٰۃ دینا کسی وجہ سے بہتر ہو۔

مسئلہ ۱۹۷۵ : اگر کوئی شخص حاکم شرع کی اجازت کے بغیر اس مال کے ساتھ تجارت کرے جو اس نے زکوٰۃ کے لیئے علیحدہ کر دیا ہو اور اس میں خسارہ ہو جائے تو اسے زکوٰۃ میں کوئی کمی نہیں کرنی چاہیئے لیکن اگر منافع ہو تو اسے چاہیئے کہ مستحق کو دے دے۔

مسئلہ ۱۹۷۶ : اگر کوئی شخص اس سے پیشتر کہ زکوٰۃ اس پر واجب ہو کوئی چیز بطور زکوٰۃ فقیر کو دے دے تو وہ زکوٰۃ متصور نہیں ہوگی اور اگر اس پر زکوٰۃ واجب ہونے کے بعد وہ چیز جو اس نے فقیر کو دی تھی تلف نہ ہو چکی ہو اور فقیر ابھی تک اپنے فقر پر باقی ہو (یعنی غنی نہ ہوا ہو) تو زکوٰۃ دینے والا اس چیز کو جو اس نے فقیر کو دی تھی زکوٰۃ میں شمار کر سکتا ہے۔

مسئلہ ۱۹۷۷ : اگر فقیر یہ جانتے ہوئے کہ زکوٰۃ ایک شخص پر واجب نہیں ہوئی اس سے کوئی چیز بطور زکوٰۃ کے لے لے اور وہ چیز فقیر کے پاس ہوتے ہوئے تلف ہو جائے تو فقیر اس کا ذمہ دار ہے اور جب زکوٰۃ اس شخص پر واجب ہو جائے اور فقیر اس وقت تک تنگ دست ہو تو جو چیز اس شخص نے فقیر کو دی تھی اس کا عوض زکوٰۃ میں شمار کر سکتا ہے۔

مسئلہ ۱۹۷۸ : اگر کوئی فقیر یہ نہ جانتے ہوئے کہ زکوٰۃ ایک شخص پر واجب نہیں ہوئی اس سے کوئی چیز بطور زکوٰۃ لے لے اور وہ چیز فقیر کے پاس ہوتے ہوئے تلف ہو جائے تو فقیر ذمہ دار نہیں ہے اور دینے والا شخص اس چیز کا عوض زکوٰۃ میں شمار نہیں کر سکتا۔

مسئلہ ۱۹۷۹ : انسان کے لیئے مستحب ہے کہ گائے، بھیڑ اور اونٹ کی زکوٰۃ آبرو مند محتاجوں کو دی جائے اور زکوٰۃ دینے میں اپنے رشتہ داروں کو دوسروں پر اور اہل علم و کمال کو ان لوگوں پر جو اہل علم و کمال نہ ہوں او جو لوگ سوال کرنے کے عادی نہ ہوں انہیں سوال کرنے والوں پر ترجیح دی جائے۔ ہاں اگر فقیر کو کسی اور وجہ سے زکوٰۃ دینا بہتر ہو تو پھر مستحب ہے کہ زکوٰۃ اس کو دی جائے۔

مسئلہ ۱۹۸۰ : بہتر ہے کہ زکوٰۃ کھلم کھلا دی جائے اور مستحب صدقہ خفیہ طور پر دیا جائے۔

مسئلہ ۱۹۸۱ : جو شخص زکوٰۃ دینا چاہتا ہو اگر اس کے شہر میں کوئی مستحق نہ ہو اور وہ زکوٰۃ کو اس

کے لیئے معین شدہ کسی دوسرے مصرف میں بھی نہ لا سکتا ہو تو اگر اسے امید ہو کہ بعد میں کوئی مستحق اپنے شہر میں جلدی مل جائے گا تو اسے چاہئے کہ زکوٰۃ دوسرے شہر لے جائے اور زکوٰۃ کے لیئے معین مصرف میں لے آئے اور اس کے لیئے جائز ہے کہ اس شہر میں لے جانے کے اخراجات مال زکوٰۃ سے وضع کر لے اور اگر مال زکوٰۃ تلف ہو جائے تو وہ ذمہ دار نہیں ہے۔

مسئلہ ۱۹۸۲ : اگر زکوٰۃ دینے والے کے اپنے شہر میں کوئی مستحق شخص مل جائے تب بھی وہ مال زکوٰۃ دوسرے شہر لے جا سکتا ہے لیکن اسے چاہئے کہ اس شہر میں لے جانے کے اخراجات خود برداشت کرے اور اگر مال زکوٰۃ تلف ہو جائے تو وہ ذمہ دار ہے بجز اس صورت کہ مال زکوٰۃ دوسرے شہر میں حاکم شرع کے حکم سے لے گیا ہو۔

مسئلہ ۱۹۸۳ : جو شخص گندم' جو کشمش اور کھجور بطور زکوٰۃ دے رہا ہو ان اجناس کے تولنے اور ناپنے کی اجرت اس کی اپنی ذمہ داری ہے۔

مسئلہ ۱۹۸۴ : جس شخص کو زکوٰۃ میں ۲ مثقال اور ۱۵ نخود یا اس سے زیادہ چاندی دینی ہو وہ احتیاط مستحب کی بنا پر ۲ مثقال اور ۱۵ نخود سے کم چاندی کسی فقیر کو نہ دے اور اگر چاندی کے علاوہ کوئی دوسری چیز مثلاً گندم اور جو دینے ہوں اور ان کی قیمت ۲ مثقال اور ۱۵ نخود چاندی تک پہنچ جائے تو احتیاط مستحب کی بنا پر ایک فقیر کو اس سے کم نہ دے۔

مسئلہ ۱۹۸۵ : انسان کے لیئے مکروہ ہے کہ مستحق سے درخواست کرے کہ جو زکوٰۃ اس نے اس سے لی ہے اسی کے ہاتھ فروخت کر دے لیکن اگر مستحق نے جو چیز بطور زکوٰۃ لی ہے اسے بیچنا چاہے تو جب اس کی قیمت طے ہو جائے تو جس شخص نے مستحق کو زکوٰۃ دی ہو اس چیز کو خریدنے کے لیئے اس کا حق دوسروں پر فائق ہے۔

مسئلہ ۱۹۸۶ : اگر کسی شخص کو شک ہو کہ جو زکوٰۃ اس پر واجب ہوئی تھی وہ اس نے دی ہے یا نہیں اور جس مال میں زکوٰۃ واجب ہوئی تھی وہ بھی موجود ہو تو اسے چاہئے کہ زکوٰۃ دے خواہ اس کا شک گذشتہ سالوں کی زکوٰۃ کے متعلق ہی کیوں نہ ہو اور جس مال میں زکوٰۃ واجب ہوئی تھی اگر وہ ضائع ہو چکا ہو تو اگرچہ اسی سال کی زکوٰۃ کے متعلق شک کیوں نہ ہو زکوٰۃ دینا واجب نہیں ہے۔

مسئلہ ۱۹۸۷ : فقیر کے لیئے یہ جائز نہیں کہ زکوٰۃ کی مقدار سے کم مقدار پر سمجھوتہ کرے یا کسی چیز کو اس کی قیمت سے زیادہ قیمت پر بطور زکوٰۃ قبول کر لے یا زکوٰۃ مالک سے لے کر اسے بخش دے لیکن اگر کسی شخص پر بہت زیادہ زکوٰۃ واجب ہو اور فقیر ہو جانے کہ وجہ سے وہ زکوٰۃ ادا نہ کر سکتا ہو تو اگر وہ توبہ کرے تو فقیر اس سے زکوٰۃ لے کر پھر اسی کو بخش سکتا ہے۔

مسئلہ ۱۹۸۸ : انسان قرآن مجید یا دینی کتابیں یا دعا کی کتابیں مال زکوٰۃ سے خرید کر وقف کر سکتا ہے خواہ وہ اولاد یا ان لوگوں پر ہی وقف کرے جن کا خرچہ اس پر واجب ہے اور وہ وقف کا متولی خود بھی بن سکتا ہے اور اپنی اولاد کو بھی بنا سکتا ہے۔

مسئلہ ۱۹۸۹ : انسان مال زکوٰۃ سے جائیداد خرید کر اپنی اولاد یا ان لوگوں پر وقف نہیں کر سکتا جن کا خرچ اس پر واجب ہو تاکہ وہ اس جائیداد کی منفعت اپنے مصرف میں لے آئیں۔

مسئلہ ۱۹۹۰ : حج اور زیارات وغیرہ پر جانے کے لیئے انسان سبیل اللہ کے حصے سے زکوٰۃ لے سکتا ہے اگرچہ وہ فقیر نہ ہو یا اپنے سال بھر کے اخراجات کے لیئے زکوٰۃ لے چکا ہو۔

مسئلہ ۱۹۹۱ : اگر ایک مالک اپنے مال کی زکوٰۃ دینے کے لیئے کسی فقیر کو وکیل بنائے اور اگر فقیر کو یہ یقین نہ ہو کہ مالک کا ارادہ یہ تھا کہ وہ خود (یعنی فقیر) اس مال سے کچھ نہ لے تو اس صورت میں وہ جتنی مقدار دوسروں کو دے اتنی مقدار خود بھی لے سکتا ہے۔

مسئلہ ۱۹۹۲ : اگر کوئی فقیر اونٹ، گائیں، بھیڑیں، سونا اور چاندی بطور زکوٰۃ حاصل کرے اور ان میں وہ سب شرائط موجود ہوں جو زکوٰۃ واجب ہونے کے لیئے بیان کی گئی ہیں تو اسے (یعنی فقیر کو) چاہئے کہ ان پر زکوٰۃ دے۔

مسئلہ ۱۹۹۳ : اگر دو اشخاص ایک ایسے مال میں باہم شریک ہوں جس کی زکوٰۃ واجب ہو چکی ہو اور ان میں سے ایک اپنے حصے کی زکوٰۃ دے دے اور بعد میں وہ مال تقسیم کر لیں اور جو شخص زکوٰۃ دے چکا ہے اسے علم ہو کہ اس کے شریک نے اپنے حصے کی زکوٰۃ نہیں دی اور نہ ہی بعد میں دے گا تو اس شخص کا اپنے حصے میں تصرف کرنا بھی اشکال رکھتا ہے بجز اس کے کہ اپنے شریک کی زکوٰۃ اس کی اجازت سے اور اس کے منع کرنے پر حاکم کی اجازت سے، وہ خود بامعاوضہ ادا کر دے۔

مسئلہ ۱۹۹۴ : اگر خمس اور زکوٰۃ کسی شخص کے ذمے ہو اور کفارہ اور نذر وغیرہ بھی اس پر واجب ہو اور وہ مقروض بھی ہو اور ان سب کی ادائیگی نہ کر سکتا ہو تو اگر وہ مال جس پر خمس یا زکوٰۃ واجب ہو چکی ہو تلف نہ ہو گیا ہو تو اس شخص کو چاہئے کہ خمس اور زکوٰۃ دے اور اگر وہ مال تلف ہو گیا ہو تو اسے اختیار ہے کہ خمس یا زکوٰۃ پہلے دے یا کفارہ اور نذر اور قرض وغیرہ ادا کرے۔

مسئلہ ۱۹۹۵ : جس شخص کے ذمے خمس یا زکوٰۃ ہو اور حج بھی اس پر واجب ہو اور وہ مقروض بھی ہو اگر وہ مر جائے اور اس کا مال ان تمام چیزوں کے لیئے کافی نہ ہو اور اگر وہ مال جس پر خمس اور زکوٰۃ واجب ہو چکے ہوں تلف نہ ہو گیا ہو تو خمس یا زکوٰۃ ادا کرنی چاہئے اور اس کا باقی مال حج اور قرض پر تقسیم کرنا چاہئے اور اگر وہ مال جس پر خمس اور زکوٰۃ واجب ہو چکی ہو تلف ہو گیا ہو تو اس کا مال حج پر خرچ کرنا چاہئے اور اگر کچھ بچ جائے تو اسے خمس اور زکوٰۃ اور قرض پر تقسیم کر دینا چاہئے۔

مسئلہ ۱۹۹۶ : جو شخص علم حاصل کرنے میں مشغول ہو اور اگر علم حاصل نہ کرے تو اپنی روزی خود کما سکتا ہو تو اگر اس علم کا حاصل کرنا واجب ہو تو اسے زکوٰۃ دی جا سکتی ہے اور اگر اس علم کا حاصل کرنا مستحب ہو تو فقط سبیل اللہ کے حصے سے اسے زکوٰۃ دینا جائز ہے اور اگر اس علم کا حاصل کرنا واجب نہ ہو اور نہ ہی مستحب ہو تو اس شخص کو زکوٰۃ دینا جائز نہیں ہے۔

زکوٰۃ فطرہ

مسئلہ ۱۹۹۷ : شب عید الفطر کو غروب کے وقت جو شخص بالغ اور عاقل ہو اور نہ تو فقیر ہو نہ ہی کسی دوسرے کا غلام ہو اسے چاہئے کہ اپنے لیئے اور ان لوگوں کے لیئے جو اس کے ہاں کھانا کھاتے ہوں فی کس ایک صاع (جو تقریباً تین کیلو ہوتا ہے) کے حساب سے گندم یا جو یا کھجور یا کشمش یا چاول یا جوار وغیرہ مستحق شخص کو دے اور اگر ان میں سے کسی ایک کی قیمت نقدی کی شکل میں دے دے تب بھی کافی ہے۔

مسئلہ ۱۹۹۸ : جس شخص کے پاس اپنے اور اپنے اہل و عیال کے لیئے سال بھر کا خرچ نہ ہو اور اس کا کوئی روزگار بھی نہ ہو جس کے ذریعے وہ اپنا اور اپنے اہل و عیال کا سال بھر کا خرچ پورا کر سکے وہ فقیر ہے اور زکوٰۃ فطرہ کا دینا اس پر واجب نہیں ہے۔

مسئلہ ۱۹۹۹ : جو لوگ شب عید الفطر کے غروب کے وقت کسی شخص کے ہاں کھانے والے سمجھے جائیں اسے چاہئے کہ ان کا فطرہ دے قطع نظر اس سے کہ وہ چھوٹے ہوں یا بڑے مسلمان ہوں یا کافر ان کا خرچہ اس شخص پر واجب ہو یا نہ ہو اور وہ اس کے شہر میں ہوں یا کسی دوسرے شہر میں ہوں۔

مسئلہ ۲۰۰۰ : اگر کوئی شخص ایک ایسے شخص کو جو اس کے ہاں کھانا کھانے والا ہو اور دوسرے شہر میں ہو وکیل کرے کہ اس کے (یعنی صاحب خانہ) مال سے اپنا فطرہ دے دے اور اسے اطمینان ہو کہ وہ شخص فطرہ دے دے گا۔ تو خود صاحب خانہ کے لیئے اس کا فطرہ دینا ضروری نہیں۔

مسئلہ ۲۰۰۱ : جو مہمان شب عیدالفطر کے غروب سے پہلے صاحب خانہ کی رضامندی سے وارد ہو اور اس کے ہاں کھانا کھانے والوں میں شمار ہو اس کا فطرہ صاحب خانہ پر واجب ہے۔

مسئلہ ۲۰۰۲ : جو مہمان شب عید الفطر کے غروب سے پہلے صاحب خانہ کی رضامندی کے بغیر وارد ہو جائے اور کچھ مدت صاحب خانہ کے ہاں رہے اس کے فطرہ کا صاحب خانہ پر واجب ہونا محل اشکال ہے بلکہ اظہر یہ ہے کہ واجب نہیں ہے اگرچہ بہتر ہے کہ صاحب خانہ اس کا فطرہ بھی دے اور اگر انسان کو کسی شخص کا خرچہ دینے پر مجبور کیا گیا ہو تو اس کے فطرے کے لیئے بھی یہی حکم ہے۔

مسئلہ ۲۰۰۳ : جو مہمان شب عیدالفطر کے غروب کے بعد وارد ہو اگر وہ صاحب خانہ کے ہاں کھانا کھانے والا شمار ہو تو اس کا فطرہ صاحب خانہ پر احتیاط کی بنا پر واجب ورنہ واجب نہیں ہے۔ خواہ صاحب خانہ نے اسے غروب سے پہلے دعوت دی ہو اور وہ افطار بھی صاحب خانہ کے گھر پر ہی کرے اور وہ اگر اس گھر میں رات کو قیام بھی کرے تو وجوب لازمی ہے۔

مسئلہ ۲۰۰۴ : اگر کوئی شخص شب عیدالفطر کے غروب کے وقت دیوانہ ہو اور اس کی دیوانگی عیدالفطر کے دن ظہر کے وقت تک باقی رہے تو زکوٰۃ فطرہ اس پر واجب نہیں ہے ورنہ احتیاط واجب کی بنا پر لازم ہے کہ زکوٰۃ فطرہ دے۔

مسئلہ ۲۰۰۵ : غروب سے پہلے یا غروب کے دوران میں اگر کوئی بچہ بالغ ہو جائے یا کوئی دیوانہ عاقل ہو جائے یا کوئی فقیر غنی ہو جائے تو اگر وہ فطرہ واجب ہونے کی شرائط پوری کرتا ہو تو اسے چاہئے کہ زکوٰۃ فطرہ دے۔

مسئلہ ۲۰۰۶ : جس شخص پر شب عیدالفطر کے غروب کے وقت فطرہ واجب نہ ہو اگر عید کے دن ظہر کے وقت سے پہلے تک فطرہ واجب ہونے کی شرائط اس میں موجود ہو جائیں تو احتیاط واجب یہ ہے کہ وہ زکوٰۃ فطرہ دے۔

مسئلہ ۲۰۰۷ : اگر کوئی کافر شب عید الفطر کے غروب کے بعد مسلمان ہو جائے تو اس پر فطرہ واجب نہیں ہے لیکن اگر ایک ایسا مسلمان جو شیعہ نہ ہو عید کا چاند دیکھنے کے بعد شیعہ ہو جائے تو اسے چاہئے کہ زکوٰۃ فطرہ دے۔

مسئلہ ۲۰۰۸ : جس شخص کے پاس صرف اندازاً ایک صاع (تقریباً تین کیلو) گندم وغیرہ ہو اس کے لیئے مستحب ہے کہ زکوٰۃ فطرہ دے اور اگر وہ اہل و عیال بھی رکھتا ہو اور ان کا فطرہ بھی دینا چاہتا ہو تو اس کے لیئے جائز ہے کہ فطرہ کی نیت سے وہ صاع گندم وغیرہ اپنے اہل وعیال میں سے کسی ایک کو دے دے اور وہ بھی اسی مقصد سے دوسرے کو دے دے اور وہ اسی طرح دیتے رہیں حتیٰ کہ وہ جنس خاندان کے آخری فرد تک پہنچ جائے اور بہتر ہے کہ جو چیز آخری فرد کو ملے وہ کسی ایسے شخص کو دے جو خود ان لوگوں میں سے نہ ہو جنہوں نے فطرہ ایک دوسرے کو دیا ہے اور اگر ان لوگوں میں سے کوئی نابالغ ہو تو اس کا ولی اس کی بجائے فطرہ لے سکتا ہے اور احتیاط اس میں ہے کہ جو چیز نابالغ کے لیئے لی جائے وہ کسی دوسرے کو نہ دی جائے۔

مسئلہ ۲۰۰۹ : اگر شب عیدالفطر کے غروب کے بعد کسی کے ہاں بچہ پیدا ہو تو اس کا فطرہ دینا واجب نہیں ہے لیکن احتیاط یہ ہے کہ جو اشخاص غروب کے بعد سے عید کے دن کے وقت ظہر کے وقت سے پہلے تک صاحب خانہ کے ہاں کھانا کھانے والوں میں سمجھے جائیں وہ ان سب کا فطرہ دے۔

مسئلہ ۲۰۱۰ : اگر کوئی شخص کسی کے ہاں کھانا کھاتا ہو اور غروب سے پہلے یا غروب کے دوران میں کسی دوسرے کے ہاں کھانا کھانے والا ہوجائے تو اس کا فطرہ اسی شخص پر واجب ہے جس کے ہاں کھانے والا وہ بن جائے مثلاً اگر لڑکی غروب سے پہلے شوہر کے گھر چلی جائے تو شوہر کو چاہئے کہ اس کا فطرہ ادا کرے۔

مسئلہ ۲۰۱۱ : جس شخص کا فطرہ کسی دوسرے شخص پر واجب ہو اس پر اپنا فطرہ خود دینا واجب

نہیں۔

مسئلہ ۲۰۱۲ : اگر کسی شخص کا فطرہ کسی دوسرے پر واجب ہو اور وہ فطرہ نہ دے تو وہ خود اس شخص پر واجب نہیں ہوتا۔

مسئلہ ۲۰۱۳ : اگر کسی شخص کا فطرہ کسی دوسرے شخص پر واجب ہو اور وہ اپنا فطرہ خود دے دے تو جس شخص پر اس کا فطرہ واجب ہو اس پر سے اس کی ادائیگی کا وجوب ساقط نہیں ہوتا۔

مسئلہ ۲۰۱۴ : جس عورت کا شوہر اس کا خرچ نہ دیتا ہو اگر وہ کسی دوسرے کے ہاں کھانا کھاتی ہو تو اس کا فطرہ اس شخص پر واجب ہے جس کے ہاں وہ کھانا کھاتی ہے اور اگر وہ کسی کے ہاں کھانا کھاتی ہو اور فقیر بھی نہ ہو تو اسے چاہئے کہ اپنا فطرہ خود ادا کرے۔

مسئلہ ۲۰۱۵ : جو شخص سید نہ ہو وہ سید کو فطرہ نہیں دے سکتا حتیٰ کہ اگر سید اس کے ہاں کھانا کھانے والوں میں سے بھی ہو تب بھی اس کا فطرہ وہ کسی دوسرے سید کو نہیں دے سکتا۔

مسئلہ ۲۰۱۶ : جو بچہ ماں یا دایہ کا دودھ پیتا ہو اس کا فطرہ اس شخص پر واجب ہے جو ماں یا دایہ کے اخراجات برداشت کرتا ہو اور اگر ماں یا دایہ کا خرچ خود بچے کے مال سے پورا ہو تو بچے کا فطرہ کسی پر واجب نہیں ہے۔

مسئلہ ۲۰۱۷ : انسان اگرچہ اپنے اہل و عیال کا خرچ حرام مال سے دیتا ہو اسے چاہئے کہ ان کا فطرہ حلال مال سے دے۔

مسئلہ ۲۰۱۸ : اگر انسان کسی شخص کو اجیر مقرر کرے اور اس سے طے کرے کہ اس کا خرچ دے گا تو اسے چاہئے کہ اس کا فطرہ بھی دے لیکن اگر یہ طے کرے کہ اس کے خرچ کی مقدار سے دے گا مثلاً اس کے خرچ کے لیئے نقدی نہ دے گا تو اس کا (یعنی اجیر کا) فطرہ ادا کرنا اس پر واجب نہیں ہے۔

مسئلہ ۲۰۱۹ : اگر کوئی شخص شب عیدالفطر کے غروب کے بعد فوت ہو جائے تو اس کا اور اس کے اہل و عیال کا فطرہ اس کے مال سے دینا چاہئے لیکن اگر وہ غروب سے پہلے فوت ہو جائے تو اس کا

اور اس کے اہل و عیال کا فطرہ اس کے مال سے دینا واجب نہیں۔

زکوٰۃ فطرہ کا مصرف

مسئلہ ۲۰۲۰ : اگر زکوٰۃ فطرہ کو ان آٹھ مصارف میں سے کسی ایک مصرف میں لایا جائے جن کا ذکر مال کی زکوٰۃ کے سلسلے میں کیا گیا ہے تو کافی ہے لیکن احتیاط واجب یہ ہے کہ فطرہ فقط شیعہ اثناعشری فقراء کو دیا جائے۔

مسئلہ ۲۰۲۱ : اگر کوئی شیعہ بچہ فقیر ہو تو انسان کے لیئے جائز ہے کہ فطرہ اس پر خرچ کرے یا اس کے ولی کو دے کر اسے بچے کی ملکیت قرار دے۔

مسئلہ ۲۰۲۲ : جس فقیر کو فطرہ دیا جائے ضروری نہیں کہ وہ عادل ہو لیکن شرابی کو فطرہ دینا جائز نہیں اور احتیاط واجب یہ ہے کہ بے نماز کو اور اس شخص کو جو کھلم کھلا گناہ کا مرتکب ہوتا ہو فطرہ نہ دیا جائے۔

مسئلہ ۲۰۲۳ : جو شخص فطرہ ناجائز کاموں میں صرف کرتا ہو اسے فطرہ نہیں دینا چاہیئے۔

مسئلہ ۲۰۲۴ : احتیاط واجب یہ ہے کہ ایک فقیر کو ایک صاع (جو تقریباً تین کیلو ہوتا ہے) سے کم فطرہ نہ دیا جائے البتہ اگر اس سے زیادہ دیا جائے تو کوئی حرج نہیں ہے لیکن اس کی ضرورت سے زیادہ نہ ہو۔

مسئلہ ۲۰۲۵ : جب کسی جنس کی قیمت اسی جنس کی معمولی قسم سے دگنی ہو مثلاً کسی گندم کی قیمت معمولی قسم کی گندم کی قیمت سے دو چند ہو تو اگر کوئی شخص اس بڑھیا جنس کا آدھا صاع (جس کے معنی سابقہ مسئلہ میں بیان کیئے گئے ہیں) بطور فطرہ دے تو یہ کافی نہیں ہے بلکہ اگر وہ آدھا صاع فطرہ کی قیمت کی نیت سے بھی دے تو بھی کافی نہیں ہے۔

مسئلہ ۲۰۲۶ : انسان آدھا صاع ایک جنس کا مثلاً گندم کا اور آدھا صاع کسی دوسری جنس مثلاً جو کا بطور فطرہ نہیں دے سکتا بلکہ اگر یہ آدھا آدھا صاع فطرہ کی قیمت کی نیت سے بھی دے تو کافی نہیں ہے۔

مسئلہ ۲۰۲۷ : انسان کے لیئے مستحب ہے کہ زکوٰۃ دینے میں اپنے فقیر قرابت داروں کو دوسروں پر ترجیح دے اور ان کے بعد ہمسایہ فقراء کو اور ان کے بعد اہل علم فقراء کو دوسروں پر مقدم رکھے لیکن اگر کوئی اور لوگ کسی وجہ سے برتری رکھتے ہوں تو مستحب ہے کہ انہیں مقدم رکھے۔

مسئلہ ۲۰۲۸ : اگر انسان یہ خیال کرتے ہوئے کہ ایک شخص فقیر ہے اسے فطرہ دے اور بعد میں اسے پتہ چلے کہ وہ فقیر نہ تھا تو اگر اس نے جو مال اس کو دیا تھا وہ کالعدم نہ ہو گیا ہو تو اسے چاہئے کہ واپس لے لے اور مستحق کو دے دے اور اگر واپس نہ لے سکتا ہو تو اسے چاہئے کہ خود اپنے مال سے فطرہ دے اور اگر وہ مال کالعدم ہو گیا ہو لیکن لینے والے کو علم ہو کہ جو کچھ اس نے لیا ہے وہ فطرہ ہے تو اسے چاہئے کہ اس کا عوض دے اور اگر اسے یہ علم نہ ہو تو عوض دینا اس پر واجب نہیں ہے اور انسان کو چاہئے کہ فطرہ دوبارہ دے۔

مسئلہ ۲۰۲۹ : اگر کوئی شخص کہے کہ میں فقیر ہوں تو اسے فطرہ دیا جا سکتا ہے لیکن اگر انسان کو علم ہو کہ یہ شخص پہلے غنی (یعنی مال دار تھا تو اسے محض اس کے کہنے پر فطرہ نہ دیا جائے بجز اس صورت کے کہ انسان کو اس کے کہنے سے اطمینان ہو جائے۔

زکوٰۃ فطرہ کے متفرق مسائل

مسئلہ ۲۰۳۰ : انسان کو چاہئے کہ زکوٰۃ فطرہ قربت کے قصد سے یعنی اللہ تعالیٰ کے فرمان کی بجا آوری کے لیئے دے اور اس کے دیتے وقت فطرہ کی نیت کرے۔

مسئلہ ۲۰۳۱ : اگر کوئی شخص رمضان المبارک کے مہینے سے پہلے فطرہ دے دے تو یہ صحیح نہیں ہے اور بہتر یہ ہے کہ ماہ رمضان المبارک میں بھی فطرہ نہ دے البتہ اگر ماہ رمضان المبارک سے پہلے کسی فقیر کو قرضہ دے اور جب فطرہ واجب ہو جائے قرضے کو فطرے میں شمار کر لے تو کوئی حرج نہیں ہے۔

مسئلہ ۲۰۳۲ : گندم یا کوئی دوسری چیز جو فطرہ کے طور پر دی جائے اس میں کوئی اور جنس یا مٹی نہیں ملی ہونی چاہئے اگر اس میں کوئی ایسی چیز ملی ہوئی ہو اور خالص مال ایک صاع تک (جو تقریباً تین کیلو کے برابر ہوتا ہے) پہنچ جائے یا جو چیز ملی ہوئی ہو وہ اتنی کم ہو کہ قابل توجہ نہ ہو تو کوئی حرج

نہیں ہے۔

مسئلہ ۲۰۳۳ : اگر کوئی شخص کوئی عیب دار چیز فطرہ کے طور پر دے تو احتیاط واجب کی بنا پر کافی نہیں ہے۔

مسئلہ ۲۰۳۴ : جس شخص کو کئی اشخاص کا فطرہ دینا ہو اس کے لیئے ضروری ہے کہ سارا فطرہ ایک ہی جنس سے دے مثلاً اگر بعض افراد کا فطرہ گندم سے اور بعض دوسروں کا جو سے دے تو کافی ہے۔

مسئلہ ۲۰۳۵ : عید کی نماز پڑھنے والے شخص کو احتیاط واجب کی بنا پر چاہئے کہ فطرہ عید کی نماز سے پہلے دے لیکن اگر کوئی شخص نماز عید نہ پڑھے تو فطرہ کی ادائیگی میں ظہر کے وقت تک تاخیر کر سکتا ہے۔

مسئلہ ۲۰۳۶ : اگر کوئی شخص فطرہ کی نیت سے اپنے مال کی کچھ مقدار علیحدہ کر دے اور عید کے دن ظہر کے وقت تک مستحق کو نہ دے تو جب بھی وہ مال مستحق کو دے فطرہ کی نیت کرے۔

مسئلہ ۲۰۳۷ : اگر کوئی شخص زکوٰۃ فطرہ کے واجب ہونے کے وقت فطرہ نہ دے اور الگ بھی نہ کرے تو اس کے بعد ادا اور قضا کی نیت کیئے بغیر فطرہ دے۔

مسئلہ ۲۰۳۸ : اگر کوئی شخص زکوٰۃ فطرہ الگ کر دے تو وہ اسے اپنے مصرف میں لا کر دوسرا مال اس کی جگہ بطور فطرہ نہیں رکھ سکتا۔

مسئلہ ۲۰۳۹ : اگر کسی شخص کے پاس ایسا مال ہو جس کی قیمت فطرہ سے زیادہ ہو تو اگر وہ شخص فطرہ نہ دے اور نیت کرے کہ اس مال کی کچھ مقدار فطرہ کے لیئے ہو گی تو ایسا کرنے میں اشکال ہے۔

مسئلہ ۲۰۴۰ : کسی شخص نے جو مال فطرہ کے لیئے الگ کیا ہو اگر وہ تلف ہو جائے تو اگر وہ شخص فقیر تک پہنچ سکتا تھا اور اس نے فطرہ دینے میں تاخیر کی ہو تو اسے چاہئے کہ اس کا عوض دے اور اگر فقیر تک نہیں پہنچ سکتا تھا تو پھر ذمہ دار نہیں ہے۔

مسئلہ ۲۰۴۱ : اگر فطرہ دینے والے کے اپنے علاقہ میں مستحق مل جائے تو احتیاط واجب یہ ہے کہ

فطرہ دوسری جگہ نہ لے جائے اور اگر دوسری جگہ لے جائے اور وہ تلف ہو جائے تو اسے چاہئے کہ اس کا عوض دے۔

حج

مسئلہ ۲۰۴۲ : حج بھی دین اسلام کا ایک رکن اعظم ہے۔ اس سے مراد مکہ مکرمہ میں واقع بیت اللہ یعنی خانہ کعبہ کی زیارت کرنا اور ان دوسرے اعمال کا بجالانا ہے جن کا حکم دیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے سورۂ حج میں حج کے بارے میں مفصل احکام دے ہیں۔ چنانچہ ارشاد ہوتا ہے۔

مسئلہ ۲۰۴۳ : "اور (اے رسولؐ! وہ وقت یاد کیجئے) جب ہم نے ابراہیمؑ کے لیئے خانہ کعبہ کی جگہ ظاہر کر دی اور اس سے کہا کہ کسی چیز کو میرا شریک نہ بنانا اور میرے گھر کو طواف اور قیام اور سجود کرنے والوں کے لیئے صاف ستھرا رکھنا اور لوگوں کو حج کی خبر کر دو تاکہ وہ تمہارے پاس (جوق در جوق) پیادہ اور ہر طرح کی (دبلی) سواریوں پر جو دور دراز راستے طے کر کے آئی ہوں (سوار ہو کر) آپہنچیں تاکہ وہ (دنیا و آخرت) کی فائدوں پر فائز ہوں اور اللہ تعالیٰ نے جو چوپائے انہیں عنایت فرمائے ہیں ان پر ذبح کرتے وقت) چند متعین دنوں میں اللہ تعالیٰ کا نام لیں تو تم لوگ (قربانی کا گوشت) خود بھی کھاؤ اور بھوکے محتاجوں کو بھی کھلاؤ۔ پھر لوگوں کو چاہئے کہ اپنی اپنی (بدن کی) کثافت دور کریں اور اپنی نذریں پوری کریں اور قدیم (عبادت) خانہ خانہ کعبہ کا طواف کریں۔ یہی حکم ہے۔"

حج کے احکام

مسئلہ ۲۰۴۴ : حج خانہ خدا کی زیارت کرنا اور ان اعمال کو سر انجام دینا ہے جن کے وہاں بجا لانے کا حکم دیا گیا ہے اور اس کی ادائیگی ہر اس شخص کے لیئے جو مندرجہ ذیل شرائط پوری کرتا ہو تمام عمر میں ایک دفعہ واجب ہے۔

اول : یہ کہ انسان بالغ ہو۔

دوم : یہ کہ عاقل اور آزاد (یعنی دیوانہ بھی نہ ہو اور کسی کا غلام بھی نہ ہو۔)

سوم : یہ کہ حج پر جانے کی وجہ سے کسی ایسے ناجائز کام کرنے پر مجبور نہ ہو جائے جس کا ترک کرنا حج کرنے سے زیادہ اہم ہو یا کسی ایسے واجب کام کو ترک نہ کر دے جو حج سے زیادہ اہم ہو۔

چہارم : یہ کہ مستطیع ہو یعنی استطاعت رکھتا ہو اور مستطیع ہونا کئی ایک چیزوں پر منحصر ہے۔

۱ ... یہ کہ انسان راستے کا خرچ اور سواری رکھتا ہو یا اتنا مال رکھتا ہو جس سے ان چیزوں کو مہیا کر سکے۔

۲ ... اتنی صحت اور طاقت رکھتا ہو کہ مکہ مکرمہ جا کر حج بجا لا سکتا ہو۔

۳ ... مکہ مکرمہ جانے کے لیئے راستے میں کوئی رکاوٹ نہ ہو اور اگر راستہ بند ہو یا انسان کو ڈر ہو کہ راستے میں اس کی جان یا آبرو ضائع ہو جائے گی یا اس کا مال چھین لیا جائے گا تو اس پر حج واجب نہیں ہے لیکن اگر وہ دوسرے راستے جا سکتا ہو تو اگرچہ وہ راستہ زیادہ طویل ہو اسے چاہئے کہ اس راستے سے چلا جائے۔

۴ ... اس کے پاس اتنا وقت ہو کہ مکہ مکرمہ پہنچ کر حج کے اعمال بجا لا سکے۔

۵ ... جن لوگوں کے اخراجات اس پر واجب ہوں (مثلاً بیوی اور بچے) اور جن لوگوں کے اخراجات برداشت کرنا لوگ اس کے لیئے ضروری سمجھتے ہوں ان کے اخراجات اس کے پاس موجود ہوں۔

۶ ... حج سے واپسی کے بعد وہ ایسا ہنر یا زراعت یا جائیداد کی آمدنی یا معاش کا دوسرا ذریعہ رکھتا ہو کہ مجبور نہ ہو جائے اور سختی سے زندگی نہ گزارے۔

مسئلہ ۲۰۴۵ : جس شخص کی حاجت اپنے ذاتی مکان کے بغیر رفع نہ ہو سکے اس پر حج اس وقت واجب ہے جب مکان کے لیئے بھی رقم رکھتا ہو۔

مسئلہ ۲۰۴۶ : جو عورت مکے جا سکتی ہو اگر واپسی کے بعد اس کے پاس اس کا اپنا کوئی مال نہ ہو اور مثال کے طور پر اس کا شوہر بھی فقیر ہو اور اسے خرچ نہ دیتا ہو اور عورت مجبور ہو جائے اور سختی سے زندگی بسر کرے تو اس پر حج واجب نہیں۔

مسئلہ ۲۰۴۷ : اگر کسی شخص کے پاس حج کے لیئے زاد راہ اور سواری نہ ہو اور دوسرا اسے کہے

کہ تم حج کو جاؤ میں تمہارا سفر خرچ دوں گا اور تمہارے حج کے لیئے سفر کے دوران میں تمہارے اہل و عیال کو بھی خرچ دیتا رہوں گا تو اگر اسے اطمینان ہو جائے کہ وہ شخص اسے خرچہ دے گا تو حج اس پر واجب ہو جاتا ہے۔

مسئلہ ۲۰۴۸ : اگر کسی شخص کو مکہ جانے اور واپس آنے کا خرچ اور جتنی مدت اسے وہاں جانے اور واپس آنے میں لگے اس کے لیئے اس کے اہل و عیال کے اخراجات دے دیئے جائیں اور اس کے ساتھ یہ شرط طے کی جائے کہ وہ حج کرے گا اور وہ اس شرط کو قبول کر لے تو اگرچہ وہ مقروض ہو اور واپسی پر گزر بسر کرنے کے لیئے مال بھی نہ رکھتا ہو اس پر حج واجب ہو جاتا ہے۔

مسئلہ ۲۰۴۹ : اگر کسی کو مکہ جانے اور واپس آنے کا خرچ اور جتنی مدت اسے وہاں جانے اور واپس آنے میں لگے اس کے لیئے اس کے اہل و عیال کے اخراجات دے دیئے جائیں اور اسے کہا جائے کہ حج کو جاؤ لیکن یہ سب مصارف اس کی ملکیت میں نہ دیئے جائیں تو اس پر حج واجب ہوتا ہے۔

مسئلہ ۲۰۵۰ : اگر کسی شخص کو اتنی مقدار میں مال دیا جائے جو حج کے لیئے کافی ہو اور یہ شرط لگی جائے کہ جس شخص نے مال دیا ہے مال لینے والا مکہ کے راستے میں اس کی خدمت کرے گا تو جسے مال دیا ہو اس پر حج واجب نہیں ہوتا۔

مسئلہ ۲۰۵۱ : اگر کسی شخص کو اتنی مقدار میں مال دیا جائے کہ حج اس پر واجب ہو جائے اور وہ حج کرے تو اگرچہ بعد میں وہ خود بھی مال حاصل کر لے دوسرا حج اس پر واجب نہیں ہے۔

مسئلہ ۲۰۵۲ : اگر کوئی شخص تجارت کی غرض سے مثال کے طور پر جدہ تک جائے اور اتنا مال اس کے ہاتھ آجائے کہ اگر وہاں اسے مکہ جانا چاہے تو استطاعت رکھتا ہو تو اسے چاہیئے کہ حج کرے اور اگر وہ حج کر لے تو خواہ وہ بعد میں اتنی دولت پیدا کر لے کہ خود اپنے وطن سے بھی مکہ جا سکتا ہو اس پر دوسرا حج واجب نہیں ہے۔

مسئلہ ۲۰۵۳ : اگر کوئی شخص اس شرط پر اجیر بنے کہ خود ایک دوسرے شخص کی طرف سے حج کرے گا تو اگر وہ خود حج کو نہ جا سکے اور چاہے کہ کسی دوسرے شخص کو اپنی جگہ بھیج دے تو اسے

چاہئے کہ جس شخص نے سے اجیر بنایا ہے اس سے اجازت لے۔

مسئلہ ۲۰۵۴ : اگر کوئی شخص استطاعت رکھتا ہو اور حج کو نہ جائے اور پھر فقیر ہو جائے تو اسے چاہئے کہ خواہ اسے زحمت ہی کیوں نہ اٹھانی پڑے بعد میں حج کرے اور اگر وہ کسی بھی طرح حج کو نہ جا سکتا ہو اور کوئی اسے حج کرنے کے لیئے اجیر بنائے تو اسے چاہئے کہ مکہ جائے اور جس نے اس اجیر بنایا ہو اس کی طرف سے حج کرے اور پھر دوسرے سال تک مکہ میں رہے اور اپنا حج کرے لیکن اگر ممکن ہو کہ اجیر بنے اور اجرت نقد لے لے اور جس شخص نے اسے اجیر بنایا ہو وہ اس بات پر راضی ہو کہ اس کا حج دوسرے سال بجا لایا جائے تو اجیر کو چاہئے کہ پہلے سال خود اپنا حج اور دوسرے سال اس شخص کے لیئے حج بجا لائے جس نے اسے اجیر بنایا ہو۔

مسئلہ ۲۰۵۵ : انسان جس سال مستطیع ہوا ہو اگر اسی سال مکہ چلا جائے اور مقررہ وقت پر عرفات اور مشعر الحرام میں نہ پہنچ سکے اور بعد میں آنے والے سالوں میں مستطیع نہ ہو تو اس پر حج واجب نہیں ہے لیکن کئی سال پیشتر سے مستطیع رہا ہو اور حج پر نہ گیا ہو تو پھر خواہ زحمت ہی کیوں نہ اٹھانی پڑے اسے حج کرنا چاہئے۔

مسئلہ ۲۰۵۶ : کوئی شخص جس سال میں پہلی دفعہ مستطیع ہوا ہو اگر اس سال حج نہ کرے اور بعد میں بڑھاپے' بیماری یا کمزوری کی وجہ سے حج نہ کر سکے اور اس بات سے ناامید ہو جائے کہ بعد میں خود حج کر سکے گا تو اسے چاہئے کہ کسی دوسرے کو اپنی طرف سے حج کے لیئے بھیج دے بلکہ اگر ناامید نہ بھی ہوا ہو تب بھی احتیاط واجب یہ ہے کہ ایک اجیر مقرر کرے اور اگر بعد میں اس قابل ہو جائے تو خود بھی حج کرے اور اگر اس کے پاس کسی سال پہلی دفعہ اتنا مال ہو جائے کہ جو حج کے لیئے کافی ہو اور بڑھاپے یا بیماری یا کمزوری کی وجہ سے حج نہ کر سکے اور توانائی حاصل کرنے سے ناامید ہو تب بھی یہی حکم ہے اور ان تمام صورتوں میں احتیاط واجب کی بنا پر چاہئے کہ ایسے شخص کو نائب بنائے جس کا حج پر جانے کا یہ پہلا موقع ہو (یعنی اس سے پہلے حج کرنے نہ گیا ہو۔)

مسئلہ ۲۰۵۷ : جو شخص حج کرنے کے لیئے کسی دوسرے کی طرف سے اجیر ہو اسے چاہئے کہ اس کی طرف سے طواف نساء بھی بجا لائے اور اگر نہ بجا لائے تو اجیر پر اپنی عورت حرام ہو جائے گی۔

مسئلہ ۲۰۵۸ : اگر کوئی شخص طواف نساء صحیح طور پر نہ بجا لائے یا اس کی بجا آوری بھول

جائے اور چند دن بعد اسے یاد آئے اور راستے سے واپس ہو جائے اور بجا لائے تو یہ صحیح ہے اور اگر واپس ہونا اس کے لیئے مشقت کا موجب ہو تو طواف نساء کی بجا آوری کے لیئے کسی کو نائب بنا سکتا ہے۔

امر بالمعروف و نہی عن المنکر

" امر بالمعروف و نہی عن المنکر " سے مراد یہ ہے کہ لوگوں کو اچھے کام کرنے کی دعوت دی جائے اور برے کاموں سے منع کیا جائے۔ یہ عظیم دینی فریضہ ہے جس کا ترک کرنا گوناگوں معاشرتی خرابیوں کا موجب ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے " تم میں سے ایک گروہ ایسا ہو جو خیر کی طرف دعوت دے اور برائیوں سے منع کرے اور یہی لوگ فلاح پانے والے ہیں۔" (سورۂ آل عمران ۔ آیت ۱۰۴)

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک اور موقع پر فرمایا " وہ وقت کیسا ہوگا جب تمہاری عورتیں خراب ہو جائیں گی اور تمہارے جوان فاسق و فاجر ہو جائیں گے اور تم امر بالمعروف اور نہی عن المنکر چھوڑ دو گے۔"

لوگوں نے عرض کیا " یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیا ایسا وقت واقعی آنے والا ہے؟"

آپ ﷺ نے فرمایا ہاں۔

پھر فرمایا " اور وہ وقت بھی آئے گا جب تم منکر بجا لانے کا حکم دینے لگو گے اور معروف انجام دینے سے روکنے لگو گے۔"

پھر عرض کیا گیا " کیا ایسا وقت آنے والا ہے ؟ "

آپ ﷺ نے فرمایا " ہاں اس سے بھی بدتر وقت اور وہ وقت ہوگا جب تم معروف کو بری نظر سے دیکھو گے اور بری چیزوں کو فعل خیر سمجھنے لگو گے "

آئمہ علیہم السلام سے روایت ہے کہ " امر بالمعروف سے فرائض قائم رہیں گے۔ مذاہب محفوظ ہوں گے۔ حلال کی کمائی حاصل ہو جائے گی۔ ظلم سے روکا جائے گا۔ زمین آباد ہو جائے گی۔ ظالم اور مظلوم کے درمیان عدل و انصاف قائم ہو جائے گا۔ جب تک امر بالمعروف ہوتا رہے گا لوگ خیر و برکت

میں ہوں گے اور عمل خیر بجا لانے میں ایک دوسرے کی مدد کرتے رہیں گے اور اگر اسے چھوڑ دیں گے تو ان کے یہاں سے برکت اٹھ جائے گی۔ وہ ایک دوسرے پر مسلط ہو جائیں گے اور زمین پر اور آسمان میں ان کا کوئی مدد گار نہ ہو گا۔"

امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا وجوب' وجوب کفائی ہے یعنی اگر ایک فرد اسے انجام دے دے تو دوسروں پر سے اس کا وجوب ساقط ہو جاتا ہے۔ لیکن اگر کوئی بھی انجام نہ دے تو سبھی گناہ گار ہوتے ہیں تاہم یہ کسی خاص طبقے سے مختص نہیں اور اگر وجوب کی شرائط موجود ہوں (جن کا ذکر ذیل میں کیا جائے گا) تو علماء غیر علماء عادل' فاسق' حاکم' رعیت' مالدار اور فقیر سب پر واجب ہے۔

اگر کوئی نیک کام مستحب ہو تو اس کا امر کرنا بھی مستحب ہے یعنی اگر کوئی شخص اس کا امر کرے تو وہ ثواب کا مستحق ہو گا لیکن اگر امر نہ کرے تو اس پر کوئی عتاب نہیں۔

امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے واجب ہونے کی چند شرائط ہیں جو درج ذیل ہیں۔

۱ ... یہ کہ انسان معروف اور منکر (یعنی اچھے اور برے سے) خواہ اجمالی طور پر ہی سہی' واقف ہو۔ جو شخص کسی چیز کی اچھائی اور برائی سے واقف ہی نہ ہو اس پر امر بالمعروف اور نہی عن المنکر واجب نہیں۔

۲ ... یہ کہ دوسرے شخص کے امر و نہی کے قبول کرنے کا احتمال ہو۔ لہذا جس شخص کے بارے میں علم ہو کہ وہ اچھائی اور برائی میں کوئی تمیز نہیں کرتا سے امر و نہی کرنا واجب نہیں۔

۳ ... یہ کہ جس شخص کو اچھا کام کرنے اور برے کام سے باز رہنے کا امر کیا جائے وہ عمل خیر کو چھوڑنے اور برا فعل انجام دینے پر مصر ہو۔ اگر اس شخص میں اچھائی اپنانے اور برائی چھوڑنے کی علامات موجود ہوں تو پھر اسے امر و نہی کرنا واجب نہیں بلکہ اگر اس کا احتمال بھی ہو کہ وہ برائی چھوڑ دے گا اور اچھائی اپنا لے گا تب بھی واجب نہیں۔ مثلاً اگر کوئی شخص کسی واجب کام کو ترک کر دے یا کسی حرام فعل کا مرتکب ہو جائے اور یہ علم نہ ہو کہ آیا وہ اپنی روش پر قائم رہے گا یا اس سے نادم ہو جائے گا تو اسے امر و نہی کرنا واجب نہیں لیکن اگر کوئی شخص خواہ ایک بار ہی فعل خیر چھوڑنے اور فعل بد انجام دینے کا قصد رکھتا ہو تو اسے امر و نہی کرنا واجب ہے۔

۴ ... یہ کہ معروف (یعنی کار خیر) انجام دینا اور منکر یعنی فعل بد سے باز آنا اس شخص کا فعلی فریضہ ہو لہٰذا اگر وہ معذور ہو مثلاً اس کا اعتقاد ہو کہ جو کام وہ کر رہا ہے وہ حرام نہیں بلکہ مباح ہے یا جو کام چھوڑ رہا ہے وہ واجب نہیں تو خواہ اس کا یہ عذر فعل کی تعیین میں اشتباہ کی بنا پر ہو یا اس کے اجتہاد یا تقلید کا اقتضا یہی ہو اسے امر و نہی کرنا واجب نہیں۔

۵ ... یہ کہ امر و نہی سے اس کی نفس، آبرو یا مال وغیرہ کو یا مسلمانوں کے مفاد کو کوئی ضرر نہ پہنچے ورنہ امر و نہی کرنا واجب نہیں اور بظاہر اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا کہ اس ضرر کا علم ہو یا ظن یا احتمال قوی ہو کہ اس قسم کے خوف کے قابل اتنا سمجھا جاتا ہو تاہم یہ صورت اس وقت ہے جب امر و نہی کا اثر یقینی نہ ہو اور اگر اثر یقینی ہو تو اس کی اہمیت کو مد نظر رکھنا ضروری ہے چنانچہ بعض مواقع پر ضرر کا علم ہوتے ہوئے بھی امر بالمعروف و نہی عن المنکر واجب ہو جاتا ہے چہ جائیکہ اس کا محض احتمال یا ظن ہو۔

امر بالمعروف و نہی عن المنکر کے درجات

امر بالمعروف و نہی عن المنکر کے مندرجہ ذیل مختلف درجات ہیں۔

۱ ... انسان کم از کم دل ہی میں معروف کو دوست رکھتا ہو اور منکر سے نفرت کرتا ہو اور اس کے وجود میں آنے پر راضی نہ ہو۔ نیز یہ کہ منکر بجا لانے والے سے ناخوشی کا اظہار کرے۔ اس سے ملاقات اور کلام ترک کر دے یا کوئی اور ایسا طریقہ اختیار کرے جس سے فعل بد کے مرتکب ہونے والے کو معلوم ہو جائے کہ اس کے فعل پر ناخوشی اور نفرت کا اظہار کیا جا رہا ہے۔ یہ ایسا ہی معروف ہے لیکن صرف نفرت دل کو یا اس کی رغبت کی امر بالمعروف و نہی عن المنکر کے مرتب میں شمار کرنا صحیح نہیں کیونکہ صرف محبت اور نفرت کو امر اور نہی نہیں کہا جاتا دونوں یعنی نفرت شر اور خیر کی محبت لوازم ایمان میں سے ہے مومن کی ذاتی صفات میں سے ہے۔

۲ ... فعل بد انجام دینے والے کو زبانی وعظ و نصیحت کرے اور اسے سمجھائے کہ اللہ تعالیٰ نے نیک کام کرنے والوں سے ثواب اور نافرمانوں سے عتاب کا وعدہ کر رکھا ہے۔

۳ ... خلاف ورزی کرنے والے کی مار پیٹ کے ذریعے عملاً تادیب کرے تاکہ وہ اپنی روش سے باز آجائے۔ انسان کو چاہئے کہ حالات کو مد نظر رکھتے ہوئے حسب موقع نرمی اور سختی اختیار کرے۔ مثلاً اگر دلی نفرت اور ناراضگی کے اظہار سے مقصد حاصل ہو سکے تو اسی پر اکتفا کرے ورنہ زبانی وعظ و نصیحت اور بالاخر عملی تادیب کا طریقہ اختیار کرے (اور بظاہر پہلے دو طریقے ایک ہی درجے کی چیز ہیں جن میں سے جس کے زیادہ مئوثر ہونے کا احتمال ہو اسے یا اگر ممکن ہو تو دونوں طریقے بیک وقت استعمال کرے۔)

○... تیسرا طریقہ استعمال کرنے کی ضرورت اس وقت پیش آتی ہے جب پہلے دو طریقے موثر ثابت نہ ہوں اور بنا بر احتیاط انسان کو چاہئے کہ اس میں بھی سختی کم کرے لیکن اگر کم سختی کے موثر ہونے کی امید نہ ہو تو ابتداء مناسب سختی کر سکتا ہے۔

۴ ... اگر مذکورہ بالا طریقے موثر ثابت نہ ہوں تو سوال پیدا ہوتا ہے کہ کیا خلاف ورزی کرنے والے کے خلاف اس سے بھی زیادہ سختی کی جائے مثلاً کیا اسے زخمی یا قتل کر دیا جائے۔ اس کے متعلق دو قول ہیں اور زیادہ اقوئ یہ ہے کہ یہ طریقہ اختیار نہ کیا جائے۔ اسی طرح کوئی عضو توڑنا یا کسی عضو کو عیب دار کرنا بھی بنا بر اقوئ جائز نہیں۔ لہٰذا اگر خطا سے یا عمداً تادیب کرنے کا یہ نتیجہ نکلے تو دونوں صورتوں میں تادیب کرنے والا خسارے کا ضامن ہوگا اور اسے شرع کی مقرر کردہ مقدار کے مطابق دیت ادا کرنی ہوگی۔ تاہم اگر خلاف ورزی کرنے والے کی خلاف ورزی کا مفدہ اس کے زخمی کرنے یا قتل کرنے سے زیادہ نقصان دہ ہو تو صرف امام یا نائب امام یہ اقدام کر سکتا ہے اور اس کی کوئی دیت نہ ہوگی۔

۵ ... انسان کو اپنے گھر والوں کے متعلق امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے وجوب کے بارے میں زیادہ تاکید کی گئی ہے۔ چنانچہ اگر کوئی شخص دیکھے کہ اس کے اہل خانہ مثال کے طور پر نماز کے واجبات یا شرائط' ذکر قرات اور وضو وغیرہ صحیح طور پر انجام نہیں دیتے یا طہارت کے بارے میں کوتاہی برتتے ہیں یا مثلاً وہ فعل حرام (مثلاً غیبت' باہمی عداوت وغیرہ) کے مرتکب ہوتے ہیں تو اس کے لیئے لازم ہے کہ امرونہی کے طریقوں کے مطابق اپنے فریضے پر عمل کرے۔

معروف امور (یعنی اچھی چیزیں)

۱... انسان کا اللہ تعالیٰ سے رابطہ ہو۔

○ ... ارشاد ہوا ہے کہ " جو اللہ تعالیٰ سے رابطہ رکھتا ہے اسے صراط مستقیم کی ہدایت مل جاتی ہے۔"

○ ... حضرت ابو عبداللہ امام جعفر الصادق علیہ السلام فرماتے ہیں "اللہ تعالیٰ نے حضرت داؤد علیہ السلام پر وحی نازل کی کہ اے داؤد! میرے بندوں میں سے کسی بھی بندے نے مخلوق کو چھوڑ کر مجھ سے رابطہ قائم نہیں کیا جس کی نیت کا مجھے علم نہ ہو چکا ہو اور پھر اگر آسمان اور زمین اس کے خلاف مکر اور تدبیر کرتے ہیں تو میں خود اس کی نجات کے لیئے بچنے کی راہ بنا دوں گا۔"

۲ ... انسان کو چاہئے کہ وہ اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کرے کیونکہ وہ اپنی مخلوق پر مہربان اور رحم کرنے والا ہے۔ وہ اپنے بندوں کے مفادات سے باخبر اور ان کی ضروریات پوری کرنے پر قادر ہے۔

○ ... اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے " جو اللہ پھر بھروسہ کرتا ہے اللہ اس کے لیئے کافی ہے۔"

○ ... حضرت ابو عبداللہ امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں "بے نیازی اور عزت گردش کرتی رہتی ہے اور اگر ایسی جگہ حاصل کرنے میں کامیاب ہو جائے جہاں توکل پایا جائے تو اسی کو اپنا وطن قرار دیتی ہے۔"

۳ ... انسان اللہ تعالیٰ کے بارے میں حسن ظن رکھتا ہو۔

○ ... امیر المومنین امام علی علیہ السلام فرماتے ہیں " اس ذات کی قسم جس کے سوا کوئی خدا نہیں کوئی مومن بندہ اللہ کے بارے میں حسن ظن نہیں رکھتا مگر یہ کہ اللہ اپنے اس مومن بندے کے ساتھ ہوتا ہے کیونکہ اللہ کریم ہے۔ تمام خیر اس کے ہاتھ میں ہے۔ اسے شرم آتی ہے کہ اس کا بندہ تو اس کے بارے میں حسن ظن رکھتا ہو اور وہ اس کے حسن ظن کے خلاف اسے ناامید کرے۔ اللہ کے بارے میں حسن ظن رکھو اور اسی کی طرف رغبت کرو۔"

۴ ... انسان مصیبت کے وقت صبر کرے اور فعل حرام کے محرکات خواہ کتنے ہی کثیر ہوں ان کے مقابلے میں استقامت سے کام لے۔

○ ... اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے " اللہ صبر کرنے والوں کو بلا حساب اجر اور جزا دیتا ہے۔"

○ ... رسول خدا ﷺ نے فرمایا " ناپسند چیز پر صبر کرو۔ صبر کرنے میں خیر کثیر ہے اور یہ یاد رکھو کہ فتح اور کامیابی صبر کے ساتھ ہے راحت' سختی اور مشقت کے ساتھ ہے۔ بے شک ہر سختی کے بعد آسانی اور آرام ہے۔"

○ ... امام علی علیہ السلام فرماتے ہیں " صبر فتح اور کامیابی کے بغیر نہیں ہے اگرچہ زمانہ طولانی ہو جائے "

○ ... صبر کی دو قسمیں ہیں۔ مصیبت آنے پر صبر کرنا جو خوبی اور وقار ہے اور اس سے بہتر وہ صبر ہے کہ جو فعل حرام سے دور رہنے میں استعمال کیا گیا ہو۔"

۵ ... انسان عفت نفس اختیار کرے۔

○ ... امام ابو جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں " اللہ کے نزدیک کوئی عبادت عفت شکم و فرج سے بہتر نہیں ہے "

○ ... امام ابوعبداللہ جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں۔ " جعفری شیعہ وہ ہے جس کا شکم اور فرج عفت دار ہو۔"

○ ... " اس کی شدید کوشش ہو کہ اپنے خالق کے لیئے کام کرے۔ اس کے ثواب کی امید رکھتا ہو اور اس کے عذاب سے خائف ہو۔"

۶ ... انسان علم اور حلم کی صفات سے آراستہ ہو۔

○ ... رسول اکرم ﷺ کا ارشاد ہے " اللہ تعالیٰ جاہل کو ہرگز ترقی نہیں دیتا اور جو شخص صفت حلم سے آراستہ ہو اسے ذلیل نہیں کرتا۔"

○ ... امام علیہ السلام فرماتے ہیں " جو شخص حلیم ہوتا ہے اس صفت کا پہلا فائدہ یہ ہے کہ سب لوگ جاہل کے مقابلے میں اس کے مددگار ہوں گے۔"

○ ... امام الرضا علیہ السلام کا ارشاد ہے " جب تک انسان حلم سے آراستہ نہ ہوگا وہ عبادت گزار نہ ہو سکے گا۔"

۷ ... انسان متواضع ہو۔ اپنی معیشت میں میانہ روی اختیار کرے اور موت کو زیادہ یاد کرے۔

○ ... رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ کا ارشاد ہے۔ " جو شخص تواضع اور فروتنی سے پیش آئے اللہ اسے بلند کرتا ہے اور جو تکبر کرے اللہ اسے نیچا کرتا ہے اور جو اپنی معیشت میں میانہ روی اختیار کرے اللہ اسے رزق دیتا ہے اور جو فضول خرچی کرے اللہ اسے محروم رکھتا ہے اور جو موت کو زیادہ یاد کرے اللہ اسے درست رکھتا ہے۔"

۸ ... انسان انصاف کرے اور دینی بھائیوں سے ہمدردی کرے

○ ... رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ کا ارشاد ہے " اپنی طرف سے لوگوں کے ساتھ انصاف سے پیش آنا اور اللہ کے لیئے ہر حال میں دینی بھائی سے ہمدردی کرنا تمام اعمال سے اچھا ہے۔"

۹ ... انسان دوسروں کی عیب جوئی نہ کرے اور اپنی اصلاح کی کوشش کرے۔

○ ... رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ کا ارشاد ہے " بشارت ہو اس شخص کو جو لوگوں کی بجائے خدا کا خوف رکھتا ہو اور مومنین کی عیب جوئی کے بجائے اپنے عیوب کے علاج میں مشغول ہو اور سب سے جلد جس عمل خیر کا ثواب ملتا ہے وہ حسن سلوک ہے اور سب سے پہلے جس برے فعل کی سزا ملتی ہے وہ بدفعلی اور زناکاری ہے انسان کے لیئے یہی عیب کافی ہے کہ دوسروں کے عیوب دیکھے اور اپنے عیوب کی طرف ملتفت نہ ہو اور جسے خود ترک نہیں کر سکتا اسے دوسروں کے لیئے ننگ و عار سمجھے اور اپنے ساتھ بیٹھنے والوں کو معمولی چیز پر اذیت پہنچائے۔"

○ ... امام علیہ السلام فرماتے ہیں۔ " جو شخص اپنے باطن کی اصلاح کرے اللہ اس کے ظاہر کی اصلاح کرتا ہے جو اپنے دین کی خاطر کام کرتا ہے اللہ اس کے دنیاوی کام پورے کرتا ہے جو اللہ کے ساتھ اچھا رابطہ رکھتا ہے اللہ اس کے اور لوگوں کے روابط کی اصلاح کرتا ہے۔"

۱۰ ... انسان زہد اختیار کرے اور دنیا سے ترک رغبت کو اپنا شعار قرار دے۔

○ ... امام ابوعبد اللہ علیہ السلام فرماتے ہیں " جو شخص دنیا میں زہد کو اپنا شعار قرار دے اللہ تعالٰی اس کے دل کو حکمت سے مضبوط کر دیتا ہے اور اس کی زبان سے حکمت کی باتیں جاری

کرتا ہے اور اس کی آنکھوں کو دنیا کے عیوب اور درد و دوا دیکھنے کی بینائی عطا کرتا ہے اور اسے امن و امان کے ساتھ دارالسلام کی طرف لے جاتا ہے۔"

○ ... ایک شخص نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کیا کہ میں کافی عرصے کے بعد بڑی مشکل سے آپ کی خدمت میں حاضر ہوا ہوں۔ آپ مجھے کچھ وصیت فرمادیں۔ آپ نے فرمایا۔ "تقویٰ اختیار کرو۔ پرہیزگار اور محنت کش رہو۔ اور جس چیز تک تمہاری رسائی نہ ہو سکے اس کی طمع نہ کرو۔ اللہ تعالیٰ اپنے رسولؐ سے فرماتا ہے کہ لوگوں کے مال و متاع اور عورتوں پر نگاہ نہ رکھو اور لوگوں کے مال اور اولاد کی طرف تمہارا دل مائل نہ ہو جائے۔ رسول اللہ جو کی روٹی پر زندگی گزارتے تھے حلوہ کی جگہ خرما استعمال کرتے تھے۔ آگ کھجور کی ٹہنیوں سے روشن کرتے تھے۔ مصیبت میں رسولؐ کے مصائب کو یاد کرو کیونکہ ان کے برابر کسی پر بھی مصائب نہیں آئے۔"

منکر امور (یعنی بری چیزیں)

غصہ اور غضب

○ ... رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں "غصہ اور غضب ایمان کو اسی طرح فاسد کرتا ہے جس طرح سرکہ شہد کو فاسد کر دیتا ہے۔"

○ ... امام جعفر صادق علیہ السلام کا ارشاد ہے "غصہ اور غضب ہر شر کی کنجی ہے۔"

○ ... امام محمد باقر علیہ السلام کا ارشاد ہے۔ "جو شخص غصہ اور غضب کرتا ہے اسے کبھی راحت نہیں ملے گی حتیٰ کہ جہنم میں داخل ہو جائے جو شخص اپنی قوم پر غضب کرے اگر وہ کھڑا ہو تو بیٹھ جائے کیونکہ ایسا کرنے سے شیطان کی پلیدی اس سے دور ہو جائے گی اور جو شخص ذی رحم رشتے داروں سے خفا ہو جائے وہ ان سے قریب ہو کر انہیں مس کرے کیونکہ ذی رحم کو مس کرنے سے سکون آتا ہے۔"

حسد

○ ... رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک دن اصحاب سے فرمایا "تم میں بھی گزشتہ امتوں کی

طرح ایک بیماری آگئی ہے اور وہ حسد ہے۔ یہ بیماری مال کو ختم نہیں کرتی بلکہ دین کو ختم کر دیتی ہے۔ اس سے نجات حاصل کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ انسان اپنے ہاتھ کو روکے اور زبان کو بند رکھے اور اپنے مومن بھائی کو طعنہ نہ دے۔"

○ ... امام محمد باقر علیہ السلام کا ارشاد ہے۔ " حسد ایمان کو اس طرح کھا جاتا ہے جس طرح آگ لکڑی کو کھا جاتی ہے۔"

ظلم

○ ... امام جعفر الصادق علیہ السلام فرماتے ہیں " انسان جو چیز ظلم کے ذریعے حاصل کرے وہ اس کے نفس یا مال یا اولاد سے واپس لے لی جائے گی۔"

○ ... نیز فرماتے ہیں۔ " ظلم سے کامیابی حاصل کرنے والوں کو ہرگز خیر نہیں ہے۔ مظلوم کو جتنا مال جاتا ہے وہ ظالم کے دین سے اس سے زیادہ لیتا ہے۔"

شرانگیزی

○ ... رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ کا ارشاد ہے " قیامت کے دن خدا کے نزدیک بدترین انسان وہ ہے جس کی عزت لوگ اس کے شر کی وجہ سے کریں۔"

○ ... امام جعفر الصادق علیہ السلام فرماتے ہیں " جس شخص کی زبان سے لوگوں کو خوف ہو وہ جہنمی ہے۔"

○ ... نیز فرماتے ہیں " خلق خدا میں سب سے زیادہ مبغوض بندہ وہ ہے جس کی زبان سے لوگوں کو خوف ہو۔"

خرید و فروخت کے احکام

مسئلہ ۲۰۵۹ : کاروباری آدمی کیلئے مناسب ہے کہ خرید و فروخت کے سلسلے میں جن مسائل کا سامنا کرنا پڑتا ہے ان کے احکام سیکھ لے۔ چنانچہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ "جو شخص خرید و فروخت کرنا چاہتا ہو اسے چاہئے کہ ان کے احکام سیکھ لے اور اگر ان احکام کو سیکھنے سے پہلے خرید و فرخت کرے گا تو باطل یا مشتبہ معاملہ کرنے کی وجہ سے ہلاکت میں پڑے گا۔"

مسئلہ ۲۰۶۰ : اگر انسان مسئلے سے ناواقفیت کی بنا پر یہ نہ جانتا ہو کہ اس نے جو معاملہ کیا ہے وہ صحیح ہے یا باطل ہے تو جو مال اس نے حاصل کیا ہو اس میں تصرف نہیں کر سکتا۔

مسئلہ ۲۰۶۱ : جس شخص کے پاس مال نہ ہو اور کچھ اخراجات (مثلاً بیوی بچوں کا خرچ) اس پر واجب ہوں' اسے چاہئے کہ کاروبار کرے اور مستحب کاموں کے لیئے مثلاً اہل و عیال کے رزق میں کشائش پیدا کرنے اور فقراء کی مدد کرنے کے لیئے کاروبار کرنا مستحب ہے۔

خرید و فروخت کے مستحبات

خرید و فروخت میں چار چیزیں مستحب ہیں۔

۱... یہ کہ جنس کی قیمت میں مسلمان خریداروں کے درمیان فرق نہ کرے۔

۲... یہ کہ جنس کی قیمت میں سخت گیری نہ کرے یعنی زیادہ مہنگی نہ بیچے۔

۳... یہ کہ جو چیز بیچ رہا ہو وہ کچھ زیادہ دے اور جو چیز خرید رہا ہو کچھ کم لے۔

۴... یہ کہ اگر کوئی شخص کچھ خریدنے کے بعد پشیمان ہو کہ اس چیز کو واپس کرنا چاہئے تو واپس لے لے۔

مکروہ معاملات

مسئلہ ۲۰۶۲ : خاص خاص مکروہ معاملات

۱... جائیداد کا بیچنا بجز اس کے کہ اس رقم سے دوسری جائیداد خریدی جائے۔

۲ ... قصاب بننا۔

۳ ... کفن بیچنا۔

۴ ... پست لوگوں سے معاملہ کرنا۔

۵ ... صبح کی اذان سے سورج نکلنے کے وقت تک معاملہ کرنا۔

۶ ... گندم، جو اور انھیں جیسی دوسری چیزوں کی خرید وفروخت کو اپنا پیشہ قرار دینا۔

۷ ... اگر کوئی شخص کوئی جنس خرید رہا ہو تو اس کے معاملہ میں دخل اندازی کر کے خریدار بننے کا اظہار کرنا۔

حرام معاملات

مسئلہ ۲۰۶۳ : چھ قسم کے لین دین حرام ہیں۔

۱ ... عین نجاست مثلاً نشہ آور مشروبات غیر شکاری کتے، مردار اور سور کی خرید و فروخت ان کے علاوہ دوسری نجاسات کی خرید و فروخت اس صورت میں جائز ہے جب ان سے حلال فائدہ حاصل کرنا ہو۔ (مثلاً پاخانے سے کھاد بنائی ہو) اگرچہ احتیاط اس میں ہے کہ ان کی خرید و فروخت سے بھی پرہیز کیا جائے۔

۲ ... غصبی مال کی خرید و فروخت ۔

۳ ... احتیاط کی بنا پر ان چیزوں کی خرید و فروخت حرام ہے جو عموماً مال تجارت متصور نہ ہوتی ہوں مثلاً درندوں کی خرید و فروخت ۔

۴ ... جس لین دین میں سود ہو ۔

۵ ... ایسی چیز کی خرید و فروخت جس سے عام طور پر صرف حرام فعل انجام پاتا ہو مثلاً جوئے کے آلات۔

۶ ... ایسی چیز کا بیچنا جس میں دوسری چیز کی ملاوٹ کی گئی ہو جب کہ ملاوٹ کا پتہ چل سکے اور بیچنے والا بھی خریدار کو نہ بتائے مثلاً ایسے گھی کا بیچنا جس میں چربی ملا دی گئی ہو اور اس عمل کو "غش" کہتے ہیں۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ کا ارشاد ہے "جو شخص کسی چیز میں ملاوٹ کر کے مسلمانوں کے ہاتھ بیچتا ہے یا مسلمانوں کو ضرر پہنچاتا ہے یا ان کی ساتھ مکر و حیلہ کرتا

ہے وہ ہماری امت سے نہیں ہے اور جب کوئی شخص اپنے مسلمان بھائی کے ساتھ غش کرتا ہے تو خدا تعالیٰ اس کی روزی سے برکت اٹھا لیتا ہے اور اس کے معاش کے راستوں کو مسدود کر دیتا ہے اور اسے اس کی حالت پر چھوڑ دیتا ہے۔

مسئلہ ۲۰۶۴ : جو پاک چیز نجس ہو گئی ہو اور اسے پانی سے دھو کر پاک کرنا ممکن ہو اسے فروخت کرنے میں کوئی حرج نہیں لیکن اگر خریدار اس چیز کو ایسے کام کے لیئے خریدے جس کے لیئے اس کا پاک ہونا ضروری ہو مثلاً وہ ایک قسم کی غذا ہو جسے وہ کھانا چاہتا ہو تو بیچنے والے کو چاہیئے کہ اس کے نجس ہونے کے متعلق اسے بتا دے لیکن اگر نجس چیز لباس ہو تو اس کے نجس ہونے کی متعلق بتانا ضروری نہیں خواہ خریدار اسے پہن کر نماز ہی کیوں نہ پڑھے کیونکہ نماز میں بدن اور لباس کی ظاہری طہارت کافی ہے۔

مسئلہ ۲۰۶۵ : اگر کوئی ایسی پاک چیز مثلاً گھی اور تیل نجس ہو جائے جسے دھو کر پاک کرنا ممکن نہ ہو اور اگر اس چیز کی ایسے کام کے لیئے ضرورت ہو جس کے لیئے پاک ہونا شرط ہو مثلاً گھی کی کھانے کے لیئے ضرورت ہو تو ضروری ہے کہ بیچنے والا اس کی نجاست کے بارے میں خریدنے والے کو اطلاع دے دے اور اگر اس چیز کی ایسے کام کے لیئے ضرورت ہو جس کے لیئے اس کا پاک ہونا شرط نہ ہو مثلاً نجس تیل جلانے کے لیئے چاہیئے ہو لیکن امکان اس بات کا ہو کہ اس سے خریدنے والے کی غذا یا بدن نجس ہو جائے گا تو اس کے لیئے بھی یہی حکم ہے اور اس صورت میں بھی بیچنے والے کا خریدار کو بتا دینا ضروری ہے کیونکہ نجاست کھانے کا سبب بننا جائز نہیں اور اسی طرح بدن کی نجاست کا سبب بننا جس سے وضو یا غسل باطل ہوتا ہو جائز نہیں۔

مسئلہ ۲۰۶۶ : اگرچہ نجس خوردنی دواؤں کی خرید و فروخت جائز ہے لیکن ان کی نجاست کے متعلق خریدار کو بتا دینا چاہیئے اور اگر وہ دوائیں کھانے کی نہ ہوں لیکن خریدار کی غذا یا بدن کے نجاست سے آلودہ ہو جانے کا اندیشہ ہو تب بھی یہی حکم ہے۔

مسئلہ ۲۰۶۷ : جو تیل غیر اسلامی ممالک سے درآمد کیئے جاتے ہیں اگر ان کے نجس ہونے کے بارے میں علم نہ ہو تو ان کی خرید و فروخت میں کوئی حرج نہیں اور جو چربی کسی حیوان کے مر جانے کے بعد حاصل کی جاتی ہے اگر اس کے بارے میں احتمال ہو کہ ایسے حیوان کی ہے جسے شرعی طریقے

سے ذبح کیا گیا ہے تو اگر اسے کافر سے لیں یا غیر اسلامی ممالک سے حاصل کریں تو گو وہ نجس ہے اور اس کی خرید و فروخت جائز ہے لیکن اس کا کھانا حرام ہے اور بیچنے والے کے لیئے ضروری ہے کہ اس کی کیفیت سے خریدار کو مطلع کر دے۔ بایں شرط کہ اس کی منفعت حلال اور عقلائی ہو۔

مسئلہ ۲۰۶۸ : اگر لومڑی یا اس جیسے جانوروں کو شرعی طریقہ کے مطابق ذبح نہ کیا جائے یا وہ خود مر جائیں تو ان کی کھال کی خرید و فروخت حرام اور اس کا معاملہ باطل ہے۔

مسئلہ ۲۰۶۹ : جو چمڑا غیر اسلامی ممالک سے درآمد کیا جائے یا کافر سے لیا جائے اگر اس کے بارے میں احتمال ہو کہ ایک ایسے جانور کا ہے جسے شرعی طریقے سے ذبح کیا گیا ہے تو اس کی خرید و فروخت جائز ہے لیکن اسے نماز کے سلسلے میں استعمال کرنا جائز نہیں۔

مسئلہ ۲۰۷۰ : جو چربی حیوان کے مرنے کے بعد حاصل کی جائے یا وہ چمڑا جو مسلمان سے لیا جائے اور انسان کو علم ہو کہ اس مسلمان نے یہ چیز کافر سے لی ہے لیکن یہ تحقیق نہیں کی کہ آیا یہ ایسے حیوان کی ہے جسے شرعی طریقے سے ذبح کیا گیا ہے یا نہیں تو اس کی خرید و فروخت جائز ہے لیکن اس چمڑے کو نماز کے سلسلے میں استعمال کرنا یا اس چربی کا کھانا جائز نہیں۔

مسئلہ ۲۰۷۱ : نشہ آور مشروبات کا لین دین حرام اور باطل ہے۔

مسئلہ ۲۰۷۲ : غصبی مال کا بیچنا باطل ہے اور بیچنے والے کو چاہئے کہ جو رقم خریدار سے لی ہو اسے واپس کر دے۔

مسئلہ ۲۰۷۳ : اگر خریدار سنجیدگی سے سودا کرنے کا ارادہ رکھتا ہو لیکن اس کا ارادہ ہو کہ جو چیز خرید رہا ہے اس کی قیمت نہیں دے گا تو اس کا یہ ارادہ سودے کی صحت کے لیئے ضرر رساں نہیں اور ضروری ہے کہ خریدار اس کی قیمت بیچنے والے کو دے۔

مسئلہ ۲۰۷۴ : اگر خریدار یہ چاہے کہ جو جنس اس نے ادھار خریدی ہے اس کی قیمت بعد میں حرام مال سے ادا کرے تب بھی معاملہ صحیح ہے البتہ اسے چاہئے کہ جتنی قیمت اس کے ذمے ہو حلال مال سے دے حتیٰ کہ اس کا ادھار ادا ہو جائے۔

مسئلہ ۲۰۷۵ : لہو و لعب کے آلات (مثلاً تار اور ساز) کی خرید و فروخت حرام ہے۔ اور

احتیاط کی بنا پر چھوٹے چھوٹے ساز جو بچوں کے کھلونے ہوتے ہیں ان کے لیئے بھی یہی حکم ہے لیکن مشترکہ آلات مثلاً ریڈیو اور ٹیپ ریکارڈر کی خرید و فروخت میں کوئی حرج نہیں بشرطیکہ انہیں حرام امور میں استعمال کرنے کا ارادہ نہ ہو۔

مسئلہ ۲۰۷۶ : اگر کوئی ایسی چیز جس سے جائز فائدہ اٹھایا جا سکتا ہو اس ارادے سے بیچی جائے کہ اسے حرام مصرف میں لایا جائے مثلاً انگور اس مقصد سے بیچا جائے کہ اس سے شراب تیار کی جائے تو اس کا سودا حرام بلکہ احتیاط کی بنا پر باطل ہے لیکن اگر کوئی شخص انگور اس ارادے سے نہ بیچے اور فقط یہ جانتا ہو کہ خریدار انگور سے شراب تیار کرے گا تو ظاہر یہ ہے کہ سودے میں کوئی حرج نہیں۔

مسئلہ ۲۰۷۷ : جاندار کا مجسمہ بنانا بلکہ اس کی نقاشی کرنا بھی حرام ہے لیکن ان کی خرید و فروخت ممنوع نہیں اگرچہ احتیاط یہ ہے کہ اسے بھی ترک کیا جائے۔

مسئلہ ۲۰۷۸ : کسی ایسی چیز کا خریدنا حرام ہے جو جوئے یا چوری یا باطل سودے سے حاصل کی گئی ہو اور اگر کوئی ایسی چیز خریدے تو اسے چاہیئے اس کے اصل مالک کو لوٹا دے۔

مسئلہ ۲۰۷۹ : اگر کوئی شخص ایسا گھی بیچے جس میں چربی کی ملاوٹ ہو اور اسے معین کر دے مثلاً یہ کہے کہ میں یہ ایک من گھی بیچ رہا ہوں تو اس میں جتنی چربی ہے اس کی مقدار تک سودا باطل ہے اور جو رقم بیچنے والے نے چربی کی وصول کی ہے وہ خریدار کا مال ہے اور جتنی چربی ہو وہ بیچنے والے کا مال ہے اور خریدار اس خالص گھی کا معاملہ بھی جو اس کا جزو ہے فسخ کر سکتا ہے لیکن اگر بیچنے والا اسے معین نہ کرے اور ایک من گھی کی ذمہ داری لے کر بیچے اور بعد میں چربی ملا ہوا گھی دے دے تو خریدار وہ گھی واپس کر کے اصلی گھی کا مطالبہ کر سکتا ہے۔

مسئلہ ۲۰۸۰ : جس جنس کو ناپ تول کر بیچا جاتا ہے اگر کوئی بیچنے والا اس جنس کے بدلے میں بڑھا کر بیچے مثلاً ایک من گندم کی قیمت ڈیڑھ من گندم وصول کرے تو یہ سود اور حرام ہے بلکہ اگر دو جنسوں میں سے ایک کھری اور دوسری عیب دار ہو یا ایک جنس بڑھیا اور دوسری گھٹیا ہو یا ان کی قیمتوں میں فرق ہو تو اگر بیچنے والا جو مقدار دے رہا ہو اس سے زیادہ لے تب بھی سود اور حرام ہے۔ لہذا اگر وہ ثابت تانبا دے کر اس سے زیادہ مقدار میں ٹوٹا ہوا تانبا لے یا ثابت قسم کا پیتل دے کر اس سے زیادہ

مقدار میں ٹوٹا ہوا پیتل لے یا گھڑا ہوا سونا دے اور اس سے زیادہ مقدار میں بغیر گھڑا ہوا سونا لے تو یہ بھی سود اور حرام ہے۔

مسئلہ ۲۰۸۱ : بیچنے والا جو چیز زائد لے اگر وہ اس جنس سے مختلف ہو جو وہ بیچ رہا ہے مثلاً ایک من گندم کو ایک من گندم اور کچھ نقد رقم کے عوض بیچے تب بھی یہ سود اور حرام ہے بلکہ اگر وہ کوئی چیز زائد نہ لے لیکن یہ شرط لگائے کہ خریدار اس کے لیئے کوئی کام کرے گا تو یہ سود اور حرام ہو گا۔

مسئلہ ۲۰۸۲ : جو شخص کوئی چیز کم مقدار میں دے رہا ہو اگر وہ اس کے ساتھ کوئی اور چیز شامل کر دے مثلاً ایک من گندم اور ایک رومال کو ڈیڑھ من گندم کے عوض بیچے تو اس میں کوئی حرج نہیں اور اگر دونوں طرف سے کوئی چیز بڑھا دی جائے مثلاً اگر ایک شخص ایک من گندم اور ایک رومال کو ڈیڑھ من گندم اور ایک رومال کے عوض بیچے تو اس کے لیئے بھی یہی حکم ہے۔

مسئلہ ۲۰۸۳ : اگر کوئی شخص ایسی چیز بیچے جو میٹر اور ہاتھ سے (ناپ کر) بیچی جاتی ہے (مثلاً کپڑا) یا ایسی چیز بیچے جو گن کر بیچی جاتی ہے (مثلاً اخروٹ اور انڈے) اور زیادہ لے مثلاً دس انڈے دے اور گیارہ لے تو اس میں کوئی حرج نہیں لیکن اگر مثال کے طور پر دس انڈے گیارہ انڈوں کے عوض بطور ذمہ یعنی بطور ادھار بیچے تو ضروری ہے کہ ان میں فرق ہو مثلاً دس بڑے انڈے گیارہ درمیانی سائز کے انڈوں کے عوض بطور ذمہ بیچے یہ صحیح ہے کیونکہ قیمت اور چیز میں امتیاز موجود ہے اگرچہ وہ امتیاز ایک نقد دوسرا ادھار ہونے کے سبب سے ہے۔ نوٹوں کا کچھ مدت کے لیئے نقد دے کر کچھ زیادہ پر معاملہ کرنا بھی اسی زمرے میں آتا ہے مثلاً کوئی شخص کسی کو سو روپے نقد دے تاکہ چھ مہینے کے بعد ۱۱۰ روپے وصول کرے لیکن اگر ان کے درمیان فرق ہو مثلاً یہ کہ سو روپے کے نوٹ کسی دوسری قسم کے نوٹوں مثلاً دینار یا پونڈ یا ڈالر کے لیئے دے تو کوئی حرج نہیں ہے بلکہ اس صورت میں قیمت میں تفاوت ہوتے ہوئے بھی کوئی اشکال نہیں۔

مسئلہ ۲۰۸۴ : اگر کسی جنس کو بیشتر شہروں میں تول کر یا ناپ کر بیچا جاتا ہو اور بعض شہروں میں اس کا لین دین گن کر ہوتا ہو تو احتیاط واجب یہ ہے کہ اس جنس کو اگر اسی جنس کی ساتھ بیچا جائے تو بڑھا کر نہ بیچا جائے لیکن اس صورت میں جب شہر مختلف ہوں اور ایسا غلبہ درمیان میں نہ ہو (یعنی یہ نہ کہا جا سکے) کہ بیشتر شہروں میں یہ جنس ناپ تول کر بکتی ہے یا گن کر بکتی ہے) تو ہر شہر میں وہاں کے

رواج کے مطابق حکم لگایا جائے گا۔

مسئلہ ۲۰۸۵ : اگر بیچی جانے والی چیز اور اس کے بدلے میں لی جانے والی چیز ایک جنس سے نہ ہوں تو زیادہ لینے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ بس اگر کوئی شخص ایک من چاول بیچے اور اس کے بدلے میں دو من گندم لے تو سودا درست ہے۔

مسئلہ ۲۰۸۶ : ایک شخص جو جنس بیچ رہا ہو اور اس کے بدلے میں جو کچھ لے رہا ہو اگر وہ دونوں ایک ہی چیز سے بنی ہوں تو اسے چاہئے کہ اضافہ نہ لے مثلاً اگر وہ ایک من گائے کا گھی بیچے اور اس کے بدلے میں ڈیڑھ من گائے کا پنیر حاصل کرے تو یہ سود ہے اور حرام ہے اور اگر وہ پکے میوں کا سودا کچے میوں سے کرے تب بھی اضافہ نہیں لے سکتا۔

مسئلہ ۲۰۸۷ : سود کے اعتبار سے گندم اور جو ایک جنس شمار ہوتے ہیں للہٰذا مثال کے طور پر اگر ایک شخص ایک من گندم دے اور اس کے بدلے میں ایک من پانچ سیر جو لے تو یہ سود ہے اور حرام ہے۔ اور مثال کے طور پر اگر دس من جو اس شرط پر خریدے کہ گندم کی فصل اٹھانے کے وقت دس من گندم بدلے میں دے گا تو چونکہ جو اس نے نقد لیئے ہیں اور گندم کچھ مدت بعد دے رہا ہے للہٰذا یہ اسی طرح ہے جیسے اضافہ لیا ہو اس لیئے حرام ہے۔

مسئلہ ۲۰۸۸ : سود والا سوا خواہ مسلمان سے ہو یا کافر سے حرام ہے۔ البتہ اگر مسلمان ایک ایسے کافر سے جو اسلام کی پناہ میں نہ ہو یا ایسے کافر سے جو اسلام کی پناہ میں ہو اور سود لینا اس کی شریعت میں جائز ہو سود لے لے تو کوئی حرج نہیں اور احتیاط واجب کی بنا پر باپ بیٹا اور میاں بیوی بھی ایک دوسرے سے سود نہیں لے سکتے۔

بیچنے والے اور خریدار کی شرائط

مسئلہ ۲۰۸۹ : بیچنے والے اور خریدار کے لیئے چھ چیزیں ضروری ہیں۔

۱... یہ کہ بالغ ہوں

۲... یہ کہ عاقل ہوں

۳... یہ کہ سفیہ نہ ہوں یعنی اپنا مال بے ہودہ کاموں میں صرف نہ کرتے ہوں۔

۴ ... یہ کہ خرید و فروخت کا ارادہ رکھتے ہوں۔ پس اگر کوئی مذاق میں کہے کہ میں نے اپنا مال بیچا تو معاملہ باطل ہو گا۔

۵ ... یہ کہ کسی نے انہیں خرید و فروخت پر مجبور نہ کیا ہو۔

۶ ... یہ کہ جو جنس اور اس کے بدلے میں جو چیز ایک دوسرے کو دے رہے ہوں اس کے مالک ہوں اور ان کے بارے میں احکام آئندہ مسائل میں بیان کیئے جائیں گے۔

۲۰۹۰ : کسی نابالغ بچے کے ساتھ سودا کرنا جو آزادانہ طور پر سودا کر رہا ہو باطل ہے لیکن اگر سودا اس کے ولی کے ساتھ ہو اور نابالغ بچہ جو برے بھلے کی تمیز رکھتا ہو فقط لین دین کا صیغہ جاری کرے تو سودا صحیح ہے بلکہ اگر جنس یا رقم کسی دوسرے آدمی کا مال ہو اور بچہ بحیثیت وکیل اس مال کے مالک کی طرف سے وہ مال بیچے یا اس رقم سے کوئی چیز خریدے تو ظاہر یہ ہے کہ سودا صحیح ہے اگرچہ وہ ممیز بچہ آزادانہ طور پر اس مال یا رقم پر تصرف رکھتا ہو اور اسی طرح اگر بچہ اس امر کا وسیلہ ہو کہ رقم بیچنے والے کو دے اور جنس خریدار تک پہنچائے یا جنس خریدار کو دے اور رقم بیچنے والے کو پہنچائے اگرچہ بچہ ممیز نہ ہو یعنی برے بھلے کی تمیز نہ رکھتا ہو تو وہ سودا صحیح ہے کیونکہ دراصل دو بالغ افراد نے آپس میں سودا کیا ہے تاہم بیچنے والے اور خریدار کو یقین اور اطمینان ہونا چاہئے کہ بچہ جنس یا رقم اس کے مالک کو پہنچا دے گا۔

مسئلہ ۲۰۹۱ : اگر کوئی شخص اس صورت میں کہ ایک نابالغ بچے سے سودا کرنا صحیح نہ ہو اس سے کوئی چیز خرید لے یا اس کے ہاتھ کوئی چیز بیچے تو اسے چاہئے کہ جو جنس یا رقم اس بچے سے لے اگر وہ خود بچے کا مال ہو تو اس کے ولی کو اور اگر کسی اور کا مال ہو تو اس کے مالک کو دے دے یا اس کے مالک کی رضامندی حاصل کرے اور اگر سودا کرنے والا شخص اس جنس یا رقم کے مالک کو نہ جانتا ہو اور اس کا پتہ چلانے کا کوئی ذریعہ بھی نہ ہو تو اس شخص کو چاہئے کہ جو چیز اس نے بچے سے لی ہو وہ اس چیز کے مالک کی طرف سے مظالم کی بابت (یعنی ظلم زیادتی یا ناانصافی سے بریت کی خاطر) کسی فقیر کو دے دے۔

مسئلہ ۲۰۹۲ : اگر کوئی شخص ایک ممیز بچے سے اس صورت میں سودا کرے جب کہ اس کے ساتھ سودا کرنا صحیح نہ ہو اور اس نے جو جنس یا رقم بچے کو دی ہو وہ تلف ہو جائے تو ظاہر یہ ہے کہ وہ

شخص بچے سے اس کے بالغ ہونے کے بعد یا اس کے ولی سے مطالبہ کر سکتا ہے اور اگر بچہ ممیز نہ ہو تو پھر وہ شخص مطالبے کا حق نہیں رکھتا۔

مسئلہ ۲۰۹۳ : اگر خریدار یا بیچنے والے کو سودا کرنے پر مجبور کیا جائے اور سودا ہو چکنے کے بعد وہ راضی ہو جائے اور مثال کے طور پر کہے کہ میں راضی ہوں تو سودا صحیح ہے لیکن احتیاط مستحب یہ ہے کہ معاملے کا صیغہ دوبارہ پڑھا جائے۔

مسئلہ ۲۰۹۴ : اگر انسان کسی کا مال اس کی اجازت کے بغیر بیچ دے اور مال کا مالک اس کے بیچنے پر راضی نہ ہو اور اجازت نہ دے تو سودا باطل ہے۔

مسئلہ ۲۰۹۵ : بچے کا باپ اور دادا اور نیز باپ کا وصی اور دادا کا وصی بچے کا مال فروخت کر سکتے ہیں اگر صورت حال کا تقاضا ہو تو مجتہد عادل بھی دیوانہ شخص یا یتیم بچے کا مال یا ایسے شخص کا مال جو غائب ہو فروخت کر سکتا ہے۔

مسئلہ ۲۰۹۶ : اگر کوئی شخص کسی کا مال غصب کر لے اور بیچ ڈالے اور مال کے بک جانے کے بعد اس کا مالک سودے کی اجازت دے دے تو سودا صحیح ہے اور جو چیز غصب کرنے والے نے خریدار کو دی ہو اور اس چیز سے جو منافع سودے کے وقت سے حاصل ہو وہ خریدار کی ملکیت ہے اور جو چیز خریدار نے دی ہو اور اس چیز سے جو منافع سودے کے وقت سے حاصل ہو وہ اس شخص کی ملکیت ہے جس کا مال غصب کیا گیا ہو۔

مسئلہ ۲۰۹۷ : اگر کوئی شخص کسی کا مال غصب کر کے بیچ دے اور اس کا ارادہ یہ ہو کہ اس مال کی قیمت خود اس کی ملکیت ہو گی اور اگر مال کا مالک سودے کی اجازت دے دے تو سودا صحیح ہے لیکن مال کی قیمت مالک کی ملکیت ہوگی نہ کہ غاصب کی۔

جنس اور اس کے عوض کی شرائط

مسئلہ ۲۰۹۸ : جو جنس بیچی جائے اور جو چیز اس کے بدلے میں دی جائے اس کی پانچ شرائط ہیں۔

۱... یہ کہ تول یا ناپ یا گنتی وغیرہ کی شکل میں اس کی مقدار معلوم ہو۔

۲ ... یہ کہ طرفین ان چیزوں کو ایک دوسرے کی تحویل میں دینے پر قادر ہوں لہٰذا ایک ایسے گھوڑے کا بیچنا جو بھاگ گیا ہو درست نہیں ہے لیکن جو گھوڑا بھاگ گیا ہو اگر اس کا بیچنے والا اسے کسی ایسی چیز مثلاً ایک فرش کے ساتھ ملا کر بیچے جسے وہ خریدار کے سپرد کر سکتا ہو تو خواہ وہ گھوڑا نہ بھی ملے سودا صحیح ہے۔

۳ ... وہ خصوصیات جو جنس اور عوض میں موجود ہوں اور جن کی وجہ سے سودے میں لوگوں کے میلان میں فرق پڑتا ہو معین کر دی جائیں۔

۴ ... یہ کہ ملکیت غیر مشروط ہو لہٰذا جو مال انسان نے وقف کر دیا ہو اس کا بیچنا جائز نہیں ہے ماسوا چند صورتوں کے جن کا ذکر بعد میں آئے گا۔

۵ ... یہ کہ بیچنے والا خود اس جنس کو بیچے نہ کہ اس کی منفعت کو۔ پس مثال کے طور پر اگر مکان کی ایک سال کی منفعت بیچی جائے تو صحیح نہیں ہے لیکن اگر خریدار نقد کی بجائے اپنی ملکیت کی منفعت دے مثلاً کسی سے فرش خریدے اور اس کے عوض میں اپنے مکان کی ایک سال کی منفعت اسے دے دے تو اس میں کوئی حرج نہیں۔ (ان سب کے احکام آئندہ مسائل میں بیان کیئے جائیں گے۔)

مسئلہ ۲۰۹۹ : جس جنس کا سودا کسی شہر میں تول کر یا ناپ کر کیا جاتا ہو اس شہر میں انسان کو چاہئے کہ اس جنس کو تول یا ناپ کے ذریعے ہی خریدے لیکن جس شہر میں جنس کا سودا اسے دیکھ کر کیا جاتا ہو اس شہر میں وہ اسے دیکھ کر خرید سکتا ہے۔

مسئلہ ۲۱۰۰ : جس چیز کی خرید و فروخت تول کر کی جاتی ہو اس کا سودا ناپ کر بھی کیا جا سکتا ہے وہ اس طرح کہ اگر مثال کے طور پر ایک شخص دس من گندم بیچنا چاہے تو وہ ایک ایسا پیمانہ جس میں ایک من گندم سماتی ہو دس مرتبہ بھر کر دے سکتا ہے۔

مسئلہ ۲۱۰۱ : جو شرائط بیان کی گئی ہیں اگر کسی سودے میں ان میں سے کوئی ایک شرط نہ پائی جاتی ہو تو سودا باطل ہے۔ ہاں اگر بیچنے والا اور خریدار ایک دوسرے کے مال میں تصرف کرنے پر راضی ہوں تو ان کے تصرف کرنے میں کوئی حرج نہیں۔

مسئلہ ۲۱۰۲ : جو چیز وقف کی جا چکی ہو اس کا سودا باطل ہے لیکن اگر وہ چیز اس قدر خراب ہو

جائے یا خراب ہونے والی ہو کہ جس فائدے کے لیئے وقف کی گئی ہو وہ حاصل نہ کیا جا سکے۔ مثلاً مسجد کی چٹائی اس طرح ٹوٹ پھوٹ جائے کہ اس پر نماز نہ پڑھی جا سکے تو اسے بیچ دینے میں کوئی حرج نہیں ہے اور جہاں تک ممکن ہو اس کی قیمت اسی مسجد میں ایسے کام پر خرچ کی جائے جو وقف کرنے والے کے مقصد سے قریب تر ہو۔

مسئلہ ۲۱۰۳ : جب ان لوگوں کے مابین جن کے لیئے مال وقف کیا گیا ہو ایسا اختلاف پیدا ہو جائے کہ اندیشہ ہو کہ اگر وقف شدہ مال فروخت نہ کیا گیا تو مال یا کسی کی جان تلف ہو جائے گی تو جائز ہے کہ وہ مال بیچ دیا جائے اور رقم کو ایسے کام پر خرچ کیا جائے جو وقف کرنے والے کے مقصد کے قریب تر ہو اور اگر وقف کرنے والا یہ شرط لگائے کہ اگر وقف کے بیچ دینے میں مصلحت ہو تو بیچ دیا جائے تو اس کے لیئے بھی یہی حکم ہے۔

مسئلہ ۲۱۰۴ : جو جائیداد کسی دوسرے کو پٹے پر دی گئی ہو اس کی خرید و فروخت میں کوئی حرج نہیں ہے لیکن جتنی مدت کے لیئے اسے پٹے پر دیا گیا ہو اتنی مدت کی آمدنی پٹہ دار کا مال ہے اور اگر خریدار کو یہ علم نہ ہو کہ وہ جائیداد پٹے پر دی جا چکی ہے اس گمان کے تحت کہ پٹے کی مدت تھوڑی ہے اس جائیداد کو خرید لیا ہو تو جب اسے حقیقت حال کا علم ہو وہ سودے کو فسخ کر سکتا ہے۔

خرید و فروخت کا صیغہ

مسئلہ ۲۱۰۵ : خرید و فروخت میں یہ ضروری نہیں کہ صیغہ عربی زبان میں جاری کیا جائے مثلاً اگر بیچنے والا اردو میں کہے کہ میں نے یہ مال اتنی رقم کے عوض بیچا اور خریدار کہے کہ میں نے قبول کیا تو سودا صحیح ہے لیکن یہ ضروری ہے کہ خریدار اور بیچنے والا دلی ارادہ رکھتے ہوں یعنی یہ دو جملے کہنے سے ان کی مراد خرید و فروخت ہو۔

مسئلہ ۲۱۰۶ : اگر سودا کرتے وقت صیغہ نہ پڑھا جائے لیکن بیچنے والا اس مال کے مقابلے میں جو وہ خریدار سے لے اپنا مال اس کی ملکیت میں دے دے تو سودا صحیح ہے اور دونوں اشخاص متعلقہ چیزوں کے مالک ہو جاتے ہیں۔

میووں کی خرید و فروخت

مسئلہ ۲۱۰۷ : جس میوے کے پھول گر چکے ہیں اور اس میں دانے پڑ چکے ہوں اس کے توڑنے سے پہلے اس کا بیچنا صحیح ہے اور درخت میں لگے ہوئے کچے انگوروں کے بیچنے میں بھی کوئی حرج نہیں۔

مسئلہ ۲۱۰۸ : جو میوہ درخت پر لگا ہو اس کے دانہ پڑنے اور پھول گرنے سے پہلے بھی اس کا بیچنا جائز ہے اور بیچنے والے کے لیئے بہتر یہ ہے کہ زمین سے اگنے والی کوئی چیز مثلاً سبزیاں اس کے ساتھ ملا کر بیچے یا خریدنے والے سے یہ طے کرے کہ وہ دانہ پڑنے سے پہلے میوہ توڑ لے یا ایک سال سے زیادہ کا میوہ اس کے ہاتھ بیچ دے۔

مسئلہ ۲۱۰۹ : جو کھجوریں زرد یا سرخ ہو چکی ہوں ان کے درخت پر لگے ہوئے بیچ دینے میں کوئی حرج نہیں لیکن ان کا عوض اسی درخت کی کھجوریں قرار نہ دی جائیں البتہ اگر ایک شخص کا کھجور کا درخت کسی دوسرے شخص کے گھر یا باغ میں ہو تو اگر اس درخت کی کھجوروں کا تخمینہ لگا لیا جائے اور درخت کا مالک انہیں گھر یا باغ کے مالک کے پاس بیچ دے اور اس کا عوض اسی درخت کی کھجوروں کو قرار دیا جائے تو کوئی حرج نہیں ہے۔

مسئلہ ۲۱۱۰ : کھیرے اور بینگن اور سبزیاں اور انہی جیسی چیزیں جو سال میں کئی دفعہ اترتی ہوں اگر وہ ظاہر اور نمایاں ہو چکی ہوں اور یہ طے کر لیا جائے کہ خریدار انہیں سال میں کتنی دفعہ توڑے گا تو انہیں بیچنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

مسئلہ ۲۱۱۱ : اگر دانہ آنے کے بعد گندم اور جو کے خوشے کو گندم اور جو کے علاوہ کسی ایسی چیز کے بدلے بیچ دیا جائے جو خود اس سے حاصل ہوتی ہو تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔

نقد اور ادھار

مسئلہ ۲۱۱۲ : اگر کسی جنس کو نقد بیچا جائے تو سودا طے پا جانے کے بعد خریدار اور بیچنے والا ایک دوسرے سے جنس اور رقم کا مطالبہ کر سکتے ہیں اور اسے اپنے قبضے میں لے سکتے ہیں اور مکان اور زمین وغیرہ کا قبضہ دینے کا طریقہ یہ ہے کہ اسے خریدار کے اختیار میں دے دیا جائے تاکہ وہ اس میں تصرف

کر سکے اور فرش اور لباس وغیرہ کا قبضہ اس طرح دیا جا سکتا ہے کہ اس چیز کو اس طرح خریدار کے اختیار میں دے دیا جائے کہ اگر وہ اسے اس جگہ سے کسی دوسری جگہ لے جانا چاہے تو بیچنے والا کوئی روک ٹوک نہ کرے۔

مسئلہ ۲۱۱۳ : ادھار کے معاملہ میں چاہئے کہ مدت ٹھیک ٹھیک معلوم ہو لہٰذا اگر کوئی شخص کوئی جنس اس دعوے پر بیچے کہ وہ اس کی قیمت فصل اٹھنے پر لے گا تو چونکہ اس کی مدت ٹھیک ٹھیک متعین نہیں ہوتی اس لیئے سودا باطل ہے۔

مسئلہ ۲۱۱۴ : اگر کوئی شخص کوئی جنس ادھار بیچے تو جو مدت طے ہوئی ہو اس کے گزرنے سے پہلے وہ خریدار سے اس کے عوض کا مطالبہ نہیں کر سکتا اگر خریدار مر جائے اور اس کا اپنا کوئی مال ہو تو بیچنے والا طے شدہ مدت گزرنے سے پہلے ہی جو رقم لینی ہو اس کا مطالبہ مرنے والے کے ورثاء سے کر سکتا ہے۔

مسئلہ ۲۱۱۵ : اگر کوئی شخص کوئی جنس ادھار بیچے تو جو مدت آپس میں طے کی گئی ہو اس کے گزرنے کے بعد وہ خریدار سے اس کے عوض کا مطالبہ کر سکتا ہے لیکن اگر خریدار ادائیگی نہ کر سکتا ہو تو بیچنے والے کو چاہئے کہ اسے مہلت دے یا سودا فسخ کر دے اور اگر وہ جنس جو بیچی ہو موجود ہو تو اسے واپس لے لے۔

مسئلہ ۲۱۱۶ : اگر کوئی شخص ایک ایسے فرد کو جو ایک جنس کی قیمت نہ جانتا ہو اس کی کچھ مقدار ادھار دے اور اس کی قیمت اسے نہ بتائے تو سودا باطل ہے۔ لیکن اگر ایسے شخص کو جو جنس کی نقد قیمت جانتا ہو ادھار دے اور زیادہ دام لگائے مثلاً کہے کہ جو جنس میں تمہیں ادھار دے رہا ہوں اس کی اس قیمت سے جس پر میں نقد بیچتا ہوں ایک پیسہ فی روپیہ زیادہ لوں گا اور خریدار اس شرط کو قبول کر لے تو ایسے سودے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

مسئلہ ۲۱۱۷ : اگر ایک شخص نے ایک جنس ادھار فروخت کی ہو اور اس کی قیمت کی ادائیگی کے لیئے مدت مقرر کی گئی ہو تو اگر مثال کے طور پر آدھی مدت گزرنے کے بعد واجب الادا رقم کی مقدار کم کر دے اور باقی ماندہ رقم نقد لے لے تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔

معاملہ سلف کی شرائط

مسئلہ ۲۱۱۸ : معاملہ سلف سے مراد یہ ہے کہ خریدار قیمت دے دے اور ایک مدت کے بعد جنس اپنے قبضے میں لے اور اگر خریدار کہے کہ میں یہ رقم دے رہا ہوں تاکہ مثلاً چھ مہینے کے بعد فلاں جنس لے لوں اور بیچنے والا کہے کہ میں نے قبول کیا یا بیچنے والا رقم لے لے اور کہے کہ میں نے فلاں جنس بیچی تاکہ اس کا قبضہ چھ مہینے کے بعد دوں گا تو سودا صحیح ہے۔

مسئلہ ۲۱۱۹ : اگر کوئی شخص ایسے سکے جو سونے یا چاندی کی جنس سے ہوں بطور سلف بیچے اور اس کے عوض چاندی یا سونے کے سکے لے تو سودا باطل ہے لیکن اگر کوئی ایسی جنس یا سکے جو سونے یا چاندی کی جنس سے نہ ہوں بیچے اور ان کے عوض کوئی دوسری جنس یا سونے یا چاندی کے سکے لے تو سودا صحیح ہے اور احتیاط مستحب یہ ہے کہ جو جنس بیچے اس کے عوض رقم لے اور کوئی دوسری جنس نہ لے۔

مسئلہ ۲۱۲۰ : معاملہ سلف میں سات شرطیں ہیں۔

۱ ... ان خصوصیات کو جن کی وجہ سے کسی جنس کی قیمت میں فرق پڑتا ہو معین کر دیا جائے۔ لیکن زیادہ باریک بینی بھی ضروری نہیں بلکہ اس قدر کافی ہے کہ لوگ کہیں کہ اس کی خصوصیات معلوم ہو گئیں ہیں۔

۲ ... اس سے پیشتر کہ خریدار اور بیچنے والا ایک دوسرے سے جدا ہو جائیں خریدار پوری قیمت بیچنے والے کو دے دے یا اگر بیچنے والا خریدار کا اتنی ہی رقم کا مقروض ہو اور خریدار کو اس سے جو کچھ لینا ہو اسے جنس کی قیمت میں حساب کر لے اور بیچنے والا اس بات کو قبول کرے اور اگر خریدار اس جنس کی قیمت کی کچھ مقدار بیچنے والے کو دے دے تو اگرچہ اس مقدار کی نسبت سے سودا صحیح ہے لیکن بیچنے والا سودے کو فسخ کر سکتا ہے۔

۳ ... مدت کو ٹھیک ٹھیک معین کیا جائے اور اگر بیچنے والا کہے کہ جنس کا قبضہ فصل کٹنے پر دوں گا تو چونکہ اس سے مدت کا تعین ٹھیک ٹھیک نہیں ہوتا اس لیئے سودا باطل ہے۔

۴ ... جنس کا قبضہ دینے کے لیئے ایسا وقت معین کیا جائے جس وقت وہ جنس اتنی کمیاب نہ ہو کہ بیچنے والا اس کا قبضہ نہ دے سکے۔

۵ ... جنس کا قبضہ دینے کی جگہ کا تعین کیا جائے لیکن اگر طرفین کی باتوں سے جگہ کا پتہ چل جائے تو اس کا نام لینا ضروری نہیں۔

۶ ... اس جنس کا تول یا ناپ معین کیا جائے اور جس چیز کو عموماً دیکھ کر اس کا سودا کیا جاتا ہے اگر اسے بطور سلف بیچا جائے تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے لیکن مثال کے طور پر اخروٹ اور انڈوں کی بعض قسموں میں فرق اس قدر کم ہونا چاہئے کہ لوگ اسے اہمیت نہ دیں۔

۷ ... جس چیز کو بطور سلف بیچا جائے اگر وہ ان اجناس میں سے ہو جو تول کر یا ناپ کر بیچی جاتی ہیں تو اس کا عوض اسی جنس سے نہ ہو مثلاً گندم کو گندم کے بدلے بطور سلف نہیں بیچا جا سکتا۔

معاملہ سلف کے احکام

مسئلہ ۲۱۲۱ : جو جنس انسان نے بطور سلف خریدی ہو اسے وہ مدت ختم ہونے سے پہلے بائع کے علاوہ کسی کے پاس نہیں بیچ سکتا اور مدت ختم ہونے کے بعد اگرچہ خریدار نے اس جنس کو اپنے قبضے میں نہ لیا ہو اسے بیچنے میں کوئی حرج نہیں البتہ جن غلوں مثلاً گندم اور جو اور دوسری اجناس کو تول کر یا ناپ کر فروخت کیا جاتا ہے انہیں اپنے قبضے میں لینے سے پہلے ان کا بیچنا جائز نہیں ہے ماسوا اس کے کہ مشتری نے جس قیمت پر خریدی ہوں اسی قیمت پر بیچ ڈالے۔

مسئلہ ۲۱۲۲ : سلف کے لین دین میں اگر بیچنے والا مدت ختم ہونے پر وہ جنس دے دے جس کا سودا ہوا ہو تو خریدار کو چاہئے کہ اسے قبول کرے۔ نیز اگر بیچنے والا جس چیز کا سودا ہوا ہو اس سے بہتر چیز دے لیکن جنس کے اعتبار سے دونوں ایک سمجھی جاتی ہوں تو خریدار کو چاہئے کہ اسے قبول کر لے۔

مسئلہ ۲۱۲۳ : اگر بیچنے والا جو جنس دے وہ اس جنس سے گھٹیا ہو جس کا سودا ہوا ہے تو خریدار اسے قبول کرنے سے انکار کر سکتا ہے۔

مسئلہ ۲۱۲۴ : اگر بیچنے والا اس جنس کی بجائے جس کا سودا ہوا ہے کوئی دوسری جنس دے اور خریدار اسے لینے پر راضی ہو جائے تو معاملہ صحیح ہے۔

مسئلہ ۲۱۲۵ : جو جنس بطور سلف بیچی گئی ہو اگر وہ خریدار کے حوالے کرنے کے لیئے طے شدہ

وقت پر نایاب ہو جائے اور بیچنے والا اسے مہیا نہ کر سکے تو خریدار کو اختیار ہے کہ انتظار کرے تاکہ بیچنے والا اسے مہیا کر دے یا سودا فسخ کر دے اور جو چیز بیچنے والے کو دی ہو اسے واپس لے لے۔

مسئلہ ۲۱۲۶ : اگر ایک شخص کوئی جنس بیچے اور معاہدہ کرے کہ کچھ مدت بعد وہ جنس خریدار کے حوالے کر دے گا اور اس کی قیمت بھی کچھ مدت بعد لے گا تو احتیاط واجب کی بنا پر ایسا سودا باطل ہے۔

سونے چاندی کو سونے چاندی کے عوض بیچنا

مسئلہ ۲۱۲۷ : اگر سونے کو سونے سے یا چاندی کو چاندی سے بیچا جائے تو خواہ وہ سکہ دار ہوں یا بے سکہ اگر ان میں سے ایک کا وزن دوسرے سے زیادہ ہو تو ایسا سودا حرام اور باطل ہے۔

مسئلہ ۲۱۲۸ : اگر سونے کو چاندی سے یا چاندی کو سونے سے بیچا جائے تو سودا صحیح ہے اور ضروری نہیں کہ دونوں کا وزن برابر ہو۔

مسئلہ ۲۱۲۹ : اگر سونے یا چاندی کو سونے یا چاندی کے عوض بیچا جائے تو بیچنے والے اور خریدار کو چاہئے کہ ایک دوسرے سے جدا ہونے سے پہلے جنس اور اس کا عوض ایک دوسرے کے حوالے کر دیں اور اگر جس چیز کے بارے میں معاملہ طے ہوا ہو اس کی کچھ مقدار بھی متعلقہ شخص کے حوالے نہ کی جائے تو معاملہ باطل ہے۔

مسئلہ ۲۱۳۰ : اگر بیچنے والے یا خریدار میں سے کوئی ایک طے شدہ مال پورا پورا دوسرے کے سپرد کر دے لیکن دوسرا کچھ مقدار دوسرے کے سپرد کرے اور پھر وہ ایک دوسرے سے جدا ہو جائیں تو اگرچہ اتنی مقدار کے متعلق معاملہ صحیح ہے لیکن جس کو پورا مال نہ ملا ہو وہ سودا فسخ کر سکتا ہے۔

مسئلہ ۲۱۳۱ : اگر کان کی چاندی کی مٹی کو خالص چاندی سے اور کان کی سونے کی مٹی کو خالص سونے سے بیچا جائے تو سودا باطل ہے لیکن چاندی کی مٹی کو سونے سے اور سونے کی مٹی کو چاندی سے بیچنے میں کوئی حرج نہیں۔

معاملہ فسخ کیئے جانے کی صورتیں

مسئلہ ۲۱۳۲ : معاملہ فسخ کرنے کے حق کو خیار کہتے ہیں اور خریدار اور بیچنے والا گیارہ صورتوں میں معاملہ فسخ کر سکتے ہیں۔

۱ ... یہ کہ جس مجلس میں سودا طے ہوا ہے فریقین وہاں سے جدا نہ ہوئے ہوں اور اس خیار کو "خیار مجلس" کہتے ہیں۔

۲ ... یہ کہ بیع کے معاملے میں خریدار یا بیچنے والا اور دوسرے معاملات میں طرفین میں سے کوئی ایک مغبون ہو جائے اسے " خیار غبن " کہتے ہیں۔ مغبون سے مراد وہ شخص ہے جسے نقصان پہنچا ہو یعنی جس کے ساتھ دھوکا ہوا ہو۔

۳ ... سودا کرتے وقت یہ طے کیا جائے کہ ایک مقررہ مدت تک دونوں کو یا کسی ایک فریق کو سودا فسخ کرنے کا اختیار ہوگا۔ اسے " خیار شرط " کہتے ہیں۔

۴ ... فریقین معاملہ میں سے ایک فریق اپنے مال کو اس کی اصلیت سے بہتر بتا کر پیش کرے جس کی وجہ سے اس مال کی قیمت لوگوں کی نظروں میں بڑھ جائے۔ اسے "خیار تدلیس" کہتے ہیں۔

۵ ... فریقین معاملہ میں سے ایک فریق دوسرے کے ساتھ شرط کرے کہ وہ ایک کام سرانجام دے گا اور اس شرط پر عمل نہ ہو یا یہ شرط کی جائے کہ ایک فریق دوسرے کو ایک مخصوص قسم کا مال دے گا اور جو مال دیا جائے اس میں وہ خصوصیت نہ ہو۔ اس صورت میں شرط کنندہ معاملے کو فسخ کر سکتا ہے۔ اسے "خیار خلف شرط" کہتے ہیں۔

۶ ... دی جانے والی جنس یا اس کے عوض میں کوئی عیب ہو اسے "خیار عیب" کہتے ہیں۔

۷ ... یہ پتہ چلے کہ فریقین نے جس جنس کا معاملہ کیا ہے اس کی کچھ مقدار کسی اور شخص کا مال ہے اس صورت میں اگر اس مقدار کا مالک سودے پر راضی نہ ہو تو خریدنے والا سودا فسخ کر سکتا ہے یا اگر اتنی مقدار کا عوض دے چکا ہو تو اسے واپس لے سکتا ہے۔ اسے "خیار شرکت" کہتے ہیں۔

۸ ... جس معین جنس کو دوسرے فریق نے نہ دیکھا ہو اگر اس جنس کا مالک اسے اس کی

خصوصیات بتائے اور بعد میں معلوم ہو کہ جو خصوصیات اس نے بتائی تھیں وہ اس جنس میں نہیں ہیں تو دوسرا فریق معاملہ فسخ کر سکتا ہے۔ اسے "خیار رویت" کہتے ہیں۔

۹ ... اگر خریدار جنس کی قیمت دینے میں تاخیر کی شرط نہ دے اور تین دن تک قیمت نہ دے تو اگر بیچنے والے نے وہ جنس خریدار کے حوالے نہ کی ہو تو وہ سودا فسخ کر سکتا ہے لیکن جو جنس خریدار نے خریدی ہے اگر وہ بعض ایسے میووں کی طرح ہو جو ایک دن باقی رہنے سے ضائع ہو جاتے ہیں اور رات تک اس کی قیمت نہ دے اور یہ شرط بھی نہ کی ہو کہ قیمت دینے میں تاخیر کرے گا تو بیچنے والا سودا فسخ کر سکتا ہے۔ اسے "خیار تاخیر" کہتے ہیں۔

۱۰ ... جس شخص نے کوئی جانور خریدا ہو وہ تین دن تک سودا فسخ کر سکتا ہے اور جو چیز اس نے بیچی ہو اگر اس کے عوض میں خریدار نے جانور دیا ہو تو جانور بیچنے والا بھی تین دن تک سودا فسخ کر سکتا ہے۔ اسے " خیار حیوان " کہتے ہیں۔

۱۱ ... بیچنے والے نے جو چیز بیچی ہو اگر اس کا قبضہ نہ دے سکے مثلاً جو گھوڑا اس نے بیچا ہو وہ بھاگ گیا ہو تو اس صورت میں خریدار سودا فسخ کر سکتا ہے۔ اسے "خیار تعذر تسلیم" کہتے ہیں۔ ان تمام اقسام کے بارے میں احکام آئندہ مسائل میں بیان کیئے جائیں گے۔

مسئلہ ۲۱۳۳ : اگر خریدار کو جنس کی قیمت کا علم نہ ہو یا سودا کرتے وقت غفلت برتے اور اس چیز کو عام قیمت سے مہنگا خریدے اور اتنا مہنگا خریدے کہ عام لوگ اسے اہمیت دیتے ہوں (یعنی بہت مہنگا سمجھتے ہوں) تو وہ سودا فسخ کر سکتا ہے۔ نیز اگر بیچنے والا جنس کی قیمت کا علم نہ رکھتا ہو یا سودا کرتے وقت غفلت برتے اور اس جنس کو اس کی قیمت سے سستا بیچے اور لوگ جتنا سستا اس نے بیچا ہے اسے اہمیت دیتے ہوں تو وہ سودا فسخ کر سکتا ہے۔

مسئلہ ۲۱۳۴ : " بیع شرط " کے سودے میں جب کہ مثال کے طور پر ہزار روپے کا مکان دو سو روپے میں بیچ دیا جائے اور طے کیا جائے کہ اگر بیچنے والا مقررہ مدت تک رقم واپس کر دے تو سودے کو فسخ کر سکتا ہے تو اگر خریدار اور بیچنے والا خرید و فروخت کی نیت رکھتے ہوں تو سودا [illegible] ہے۔

مسئلہ ۲۱۳۵ : " بیع شرط " کے سودے میں اگر بیچنے والے کو اطمینان ہو کہ خواہ وہ مقررہ مدت میں رقم واپس نہ بھی کرے خریدار املاک اسے واپس کر دے گا تو سودا صحیح ہے۔ لیکن اگر وہ مدت ختم

ہونے تک رقم واپس نہ کرے تو وہ خریدار سے املاک کی واپسی کا مطالبہ کرنے کا حق نہیں رکھتا اور اگر خریدار مرجائے تو اس کے ورثاء سے املاک کی واپسی کا مطالبہ نہیں کر سکتا۔

مسئلہ ۲۱۳۶ : اگر کوئی شخص بڑھیا چائے کو گھٹیا چائے سے ملا کر بڑھیا چائے کے نام سے بیچے تو خریدار سودا فسخ کر سکتا ہے۔

مسئلہ ۲۱۳۷ : اگر خریدار کو پتہ چلے کہ جو مال اس نے خریدا ہے وہ عیب دار ہے مثلاً ایک جانور خریدے اور (خریدنے کے بعد) اسے پتہ چلے کہ اس کی ایک آنکھ نہیں ہے اور ایسا عیب مال میں سودے سے پہلے ہو اور اسے علم نہ ہو تو وہ سودا فسخ کر سکتا ہے۔ اور اس مال کو بیچنے والے کو واپس کر سکتا ہے اور اگر واپس کرنا ممکن نہ ہو مثلاً اس مال میں کوئی تبدیلی ہو گئی ہو یا ایسا تصرف کر لیا گیا ہو جو واپسی سے مانع ہو تو اس صورت میں وہ بے عیب اور عیب دار مال کی قیمت کے فرق کا تعین کر کے بے عیب اور عیب دار کی قیمت کے فرق کی نسبت سے رقم بیچنے والے سے واپس لے لے مثلاً اگر اس نے کوئی مال چار روپے میں خریدا ہو اور اسے اس کے عیب دار ہونے کا علم ہو جائے تو اگر اس مال کے بے عیب ہونے کی صورت میں اس کی قیمت آٹھ روپے ہو اور عیب دار ہونے کی صورت میں چھ روپے ہو تو چونکہ بے عیب اور عیب دار کی قیمت کا فرق ایک چوتھائی ہے اس لیئے اس نے جتنی رقم دی ہے اس کا ایک چوتھائی یعنی ایک روپیہ بیچنے والے سے واپس لے لے۔

مسئلہ ۲۱۳۸ : اگر بیچنے والے کو پتہ چلے کہ اس نے جس چیز کے عوض اپنا مال بیچا ہے اس میں عیب ہے اور وہ عیب مال کے عوض میں دی گئی چیز میں سودے سے پہلے موجود ہو اور اسے علم ہو یا نہ ہو تو وہ سودا فسخ کر سکتا ہے اور جو کچھ اسے اس مال کے عوض میں ملا ہے اسے اس کے مالک کو واپس کر سکتا ہے اور اگر تبدیلی یا تصرف کی وجہ سے واپس نہ کر سکے تو بے عیب اور عیب دار کی قیمت کا فرق اس قاعدے کے مطابق حاصل کر سکتا ہے جس کا ذکر سابقہ مسئلے میں کیا گیا ہے۔

مسئلہ ۲۱۳۹ : اگر سودا کرنے کے بعد اور قبضہ دینے سے پہلے مال میں کوئی عیب پیدا ہو جائے تو خریدار سودا فسخ کر سکتا ہے، اور جو چیز مال کے عوض دی جائے اگر اس میں سودا کرنے کے بعد اور قبضہ دینے سے پہلے کوئی عیب پیدا ہو جائے تو بیچنے والا سودے کو فسخ کر سکتا ہے لیکن اگر فریقین قیمت کا فرق لینا چاہیں تو یہ جائز نہیں ہے۔

مسئلہ ۲۱۴۰ : اگر کسی شخص کو مال کے عیب کا علم سودا کرنے کے بعد ہو تو یہ ضروری نہیں کہ وہ فوراً سودے کو فسخ کر دے بلکہ وہ بعد میں بھی سودا فسخ کرنے کا حق رکھتا ہے۔ اور دوسرے خیارات کے لیئے بھی یہی حکم ہے

○ ... لیکن اس کو اس قدر معاملے کے فسخ میں تاخیر نہیں کرنی چاہیئے کہ دوسری جانب کے لیئے ضرر کا باعث ہو۔

مسئلہ ۲۱۴۱ : اگر کسی شخص کو کوئی جنس خریدنے کے بعد اس کے عیب کا پتہ چلے تو خواہ بیچنے والا اس پر تیار نہ بھی ہو خریدار سودے کو فسخ کر سکتا ہے اور دوسرے خیارات کے لیئے بھی یہی حکم ہے۔

مسئلہ ۲۱۴۲ : چار صورتوں میں خریدار مال میں عیب ہونے کی بنا پر سودا فسخ نہیں کر سکتا اور نہ ہی قیمت کا فرق لے سکتا ہے۔

۱... یہ کہ خریدتے وقت مال کے عیب سے واقف ہو۔

۲... مال کے عیب کو قبول کر لے۔

۳... سودا کرتے وقت کہے "اگر مال میں عیب بھی ہو تو میں واپس نہیں کروں گا اور قیمت کا فرق بھی نہیں لوں گا۔"

۴... سودے کے وقت بیچنے والا کہے "میں اس مال کو جو عیب بھی اس میں ہے اس کے ساتھ بیچتا ہوں" لیکن اگر وہ ایک عیب کا تعین کر دے اور کہے کہ میں اس مال کو اس عیب کے ساتھ بیچ رہا ہوں اور بعد میں معلوم ہو کہ مال میں کوئی اور عیب بھی ہے تو جو عیب بیچنے والے نے معین نہ کیا ہو اس کی بنا پر خریدار وہ مال واپس کر سکتا ہے اور اگر واپس نہ کر سکے تو قیمت کا فرق لے سکتا ہے۔

مسئلہ ۲۱۴۳ : اگر خریدار کو معلوم ہو کہ مال میں ایک عیب ہے اور اسے وصول کرنے کے بعد اس میں کوئی اور عیب ظاہر ہو جائے تو وہ سودا فسخ نہیں کر سکتا لیکن بے عیب اور عیب دار کے درمیان قیمت کا جو فرق ہو وہ لے سکتا ہے لیکن اگر وہ عیب دار حیوان خریدے اور خیار کی مدت (جو کہ تین دن ہے) گزرنے سے پہلے اس حیوان میں کوئی اور عیب ظاہر ہو جائے تو گو خریدار نے اسے اپنی تحویل میں

لیا ہو پھر بھی وہ اسے واپس کر سکتا ہے اور اگر فقط خریدار کو کچھ مدت تک معاملہ فسخ کرنے کا حق حاصل ہو اور اس مدت کے دوران میں مال میں کوئی دوسرا عیب ظاہر ہو جائے تو اگرچہ خریدار نے وہ مال اپنی تحویل میں لے لیا ہو وہ سودے کو فسخ کر سکتا ہے۔

مسئلہ ۲۱۴۴ : اگر کوئی شخص ایک ایسا مال رکھتا ہو جسے اس نے خود نہ دیکھا ہو اور کسی دوسرے شخص نے مال کی خصوصیات اسے بتائی ہوں اور وہ وہی خصوصیات خریدار کو بتائے اور وہ مال اس کے ہاتھ بیچ دے اور بعد میں اسے (یعنی مالک کو) پتہ چلے کہ وہ مال اس سے بہتر خصوصیات کا حامل ہے تو وہ سودا فسخ کر سکتا ہے۔

متفرق مسائل

مسئلہ ۲۱۴۵ : اگر بیچنے والا خریدار کو کسی جنس کی قیمت خرید بتائے تو اسے چاہئے کہ وہ تمام چیزیں بھی اسے بتائے جن کی وجہ سے مال کی قیمت گھٹتی بڑھتی ہے اگرچہ اسی قیمت پر (جس پر خریدا ہے) یا اس سے بھی کم قیمت پر بیچے۔ مثلاً اسے بتانا چاہئے کہ مال نقد خریدا ہے یا ادھار اور اگر مال کی کچھ خصوصیات نہ بتائے اور خریدار کو بعد میں علم ہو جائے تو وہ سودا فسخ کر سکتا ہے۔

مسئلہ ۲۱۴۶ : اگر انسان کوئی جنس کسی کو دے اور اس کی قیمت معین کر دے اور کہے۔ "یہ جنس اس قیمت پر بیچو اور اس سے زیادہ جتنی قیمت وصول کرو گے وہ تمہارے بیچنے کی اجرت ہو گی"۔ تو اس صورت میں وہ شخص اس قیمت سے زیادہ جتنی قیمت بھی وصول کرے وہ جنس کے مالک کا مال ہو گا۔ اور بیچنے والا مالک سے فقط اپنی محنت کی اجرت لے سکتا ہے لیکن اگر معاہدہ بطور جعالہ ہو اور مال کا مالک کہے کہ اگر تو نے یہ جنس اس قیمت سے زیادہ پر بیچی تو زیادتی تیرا مال ہے تو اس میں کوئی حرج نہیں۔

مسئلہ ۲۱۴۷ : اگر قصاب نر جانور کا گوشت کہہ کر مادہ کا گوشت بیچے تو وہ گنہگار ہو گا لہٰذا اگر وہ اس گوشت کو معین کر دے اور کہے کہ میں یہ نر جانور کا گوشت بیچ رہا ہوں تو خریدار سودا فسخ کر سکتا ہے اور اگر قصاب اس گوشت کو معین نہ کرے اور خریدار کو جو گوشت ملا ہو (یعنی مادہ کا گوشت) وہ اس پر راضی نہ ہو تو قصاب کو چاہئے کہ اسے نر جانور کا گوشت دے۔

مسئلہ ۲۱۴۸ : اگر خریدار بزاز سے کہے کہ مجھے ایسا کپڑا چاہیئے جس کا رنگ زائل نہ ہو اور بزاز ایک ایسا کپڑا اس کے ہاتھ فروخت کرے جس کا رنگ زائل ہو جائے تو خریدار سودا فسخ کر سکتا ہے۔

مسئلہ ۲۱۴۹ : لین دین میں قسم کھانا اگر سچی ہو تو مکروہ ہے اور اگر جھوٹی ہو تو حرام ہے۔

شرکت کے احکام

مسئلہ ۲۱۵۰ : اگر دو شخص آپس میں شرکت کرنا چاہیں اور ان میں سے ہر ایک اپنے مال کی کچھ مقدار دوسرے کے مال سے اس طرح خلط ملط کر دے کہ وہ مال ایک دوسرے سے ممیز نہ کیئے جاسکیں۔ اور وہ اشخاص عربی یا کسی اور زبان میں شرکت کا صیغہ پڑھیں یا کوئی ایسا کام کریں جس سے پتہ چلے کہ وہ ایک دوسرے کے شریک بننا چاہتے ہیں تو ان کی شرکت صحیح ہے۔

مسئلہ ۲۱۵۱ : اگر چند اشخاص اس مزدوری میں جو وہ اپنی محنت سے حاصل کرتے ہوں ایک دوسرے کے ساتھ شرکت کریں۔ مثلاً چند حجام آپس میں طے کریں کہ جو اجرت حاصل کریں گے اسے آپس میں تقسیم کر لیں گے تو ان کی شرکت صحیح نہیں ہے۔ اور اگر ایسا کیا تو ہر ایک اپنی حاصل شدہ اجرت کا مالک ہوگا اور اگر دونوں کی تحصیل کردہ اجرت کو ممیز کرنا مشکل ہو تو آپس میں مصالحت کریں اور جس طرح دونوں رضا مند ہوں دستیاب مال کو تقسیم کریں۔

مسئلہ ۲۱۵۲ : اگر دو اشخاص آپس میں اس طرح شرکت کریں کہ ان میں سے ہر ایک اپنی ذمہ داری پر جنس خریدے اور اس کی قیمت کی ادائیگی کا بھی خود ذمہ دار ہو لیکن جو جنس انہوں نے خریدی ہو اس کے نفع میں ایک دوسرے کے ساتھ شریک ہوں تو ایسی شرکت درست نہیں۔ البتہ اگر ان میں سے ہر ایک دوسرے کو اپنا وکیل بنائے تاکہ وہ اس کے لیئے ادھار میں جنس خریدے اور بعد میں ہر شریک کار جنس کو اپنے لیئے اور اپنے شریک کار کے لیئے خریدے جس کے لیئے دونوں ذمہ دار ہوں تو ایسی شرکت صحیح ہے۔

مسئلہ ۲۱۵۳ : جو اشخاص شرکت کے ذریعے ایک دوسرے کے شریک کار بن جائیں ان کے لیئے ضروری ہے کہ بالغ اور عاقل ہوں اور ارادے اور اختیار کے ساتھ شرکت کریں اور یہ بھی ضروری ہے

کہ وہ اپنے مال میں تصرف کر سکتے ہوں لہٰذا چونکہ سفیہ شخص (جو اپنا مال بیہودہ کاموں پر خرچ کرتا ہے) اپنے مال میں تصرف کا حق نہیں رکھتا اگر وہ کسی کے ساتھ شرکت کرے تو وہ شرکت صحیح نہیں ہے۔

مسئلہ ۲۱۵۴ : اگر شرکت کے معاہدے میں یہ شرط لگائی جائے کہ جو شخص کام کرے گا یا اپنے شریک سے زیادہ کام کرے گا اس کو منفعت میں زیادہ حصہ ملے گا تو ضروری ہے کہ جیسا کیا گیا ہو متعلقہ شخص کو اس کے مطابق دیں لیکن اگر یہ شرط لگائی جائے کہ جو شخص کام نہیں کرے گا یا زیادہ کام نہیں کرے گا اسے منفعت کا زیادہ حصہ ملے گا تو اظہر یہ ہے کہ گو ان لوگوں کی شرکت صحیح ہے لیکن یہ شرط باطل ہے اور ان کے مابین منافع ان کے مال کی نسبت سے تقسیم کیا جائے گا۔

مسئلہ ۲۱۵۵ : اگر شرکاء یہ طے کریں کہ ساری منفعت کسی ایک شخص کی ہوگی یا سارا نقصان یا اس کا بیشتر حصہ ان میں سے کسی ایک شخص کو برداشت کرنا ہوگا تو شرکت صحیح ہے لیکن نفع اور نقصان ان کے مابین مال کی نسبت سے تقسیم ہوگا۔

مسئلہ ۲۱۵۶ : اگر شرکاء یہ طے نہ کریں کہ کسی ایک شریک کو زیادہ منفعت ملے گی اور اگر ان میں سے ہر ایک کا سرمایہ ایک جتنا ہو تو نفع اور نقصان بھی ان کے مابین برابر برابر تقسیم ہوگا اور اگر ان کا سرمایہ برابر برابر نہ ہو تو انہیں چاہئے کہ نفع اور نقصان سرمائے کی نسبت سے تقسیم کریں۔ مثلاً اگر دو افراد شرکت کریں اور ایک کا سرمایہ دوسرے کے سرمائے سے دگنا ہو تو نفع اور نقصان میں بھی اس کا حصہ دوسرے سے دگنا ہوگا خواہ دونوں ایک جتنا کام کریں یا ایک تھوڑا کام کرے یا کوئی کام بھی نہ کرے۔

مسئلہ ۲۱۵۷ : اگر شرکت کے معاہدے میں یہ طے کیا جائے کہ دونوں مل کر خرید و فروخت کریں گے یا ہر ایک انفرادی طور پر لین دین کرے گا یا ان میں سے فقط ایک شخص لین دین کرے گا تو انہیں چاہئے کہ اس معاہدے پر عمل کریں۔

مسئلہ ۲۱۵۸ : اگر شرکاء یہ معین نہ کریں کہ ان میں سے کون سرمائے کے ساتھ خرید و فروخت کرے گا تو ان میں سے کوئی بھی دوسرے کی اجازت کے بغیر اس سرمائے سے لین دین نہیں کر سکتا۔

مسئلہ ۲۱۵۹ : جو شریک شرکت کے سرمائے پر اختیار رکھتا ہو اسے چاہئے کہ شرکت کے

معاہدے پر عمل کرے مثلاً اگر اس سے طے کیا گیا ہو کہ ادھار خریدے گا یا نقد بیچے گا یا کسی خاص جگہ سے خریدے گا تو اسے چاہئے کہ جو طے ہوا ہو اس کے مطابق عمل کرے اور اگر اس کے ساتھ کچھ طے نہ ہوا ہو تو اسے چاہئے کہ معمول کے مطابق لین دین کرے تاکہ شرکت کو نقصان نہ ہو۔ نیز سفر میں شرکت کا مال اپنے ہمراہ نہ لے جائے۔

مسئلہ ۲۱۶۰ : جو شریک شرکت کے سرمائے سے سودے کرتا ہو جو کچھ اس کے ساتھ طے کیا گیا ہو اگر وہ اس کے برخلاف خرید و فروخت کرے یا اگر کچھ طے نہ کیا گیا ہو اور معمول کے خلاف سودا کرے تو ان دونوں صورتوں میں جہاں تک دوسرے شریک کے حصے کا تعلق ہے وہ سودا بے کار ہے لہٰذا اگر وہ اس سودے کی اجازت نہ دے تو اپنا عین مال اور عین مال کے تلف ہو جانے کی صورت میں اس کا عوض لے سکتا ہے۔

مسئلہ ۲۱۶۱ : جو شریک شرکت کے سرمائے سے کاروبار کرتا ہو اگر وہ فضول خرچی نہ کرے اور سرمائے کی نگہداشت میں بھی کوتاہی نہ کرے اور پھر اتفاقاً اس سرمائے کی کچھ مقدار یا سارا سرمایہ تلف ہو جائے تو وہ ذمہ دار نہیں ہے۔

مسئلہ ۲۱۶۲ : جو شریک شرکت کے سرمائے سے کاروبار کرتا ہو اگر وہ کہے کہ سرمایہ تلف ہو گیا ہے اور حاکم شرع کے سامنے قسم کھالے تو اس کا کہنا مان لینا چاہئے۔ یعنی جو یہ کہتا ہے کہ مال تلف نہیں ہوا۔ یا اس مال کے باقی رہنے پر گواہ نہ ہوں اور یہی حکم ہے کہ وہ شریک کہ جس کے ہاتھ میں مال شراکت ہو اور دوسرے باہم متفق ہوں کہ مال تلف ہو گیا ہے لیکن جس کے ہاتھ میں مال نہیں تھا وہ دوسرے کو مال کی حفاظت میں کوتاہی کا الزام دے اور یہ صرف اس صورت میں ہے کہ جب دوسرے شخص کے سامنے قسم کھالے تو اس کا کہنا مان لینا چاہئے۔

مسئلہ ۲۱۶۳ : اگر تمام شریک اس اجازت سے جو انہوں نے ایک دوسرے کو مال میں تصرف کے لیئے دے رکھی ہو پھر جائیں تو ان میں سے کوئی بھی شرکت کے مال میں تصرف نہیں کر سکتا اور اگر ان میں سے ایک اپنی دی ہوئی اجازت سے پھر جائے تو دوسرے شرکاء کو تصرف کا کوئی حق نہیں لیکن جو شخص اپنی دی ہوئی اجازت سے پھر گیا ہو وہ شرکت کے مال میں تصرف کر سکتا ہے۔

مسئلہ ۲۱۶۴ : جب شرکاء میں سے کوئی ایک تقاضا کرے کہ شرکت کا سرمایہ تقسیم کر دیا جائے تو

اگرچہ شرکت کی معینہ مدت میں سے کچھ باقی ہو' دوسروں کو اس کا کہنا مان لینا چاہئے ماسوا اس صورت کے کہ تقسیم شرکاء کے لیئے قابل ملاحظہ ضرر کا موجب ہو۔

مسئلہ ۲۱۶۵ : اگر شرکاء میں سے کوئی مرجائے یا دیوانہ ہو یا بے ہوش ہو جائے تو دوسرے شرکاء شرکت کے مال میں تصرف نہیں کر سکتے اور اگر ان میں سے کوئی سفیہ ہو جائے یعنی اپنا مال بیہودہ کاموں میں صرف کرے تو اس صورت میں بھی یہی حکم ہے۔

مسئلہ ۲۱۶۶ : اگر شریک اپنے لیئے کوئی چیز ادھار خریدے تو نفع اور نقصان اس کا مال ہے لیکن اگر وہ چیز شرکت کے لیئے خریدے اور دوسرا شریک اس کی اجازت دے دے مثلاً کہے کہ میں اس سودے پر راضی ہوں تو پھر نفع اور نقصان میں دونوں شریک ہوں گے۔

مسئلہ ۲۱۶۷ : اگر شرکت کے سرمائے سے کوئی معاملہ کیا جائے اور بعد میں پتہ چلے کہ شرکت باطل تھی تو اگر صورت یہ ہو کہ معاملہ کرنے کی اجازت میں شرکت کے صحیح ہونے کی قید نہ تھی یعنی اگرچہ شرکاء جانتے ہوتے کہ شرکت درست نہیں ہے تب بھی وہ ایک دوسرے کے مال میں تصرف پر راضی ہوتے تو معاملہ صحیح ہے اور جو کچھ اس معاملے سے حاصل ہو وہ ان سب کا مال ہے۔ اور اگر صورت یہ نہ ہو تو جو لوگ دوسروں کے تصرف پر راضی نہ ہوئے ہوں اگر وہ یہ کہہ دیں کہ ہم اس معاملے پر راضی ہیں تو معاملہ صحیح ہے ورنہ باطل ہے دونوں صورتوں میں ان میں سے جس نے بھی شرکت کے لیئے کام کیا ہو اگر اس نے بلامعاوضہ کام کرنے کے ارادے سے نہ کیا ہو تو وہ اپنی محنت کا معاوضہ معمول کے مطابق دوسرے شرکاء سے لے سکتا ہے۔

صلح کے احکام

مسئلہ ۲۱۶۸ : صلح سے مراد یہ ہے کہ انسان کسی دوسرے شخص کے ساتھ اس بات پر اتفاق کرے کہ اپنے مال سے یا اپنے مال کے منافع سے کچھ مقدار دوسرے کو دے دے یا اپنا قرض یا حق چھوڑ دے اور دوسرا بھی اس کے عوض اپنے مال یا منافع کی کچھ مقدار اسے دے دے یا قرض یا حق چھوڑ دے بلکہ اگر کوئی شخص عوض لیئے بغیر اپنا مال یا مال کی منفعت دوسرے کو دے دے یا قرض یا اپنا

حق چھوڑ دے تو بھی صلح صحیح ہے۔

مسئلہ ۲۱۶۹ : جو شخص اپنا مال بطور صلح دوسرے کو دے اس کے لیئے ضروری ہے کہ بالغ اور عاقل ہو اور صلح کا قصد رکھتا ہو اور کسی نے اسے صلح پر مجبور نہ کیا ہو یہ بھی ضروری ہے کہ وہ سفیہ نہ ہو۔

مسئلہ ۲۱۷۰ : صلح کا صیغہ عربی میں پڑھنا ضروری نہیں بلکہ جن الفاظ سے بھی یہ پتہ چلے کہ فریقین نے آپس میں صلح کی ہے صلح صحیح ہے۔

مسئلہ ۲۱۷۱ : اگر کوئی شخص اپنی بھیڑیں چرواہے کو دے تاکہ وہ مثلاً ایک سال ان کی نگہداشت کرے اور ان کے دودھ سے استفادہ کرے اور گھی کی کچھ قیمت مالک کو دے تو اگر چرواہے کی محنت اور اس گھی کے مقابلے میں وہ شخص بھیڑوں کے دودھ پر صلح کر لے تو معاملہ صحیح ہے بلکہ اگر بھیڑیں چرواہے کو ایک سال کے لیئے اس شرط پر کرائے پر دے کہ وہ ان کے دودھ سے مستفید ہو اور اس کے عوض کچھ گھی دے دے تو یہ بھی صحیح ہے۔

مسئلہ ۲۱۷۲ : اگر کوئی شخص اس قرض کے بدلے میں جو اس نے دوسرے سے لینا ہو اگر اپنے حق کے بدلے اس شخص سے صلح کرنا چاہے تو یہ صلح اس صورت میں صحیح ہے جب دوسرا اسے قبول کرے لیکن اگر کوئی شخص اپنے قرض یا حق سے دستبردار ہونا چاہئے تو دوسرے کا قبول کرنا ضروری نہیں۔

مسئلہ ۲۱۷۳ : اگر مقروض اپنے قرضے کی مقدار جانتا ہو اور قرض خواہ کو علم نہ ہو اور قرض خواہ نے جو کچھ لینا ہو اس سے کم پر صلح کر لے مثلاً اس نے پچاس روپے لینے ہوں اور دس روپے پر صلح کر لے تو باقی ماندہ رقم مقروض پر حلال نہیں ہے سوائے اس صورت کے کہ جو کچھ اس نے دینا ہو اس کے متعلق خود قرض خواہ کو بتائے اور اسے راضی کر لے یا صورت ایسی ہو کہ اگر قرض خواہ کو قرضے کی مقدار کا علم بھی ہوتا تب بھی اسی مقدار یعنی دس روپے پر صلح کر لیتا۔

مسئلہ ۲۱۷۴ : اگر دو اشخاص ایسی چیزوں سے جو ایک ہی جنس سے ہوں اور جن کے وزن معلوم ہوں آپس میں صلح کریں تو احتیاط واجب یہ ہے کہ ایک کا وزن دوسری سے زیادہ نہ ہو۔ اور اگر ان کا

وزن معلوم نہ ہو تو اگرچہ اس بات کا احتمال ہو کہ ایک کا وزن دوسری سے زیادہ ہے اور وہ صلح کر لیں تو صلح صحیح ہے۔

مسئلہ ۲۱۷۵ : اگر دو اشخاص کو ایک شخص سے کچھ لینا ہو (یعنی قرضہ وغیرہ وصول کرنا ہو) یا دو اشخاص کو دوسرے دو اشخاص سے کچھ لینا ہو اور اپنی اپنی طلب پر ایک دوسرے سے صلح کرنا چاہتے ہوں اور دونوں کی طلب ایک ہی جنس کی اور ایک ہی وزن کی ہو مثلاً دونوں کو ایک دوسرے سے دس من گندم لینی ہو تو ان کی صلح صحیح ہے اور اگر ان کی طلب کی جنس ایک نہ ہو مثلاً ایک نے دس من چاول اور دوسرے نے بارہ من گندم لینی ہو تب بھی صلح صحیح ہے لیکن اگر ان کی طلب ایک ہی جنس کی ہو اور وہ ایسی ہو جس کا سودا عموماً تول کر یا ناپ کر کیا جاتا ہے تو اگر ان کا وزن یا پیمانہ یکساں نہ ہو تو ان کی صلح میں اشکال ہے۔

مسئلہ ۲۱۷۶ : اگر کسی شخص کو کسی دوسرے سے اپنا قرضہ کچھ مدت کے بعد واپس لینا ہو اور وہ مقروض کے ساتھ مقررہ مدت سے پہلے مقدار معین سے کم پر صلح کر لے اور اس کا مقصد یہ ہو کہ اپنے قرضے کا کچھ حصہ چھوڑ دے اور باقیماندہ مقدار نقد لے لے تو اس میں کوئی حرج نہیں اور یہ حکم اس صورت میں ہے کہ قرضہ سونے چاندی کی شکل میں یا کسی ایسی جنس کی شکل میں ہو جو ناپ یا تول کے ذریعے بیچی جاتی ہو اور اگر جنس اس قسم کی نہ ہو تو قرض خواہ کے لیئے جائز ہے کہ اپنے قرضے کی مقروض سے یا کسی اور شخص سے کمتر مقدار پر صلح کر لے یا اس قرضے کو بیچ ڈالے جیسا کہ مسئلہ ۲۲۹۷ میں بیان ہوگا۔

مسئلہ ۲۱۷۷ : اگر دو اشخاص کسی چیز پر آپس میں صلح کر لیں تو ایک دوسرے کی رضامندی سے اس صلح کو توڑ سکتے ہیں نیز اگر سودے کے سلسلے میں دونوں کو یا کسی ایک کو سودا فسخ کرنے کا حق دیا گیا ہو تو جو شخص وہ حق رکھتا ہو وہ صلح فسخ کر سکتا ہے۔

مسئلہ ۲۱۷۸ : جب تک خریدار اور بیچنے والا اس مجلس سے جدا نہ ہو گئے ہوں جس میں سودا طے پایا ہے وہ اس سودے کو فسخ کر سکتے ہیں۔ نیز اگر خریدار ایک جانور خریدے تو وہ تین دن تک سودا فسخ کرنے کا حق رکھتا ہے۔ اسی طرح اگر ایک خریدار خریدی ہوئی جنس کی قیمت تین دن تک نہ دے اور جنس کو اپنی تحویل میں نہ لے تو بیچنے والا سودے کو فسخ کر سکتا ہے لیکن جو شخص کسی مال پر صلح کر دے

وہ ان تینوں صورتوں میں صلح فسخ کرنے کا حق نہیں رکھتا۔ لیکن اگر صلح کا دوسرا فریق مصالحت کا مال دینے میں غیر معمولی تاخیر کرے یا یہ شرط رکھی گئی ہو کہ مصالحت کا مال نقد دیا جائے اور دوسرا فریق اس شرط پر عمل نہ کرے تو اس صورت میں صلح فسخ کی جا سکتی ہے اور اسی طرح باقی صورتوں میں بھی جن کا ذکر خرید و فروخت کے احکام میں آیا ہے صلح فسخ کی جا سکتی ہے۔

مسئلہ ۲۱۷۹ : جو چیز بذریعہ صلح ملے اگر وہ عیب دار ہو تو صلح فسخ کی جا سکتی ہے لیکن اگر متعلقہ شخص بے عیب اور عیب دار کے مابین قیمت کا فرق لینا چاہے تو اس میں اشکال ہے۔

مسئلہ ۲۱۸۰ : اگر کوئی شخص اپنے مال کے ذریعے دوسرے سے صلح کرے اور اس کے ساتھ شرط ٹھہرائے کہ جس چیز پر میں نے تجھ سے صلح کی ہے میرے مرنے کے بعد مثلاً تو اسے وقف کر دے گا اور دوسرا شخص بھی اس کو قبول کر لے تو اسے چاہئے کہ اس شرط پر عمل کرے۔

اجارہ (کرایہ) کے احکام

مسئلہ ۲۱۸۱ : کوئی چیز کرایہ پر دینے والے اور کرایہ پر لینے والے کے لیئے ضروری ہے کہ بالغ اور عاقل ہوں اور کرایہ لینے یا کرایہ دینے کا کام اپنے اختیار سے سرانجام دیں۔ اور یہ بھی ضروری ہے کہ اپنے مال میں تصرف کا حق رکھتے ہوں لہٰذا چونکہ سفیہ اپنے مال میں تصرف کرنے کا حق نہیں رکھتا اس لیئے اگر وہ کوئی چیز کرایہ پر دے یا کرایہ پر لے تو ایسا اجارہ صحیح نہیں ہوگا۔

مسئلہ ۲۱۸۲ : انسان دوسرے کی طرف سے وکیل بن کر اس کا مال کرائے پر دے سکتا ہے یا کوئی مال اس کے لیئے کرایہ پر لے سکتا ہے۔

مسئلہ ۲۱۸۳ : اگر بچے کا ولی یا سرپرست اس کا مال کرائے پر دے دے یا خود اسے کسی دوسرے شخص کا اجیر مقرر کر دے تو کوئی حرج نہیں اور اگر بچے کے بالغ ہونے کے بعد کی کچھ مدت کو بھی اجارے کی مدت کا حصہ قرار دیا جائے تو بچہ بالغ ہونے کے بعد باقی ماندہ اجارہ فسخ کر سکتا ہے لیکن اگر صورت یہ ہو کہ اگر بچے کے بالغ ہونے کی مدت کی کچھ مقدار کو اجارہ کی مدت کا حصہ نہ بنایا جاتا تو یہ بچے کے لیئے قرین مصلحت نہ ہوتا تو بچہ اپنے مال کے اجارہ کو فسخ نہیں کر سکتا۔

مسئلہ ۲۱۸۴ : جس نابالغ بچے کا ولی نہ ہو اسے مجتہد کی اجازت کے بغیر اجیر نہیں بنایا جاسکتا (یعنی مزدوری پر نہیں لگایا جا سکتا) اور جس شخص کی دسترس مجتہد تک نہ ہو وہ چند ایسے مومن افراد کی اجازت لے کر جو عادل ہوں اس بچے کو اجیر بنا سکتا ہے۔

مسئلہ ۲۱۸۵ : اجارہ دینے والے اور اجارہ لینے والے کے لیئے ضروری نہیں کہ صیغہ عربی زبان میں پڑھیں بلکہ اگر کسی چیز کا مالک دوسرے کو کہے کہ میں نے اپنا مال تمہیں اجارہ پر دیا اور دوسرا کہے کہ میں نے قبول کیا تو اجارہ صحیح ہے۔ نیز اگر وہ منہ سے کچھ بھی نہ کہیں اور مالک اپنا مال اجارہ کے قصد سے مستاجر کے سپرد کردے اور وہ بھی اجارہ پر لینے کے قصد سے لے لے تو اجارہ صحیح ہوگا۔

مسئلہ ۲۱۸۶ : اگر کوئی شخص چاہے کہ اجارہ کا صیغہ پڑھے بغیر کوئی کام کرنے کے لیئے اجیر بن جائے تو جونہی وہ کام کرنے میں مشغول ہو جائے گا اجارہ صحیح ہو جائے گا۔

مسئلہ ۲۱۸۷ : جو شخص بول نہ سکتا ہو اگر وہ اشارے سے سمجھا دے کہ اس نے کوئی املاک اجارے پر دی ہے یا اجارے پر لی ہے تو اجارہ صحیح ہے۔

مسئلہ ۲۱۸۸ : اگر کوئی شخص مکان یا دکان یا کمرہ اجارے یعنی کرائے پر لے اور اس جائیداد کا مالک یہ شرط لگائے کہ صرف وہ خود اس سے استفادہ کر سکتا ہے تو مستاجر اسے کسی دوسرے کو استعمال کے لیئے اجارہ پر نہیں دے سکتا۔ بجز اس کے کہ وہ نیا اجارہ اس طرح ہو کہ اس کے فوائد بھی خود مستاجر سے مخصوص ہوں۔ مثلاً ایک عورت ایک مکان یا کمرہ کرائے پر لے اور بعد میں شادی کرلے اور کمرہ یا مکان اپنی رہائش کے لیئے کرایہ پر دے دے (یعنی شوہر کو کرایہ پر دے دے کیونکہ بیوی کی رہائش کا انتظام بھی شوہر کی ذمہ داری ہے۔) اور اگر مالک ایسی کوئی شرط نہ لگائے تو مستاجر اسے دوسرے کو کرائے پر دے سکتا ہے لیکن اگر وہ یہ چاہے کہ جتنے کرائے پر لیا ہے اس سے زیادہ مقدار کے لیئے کرائے پر دے تو ضروری ہے کہ اس نے مرمت اور سفیدی وغیرہ کرائی ہو یا اس جنس کے علاوہ کسی اور جنس کے بدلے کرائے پر دے جس پر اس نے خود اسے کرائے پر لیا ہے۔ مثلاً اگر روپے کے بدلے کرائے پر لیا ہے تو گندم یا کسی اور چیز کے بدلے کرائے پر دے اور بنا بر احتیاط واجب کشتی کے لیئے بھی وہی حکم ہے جو مکان کے لیئے ہے۔

مسئلہ ۲۱۸۹ : اگر اجیر مستاجر سے شرط طے کرے کہ وہ فقط اسی کا کام کرے گا تو بجز اس صورت کے جس کا ذکر سابقہ مسئلے میں کیا گیا ہے اس اجیر کو کسی دوسرے شخص کو بطور اجارہ نہیں دیا جا سکتا اور اگر اجیر ایسی کوئی شرط نہ لگائے اور مستاجر اسے اسی چیز پر اجارہ پر دے جو اس کی اجرت قرار پائی ہے تو اسے (یعنی مستاجر کو) چاہیے کہ اس سے زیادہ نہ لے اور اگر کسی اور چیز کے بدلے اجارہ پر دے تو زیادہ لے سکتا ہے اور اگر کوئی شخص خود کسی کا اجیر بن جائے اور کسی دوسرے شخص کو وہ کام کرنے کے لیئے کم اجرت پر رکھ لے تو اس کے لیئے بھی یہی حکم ہے (یعنی وہ اسے کم اجرت پر نہیں رکھ سکتا) لیکن اگر اس نے کام کی کچھ مقدار خود سرانجام دی ہو تو پھر دوسرے کو کم اجرت پر بھی رکھ سکتا ہے۔

مسئلہ ۲۱۹۰ : اگر کوئی شخص مکان، دکان، کمرے اور اجیر کے علاوہ کوئی اور چیز مثلاً زمین کرائے پر لے اور زمین کا مالک اس سے یہ شرط نہ کرے کہ صرف وہ خود ہی اس سے استفادہ کر سکتا ہے تو جس مقدار پر اس نے وہ چیز کرائے پر لی ہو اگر اس سے زیادہ پر کسی اور کو کرائے پر دے دے تب بھی کوئی حرج نہیں۔

مسئلہ ۲۱۹۱ : اگر کوئی شخص مکان یا دکان مثال کے طور پر ایک سال کے لیئے سو روپیہ پر کرائے پر لے اور اس کا آدھا حصہ خود استعمال کرے تو دوسرا حصہ سو روپیہ کرائے پر چڑھا سکتا ہے لیکن اگر وہ چاہے کہ مکان یا دکان کا آدھا حصہ اس سے زیادہ کرائے پر چڑھا دے جس پر اس نے خود وہ دکان یا مکان کرایہ پر لیا ہے مثلاً ۱۲۰ روپے کرایہ پر دے دے تو ضروری ہے کہ اس نے اس میں مرمت وغیرہ کا کام سرانجام دیا ہو۔

کرائے پر دیئے جانے والے مال کی شرائط

مسئلہ ۲۱۹۲ : جو مال اجارے پر دیا جائے اس میں چند شرائط پائی جانی چاہئیں۔

۱ ... وہ مال معلوم ہو۔ لہٰذا اگر کوئی شخص کہے کہ میں نے تجھے اپنے مکانات میں سے ایک کرائے پر دیا تو بھی درست ہے۔

۲ ... مستاجر یعنی کرائے پر لینے والا اس مال کو دیکھ لے یا اجارے پر دینے والا شخص اپنے مال کی خصوصیات اس طرح بیان کرے کہ اس کے بارے میں پوری اطلاع حاصل ہو جائے۔

۳ ... اجارہ پر دیئے جانے والے مال کو دوسرے فریق کے سپرد کرنا ممکن ہو لہٰذا اس گھوڑے کو اجارے پر دینا جو بھاگ گیا ہو باطل ہے۔

۴ ... یہ کہ اس مال سے استفادہ کرنا اس کے ختم یا کالعدم ہو جانے پر موقوف نہ ہو لہٰذا روٹی میووں اور دوسری خوردنی اشیاء کو کرائے پر دینا درست نہیں ہے۔

۵ ... مال سے وہ فائدہ اٹھانا ممکن ہو جس کے حصول کے لیئے اسے کرایہ پر دیا جائے لہٰذا ایسی زمین کا زراعت کے لیئے کرائے پر دینا جس کے لیئے بارش کا پانی کافی نہ ہو اور وہ نہر کے پانی سے سیراب نہ ہوتی ہو صحیح نہیں ہے۔

۶ ... جو چیز کرائے پر دی جارہی ہو وہ کرائے پر دینے والے کا اپنا مال ہو اور اگر کسی دوسرے کا مال کرائے پر دیا جائے تو معاملہ اس صورت میں صحیح ہے کہ جب اس مال کا مالک رضا مند ہو۔

مسئلہ ۲۱۹۳ : جس درخت میں بالفعل میوہ نہ لگا ہوا ہو اس کا اس مقصد سے کرائے پر دینا کہ اس کے پھل سے استفادہ کیا جائے درست ہے اور ایک جانور کو اس کے دودھ کے لیئے کرائے پر دینے کے لیئے بھی یہی حکم ہے۔

مسئلہ ۲۱۹۴ : عورت اس مقصد کے لیئے اجیر بن سکتی ہے کہ اس کے دودھ سے فائدہ اٹھایا جائے (یعنی کسی دوسرے کے بچے کو اجرت پر دودھ پلا سکتی ہے) اور ضروری نہیں کہ وہ اس مقصد کے لیئے شوہر سے اجازت لے لیکن اگر اس کے دودھ پلانے سے شوہر کی حق تلفی ہوتی ہو تو پھر اس کی اجازت کے بغیر عورت اجیر نہیں بن سکتی۔ اور اسی طرح اگر عورت کا اجیر بننے کے سبب اس کو گھر سے باہر جانا پڑے گا اس کو شوہر سے اجازت لینی ہوگی۔

اجارہ پر دیئے جانے والے مال سے استفادہ کی شرائط

مسئلہ ۲۱۹۵ : جس استفادہ کے لیئے مال اجارہ پر دیا جاتا ہے اس کی چار شرائط ہیں۔

۱ ... یہ کہ استفادہ کرنا حلال ہو لہٰذا دکان کا شراب بیچنے ذخیرہ کرنے کے لیئے کرایہ پر دینا اور حیوان کو شراب کی حمل و نقل کے لیئے کرایہ پر دینا باطل ہے۔

۲ ... یہ کہ وہ عمل شرع کی نظر میں بلا معاوضہ سرانجام دینا واجب نہ ہو لہٰذا فرائض یومیہ یا

مردوں کی تجہیز کے لیئے اجیر بنا (یعنی اجرت لے کر یہ کام سرانجام دینا) جائز نہیں ہے اور احتیاط کی بنا پر معتبر ہے کہ اس استفادہ کے لیئے رقم دینا لوگوں کی نظروں میں فضول نہ ہو۔

۳... جو چیز کرائے پر دی جائے اگر اس سے کئی فائدے اٹھائے جا سکتے ہوں تو جو فائدہ اٹھانے کی مستاجر کو اجازت ہو اسے معین کرنا چاہیے۔ مثلاً ایک ایسا جانور کرائے پر دیا جائے جس پر سواری بھی کی جا سکتی ہو اور مال بھی لادا جا سکتا ہو تو اسے کرایہ پر دیتے وقت اس امر کا یقین کر لینا چاہئے کہ آیا مستاجر اسے فقط سواری کے لیئے یا فقط باربرداری کے لیئے استعمال کر سکتا ہے یا اس سے ہر قسم کا استفادہ کر سکتا ہے۔

۴... استفادہ کرنے کی مدت کا تعین کر لیا جائے اور اگر مدت معلوم نہ ہو لیکن عمل معین کر دیا جائے مثلاً درزی کے ساتھ معاہدہ کر لیا جائے کہ وہ ایک معین لباس ایک مخصوص طرز پر سے گا تو یہ کافی ہے۔

مسئلہ ۲۱۹۶ : اگر اجارہ کی مدت کے شروع ہونے کا تعین نہ کیا جائے تو اس کے شروع ہونے کا وقت اجارہ کا صیغہ پڑھنے کے بعد سے ہوگا۔

مسئلہ ۲۱۹۷ : مثال کے طور پر اگر ایک مکان ایک سال کے لیئے کرائے پر دیا جائے اور معاہدے کی ابتدا کا وقت صیغہ پڑھنے سے ایک مہینہ بعد سے مقرر کیا جائے تو اجارہ صحیح ہے اگرچہ جب صیغہ پڑھا جارہا ہو وہ مکان کسی دوسرے کے پاس کرائے پر ہو۔

مسئلہ ۲۱۹۸ : اگر اجارے کی مدت کا تعین نہ کیا جائے بلکہ مستاجر سے یہ کہا جائے کہ جب تک تم اس مکان میں رہو گے دس روپے ماہوار کرایہ دو گے تو اجارہ صحیح نہیں ہے۔

مسئلہ ۲۱۹۹ : اگر مکان کا مالک مستاجر سے کہے کہ میں نے تجھے یہ مکان دس روپے ماہوار کرائے پر دیا یا یہ کہے کہ یہ مکان میں نے تجھے ایک مہینہ کے لیئے دس روپے کرایہ پر دیا اور اس کے بعد بھی تم جتنی مدت اس میں رہو گے اس کا کرایہ دس روپے ماہانہ ہوگا تو اس صورت میں جب اجارے کی مدت کی ابتدا کا تعین کر لیا جائے یا اس کی ابتدا کا علم ہو پہلے مہینے کا اجارہ صحیح ہے۔

مسئلہ ۲۲۰۰ : جس مکان میں مسافر اور زوار قیام کرتے ہوں اور یہ علم نہ ہو کہ وہ کتنی مدت

وہاں رہیں گے اگر وہ مالک مکان سے طے کر لیں کہ مثلاً ایک رات کا ایک روپیہ دیں گے اور مالک مکان اس پر راضی ہو جائے تو اس مکان سے استفادہ کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے لیکن چونکہ اجارہ کی مدت طے نہیں کی گئی لہٰذا پہلی رات کے علاوہ اجارہ صحیح نہیں ہے اور مالک مکان پہلی رات کے بعد جب بھی چاہے انہیں نکال سکتا ہے۔

اجارہ (کرایہ) کے مختلف مسائل

مسئلہ ۲۲۰۱ : جو مال مستاجر اجرت کے طور پر دے رہا ہو وہ مال معلوم ہونا چاہئے۔ لہٰذا اگر ایسی چیزیں ہوں جن کا لین دین تول کر کیا جاتا ہے (مثلاً گندم) تو ان کا وزن معلوم ہونا چاہئے اور اگر ایسی چیزیں ہوں جن کا لین دین گن کر کیا جاتا ہے (مثلاً رائج الوقت سکے) تو ان کی تعداد معین ہونی چاہئے اور اگر وہ چیزیں گھوڑے اور بھیڑ کی طرح ہوں تو ضروری ہے کہ کرایہ پر لینے والا انہیں دیکھ لے یا مستاجر ان کی خصوصیات بتا دے۔

مسئلہ ۲۲۰۲ : اگر زمین زراعت کے لیئے اجارہ پر دی جائے اور اس کی اجرت اسی زمین کی یا کسی اور زمین کی پیداوار قرار دی جائے جو اس وقت موجود نہ ہو تو اجارہ صحیح نہیں ہے اور اگر اجرت کا مال اجارہ کرتے وقت موجود ہو تو پھر کوئی حرج نہیں۔

مسئلہ ۲۲۰۳ : جس شخص نے کوئی چیز کرائے پر دی ہو وہ اس چیز کو کرایہ دار کی تحویل میں دینے سے پہلے کرائے کا مطالبہ کرنے کا حق نہیں رکھتا اور اگر کوئی شخص کوئی کام سرانجام دینے کے لیئے اجیر بنا ہو تو جب تک وہ کام سرانجام نہ دے دے اجرت کا مطالبہ کرنے کا حق نہیں رکھتا۔

مسئلہ ۲۲۰۴ : اگر کوئی شخص کرائے پر دی گئی چیز کرایہ دار کی تحویل میں دے دے تو اگرچہ کرایہ دار اس چیز پر قبضہ نہ کرے یا قبضہ کر لے لیکن اجارہ ختم ہونے تک اس سے فائدہ نہ اٹھائے پھر بھی اسے چاہئے کہ مالک کو اجرت ادا کرے۔

مسئلہ ۲۲۰۵ : اگر کوئی شخص کوئی کام ایک معینہ دن کو سرانجام دینے کے لیئے اجیر بن جائے (یعنی اجرت پر وہ کام کرنا منظور کر لے) اور اس دن وہ کام کرنے کے لیئے تیار ہو جائے تو جس شخص

نے اسے اجیر بنایا ہے خواہ وہ اس دن اس سے کام نہ لے اس کے لیئے ضروری ہے کہ اس کی اجرت اسے دے دے۔ مثلاً اگر کسی درزی کو ایک معینہ دن لباس سینے کے لیئے اجیر بنایا جائے اور درزی اس دن کام کرنے پر تیار ہو تو اگرچہ مالک اسے سینے کے لیئے کپڑا نہ دے تب بھی اسے چاہئے کہ فوراً اسے اس کی مزدوری دے دے۔ قطع نظر اس سے کہ درزی بیکار رہا ہو یا اس نے اپنا یا کسی دوسرے کا کام کیا ہو۔

مسئلہ ۲۲۰۶ : اگر اجارہ کی مدت ختم ہو جانے کے بعد معلوم ہو کہ اجارہ باطل تھا تو مستاجر کو چاہئے کہ عام طور پر اس چیز کا جو کرایہ ہوتا ہے مال کے مالک کو دے دے مثلاً اگر وہ ایک مکان سو روپے کرایہ پر ایک سال کے لیئے لے اور بعد میں اسے پتہ چلے کہ اجارہ باطل تھا تو اگر اس مکان کا کرایہ عام طور پر پچاس روپے ہو تو اسے چاہئے کہ پچاس روپے دے اور اگر اس کا کرایہ عام طور پر دو سو روپے ہو تو اگر مکان کرایہ پر دینے والا مالک مکان یا اس کا وکیل ہو تو ضروری نہیں ہے کہ مستاجر سو روپے سے زیادہ دے اور اگر ان کے علاوہ کوئی اور شخص ہو تو مستاجر دو سو روپے دے اور اگر اجارے کی کچھ مدت گزرنے کے بعد معلوم ہو کہ اجارہ باطل تھا تو جو مدت گزر چکی ہو اس پر بھی یہی حکم جاری ہوگا۔

مسئلہ ۲۲۰۷ : جس چیز کو اجارہ پر لیا گیا ہو اگر وہ تلف ہو جائے اور مستاجر نے اس کی نگہداشت میں کوتاہی نہ برتی ہو اور اس سے فائدہ اٹھانے میں بھی افراط سے کام نہ لیا ہو تو پھر وہ اس چیز کے تلف ہونے کا ذمہ دار نہیں ہے۔ اسی طرح مثال کے طور پر اگر درزی کو دیا گیا کپڑا تلف ہو جائے تو اگر درزی نے بے اعتدالی نہ کی ہو اور کپڑے کی نگہداشت میں بھی کوتاہی نہ برتی ہو تو اس کے لیئے کپڑے کا عوض دینا ضروری نہیں۔

مسئلہ ۲۲۰۸ : جو چیز کسی کاریگر نے لی ہو اگر وہ اسے ضائع کر دے تو ذمہ دار ہے۔

مسئلہ ۲۲۰۹ : اگر قصاب کسی جانور کا سر کاٹ ڈالے اور اسے حرام کر دے تو خواہ اس نے مزدوری لی ہو یا بلا معاوضہ ذبح کیا ہو اسے چاہئے کہ جانور کی قیمت اس کے مالک کو ادا کرے۔

مسئلہ ۲۲۱۰ : اگر کوئی شخص کوئی جانور کرائے پر لے اور معین کرے کہ کتنا بوجھ اس پر لادے گا

تو اگر وہ اس پر اس مقدار سے زیادہ بوجھ لادے اور اس وجہ سے جانور مرجائے یا عیب دار ہو جائے تو مستاجر ذمہ دار ہے نیز اگر اس نے بوجھ کی مقدار معین نہ کی ہو اور معمول سے زیادہ بوجھ جانور پر لادے اور جانور تلف ہو جائے یا عیب دار ہو جائے تب بھی مستاجر ذمہ دار ہے اور دونوں صورتوں میں مستاجر کے لیئے یہ بھی ضروری ہے کہ معمول سے زیادہ اجرت ادا کرے۔

مسئلہ ۲۲۱۱ : اگر کوئی شخص حیوان کو ایسا سامان لادنے کے لیئے کرائے پر دے جو ٹوٹنے والا ہو اور جانور پھسل جائے یا بھاگ کھڑا ہو اور سامان کو توڑ پھوڑ دے تو جانور کا مالک ذمہ دار نہیں ہے ہاں اگر مالک جانور کو مارے یا ایسا ہی کوئی اور فعل کرے جس کی وجہ سے جانور گر جائے اور لدا ہوا سامان توڑ دے تو مالک ذمہ دار ہے۔

مسئلہ ۲۲۱۲ : اگر کوئی شخص بچے کا ختنہ کرے اور بچہ اس کی وجہ سے مرجائے تو خواہ جو گوشت کاٹا ہو وہ معمول سے زیادہ ہو یا نہ ہو ختنہ کرنے والا ذمہ دار ہے لیکن اگر بچے کو ضرر پہنچے (یعنی بچہ مرے نہیں) تو اگر معمول سے زیادہ گوشت کاٹا ہو تو ذمہ دار ہے لیکن اگر معمول سے زیادہ نہ کاٹا ہو تو پھر اس کے ذمہ دار ہونے میں اشکال ہے اور احوط یہ ہے کہ صلح کی جانب رجوع کیا جائے یعنی مصالحت کر لی جائے۔

مسئلہ ۲۲۱۳ : جب ایک ڈاکٹر اپنے ہاتھ سے کسی مریض کو دوا دے تو اگر وہ علاج میں غلطی کرے اور مریض کو ضرر پہنچے یا وہ مرجائے تو ڈاکٹر ذمہ دار ہے ہاں اگر ڈاکٹر کہے کہ فلاں دوا فلاں مرض کے لیئے مفید ہے اور وہ دوا کھانے کی وجہ سے مریض کو ضرر پہنچے یا وہ مرجائے تو (ڈاکٹر) ذمہ دار نہیں ہے۔

مسئلہ ۲۲۱۴ : جب ڈاکٹر مریض سے کہہ دے کہ اگر تجھے کوئی ضرر پہنچا تو میں ذمہ دار نہیں ہوں تو اگر ڈاکٹر احتیاط سے کام لے اور پھر بھی مریض کو ضرر پہنچے یا وہ مرجائے تو اگرچہ ڈاکٹر نے اسے اپنے ہاتھ سے دوا دی ہو تاہم وہ (یعنی ڈاکٹر) ذمہ دار نہیں ہے۔

مسئلہ ۲۲۱۵ : جس شخص نے کوئی چیز اجارے پر دی ہو وہ اور مستاجر ایک دوسرے کی رضامندی سے اجارہ فسخ کر سکتے ہیں اور اگر اجارے میں یہ شرط عائد کریں کہ وہ دونوں یا ان میں سے ایک معاملے

کو فسخ کرنے کا حق رکھتا ہے تو وہ معاہدے کے مطابق اجارہ فسخ کر سکتے ہیں۔

مسئلہ ۲۲۱۶ : اگر مال اجارہ پر دینے والے یا مستاجر کو پتہ چلے کہ وہ گھاٹے میں رہا ہے اگر اجارہ کرنے کے وقت وہ اس امر کی جانب متوجہ نہ تھا کہ وہ گھاٹے میں ہے تو وہ اجارہ فسخ کر سکتا ہے لیکن اگر اجارے کے صیغے میں یہ شرط عائد کی جائے کہ اگر ان میں سے کوئی گھاٹے میں بھی رہے گا تو اسے اجارہ فسخ کرنے کا حق نہیں ہو گا تو پھر وہ اجارہ فسخ نہیں کر سکتے۔

مسئلہ ۲۲۱۷ : اگر کوئی شخص کوئی چیز اجارے پر دے اور اس سے پیشتر کہ اس کا قبضہ مستاجر کو دے کوئی اور شخص اس چیز کو غصب کر لے تو مستاجر اجارہ فسخ کر سکتا ہے اور جو چیز اس نے اجارہ پر دینے والے کو دی ہو اسے واپس لے سکتا ہے یا یہ بھی کر سکتا ہے کہ اجارہ فسخ نہ کرے اور جتنی مدت وہ چیز غاصب کے پاس رہی ہو اس کی عام طور پر جتنی اجرت بنے وہ غاصب سے طلب کر لے۔ لہٰذا اگر مستاجر ایک حیوان کا ایک مہینے کا اجارہ دس روپے کے عوض کرے اور کوئی شخص اس حیوان کو دس دن کے لیئے غصب کر لے اور عام طور پر اس کا دس دن کا اجارہ پندرہ روپے ہو تو مستاجر پندرہ روپے غاصب سے لے سکتا ہے۔

مسئلہ ۲۲۱۸ : اگر مستاجر اجارہ کردہ چیز کو اپنی تحویل میں لے چکا ہو اور اس کے بعد کوئی اور شخص اس چیز کو غصب کر لے تو مستاجر اجارہ فسخ نہیں کر سکتا ہے اور صرف یہ حق رکھتا ہے کہ اس چیز کا عام طور پر جتنا کرایہ بنتا ہو وہ غاصب سے حاصل کر لے۔

مسئلہ ۲۲۱۹ : اگر اجارہ کی مدت ختم ہونے سے پہلے مالک اپنا مال مستاجر کی ہاتھ بیچ ڈالے تو اجارہ فسخ نہیں ہوتا اور مستاجر کو چاہیئے کہ اس چیز کا کرایہ مالک کو دے اور اگر مالک وہ مستاجر کی علاوہ کسی اور شخص کے ہاتھ بیچ دے تب بھی یہی حکم ہے۔

مسئلہ ۲۲۲۰ : اگر اجارہ کی مدت شروع ہونے سے پہلے اجارہ کا مال اس طرح خراب ہو جائے کہ بالکل استفادہ کرنے کے قابل نہ رہے یا اس طرح استفادہ کرنے کے قابل نہ رہے جیسے کہ طے کیا گیا ہو تو اجارہ باطل ہو جاتا ہے اور مستاجر اجارہ کی رقم مالک سے واپس لے سکتا ہے اور اگر صورت یہ ہو کہ اس مال سے تھوڑا سا استفادہ کیا جا سکتا ہو تو مستاجر اجارہ فسخ کر سکتا ہے۔

مسئلہ ۲۲۲۱ : اگر کوئی شخص کوئی چیز اجارہ پر لے اور کچھ مدت گزرنے کے بعد اجارہ کا مال اس طرح خراب ہو جائے کہ بالکل قابل استفادہ نہ رہے یا جو استفادہ طے کیا گیا ہو اس کے قابل نہ رہے تو باقی ماندہ مدت کے لیئے اجارہ باطل ہو جاتا ہے اور مستاجر گزری ہوئی مدت کا اجارہ "اجرۃ المثل" (یعنی جتنے دن وہ چیز استعمال کی ہو اتنے دنوں کی عام اجرت) دے کر اجارہ فسخ کر سکتا ہے۔

مسئلہ ۲۲۲۲ : اگر کوئی شخص کوئی ایسا مکان کرائے پر دے جس کے مثلاً دو کمرے ہوں اور ان میں سے ایک کمرہ خراب ہو جائے لیکن وہ فوراً اس کی مرمت کرا دے اور اس سے جو فائدہ اٹھایا جا سکتا ہو اس میں کوئی فرق نہ پڑے تو اجارہ باطل نہیں ہوتا اور مستاجر بھی اسے فسخ نہیں کر سکتا لیکن اگر اس کمرے کی مرمت میں اتنا وقت لگ جائے کہ مستاجر کو اس سے جو استفادہ کرنا ہو اس کی کچھ مقدار ضائع ہو جائے تو اس مقدار کی حد تک اجارہ باطل ہو جائے گا اور مستاجر ساری مدت کے لیئے اجارہ فسخ کر سکتا ہے اور جتنے دن استفادہ کیا ہو اس کی "اجرۃ المثل" دے سکتا ہے۔

مسئلہ ۲۲۲۳ : اگر مال اجارہ پر دینے والا یا مستاجر مرجائے تو اجارہ باطل نہیں ہوتا ہاں اگر اجارہ پر دینے والے کا مکان اپنا نہ ہو مثلاً کسی دوسرے شخص نے وصیت کی ہو کہ جب تک وہ (اجارہ پر دینے والا) زندہ ہے مکان کی آمدنی اس کا مال ہو گی۔ تو اگر وہ مکان کرائے پر دے دے اور اجارہ کی مدت ختم ہونے سے پہلے مرجائے تو اس کے مرنے کے وقت سے اجارہ باطل ہو گا۔ اور اگر موجود مالک اس اجارہ کو نافذ کر دے تو اجارہ صحیح ہے اور اجارہ پر دینے والے کی موت کے بعد اجارہ کی جو مدت باقی ہو گی اس کی اجرت اس شخص کو ملے گی جو موجودہ مالک ہو۔

مسئلہ ۲۲۲۴ : اگر کوئی کام کرانے والا شخص کسی معمار کو اس مقصد سے وکیل بنائے کہ وہ اس کے لیئے کاریگر مہیا کر دے تو اگر معمار نے جو کچھ اس شخص سے لے لیا ہے کاریگروں کو اس سے کم دے تو زائد مال اس پر حرام ہے اور اسے چاہئے کہ وہ رقم مالک کو واپس کر دے لیکن اگر معمار اجیر بن جائے کہ عمارت کو مکمل کر دے گا اور وہ اپنے لیئے یہ اختیار حاصل کر لے کہ خود بنائے گا یا دوسرے سے بنوائے گا تو اس صورت میں کہ کچھ کام خود کرے اور باقی ماندہ دوسروں سے اس اجرت سے کم اجرت پر کرائے جس پر خود اجیر بنا ہے زائد رقم اس کے لیئے حلال ہو گی۔

مسئلہ ۲۲۲۵ : اگر رنگریز اقرار کرے کہ مثلاً کپڑا نیل سے رنگے گا تو اگر وہ نیل کی بجائے اسے

کسی اور چیز سے رنگ دے تو اسے اجرت لینے کا کوئی حق نہیں۔ بلکہ اس دوسرے رنگ سے اگر کپڑے کو کچھ نقصان پہنچا ہو تو اس کا بھی ضامن ہو گا۔

جعالہ کے احکام

مسئلہ ۲۲۲۶ : جعالہ سے مراد یہ ہے کہ انسان وعدہ کرے کہ اگر ایک کام اس کے لیئے انجام دیا جائے گا تو وہ اس کے بدلے ایک معین مال دے گا مثلاً یہ کہے کہ جو اس کی گمشدہ چیز برآمد کر دے گا وہ اسے دس روپے دے گا اور جو شخص اس قسم کا اعلان کرے اسے "جاعل" اور جو شخص وہ کام سر انجام دے اسے عامل کہتے ہیں اور جعالہ اور اجارہ کے مابین یہ فرق ہے کہ اجارہ میں صیغہ پڑھنے کے بعد اجیر کو کام انجام دینا چاہئے اور جس نے اسے اجیر بنایا ہو وہ اجرت کے لیئے اس کا مقروض ہو جاتا ہے لیکن جعالہ میں اگرچہ عامل ایک معین شخص ہو' تاہم ہو سکتا ہے کہ وہ کام میں مشغول نہ ہو اور جب تک وہ کام انجام نہ دے تو جاعل اس کا مقروض نہیں ہوتا۔

مسئلہ ۲۲۲۷ : جاعل کے لیئے ضروری ہے کہ بالغ اور عاقل ہو اور جعالہ کا اعلان اپنے ارادے اور اختیار سے کرے اور شرعاً اپنے مال میں تصرف کر سکتا ہو۔ اس بنا پر سفیہ شخص (جو شخص اپنا مال بیہودہ کاموں پر صرف کرتا ہو) کا جعالہ صحیح نہیں ہے۔

مسئلہ ۲۲۲۸ : جو کام جاعل لوگوں سے کرانا چاہتا ہو وہ حرام یا بے فائدہ نہیں ہونا چاہئے اور نہ ہی ان واجبات میں سے ہونا چاہئے جن کا بلامعاوضہ بجالانا شرعاً لازم ہو۔ لہٰذا اگر کوئی کہے کہ جو شخص شراب پئے گا یا رات کے وقت ایک تاریک جگہ پر جائے گا یا واجب نماز پڑھے گا میں اسے دس روپے دوں گا تو جعالہ صحیح نہیں ہے۔

مسئلہ ۲۲۲۹ : جاعل جو مال دینے کا وعدہ کرے، اگر اسے معین کردے مثلاً کہے کہ جو کوئی میرا گھوڑا تلاش کر دے گا میں اسے یہ گندم دوں گا تو ضروری نہیں کہ بتائے کہ یہ گندم کہاں کی ہے اور اس کی قیمت کیا ہے لیکن اگر وہ مال کو معین نہ کرے مثلاً کہے کہ جو کوئی میرا گھوڑا برآمد کر دے گا میں اسے دس من گندم دوں گا تو اسے چاہئے کہ اس گندم کی خصوصیات بھی مکمل طور پر متعین کرے۔

مسئلہ ۲۲۳۰ : اگر جاعل کسی کام کی مزدوری معین نہ کرے مثلاً یہ کہے کہ جو میرا بچہ تلاش کر دے گا میں اسے رقم دوں گا لیکن رقم کی مقدار کا تعین نہ کرے تو اگر کوئی شخص اس کام کو سرانجام دے تو جاعل کو چاہئے کہ اسے اتنی اجرت دے جتنی عام لوگوں کی نظروں میں اس عمل کی اجرت قرار پاسکے۔

مسئلہ ۲۲۳۱ : اگر عامل نے جاعل کے اعلان سے پہلے وہ کام کر دیا ہو یا اعلان کے بعد اس نیت سے وہ کام انجام دے کہ اس کے بدلے رقم نہیں لے گا تو پھر وہ اجرت کا حق نہیں رکھتا۔

مسئلہ ۲۲۳۲ : اس سے پیشتر کہ عامل مطلوبہ کام شروع کرے جاعل جعالہ کو منسوخ کر سکتا ہے۔

مسئلہ ۲۲۳۳ : عامل کام کو ادھورا چھوڑ سکتا ہے لیکن اگر کام ادھورا چھوڑنے میں جاعل کو کوئی نقصان پہنچتا ہو تو عامل کو چاہئے کہ کام کو مکمل کرے مثلاً اگر کوئی شخص کہے کہ جو کوئی میری آنکھ کا علاج کر دے میں اسے اتنی مقدار میں معاوضہ دوں گا اور ڈاکٹر اس کی آنکھ کا آپریشن کر دے اور صورت یہ ہو کہ اگر وہ علاج مکمل نہ کرے تو آنکھ میں عیب پیدا ہو جائے تو اسے چاہئے کہ اپنا عمل تکمیل تک پہنچائے اور اگر ادھورا چھوڑ دے تو جاعل سے اجرت لینے کا اسے کوئی حق نہیں۔

مسئلہ ۲۲۳۴ : اگر عامل کام ادھورا چھوڑ دے اور وہ کام ایسا ہو جیسے گھوڑا تلاش کرنا کہ جس کے مکمل کیئے بغیر جاعل کو کوئی فائدہ نہ ہو تو عامل جاعل سے کسی چیز کا مطالبہ نہیں کر سکتا اور جاعل اجرت کو کام مکمل کرنے سے مشروط کر دے تب بھی یہی حکم ہے مثلاً جب وہ کہے کہ جو کوئی میرا لباس سیئے گا میں اسے دس روپے دوں گا لیکن اگر اس کی مراد یہ ہو کہ جتنی مقدار میں کام کیا جائے گا اتنی مقدار کیلئے اجرت دے گا تو پھر جاعل کو چاہئے کہ جتنی مقدار میں کام ہوا ہو اتنی مقدار کی اجرت عامل کو دے دے اگرچہ احتیاط یہ ہے کہ دونوں مصالحت کے طور پر ایک دوسرے کو راضی کرلیں۔

مزارعہ (کھیتی کی بٹائی) کے احکام

مسئلہ ۲۲۳۵ : مزارعہ سے مراد یہ ہے کہ زرعی زمین کا مالک کاشتکار سے اس قسم کا معاہدہ کرے

کہ اپنی زمین اس کے اختیار میں دے دے تاکہ وہ اس میں کاشت کرے اور پیداوار کی کچھ مقدار مالک کو دے دے۔ مزارعہ کی چند شرائط ہیں :

١ ... یہ کہ زمین کا مالک کاشتکار سے کہے کہ میں نے زمین تمہیں کھیتی باڑی کے لیئے دی ہے اور کاشتکار بھی کہے کہ میں نے قبول کی ہے یا بغیر اس کے کہ زبانی کچھ کہیں مالک کاشتکار کو کھیتی باڑی کے ارادے سے زمین دے دے اور کاشتکار قبول کر لے۔

٢ ... زمین کا مالک اور کاشتکار دونوں بالغ اور عاقل ہوں اور مزارعہ کا معاہدہ اپنے قصد اور اختیار سے سرانجام دیں اور سفیہ نہ ہوں یعنی اپنا مال بیہودہ کاموں میں صرف نہ کرتے ہوں۔

٣ ... مالک اور کاشتکار زمین کی ساری پیداوار میں شریک ہوں لہٰذا مثال کے طور پر اگر وہ یہ شرط طے کریں کہ جو پیداوار پہلے یا آخر میں حاصل ہو وہ ان میں سے کسی ایک کا مال ہے تو مزارعہ باطل ہے۔

٤ ... فریقین میں سے ہر ایک کا حصہ پیداوار کا نصف یا ایک تہائی وغیرہ ہو پس اگر مالک کہے کہ اس زمین میں کھیتی باڑی کرو اور جو تمہارا جی چاہے مجھے دے دینا تو یہ درست نہیں ہے اور اسی طرح اگر پیداوار کی ایک معین مقدار مثلاً دس من کاشتکار یا مالک کے لیئے مقرر کر دی جائے تو یہ بھی صحیح نہیں ہے۔

٥ ... جتنی مدت کے لیئے زمین کاشتکار کے قبضے میں رہنی چاہئے اسے معین کر دیں اور ضروری ہے کہ وہ مدت اتنی ہو کہ اس مدت میں پیداوار حاصل ہونا ممکن ہو اور اگر مدت کی ابتداء ایک مخصوص دن سے اور مدت کا اختتام فصل کے حاصل ہونے کو مقرر کر دیں تو کافی ہے۔

٦ ... زمین قابل زراعت ہو اور اگر اس میں زراعت ممکن نہ ہو لیکن ایسا کام کیا جا سکتا ہو جس سے زراعت ممکن ہو جائے تو مزارعہ صحیح ہے۔

٧ ... اگر دونوں کا مقصد کسی مخصوص فصل کی کاشت ہو تو جو چیز کاشتکار کو کاشت کرنی چاہئے اسے معین کر دیں لیکن اگر کوئی مخصوص زراعت پیش نظر نہ ہو یا جو زراعت دونوں کے پیش نظر ہو اس کا علم ہو تو اسے معین کرنا ضروری نہیں۔

۸ ... مالک کے لیئے زمین کو معین کرنا ضروری نہیں پس اگر کوئی شخص زمین کے چند قطعے رکھتا ہو جو ایک دوسرے سے مختلف ہوں اور وہ کاشتکار سے کہے کہ زمین کے ان قطعات میں سے کسی ایک میں کھیتی باڑی کرو اور اس قطعہ کو معین نہ کرے لیکن اس کے اوصاف معین کر دے۔

۹ ... جو خرچ ان میں سے ہر ایک کو برداشت کرنا ہو اسے معین کر دیں لیکن اگر جو خرچ ہر ایک کو کرنا ہو اس کا علم ہو تو پھر اس کا معین کرنا ضروری نہیں۔

مسئلہ ۲۲۳۷ : اگر مالک کاشتکار سے طے کرے کہ پیداوار کی کچھ مقدار اس کی (یعنی مالک کی ہو گی) اور جو باقی بچے گی اسے وہ آپس میں تقسیم کر لیں گے تو اگر انہیں علم ہو کہ اس مقدار کو علیحدہ کرنے کے بعد کچھ نہ کچھ باقی بچ جائے گا تو مزارعہ صحیح ہے لیکن احتیاط مستحب یہ ہے کہ اس سے پرہیز کیا جائے۔

مسئلہ ۲۲۳۸ : اگر مزارعہ کی مدت ختم ہو جائے اور پیداوار ابھی دستیاب نہ ہو تو اگر مالک زمین اس بات پر راضی ہو کہ اجرت پر یا بغیر اجرت کے فصل اس کی زمین میں کھڑی رہے اور کاشتکار بھی راضی ہو تو کوئی حرج نہیں اور اگر مالک راضی نہ ہو تو وہ کاشتکار کو مجبور کر سکتا ہے کہ فصل زمین میں سے کاٹ لے اور اگر فصل کاٹ لینے سے کاشتکار کو کوئی نقصان پہنچے تو مالک کے لیئے ضروری نہیں کہ اسے اس کا عوض دے لیکن اگر کاشتکار مالک کو کوئی چیز دینے پر راضی ہو تب بھی وہ مالک کو اس بات پر مجبور نہیں کر سکتا کہ وہ فصل اپنی زمین پر رہنے دے۔

مسئلہ ۲۲۳۹ : اگر کوئی ایسی صورت پیش آجائے کہ زمین میں کھیتی باڑی کرنا ممکن نہ ہو مثلاً زمین سے پانی منقطع ہو جائے تو مزارعہ ختم ہو جاتا ہے اور اگر کاشتکار بلاوجہ کھیتی باڑی نہ کرے تو اگر زمین اس کے تصرف میں رہی ہو اور مالک کا اس میں کوئی تصرف نہ رہا ہو تو کاشتکار کو چاہیئے کہ عام شرح پر اس مدت کی اجرت مالک کو دے۔

مسئلہ ۲۲۴۰ : اگر مالک زمین اور کاشتکار صیغہ پڑھ چکے ہوں تو ایک دوسرے کی رضامندی کے بغیر مزارعہ منسوخ نہیں کر سکتے اور بعید نہیں ہے کہ اگر مالک مزارعہ کے ارادے سے زمین کسی شخص کو دے دے تب بھی ایک دوسرے کی رضا مندی کے بغیر وہ معاملہ فسخ نہ کر سکیں لیکن اگر مزارعہ کے

معاہدے کے سلسلے میں انہوں نے شرط طے کی ہو کہ ان میں سے دونوں کو یا کسی ایک کو معاملہ فسخ کرنے کا حق حاصل ہوگا تو جو معاہدہ انہوں نے کر رکھا ہو اس کے مطابق معاملہ فسخ کر سکتے ہیں۔

مسئلہ ۲۲۴۱ : اگر مزارعہ کے معاہدے کے بعد مالک زمین یا کاشتکار مر جائے تو مزارعہ منسوخ نہیں ہو جاتا اور ان کے وارث ان کی جگہ لے لیتے ہیں لیکن اگر کاشتکار مر جائے اور اس نے معاہدہ کر رکھا ہو کہ خود کاشت کرے گا تو مزارعہ منسوخ ہو جاتا ہے اور اگر زراعت نمایاں ہو چکی ہو تو اس کا حصہ اس کے ورثا کو دے دینا چاہئے اور جو دوسرے حقوق کاشتکار کو حاصل ہوں وہ بھی اس کے ورثاء کو میراث میں مل جاتے ہیں لیکن وہ مالک کو اس بات پر مجبور نہیں کر سکتے کہ فصل اس کی زمین میں کھڑی رہے۔

مسئلہ ۲۲۴۲ : اگر کاشت کے بعد پتہ چلے کہ مزارعہ باطل تھا تو اگر جو بیج ڈالا گیا ہو وہ مالک کا مال ہو تو جو فصل ہاتھ آئے گی وہ بھی اسی کا مال ہو گی اور اسے چاہئے کہ کاشتکار کی اجرت اور جو کچھ اس نے خرچ کیا ہو اور کاشتکار کی مملوکہ جن بیلوں اور دوسرے جانوروں نے زمین پر کام کیا ہو ان کا کرایہ کاشتکار کو دے اور اگر بیج کاشتکار کا مال ہو تو فصل بھی اسی کا مال ہے اور اسے چاہئے کہ زمین کا کرایہ اور جو کچھ مالک نے خرچ کیا ہو اور ان بیلوں اور دوسرے جانوروں کا کرایہ جو مالک کے ہوں اور جنہوں نے اس زراعت پر کام کیا ہو مالک کو دے دے اور دونوں صورتوں میں عام طور پر فریقین کا جو حق بنتا ہو اگر اس کی مقدار طے شدہ مقدار سے زیادہ ہو تو زیادہ مقدار دینا واجب نہیں۔

مسئلہ ۲۲۴۳ : اگر بیج کاشتکار کا مال ہو اور کاشت کے بعد فریقین کو پتہ چلے کہ مزارعہ باطل تھا تو اگر مالک اور کاشتکار رضامند ہوں کہ اجرت پر یا بلا اجرت فصل زمین میں کھڑی رہے تو کوئی حرج نہیں ہے اگر مالک راضی نہ ہو تو فصل پکنے سے پہلے ہی وہ کاشتکار کو مجبور کر سکتا ہے کہ اسے کاٹ لے اور اگرچہ کاشتکار اس بات پر تیار ہو کہ وہ مالک کو کوئی چیز دے دے تاہم وہ اسے فصل اپنی زمین میں رہنے دینے پر مجبور نہیں کر سکتا اور مالک بھی کاشتکار کو مجبور نہیں کر سکتا کہ کرایہ دے تاکہ فصل اس کی زمین میں کھڑی رہنے دے۔

مسئلہ ۲۲۴۴ : اگر فصل کی جمع آوری اور مزارعہ کی میعاد ختم ہونے کے بعد زراعت کی جڑیں زمین میں رہ جائیں اور دوسرے سال فصل دیں تو اگر مالک نے کاشتکار کے ساتھ زراعت کی جڑوں میں

اشتراک کا معاہدہ نہ کیا ہو تو دوسرے سال کی فصل مالک زمین کا مال ہے۔

مساقات اور مغارسہ کے احکام

مسئلہ ۲۲۴۵ : اگر انسان اس قسم کا معاملہ کرے کہ میوہ دار درختوں کو جن کا پھل خود اس کا مال ہو یا اس پھل پر اس کا اختیار ہو ایک مقررہ مدت کے لیئے کسی دوسرے شخص کے سپرد کر دے تاکہ وہ ان کی نگہداشت کرے اور انہیں پانی دے اور جتنی مقدار وہ آپس میں طے کریں اس کے مطابق وہ ان درختوں کا پھل لے لے تو ایسا معاملہ "مساقات" کہلاتا ہے۔

مسئلہ ۲۲۴۶ : جو درخت پھل نہیں دیتے (مثلاً بیدار اور چنار) ان کے بارے میں مساقات کا سودا صحیح نہیں ہے اور جن درختوں کے پتوں سے استفادہ کیا جاتا ہے (مثلاً مہندی کا درخت) ان کے بارے میں مساقات کا معاملہ کرنے میں اشکال ہے۔

مسئلہ ۲۲۴۷ : مساقات کے معاملے میں صیغہ پڑھنا ضروری نہیں بلکہ اگر درخت کا مالک مساقات کی نیت سے اسے کسی کے سپرد کر دے اور جس شخص کو کام کرنا ہو وہ بھی اسی نیت سے کام میں مشغول ہو جائے تو معاملہ صحیح ہے۔

مسئلہ ۲۲۴۸ : درختوں کا مالک اور جو شخص درختوں کی نگہداشت کی ذمہ داری لے دونوں بالغ اور عاقل ہونے چاہیئے اور یہ بھی ضروری ہے کہ کسی نے انہیں معاملہ کرنے پر مجبور نہ کیا ہو اور لازم ہے کہ سفیہ نہ ہوں یعنی اپنا مال بیہودہ کاموں میں صرف نہ کرتے ہوں۔

مسئلہ ۲۲۴۹ : مساقات کی مدت متعین ہونی چاہیئے اور اگر فریقین اس مدت کی ابتداء متعین کر دیں اور اس کا اختتام اس وقت کو قرار دیں جب اس سال کا پھل دستیاب ہو تو معاملہ صحیح ہے لیکن اس میں ضروری ہے کہ اتنی مدت معین کی جائے کہ جس میں عامل کے عمل سے ان درختوں کے پھلوں میں کچھ غیر معمولی اضافہ ہونے کا امکان ہو۔

مسئلہ ۲۲۵۰ : ہر فریق کا حصہ آدھا یا ایک تہائی وغیرہ ہونا چاہیئے اور اگر معاہدہ کریں کہ مثلاً سو من میوہ مالک کا اور باقی کام کرنے والے کا ہو گا تو معاملہ باطل ہے۔

مسئلہ ۲۲۵۱ : فریقین کو چاہئے کہ مساقات کا معاملہ میوہ ظاہر ہونے سے پہلے طے کر لیں۔ اور اگر میوہ ظاہر ہونے کے بعد اور پکنے سے پہلے معاملہ کریں تو اگر سینچنے وغیرہ کا کام جو درختوں کی پرورش کے لیئے ضروری ہو باقی نہ رہا ہو تو معاملہ صحیح نہیں ہے اگرچہ میوہ توڑنے اور اس کی حفاظت وغیرہ کے کام کی ضرورت باقی ہو بلکہ اگر ایسا کام بھی باقی ہو جو درختوں کی پرورش کے لیئے ضروری ہو تب بھی مساقات کے معاملہ کی صحت محل اشکال ہے۔

مسئلہ ۲۲۵۲ : خربوزے اور کھیرے وغیرہ کی بیلوں کے بارے میں مساقات کا معاملہ درست نہیں ہے۔

مسئلہ ۲۲۵۳ : جو درخت بارش کے پانی یا زمین کی نمی سے استفادہ کرتا ہو اور جسے سینچنے کی ضرورت نہ ہو اگر اسے دوسرے کاموں مثلاً زمین نرم کرنے اور کھاد ڈالنے کی حاجت ہو تو اس کے بارے میں ان کاموں کے لیئے مساقات کا معاملہ کرنا صحیح ہے۔

مسئلہ ۲۲۵۴ : دو افراد جنہوں نے مساقات کی ہو باہمی رضامندی سے معاملہ فسخ کر سکتے ہیں اور اگر مساقات کے معاہدے کے سلسلے میں یہ شرط طے کریں کہ ان دونوں کو یا ان میں سے کسی ایک کو معاملہ فسخ کرنے کا حق ہوگا تو ان کے طے کردہ معاہدے کے مطابق معاملہ فسخ کرنے میں کوئی حرج نہیں اور اگر مساقات کے معاملے کے سلسلے میں کوئی شرط طے کریں اور اس شرط پر عمل نہ ہو تو جس شخص کے فائدے کے لیئے وہ شرط طے کی گئی ہو وہ معاملے کو فسخ کر سکتا ہے۔ لیکن کوئی ایسی شرط نہ کریں کہ جو خدا اور رسول کے فرمان کے خلاف ہو۔

مسئلہ ۲۲۵۵ : اگر مالک مرجائے تو مساقات کا معاملہ فسخ نہیں ہوتا بلکہ اس کے وارث اس کی جگہ لیتے ہیں۔

مسئلہ ۲۲۵۶ : درختوں کی پرورش جس شخص کے سپرد کی گئی ہو وہ اگر مرجائے اور معاہدے میں یہ شرط عائد نہ کی گئی ہو کہ وہ خود درختوں کی پرورش کرے گا تو اس کے ورثاء اس کی جگہ لے لیتے ہیں اور اگر وہ ورثاء خود بھی درختوں کی پرورش کا کام انجام نہ دیں اور اس مقصد کے لیئے کسی کو اجیر بھی مقرر نہ کریں تو حاکم شرع میت کے مال سے کسی کو اجیر مقرر کر دے گا اور جو آمدنی ہوگی اسے

میت کے ورثاء اور درختوں کے مالک کے مابین تقسیم کر دے گا اور اگر فریقین نے معاہدہ کیا ہو کہ وہ شخص خود درختوں کی پرورش کرے گا تو اس کے مرنے کے بعد معاملہ باطل ہو جائے گا۔

مسئلہ ۲۲۵۷ : اگر یہ شرط طے کی جائے کہ تمام آمدنی مالک کا مال ہوگی تو مساقات باطل ہے اور میوہ مالک کا مال ہو گا اور جس شخص نے کام کیا ہو وہ اجرت کا مطالبہ نہیں کر سکتا لیکن اگر مساقات کسی اور وجہ سے باطل ہو تو مالک کو چاہئے کہ سینچنے اور دوسرے کام کرنے کی اجرت درختوں کی پرورش کرنے والے کو معمول کے مطابق دے لیکن اگر معمول کے مطابق اجرت طے شدہ اجرت سے زیادہ ہو تو طے شدہ اجرت سے زیادہ دینا ضروری نہیں۔

مسئلہ ۲۲۵۸ : اگر کوئی شخص زمین دوسرے کے سپرد کر دے تاکہ وہ درخت لگائے اور جو کچھ حاصل ہو وہ دونوں کا مال ہو تو معاملہ باطل ہے لہذا اگر درخت زمین کے مالک کا مال تھے تو پرورش کے بعد بھی اسی کا مال رہیں گے اور اسے چاہئے کہ جس شخص نے ان کی پرورش کی ہے اسے اجرت دے اور اگر درخت اس شخص کا مال ہوں جس نے ان کی پرورش کی ہو تو پرورش کے بعد بھی وہ اسی کا مال ہوں گے۔ اور وہ انہیں اکھیڑ سکتا ہے البتہ درختوں کو اکھیڑنے کی وجہ سے جو گڑھے پیدا ہو جائیں اسے چاہئے کہ انہیں پر کر دے اور جس دن درخت لگائے ہوں اس دن زمین کا کرایہ مالک زمین کو دے اور مالک بھی اسے درخت اکھیڑنے پر مجبور کر سکتا ہے اور اگر درخت کو اکھیڑے اور اس کے اکھیڑنے سے ان میں کوئی خرابی پیدا ہو جائے تو مالک زمین اس کا ذمہ دار نہیں ہے۔ ہاں اگر مالک زمین خود درختوں کو اکھیڑے اور اس کے اکھیڑنے کی وجہ سے ان میں کوئی خرابی پیدا ہو جائے تو اسے چاہئے کہ سالم اور عیب دار درختوں کی قیمت میں جو فرق ہو وہ درختوں کے مالک کو دے اور درختوں کا مالک زمین کے مالک کو مجبور نہیں کر سکتا کہ کرائے پر یا بغیر کرائے کے درختوں کو اپنی زمین پر کھڑا رہنے دے اور اسی طرح زمین کا مالک بھی درختوں کے مالک کو مجبور نہیں کر سکتا کہ کرائے پر یا بغیر کرائے کے درختوں کو اس کی زمین میں رہنے دے۔

وہ اشخاص جن کیلئے اپنے مال میں تصرف کرنا منع ہے

مسئلہ ۲۲۵۹ : جو بچہ بالغ نہ ہوا ہو وہ شرعاً اپنے مال میں تصرف نہیں کر سکتا اور بالغ ہونے کی نشانی تین چیزوں میں سے ایک ہوتی ہے۔

۱... پیٹ کے نیچے اور شرم گاہ کے اردگرد اور اوپر بالوں کا اُگنا رونگٹوں کا ہونا کافی نہیں۔
۲... منی کا خارج ہونا۔
۳... مرد کا عمر کے پندرہ قمری سال اور عورت کا عمر کے نو قمری سال پورے کرنا۔

مسئلہ ۲۲۶۰ : چہرے پر اور ہونٹوں کے اوپر اور سینے پر اور بغل کے نیچے سخت بالوں کا اُگنا اور آواز کا بھاری ہو جانا وغیرہ بلوغت کی نشانیاں نہیں ہیں مگر یہ کہ ان باتوں کی وجہ سے انسان کو بالغ ہونے کا یقین ہو جائے۔

مسئلہ ۲۲۶۱ : دیوانہ، دیوالیہ (یعنی وہ شخص جسے اس کے قرض خواہوں کے مطالبے کی وجہ سے حاکم شرع نے اپنے مال میں تصرف کرنے سے منع فرما دیا ہو) اور سفیہ (یعنی وہ شخص جو اپنا مال بیہودہ کاموں میں صرف کرتا ہوں) اپنے مال میں تصرف نہیں کر سکتے۔

مسئلہ ۲۲۶۲ : جو شخص کبھی عاقل اور کبھی دیوانہ ہو جائے اس کا دیوانگی کی حالت میں اپنے مال میں تصرف کرنا صحیح نہیں ہے۔

مسئلہ ۲۲۶۳ : انسان کو اختیار ہے کہ مرض الموت کے عالم میں اپنے آپ پر یا اپنے اہل و عیال اور مہمانوں پر اور ان کاموں پر جو فضول خرچی میں شمار نہ ہوں جتنا چاہے صرف کرے اور اظہر یہ ہے اگر وہ اپنا کچھ مال کسی کو بخش دے یا کوئی چیز اس کی قیمت سے سستی بیچ دے تو اگرچہ وہ اس کے مال کے تیسرے حصے سے زیادہ ہی کیوں نہ ہو اور اس کے ورثاء اجازت نہ بھی دیں تب بھی اس کا تصرف صحیح ہے۔

وکالت کے احکام

مسئلہ ۲۲۶۴ : وکالت سے مراد یہ ہے کہ جو کام انسان دوسرے کے سپرد کرے تاکہ وہ اس کی طرف سے وہ کام انجام دے مثلاً یہ کہ کوئی شخص کسی کو اپنا وکیل قرار دے تاکہ وہ اس کا مکان بیچ دے یا کسی عورت سے اس کا عقد کر دے پس چونکہ سفیہ شخص اپنے مال میں تصرف کرنے کا حق نہیں رکھتا اس لیئے وہ مکان بیچنے کے لیئے کسی کو وکیل نہیں بنا سکتا۔

مسئلہ ۲۲۶۵ : وکالت میں صیغہ پڑھنا ضروری نہیں اور اگر انسان دوسرے شخص کو سمجھا دے کہ اس نے اسے وکیل مقرر کیا ہے اور وہ بھی سمجھا دے کہ اس نے وکیل بننا قبول کر لیا ہے۔ مثلاً ایک شخص اپنا مال دوسرے کو دے تاکہ وہ اسے اس کی خاطر بیچ دے اور دوسرا شخص وہ مال لے لے تو وکالت صحیح ہے۔

مسئلہ ۲۲۶۶ : اگر انسان ایک ایسے شخص کو وکیل مقرر کرے جو دوسرے شہر میں رہ رہا ہو اور اس کو وکالت نامہ بھیج دے اور وہ وکالت نامہ قبول کرے تو اگرچہ وکالت نامہ اسے کچھ عرصہ بعد ہی ملے پھر بھی وکالت صحیح ہے۔

مسئلہ ۲۲۶۷ : موکل (یعنی وہ شخص جو دوسرے کو وکیل بنائے) اور وہ شخص جو وکیل بنے ان کے لیئے ضروری ہے کہ وہ عاقل ہوں اور وکیل بنانے اور وکیل بننے کا اقدام قصد اور اختیار سے کریں اور موکل میں بلوغ بھی معتبر ہے۔

مسئلہ ۲۲۶۸ : جو کام انسان انجام نہ دے سکتا ہو یا شرعاً" اس کے لیئے انجام دینا جائز نہ ہو اسے انجام دینے کے لیئے وہ دوسرے کا وکیل نہیں بن سکتا۔ مثلاً جو شخص حج کا احرام باندھ چکا ہو چونکہ اس کے لیئے نکاح کا صیغہ پڑھنا جائز نہیں اس لیئے وہ صیغہ نکاح پڑھنے کے لیئے دوسرے کا وکیل نہیں بن سکتا۔

مسئلہ ۲۲۶۹ : اگر کوئی شخص اپنے تمام کام سرانجام دینے کے لیئے دوسرے شخص کو وکیل قرار دے تو صحیح ہے لیکن اگر اپنے کاموں میں سے ایک کام کرنے کے لیئے دوسرے کو وکیل بنائے اور کام کا تعین نہ کرے تو وکالت صحیح نہیں ہے۔

مسئلہ ۲۲۷۰ : اگر موکل وکیل کو معزول کر دے یعنی جو کام اس کے سپرد کیا ہو اس سے ہٹا دے تو جب وکیل کو اپنے معزول ہونے کی خبر مل جائے اس کے بعد وہ اس کام کو موکل کی جانب سے انجام نہیں دے سکتا لیکن معزولی کی خبر ملنے سے پہلے اس نے وہ کام کر دیا ہو تو صحیح ہے۔

مسئلہ ۲۲۷۱ : خواہ موکل غائب بھی ہو وکیل وکالت سے کنارہ کش ہو سکتا ہے۔

مسئلہ ۲۲۷۲ : جو کام وکیل کے سپرد کیا گیا ہو اس کے لیئے وہ کسی دوسرے شخص کو وکیل مقرر

نہیں کر سکتا لیکن اگر موکل نے اسے اجازت دی ہو کہ کسی کو وکیل مقرر کرے تو جس طرح اس نے حکم دیا ہے اسی طرح وہ عمل کر سکتا ہے پس اگر اس نے کہا ہو کہ میرے لیئے ایک وکیل مقرر کرو تو اسے چاہیئے کہ اس کی طرف سے وکیل مقرر کرے اور وہ کسی کو اپنی طرف سے وکیل مقرر نہیں کر سکتا۔

مسئلہ ۲۲۷۳ : اگر وکیل موکل کی اجازت سے کسی کو اس کی طرف سے وکیل مقرر کرے تو پہلا وکیل دوسرے وکیل کو معزول نہیں کر سکتا اور اگر پہلا وکیل مر بھی جائے یا موکل اسے معزول بھی کر دے تو دوسرے وکیل کی وکالت باطل نہیں ہوتی۔

مسئلہ ۲۲۷۴ : اگر وکیل موکل کی اجازت سے کسی کو خود اپنی طرف سے وکیل مقرر کرے تو موکل اور پہلا وکیل اس وکیل کو معزول کر سکتے ہیں اور اگر پہلا وکیل مر جائے یا معزول ہو جائے تو دوسری وکالت باطل ہو جاتی ہے۔

مسئلہ ۲۲۷۵ : اگر ایک شخص ایک کام انجام دینے کے لیئے چند آدمیوں کو اپنا وکیل مقرر کرے اور انہیں اجازت دے کہ ان میں سے ہر ایک بذات خود اس کام کا اقدام کر سکتا ہے تو ان میں سے ہر ایک اس کام کو انجام دے سکتا ہے اور اگر ان میں سے ایک مر جائے تو دوسروں کی وکالت باطل نہیں ہوتی لیکن اگر موکل نے یہ نہ کہا ہو کہ وہ باہم مل کر کام انجام دیں یا اسے تنہا کریں یا یہ کہا ہو کہ سب مل کر انجام دیں تو ان میں سے کوئی تنہا اس کام کو انجام نہیں دے سکتا اور اگر ان میں سے ایک مر جائے تو باقی افراد کی وکالت باطل ہو جاتی ہے۔

مسئلہ ۲۲۷۶ : اگر وکیل یا موکل مر جائے تو وکالت باطل ہو جاتی ہے نیز جس چیز میں تصرف کے لیئے کسی شخص کو وکیل قرار دیا جائے اگر وہ چیز تلف ہو جائے مثلاً جس بھیڑ کو بیچنے کے لیئے کسی کو وکیل کیا گیا ہو وہ بھیڑ مر جائے تو وکالت باطل ہو جائے گی اور اگر وکیل یا موکل میں سے کوئی دیوانہ یا بے ہوش ہو جائے تو اس کی دیوانگی یا بے ہوشی کے دوران میں وکالت موثر نہیں ہو گی لیکن وکالت کا اس طرح باطل ہو جانا کہ دیوانگی اور بیہوشی دور ہو جانے کے بعد بھی اس کے مطابق عمل نہ کیا جا سکے محل اشکال ہے۔

مسئلہ ۲۲۷۷ : اگر انسان کسی شخص کو کسی کام کے لیئے وکیل مقرر کرے اور اسے کوئی چیز دینا

طے کرے تو کام کے سرانجام پا جانے کے بعد اسے چاہئے کہ جس چیز کا دینا طے کیا ہو وہ اسے دے، دے۔

مسئلہ ۲۲۷۸ : جو مال وکیل کے اختیار میں ہو اگر وہ اس کی نگہداشت میں کوتاہی نہ کرے اور جس تصرف کی اسے اجازت دی گئی ہو اس کے علاوہ کوئی تصرف اس میں نہ کرے اور اتفاقاً وہ مال تلف ہو جائے تو اس کے لیئے اس کا عوض دینا ضروری نہیں۔

مسئلہ ۲۲۷۹ : جو مال وکیل کے اختیار میں ہو اگر وہ اس کی نگہداشت میں کوتاہی برتے یا جس تصرف کی اسے اجازت دی گئی ہو اس کے علاوہ کوئی تصرف اس میں کرے اور وہ مال تلف ہو جائے تو وہ (یعنی وکیل) ذمہ دار ہے۔ پس جس لباس کے لیئے اسے کہا جائے کہ اسے بیچ دو اگر وہ اسے پہن لے اور وہ لباس تلف ہو جائے تو اسے چاہئے کہ اس کا عوض دے۔

مسئلہ ۲۲۸۰ : اگر وکیل کو مال میں جس تصرف کی اجازت دی گئی ہو اس کے علاوہ کوئی تصرف کرے مثلاً اسے جس لباس کے بیچنے کے لیئے کہا جائے وہ اسے پہن لے اور بعد میں وہ تصرف کرے جس کی اسے اجازت دی گئی ہو تو وہ تصرف صحیح ہے۔

قرض کے احکام

قرض دینا مستحب موکد ہے جس کے متعلق قرآن مجید کی آیات اور احادیث میں کافی تاکید کی گئی ہے۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت ہے کہ جو شخص اپنے مسلمان بھائی کو قرض دے اس کے مال میں اضافہ ہوتا ہے اور ملائک اس کے لیئے رحمت طلب کرتے ہیں اور اگر وہ مقروض سے نرمی برتے تو بغیر حساب کے اور تیزی سے پل صراط پر سے گزر جائے گا اور اگر کسی شخص سے اس کا مسلمان بھائی قرض مانگے اور وہ نہ دے تو بہشت اس پر حرام ہو جاتی ہے۔

مسئلہ ۲۲۸۱ : قرض میں صیغہ پڑھنا ضروری نہیں بلکہ اگر ایک شخص دوسرے کو کوئی چیز قرض کی نیت سے دے اور دوسرا بھی اسی نیت سے لے تو قرض صحیح ہے۔

مسئلہ ۲۲۸۲ : جب مقروض اپنا قرضہ ادا کر دے تو قرض خواہ کو چاہئے کہ اسے قبول کرے۔

مسئلہ ۲۲۸۳ : اگر قرض کے صیغے میں قرض کی واپسی کی مدت معین کر دی جائے تو احتیاط واجب یہ ہے کہ اس مدت کے ختم ہونے سے پہلے قرض خواہ قرض کی ادائیگی کا مطالبہ نہ کرے لیکن اگر کوئی مدت معین نہ کی گئی ہو تو قرض خواہ جس وقت چاہے قرض کی ادائیگی کا مطالبہ کر سکتا ہے۔

مسئلہ ۲۲۸۴ : اگر قرض خواہ اپنے قرض کی ادائیگی کا مطالبہ کرے اور اگر مقروض قرض ادا کر سکتا ہو تو اسے چاہئے کہ فوراً ادا کرے اور اگر ادائیگی میں تاخیر کرے تو گنہگار ہو گا۔

مسئلہ ۲۲۸۵ : اگر مقروض کے پاس سوائے اس گھر کے جس میں وہ رہتا ہو اور گھر کے اسباب کے اور ان دوسری چیزوں کے جن کی اسے ضرورت ہو اور کوئی چیز نہ ہو تو قرض خواہ اس سے قرض کی ادائیگی کا مطالبہ نہیں کر سکتا بلکہ اسے چاہیے کہ صبر کرے حتیٰ کہ مقروض قرض ادا کرنے کے قابل ہو جائے۔

مسئلہ ۲۲۸۶ : جو شخص مقروض ہو اور اپنا قرض ادا نہ کر سکتا ہو تو اگر وہ کوئی کام کاج کر سکتا ہو تو اس پر واجب ہے کہ کام کاج کرے اور اپنا قرضہ ادا کرے۔

مسئلہ ۲۲۸۷ : جس شخص کو اپنا قرض خواہ نہ مل سکے اور اس کے ملنے کی امید بھی نہ ہو اسے چاہیے کہ وہ قرضے کا مال قرض خواہ کی طرف سے فقیر کو دے دے اور احتیاط کی بنا پر ایسا کرنے کی اجازت حاکم شرع سے لے لے اور اگر اس کا قرض خواہ سید نہ ہو تو احتیاط مستحب یہ ہے کہ اس کا قرضہ سید فقیر کو نہ دے۔

مسئلہ ۲۲۸۸ : اگر کسی میت کا مال اس کے کفن اور دفن کے واجب خرچے اور قرض سے زیادہ نہ ہو تو اس کا مال انہی امور پر خرچ کرنا چاہئے اور اس کے وارث کو کچھ نہیں ملے گا۔

مسئلہ ۲۲۸۹ : اگر کوئی شخص سونے یا چاندی کے روپے قرض لے اور بعد میں ان کی قیمت کم ہو جائے تو اگر وہ وہی مقدار جو اس نے لی تھی واپس کر دے تو کافی ہے اور اگر ان کی قیمت بڑھ جائے تو ضروری ہے کہ اتنی ہی مقدار واپس کرے جو لی تھی ہاں دونوں صورتوں میں اگر مقروض اور قرض خواہ کسی اور بات پر رضامند ہو جائیں تو اس میں کوئی حرج نہیں۔ اور کاغذی نوٹوں کا بھی یہی حکم ہے۔

مسئلہ ۲۲۹۰ : اگر کسی شخص نے جو مال قرض لیا ہو وہ تلف نہ ہو گیا ہو اور مال کا مالک اس کا

مطالبہ کرے تو احتیاط مستحب یہ ہے کہ مقروض وہی مال مالک کو دے دے۔

مسئلہ ۲۲۹۱ : اگر قرض دینے والا شرط عائد کرے کہ وہ جتنی مقدار میں مال دے رہا ہے اس سے زیادہ واپس لے گا مثلاً ایک من گندم دے اور شرط عائد کرے کہ ایک من پانچ سیر واپس لوں گا یا دس انڈے دے اور کہے کہ گیارہ انڈے واپس لوں گا تو یہ سود ہو گا اور حرام ہے بلکہ اگر طے کرے کہ مقروض اس کے لیئے کوئی کام کرے یا جو چیز لی ہو وہ کسی دوسری جنس کی کچھ مقدار کے ساتھ واپس کرے مثلاً طے کرے کہ مقروض نے اگر ایک روپیہ لیا ہے تو واپس کرتے وقت اس کے ساتھ ایک دیا سلائی کی ڈبیہ بھی دے تو یہ سود ہو گا اور حرام ہے۔ نیز اگر مقروض کے ساتھ شرط کرے کہ جو چیز وہ لے رہا ہے اسے ایک مخصوص طریقے سے واپس کرے مثلاً ان گھڑے سونے کی کچھ مقدار اسے دے اور شرط کرے کہ گھڑا ہوا سونا واپس کرے گا تب بھی یہ سود ہو گا اور حرام ہے البتہ اگر بغیر اس کے کہ قرض خواہ کوئی شرط لگائے خود مقروض قرضے کی مقدار سے کچھ زیادہ واپس کر دے تو کوئی حرج نہیں بلکہ اس کا یہ فعل مستحب ہے۔

مسئلہ ۲۲۹۲ : سود دینا سود لینے کی طرح حرام ہے لیکن جو شخص سود پر قرض لے ظاہر یہ ہے کہ وہ اس کا مالک ہو جاتا ہے اگرچہ اولیٰ یہ ہے کہ اس میں تصرف نہ کرے اور اگر صورت حال یہ ہو کہ اگر طرفین نے سود کا معاہدہ نہ بھی کیا ہوتا اور رقم کا مالک اس بات پر راضی ہوتا کہ قرض لینے والا اس رقم میں تصرف کرے تو مقروض بغیر کسی اشکال کے اس رقم میں تصرف کر سکتا ہے۔

مسئلہ ۲۲۹۳ : اگر کوئی شخص گندم یا اسی جیسی کوئی چیز سودی قرضے کے طور پر لے اور اس کے ذریعے کاشت کرے تو ظاہر یہ ہے کہ وہ پیداوار کا مالک ہو جاتا ہے لیکن اس سے جو پیداوار دستیاب ہو اس میں تصرف نہ کرے اس صورت میں قرض دہندہ کو سودی معاملے کے باطل ہونے سے آگاہ کر کے اگر مصالحت ہو جائے تو تصرف جائز ہے۔

مسئلہ ۲۲۹۴ : اگر کوئی شخص کوئی لباس خریدے اور بعد میں اس کی قیمت کپڑے کے مالک کو سودی قرضے پر لی ہوئی رقم سے یا ایسی حلال رقم سے جو سودی قرضے پر لی گئی رقم کے ساتھ خلط ملط ہو گئی ہو ادا کرے، تو اس لباس کے پہننے یا اس کے ساتھ نماز پڑھنے میں کوئی حرج نہیں اور اگر بیچنے والے سے کہے کہ میں یہ لباس اس رقم سے خرید رہا ہوں تو اس صورت میں اس لباس کو نماز میں اور نماز

کے علاوہ نہ پہنچے۔

مسئلہ ۲۲۹۵ : اگر کوئی شخص کسی تاجر کو کچھ رقم دے اور ایک دوسرے شہر میں اس تاجر سے کم رقم لے تو اس میں کوئی حرج نہیں اور اسے "صرف برات" کہتے ہیں۔ (حاشیہ) کسی تاجر سے حوالہ لینا برات کہلاتا ہے اور صرف برات سے مراد مقدار سے کم لینا ہے۔

مسئلہ ۲۲۹۶ : اگر کوئی شخص کسی دوسرے کو کچھ رقم اس شرط پر دے کہ چند دن بعد ایک دوسرے شہر میں اس سے زیادہ لے گا مثلاً ۹۹۰ روپے دے اور دس دن بعد دوسرے شہر میں اس کے بدلے ایک ہزار روپے لے اور یہ رقوم (یعنی ۹۹۰ روپے اور ہزار روپے) مثال کے طور پر سونے چاندی کی بنی ہوئی ہوں تو یہ سود ہو گا اور حرام ہے لیکن جو شخص زیادہ لے رہا ہو اگر وہ اضافے کے مقابلے میں کوئی جنس دے یا کوئی کام کر دے تو پھر کوئی ہرج نہیں تاہم وہ عام رائج نوٹ جنہیں شمار کیا جاتا ہو اگر انہیں زیادہ لیا جائے تو کوئی حرج نہیں ماسوا اس صورت کے کہ قرض دیا ہو اور زیادہ کی ادائیگی کی شرط لگائی ہو۔

مسئلہ ۲۲۹۷ : اگر کسی شخص نے (بحیثیت قرض خواہ) کسی سے کچھ لینا ہو اور وہ چیز سونے یا چاندی یا ناپی یا تولی جانے والی جنس سے نہ ہو تو وہ شخص اس چیز کو مقروض یا کسی اور کے پاس کم قیمت پر بیچ کر اس کی قیمت نقد وصول کر سکتا ہے۔ اسی بنا پر موجودہ دور میں جو چیک اور ہنڈیاں قرض خواہ مقروض سے لیتا ہے انہیں وہ بنک کے پاس یا کسی دوسرے شخص کے پاس اس سے کم قیمت پر (جسے عام اصطلاح میں "نزول کردن" یعنی بھاؤ گرنا کہتے ہیں) بیچ سکتا ہے اور باقی رقم نقد لے سکتا ہے کیونکہ عام رائج الوقت نوٹوں کا لین دین ناپ اور تول سے نہیں ہوتا۔

حوالہ دینے کے احکام

مسئلہ ۲۲۹۸ : اگر کوئی شخص اپنے قرض خواہ کو حوالہ دے کہ وہ اپنا قرضہ ایک اور شخص سے لے لے اور قرض خواہ اس بات کو قبول کرے تو جب "حوالہ" ان شرائط کے ساتھ جن کا ذکر بعد میں آئے گا مکمل ہو جائے تو جس شخص کے نام حوالہ دیا گیا ہے وہ مقروض ہو جائے گا اور اس کے بعد

قرض خواہ پہلے مقروض سے اپنے قرض کا مطالبہ نہیں کر سکتا۔

مسئلہ ۲۲۹۹ : مقروض اور قرض خواہ میں سے ہر ایک کو بالغ اور عاقل ہونا چاہئے اور کسی نے انہیں مجبور بھی نہ کیا ہو اور انہیں سفیہ بھی نہیں ہونا چاہئے (یعنی وہ شخص جو اپنا مال بیہودہ کاموں پر صرف کرتا ہو) اور یہ بھی معتبر ہے کہ مقروض اور قرض خواہ دیوالیہ نہ ہوں ہاں اگر حوالہ ایسے شخص کے نام ہو جو پہلے سے حوالہ دینے والے کا مقروض نہ ہو تو اگر حوالہ دینے والا خواہ دیوالیہ بھی ہو تو کوئی حرج نہیں ہے۔

مسئلہ ۲۳۰۰ : ایسے شخص کے نام حوالہ دینا جو مقروض نہ ہو اس صورت میں صحیح ہے جب وہ حوالہ قبول کرے نیز اگر کوئی شخص چاہے کہ جو شخص ایک جنس کے لیئے اس کا مقروض ہو اس کے نام دوسری جنس کا حوالہ لکھے۔ مثلاً جو شخص جو کا مقروض ہو اس کے نام گندم کا حوالہ لکھے تو جب وہ شخص قبول نہ کرے حوالہ صحیح نہیں ہے۔

مسئلہ ۲۳۰۱ : انسان جب حوالہ دے تو ضروری ہے کہ وہ اس وقت مقروض ہو پس اگر وہ کسی سے قرض لینا چاہتا ہو تو جب تک اس سے قرض نہ لے لے احتیاط واجب کی بنا پر اسے کسی کے نام کا حوالہ نہیں دے سکتا تاکہ جو قرض اسے بعد میں دینا ہو وہ پہلے ہی اس شخص سے وصول کرے۔

مسئلہ ۲۳۰۲ : حوالہ دینے والے اور قرض خواہ دونوں کے لیئے ضروری ہے کہ حوالہ کی مقدار اور اس کی جنس کے بارے میں علم رکھتے ہوں پس اگر حوالہ دینے والا کسی شخص کا دس من گندم اور دس روپے کا مقروض ہو اور قرض خواہ کو حوالہ دے کہ ان دونوں قرضوں میں سے کوئی ایک فلاں شخص سے لے لو اور اس قرضے کو معین نہ کرے تو حوالہ درست نہیں ہے۔

مسئلہ ۲۳۰۳ : اگر قرض واقعی معین ہو لیکن حوالہ دینے کے وقت مقروض اور قرض خواہ کو اس کی مقدار یا جنس کا علم نہ ہو تو حوالہ صحیح ہے مثلاً اگر کسی شخص نے دوسرے کا قرض رجسٹر میں لکھا ہوا ہے اور رجسٹر دیکھنے سے پہلے حوالہ دے دے اور بعد میں رجسٹر دیکھے اور قرض خواہ کو قرضے کی مقدار بتا دے تو حوالہ صحیح ہو گا۔

مسئلہ ۲۳۰۴ : قرض خواہ کو اختیار ہے کہ حوالہ قبول نہ کرے اگرچہ جس کے نام کا حوالہ دیا

جائے وہ فقیر بھی نہ ہو اور حوالہ کے ادا کرنے میں کوتاہی بھی نہ کرے۔

مسئلہ ۲۳۰۵ : جو شخص اس کا مقروض نہ ہو جس نے حوالہ دیا ہے اگر وہ حوالہ قبول کر لے تو وہ حوالہ ادا کرنے سے پہلے حوالہ دینے والے سے حوالہ کی مقدار نہیں لے سکتا اور اگر قرض خواہ تھوڑی مقدار پر صلح کرے تو جس نے حوالہ قبول کیا ہو وہ حوالہ دینے والے سے فقط اتنے کا ہی مطالبہ کر سکتا ہے۔

مسئلہ ۲۳۰۶ : حوالہ کی شرائط پوری ہونے کے بعد حوالہ دینے والا اور جس کے نام حوالہ دیا جائے حوالہ منسوخ نہیں کر سکتے اور جب وہ شخص جس کے نام حوالہ دیا گیا ہے حوالہ کے وقت فقیر نہ ہو اگرچہ وہ بعد میں فقیر ہو جائے لیکن قرض خواہ بھی حوالے کو منسوخ نہیں کر سکتا یہی حکم اس وقت ہے جب وہ شخص جس کے نام حوالہ دیا گیا ہو حوالہ دینے کے وقت فقیر ہو اور قرض خواہ جانتا ہو کہ وہ فقیر ہے لیکن اگر قرض خواہ کو علم نہ کہ وہ فقیر ہے اور بعد میں اسے پتہ چلے تو خواہ اس وقت وہ شخص مالدار ہو گیا ہو قرض خواہ حوالہ منسوخ کر سکتا ہے اور اپنا قرض حوالہ دینے والے سے لے سکتا ہے۔

مسئلہ ۲۳۰۷ : اگر مقروض اور قرض خواہ اور جس کے نام کا حوالہ دیا گیا ہو (اس صو[illegible] جب کہ اس کی قبولیت حوالہ کے صحیح ہونے میں معتبر ہو) یا ان میں سے کسی ایک نے اپنے حوالہ منسوخ کرنے کا معاہدہ کیا ہو تو جو معاہدہ انہوں نے کیا ہو اس کے مطابق وہ حوالہ منسو[illegible] ہیں۔

مسئلہ ۲۳۰۸ : اگر حوالہ دینے والا خود قرض خواہ کا قرضہ ادا کر دے اور اگر یہ کام اس شخص کی خواہش پر ہوا ہو جس کے نام کا حوالہ دیا گیا ہو جبکہ وہ حوالہ دینے والے کا مقروض بھی ہو تو وہ جو کچھ دیا ہو اس سے لے سکتا ہے اور اگر اس کی خواہش کے بغیر ادا کیا ہو یا وہ حوالہ دہندہ کا مقروض نہ ہو تو پھر اس نے جو کچھ دیا ہے اس کا مطالبہ اس سے نہیں کر سکتا۔

رہن کے احکام

مسئلہ ۲۳۰۹ : رہن یہ ہے کہ مقروض قرض خواہ کے پاس اپنے مال کی کچھ مقدار رکھ دے تاکہ

اگر اس کا قرضہ ادا نہ کرے تو وہ اس مال سے اپنا قرضہ وصول کر لے۔

مسئلہ ۲۳۱۰ : رہن میں کوئی خاص صیغہ پڑھنا ضروری نہیں ہے بلکہ اگر مقروض اپنا مال گروی کے ارادے سے قرض خواہ کو دے دے اور قرض خواہ اسی ارادے سے اسے لے لے تو رہن صحیح ہے۔

مسئلہ ۲۳۱۱ : گروی رکھنے والا اور جو شخص مال بطور گروی لے ان کے لیئے ضروری ہے کہ بالغ اور عاقل ہوں اور کسی نے انہیں اس معاملے کے لیئے مجبور نہ کیا ہو اور یہ بھی ضروری ہے کہ مال گروی رکھنے والا مفلس (دیوالیہ شدہ) اور سفیہ نہ ہو۔ مفلس اور سفیہ کے معنی بیان کیئے جا چکے ہیں۔

مسئلہ ۲۳۱۲ : انسان وہ مال گروی رکھ سکتا ہے جس میں وہ شرعاً تصرف کر سکتا ہو اور اگر کسی دوسرے کا مال اس کی اجازت سے گروی رکھ دے تو بھی صحیح ہے۔

مسئلہ ۲۳۱۳ : جس چیز کو گروی رکھا جا رہا ہو اس کی خرید و فروخت صحیح ہونی چاہیئے پس اگر شراب یا اس سے ملتی جلتی چیز گروی رکھی جائے تو درست نہیں ہے۔

مسئلہ ۲۳۱۴ : جس چیز کو گروی رکھا جارہا ہو اس سے جو فائدہ ہو وہ اس شخص کا مال ہے جس نے گروی رکھا ہو۔

مسئلہ ۲۳۱۵ : قرض خواہ نے جو مال بطور گروی لیا ہو وہ اسے مقروض کی اجازت کے بغیر کسی دوسرے کی ملکیت میں نہیں دے سکتا مثلاً وہ' وہ مال کسی کو بخش نہیں سکتا اور کسی کے پاس فروخت بھی نہیں کر سکتا لیکن اگر وہ اس مال کو کسی کو بخش دے یا فروخت کر دے اور بعد میں مقروض اجازت دے دے تو اس میں کوئی اشکال نہیں ہے۔

مسئلہ ۲۳۱۶ : اگر قرض خواہ اس مال کو جو اس نے بطور گروی لیا ہو مقروض کی اجازت سے بیچ دے تو خود مال کی طرح اس کی قیمت بھی گروی ہو جاتی ہے اور اگر مقروض کی اجازت کے بغیر بیچ دے اور بعد میں مقروض اس کی تصدیق کر دے یا یہ کہ خود مقروض اس چیز کو قرض خواہ کی اجازت سے بیچ دے تاکہ اس کی قیمت گروی ہو جائے تب بھی یہی حکم ہے (یعنی اس مال کی جو قیمت وصول ہو گی وہ خود مال کی طرح گروی ہو جائے گی) اور مقروض اس چیز کو قرض خواہ کی اجازت کے بغیر بیچے تو وہ چیز

بدستور گروی رہے گی۔

مسئلہ ۲۳۱۷ : جس وقت مقروض کو قرض ادا کر دینا چاہئے اگر قرض خواہ اس وقت مطالبہ کرے اور مقروض ادائیگی نہ کرے تو اس صورت میں جبکہ قرض خواہ مال فروخت کرنے کا اختیار رکھتا ہو وہ گروی لیئے ہوئے مال کو فروخت کر کے اپنا قرضہ وصول کر سکتا ہے اور اگر اختیار نہ رکھتا ہو تو اس کے لیئے ضروری ہے کہ مقروض سے اجازت لے اور اگر اس تک پہنچ نہ ہو تو اسے چاہئے کہ حاکم شرع سے اجازت لے اور دونوں صورتوں میں اگر قرضے سے زیادہ قیمت وصول ہو تو اسے چاہئے کہ زائد مال مقروض کو دے دے۔

مسئلہ ۲۳۱۸ : اگر مقروض کے پاس اس مکان کے علاوہ جس میں وہ رہتا ہو اور اس سامان کے علاوہ جس کی اسے حاجت ہو اور کوئی چیز نہ ہو تو قرض خواہ اس سے اپنے قرض کا مطالبہ نہیں کر سکتا لیکن مقروض نے جو مال بطور گروی دیا ہو اگرچہ وہ مکان اور سامان ہی کیوں نہ ہو قرض خواہ اسے بیچ کر اپنا قرضہ وصول کر سکتا ہے۔

ضامن ہونے کے احکام

مسئلہ ۲۳۱۹ : اگر کوئی شخص کسی دوسرے کا قرضہ ادا کرنے کے لیئے ضامن بننا چاہے تو اس کا ضامن بننا اس وقت صحیح ہو گا جب وہ کسی لفظ سے (اگرچہ وہ عربی زبان میں نہ ہو) یا عمل سے قرض خواہ کو سمجھا دے کہ میں تمہارے قرض کی ادائیگی کے لیئے ضامن بن گیا ہوں اور قرض خواہ بھی اپنی رضا مندی کا اظہار کر دے اور مقروض کا رضا مند ہونا شرط نہیں ہے۔

مسئلہ ۲۳۲۰ : ضامن اور قرض خواہ دونوں کے لیئے ضروری ہے کہ بالغ اور عاقل ہوں اور کسی نے انہیں اس معاملے پر مجبور نہ کیا ہو اور وہ سفیہ اور دیوالیہ بھی نہ ہوں لیکن یہ شرائط مقروض کے لیئے نہیں ہیں مثلاً اگر کوئی شخص بچے یا دیوانے یا سفیہ کا قرض ادا کرنے کے لیئے ضامن بنے تو ضمانت صحیح ہے۔

مسئلہ ۲۳۲۱ : جب کوئی شخص یہ کہے کہ اگر مقروض تمہارا قرض نہیں دے گا تو میں دوں گا اس

کو ایک وعدہ سمجھا جائے گا اور اس پر ضمانت کے احکام جاری نہیں ہوں گے۔ اور کیونکہ یہ وعدہ کسی عقد لازم کے ضمن میں نہیں ہوا لہٰذا اس کی وفا واجب نہیں۔

مسئلہ ۲۳۲۲ : اگر ایک شخص دوسرے سے قرض لینا چاہے اور ایک اور شخص قرض دینے والے سے کہے کہ میں قرض کا ضامن ہوں تو ایسی صورت میں اگر قرض لینے والا ادائیگی نہ کرے تو بعید نہیں ہے کہ قرض خواہ ضامن سے اس کا مطالبہ کر سکے۔

مسئلہ ۲۳۲۳ : انسان اسی صورت میں ضامن بن سکتا ہے جب قرض خواہ اور مقروض اور قرض کے طور پر دی جانے والی چیز فی الواقع معین ہوں لہٰذا اگر دو اشخاص کسی ایک شخص کے قرض خواہ ہوں اور انسان کہے کہ میں تم میں سے ایک کا قرض ادا کر دوں گا تو چونکہ اس نے اس بات کا تعین نہیں کیا کہ وہ ان میں سے کس کا قرض ادا کرے گا اس لیئے اس کا ضامن بننا باطل ہے نیز اگر کسی کو دو اشخاص سے قرض وصول کرنا ہو اور کوئی شخص کہے کہ میں ضامن ہوں کہ ان دو میں سے ایک کا قرضہ تمہیں ادا کر دوں گا تو چونکہ اس نے اس بات کا تعین نہیں کیا کہ دونوں میں سے کس کا قرضہ ادا کرے گا اس لیئے اس کا ضامن بننا باطل ہے اور اسی طرح اگر کسی نے ایک دوسرے شخص سے مثال کے طور پر دس من گندم اور دس روپے لینے ہوں اور کوئی شخص کہے کہ میں تمہارے دونوں قرضوں میں سے ایک کی ادائیگی کا ضامن ہوں اور اس امر کا تعین نہ کرے کہ وہ گندم کے لیئے ضامن ہے یا روپوں کے لیئے تو یہ ضمانت صحیح نہیں ہے۔

مسئلہ ۲۳۲۴ : اگر قرض خواہ اپنا قرضہ ضامن کو بخش دے تو ضامن مقروض سے کوئی چیز نہیں لے سکتا اور اگر وہ قرضے کی کچھ مقدار اسے بخش دے تو وہ (مقروض سے) اس مقدار کا مطالبہ نہیں کر سکتا۔ عندالطلب اس کو حاضر کرنا میری ذمہ داری ہے۔ ذمہ داری قبول کرنے والا کفیل جو صاحب حق ذمہ داری لے رہا ہے وہ مکفول لہ اور جس شخص کے حاضر کرنے کی ذمہ داری دی جارہی ہے وہ مکفول کہلاتا ہے۔

مسئلہ ۲۳۲۵ : اگر کوئی شخص کسی کا قرضہ ادا کرنے کے لیئے ضامن بن جائے تو وہ ضامن ہونے سے انکار نہیں کر سکتا۔

مسئلہ ۲۳۲۶ : بنابر احتیاط ضامن اور قرض خواہ یہ شرط طے نہیں کر سکتے کہ جس وقت چاہیں

توضیح المسائل

اگر کوئی شخص دیوانے کے پاس کوئی مال امانت کے طور پر رکھے یا دیوانہ اپنا مال کسی کے پاس بطور امانت رکھے تو یہ صحیح نہیں ہے البتہ یہ بات جائز ہے کہ ممیز بچہ یعنی وہ بچہ جو اچھے برے کی تمیز رکھتا ہو اپنے ولی کی اجازت سے اپنا مال کسی کے پاس بطور امانت رکھے اور ممیز بچے کے پاس کوئی چیز امانت رکھنے میں کوئی حرج نہیں خواہ اس کے ولی نے اس امر کی اجازت نہ بھی دی ہو۔

مسئلہ ۲۳۳۸ : اگر کوئی شخص بچے سے کوئی چیز اس چیز کے مالک کی اجازت کے بغیر بطور امانت قبول کر لے تو اس شخص کو چاہئے کہ وہ چیز اس کے مالک کو دے دے اور اگر وہ چیز خود بچے کا مال ہو اور اس کے ولی نے بچے کو اسے بطور امانت کسی کے پاس رکھنے کی اجازت نہ دی ہو تو امانت لینے والے کو چاہئے کہ وہ چیز بچے کے ولی کے پاس پہنچا دے اور اگر وہ ان لوگوں کے پاس مال پہنچانے میں کوتاہی کرے اور وہ مال تلف ہو جائے تو اسے چاہئے کہ اس کا عوض دے اور اگر امانت کے طور پر مال دینے والا دیوانہ ہو تب بھی یہی حکم ہے۔

مسئلہ ۲۳۳۹ : جب کوئی شخص امانت میں دیئے گئے مال کی حفاظت نہ کر سکتا ہو تو اگر امانت دینے والا اس امر کی جانب متوجہ نہ ہو تو احتیاط واجب کی بنا پر اس شخص کو چاہئے کہ امانت قبول نہ کرے۔

مسئلہ ۲۳۴۰ : اگر انسان صاحب مال کو سمجھائے کہ وہ اس کے مال کی نگہداشت کے لیئے تیار نہیں اور صاحب مال پھر بھی مال چھوڑ کر چلا جائے اور وہ مال تلف ہو جائے تو جس شخص نے امانت قبول نہ کی ہو وہ ذمہ دار نہیں ہے لیکن اس کے لیئے احتیاط مستحب یہ ہے کہ اگر ممکن ہو تو اس مال کی حفاظت کرے۔

مسئلہ ۲۳۴۱ : جو شخص کسی کے پاس کوئی چیز بطور امانت رکھے وہ اس چیز کو جس وقت چاہے واپس لے سکتا ہے اور جس شخص نے کوئی چیز بطور امانت قبول کی ہو وہ جب بھی چاہے اس کے مالک کو لوٹا سکتا ہے۔

مسئلہ ۲۳۴۲ : اگر کوئی شخص امانت کی نگہداشت ترک کر دے اور ودیعہ منسوخ کر دے تو اسے چاہئے کہ جس قدر جلدی ہو سکے مال اس کے مالک یا مالک کے وکیل یا ولی کو پہنچا دے یا انہیں

اطلاع دے دے کہ وہ مال کی حفاظت کے لیئے تیار نہیں ہے اور اگر وہ بغیر عذر کے مال انہیں نہ پہنچائے اور اطلاع بھی نہ دے تو اگر مال تلف ہو جائے تو اسے چاہئے کہ اس کا عوض دے۔

مسئلہ ۲۳۴۳ : جو شخص امانت قبول کرے اگر اس کے پاس اسے رکھنے کے لیئے مناسب جگہ نہ ہو تو اسے چاہئے کہ اس کے لیئے مناسب جگہ حاصل کرے اور اس چیز کی اس طرح نگہداشت کرے کہ لوگ یہ نہ کہیں کہ اس کی نگہداشت میں اس نے کوتاہی کی ہے اور اگر وہ اس چیز کو ایسی جگہ رکھے جو اس کے لیئے مناسب نہ ہو اور وہ تلف ہو جائے تو اسے چاہئے کہ اس کا عوض دے۔

مسئلہ ۲۳۴۴ : جو شخص امانت قبول کرے اگر وہ اس کی نگہداشت میں کوتاہی نہ کرے اور تعدی یعنی زیادہ روی بھی نہ کرے اور اتفاقاً" وہ مال تلف ہو جائے تو وہ شخص ذمہ دار نہیں ہے لیکن اگر وہ مال کو ایسی جگہ رکھے جہاں وہ اس بات سے محفوظ نہ ہو کہ اگر کوئی ظالم خبرپائے تو لے جائے اور اگر وہ مال تلف ہو جائے تو اسے چاہئے کہ اس کا عوض اس کے مالک کو دے۔

مسئلہ ۲۳۴۵ : اگر مال کا مالک اپنے مال کی نگہداشت کے لیئے کوئی جگہ معین کر دے اور جس شخص نے امانت قبول کی ہو اسے کہے کہ تجھے چاہئے کہ یہیں مال کا خیال رکھے اور اگر اس کے ضائع ہو جانے کا احتمال ہو تب بھی تجھے اس کو کہیں اور نہیں لے جانا چاہئے تو امانت قبول کرنے والا اسے کسی اور جگہ نہیں لے جا سکتا اور اگر وہ مال کو کسی دوسری جگہ لے جائے اور وہ تلف ہو جائے تو وہ شخص (یعنی امانت قبول کرنے والا) ذمہ دار ہے۔

مسئلہ ۲۳۴۶ : اگر مال کا مالک اپنے مال کی نگہداشت کے لیئے کوئی جگہ معین کرے اور جس شخص نے امانت قبول کی ہو اسے علم ہو کہ وہ جگہ مال کے مالک کی نظر میں کوئی خصوصیت نہیں رکھتی بلکہ اس کے معین کرنے سے اس کا مقصد محض مال کی حفاظت تھا تو وہ اس مال کو کسی ایسی جگہ جو زیادہ محفوظ ہو یا پہلی جگہ جتنی ہی محفوظ ہو لے جاسکتا ہے اور اگر مال وہاں تلف ہو جائے تو وہ ذمہ دار نہیں ہے۔

مسئلہ ۲۳۴۷ : اگر مال کا مالک دیوانہ ہو جائے تو جس شخص نے اس سے امانت قبول کی ہو اسے چاہئے کہ فوراً امانت اس کے ولی کو پہنچا دے یا اس کے ولی کو خبر پہنچا دے اور اگر وہ شرعی عذر

کے بغیر مال دیوانے کے ولی کو نہ پہنچائے اور اسے خبر دینے میں بھی کوتاہی برتے اور مال تلف ہو جائے تو اسے چاہئے کہ اس کا عوض دے۔

مسئلہ ۲۳۴۸ : اگر مال کا مالک مرجائے تو امانت دار کو چاہئے کہ اس کا مال اس کے وارث کو پہنچا دے یا اس کے وارث کو اطلاع دے اور اگر وہ مال میت کے وارث کو نہ دے اور اسے خبر دینے میں بھی کوتاہی برتے اور مال تلف ہو جائے تو وہ ذمہ دار ہے لیکن اگر وہ مال اس وجہ سے وارث کو نہ دے اور اسے خبر دینے میں بھی کوتاہی برتے کہ وہ یہ جاننا چاہتا ہو کہ جو شخص کہتا ہے کہ میں میت کا وارث ہوں وہ ٹھیک بھی کہتا ہے یا نہیں یا یہ جاننا چاہتا ہو کہ میت کا کوئی اور بھی وارث ہے یا نہیں تو پھر اگر مال تلف ہو جائے تو وہ ذمہ دار نہیں ہے۔

مسئلہ ۲۳۴۹ : اگر مال کا مالک مرجائے اور اس کے کئی وارث ہوں تو جس شخص نے امانت قبول کی ہو اسے چاہئے کہ مال تمام ورثاء کو دے یا اس شخص کو دے جسے مال دینے پر سب ورثاء رضامند ہوں لہٰذا اگر وہ دوسرے ورثاء کی اجازت کے بغیر مال فقط ایک وارث کو دے دے تو وہ دوسروں کے حصوں کے لیئے ذمہ دار ہے۔

مسئلہ ۲۳۵۰ : جس شخص نے امانت قبول کی ہو اگر وہ مرجائے یا دیوانہ ہو جائے تو اس کے وارث یا ولی کو چاہئے کہ جس قدر جلدی ہو سکے مال کے مالک کو اطلاع دے یا امانت اس کو پہنچائے۔

مسئلہ ۲۳۵۱ : اگر امانت دار اپنے آپ میں موت کی نشانیاں دیکھے تو اگر ممکن ہو تو اسے چاہئے کہ امانت کو اس کے مالک یا مالک کے وکیل کے پاس پہنچا دے اور اگر ایسا کرنا ممکن نہ ہو تو اسے چاہئے کہ امانت حاکم شرع کے سپرد کر دے اور اگر حاکم شرع تک نہ پہنچ سکتا ہو تو اس صورت میں جب کہ اس کا وارث امین ہو اور امانت کے بارے میں علم رکھتا ہو اس کے لیئے ضروری نہیں کہ وصیت کرے ورنہ اسے چاہئے کہ وصیت کرے اور اس وصیت پر شاہد بھی مقرر کرے اور مال کے مالک کا نام اور مال کی جنس اور خصوصیات اور اس کا محل وقوع وصی اور شاہد کو بتا دے۔

مسئلہ ۲۳۵۲ : اگر امانت دار اپنے آپ میں موت کی نشانیاں دیکھے اور جس وظیفہ کا سابقہ مسئلہ میں ذکر کیا گیا ہے اس کے مطابق عمل نہ کرے تو اگر وہ امانت تلف ہو جائے تو اسے چاہئے کہ اس کا

قرض خواہ پہلے مقروض سے اپنے قرض کا مطالبہ نہیں کر سکتا۔

مسئلہ ۲۲۹۹ : مقروض اور قرض خواہ میں سے ہر ایک کو بالغ اور عاقل ہونا چاہئے اور کسی نے انہیں مجبور بھی نہ کیا ہو اور انہیں سفیہ بھی نہیں ہونا چاہئے (یعنی وہ شخص جو اپنا مال بیہودہ کاموں پر صرف کرتا ہو) اور یہ بھی معتبر ہے کہ مقروض اور قرض خواہ دیوالیہ نہ ہوں ہاں اگر حوالہ ایسے شخص کے نام ہو جو پہلے سے حوالہ دینے والے کا مقروض نہ ہو تو اگر حوالہ دینے والا خواہ دیوالیہ بھی ہو تو کوئی حرج نہیں ہے۔

مسئلہ ۲۳۰۰ : ایسے شخص کے نام حوالہ دینا جو مقروض نہ ہو اس صورت میں صحیح ہے جب وہ حوالہ قبول کرے نیز اگر کوئی شخص چاہے کہ جو شخص ایک جنس کے لیئے اس کا مقروض ہو اس کے نام دوسری جنس کا حوالہ لکھے۔ مثلاً جو شخص جو کا مقروض ہو اس کے نام گندم کا حوالہ لکھے تو جب وہ شخص قبول نہ کرے حوالہ صحیح نہیں ہے۔

مسئلہ ۲۳۰۱ : انسان جب حوالہ دے تو ضروری ہے کہ وہ اس وقت مقروض ہو پس اگر وہ کسی سے قرض لینا چاہتا ہو تو جب تک اس سے قرض نہ لے لے احتیاط واجب کی بنا پر اسے کسی کے نام کا حوالہ نہیں دے سکتا تاکہ جو قرض اسے بعد میں دینا ہو وہ پہلے ہی اس شخص سے وصول کرے۔

مسئلہ ۲۳۰۲ : حوالہ دینے والے اور قرض خواہ دونوں کے لیئے ضروری ہے کہ حوالہ کی مقدار اور اس کی جنس کے بارے میں علم رکھتے ہوں پس اگر حوالہ دینے والا کسی شخص کا دس من گندم اور دس روپے کا مقروض ہو اور قرض خواہ کو حوالہ دے کہ ان دونوں قرضوں میں سے کوئی ایک فلاں شخص سے لے لو اور اس قرضے کو معین نہ کرے تو حوالہ درست نہیں ہے۔

مسئلہ ۲۳۰۳ : اگر قرض واقعی معین ہو لیکن حوالہ دینے کے وقت مقروض اور قرض خواہ کو اس کی مقدار یا جنس کا علم نہ ہو تو حوالہ صحیح ہے مثلاً اگر کسی شخص نے دوسرے کا قرض رجسٹر میں لکھا ہوا ہے اور رجسٹر دیکھنے سے پہلے حوالہ دے دے اور بعد میں رجسٹر دیکھے اور قرض خواہ کو قرضے کی مقدار بتا دے تو حوالہ صحیح ہو گا۔

مسئلہ ۲۳۰۴ : قرض خواہ کو اختیار ہے کہ حوالہ قبول نہ کرے اگرچہ جس کے نام کا حوالہ دیا

جائے وہ فقیر بھی نہ ہو اور حوالہ کے ادا کرنے میں کوتاہی بھی نہ کرے۔

مسئلہ ۲۳۰۵ : جو شخص اس کا مقروض نہ ہو جس نے حوالہ دیا ہے اگر وہ حوالہ قبول کر لے تو وہ حوالہ ادا کرنے سے پہلے حوالہ دینے والے سے حوالہ کی مقدار نہیں لے سکتا اور اگر قرض خواہ تھوڑی مقدار پر صلح کرے تو جس نے حوالہ قبول کیا ہو وہ حوالہ دینے والے سے فقط اتنے کا ہی مطالبہ کر سکتا ہے۔

مسئلہ ۲۳۰۶ : حوالہ کی شرائط پوری ہونے کے بعد حوالہ دینے والا اور جس کے نام حوالہ دیا جائے حوالہ منسوخ نہیں کر سکتے اور جب وہ شخص جس کے نام حوالہ دیا گیا ہے حوالہ کے وقت فقیر نہ ہو اگرچہ وہ بعد میں فقیر ہو جائے لیکن قرض خواہ بھی حوالے کو منسوخ نہیں کر سکتا یہی حکم اس وقت ہے جب وہ شخص جس کے نام حوالہ دیا گیا ہو حوالہ دینے کے وقت فقیر ہو اور قرض خواہ جانتا ہو کہ وہ فقیر ہے لیکن اگر قرض خواہ کو علم نہ کہ وہ فقیر ہے اور بعد میں اسے پتہ چلے تو خواہ اس وقت وہ شخص مالدار ہو گیا ہو قرض خواہ حوالہ منسوخ کر سکتا ہے اور اپنا قرض حوالہ دینے والے سے لے سکتا ہے۔

مسئلہ ۲۳۰۷ : اگر مقروض اور قرض خواہ اور جس کے نام کا حوالہ دیا گیا ہو (اس صو[رت میں] جب کہ اس کی قبولیت حوالہ کے صحیح ہونے میں معتبر ہو) یا ان میں سے کسی ایک نے اپنے حوالہ منسوخ کرنے کا معاہدہ کیا ہو تو جو معاہدہ انہوں نے کیا ہو اس کے مطابق وہ حوالہ منسو[خ کر سکتے] ہیں۔

مسئلہ ۲۳۰۸ : اگر حوالہ دینے والا خود قرض خواہ کا قرضہ ادا کر دے اور اگر یہ کام اس شخص کی خواہش پر ہوا ہو جس کے نام کا حوالہ دیا گیا ہو جبکہ وہ حوالہ دینے والے کا مقروض بھی ہو تو وہ جو کچھ دیا ہو اس سے لے سکتا ہے اور اگر اس کی خواہش کے بغیر ادا کیا ہو یا وہ حوالہ دہندہ کا مقروض نہ ہو تو پھر اس نے جو کچھ دیا ہے اس کا مطالبہ اس سے نہیں کر سکتا۔

رہن کے احکام

مسئلہ ۲۳۰۹ : رہن یہ ہے کہ مقروض قرض خواہ کے پاس اپنے مال کی کچھ مقدار رکھ دے تاکہ

اگر اس کا قرضہ ادا نہ کرے تو وہ اس مال سے اپنا قرضہ وصول کرلے۔

مسئلہ ۲۳۱۰ : رہن میں کوئی خاص صیغہ پڑھنا ضروری نہیں ہے بلکہ اگر مقروض اپنا مال گروی کے ارادے سے قرض خواہ کو دے دے اور قرض خواہ اسی ارادے سے اسے لے لے تو رہن صحیح ہے۔

مسئلہ ۲۳۱۱ : گروی رکھنے والا اور جو شخص مال بطور گروی لے ان کے لیئے ضروری ہے کہ بالغ اور عاقل ہوں اور کسی نے انہیں اس معاملے کے لیئے مجبور نہ کیا ہو اور یہ بھی ضروری ہے کہ مال گروی رکھنے والا مفلس (دیوالیہ شدہ) اور سفیہ نہ ہو۔ مفلس اور سفیہ کے معنی بیان کیئے جا چکے ہیں۔

مسئلہ ۲۳۱۲ : انسان وہ مال گروی رکھ سکتا ہے جس میں وہ شرعاً تصرف کر سکتا ہو اور اگر کسی دوسرے کا مال اس کی اجازت سے گروی رکھ دے تو بھی صحیح ہے۔

مسئلہ ۲۳۱۳ : جس چیز کو گروی رکھا جا رہا ہو اس کی خرید و فروخت صحیح ہونی چاہیۓ پس اگر شراب یا اس سے ملتی جلتی چیز گروی رکھی جائے تو درست نہیں ہے۔

مسئلہ ۲۳۱۴ : جس چیز کو گروی رکھا جارہا ہو اس سے جو فائدہ ہو وہ اس شخص کا مال ہے جس نے گروی رکھا ہو۔

مسئلہ ۲۳۱۵ : قرض خواہ نے جو مال بطور گروی لیا ہو وہ اسے مقروض کی اجازت کے بغیر کسی دوسرے کی ملکیت میں نہیں دے سکتا مثلاً وہ' وہ مال کسی کو بخش نہیں سکتا اور کسی کے پاس فروخت بھی نہیں کر سکتا لیکن اگر وہ اس مال کو کسی کو بخش دے یا فروخت کر دے اور بعد میں مقروض اجازت دے دے تو اس میں کوئی اشکال نہیں ہے۔

مسئلہ ۲۳۱۶ : اگر قرض خواہ اس مال کو جو اس نے بطور گروی لیا ہو مقروض کی اجازت سے بیچ دے تو خود مال کی طرح اس کی قیمت بھی گروی ہو جاتی ہے اور اگر مقروض کی اجازت کے بغیر بیچ دے اور بعد میں مقروض اس کی تصدیق کر دے یا یہ کہ خود مقروض اس چیز کو قرض خواہ کی اجازت سے بیچ دے تاکہ اس کی قیمت گروی ہو جائے تب بھی یہی حکم ہے (یعنی اس مال کی جو قیمت وصول ہو گی وہ خود مال کی طرح گروی ہو جائے گی) اور مقروض اس چیز کو قرض خواہ کی اجازت کے بغیر بیچے تو وہ چیز

بدستور گروی رہے گی۔

مسئلہ ۲۳۱۷ : جس وقت مقروض کو قرض ادا کر دینا چاہئے اگر قرض خواہ اس وقت مطالبہ کرے اور مقروض ادائیگی نہ کرے تو اس صورت میں جبکہ قرض خواہ مال فروخت کرنے کا اختیار رکھتا ہو وہ گروی لیئے ہوئے مال کو فروخت کر کے اپنا قرضہ وصول کر سکتا ہے اور اگر اختیار نہ رکھتا ہو تو اس کے لیئے ضروری ہے کہ مقروض سے اجازت لے اور اگر اس تک پہنچ نہ ہو تو اسے چاہئے کہ حاکم شرع سے اجازت لے اور دونوں صورتوں میں اگر قرضے سے زیادہ قیمت وصول ہو تو اسے چاہئے کہ زائد مال مقروض کو دے دے۔

مسئلہ ۲۳۱۸ : اگر مقروض کے پاس اس مکان کے علاوہ جس میں وہ رہتا ہو اور اس سامان کے علاوہ جس کی اسے حاجت ہو اور کوئی چیز نہ ہو تو قرض خواہ اس سے اپنے قرض کا مطالبہ نہیں کر سکتا لیکن مقروض نے جو مال بطور گروی دیا ہو اگرچہ وہ مکان اور سامان ہی کیوں نہ ہو قرض خواہ اسے بیچ کر اپنا قرضہ وصول کر سکتا ہے۔

ضامن ہونے کے احکام

مسئلہ ۲۳۱۹ : اگر کوئی شخص کسی دوسرے کا قرضہ ادا کرنے کے لیئے ضامن بننا چاہے تو اس کا ضامن بننا اس وقت صحیح ہو گا جب وہ کسی لفظ سے (اگرچہ وہ عربی زبان میں نہ ہو) یا عمل سے قرض خواہ کو سمجھا دے کہ میں تمہارے قرض کی ادائیگی کے لیئے ضامن بن گیا ہوں اور قرض خواہ بھی اپنی رضا مندی کا اظہار کر دے اور مقروض کا رضا مند ہونا شرط نہیں ہے۔

مسئلہ ۲۳۲۰ : ضامن اور قرض خواہ دونوں کے لیئے ضروری ہے کہ بالغ اور عاقل ہوں اور کسی نے انہیں اس معاملے پر مجبور نہ کیا ہو اور وہ سفیہ اور دیوالیہ بھی نہ ہوں لیکن یہ شرائط مقروض کے لیئے نہیں ہیں مثلاً اگر کوئی شخص بچے یا دیوانے یا سفیہ کا قرض ادا کرنے کے لیئے ضامن بنے تو ضمانت صحیح ہے۔

مسئلہ ۲۳۲۱ : جب کوئی شخص یہ کہے کہ اگر مقروض تمہارا قرض نہیں دے گا تو میں دوں گا اس

کو ایک وعدہ سمجھا جائے گا اور اس پر ضمانت کے احکام جاری نہیں ہوں گے۔ اور کیونکہ یہ وعدہ کسی عقد لازم کے ضمن میں نہیں ہوا لہٰذا اس کی وفا واجب نہیں۔

مسئلہ ۲۳۲۲ : اگر ایک شخص دوسرے سے قرض لینا چاہے اور ایک اور شخص قرض دینے والے سے کہے کہ میں قرض کا ضامن ہوں تو ایسی صورت میں اگر قرض لینے والا ادائیگی نہ کرے تو بعید نہیں ہے کہ قرض خواہ ضامن سے اس کا مطالبہ کر سکے۔

مسئلہ ۲۳۲۳ : انسان اسی صورت میں ضامن بن سکتا ہے جب قرض خواہ اور مقروض اور قرض کے طور پر دی جانے والی چیز فی الواقع معین ہوں لہٰذا اگر دو اشخاص کسی ایک شخص کے قرض خواہ ہوں اور انسان کہے کہ میں تم میں سے ایک کا قرض ادا کر دوں گا تو چونکہ اس نے اس بات کا تعین نہیں کیا کہ وہ ان میں سے کس کا قرض ادا کرے گا اس لیئے اس کا ضامن بننا باطل ہے نیز اگر کسی کو دو اشخاص سے قرض وصول کرنا ہو اور کوئی شخص کہے کہ میں ضامن ہوں کہ ان دو میں سے ایک کا قرضہ تمہیں ادا کر دوں گا تو چونکہ اس نے اس بات کا تعین نہیں کیا کہ دونوں میں سے کس کا قرضہ ادا کرے گا اس لیئے اس کا ضامن بننا باطل ہے اور اسی طرح اگر کسی نے ایک دوسرے شخص سے مثال کے طور پر دس من گندم اور دس روپے لینے ہوں اور کوئی شخص کہے کہ میں تمہارے دونوں قرضوں میں سے ایک کی ادائیگی کا ضامن ہوں اور اس امر کا تعین نہ کرے کہ وہ گندم کے لیئے ضامن ہے یا روپوں کے لیئے تو یہ ضمانت صحیح نہیں ہے۔

مسئلہ ۲۳۲۴ : اگر قرض خواہ اپنا قرضہ ضامن کو بخش دے تو ضامن مقروض سے کوئی چیز نہیں لے سکتا اور اگر وہ قرضے کی کچھ مقدار اسے بخش دے تو وہ (مقروض سے) اس مقدار کا مطالبہ نہیں کر سکتا۔ عندالطلب اس کو حاضر کرنا میری ذمہ داری ہے۔ ذمہ داری قبول کرنے والا کفیل جو صاحب حق ذمہ داری لے رہا ہے وہ مکفول لہ اور جس شخص کے حاضر کرنے کی ذمہ داری دی جارہی ہے وہ مکفول کہلاتا ہے۔

مسئلہ ۲۳۲۵ : اگر کوئی شخص کسی کا قرضہ ادا کرنے کے لیئے ضامن بن جائے تو وہ ضامن ہونے سے انکار نہیں کر سکتا۔

مسئلہ ۲۳۲۶ : بنابر احتیاط ضامن اور قرض خواہ یہ شرط طے نہیں کر سکتے کہ جس وقت چاہیں

ضامن کی ضمانت منسوخ کر دیں۔

مسئلہ ۲۳۲۷ : اگر انسان ضامن بننے کے وقت قرض خواہ کا قرضہ ادا کرنے کے قابل ہو تو خواہ وہ (ضامن) بعد میں فقیر ہو جائے قرض خواہ اس کی ضمانت منسوخ کر کے پہلے مقروض سے قرض کی ادائیگی کا مطالبہ نہیں کر سکتا اور اگر ضامن بننے کے وقت ضامن قرض ادا کرنے پر قادر نہ ہو لیکن قرض خواہ یہ بات جانتے ہوئے اس کے ضامن بننے پر راضی ہو جائے تب بھی یہی حکم ہے۔

مسئلہ ۲۳۲۸ : اگر انسان ضامن بننے کے وقت قرض خواہ کا قرضہ ادا کرنے پر قادر نہ ہو اور قرض خواہ صورت حال سے لاعلم ہوتے ہوئے اس کی ضمانت منسوخ کرنا چاہے تو اس میں اشکال ہے بالخصوص اس صورت میں جب کہ قرض خواہ کے اس امر کی جانب متوجہ ہونے سے پہلے ضامن قرضے کی ادائیگی پر قادر ہو جائے۔

مسئلہ ۲۳۲۹ : اگر کوئی شخص کسی مقروض کی اجازت کے بغیر اس کا قرضہ ادا کرنے کے لیئے ضامن بن جائے تو وہ اس مقروض کا قرضہ ادا کرنے پر اس سے کچھ نہیں لے سکتا۔

مسئلہ ۲۳۳۰ : اگر کوئی شخص کسی مقروض کی اجازت سے اس کے قرضے کی ادائیگی کا ضامن بن جائے تو جس مقدار کے لیئے ضامن بنا ہو وہ ادا کرنے کے بعد مقروض سے اس کا مطالبہ کر سکتا ہے لیکن جس جنس کے لیئے وہ مقروض تھا اس کی بجائے کوئی اور جنس قرض خواہ کو دے تو جو چیز دی ہو اس کا مطالبہ مقروض سے نہیں کر سکتا مثلاً اگر مقروض کو دس من گندم دینی ہو اور ضامن دس من چاول دے دے تو وہ مقروض سے دس من چاول کا مطالبہ نہیں کر سکتا لیکن اگر مقروض خود چاول دینے پر رضا مند ہو جائے تو پھر کوئی حرج نہیں۔

کفالت کے احکام

مسئلہ ۲۳۳۱ : کفالت سے مراد یہ ہے کہ اگر کوئی شخص کسی کو "قصاص دیت یا اپنے حق کی خاطر" مطلوب ہو اور اس کے بھاگ جانے کا خطرہ ہو تو ایک تیسرا شخص اس بات کی ذمہ داری اور کفالت قبول کرے کہ اس مطلوبہ شخص کو چھوڑ دیا جائے۔

مسئلہ ۲۳۳۲ : کفالت اس وقت صحیح ہے جب کفیل کوئی سے الفاظ میں خواہ وہ عربی زبان کے نہ بھی ہوں یا کسی عمل سے صاحب حق کو یہ بات سمجھا دے کہ میں ذمہ لیتا ہوں کہ جس وقت تم مطلوبہ شخص کو چاہو گے میں اسے تمہارے سپرد کر دوں گا اور صاحب حق بھی اس بات کو قبول کر لے۔

مسئلہ ۲۳۳۳ : کفیل کے لیئے ضروری ہے کہ بالغ اور عاقل ہو اور سفیہ اور دیوالیہ نہ ہو اور اسے کفیل بننے پر مجبور نہ کیا گیا ہو اور اس بات پر قادر ہو کہ جس کا کفیل بنے اسے حاضر کر سکے۔

مسئلہ ۲۳۳۴ : ان پانچ چیزوں میں سے کوئی ایک کفالت کو کالعدم کر دیتی ہے۔

۱... کفیل مطلوبہ شخص کو صاحب حق کے حوالے کر دے۔

۲... صاحب حق کا حق ادا کرنے کی صلاحیت کی صورت میں حق ادا کر دے۔

۳... صاحب حق اپنے حق سے دستبردار ہو جائے۔

۴... مطلوبہ شخص مر جائے۔

۵... صاحب حق کفیل کو کفالت سے آزاد کر دے۔

مسئلہ ۲۳۳۵ : اگر کوئی شخص کسی مطلوبہ شخص کو اس کے صاحب حق کے ہاتھ سے زبردستی رہا کرا دے اور صاحب حق کی پہنچ مطلوبہ شخص تک نہ ہو سکے تو جس شخص نے مطلوبہ شخص کو رہا کرایا ہے اسے چاہئے کہ اسے صاحب حق کے سپرد کر دے۔

ودیعہ (امانت) کے احکام

مسئلہ ۲۳۳۶ : اگر کوئی شخص اپنا مال کسی کو دے اور کہے کہ یہ تمہارے پاس امانت رہے گا اور وہ بھی قبول کرلے یا کوئی لفظ کہے بغیر مال کا مالک اس شخص کو سمجھا دے کہ وہ اسے مال نگہداشت کے لیئے دے رہا ہے اور وہ بھی نگہداشت کے مقصد سے لے لے تو اسے (مال لینے والے کو) چاہئے کہ ودیعہ اور امانت داری کے ان احکام کے مطابق جن کا بیان بعد میں ہو گا عمل کرے۔

مسئلہ ۲۳۳۷ : امانت دار اور وہ شخص جو مال بطور امانت دے دونوں عاقل ہونے چاہئیں لہذا

اگر کوئی شخص دیوانے کے پاس کوئی مال امانت کے طور پر رکھے یا دیوانہ اپنا مال کسی کے پاس بطور امانت رکھے تو یہ صحیح نہیں ہے البتہ یہ بات جائز ہے کہ ممیز بچہ یعنی وہ بچہ جو اچھے برے کی تمیز رکھتا ہو اپنے ولی کی اجازت سے اپنا مال کسی کے پاس بطور امانت رکھے اور ممیز بچے کے پاس کوئی چیز امانت رکھنے میں کوئی حرج نہیں خواہ اس کے ولی نے اس امر کی اجازت نہ بھی دی ہو۔

مسئلہ ۲۳۳۸ : اگر کوئی شخص بچے سے کوئی چیز اس چیز کے مالک کی اجازت کے بغیر بطور امانت کے قبول کر لے تو اس شخص کو چاہئے کہ وہ چیز اس کے مالک کو دے دے اور اگر وہ چیز خود بچے کا مال ہو اور اس کے ولی نے بچے کو اسے بطور امانت کسی کے پاس رکھنے کی اجازت نہ دی ہو تو امانت لینے والے کو چاہئے کہ وہ چیز بچے کے ولی کے پاس پہنچا دے اور اگر وہ ان لوگوں کے پاس مال پہنچانے میں کوتاہی کرے اور وہ مال تلف ہو جائے تو اسے چاہئے کہ اس کا عوض دے اور اگر امانت کے طور پر مال دینے والا دیوانہ ہو تب بھی یہی حکم ہے۔

مسئلہ ۲۳۳۹ : جب کوئی شخص امانت میں دیئے گئے مال کی حفاظت نہ کر سکتا ہو تو اگر امانت دینے والا اس امر کی جانب متوجہ نہ ہو تو احتیاط واجب کی بنا پر اس شخص کو چاہئے کہ امانت قبول نہ کرے۔

مسئلہ ۲۳۴۰ : اگر انسان صاحب مال کو سمجھائے کہ وہ اس کے مال کی نگہداشت کے لیئے تیار نہیں اور صاحب مال پھر بھی مال چھوڑ کر چلا جائے اور وہ مال تلف ہو جائے تو جس شخص نے امانت قبول نہ کی ہو وہ ذمہ دار نہیں ہے لیکن اس کے لیئے احتیاط مستحب یہ ہے کہ اگر ممکن ہو تو اس مال کی حفاظت کرے۔

مسئلہ ۲۳۴۱ : جو شخص کسی کے پاس کوئی چیز بطور امانت رکھے وہ اس چیز کو جس وقت چاہے واپس لے سکتا ہے اور جس شخص نے کوئی چیز بطور امانت قبول کی ہو وہ جب بھی چاہے اس کے مالک کو لوٹا سکتا ہے۔

مسئلہ ۲۳۴۲ : اگر کوئی شخص امانت کی نگہداشت ترک کر دے اور ودیعہ منسوخ کر دے تو اسے چاہئے کہ جس قدر جلدی ہو سکے مال اس کے مالک یا مالک کے وکیل یا ولی کو پہنچا دے یا انہیں

اطلاع دے دے کہ وہ مال کی حفاظت کے لیئے تیار نہیں ہے اور اگر وہ بغیر عذر کے مال انہیں نہ پہنچائے اور اطلاع بھی نہ دے تو اگر مال تلف ہو جائے تو اسے چاہیئے کہ اس کا عوض دے۔

مسئلہ ۲۳۴۳ : جو شخص امانت قبول کرے اگر اس کے پاس اسے رکھنے کے لیئے مناسب جگہ نہ ہو تو اسے چاہیئے کہ اس کے لیئے مناسب جگہ حاصل کرے اور اس چیز کی اس طرح نگہداشت کرے کہ لوگ یہ نہ کہیں کہ اس کی نگہداشت میں اس نے کوتاہی کی ہے اور اگر وہ اس چیز کو ایسی جگہ رکھے جو اس کے لیئے مناسب نہ ہو اور وہ تلف ہو جائے تو اسے چاہیئے کہ اس کا عوض دے۔

مسئلہ ۲۳۴۴ : جو شخص امانت قبول کرے اگر وہ اس کی نگہداشت میں کوتاہی نہ کرے اور تعدی یعنی زیادہ روی بھی نہ کرے اور اتفاقاً" وہ مال تلف ہو جائے تو وہ شخص ذمہ دار نہیں ہے لیکن اگر وہ مال کو ایسی جگہ رکھے جہاں وہ اس بات سے محفوظ نہ ہو کہ اگر کوئی ظالم خبرپائے تو لے جائے اور اگر وہ مال تلف ہو جائے تو اسے چاہیئے کہ اس کا عوض اس کے مالک کو دے۔

مسئلہ ۲۳۴۵ : اگر مال کا مالک اپنے مال کی نگہداشت کے لیئے کوئی جگہ معین کر دے اور جس شخص نے امانت قبول کی ہو اسے کہے کہ تجھے چاہیئے کی یہیں مال کا خیال رکھے اور اگر اس کے ضائع ہو جانے کا احتمال ہو تب بھی تجھے اس کو کہیں اور نہیں لے جانا چاہیئے تو امانت قبول کرنے والا اسے کسی اور جگہ نہیں لے جا سکتا اور اگر وہ مال کو کسی دوسری جگہ لے جائے اور وہ تلف ہو جائے تو وہ شخص (یعنی امانت قبول کرنے والا) ذمہ دار ہے۔

مسئلہ ۲۳۴۶ : اگر مال کا مالک اپنے مال کی نگہداشت کے لیئے کوئی جگہ معین کرے اور جس شخص نے امانت قبول کی ہو اسے علم ہو کہ وہ جگہ مال کے مالک کی نظر میں کوئی خصوصیت نہیں رکھتی بلکہ اس کے معین کرنے سے اس کا مقصد محض مال کی حفاظت تھا تو وہ اس مال کو کسی ایسی جگہ جو زیادہ محفوظ ہو یا پہلی جگہ جتنی ہی محفوظ ہو لے جاسکتا ہے اور اگر مال وہاں تلف ہو جائے تو وہ ذمہ دار نہیں ہے۔

مسئلہ ۲۳۴۷ : اگر مال کا مالک دیوانہ ہو جائے تو جس شخص نے اس سے امانت قبول کی ہو اسے چاہیئے کہ فوراً امانت اس کے ولی کو پہنچا دے یا اس کے ولی کو خبر پہنچا دے اور اگر وہ شرعی عذر

کے بغیر مال دیوانے کے ولی کو نہ پہنچائے اور اسے خبر دینے میں بھی کوتاہی برتے اور مال تلف ہو جائے تو اسے چاہئے کہ اس کا عوض دے۔

مسئلہ ۲۳۴۸ : اگر مال کا مالک مر جائے تو امانت دار کو چاہئے کہ اس کا مال اس کے وارث کو پہنچا دے یا اس کے وارث کو اطلاع دے اور اگر وہ مال میت کے وارث کو نہ دے اور اسے خبر دینے میں بھی کوتاہی برتے اور مال تلف ہو جائے تو وہ ذمہ دار ہے لیکن اگر وہ مال اس وجہ سے وارث کو نہ دے اور اسے خبر دینے میں بھی کوتاہی برتے کہ وہ یہ جاننا چاہتا ہو کہ جو شخص کہتا ہے کہ میں میت کا وارث ہوں وہ ٹھیک بھی کہتا ہے یا نہیں یا یہ جاننا چاہتا ہو کہ میت کا کوئی اور بھی وارث ہے یا نہیں تو پھر اگر مال تلف ہو جائے تو وہ ذمہ دار نہیں ہے۔

مسئلہ ۲۳۴۹ : اگر مال کا مالک مر جائے اور اس کے کئی وارث ہوں تو جس شخص نے امانت قبول کی ہو اسے چاہئے کہ مال تمام ورثاء کو دے یا اس شخص کو دے جسے مال دینے پر سب ورثاء رضامند ہوں لہٰذا اگر وہ دوسرے ورثاء کی اجازت کے بغیر مال فقط ایک وارث کو دے دے تو وہ دوسروں کے حصوں کے لیئے ذمہ دار ہے۔

مسئلہ ۲۳۵۰ : جس شخص نے امانت قبول کی ہو اگر وہ مر جائے یا دیوانہ ہو جائے تو اس کے وارث یا ولی کو چاہئے کہ جس قدر جلدی ہو سکے مال کے مالک کو اطلاع دے یا امانت اس کو پہنچائے۔

مسئلہ ۲۳۵۱ : اگر امانت دار اپنے آپ میں موت کی نشانیاں دیکھے تو اگر ممکن ہو تو اسے چاہئے کہ امانت کو اس کے مالک یا مالک کے وکیل کے پاس پہنچا دے اور اگر ایسا کرنا ممکن نہ ہو تو اسے چاہئے کہ امانت حاکم شرع کے سپرد کر دے اور اگر حاکم شرع تک نہ پہنچ سکتا ہو تو اس صورت میں جب کہ اس کا وارث امین ہو اور امانت کے بارے میں علم رکھتا ہو اس کے لیئے ضروری نہیں کہ وصیت کرے ورنہ اسے چاہئے کہ وصیت کرے اور اس وصیت پر شاہد بھی مقرر کرے اور مال کے مالک کا نام اور مال کی جنس اور خصوصیات اور اس کا محل وقوع وصی اور شاہد کو بتا دے۔

مسئلہ ۲۳۵۲ : اگر امانت دار اپنے آپ میں موت کی نشانیاں دیکھے اور جس وظیفہ کا سابقہ مسئلہ میں ذکر کیا گیا ہے اس کے مطابق عمل نہ کرے تو اگر وہ امانت تلف ہو جائے تو اسے چاہئے کہ اس کا

عوض دے اگرچہ اس نے مال کی نگہداشت میں کوتاہی نہ کی ہو اور اس کا مرض بھی دور ہو چکا ہو یا کچھ مدت کے بعد پشیمان ہو کر اس نے وصیت بھی کر دی ہو۔

عاریہ کے احکام

مسئلہ ۲۳۵۳ : عاریہ سے مراد یہ ہے کہ انسان اپنا مال دوسرے کو دے تاکہ وہ اس مال سے استفادہ کرے اور اس کے عوض میں کوئی چیز اس سے نہ لے۔

مسئلہ ۲۳۵۴ : عاریہ میں صیغہ پڑھنا ضروری نہیں اور اگر مثال کے طور پر کوئی شخص کسی کو لباس عاریہ کے قصد سے دے اور وہ بھی اس قصد سے لے تو عاریہ صحیح ہے۔

مسئلہ ۲۳۵۵ : غصبی چیز یا اس چیز کا بطور عاریہ دینا جو کہ عاریہ دینے والے کا مال ہو لیکن اس کی آمدنی اس نے کسی دوسرے شخص کے سپرد کر دی ہو اس صورت میں صحیح ہے جب غصبی چیز کا مالک، یا وہ شخص جس نے عاریہ دی جانے والی چیز کو بطور اجارہ لے رکھا ہو اس کے بطور عاریہ دینے پر راضی ہو جائے۔

مسئلہ ۲۳۵۶ : جس چیز کی منفعت کسی شخص کا مال ہو مثلاً وہ اس نے اجارہ پر لے رکھی ہو اس چیز کو وہ بطور عاریہ دے سکتا ہے، لیکن اگر اجارہ میں یہ شرط عائد کی گئی ہو کہ وہ شخص خود اس مال سے استفادہ کرے گا تو پھر وہ شخص وہ مال کسی دوسرے کو بطور عاریہ نہیں دے سکتا۔

مسئلہ ۲۳۵۷ : اگر دیوانہ بچہ دیوالیہ اور سفیہ اپنا مال عاریتاً دیں تو صحیح نہیں ہے لیکن اس صورت میں جب کہ ولی اس بات میں مصلحت سمجھتا ہو کہ جس شخص کا وہ ولی ہے اس کا مال عاریہ پر دے دے تو اس میں کوئی حرج نہیں اور اگر بچہ اپنے ولی کی اجازت سے اپنا مال عاریتاً دے دے تو اس صورت میں بھی یہی حکم ہے۔

مسئلہ ۲۳۵۸ : جس شخص نے کوئی چیز عاریتاً لی ہو اگر وہ اس کی نگہداشت میں کوتاہی نہ کرے اور اس سے معمول سے زیادہ استفادہ بھی نہ کرے اور اتفاقاً وہ چیز تلف ہو جائے تو وہ شخص ذمہ دار نہیں ہے لیکن اگر طرفین آپس میں یہ شرط طے کریں کہ اگر وہ چیز تلف ہو جائے تو عاریتاً لینے

والا ذمہ دار ہو گا یا جو چیز عاریتاً لی ہو وہ سونا یا چاندی ہو تو عاریتاً لینے والے کو چاہئے کہ اس کا عوض دے۔

مسئلہ ۲۳۵۹ : اگر کوئی شخص سونا یا چاندی عاریتاً لے اور یہ طے ہو کہ اگر وہ سونا یا چاندی تلف ہو گیا تو وہ ذمہ دار نہیں ہو گا تو اگر وہ تلف ہو گیا تو وہ شخص ذمہ دار نہیں ہے۔

مسئلہ ۲۳۶۰ : اگر کوئی چیز عاریتاً دینے والا مر جائے تو عاریتاً لینے والے کو چاہئے کہ جو چیز عاریتاً لی ہو وہ مرنے والے کے ورثاء کو دے دے۔

مسئلہ ۲۳۶۱ : اگر عاریتاً دینے والے کی کیفیت یہ ہو کہ وہ شرعاً اپنے مال میں تصرف نہ کر سکتا ہو مثلاً دیوانہ ہو جائے تو عاریتاً لینے والے کو چاہئے کہ جو مال عاریتاً لیا ہو وہ عاریتاً دینے والے کے ولی کو دے دے۔

مسئلہ ۲۳۶۲ : جس شخص نے کوئی چیز عاریتاً دی ہو تو وہ جب بھی چاہئے اسے واپس لے سکتا ہے اور جس نے کوئی چیز عاریتاً لی ہو وہ بھی جب چاہئے واپس کر سکتا ہے۔

مسئلہ ۲۳۶۳ : کسی ایسی چیز کا عاریتاً دینا جس سے حلال استفادہ نہ ہو سکتا ہو (مثلاً لہو و لعب اور قمار بازی کے آلات اور استعمال کی غرض سے سونے چاندی کے برتن عاریتاً دینا) باطل ہے ہاں اگر ان چیزوں کو سجاوٹ کے لیئے عاریتاً دیا جائے تو جائز ہے اگرچہ احتیاط اس غرض سے عاریتاً دینے کو بھی ترک کرنے میں ہے۔

مسئلہ ۲۳۶۴ : بھیڑوں کو ان کے دودھ اور پشم سے استفادہ کرنے کے لیئے اور نر حیوان کو مادہ حیوانات کے ساتھ ملانے کے لیئے عاریتاً دینا صحیح ہے۔

مسئلہ ۲۳۶۵ : اگر کسی چیز کو عاریتاً لینے والا اسے اس کے مالک یا مالک کے وکیل یا ولی کو دے دے اور اس کے بعد وہ چیز تلف ہو جائے تو اس چیز کو عاریتاً لینے والا ذمہ دار نہیں ہے لیکن اگر وہ مال کے مالک یا اس کے وکیل یا ولی کی اجازت کے بغیر مال کو ایسی جگہ لے جائے جہاں مال کا مالک اسے عموماً لے جاتا ہو مثلاً گھوڑے کو اس کے اصطبل میں باندھ دے جو اس کے مالک نے اس کے لیئے تیار کیا ہو اور بعد میں گھوڑا تلف ہو جائے یا کوئی اسے تلف کر دے تو عاریتاً لینے والا ذمہ دار ہے۔

مسئلہ ۲۳۶۶ : اگر کوئی شخص کوئی نجس چیز ایسے کام کے لیئے عاریتاً دے جس میں طہارت شرط ہو مثلاً نجس برتن بطور عاریہ دے تاکہ اس میں کھانا کھایا جائے تو اسے چاہئے کہ جس شخص کو وہ چیز عاریتاً دے رہا ہو اسے اس کے نجس ہونے کے بارے میں بتا دے لیکن اگر نجس لباس نماز پڑھنے کے لیئے عاریتاً دے تو ضروری نہیں کہ لینے والے کو اس کے نجس ہونے کے بارے میں مطلع کرے۔

مسئلہ ۲۳۶۷ : جو چیز کسی شخص نے عاریتاً لی ہو اسے وہ اس کے مالک کی اجازت کے بغیر کسی دوسرے کو بطور اجارہ یا بطور عاریہ نہیں دے سکتا۔

مسئلہ ۲۳۶۸ : جو چیز کسی شخص نے عاریتاً لی ہو اگر وہ اسے مالک کی اجازت سے کسی اور شخص کو عاریتاً دے دے تو اگر جس شخص نے پہلے وہ چیز عاریتاً لی ہو وہ مر جائے یا دیوانہ ہو جائے تو دوسرا عاریہ باطل نہیں ہوتا۔

مسئلہ ۲۳۶۹ : اگر کوئی شخص جانتا ہو کہ جو مال اس نے عاریتاً لیا ہے وہ غصبی ہے تو اسے چاہئے کہ وہ مال اس کے مالک کو پہنچا دے اور وہ اسے عاریتاً دینے والے کو نہیں دے سکتا ہے۔

مسئلہ ۲۳۷۰ : اگر کوئی شخص ایسا مال عاریتاً لے جس کے متعلق وہ جانتا ہو کہ وہ غصبی ہے اور اس سے فائدہ اٹھائے اور اس کے پاس ہوتے ہوئے وہ مال تلف ہو جائے تو مالک اس مال کا عوض اور جو فائدہ عاریتاً لینے والے نے اٹھایا ہے اس کا عوض اس سے یا جس نے مال غصب کیا ہو اس سے طلب کر سکتا ہے اور اگر وہ عوض عاریتاً لینے والے سے لے لے تو وہ جو کچھ مالک کو دے اس کا مطالبہ عاریتاً دینے والے سے نہیں کر سکتا۔

مسئلہ ۲۳۷۱ : اگر کسی شخص کو یہ معلوم نہ ہو کہ اس نے جو مال عاریتاً لیا ہے وہ غصبی ہے اور اس کے پاس ہوتے ہوئے وہ مال تلف ہو جائے تو اگر مال کا مالک اس کا عوض اس سے لے لے تو وہ بھی جو کچھ مال کے مالک کو دیا ہو اس کا مطالبہ عاریتاً دینے والے سے کر سکتا ہے لیکن اگر اس نے جو چیز عاریتاً لی ہو سونا یا چاندی ہو یا بطور عاریہ دینے والے نے اس سے شرط طے کی ہو کہ اگر وہ چیز تلف ہو جائے تو وہ اس کا عوض دے گا تو پھر اس نے مال کا جو عوض مال کے مالک کو دیا ہو اس کا مطالبہ وہ عاریتاً دینے والے سے نہیں کر سکتا ہے۔

عقد نکاح یعنی ازدواج

مسئلہ ۲۳۷۲ : عقد ازدواج کے ذریعے عورت مرد پر حلال ہو جاتی ہے اور عقد کی دو قسمیں ہیں یعنی دائمی اور غیر دائمی (مقررہ وقت کے لیئے عقد) عقد دائمی اسے کہتے ہیں جس میں ازدواج کی مدت معین نہ ہو اور وہ ہمیشہ کے لیئے ہو اور جس عورت سے اس قسم کا عقد کیا جائے اسے دائمہ کہتے ہیں ۔ اور غیر دائمی عقد وہ ہے جس میں ازدواج کی مدت معین ہو مثلاً عورت کے ساتھ ایک گھنٹے یا ایک دن یا ایک مہینے یا ایک سال کا یا اس سے زیادہ مدت کے لیئے عقد کیا جائے لیکن اس عقد کی مدت عورت اور مرد کی عام عمر سے عادتاً زیادہ نہیں ہونی چاہئے کیونکہ اس صورت میں احتیاطاً عقد دائمی ہو گا اور جس عورت سے اس قسم کا عقد کیا جائے اسے متعہ اور صیغہ کہتے ہیں۔

عقد کے احکام

مسئلہ ۲۳۷۳ : ازدواج خواہ دائمی ہو یا غیر دائمی اس میں صیغہ پڑھنا ضروری ہے۔ عورت اور مرد کا محض رضامند ہونا کافی نہیں ہے عقد کا صیغہ یا تو عورت اور مرد خود پڑھتے ہیں یا کسی کو وکیل مقرر کر لیتے ہیں تاکہ وہ ان کی طرف سے پڑھ دے۔

مسئلہ ۲۳۷۴ : وکیل کا مرد ہونا ضروری نہیں بلکہ عورت بھی عقد کا صیغہ پڑھنے کے لیئے کسی دوسرے کی جانب سے وکیل ہو سکتی ہے۔

مسئلہ ۲۳۷۵ : عورت اور مرد کو جب تک یقین نہ ہو جائے کہ ان کے وکیل نے صیغہ پڑھ دیا ہے اس وقت تک وہ ایک دوسرے کو محرمانہ نظروں سے نہیں دیکھ سکتے اور اس بات کا گمان کہ وکیل نے صیغہ پڑھ دیا ہے کافی نہیں ہے لیکن اگر وکیل کہہ دے کہ میں نے صیغہ پڑھ دیا ہے تو کافی ہے۔

مسئلہ ۲۳۷۶ : اگر عورت کسی کو وکیل مقرر کرے اور اسے کہے کہ تم میرا عقد دس دن کے لیئے فلاں شخص کے ساتھ پڑھ دو اور دس دن کی ابتداء کو معین نہ کرے تو وہ وکیل جن دس دنوں کے

لیے چاہیے اسے اس مرد کے عقد میں لا سکتا ہے لیکن اگر وکیل کو معلوم ہو کہ عورت کا مقصد کسی خاص دن یا گھنٹے کا ہے تو اگر اسے چاہیے کہ عورت کے قصد کے مطابق صیغہ پڑھے۔

مسئلہ ۲۳۷۷: عقد دائمی یا عقد غیر دائمی کا صیغہ پڑھنے کے لیے ایک شخص دو اشخاص کی طرف سے وکیل بن سکتا ہے اور انسان یہ بھی کر سکتا ہے کہ عورت کی طرف سے وکیل بن جائے اور اس سے خود دائمی یا غیر دائمی عقد کر لے لیکن احتیاط مستحب یہ ہے کہ عقد دو اشخاص پڑھیں۔

عقد پڑھنے کا طریقہ

مسئلہ ۲۳۷۸: اگر عورت اور مرد خود اپنے عقد دائمی کا صیغہ پڑھیں تو پہلے عورت کہے **زوجتک نفسی علی الصداق المعلوم** یعنی میں نے اس مہر پر جو معین ہو چکا ہے اپنے آپ کو تمہاری بیوی بنایا اور اس کے بلا بغیر فاصلہ کے مرد کہے **قبلت التزویج** یعنی میں نے ازدواج کو قبول کیا تو عقد صحیح ہے اور اگر وہ کسی دوسرے کو وکیل مقرر کریں کہ ان کی طرف سے صیغہ عقد پڑھ دے تو اگر مثال کے طور پر مرد کا نام احمد اور عورت کا نام فاطمہ ہو اور عورت کا وکیل کہے **زوجت موکلک احمد موکلتی فاطمة علی الصداق المعلوم** اور اس کے بعد فاصلہ کے بغیر مرد کا وکیل کہے **قبلت التزویج لموکلی احمد علی الصداق المعلوم** تو عقد صحیح ہو گا اور احتیاط واجب کی بنا پر چاہیے کہ مرد جو لفظ کہے وہ عورت کے کہے جانے والے لفظ کے مطابق ہو مثلاً اگر عورت **زوجت** کہے تو مرد بھی **قبلت التزویج** کہے۔

مسئلہ ۲۳۷۹: اگر خود عورت اور مرد چاہیں تو غیر دائمی عقد کا صیغہ عقد کی مدت اور مہر معین کرنے کے بعد پڑھ سکتے ہیں لہٰذا اگر عورت کہے **زوجتک نفسی فی المدة المعلومة علی المهر المعلوم** اور اس کے بعد مرد بلا فاصلہ کہے **قبلت** تو عقد صحیح ہے اور اگر وہ کسی اور شخص کو وکیل بنائیں اور پہلے عورت کا وکیل مرد کے وکیل سے کہے **متعت موکلتی موکلک فی المدة المعلومة علی المهر المعلوم** اور اس کے بعد مرد کا وکیل بلا فاصلہ کہے **قبلت التزویج لموکلی هکذا** تو عقد صحیح ہو گا۔

وہ عورت اس کے عقد میں رہے احتیاط واجب

کرے۔

مسئلہ

...کی عدت میں ہو تو اگر

نہیں رکھتی۔

مسئلہ ۲۴۳۴ : جس عورت کے ساتھ متعہ کیا گیا ہو وہ ہم بستری کا حق نہیں رکھتی اور شوہر
سے میراث بھی نہیں پاتی اور شوہر بھی اس سے میراث نہیں پاتا۔ ہاں اگر انہوں نے میراث پانے کی
شرط عائد کی ہو تو اس صورت میں جس نے ایسی شرط عائد کی ہو وہ میراث پاتا ہے۔

مسئلہ ۲۴۳۵ : جس عورت سے متعہ کیا گیا ہو اگرچہ اسے یہ معلوم نہ ہو کہ وہ خرچ اور ہم
بستری کا حق نہیں رکھتی اس کا عقد صحیح ہے اور اس وجہ سے کہ وہ ان امور سے ناواقف تھی اس کا شوہر
پر کوئی حق پیدا نہیں ہوتا۔

مسئلہ ۲۴۳۶ : جس عورت سے متعہ کیا گیا ہو اگر وہ شوہر کی اجازت کے بغیر گھر سے باہر جائے
اور اس کے باہر جانے کی وجہ سے شوہر کی حق تلفی ہو تو اس کا باہر جانا حرام ہے اور احتیاط یہ ہے
اس کے باہر جانے سے شوہر کا حق تلف نہ بھی ہوتا ہو وہ شوہر کی اجازت کے بغیر گھر سے
جائے۔

مسئلہ ۲۴۳۷ : اگر کوئی عورت کسی مرد کو وکیل بنائے کہ معین مدت کے لیے معین
عوض اس کا خود اپنے ساتھ متعہ پڑھے اور وہ شخص اس کا دائمی عقد اپنے ساتھ پڑھ لے یا
کیے بغیر یا رقم کا تعین کیے بغیر عقد متعہ پڑھ دے تو جس وقت عورت کو ان امور کا پتہ
اجازت دے دے تو عقد صحیح ہے ورنہ باطل ہے۔

...کسی غرض سے کسی نابالغ لڑکی کا باپ یا دادا اسے

عورت سے عقد کیا گیا ہو اس سے استمتاع ہو سکے تو ظاہر طور پر محرم بننے کا مقصد حاصل ہو جائے گا اور اگر بعد میں معلوم ہو کہ عقد کے وقت وہ عورت زندہ نہ تھی تو عقد باطل ہے اور وہ لوگ جو عقد کی وجہ سے بظاہر محرم بن گئے تھے نامحرم ہیں۔

مسئلہ ۲۴۴۰ : جس عورت کے ساتھ متعہ کیا گیا ہو اگر مرد اس کی عقد میں متعین کی ہوئی مدت بخش دے تو اگر اس نے اس کے ساتھ مجامعت کی ہو تو اسے (یعنی مرد کو) چاہئے کہ تمام چیزیں جن کا عہد کیا گیا تھا اسے دے دے اور اگر مجامعت نہ کی ہو تو احتیاط واجب یہ ہے کہ آدھا مہر دے دے اور احتیاط مستحب یہ ہے کہ سارا مہر اسے دے دے۔

مسئلہ ۲۴۴۱ : مرد کے لیئے جائز ہے کہ جس عورت کے ساتھ اس نے پہلے متعہ کیا ہو اور ابھی اس کی عدت ختم نہ ہوئی ہو اس سے دائمی عقد کرے یا دوبارہ متعہ کر لے۔

نگاہ ڈالنے کے احکام

مسئلہ ۲۴۴۲ : مرد کے لیئے نامحرم عورتوں کے بدن پر نگاہ ڈالنا اور اسی طرح ان کے بال دیکھنا حرام ہے خواہ ایسا کرنا لذت کے قصد سے ہو یا نہ ہو اور لذت کے قصد سے ان کے چہروں اور ہاتھوں پر نگاہ ڈالنا بھی حرام ہے بلکہ واجب یہ ہے کہ لذت کے قصد کے بغیر بھی نگاہ نہ ڈالی جائے اور عورت کا نامحرم کے چہرے، ہاتھوں، سر، گردن اور پاؤں کے علاوہ باقی بدن پر نگاہ ڈالنا بھی حرام ہے۔

مسئلہ ۲۴۴۳ : اگر کوئی شخص لذت کے قصد کے بغیر کافر عورتوں کے چہروں اور ہاتھوں اور ان کے بدنوں کے ان حصوں پر جنہیں وہ عادتاً" نہیں چھپاتیں نگاہ ڈالے تو اس صورت میں جبکہ اسے حرام میں مبتلا ہونے کا خوف نہ ہو ایسا کرنے میں کوئی حرج نہیں۔

مسئلہ ۲۴۴۴ : عورت کو چاہئے کہ اپنا بدن اور بال نامحرم مرد سے چھپائے اور بہتر یہ ہے کہ اس لڑکے سے بھی چھپائے جو بالغ تو نہ ہوا ہو لیکن برے بھلے کی تمیز رکھتا ہو۔

مسئلہ ۲۴۴۵ : کسی شخص کی شرمگاہوں پر نگاہ ڈالنا حتی کہ ممیز بچہ جو برے بھلے کی تمیز رکھتا ہو اس کی شرمگاہوں پر نگاہ ڈالنا بھی حرام ہے اگرچہ ایسا کرنا شیشے کے پیچھے سے یا آئینے میں یا صاف پانی

وغیرہ میں ہی کیوں نہ ہو البتہ میاں بیوی اور کنیز اور آقا ایک دوسرے کا پورا بدن دیکھ سکتے ہیں۔

مسئلہ ۲۴۴۶ : جو مرد اور عورت آپس میں محرم ہوں اگر وہ لذت کا قصد نہ رکھتے ہوں تو شرمگاہ کے علاوہ ایک دوسرے کا پورا بدن دیکھ سکتے ہیں اور علی الاحوط ان کی ناف اور گھٹنوں کا درمیانی حصہ شرمگاہ کا حکم رکھتا ہے۔

مسئلہ ۲۴۴۷ : ایک مرد کو دوسرے مرد کا بدن لذت کے قصد سے نہیں دیکھنا چاہئے اور ایک عورت کا بھی دوسری عورت کے بدن پر لذت کے قصد سے نگاہ ڈالنا حرام ہے۔

مسئلہ ۲۴۴۸ : مرد کو چاہئے کہ نامحرم عورت کا فوٹو نہ کھینچے اور اگر کسی نامحرم عورت کو پہچانتا ہو تو احتیاط کی بنا پر اسے چاہئے کہ اس عورت کے فوٹو پر نظر نہ ڈالے۔

مسئلہ ۲۴۴۹ : اگر ایک عورت کسی دوسری عورت یا اپنے شوہر کے علاوہ کسی مرد کا حقنہ کرنا چاہے یا اس کی شرمگاہ کو دھو کر پاک کرنا چاہے تو اسے چاہئے کہ اپنے ہاتھ پر کوئی چیز لپیٹ لے تاکہ اس کا ہاتھ دوسری عورت یا مرد کی شرمگاہ تک نہ پہنچے اور اگر ایک مرد کسی دوسرے مرد یا اپنی بیوی کے علاوہ کسی دوسری عورت کا حقنہ کرنا چاہے یا اس کی شرمگاہ کو دھو کر پاک کرنا چاہے تو اس کے لیئے بھی یہی حکم ہے۔

مسئلہ ۲۴۵۰ : اگر مرد کسی نامحرم عورت کے علاج کے سلسلے میں اس پر نگاہ ڈالنے یا اس کو ہاتھ لگانے پر مجبور ہو تو ایسا کرنے میں کوئی حرج نہیں لیکن اگر وہ محض دیکھ کر علاج کر سکتا ہو تو اسے اس عورت کے بدن کو ہاتھ نہیں لگانا چاہئے اور اگر صرف ہاتھ لگانے سے علاج کر سکتا ہو تو پھر اسے چاہئے کہ اس عورت پر نگاہ نہ ڈالے۔

مسئلہ ۲۴۵۱ : اگر انسان کسی شخص کا علاج کرنے کے سلسلے میں اس کی شرمگاہ پر نگاہ ڈالنے پر مجبور ہو تو احتیاط واجب کی بنا پر اسے چاہئے کہ آئینہ سامنے رکھے اور اس میں دیکھے لیکن اگر شرمگاہ پر نگاہ ڈالنے کے علاوہ کوئی چارہ نہ ہو تو ایسا کرنے میں کوئی حرج نہیں۔

لیئے چاہے اسے اس مرد کے عقد میں لا سکتا ہے لیکن اگر وکیل کو معلوم ہو کہ عورت کا مقصد کسی خاص دن یا گھنٹے کا ہے تو پھر اسے چاہئے کہ عورت کے قصد کے مطابق صیغہ پڑھے۔

مسئلہ ۲۳۷۷ : عقد دائمی یا عقد غیر دائمی کا صیغہ پڑھنے کے لیئے ایک شخص دو اشخاص کی طرف سے وکیل بن سکتا ہے اور انسان یہ بھی کر سکتا ہے کہ عورت کی طرف سے وکیل بن جائے اور اس سے خود دائمی یا غیر دائمی عقد کر لے لیکن احتیاط مستحب یہ ہے کہ عقد دو اشخاص پڑھیں۔

عقد پڑھنے کا طریقہ

مسئلہ ۲۳۷۸ : اگر عورت اور مرد خود اپنے عقد دائمی کا صیغہ پڑھیں تو پہلے عورت کہے **زوجتک نفسی علی الصداق المعلوم** یعنی میں نے اس مہر پر جو معین ہو چکا ہے اپنے آپ کو تمہاری بیوی بنایا اور اس کے بعد بغیر فاصلہ کے مرد کہے **قبلت التزویج** یعنی میں نے ازدواج کو قبول کیا تو عقد صحیح ہے اور اگر وہ کسی دوسرے کو وکیل مقرر کریں کہ ان کی طرف سے صیغہ عقد پڑھ دے تو اگر مثال کے طور پر مرد کا نام احمد اور عورت کا نام فاطمہ ہو اور عورت کا وکیل کہے **زوجت موکلتک احمد موکلتی فاطمۃ علی الصداق المعلوم** اور اس کے بعد فاصلہ کے بغیر مرد کا وکیل کہے **قبلت التزویج لموکلی احمد علی الصداق المعلوم** تو عقد صحیح ہو گا اور احتیاط واجب کی بنا پر چاہئے کہ مرد جو لفظ کہے وہ عورت کے کہے جانے والے لفظ کے مطابق ہو مثلاً اگر عورت **زوجت** کہے تو مرد بھی **قبلت التزویج** کہے۔

مسئلہ ۲۳۷۹ : اگر خود عورت اور مرد چاہیں تو غیر دائمی عقد کا صیغہ عقد کی مدت اور مہر معین کرنے کے بعد پڑھ سکتے ہیں لہٰذا اگر عورت کہے **زوجتک نفسی فی المدۃ المعلومۃ علی المھر المعلوم** اور اس کے بعد مرد بلا فاصلہ کہے **قبلت** تو عقد صحیح ہے اور اگر وہ کسی اور شخص کو وکیل بنائیں اور پہلے عورت کا وکیل مرد کے وکیل سے کہے **متعت موکلتی موکلک فی المدۃ المعلومۃ علی المھر المعلوم** اور اس کے بعد مرد کا وکیل بلافاصلہ کہے **قبلت التزویج لموکلی ھکذا** تو عقد صحیح ہو گا۔

عقد کی شرائط

مسئلہ ۲۳۸۰ : عقد ازدواج کی چند شرائط ہیں۔

۱ ... یہ کہ بنا بر احتیاط واجب صیغہ عقد صحیح عربی میں پڑھا جائے اور اگر خود مرد اور عورت صیغہ صحیح عربی میں نہ پڑھ سکتے ہوں تو اگر ممکن ہو تو احتیاط واجب یہ ہے کہ جو شخص صحیح عربی میں پڑھ سکتا ہو اسے وکیل بنائیں اور اگر ایسا کرنا ممکن نہ ہو تو وہ خود عربی کے علاوہ کسی دوسری زبان میں پڑھ سکتے ہیں البتہ انہیں چاہیے کہ وہ الفاظ کہیں جو **زوجت** اور **قبلت** کا مفہوم ادا کر سکیں۔

۲ ... مرد اور عورت یا ان کے وکیل جو کہ صیغہ پڑھ رہے ہوں وہ انشاء کا قصد رکھتے ہوں یعنی اگر خود مرد اور عورت صیغہ پڑھ رہے ہوں تو عورت کا **زوجتک نفسی** کہنا اس قصد سے ہو کہ وہ خود کو اس مرد کی بیوی قرار دے اور مرد کا **قبلت التزویج** کہنا اس قصد سے ہو کہ وہ اس کا اپنی بیوی بننا قبول کرے اور اگر مرد اور عورت کے وکیل صیغہ پڑھ رہے ہوں تو **زوجت و قبلت** کہنے سے ان کا قصد یہ ہو کہ وہ مرد اور عورت جنہوں نے انہیں وکیل بنایا ہے ایک دوسرے کے میاں بیوی بن جائیں۔

۳ ... جو شخص صیغہ پڑھ رہا ہو احتیاط کی بناپر وہ بالغ اور عاقل ہو۔ خواہ وہ اپنے لیئے صیغہ پڑھے یا کسی دوسرے کی طرف سے وکیل بنایا گیا ہو۔

۴ ... اگر عورت اور مرد کے وکیل یا ان کے ولی صیغہ پڑھ رہے ہوں تو وہ عقد کے وقت عورت اور مرد کو معین کر لیں مثلاً ان کے نام لیں یا ان کی طرف اشارہ کریں پس جس شخص کی کئی لڑکیاں ہوں اگر وہ کسی مرد سے کہے **زوجتک احدی بناتی** یعنی میں نے اپنی بیٹیوں میں سے ایک کو تمہاری بیوی بنایا اور وہ مرد کہے **قبلت** یعنی میں نے قبول کیا تو چونکہ عقد کرتے وقت لڑکی کو معین نہیں کیا گیا لہذا عقد باطل ہے۔

۵ ... عورت اور مرد ازدواج پر راضی ہوں ہاں اگر عورت ظاہری طور پر ناپسندیدگی سے اجازت دے اور معلوم ہو کہ دل سے راضی ہے تو عقد صحیح ہے۔

مسئلہ ۲۳۸۱ : اگر عقد میں ایک حرف بھی غلط پڑھا جائے جو اس کے معنی بدل دے تو عقد

باطل ہے۔

مسئلہ ۲۳۸۲ : جو شخص عربی زبان کی صرف و نحو نہ جانتا ہو اگر اس کی قرأت صحیح ہو اور وہ عقد کے ہر کلمہ کے معنی "فرداً فرداً" جانتا ہو اور ہر لفظ سے اس کی مراد اس کے معنی ہوں تو وہ عقد پڑھ سکتا ہے۔

مسئلہ ۲۳۸۳ : اگر کسی عورت کا عقد اس کی اجازت کے بغیر کسی مرد سے کر دیا اور بعد میں عورت اور مرد اس عقد کی اجازت دے دیں تو عقد صحیح ہے۔

مسئلہ ۲۳۸۴ : اگر عورت اور مرد دونوں کو یا ان میں سے کسی ایک کو ازدواج پر مجبور کیا جائے اور عقد پڑھے جانے کے بعد وہ اجازت دے دیں تو عقد صحیح ہے اور بہتر یہ ہے کہ دوبارہ عقد پڑھا جائے۔

مسئلہ ۲۳۸۵ : باپ اور دادا اپنے نابالغ فرزند کا (لڑکا ہو یا لڑکی) یا دیوانے فرزند کا جو دیوانگی کی حالت میں بالغ ہوا ہو عقد کر سکتے ہیں اور جب وہ بچہ بالغ ہو جائے یا دیوانہ عاقل ہو جائے تو انہوں نے اس کا جو عقد کیا ہو اگر اس میں کوئی خرابی نہ ہو تو وہ اسے منسوخ نہیں کر سکتا اور اگر اس میں کوئی خرابی ہو تو اسے اس عقد کو برقرار رکھنے یا ختم کرنے کا اختیار ہے لیکن اس صورت میں جبکہ نابالغ لڑکے اور لڑکی کے باپ ان کا عقد کر دیں اگر وہ بالغ ہونے پر اجازت نہ دیں تو طلاق یا عقد جدید کی احتیاط ترک نہیں ہوتی۔

مسئلہ ۲۳۸۶ : جو لڑکی حد بلوغ کو پہنچ چکی ہو اور رشیدہ ہو یعنی اپنی بھلائی برائی جانچ سکتی ہو اگر وہ نکاح کرنا چاہے تو نکاح کر سکتی ہے۔ اور اگر کنواری ہو احتیاط واجب کی بنا پر اسے چاہئے کہ اپنے باپ یا دادا سے اجازت لے اور حقوق زوجیت کی ادائیگی کا دارو مدار باپ دادا کی اجازت سے مشروط ہے اور اگر صرف محرم بننا مقصود ہو تو بغیر اجازت کے عقد دائم وعقد منقطع کرنا جائز ہے۔

مسئلہ ۲۳۸۷ : اگر لڑکی کنواری نہ ہو یا کنواری ہو لیکن باپ یا دادا سے اجازت لینا ان کے غائب ہونے یا کسی اور وجہ سے ممکن نہ ہو تو (غیب سے مراد یعنی کوئی ایسی صورت ممکن نہ ہو کہ باپ یا دادا سے رابطہ کر کے اجازت لی جا سکے۔) اور لڑکی شادی کی ضرورت مند بھی ہو تو باپ یا دادا سے

اجازت لینا ضروری نہیں۔

مسئلہ ۲۳۸۸ : اگر باپ یا دادا اپنے نابالغ لڑکے کی شادی کر دیں تو لڑکے کو چاہئے کہ بالغ ہونے کے بعد اس عورت کا خرچ دے۔

مسئلہ ۲۳۸۹ : اگر باپ یا دادا اپنے نابالغ لڑکے کی شادی کر دیں تو اگر لڑکا عقد کے وقت مال رکھتا ہو تو وہ عورت کے مہر کا مقروض ہے اور اگر وہ عقد کے وقت مال نہ رکھتا ہو تو اس کے باپ یا دادا کو چاہئے کہ اس عورت کا مہر دیں۔

وہ عیوب جن کی وجہ سے عقد فسخ کیا جا سکتا ہے

مسئلہ ۲۳۹۰ : اگر مرد کو عقد کے بعد پتہ چلے کہ عورت میں مندرجہ ذیل سات عیبوں میں سے کوئی ایک عیب موجود ہے تو وہ عقد کو فسخ کر سکتا ہے۔

۱... پاگل پن۔

۲... کوڑھ۔

۳... برص۔

۴... اندھا پن۔

۵... اپاہج ہونا اور مفلوج ہونا بھی اپاہج ہونے کے حکم میں ہے، جب کہ عورت کا مفلوج ہونا واضح ہو۔

۶... افضا یعنی پیشاب اور حیض کا مخرج یا حیض اور پاخانے کا مخرج ایک ہو جانا۔

۷... عورت کی شرم گاہ میں گوشت یا ہڈی کا ہونا جو جماع سے مانع ہو۔

مسئلہ ۲۳۹۱ : اگر عورت کو عقد کے بعد پتہ چلے کہ اس کا شوہر عقد سے پہلے دیوانہ رہا ہے یا وہ عقد کے بعد مجامعت کرنے سے پہلے یا مجامعت کرنے کے بعد دیوانہ ہو جائے یا اس کا آلہ تناسل ہی نہ ہو یا اس کا آلہ تناسل عقد کے بعد لیکن مجامعت سے پہلے کٹ جائے یا اسے کوئی ایسی بیماری ہو جس کی وجہ سے وہ مجامعت پر قادر نہ ہو خواہ اسے وہ بیماری عقد کے بعد اور نزدیکی کرنے سے پہلے ہی کیوں نہ لاحق ہوئی ہو۔ ان تمام صورتوں میں عورت طلاق کے بغیر عقد کو ختم کر سکتی ہے لیکن اس صورت میں

جب کہ شوہر مجامعت نہ کر سکتا ہو عورت کے لیئے لازم ہے کہ حاکم شرع یا اس کے وکیل سے رجوع کرے اور وہ اس کے شوہر کو ایک سال کی مہلت دے دے اور اگر پھر بھی وہ اس عورت یا کسی اور عورت سے مجامعت پر قادر نہ ہو تو عورت، اس کے بعد عقد ختم کر سکتی ہے اور اگر مرد کا آلہ تناسل مجامعت کرنے کے بعد کٹ جائے اور عورت عقد ازدواج کو فسخ کرے تو اس فسخ کرنے کا کوئی اثر نہیں ہے اگرچہ احتیاط مستحب یہ ہے کہ شوہر اسے طلاق دے دے۔

مسئلہ ۲۳۹۲ : اگر عورت کو عقد کے بعد پتہ چلے کہ اس کے شوہر کے فوطے نکال دیئے گئے ہیں تو اس صورت میں جب کہ اس امر کو عورت سے مخفی رکھا گیا ہو وہ عقد ختم کر سکتی ہے لیکن اگر اس سے مخفی نہ رکھا گیا ہو تو احتیاط ترک نہیں ہوتی۔

مسئلہ ۲۳۹۳ : اگر عورت اس بنا پر عقد ختم کر دے کہ مرد مجامعت پر قادر نہیں تو شوہر کو چاہیئے کہ اسے آدھا مہر دے لیکن اگر ان دوسرے نقائص میں سے جن کا ذکر اوپر کیا گیا ہے کسی ایک کی بنا پر مرد یا عورت عقد ختم کر دیں تو اگر مرد نے عورت سے مجامعت نہ کی ہو تو کوئی چیز دینا اس پر واجب نہیں اور اگر مجامعت کی ہو تو اسے چاہیئے کہ پورا مہر ادا کرے۔

وہ عورتیں جن سے ازدواج حرام ہے

مسئلہ ۲۳۹۴ : ان عورتوں کے ساتھ جو انسان کی محرم ہوں ازدواج حرام ہے۔ مثلاً ماں، بہن، بیٹی، پھوپھی، خالہ، بھتیجی، بھانجی، ساس۔

مسئلہ ۲۳۹۵ : اگر کوئی شخص کسی عورت سے عقد کرے تو خواہ اس سے مجامعت نہ بھی کرے اس عورت کی ماں، نانی اور دادی اور جتنا سلسلہ اوپر چلا جائے سب عورتیں اس مرد کی محرم ہو جاتی ہیں۔

مسئلہ ۲۳۹۶ : اگر کوئی شخص کسی عورت سے عقد کرے اور اس کے ساتھ مجامعت کرے تو پھر اس عورت کی لڑکی، نواسی، پوتی اور جتنا سلسلہ نیچے چلا جائے سب عورتیں اس مرد کی محرم ہو جاتی ہیں خواہ وہ عقد کے وقت موجود ہوں یا بعد میں پیدا ہوں۔

مسئلہ ۲۳۹۷ : اگر کسی مرد نے ایک عورت سے عقد کیا ہو لیکن مجامعت نہ کی ہو تو جب تک

وہ عورت اس کے عقد میں رہے احتیاط واجب یہ ہے کہ وہ اس وقت تک اس کی لڑکی سے ازدواج نہ کرے۔

مسئلہ ۲۳۹۸ : انسان کی پھوپھی اور خالہ اور اس کے باپ کی پھوپھی اور خالہ اور دادا کی پھوپھی اور خالہ اور ماں کی پھوپھی اور خالہ اور نانی کی پھوپھی اور خالہ اور جس قدر یہ سلسلہ اوپر چلا جائے سب اس کی محرم ہیں۔

مسئلہ ۲۳۹۹ : شوہر کا باپ اور دادا اور جس قدر یہ سلسلہ اوپر چلا جائے اور شوہر کا بیٹا پوتا اور نواسا جس قدر بھی یہ سلسلہ نیچے چلا جائے اور خواہ وہ عقد کے وقت دنیا میں موجود ہوں یا بعد میں پیدا ہوں سب اس کے محرم ہیں۔

مسئلہ ۲۴۰۰ : اگر کوئی شخص کسی عورت سے عقد کرے تو خواہ وہ عقد دائمی ہو یا غیر دائمی جب تک وہ عورت اس کے عقد میں ہے وہ اس کی بہن کے ساتھ عقد نہیں کر سکتا۔

مسئلہ ۲۴۰۱ : اگر کوئی شخص اس ترتیب کے مطابق جس کا ذکر کتاب طلاق میں کیا جائے گا اپنی بیوی کو طلاق رجعی دے دے تو وہ عدت کے دوران میں اس کی بہن سے عقد نہیں کر سکتا ہے، لیکن طلاق بائن کی عدت کے دوران میں اس کی بہن سے عقد کر سکتا ہے اور متعہ کی عدت کے دوران میں احتیاط واجب یہ ہے کہ عورت کی بہن سے عقد نہ کرے۔

مسئلہ ۲۴۰۱ : انسان اپنی بیوی کی اجازت کے بغیر اس کی بھانجی یا بھتیجی سے ازدواج نہیں کر سکتا لیکن اگر وہ بیوی کی اجازت کے بغیر ان سے عقد کر لے اور بعد میں بیوی اجازت دے دے تو پھر کوئی حرج نہیں۔

مسئلہ ۲۴۰۲ : اگر بیوی کو پتہ چلے کہ اس کے شوہر نے اس کی بھتیجی یا بھانجی سے عقد کر لیا ہے اور خاموش رہے تو اگر وہ بعد میں رضامند نہ ہو تو ان کا عقد باطل ہے۔

مسئلہ ۲۴۰۳ : اگر انسان خالہ کی لڑکی سے شادی کرنے سے پہلے نعوذباللہ خالہ سے زنا کرے تو پھر وہ اس کی لڑکی سے شادی نہیں کر سکتا اور احتیاط واجب کی بنا پر پھوپھی کی لڑکی کے بارے میں بھی یہی حکم ہے۔

مسئلہ ۲۴۰۴ : اگر کوئی شخص اپنی پھوپھی کی لڑکی یا خالہ کی لڑکی سے شادی کرے اور اس سے مجامعت کرنے کے بعد اس کی ماں سے زنا کرے تو یہ بات ان کی جدائی کا موجب نہیں ہوتی اور اگر اس سے مجامعت کرنے سے پہلے اس کی ماں سے زنا کرے تب بھی یہی حکم ہے اگرچہ احتیاط مستحب یہ ہے کہ اس صورت میں طلاق دے کر اس سے (یعنی پھوپھی کی لڑکی یا خالہ کی لڑکی سے) جدا ہو جائے۔

مسئلہ ۲۴۰۵ : اگر کوئی شخص اپنی پھوپھی یا خالہ کے علاوہ کسی اور عورت سے زنا کرے تو احوط اور اولی یہ ہے کہ اس کی بیٹی کے ساتھ شادی نہ کرے بلکہ اگر کسی عورت سے عقد کرے اور اس کے ساتھ مجامعت کرنے سے پہلے اس کی ماں کے ساتھ زنا کرے تو بہتر یہ ہے کہ اس عورت سے جدا ہو جائے لیکن اگر اس سے مجامعت کر لے اور بعد میں اس کی ماں سے زنا کرے تو بلا شبہ اس کے لیئے لازم نہیں کہ اس عورت سے جدا ہو جائے۔

مسئلہ ۲۴۰۶ : مسلمان عورت کا عقد کافر مرد سے نہیں ہو سکتا۔ مسلمان مرد بھی اہل کتاب کے علاوہ کافرہ عورتوں سے ازدواج نہیں کر سکتا۔ لیکن یہودی اور عیسائی عورتوں کی مانند اہل کتاب عورتوں سے متعہ کرنے میں کوئی حرج نہیں اور احتیاط واجب یہ ہے کہ ان سے عقد دائمی نہ کیا جائے اور بعض فرقے مثلاً خوارج ، غلات اور نواصب جو اپنے آپ کو مسلمان سمجھتے ہیں کفار کے حکم میں ہیں اور مسلمان عورتیں یا مرد ان کے ساتھ دائمی یا غیر دائمی عقد نہیں کر سکتے۔

مسئلہ ۲۴۰۷ : اگر کوئی شخص ایک ایسی عورت سے زنا کرے جو طلاق رجعی کی عدت میں ہو تو بنابر احتیاط وہ عورت اس پر حرام ہو جاتی ہے۔ اور اگر ایسی عورت کے ساتھ زنا کرے جو عدہ متعہ یا طلاق بائن یا عدہ وفات، میں ہو تو بعد میں اس کے ساتھ عقد کر سکتا ہے اگرچہ احتیاط مستحب یہ ہے کہ اس سے ازدواج نہ کرے طلاق رجعی اور طلاق بائن اور عدہ متعہ اور عدت وفات کے معنی طلاق کے احکام میں بتائے جائیں گے۔

مسئلہ ۲۴۰۸ : اگر کوئی شخص کسی ایسی عورت سے زنا کرے جو بے شوہر ہو اور عدت میں نہ ہو تو بعد میں اس عورت سے عقد کر سکتا ہے۔ لیکن احتیاط واجب یہ ہے کہ تاوقتیکہ اس عورت کو حیض کا خون آئے انتظار کرے اور بعد میں اس سے عقد کرے اور اگر کوئی دوسرا شخص اس عورت سے

عقد کرنا چاہئے تو پھر یہ احتیاط مستحب ہے۔

مسئلہ ۲۴۰۹ : اگر کوئی شخص کسی ایسی عورت سے عقد کرے جو دوسرے کی عدت میں ہو تو اگر مرد اور عورت دونوں یا ان میں سے کوئی ایک جانتا ہو کہ عورت کی عدت ختم نہیں ہوئی اور یہ بھی جانتے ہوں کہ عدت کے دوران میں عورت سے عقد کرنا حرام ہے تو اگرچہ مرد نے عقد کے بعد عورت سے مجامعت نہ بھی کی ہو وہ عورت ہمیشہ کے لیئے اس پر حرام ہو جائے گی۔

مسئلہ ۲۴۱۰ : اگر کوئی شخص کسی ایسی عورت سے عقد کرے جو دوسرے کی عدت میں ہو اور اس سے مجامعت کرے تو خواہ اسے یہ علم نہ ہو کہ وہ عورت عدت میں ہے یا یہ نہ جانتا ہو کہ عدت کے دوران میں عورت سے عقد حرام ہے وہ عورت ہمیشہ کے لیئے اس پر حرام ہو جائے گی۔

مسئلہ ۲۴۱۱ : اگر کوئی شخص یہ جانتے ہوئے کہ عورت شوہر دار ہے اور اس سے ازدواج حرام ہے اس سے ازدواج کرے تو اسے چاہئے کہ اس عورت سے جدا ہو جائے اور یہ بھی چاہئے کہ بعد میں بھی اس سے عقد نہ کرے اور اگر اس شخص کو یہ علم نہ ہو کہ عورت شوہر دار ہے لیکن ازدواج کے بعد اس سے مجامعت کی ہو تب بھی یہی حکم ہے۔

مسئلہ ۲۴۱۲ : اگر شوہر دار عورت زنا کرے تو بنا بر احتیاط وہ زنا کرنے والے مرد پر ہمیشہ کے لیئے حرام ہو جاتی ہے لیکن شوہر پر حرام نہیں ہوتی اور اگر توبہ نہ کرے اور اپنے عمل پر باقی رہے (یعنی زنا کاری ترک نہ کرے) تو بہتر یہ ہے کہ اس کا شوہر اسے طلاق دے دے لیکن شوہر کو چاہئے کہ اس کا پورا مہر بھی دے۔ بشرطیکہ شوہر نے اس سے مجامعت کی ہو ورنہ نصف مہر دینا واجب ہے۔

مسئلہ ۲۴۱۳ : دخول کے بعد جس عورت کو طلاق مل گئی ہو اور جو عورت متعہ میں رہی ہو اور اس کے شوہر نے متعہ کی مدت بخش دی ہو یا وہ مدت ختم ہو گئی ہو اگر وہ کچھ مدت کے بعد دوسرا شوہر کرے اور بعد میں شک کرے کہ آیا دوسرے شوہر سے عقد کرنے کے وقت پہلے شوہر کی عدت ختم ہوئی تھی یا نہیں تو وہ اپنے شک کی پروا نہ کرے۔

مسئلہ ۲۴۱۴ : جس شخص نے کسی لڑکے کے ساتھ اغلام کیا ہو اگر وہ (یعنی اغلام کرنے والا) بالغ ہو تو اس لڑکے کی ماں بہن اور بیٹی اغلام کرنے والے پر حرام ہیں لیکن اگر اسے گمان ہو کہ دخول

ہوا تھا یا شک کرے کہ دخول ہوا تھا یا نہیں تو پھر وہ حرام نہیں ہیں۔

مسئلہ ۲۴۱۵ : اگر کوئی شخص کسی لڑکے کی ماں یا بہن سے ازدواج کرے اور ازدواج کے بعد اس لڑکے سے اغلام کرے تو وہ عورتیں اس پر حرام نہیں ہوتیں سوائے اس صورت کے کہ وہ ازدواج طلاق وغیرہ کے وجہ سے ختم ہو جائے اور اغلام کرنے والا دوبارہ ان سے ازدواج کرنا چاہے اور اس صورت میں احتیاط واجب یہ ہے کہ ان سے ازدواج نہ کرے۔

مسئلہ ۲۴۱۶ : اگر کوئی شخص احرام کی حالت میں (جو اعمال حج میں سے ایک عمل ہے) کسی عورت سے ازدواج کرے تو اس کا عقد باطل ہے اور اگر اسے علم تھا کہ کسی عورت سے احرام کی حالت میں عقد کرنا اس پر حرام ہے تو بعد میں وہ اس عورت سے عقد نہیں کر سکتا ہے۔

مسئلہ ۲۴۱۷ : جو عورت احرام کی حالت میں ہو اگر وہ ایک ایسے مرد سے ازدواج کرے جو احرام کی حالت میں نہ ہو تو اس کا عقد باطل ہے اور اگر عورت کو معلوم تھا کہ احرام کی حالت میں ازدواج کرنا حرام ہے تو اس کے لیئے واجب ہے کہ بعد میں اس مرد سے ازدواج نہ کرے۔

مسئلہ ۲۴۱۸ : اگر مرد طواف نساء (جو حج کے اعمال میں سے ایک عمل ہے) بجا نہ لائے تو اس کی بیوی بھی اور دوسری عورتیں بھی اس پر حرام ہو جاتی ہیں اور اگر عورت طواف نساء نہ کرے تو اس کا شوہر اور دوسرے مرد اس پر حرام ہو جاتے ہیں لیکن اگر وہ بعد میں طواف نساء بجا لائیں تو مرد پر عورتیں اور عورت پر مرد حلال ہو جاتے ہیں۔

مسئلہ ۲۴۱۹ : جو لڑکی بالغ نہ ہوئی ہو اس سے مجامعت کرنا حرام ہے لیکن اگر کوئی شخص نابالغ لڑکی سے عقد کرے اور اس لڑکی کی عمر نو سال ہونے سے پہلے اس سے مجامعت کرے تو اظہر یہ ہے کہ لڑکی کے بالغ ہونے کے بعد اس سے مجامعت، حرام نہیں ہے خواہ اسے افضاء ہی ہو گیا ہو (افضاء کے معنی بتائے جا چکے ہیں) لیکن مرد کے لیئے احوط یہ ہے کہ اسے طلاق دے دے۔

مسئلہ ۲۴۲۰ : جس عورت کو تین مرتبہ طلاق دی جائے وہ شوہر پر حرام ہو جاتی ہے ہاں اگر ان شرائط کے ساتھ جن کا ذکر طلاق کے احکام میں کیا جائے گا وہ عورت دوسرے مرد سے ازدواج کرے تو دوسرے شوہر کی موت یا اس سے طلاق ہو جانے کے بعد اور اس کی عدت گزر جانے کے بعد اس کا

پہلا شوہر دوبارہ اس کے ساتھ عقد کر سکتا ہے۔

دائمی عقد کے احکام

مسئلہ ۲۴۲۱ : جس عورت کا دائمی عقد ہو جائے اس کے لیئے احتیاط اس میں ہے کہ شوہر کی اجازت کے بغیر معمولی کاموں کے لیئے بھی گھر سے باہر نہ نکلے خواہ اس کا نکلنا شوہر کے حق کے منافی نہ بھی ہو اور اسے چاہیئے کہ جس لذت کی بھی شوہر خواہش کرے اسے پورا کرے اور شرعی عذر کے بغیر شوہر کو مجامعت سے نہ روکے اور جب تک عورت بغیر عذر کے گھر سے باہر نہ جائے اس کی غذا لباس اور رہائش کا انتظام شوہر پر واجب ہے اور اگر وہ یہ چیزیں مہیا نہ کرے تو خواہ ان کے مہیا کرنے پر قدرت رکھتا ہو یا نہ رکھتا ہو وہ بیوی کا مقروض ہو گا۔

مسئلہ ۲۴۲۲ : اگر عورت ان کاموں میں جن کا ذکر سابقہ مسئلہ میں ہو چکا ہے اپنے شوہر کی اطاعت نہ کرے تو وہ ہم بستری کا حق نہیں رکھتی اور گنہگار ہے اور قول مشہور کی رو سے وہ غذا' لباس اور رہائش کا حق بھی نہیں رکھتی مگر جب تک عورت شوہر کے پاس ہو یہ حکم محل اشکال ہے۔ البتہ اس میں کوئی شک و شبہ نہیں کہ اس کا مہر کالعدم نہیں ہوتا۔

مسئلہ ۲۴۲۳ : مرد کو یہ حق نہیں کہ بیوی کو خانگی خدمت پر مجبور کرے۔

مسئلہ ۲۴۲۴ : بیوی کے سفر کے اخراجات اگر وطن میں رہنے کے اخراجات سے زیادہ ہوں تو وہ اخراجات شوہر کی ذمہ داری نہیں البتہ اگر شوہر خود اس بات پر مائل ہو کہ بیوی کو سفر پر لے جائے تو اسے چاہیئے کہ سفر کے اخراجات اسے دے۔

مسئلہ ۲۴۲۵ : جس عورت کا خرچ اس کے شوہر کے ذمہ ہو اور شوہر اسے خرچ نہ دے تو وہ اپنا خرچ شوہر کی اجازت کے بغیر اس کے مال سے لے سکتی ہے اور اگر یہ ممکن نہ ہو اور وہ مجبور ہو کہ اپنی معاش کا خود بندوبست کرے تو جس وقت وہ اپنی معاش کا بندوبست کرنے میں مشغول ہو اس وقت شوہر کی اطاعت اس پر واجب نہیں ہے۔

مسئلہ ۲۴۲۶ : اگر کسی مرد کی دو بیویاں ہوں اور وہ ان میں سے ایک کے پاس ایک رات رہے

تو اس پر واجب ہے کہ چار راتوں میں سے کوئی ایک رات دوسری بیوی کے پاس بھی گزارے اور اس صورت کے علاوہ عورت کے پاس رہنا واجب نہیں ہے ہاں یہ لازم ہے کہ اس کے پاس رہنا بالکل ہی ترک نہ کردے اور اولیٰ اور احوط یہ ہے کہ ہر چار راتوں میں سے ایک رات مرد اپنی دائمی منکوحہ بیوی کے پاس رہے۔

مسئلہ ۲۴۲۷ : مرد کے لیئے جائز نہیں کہ وہ اپنی دائمی جوان بیوی سے چار ماہ سے زیادہ مدت تک مجامعت نہ کرے۔

مسئلہ ۲۴۲۸ : اگر دائمی عقد میں مہر معین نہ کیا جائے تو عقد صحیح ہے اور اگر مرد عورت کے ساتھ مجامعت کرے تو اسے چاہیئے کہ اس کا مہر اسی جیسی عورتوں کے مہر کے مطابق دے البتہ اگر متعہ میں مہر معین نہ کیا جائے تو عقد باطل ہو جاتا ہے۔

مسئلہ ۲۴۲۹ : اگر عقد دائمی پڑھتے وقت مہر دینے کے لیئے مدت معین نہ کی جائے تو عورت مہر لینے سے پہلے شوہر کو مجامعت کرنے سے روک سکتی ہے قطع نظر اس سے کہ مرد وہ مہر دینے پر قادر ہو یا نہ ہو لیکن اگر وہ مہر لینے سے پہلے مجامعت پر راضی ہو اور شوہر اس سے مجامعت کرے تو بعد میں وہ شرعی عذر کے بغیر شوہر کو مجامعت کرنے سے نہیں روک سکتی۔

متعہ (ازدواج موقت)

مسئلہ ۲۴۳۰ : عورت کے ساتھ متعہ کرنا اگرچہ لذت حاصل کرنے کے لیئے نہ بھی ہو تب بھی صحیح ہے۔

مسئلہ ۲۴۳۱ : احتیاط واجب یہ ہے کہ شوہر نے جس عورت سے متعہ کیا ہو اس کے ساتھ چار مہینے سے زیادہ مجامعت ترک نہ کرے۔

مسئلہ ۲۴۳۲ : جس عورت کے ساتھ متعہ کیا جارہا ہو اگر وہ عقد میں یہ شرط عائد کرے کہ شوہر اس سے مجامعت نہ کرے تو عقد اور اس کی عائد کردہ شرط صحیح ہے اور شوہر اس سے فقط دوسری لذتیں حاصل کر سکتا ہے، لیکن اگر وہ بعد میں راضی ہو جائے تو شوہر اس سے مجامعت کر سکتا ہے۔

مسئلہ ۲۴۳۳ : جس عورت کے ساتھ متعہ کیا گیا ہو خواہ وہ حاملہ ہو جائے تب بھی خرچ کا حق

نہیں رکھتی۔

مسئلہ ۲۴۳۴ : جس عورت کے ساتھ متعہ کیا گیا ہو وہ ہم بستری کا حق نہیں رکھتی اور شوہر سے میراث بھی نہیں پاتی اور شوہر بھی اس سے میراث نہیں پاتا۔ ہاں اگر انہوں نے میراث پانے کی شرط عائد کی ہو تو اس صورت میں جس نے ایسی شرط عائد کی ہو وہ میراث پاتا ہے۔

مسئلہ ۲۴۳۵ : جس عورت سے متعہ کیا گیا ہو اگرچہ اسے یہ معلوم نہ ہو کہ وہ خرچ اور ہم بستری کا حق نہیں رکھتی اس کا عقد صحیح ہے اور اس وجہ سے کہ وہ ان امور سے ناواقف تھی اس کا شوہر پر کوئی حق پیدا نہیں ہوتا۔

مسئلہ ۲۴۳۶ : جس عورت سے متعہ کیا گیا ہو اگر وہ شوہر کی اجازت کے بغیر گھر سے باہر جائے اور اس کے باہر جانے کی وجہ سے شوہر کی حق تلفی ہو تو اس کا باہر جانا حرام ہے اور احتیاط یہ ہے کہ گو اس کے باہر جانے سے شوہر کا حق تلف نہ بھی ہوتا ہو وہ شوہر کی اجازت کے بغیر گھر سے باہر نہ جائے۔

مسئلہ ۲۴۳۷ : اگر کوئی عورت کسی مرد کو وکیل بنائے کہ معین مدت کے لیئے معین رقم کے عوض اس کا خود اپنے ساتھ متعہ پڑھے اور وہ شخص اس کا دائمی عقد اپنے ساتھ پڑھ لے یا مدت مقرر کیئے بغیر یا رقم کا تعین کیئے بغیر عقد متعہ پڑھ دے تو جس وقت عورت کو ان امور کا پتہ چلے اگر وہ اجازت دے دے تو عقد صحیح ہے ورنہ باطل ہے۔

مسئلہ ۲۴۳۸ : محرم بن جانے کے غرض سے کسی نابالغ لڑکی کا باپ یا دادا اسے ایک گھنٹے یا اس سے زیادہ وقت کے لیئے کسی شخص کے عقد میں دے سکتے ہیں تاہم ضروری ہے کہ اس عقد میں لڑکی کے لیئے منفعت ہو لیکن اگر نابالغ لڑکے کا محرم بن جانے کے خاطر اس زمانے میں جب وہ کسی قسم کی لذت حاصل کرنے کی بالکل صلاحیت نہ رکھتا ہو کسی عورت سے عقد کر دیں تو اس عقد میں اشکال ہے۔ اس اشکال کے ازالے کے لیئے مدت اتنی مقرر کر دی جائے کہ لڑکا بالغ ہو جائے۔

مسئلہ ۲۴۳۹ : اگر باپ یا دادا اپنے لڑکے کا جو دوسری جگہ ہو اور یہ معلوم نہ ہو کہ زندہ ہے یا مر گیا ہے محرم بن جانے کی خاطر کسی عورت سے عقد کر دیں اور زوجیت کی مدت اتنی ہو کہ جس

عورت سے عقد کیا گیا ہو اس سے، استمتاع ہو سکے تو ظاہر طور پر محرم بننے کا مقصد حاصل ہو جائے گا اور اگر بعد میں معلوم ہو کہ عقد کے وقت وہ عورت زندہ نہ تھی تو عقد باطل ہے اور وہ لوگ جو عقد کی وجہ سے بظاہر محرم بن گئے تھے نامحرم ہیں۔

مسئلہ ۲۴۴۰ : جس عورت کے ساتھ متعہ کیا گیا ہو اگر مرد اس کی عقد میں متعین کی ہوئی مدت بخش دے تو اگر اس نے اس کے ساتھ مجامعت کی ہو تو اسے (یعنی مرد کو) چاہئے کہ تمام چیزیں جن کا عہد کیا گیا تھا اسے دے دے اور اگر مجامعت نہ کی ہو تو احتیاط واجب یہ ہے کہ آدھا مہر دے دے اور احتیاط مستحب یہ ہے کہ سارا مہر اسے دے دے۔

مسئلہ ۲۴۴۱ : مرد کے لئے جائز ہے کہ جس عورت کے ساتھ اس نے پہلے متعہ کیا ہو اور ابھی اس کی عدت ختم نہ ہوئی ہو اس سے دائمی عقد کرے یا دوبارہ متعہ کر لے۔

نگاہ ڈالنے کے احکام

مسئلہ ۲۴۴۲ : مرد کے لئے نامحرم عورتوں کے بدن پر نگاہ ڈالنا اور اسی طرح ان کے بال دیکھنا حرام ہے خواہ ایسا کرنا لذت کے قصد سے ہو یا نہ ہو اور لذت کے قصد سے ان کے چہروں اور ہاتھوں پر نگاہ ڈالنا بھی حرام ہے بلکہ واجب یہ ہے کہ لذت کے قصد کے بغیر بھی نگاہ نہ ڈالی جائے اور عورت کا نامحرم کے چہرے، ہاتھوں، سر، گردن اور پاؤں کے علاوہ باقی بدن پر نگاہ ڈالنا بھی حرام ہے۔

مسئلہ ۲۴۴۳ : اگر کوئی شخص لذت کے قصد کے بغیر کافر عورتوں کے چہروں اور ہاتھوں اور ان کے بدنوں کے ان حصوں پر جنہیں وہ عادتاً" نہیں چھپاتیں نگاہ ڈالے تو اس صورت میں جبکہ اسے حرام میں مبتلا ہونے کا خوف نہ ہو ایسا کرنے میں کوئی حرج نہیں۔

مسئلہ ۲۴۴۴ : عورت کو چاہئے کہ اپنا بدن اور بال نامحرم مرد سے چھپائے اور بہتر یہ ہے کہ اس لڑکے سے بھی چھپائے جو بالغ تو نہ ہوا ہو لیکن برے بھلے کی تمیز رکھتا ہو۔

مسئلہ ۲۴۴۵ : کسی شخص کی شرمگاہوں پر نگاہ ڈالنا حتیٰ کہ ممیز بچہ جو برے بھلے کی تمیز رکھتا ہو اس کی شرمگاہوں پر نگاہ ڈالنا بھی حرام ہے اگرچہ ایسا کرنا شیشے کے پیچھے سے یا آئینے میں یا صاف پانی

وغیرہ میں ہی کیوں نہ ہو البتہ میاں بیوی اور کنیز اور آقا ایک دوسرے کا پورا بدن دیکھ سکتے ہیں۔

مسئلہ ۲۴۴۶ : جو مرد اور عورت آپس میں محرم ہوں اگر وہ لذت کا قصد نہ رکھتے ہوں تو شرمگاہ کے علاوہ ایک دوسرے کا پورا بدن دیکھ سکتے ہیں اور علی الاحوط ان کی ناف اور گھٹنوں کا درمیانی حصہ شرمگاہ کا حکم رکھتا ہے۔

مسئلہ ۲۴۴۷ : ایک مرد کو دوسرے مرد کا بدن لذت کے قصد سے نہیں دیکھنا چاہئے اور ایک عورت کا بھی دوسری عورت کے بدن پر لذت کے قصد سے نگاہ ڈالنا حرام ہے۔

مسئلہ ۲۴۴۸ : مرد کو چاہئے کہ نامحرم عورت کا فوٹو نہ کھینچے اور اگر کسی نامحرم عورت کو پہچانتا ہو تو احتیاط کی بنا پر اسے چاہئے کہ اس عورت کے فوٹو پر نظر نہ ڈالے۔

مسئلہ ۲۴۴۹ : اگر ایک عورت کسی دوسری عورت یا اپنے شوہر کے علاوہ کسی مرد کا حقنہ کرنا چاہے یا اس کی شرمگاہ کو دھو کر پاک کرنا چاہے تو اسے چاہئے کہ اپنے ہاتھ پر کوئی چیز لپیٹ لے تاکہ اس کا ہاتھ دوسری عورت یا مرد کی شرمگاہ تک نہ پہنچے اور اگر ایک مرد کسی دوسرے مرد یا اپنی بیوی کے علاوہ کسی دوسری عورت کا حقنہ کرنا چاہے یا اس کی شرمگاہ کو دھو کر پاک کرنا چاہے تو اس کے لیئے بھی یہی حکم ہے۔

مسئلہ ۲۴۵۰ : اگر مرد کسی نامحرم عورت کے علاج کے سلسلے میں اس پر نگاہ ڈالنے یا اس کو ہاتھ لگانے پر مجبور ہو تو ایسا کرنے میں کوئی حرج نہیں لیکن اگر وہ محض دیکھ کر علاج کر سکتا ہو تو اسے اس عورت کے بدن کو ہاتھ نہیں لگانا چاہئے اور اگر صرف ہاتھ لگانے سے علاج کر سکتا ہو تو پھر اسے چاہئے کہ اس عورت پر نگاہ نہ ڈالے۔

مسئلہ ۲۴۵۱ : اگر انسان کسی شخص کا علاج کرنے کے سلسلے میں اس کی شرمگاہ پر نگاہ ڈالنے پر مجبور ہو تو احتیاط واجب کی بنا پر اسے چاہئے کہ آئینہ سامنے رکھے اور اس میں دیکھے لیکن اگر شرمگاہ پر نگاہ ڈالنے کے علاوہ کوئی چارہ نہ ہو تو ایسا کرنے میں کوئی حرج نہیں۔

ازدواج کے مختلف مسائل

مسئلہ ۲۴۵۲ : جس شخص کو بیوی کے نہ ہونے کی وجہ سے فعل حرام میں مبتلا ہونے کا خطرہ ہو تو اس پر واجب ہے کہ شادی کرے۔

مسئلہ ۲۴۵۳ : اگر شوہر عقد میں یہ شرط عائد کرے کہ عورت کنواری ہو اور عقد کے بعد معلوم ہو کہ وہ کنواری نہیں اور کسی مرد سے مجامعت کی وجہ سے اس کا پردہ بکارت پھٹ چکا ہے تو بنابر احتیاط شوہر عقد کو فسخ نہیں کر سکتا البتہ کنواری ہونے اور کنواری نہ ہونے کے مابین مقرر کردہ مہر میں جو فرق ہو وہ لے سکتا ہے۔

مسئلہ ۲۴۵۴ : نامحرم مرد اور عورت کا ایسے خلوت کے مقام پر ہونا جہاں اور کوئی نہ ہو اور نہ ہی کوئی آ سکتا ہو اس صورت میں جب کہ فساد کا احتمال ہو حرام ہے لیکن اگر کوئی اس جگہ آسکتا ہو یا کوئی ایسا بچہ جو اچھے برے کی تمیز رکھتا ہو وہاں موجود ہو یا فساد کا احتمال نہ ہو تو پھر اس عورت اور مرد کے وہاں ہونے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

مسئلہ ۲۴۵۵ : اگر کوئی مرد عورت کا مہر عقد میں معین کر دے اور اس کا ارادہ یہ ہو کہ وہ مہر نہیں دے گا تو عقد صحیح ہے لیکن اسے چاہئے کہ مہر ادا کرے۔

مسئلہ ۲۴۵۶ : جو مسلمان خدا یا پیغمبرؐ یا قیامت کا منکر ہو یا ان فرقوں سے تعلق رکھتا ہو جن کا ذکر کیا گیا ہے یا دین کے کسی ضروری حکم سے یعنی ایسے حکم سے جسے مسلمان دین اسلام کا جزو سمجھتے ہوں (مثلاً نماز اور روزے کا واجب ہونا) یہ جانتے ہوئے کہ وہ دین کا ضروری حکم ہے انکاری ہو جائے تو وہ شخص مرتد ہے اور اس پر ان احکام کا اطلاق ہوگا جن کا ذکر بعد میں کیا جائے گا۔

مسئلہ ۲۴۵۷ : اگر عورت ازدواج کے بعد اس طرح مرتد ہو جائے جیسے کہ سابقہ مسئلہ میں ذکر کیا گیا ہے تو اس کا عقد باطل ہو جاتا ہے اور اگر اس کے شوہر نے اس کے ساتھ مجامعت نہ کی ہو تو اس کے لئے عدت بھی نہیں ہے اور اگر مجامعت کے بعد مرتد ہو لیکن یائسہ ہو چکی ہو تب بھی یہی حکم ہے لیکن اگر یائسہ نہ ہوئی ہو تو اسے چاہئے کہ اس دستور کے مطابق جس کا ذکر طلاق کے احکام میں کیا

جائے گا عدت رکھے اور مشہور یہ ہے کہ اگر عدت کے دوران میں مسلمان ہو جائے تو اس کا عقد قائم رہتا ہے لیکن اس حکم میں اشکال ہے البتہ احتیاط ترک نہیں ہوتی اور یائسہ کے معنی بیان ہو چکے ہیں۔

مسئلہ ۲۴۵۸ : جو شخص مسلمان کے گھر میں پیدا ہوا ہو اگر وہ مرتد ہو جائے تو اس کی بیوی اس پر حرام ہو جاتی ہے اور اس عورت کو چاہئے کہ وفات کی عدت کے برابر (جس کا بیان طلاق کے احکام میں ہوگا) عدت رکھے۔

مسئلہ ۲۴۵۹ : وہ مرد جو غیر مسلم والدین کے ہاں جنم لے اور بعد میں مسلمان ہو جائے اگر وہ ازدواج کے بعد مرتد ہو جائے تو اس کا عقد باطل ہو جاتا ہے اور اگر اس نے اپنی بیوی کے ساتھ مجامعت نہ کی ہو یا اگر وہ عورت یائسہ ہو تو اس کے لیئے عدت نہیں ہے اور اگر وہ مرد مجامعت کے بعد مرتد ہو اور اس کی بیوی کی عمر ان عورتوں کی ہو جنہیں خون حیض آتا ہے تو اس عورت کو چاہئے کہ طلاق کی عدت کے برابر (جس کا ذکر احکام طلاق میں آئے گا) عدت رکھے اور مشہور یہ ہے کہ اگر اس کی عدت ختم ہونے سے پہلے اس کا شوہر مسلمان ہو جائے تو اس کا عقد قائم رہتا ہے لیکن اس حکم میں بھی اشکال ہے البتہ احتیاط ترک نہیں ہوتی۔

مسئلہ ۲۴۶۰ : اگر عورت عقد میں مرد پر شرط عائد کرے کہ اسے ایک معین شہر سے باہر نہ لے جائے اور مرد بھی اس شرط کو قبول کر لے تو اسے اس عورت کو اس کی رضامندی کے بغیر اس شہر سے باہر نہیں لے جانا چاہیے۔

مسئلہ ۲۴۶۱ : اگر عورت کی پہلے شوہر سے ایک بیٹی ہو تو بعد میں اس کا دوسرا شوہر اس لڑکی کا عقد اپنے اس لڑکے سے کر سکتا ہے جو اس بیوی سے نہ ہو اور اگر کسی لڑکی کا عقد اپنے بیٹے سے کرے تو بعد میں اس لڑکی کی ماں سے خود عقد کر سکتا ہے۔

مسئلہ ۲۴۶۲ : اگر کوئی عورت زنا سے حاملہ ہو جائے تو اس صورت میں جبکہ وہ عورت یا مرد جس نے اس سے زنا کیا ہو وہ دونوں مسلمان ہوں اس عورت کے لیئے جائز نہیں کہ حمل ساقط کرے۔

مسئلہ ۲۴۶۳ : اگر کوئی شخص کسی عورت سے زنا کرے تو اگر اس طریقے سے استبراء کے بعد جو بیان کیا گیا ہے اس عورت سے عقد کرے اور ان کا بچہ پیدا ہو تو اس صورت میں جب کہ انہیں علم

نہ ہو کہ بچہ حلال نطفے سے ہے یا حرام سے ہے وہ بچہ حلال زادہ ہے۔

مسئلہ ۲۴۶۴ : اگر کسی مرد کو یہ معلوم نہ ہو کہ ایک عورت عدت میں ہے اور وہ اس سے ازدواج کر لے تو اگر عورت کو بھی اس بارے میں علم نہ ہو اور ان کا بچہ پیدا ہو تو وہ حلال زادہ ہو گا اور شرعاً ان دونوں کا فرزند ہو گا لیکن اگر عورت کو علم تھا کہ وہ عدت میں ہے اور عدت کے دوران ازدواج کرنا حرام ہے تو شرعاً وہ بچہ باپ کا فرزند ہو گا اور دونوں صورتوں میں اس عورت اور مرد کا عقد باطل ہے اور وہ ایک دوسرے پر حرام ہیں۔

مسئلہ ۲۴۶۵ : اگر کوئی عورت کہے کہ میں یائسہ ہوں تو اس کا کہنا قبول نہیں کرنا چاہئے لیکن اگر وہ کہے کہ میں شوہردار نہیں ہوں تو اس کی بات قابل قبول ہے۔

مسئلہ ۲۴۶۶ : اگر ایک شخص ایک ایسی عورت سے ازدواج کرے جس نے کہا ہو کہ میں شوہر دار نہیں ہوں اور بعد میں کوئی کہے کہ اس عورت کا ایک شوہر پہلے سے موجود ہے تو اگر شرعاً یہ ثابت نہ ہو کہ اس عورت کا کوئی پہلا شوہر ہے تو اس شخص کا قول (جس نے کہا ہو کہ اس عورت کا ایک شوہر پہلے سے موجود ہے) قبول نہیں کرنا چاہیے۔

مسئلہ ۲۴۶۷ : جب تک لڑکا یا لڑکی دو سال کے نہ ہو جائیں ان کا باپ انہیں ان کی ماں سے جدا نہیں کر سکتا اور احوط اور اولیٰ یہ ہے کہ لڑکی کو سات سال تک اس کی ماں سے جدا نہ کرے۔

مسئلہ ۲۴۶۸ : جب لڑکی سن بلوغ کو پہنچ جائے تو اس کے ازدواج میں عجلت کرنا مستحب ہے۔ حضرت امام صادق علیہ السلام سے روایت وارد ہے کہ مرد کی خوش نصیبیوں میں سے ایک یہ ہے کہ اس کی لڑکی اس کے گھر میں ماہواری (خون حیض) نہ دیکھے۔

مسئلہ ۲۴۶۹ : اگر بیوی شوہر کے ساتھ اس شرط پر اپنے مہر کی مصالحت کرے (یعنی اسے مہر سے بری الذمہ قرار دے دے) کہ وہ دوسری شادی نہیں کرے گا تو واجب ہے کہ عورت مہر نہ لے اور مرد بھی دوسری عورت سے شادی نہ کرے۔

مسئلہ ۲۴۷۰ : جو شخص ولدالزنا ہو اگر وہ کسی عورت سے ازدواج کرے اور اس کا بچہ پیدا ہو تو وہ حلال زادہ ہو گا۔

مسئلہ ۲۴۷۱ : اگر کوئی شخص ماہ رمضان المبارک کے روزوں میں یا عورت کے حائض ہونے کی حالت میں اس سے مجامعت کرے تو وہ گناہگار ہے لیکن اگر اس مجامعت کے نتیجے میں ان کا کوئی بچہ پیدا ہو تو وہ حلال زادہ ہوگا۔

مسئلہ ۲۴۷۲ : جس عورت کو یقین ہو کہ اس کا شوہر سفر میں فوت ہو گیا ہے اگر وہ وفات کی عدت (جس کی مقدار احکام طلاق میں بتائی جائے گی) کے بعد ازدواج کرے اور بعدازاں اس کا پہلا شوہر سفر سے واپس آجائے تو اسے چاہئے کہ دوسرے شوہر سے جدا ہو جائے اور پہلے شوہر پر حلال ہو گی لیکن اگر دوسرے شوہر نے اس سے مجامعت کی ہو تو عورت کو چاہئے کہ عدت گزارے اور دوسرے شوہر کو چاہئے کہ اس جیسی عورتوں کے مہر کے مطابق اسے مہر ادا کرے لیکن عدت کے زمانے کا خرچ دوسرے شوہر کے ذمے نہیں ہے۔

دودھ پلانے کے احکام

مسئلہ ۲۴۷۳ : اگر کوئی عورت ایک بچے کو ان شرائط کے ساتھ دودھ پلائے جو آئندہ مسائل میں بیان ہوں گی تو وہ بچہ مندرجہ ذیل لوگوں کا محرم بن جاتا ہے۔

۱... خود وہ عورت اور اسے رضائی ماں کہتے ہیں۔

۲... عورت کا شوہر جو کہ دودھ کا مالک ہے اور اسے رضائی باپ کہتے ہیں۔ دودھ کے مالک سے مراد وہ مرد ہے جس کی ہم بستری کے باعث عورت "دودھ پلانے والی" کے پستانوں میں دودھ پیدا ہوا ہو۔

۳... اس عورت کا باپ اور ماں جہاں تک یہ سلسلہ اوپر جائے اور خواہ وہ اس عورت کے رضائی ماں باپ ہی کیوں نہ ہوں۔

۴... اس عورت کے وہ بچے جو پیدا ہو چکے ہوں یا بعد میں پیدا ہوں۔

۵... اس عورت کی اولاد کی اولاد خواہ یہ سلسلہ جس قدر بھی نیچے چلا جائے اور اولاد کی اولاد خواہ حقیقی ہو خواہ اس کی اولاد نے ان بچوں کو دودھ پلایا ہو۔

۶... اس عورت کی بہنیں اور بھائی خواہ وہ رضائی ہی ہوں یعنی دودھ پینے کی وجہ سے اس

عورت کے بہن اور بھائی بن گئے ہوں۔

۷ ... اس عورت کا چچا اور پھوپھی خواہ وہ رضاعی ہی کیوں نہ ہوں۔

۸ ... اس عورت کا ماموں اور خالہ خواہ وہ رضاعی ہی کیوں نہ ہوں۔

۹ ... اس عورت کے اس شوہر کی اولاد جو دودھ کا مالک ہو جہاں تک بھی یہ سلسلہ نیچے چلا جائے اور اگرچہ اس کی اولاد رضاعی ہی کیوں نہ ہو۔

۱۰ ... اس عورت کے اس شوہر کے ماں باپ جو دودھ کا مالک ہو جہاں تک بھی یہ سلسلہ اوپر چلا جائے۔

۱۱ ... اس عورت کے اس شوہر کے بہن بھائی جو دودھ کا مالک ہے خواہ وہ اس کے رضاعی بہن بھائی ہی کیوں نہ ہوں۔

۱۲ ... اس عورت کا شوہر جو دودھ کا مالک ہے اس کے چچا اور پھوپھیاں اور ماموں اور خالائیں جہاں تک یہ سلسلہ اوپر چلا جائے اور اگرچہ وہ رضاعی ہی ہوں اور ان کے علاوہ کئی اور لوگ بھی دودھ پلانے کی وجہ سے محرم بن جاتے ہیں جن کا ذکر آئندہ مسائل میں کیا جائے گا۔

مسئلہ ۲۴۷۴ : اگر کوئی عورت کسی بچے کو ان شرائط کے ساتھ دودھ پلائے جن کا ذکر آئندہ مسائل میں کیا جائے گا تو اس بچے کا باپ ان لڑکیوں سے ازدواج نہیں کر سکتا جنہیں وہ عورت جنم دے لیکن اس کا اس عورت کی رضاعی لڑکیوں سے ازدواج کرنا جائز ہے اگرچہ احتیاط مستحب یہ ہے کہ ان کے ساتھ بھی ازدواج نہ کرے اور وہ ان لڑکیوں سے بھی عقد نہیں کر سکتا جو اس عورت کے اس شوہر کی بیٹیاں ہوں جو دودھ کا مالک ہے خواہ وہ اس کی رضاعی بیٹیاں ہی کیوں نہ ہوں اور ان دونوں صورتوں میں اگر اس وقت (یعنی اس عورت کے بچے کو دودھ پلانے کے وقت) ان میں سے کوئی عورت اس کی بیوی ہو تو اس کا عقد باطل ہو جاتا ہے۔

مسئلہ ۲۴۷۵ : اگر کوئی عورت کسی بچے کو ان شرائط کے ساتھ دودھ پلائے جن کا ذکر بعد میں کیا جائے گا تو اس عورت کا وہ شوہر جو کہ دودھ کا مالک ہے اس بچے کی بہنوں کا محرم نہیں بن جاتا لیکن احتیاط مستحب یہ ہے کہ وہ ان سے ازدواج نہ کرے نیز شوہر کے رشتہ دار بھی اس بچے کے بھائی بہنوں کے محرم نہیں بن جاتے۔

مسئلہ ۲۴۷۶ : اگر کوئی عورت ایک بچے کو دودھ پلائے تو وہ اس کے بھائیوں کی محرم نہیں بن جاتی اور اس عورت کے رشتہ دار بھی اس بچے کے بھائی بہنوں کے محرم نہیں بن جاتے۔

مسئلہ ۲۴۷۷ : اگر کوئی شخص اس عورت سے جس نے کسی لڑکی کو پورا دودھ پلایا ہو ازدواج کرے اور اس سے مجامعت کرے تو پھر وہ اس لڑکی سے عقد نہیں کر سکتا۔

مسئلہ ۲۴۷۸ : اگر کوئی شخص کسی لڑکی سے ازدواج کرے تو پھر وہ اس عورت سے ازدواج نہیں کر سکتا جس نے اس لڑکی کو پورا دودھ پلایا ہو۔

مسئلہ ۲۴۷۹ : کوئی شخص اس لڑکی سے ازدواج نہیں کر سکتا جسے اس شخص کی ماں یا دادی نے دودھ پلایا ہو۔ نیز اگر کسی شخص کے باپ کی بیوی نے (یعنی اس کی سوتیلی ماں نے) اس شخص کے باپ کا مملوکہ دودھ کسی لڑکی کو پلایا ہو تو وہ شخص اس لڑکی سے ازدواج نہیں کر سکتا اور اگر کوئی شخص کسی شیر خوار بچی سے عقد کرے اور اس کے بعد اس کی ماں یا دادی یا اس کی سوتیلی ماں اس بچی کو دودھ پلا دے تو عقد باطل ہو جاتا ہے۔

مسئلہ ۲۴۸۰ : جس لڑکی کو کسی شخص کی بہن یا بھائی نے پورا دودھ پلایا ہو وہ شخص اس لڑکی سے ازدواج نہیں کر سکتا اور جب کسی شخص کی بھانجی، بھتیجی یا بہن یا بھائی کی پوتی یا نواسی نے اس بچی کو دودھ پلایا ہو تب بھی یہی حکم ہے۔

مسئلہ ۲۴۸۱ : اگر کوئی عورت اپنی لڑکی کے بچے کو (یعنی اپنے نواسے یا نواسی کو) دودھ پلائے تو وہ لڑکی اپنے شوہر پر حرام ہو جائے گی اور اگر کوئی عورت اس بچے کو دودھ پلائے جو اس کی لڑکی کے شوہر کی دوسری بیوی سے پیدا ہوا ہو تب بھی یہی حکم ہے لیکن اگر کوئی عورت اپنے بیٹے کے بچے کو (یعنی اپنے پوتے یا پوتی کو) دودھ پلائے تو اس کی بہو (جو کہ اس دودھ پیتے بچے کی ماں ہے) اپنے شوہر پر حرام نہیں ہو گی۔

مسئلہ ۲۴۸۲ : اگر کسی لڑکی کی سوتیلی ماں اس لڑکی کے شوہر کے بچے کو اس لڑکی کے باپ کا مملوکہ دودھ پلا دے، تو وہ لڑکی اپنے شوہر پر حرام ہو جاتی ہے خواہ وہ بچہ اسی لڑکی کے بطن سے ہو یا کسی دوسری عورت کے بطن سے ہو۔

دودھ پلانے کی وہ شرائط جو محرم بننے کا سبب بنتی ہیں

مسئلہ ۲۴۸۳ : بچے کو جو دودھ پلانا محرم بننے کا سبب بنتا ہے اس کی آٹھ شرائط ہیں۔

۱ ... بچہ زندہ عورت کا دودھ پیئے۔ پس اگر وہ مردہ عورت کے پستان سے دودھ پیئے تو اس کا کوئی فائدہ نہیں۔

۲ ... عورت کا دودھ فعل حرام کا نتیجہ نہ ہو۔ پس اگر ایسے بچے کا دودھ جو ولد الزنا ہو کسی دوسرے بچے کو دیا جائے تو اس دودھ کے توسط سے وہ دوسرا بچہ کسی کا محرم نہیں بنے گا۔

۳ ... بچہ پستان سے دودھ پیئے۔ پس اگر دودھ اس کے گلے میں انڈیلا جائے تو بیکار ہے۔

۴ ... دودھ خالص ہو اور کسی دوسری چیز سے ملا ہوا نہ ہو۔

۵ ... دودھ ایک ہی شوہر کا ہو۔ پس اگر شیر دار عورت کو طلاق ہو جائے اور وہ بعد میں دوسرا شوہر کر لے اور اس سے حاملہ ہو جائے اور بچہ جننے کے وقت تک اس کے پہلے شوہر کا دودھ اس میں باقی ہو مثلاً اگر اس بچے کو خود بچہ جننے سے پیشتر پہلے شوہر کا دودھ آٹھ دفعہ اور وضع حمل کے بعد دوسرے شوہر کا دودھ سات دفعہ پلائے تو وہ بچہ کسی کا بھی محرم نہیں بنے گا۔

۶ ... بچہ کسی بیماری کی وجہ سے دودھ کی قے نہ کر دے اور اگر قے کر دے تو جو لوگ دودھ پینے کی وجہ سے اس بچے کے محرم بنتے ہوں احتیاط واجب کی بنا پر انہیں چاہئے کہ اس سے ازدواج نہ کریں اور اس پر محرمانہ نگاہ بھی نہ ڈالیں۔

۷ ... بچہ پندرہ مرتبہ یا ایک دن رات میں اس طرح جیسے کہ آئندہ مسئلے میں ذکر کیا جائے گا سیر ہو کر دودھ پیئے یا اسے اتنی مقدار میں دودھ دیا جائے کہ لوگ کہیں کہ اس دودھ سے اس کی ہڈیاں مضبوط ہو گئی ہیں اور گوشت اس کے بدن پر نمودار ہو گیا ہے بلکہ اگر بچے کو دس مرتبہ بھی دودھ دیا جائے تو اس صورت میں جب کہ اس دس مرتبہ کے درمیان کوئی فاصلہ حتیٰ کہ طعام دینے کا فاصلہ بھی نہ ہو احتیاط واجب یہ ہے کہ جو لوگ دودھ پینے کی وجہ سے اس بچے کے محرم بنتے ہیں اس سے ازدواج نہ کریں اور محرمانہ نگاہ بھی اس پر نہ ڈالیں۔

۸ ... بچے کی عمر کے دو سال مکمل نہ ہوئے ہوں اور اگر اس کی عمر دو سال ہونے کے بعد اسے دودھ پلایا جائے تو وہ کسی کا محرم نہیں بنتا بلکہ اگر مثال کے طور پر وہ عمر کے دو سال مکمل ہونے تک آٹھ دفعہ اور اس کے بعد سات دفعہ دودھ پیئے تب بھی وہ کسی کا محرم نہیں بنتا لیکن اگر دودھ پلانے والی عورت کو بچہ جنے ہوئے دو سال سے زیادہ مدت گزر چکی ہو اور اس کا دودھ ابھی باقی ہو اور وہ کسی بچے کو دودھ پلائے تو وہ بچہ ان لوگوں کا محرم بن جاتا ہے جن کا ذکر اوپر کیا گیا ہے۔

مسئلہ ۲۴۸۴ : دودھ پینے کی وجہ سے محرم بننے کی لیئے ضروری ہے کہ ایک دن رات میں بچہ نہ غذا کھائے اور نہ کسی دوسری عورت کا دودھ پیئے لیکن اگر اتنی تھوڑی غذا کھائے کہ لوگ یہ نہ کہیں کہ اس نے بیچ میں غذا کھائی ہے تو پھر کوئی حرج نہیں۔ نیز یہ بھی ضروری ہے کہ پندرہ مرتبہ ایک ہی عورت کا دودھ پیئے اور اس پندرہ مرتبہ دودھ پینے کے درمیان کسی دوسری عورت کا دودھ نہ پیئے اور ہر بار بلا فاصلہ دودھ پیئے۔ ہاں اگر دودھ پیتے ہوئے سانس لے یا تھوڑا سا صبر کرے گویا کہ جب اس نے پہلی بار پستان منہ میں لیا تھا اس وقت سے لے کر اس کے سیر ہو جانے تک ایک دفعہ دودھ پینا ہی شمار کیا جائے تو اس میں کوئی حرج نہیں۔

مسئلہ ۲۴۸۵ : اگر کوئی عورت اپنے شوہر کا دودھ کسی بچے کو پلائے بعد ازاں دوسرا شوہر کرے اور دوسرے شوہر کا دودھ کسی اور بچے کو پلائے تو وہ دو بچے آپس میں محرم نہیں بن جاتے اگرچہ بہتر یہ ہے کہ وہ آپس میں ازدواج نہ کریں۔

مسئلہ ۲۴۸۶ : اگر کوئی عورت ایک شوہر کا دودھ کئی بچوں کو پلائے تو وہ سب بچے آپس میں اور اس شوہر اور عورت کے جنہوں نے انہیں دودھ دیا ہو محرم بن جاتے ہیں۔

مسئلہ ۲۴۸۷ : اگر کسی شخص کی کئی بیویاں ہوں اور ان میں سے ہر ایک ان شرائط کی ساتھ جو بیان کی گئی ہیں ایک ایک بچے کو دودھ پلا دے تو وہ سب بچے آپس میں اور اس مرد اور ان تمام عورتوں کے محرم بن جاتے ہیں۔

مسئلہ ۲۴۸۸ : اگر کسی شخص کی دو بیویاں شیردار ہوں اور ان میں سے ایک کسی بچے کو مثال

کے طور پر آٹھ مرتبہ اور دوسری سات مرتبہ دودھ پلا دے تو بچہ کسی کا بھی محرم نہیں بنتا۔

مسئلہ ۲۴۸۹ : اگر کوئی عورت ایک شوہر کا پورا دودھ ایک لڑکے اور ایک لڑکی کو پلائے تو اس لڑکی کے بہن بھائی اس لڑکے کے بہن بھائیوں کے محرم نہیں بن جاتے۔

مسئلہ ۲۴۹۰ : کوئی شخص اپنی بیوی کی اجازت کے بغیر ان عورتوں سے ازدواج نہیں کر سکتا جو دودھ پینے کی وجہ سے اس کی بیوی کی بھانجیاں یا بھتیجیاں بن گئی ہوں اور اگر کوئی شخص کسی لڑکے سے اغلام کرے تو وہ اس لڑکے کی رضاعی بیٹی۔ بہن' ماں اور دادی سے یعنی ان عورتوں سے جو دودھ پینے کی وجہ سے اس کی بیٹی' بہن' ماں اور دادی بن گئی ہوں عقد نہیں کر سکتا۔

مسئلہ ۲۴۹۱ : جس عورت نے کسی شخص کے بھائی کو دودھ پلایا ہو وہ اس شخص کی محرم نہیں بن جاتی اگرچہ احتیاط مستحب یہ ہے کہ اس کے ساتھ ازدواج نہ کرے۔

مسئلہ ۲۴۹۲ : انسان دو بہنوں سے ایک ہی وقت میں ازدواج نہیں کر سکتا اگرچہ وہ رضاعی بہنیں ہی ہوں یعنی دودھ پینے کی وجہ سے ایک دوسری کی بہنیں بن گئی ہوں اور اگر وہ دو عورتوں سے عقد کرے اور بعد میں اسے پتہ چلے کہ وہ آپس میں بہنیں ہیں تو اس صورت میں جب کہ ان کا عقد ایک ہی وقت میں ہوا ہو اسے اختیار ہے کہ ان مین سے جسے چاہے رکھے اور اگر عقد ایک ہی وقت نہ ہوا ہو تو پہلا عقد صحیح اور دوسرا باطل ہے۔

مسئلہ ۲۴۹۳ : اگر کوئی عورت اپنے شوہر کا دودھ ان اشخاص کو پلائے جن کا ذکر ذیل میں کیا گیا ہے تو اس عورت کا شوہر اس پر حرام نہیں ہوتا اگرچہ بہتر یہ ہے کہ احتیاط کی جائے۔

۱... اپنے بھائی اور بہن کو

۲... اپنے چچا اور پھوپھی اور ماموں اور خالہ کو

۳... اپنے چچا اور ماموں کی اولاد کو

۴... اپنے بھتیجے کو

۵... شوہر کے بھائی یا شوہر کی بہن کو

۶... اپنے بھانجے یا اپنے شوہر کے بھانجے کو

۷ ... اپنے شوہر کے چچا اور پھوپھی اور ماموں اور خالہ کو

۸ ... اپنے شوہر کی دوسری بیوی کے نواسے اور نواسی کو

مسئلہ ۲۴۹۴ : اگر کوئی عورت کسی شخص کی پھوپھی کی لڑکی یا خالہ کی لڑکی کو دودھ پلائے تو وہ دودھ پلانے والی عورت اس شخص کی محرم نہیں بن جاتی لیکن احتیاط مستحب یہ ہے کہ وہ شخص اس عورت سے ازدواج کرنے سے اجتناب کرے۔

مسئلہ ۲۴۹۵ : جس شخص کی دو عورتیں ہوں اگر ان میں سے ایک عورت دوسری کے چچا کے فرزند کو دودھ پلائے تو جس عورت کے چچا کے فرزند کو دودھ پلایا گیا ہے وہ اپنے شوہر پر حرام نہیں ہوگی۔

دودھ پلانے کے آداب

مسئلہ ۲۴۹۶ : بچے کو دودھ پلانے کے لیئے سب عورتوں سے بہتر اس کی اپنی ماں ہے اور بہتر یہ ہے کہ ماں بچے کو دودھ پلانے کے لیئے اپنے شوہر سے اجرت نہ لے اور یہ اچھی بات ہے کہ شوہر اسے اجرت دے اور اگر بچے کی ماں دایہ کے مقابلے میں زیادہ اجرت لینا چاہے تو شوہر بچے کو اس سے لے کر دایہ کے سپرد کر سکتا ہے۔

مسئلہ ۲۴۹۷ : مستحب ہے کہ جو دایہ بچے کے لیئے حاصل کی جائے وہ شیعہ اثناعشری، عقلمند، پاک دامن اور خوش شکل ہو۔ اور مکروہ ہے کہ وہ کم عقل غیر شیعہ اثناعشری، بدصورت، بدخلق یا حرام زادی ہو اور یہ بھی مکروہ ہے کہ اس عورت کو دایہ مقرر کیا جائے جس کا دودھ اس بچے سے ہو جو ولدالزنا ہو۔

دودھ پلانے کے مختلف مسائل

مسئلہ ۲۴۹۸ : مستحب ہے کہ عورتوں کو روکا جائے تاکہ وہ ہر بچے کو دودھ نہ پلائیں کیونکہ ممکن ہے کہ یہ یاد نہ رہے کہ انہوں نے کس کس کو دودھ پلایا ہے اور بعد میں دو محرم اشخاص ایک دوسرے سے ازدواج کر لیں۔

مسئلہ ۲۴۹۹ : جو اشخاص دودھ پینے کی وجہ سے ایک دوسرے کے رشتہ دار بن جائیں ان پر

ایک دوسرے کا احترام کرنا مستحب ہے لیکن وہ ایک دوسرے کے وارث نہیں بنتے اور رشتہ داری کے جو حقوق آپس میں حقیقی رشتہ داروں کے ہوتے ہیں ان کا اطلاق رضاعی رشتہ داروں پر نہیں ہوتا۔

مسئلہ ۲۵۰۰ : اگر ممکن ہو تو مستحب ہے کہ بچے کو پورے دو سال دودھ پلایا جائے۔

مسئلہ ۲۵۰۱ : اگر دودھ پلانے سے شوہر کی حق تلفی نہ ہو تو عورت شوہر کی اجازت کے بغیر کسی دوسرے کے بچے کو دودھ پلا سکتی ہے لیکن یہ جائز نہیں ہے کہ وہ کسی ایسے بچے کو دودھ پلائے جسے دودھ پلانے کی وجہ سے وہ خود اپنے شوہر پر حرام ہو جائے مثلاً اگر اس کے شوہر نے کسی دودھ پیتی بچی سے عقد کیا ہو تو عورت کو اس بچی کو دودھ نہیں پلانا چاہئے کیونکہ اگر اس بچی کو دودھ پلائے گی تو وہ خود شوہر کی ساس بن جائے گی اور اس پر حرام ہو جائے گی۔

مسئلہ ۲۵۰۲ : اگر کوئی شخص چاہے کہ اس کی بھاوج اس کی محرم بن جائے تو اسے چاہئے کہ کسی شیر خوار بچی سے مثال کے طور پر دو دن کے لیئے متعہ کر لے اور ان دونوں میں ان شرائط کے ساتھ جن کا ذکر کیا گیا ہے اس کی بھاوج اس بچی کو دودھ پلا دے۔

مسئلہ ۲۵۰۳ : اگر کوئی مرد کسی عورت سے عقد کرنے سے پہلے کہے کہ رضاعت کی وجہ سے وہ عورت مجھ پر حرام ہے مثلاً کہے کہ میں نے اس عورت کی ماں کا دودھ پیا ہے تو اگر اس بات کی تصدیق ممکن ہو تو وہ اس عورت سے عقد نہیں کر سکتا اور اگر وہ یہ بات عقد کے بعد کہے اور خود عورت بھی اس بات کو قبول کرے تو عقد باطل ہے۔ پس اگر مرد نے اس عورت سے مجامعت نہ کی ہو یا مجامعت کی ہو لیکن مجامعت کے وقت عورت کو معلوم ہو کہ وہ اس مرد پر حرام ہے تو عورت کا کوئی مہر نہیں اور اگر عورت کو مجامعت کے بعد پتہ چلے کہ وہ اس مرد پر حرام تھی تو شوہر کو چاہئے اس جیسی عورتوں کے مہر کے مطابق مہر دے۔

مسئلہ ۲۵۰۴ : اگر کوئی عورت عقد سے پہلے کہہ دے کہ رضاعت کی وجہ سے میں اس مرد پر حرام ہوں اور اگر اس کی تصدیق ممکن ہو تو وہ اس مرد سے ازدواج نہیں کر سکتی اور اگر وہ یہ بات عقد کے بعد کہے تو اس کا کہنا ایسا ہے جیسے کہ مرد عقد کے بعد کہے کہ وہ عورت اس پر حرام ہے اور اس کے متعلق حکم سابقہ مسئلہ میں بیان ہو چکا ہے۔

مسئلہ ۲۵۰۵ : دودھ پلانا جو محرم بننے کا سبب ہے دو چیزوں سے ثابت ہوتا ہے۔

۱... ایک ایسی جماعت کا خبر دینا جس کے کہنے کا انسان کو یقین آجائے۔

۲... دو عادل مرد یا ایک مرد اور دو عورتیں یا چار عورتیں جو عادل ہوں اور اس امر کی شہادت دیں لیکن ضروری ہے کہ وہ دودھ پلانے کی شرائط کے بارے میں بھی بتائیں مثلاً کہیں کہ ہم نے فلاں بچے کو چوبیں گھنٹے فلاں عورت کے پستان سے دودھ پیتے ہوئے دیکھا ہے اور اس نے اس دوران میں اور کوئی چیز بھی نہیں کھائی اور اسی طرح ان باقی شرائط کو بھی کھول کر بیان کریں جن کا ذکر کیا گیا ہے۔

مسئلہ ۲۵۰۶ : اگر اس بات میں شک ہو کہ آیا بچے نے اتنی مقدار میں دودھ پیا ہے جو محرم بننے کا سبب ہو یا گمان ہو کہ اس نے اتنی مقدار میں دودھ پیا ہے تو بچہ کسی کا بھی محرم نہیں ہوتا لیکن بہتر یہ ہے کہ احتیاط کی جائے۔

طلاق کے احکام

مسئلہ ۲۵۰۷ : جو مرد اپنی عورت کو طلاق دے اس کے لئے ضروری ہے کہ بالغ اور عاقل ہو اور اپنے اختیار سے طلاق دے اور اگر اسے اپنی عورت کو طلاق دینے پر مجبور کیا جائے تو طلاق باطل ہے اور یہ بھی ضروری ہے کہ وہ شخص طلاق کا قصد رکھتا ہو پس اگر وہ مثال کے طور پر مذاق میں طلاق کا صیغہ کہے تو طلاق صحیح نہیں ہے۔

مسئلہ ۲۵۰۸ : عورت کو طلاق کے وقت حیض اور نفاس کے خون سے پاک ہونا چاہئے اور یہ بھی ضروری ہے کہ اس کے شوہر نے اس کی پاکی کے دوران اس سے مجامعت نہ کی ہو اور ان دو شرطوں کی تفصیل آئندہ مسائل میں بیان کی جائے گی۔

مسئلہ ۲۵۰۹ : عورت کو حیض اور نفاس کی حالت میں تین صورتوں میں طلاق دینا صحیح ہے۔

۱... یہ کہ شوہر نے ازدواج کے بعد اس سے مجامعت نہ کی ہو۔

۲... معلوم ہو کہ وہ حاملہ ہے اور اگر یہ بات معلوم نہ ہو اور شوہر اسے حیض کی حالت میں

طلاق دے دے اور بعد میں پتہ چلے کہ وہ حاملہ تھی تو احتیاط مستحب یہ ہے کہ اسے دوبارہ طلاق دے۔

۳ ... مرد کو غائب یا محبوس ہونے کی وجہ سے یہ معلوم نہ ہو سکتا ہو کہ عورت حیض اور نفاس کے خون سے پاک ہے یا نہیں۔

مسئلہ ۲۵۱۰ : اگر کوئی شخص عورت کو حیض کے خون سے پاک سمجھے اور اسے طلاق دے دے اور بعد میں پتہ چلے کہ وہ حیض کی حالت میں تھی تو اس کی طلاق باطل ہے اور اگر شوہر اسے حیض کی حالت میں سمجھے اور طلاق دے دے اور بعد میں معلوم ہو کہ پاک تھی تو اس کی طلاق صحیح ہے۔

مسئلہ ۲۵۱۱ : جس شخص کو علم ہو کہ اس کی عورت حیض یا نفاس کی حالت میں ہے اگر وہ شخص غائب ہو جائے مثلاً سفر اختیار کرے اور اسے طلاق دینا چاہتا ہو تو اسے چاہئے کہ اتنی مدت کے لیئے جس میں عموماً عورتیں حیض یا نفاس سے پاک ہو جاتی ہیں صبر کرے اور بعد میں اسے طلاق دے دے۔

مسئلہ ۲۵۱۲ : جو شخص غائب ہو اگر وہ اپنی عورت کو طلاق دینا چاہے تو اگر وہ اس بارے میں اطلاع حاصل کر سکتا ہو کہ آیا اس کی عورت حیض یا نفاس کی حالت میں ہے یا نہیں تو اگرچہ اس کی اطلاع عورت کی حیض کی عادت یا ان دوسری نشانیوں کی رو سے ہو جو شرع میں معین ہیں اسے چاہئے کہ اتنی مدت تک صبر کرے جتنی مدت میں عموماً عورتیں حیض یا نفاس سے پاک ہو جاتی ہیں۔

مسئلہ ۲۵۱۳ : اگر کوئی شخص اپنی بیوی سے جو حیض یا نفاس کے خون سے پاک ہو مجامعت کرے اور پھر اسے طلاق دینا چاہے تو اسے چاہئے کہ وہ صبر کرے حتیٰ کہ اسے دوبارہ حیض کا خون آ جائے اور پھر وہ پاک ہو جائے لیکن اگر ایسی عورت کو مجامعت کے بعد طلاق دی جائے جس کے نو سال تمام نہ ہوئے ہوں (یعنی اس کی عمر نو سال سے کم ہو) یا جو حاملہ ہو تو اس میں کوئی اشکال نہیں اور اگر عورت یائسہ ہو تب بھی یہی حکم ہے۔

مسئلہ ۲۵۱۴ : اگر کوئی شخص ایسی عورت سے مجامعت کرے جو حیض اور نفاس کے خون سے پاک ہو اور اسی پاکی کی حالت میں اسے طلاق دے دے اور بعد میں معلوم ہو کہ وہ طلاق دینے کے وقت حاملہ تھی تو احتیاط واجب کی بنا پر شوہر کو چاہئے کہ اسے دوبارہ طلاق دے۔

مسئلہ ۲۵۱۵ : اگر کوئی شخص ایسی عورت سے مجامعت کرے جو حیض اور نفاس کے خون سے پاک ہو اور پھر سفر اختیار کرے تو اگر وہ چاہے کہ سفر کے دوران میں اسے طلاق دے تو اسے چاہئے کہ اتنی مدت صبر کرے جتنی مدت میں عورت کو اس پاکی کے بعد معمول کے مطابق ماہواری کا خون آئے اور وہ دوبارہ پاک ہو جائے اور احتیاط واجب یہ ہے کہ وہ مدت ایک مہینے سے کم نہ ہو۔

مسئلہ ۲۵۱۶ : اگر کوئی مرد ایسی عورت کو طلاق دینا چاہتا ہو جسے پیدائشی طور پر یا کسی بیماری کی وجہ سے حیض کا خون نہ آتا ہو تو اسے چاہئے کہ جب اس نے اس عورت سے مجامعت کی ہو اس وقت سے تین مہینے تک مجامعت سے اجتناب کرے اور بعد میں اسے طلاق دے دے۔

مسئلہ ۲۵۱۷ : ضروری ہے کہ طلاق صحیح عربی صیغہ میں لفظ **طالق** کے ساتھ پڑھی جائے اور دو عادل مرد اسے سنیں اور اگر شوہر خود طلاق کا صیغہ پڑھنا چاہے اور مثال کے طور پر اس کی عورت کا نام فاطمہ ہو تو اسے چاہئے کہ کہے **ذوجتی فاطمۃ طالق** یعنی میری زوجہ فاطمہ آزاد ہے اور اگر وہ کسی دوسرے شخص کو وکیل کرے تو وکیل کو کہنا چاہئے **زوجۃ موکلی فاطمۃ طالق** اور اگر عورت معین ہو تو اس کا نام لینا ضروری نہیں ہے۔

مسئلہ ۲۵۱۸ : جس عورت سے متعہ کیا گیا ہو مثلاً ایک سال یا ایک مہینے کے لیئے اس سے عقد کیا گیا ہو اسے طلاق دینے کا کوئی سوال نہیں اور اس کا آزاد ہونا اس بات پر منحصر ہے کہ یا تو متعہ کی مدت ختم ہو جائے یا مرد فوت ہو جائے یا مرد اسے مدت بخش دے اور وہ اس طرح کہ اسے کہے "میں نے مدت تجھے بخش دی" اور کسی کو اس پر گواہ قرار دینا اور اس عورت کا حیض کے خون سے پاک ہونا ضروری نہیں ہے۔

طلاق کا عدہ

مسئلہ ۲۵۱۹ : جس لڑکی کی عمر نو سال نہ ہوئی ہو اور جو عورت یائسہ ہو اس کا کوئی عدہ نہیں ہے یعنی خواہ شوہر نے اس سے مجامعت کرنے کے بعد طلاق دی ہو وہ فوراً دوسرا شوہر کر سکتی ہے۔

مسئلہ ۲۵۲۰ : جس عورت کی عمر نو سال ہو چکی ہو اور یائسہ نہ ہو اور اس کا شوہر اس سے مجامعت کرے تو اگر وہ اسے طلاق دے تو اس عورت کو چاہئے کہ طلاق کے بعد عدہ رکھے اور آزاد

عورت کا عدہ یہ ہے کہ جب اس کا شوہر اسے پاکی کی حالت میں طلاق دے تو اس کے بعد وہ اتنی مدت صبر کرے کہ دو دفعہ حیض کا خون آنے کے بعد پاک ہو جائے اور جونہی اسے تیسری دفعہ حیض آئے اس کا عدہ ختم ہو جاتا ہے اور وہ شوہر کر سکتی ہے لیکن اگر شوہر عورت سے مجامعت کرنے سے پہلے اسے طلاق دے دے تو اس کے لیئے کوئی عدہ نہیں یعنی وہ طلاق کے فوراً بعد شوہر کر سکتی ہے۔

مسئلہ ۲۵۲۱ : جس عورت کو حیض کا خون نہ آتا ہو لیکن اس کا سن ان عورتوں جیسا ہو جنہیں حیض آتا ہو اگر اس کا شوہر اس سے مجامعت کرنے کے بعد طلاق دے دے تو اسے چاہئے کہ طلاق کے بعد تین مہینے تک عدہ رکھے۔

مسئلہ ۲۵۲۲ : جس عورت کا عدہ تین مہینے ہو اگر اسے چاند کی پہلی کو طلاق دی جائے تو اسے چاہئے کہ تین قمری مہینے تک یعنی جب چاند دیکھا جائے اس وقت سے تین مہینے تک عدہ رکھے اور اگر اسے کسی مہینے کے دوران میں طلاق دی جائے تو اسے چاہئے کہ اس مہینے کے باقی دن اور اس کے بعد آنے والے دو مہینے اور چوتھے مہینے کے اتنے دن جتنے دن پہلے مہینے سے کم ہوں عدہ رکھے تاکہ تین مہینے مکمل ہو جائیں مثلاً اگر اسے مہینے کی بیسیویں تاریخ کو غروب کے وقت طلاق دی جائے اور یہ مہینہ انتیس (۲۹) دن کا ہو تو نو دن اس مہینے کے اور اس کے بعد دو مہینے اور اس کے بعد چوتھے مہینے کے بیس دن عدہ رکھے اور احتیاط مستحب یہ ہے کہ چوتھے مہینے کے اکیس دن عدہ رکھے تاکہ پہلے مہینے کے جتنے دن عدہ رکھا ہے انہیں ملا کر دونوں کی تعداد تیس ہو جائے۔

مسئلہ ۱۴۲۳ : اگر حاملہ عورت کو طلاق دی جائے تو اس کا عدہ بچے کے پیدا ہونے یا حمل ساقط ہونے تک ہے لہٰذا مثال کے طور پر اگر طلاق کے ایک گھنٹہ بعد بچہ پیدا ہو جائے تو اس عورت کا عدہ ختم جائے گا۔

مسئلہ ۲۵۲۴ : جس عورت نے عمر کے نو سال مکمل کر لیئے ہوں اور یائسہ نہ ہو اگر وہ مثال کے طور پر کسی شخص سے ایک مہینے یا ایک سال کے لیئے متعہ کر لے تو اگر اس کا شوہر اس سے مجامعت کرے اور اس عورت کی مدت تمام ہو جائے یا شوہر اسے مدت بخش دے تو اسے چاہئے کہ عدہ رکھے۔ پس اگر اسے حیض کا خون آئے تو اسے چاہئے کہ دو حیض کی مقدار کے برابر عدہ رکھے اور شوہر نہ کرے اور اگر حیض کا خون نہ آئے تو پینتالیس (۴۵) دن شوہر کرنے سے اجتناب کرے اور حاملہ

ہونے کی صورت میں احتیاط واجب یہ ہے کہ جو مدت وضع حمل یا پینتالیس (۴۵) دن میں سے زیادہ ہو اتنی مدت کے لیئے عدہ رکھے۔

مسئلہ ۲۵۲۵ : طلاق کے عدہ کی ابتداء اس وقت سے ہوتی ہے جب صیغہ طلاق کا پڑھنا ختم ہو جاتا ہے خواہ عورت کو پتہ چلے یا نہ چلے کہ اسے طلاق دے دی گئی ہے پس اگر اسے عدہ ختم ہونے کے بعد پتہ چلے کہ اسے طلاق دے دی گئی ہے تو ضروری نہیں کہ وہ دوبارہ عدہ رکھے۔

اس عورت کا عدہ جس کا شوہر مر جائے

مسئلہ ۲۵۲۶ : اگر کسی عورت کا شوہر مر جائے تو اس صورت میں جب کہ وہ آزاد ہو اگر وہ حاملہ نہ ہو تو خواہ وہ یائسہ ہو یا شوہر نے اس سے متعہ کیا ہو یا شوہر نے اس سے مجامعت نہ کی ہو اسے چاہیئے کہ چار مہینے اور دس دن عدہ رکھے یعنی شوہر کرنے سے اجتناب کرے اور اگر حاملہ ہو تو اسے چاہیئے کہ وضع حمل تک عدہ رکھے لیکن اگر چار مہینے اور دس دن گزرنے سے پہلے بچہ پیدا ہو جائے تو اسے چاہیئے کہ شوہر کی موت کے بعد چار مہینے دس دن گزرنے تک صبر کرے اور اس عدہ کو عدہ وفات کہتے ہیں۔

مسئلہ ۲۵۲۷ : جو عورت عدہ وفات میں ہو اس کے لیئے زینت کے طور پر رنگ برنگا لباس پہننا اور سرمہ لگانا حرام ہے اور اسی طرح دوسرے ایسے کام جو زینت میں شمار ہوتے ہوں اس پر حرام ہیں۔ اسی طرح بغیر کسی سخت ضرورت کے اسے گھر سے بھی نہیں نکلنا چاہیئے۔

مسئلہ ۲۵۲۸ : اگر عورت کو یقین ہو جائے کہ اس کا شوہر مر چکا ہے اور عدہ وفات تمام ہونے پر دوسرا شوہر کر لے اور پھر اسے معلوم ہو کہ اس کے شوہر کی موت بعد میں واقع ہوئی ہے تو اسے چاہیئے کہ دوسرے شوہر سے جدا ہو جائے اور بنابر احتیاط اس صورت میں جب کہ وہ حاملہ ہو وضع حمل تک دوسرے شوہر کے لیئے عدہ طلاق اور اس کے بعد پہلے شوہر کے لیئے عدہ وفات رکھے اور اگر حاملہ نہ ہو تو پہلے شوہر کے لیئے عدہ وفات اور اس کے بعد دوسرے شوہر کے لیئے عدہ طلاق رکھے۔

مسئلہ ۲۵۲۹ : جس عورت کا شوہر غائب ہو یا غائب ہونے کے حکم میں ہو اس کے عدہ وفات کی ابتداء شوہر کی موت کی اطلاع ملنے کے وقت سے ہوتی ہے۔

مسئلہ ۲۵۳۰ : اگر کوئی عورت کہے کہ میرا عدہ ختم ہو گیا ہے تو اس کا قول دو شرطوں کے ساتھ قبول کیا جاتا ہے۔

۱... یہ کہ بنابر احتیاط وہ مورد تہمت نہ ہو۔

۲... اسے طلاق ملنے یا اس کے شوہر کے مرنے کے بعد اتنی مدت گزر چکی ہو کہ اس مدت میں عدہ کا ختم ہونا ممکن ہو۔

طلاق بائن اور طلاق رجعی

مسئلہ ۲۵۳۱ : طلاق بائن کے معنی یہ ہیں کہ طلاق کے بعد مرد یہ حق نہیں رکھتا کہ اپنی عورت کی طرف رجوع کرے یعنی بغیر عقد کے دوبارہ اسے اپنی بیوی بنا لے اور اس طلاق کی پانچ قسمیں ہیں۔

۱... اس عورت کو دی گئی طلاق جس کی عمر ابھی نو سال نہ ہوئی ہو۔

۲... اس عورت کو دی گئی طلاق جو یائسہ ہو۔

۳... اس عورت کو دی گئی طلاق جسکے شوہر نے عقد کے بعد اس سے مجامعت نہ کی ہو۔

۴... جس عورت کو تین دفعہ طلاق دی گئی ہو اسے دی جانے والی تیسری طلاق۔

۵... خلع اور مبارات کی طلاق جن کے احکام بعد میں بیان کیئے جائیں گے اور ان طلاقوں کے علاوہ جو طلاقیں ہیں وہ رجعی ہیں جس کا مطلب یہ ہے کہ جب تک عورت عدہ میں ہو شوہر اس سے رجوع کر سکتا ہے۔

مسئلہ ۲۵۳۲ : جس شخص نے اپنی عورت کو طلاق رجعی دی ہو اس کے لیئے اسے (یعنی عورت کو) اس گھر سے نکال دینا جس میں وہ طلاق دینے کے وقت مقیم تھی حرام ہے البتہ بعض موقعوں پر جن میں بد چلنی یا غیر لوگوں کے ساتھ آنا جانا شامل ہیں اسے گھر سے نکال دینے میں کوئی حرج نہیں۔ نیز یہ بھی حرام ہے کہ عورت غیر ضروری کاموں کے لیئے اس گھر سے باہر جائے۔

رجوع کرنے کے احکام

مسئلہ ۲۵۳۳ : طلاق رجعی میں مرد دو طریقوں سے عورت کی طرف رجوع کر سکتا ہے۔

۱... عورت سے باتیں کرے جن کا مطلب یہ نکلتا ہو کہ اس نے اسے دوبارہ اپنی بیوی قرار دیا ہے۔

۲... کوئی کام کرے اور اس کام سے رجوع کا قصد کرے اور ظاہر یہ ہے کہ مجامعت کرنے سے رجوع ثابت ہو جاتا ہے خواہ اس کا قصد رجوع معلوم نہ بھی ہو۔

مسئلہ ۲۵۳۴ : رجوع کرنے میں مرد کے لیئے ضروری نہیں کہ کسی کو گواہ بنائے یا اپنی بیوی کو رجوع کرنے کے متعلق اطلاع دے بلکہ اگر بغیر اس کے کہ کسی کو پتہ چلے وہ خود ہی رجوع کرے تو اس کا رجوع صحیح ہے لیکن اگر عدہ ختم ہو جانے کے بعد مرد کہے کہ میں نے عدہ کے دوران میں رجوع کر لیا تھا تو ضروری ہے کہ اس بات کو ثابت کرے۔

مسئلہ ۲۵۳۵ : جس مرد نے عورت کو طلاق رجعی دی ہو اگر وہ اس سے کچھ مال لے لے اور اس سے مصالحت کر لے کہ اب تجھ سے رجوع نہ کروں گا تو اگرچہ یہ مصالحت درست ہے اور مرد پر لازم ہے کہ رجوع نہ کرے لیکن اس سے مرد کا حق رجوع زائل نہیں ہوتا اور اگر وہ رجوع کر لے تو جو طلاق دے چکا ہے وہ جدائی کا موجب نہیں بنتی۔

مسئلہ ۲۵۳۶ : اگر کوئی شخص اپنی بیوی کو دو دفعہ طلاق دے کر اس کی طرف رجوع کر لے یا اسے دو دفعہ طلاق دے اور ہر طلاق کے بعد اس سے عقد کرے یا ایک طلاق کے بعد رجوع کرے اور دوسری طلاق کے بعد عقد کرے تو تیسری طلاق کے بعد وہ عورت اس مرد پر حرام ہو جائے گی ہاں اگر عورت تیسری طلاق کے بعد کسی دوسرے مرد سے ازدواج کرے تو وہ پانچ شرطوں کے پورا ہونے پر پہلے مرد پر حلال ہو گی یعنی وہ اس عورت سے دوبارہ عقد کر سکے گا۔

۱... یہ کہ دوسرے شوہر کا عقد دائمی ہو پس اگر مثال کے طور پر وہ ایک مہینے یا ایک سال کے لیئے اس عورت سے متعہ کر لے تو اس مرد کے اس سے جدا ہونے کے بعد پہلا شوہر اس سے عقد نہیں کر سکتا۔

۲... دوسرا شوہر اس سے مجامعت کرے اور اپنا عضو تناسل اس کی شرمگاہ میں داخل کرے اور احتیاط واجب یہ ہے کہ مجامعت عورت کی اگلی شرم گاہ (یعنی فرج) میں کرے۔

۳... دوسرا شوہر اسے طلاق دے یا مر جائے۔

۴ ... دوسرے شوہر کا عدہ طلاق یا عدہ وفات ختم ہو جائے۔

۵ ... بنابر احتیاط واجب دوسرا شوہر بالغ ہو۔

طلاق خلع

مسئلہ ۲۵۳۷ : اس عورت کی طلاق کو جو اپنے شوہر کی طرف مائل نہ ہو اور اپنا مہر یا کوئی اور مال اسے بخش دے تاکہ وہ اسے طلاق دے دے اسے طلاق خلع کہتے ہیں۔

مسئلہ ۲۵۳۸ : جب شوہر خود طلاق خلع کا صیغہ پڑھنا چاہے تو اگر اس کی بیوی کا نام مثلاً فاطمہ ہو تو عوض لینے کے بعد کہے **زوجتی فاطمة خلعتها علی مابذلت** اور احتیاط مستحب کی بنا پر **ھی طالق** بھی کہے یعنی میں نے اپنی بیوی فاطمہ کو اس مال کے مقابل میں جو اس نے مجھے دیا ہے طلاق خلع دے دی ہے اور وہ آزاد ہے اور اگر عورت معین ہو تو طلاق خلع میں اور نیز طلاق مبارات میں اس کا نام لینا ضروری نہیں۔

مسئلہ ۲۵۳۹ : اگر عورت کسی شخص کو وکیل مقرر کرے تاکہ وہ اس کا مہر اس کے شوہر کو بخش دے اور شوہر بھی اسی شخص کو وکیل مقرر کرے تاکہ وہ اس کی بیوی کو طلاق دے دے تو اگر مثال کے طور پر شوہر کا نام محمد اور بیوی کا نام فاطمہ ہو تو وکیل صیغہ طلاق یوں پڑھے **عن موکلتی فاطمة بذلت مهرها لموکلی محمد لیخلعها علیه** اور اس کے بعد بلا فاصلہ کہے **زوجة موکلی خالعتها علی ما بذلت ھی طالق** اور اگر عورت کسی کو وکیل مقرر کرے کہ اس کے شوہر کو مہر کے علاوہ کوئی اور چیز بخش دے تاکہ وہ (یعنی اس عورت کا شوہر) اسے طلاق دے دے تو وکیل کو چاہئے کہ لفظ **مهرها** کی بجائے اس چیز کا نام لے مثلاً اگر عورت نے سو روپے دیئے ہوں تو اسے کہنا چاہئے **بذلت مائة روبیه**

طلاق مبارات

مسئلہ ۲۵۴۰ : اگر بیوی اور شوہر دونوں ایک دوسرے کو نہ چاہتے ہوں اور عورت مرد کو کچھ مال دے تاکہ وہ اسے طلاق دے دے تو اسے طلاق مبارات کہتے ہیں۔

مسئلہ ۲۵۴۱ : اگر شوہر مبارات کا صیغہ پڑھنا چاہے تو اگر مثلاً عورت کا نام فاطمہ ہو تو اسے کہنا چاہیئے بارات زوجتی فاطمة علی مابذلت فھی طالق یعنی میں اور میری بیوی فاطمہ اس عوض کے مقابل میں جو اس نے دیا ہے (یعنی اس مال کے مقابل میں جو اس نے مجھے دیا ہے) ایک دوسرے سے جدا ہو گئے ہیں پس وہ آزاد ہے اور اگر وہ شخص کسی کو وکیل مقرر کرے تو وکیل کو کہنا چاہیئے عن قبل موکلی بارات زوجته' فاطمة علی مابذلت فھی طالق اور دونوں صورتوں میں کلمہ علی مابذلت کی بجائے اگر بمابذلت کہا جائے تب بھی کوئی حرج نہیں ہے۔

مسئلہ ۲۵۴۲ : خلع اور مبارات کی طلاق کا صیغہ صحیح عربی میں پڑھا جانا چاہیئے لیکن اگر عورت اپنا مال شوہر کو بخشنے کے لیئے مثلاً اردو میں کہے "طلاق کے لیئے میں نے تجھے فلاں مال بخشا" تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔

مسئلہ ۲۵۴۳ : اگر کوئی عورت طلاق خلع یا طلاق مبارات کے عدہ کے دوران میں اپنی بخشش سے پھر جائے تو شوہر رجوع کر سکتا ہے اور دوبارہ عقد کیئے بغیر اسے اپنی بیوی قرار دے سکتا ہے۔

مسئلہ ۲۵۴۴ : جو مال شوہر طلاق مبارات دینے کے لیئے لے وہ عورت کے مہر سے زیادہ نہیں ہونا چاہیئے لیکن طلاق خلع کے سلسلے میں لیا جانے والا مال اگر مہر سے زیادہ بھی ہو تو کوئی حرج نہیں۔

طلاق کے مختلف احکام

مسئلہ ۲۵۴۵ : اگر کوئی شخص کسی نامحرم عورت سے اس گمان میں مجامعت کرے کہ وہ اس کی بیوی ہے تو خواہ عورت کو علم ہو کہ وہ شخص اس کا شوہر نہیں ہے۔ یا گمان کرے کہ اس کا شوہر ہے اسے چاہیئے کہ عدہ رکھے۔

مسئلہ ۲۵۴۶ : اگر کوئی شخص کسی عورت سے یہ جانتے ہوئے زنا کرے، کہ وہ اس کی بیوی نہیں ہے تو خواہ عورت کو علم ہو کہ وہ مرد اس کا شوہر نہیں ہے یا گمان کرے کہ وہ اس کا شوہر ہے اس کے لیئے عدہ رکھنا ضروری نہیں۔

مسئلہ ۲۵۴۷ : اگر کوئی مرد کسی عورت کو ورغلائے کہ وہ اپنے شوہر سے طلاق لے لے اور

اس شخص سے عقد کرلے تو طلاق اور عقد صحیح ہیں لیکن دونوں نے بہت بڑا گناہ کیا ہے۔

مسئلہ ۲۵۴۸ : اگر عورت عقد کے سلسلے میں شوہر سے شرط طے کرے کہ اگر اس کا شوہر سفر اختیار کرے یا مثلاً چھ مہینے اسے خرچ نہ دے تو طلاق کا اختیار اسے (یعنی عورت کو) حاصل ہو گا تو یہ شرط باطل ہے۔ لیکن اگر عورت یہ شرط لگائے کہ اگر مرد سفر اختیار کرے یا مثلاً چھ مہینے تک اسے خرچ نہ دے تو وہ اپنی طلاق کے لیئے اس کی (یعنی شوہر کی) وکیل ہو گی تو یہ شرط صحیح ہے اور اگر ایسی صورت پیدا ہو جائے اور وہ اپنے آپ کو طلاق دے دے تو طلاق صحیح ہو گی۔

مسئلہ ۲۵۴۹ : جس عورت کا شوہر گم ہو جائے اگر وہ دوسرا شوہر کرنا چاہئے تو اسے چاہئے کہ مجتہد عادل کے پاس جائے اور اس کے حکم کے مطابق عمل کرے۔

مسئلہ ۲۵۵۰ : دیوانے شخص کا باپ اور دادا اس کی بیوی کو طلاق دے سکتے ہیں۔

مسئلہ ۲۵۵۱ : اگر باپ یا دادا اپنے نابالغ لڑکے (یعنی بیٹے یا پوتے) کا کسی عورت سے متعہ کر دیں اور متعہ کی مدت میں اس لڑکے کے مکلف ہونے کی کچھ مدت بھی شامل ہو مثلاً اپنے چودہ سالہ لڑکے کا کسی عورت سے دو سال کے لیئے متعہ کر دیں تو اگر اس میں لڑکے کی بھلائی ہو تو وہ (یعنی باپ یا دادا) اس عورت کی مدت بخش سکتے ہیں لیکن لڑکے کی دائمی بیوی کو طلاق نہیں دے سکتے۔

مسئلہ ۲۵۵۲ : اگر کوئی مرد دو آدمیوں کو شرع کی مقرر کردہ علامات کی رو سے عادل سمجھے اور اپنی بیوی کو ان کے سامنے طلاق دے دے تو کوئی اور شخص جس کے نزدیک ان دو آدمیوں کی عدالت ثابت نہ ہو اس عورت کا عدہ ختم ہونے کے بعد اس کے ساتھ خود عقد کر سکتا ہے یا اسے کسی دوسرے کے عقد میں دے سکتا ہے اگرچہ احتیاط مستحب یہ ہے کہ اس کے ساتھ عقد سے اجتناب کرے، اور دوسرے کا عقد بھی اس کے ساتھ نہ کرے۔

مسئلہ ۲۵۵۳ : اگر کوئی شخص کسی عورت کو اسے علم ہوئے بغیر طلاق دے دے تو اگر وہ اس کے اخراجات اسی طرح دے جس طرح اس وقت دیتا تھا جب وہ اس کی بیوی تھی اور مثلاً ایک سال کے بعد اسے کہے کہ میں ایک سال ہوا تجھے طلاق دے چکا ہوں اور اس بات کو شرعاً بھی ثابت کر دے تو جو چیزیں اس نے اس مدت میں اس عورت کو مہیا کی ہوں اور وہ انہیں اپنے مصرف میں نہ لائی

ہو انہیں وہ اس سے واپس لے سکتا ہے لیکن جو چیزیں اس نے صرف کر لی ہوں ان کا مطالبہ نہیں کر سکتا۔

غصب کے احکام

مسئلہ ۲۵۵۴ : غصب کے معنی یہ ہیں کہ کوئی شخص کسی کے مال یا حق پر ظلم کر کے قابض ہو جائے اور یہ بہت بڑے گناہوں میں سے ایک گناہ ہے جس کا مرتکب ہونے والا قیامت کے دن سخت عذاب میں گرفتار ہو گا۔ جناب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت ہے کہ جو شخص کسی دوسرے کی ایک بالشت زمین غصب کرے قیامت کے دن اس زمین کو اس کے سات طبقوں سے لے کر طوق کی طرح اس کی گردن میں ڈال دیا جائے گا۔

مسئلہ ۲۵۵۵ : اگر کوئی شخص مسجد یا مدرسہ یا پل یا دوسری ایسی جگہوں سے جو رفاہ عامہ کے لیئے بنائی گئی ہوں لوگوں کو استفادہ نہ کرنے دے تو اس نے ان کا حق غصب کیا ہے۔ اسی طرح اگر کوئی شخص مسجد میں اپنے لیئے جگہ مخصوص کرے اور دوسرا اسے اس جگہ سے استفادہ نہ کرنے دے تو وہ بھی غاصب ہے۔

مسئلہ ۲۵۵۶ : انسان جو چیز قرض خواہ کے پاس گروی رکھے وہ اسی کے پاس (یعنی قرض خواہ کے پاس) رہنی چاہئے تاکہ اگر وہ قرضہ ادا نہ کرے تو قرض خواہ اپنا قرضہ اس چیز کے ذریعے وصول کر لے۔ لہٰذا اگر مقروض قرض ادا کرنے سے پہلے وہ چیز اس سے لے لے تو اس نے اس کا حق غصب کیا ہے۔

مسئلہ ۲۵۵۷ : جو مال کسی کے پاس گروی رکھا گیا ہو اگر کوئی اور شخص اسے غصب کر لے تو مال کا مالک اور قرض خواہ دونوں غصب کرنے والے سے اس مال کا مطالبہ کر سکتے ہیں اور اگر وہ چیز اس سے واپس لے لیں تو وہ گروی ہی رہے گی اور اگر وہ چیز تلف ہو جائے اور وہ اس کا عوض حاصل کریں تو وہ عوض بھی اصلی چیز کی طرح گروی رہے گا۔

مسئلہ ۲۵۵۸ : اگر انسان کوئی چیز غصب کرے تو اسے چاہئے کہ اس کے مالک کو لوٹا دے اور

اگر وہ چیز ضائع ہو جائے تو اسے چاہئے کہ اس کا عوض مالک کو دے۔

مسئلہ ۲۵۵۹ : جو چیز غصب کی گئی ہو اگر اس سے کوئی منفعت ہاتھ آئے مثلاً غصب کی ہوئی بھیڑ کا بچہ پیدا ہو تو وہ اس کے مالک کا مال ہے نیز مثال کے طور پر اگر کسی نے کوئی مکان غصب کر لیا ہو تو خواہ وہ (یعنی غاصب) اس مکان میں نہ رہے اسے چاہئے کہ اس کا کرایہ مالک کو دے۔

مسئلہ ۲۵۶۰ : اگر کوئی شخص بچے یا دیوانے سے کوئی چیز جو اس کا (یعنی بچے یا دیوانے کا) مال ہو غصب کرے تو اسے چاہئے کہ وہ چیز اس کے ولی کو دے دے اور اگر وہ چیز تلف ہو جائے تو چاہئے کہ اس کا عوض دے۔

مسئلہ ۲۵۶۱ : جب دو اشخاص مل کر کوئی چیز غصب کریں تو خواہ ان میں سے ہر ایک اکیلا بھی اس چیز کو غصب کرنے پر قادر ہو ان میں سے ہر ایک نصف مال کا ذمہ دار ہے۔

مسئلہ ۲۵۶۲ : اگر کوئی شخص غصب کی ہوئی چیز کو کسی دوسری چیز سے ملا دے مثلاً جو گندم غصب کی ہو اسے جو سے ملا دے تو اگر ان کا جدا کرنا ممکن ہو تو خواہ اس میں زحمت ہی کیوں نہ ہو اسے چاہئے کہ انہیں ایک دوسری سے علیحدہ کرے اور غصب کی ہوئی چیز اس کے مالک کو واپس دے۔

مسئلہ ۲۵۶۳ : اگر کوئی شخص مثال کے طور پر کانوں کا آویزہ گوشوارہ بالی زیور جو اس نے غصب کیا ہو توڑ پھوڑ دے تو اسے چاہئے کہ وہ مال اس کے بنانے کی مزدوری کے ساتھ اس کے مالک کو واپس کرے اور اگر مزدوری نہ دے اور کہے کہ اس کی بجائے میں اس مال کو پہلے جیسا ہی بنا دیتا ہوں تو مالک اس میں پیش کش کو قبول کرنے پر مجبور نہیں ہے نیز مالک بھی اس شخص کو مجبور نہیں کر سکتا وہ اس چیز کو پہلے جیسی بنائے۔

مسئلہ ۲۵۶۴ : جس شخص نے کوئی چیز غصب کی ہو اگر وہ اس میں ایسی تبدیلی کرے کہ اس چیز کی حالت پہلے سے بہتر ہو جائے مثلاً جو سونا غصب کیا ہو اس کا گوشوارہ بنا دے تو اگر مال کا مالک اسے کہے کہ مجھے مال اسی حالت میں (یعنی گوشوارے کی شکل میں) دو تو اسے چاہئے کہ اسے دے دے اور جو زحمت اس نے اٹھائی ہو یعنی گوشوارہ بنانے پر جو محنت کی ہو اس کی مزدوری بھی وہ نہیں لے سکتا اور اسی طرح وہ یہ حق نہیں رکھتا کہ مالک کی اجازت کے بغیر اس چیز کو اس کی پہلی حالت میں لے آئے اور

اگر اس کی اجازت کے بغیر اس چیز کو پہلے جیسا کر دے تو اسے چاہئے کہ اس کے بنانے (یعنی گوشوارہ وغیرہ بنانے) کی مزدوری بھی اس کے مالک کو دے۔

مسئلہ ۲۵۶۵ : جس شخص نے کوئی چیز غصب کی ہو اگر وہ اس میں ایسی تبدیلی کرے کہ اس چیز کی حالت پہلے سے بہتر ہو جائے اور صاحب مال اسے اس چیز کی پہلی حالت میں واپس کرنے کو کہے تو اس کے لیئے واجب ہے کہ اسے اس کی پہلی حالت میں لے آئے اور اگر تبدیلی کرنے کی وجہ سے اس چیز کی قیمت پہلی حالت سے کم ہو جائے تو اسے چاہئے کہ اس کا فرق مالک کو دے پس اگر کوئی شخص غصب کیئے ہوئے سونے کا گوشوارہ بنائے اور اس سونے کا مالک کہے کہ تمہارے لیئے لازم ہے کہ اسے پہلی شکل میں لے آؤ تو اگر پگھلانے کے بعد اس سونے کی قیمت اس سے کم ہو جائے جتنی گوشوارہ بنانے سے پہلے تھی تو غصب کرنے والے کو چاہئے کہ قیمتوں میں جتنا فرق ہو اس کے برابر مال مالک کو دے۔

مسئلہ ۲۵۶۶ : اگر کوئی شخص اس زمین میں جو اس نے غصب کی ہو زراعت کرے یا درخت لگائے تو زراعت، درخت اور ان کا پھل خود اس کا مال ہے اور اگر زمین کا مالک اس بات پر راضی نہ ہو کہ درخت اس زمین میں رہیں تو جس نے وہ زمین غصب کی ہو اسے چاہئے کہ خواہ ایسا کرنا اس کے لیئے نقصان دہ ہی کیوں نہ ہو وہ فوراً اپنی زراعت یا درختوں کو زمین سے اکھیڑ لے نیز اسے چاہئے کہ جتنی مدت زراعت اور درخت اس زمین میں رہے ہوں اتنی مدت کا کرایہ زمین کے مالک کو دے اور جو خرابیاں زمین میں پیدا ہوئی ہوں انہیں درست کرے مثلاً جہاں درختوں کو اکھیڑنے سے زمین میں گڑھے پڑ گئے ہوں اس جگہ کو پر کرے اور اگر ان خرابیوں کی وجہ سے زمین کی قیمت پہلے سے کم ہو جائے تو اسے چاہئے کہ قیمت میں جو فرق پڑے وہ بھی ادا کرے اور وہ زمین کے مالک کو اس بات پر مجبور نہیں کر سکتا کہ وہ زمین اس کے ہاتھ بیچ دے نیز زمین کا مالک بھی اسے مجبور نہیں کر سکتا کہ درخت یا زراعت اس کے ہاتھ بیچ دے۔

مسئلہ ۲۵۶۷ : اگر زمین کا مالک اس بات پر راضی ہو جائے کہ زراعت اور درخت اس کی زمین میں رہیں تو جس شخص نے زمین غصب کی ہو اس کے لیئے یہ ضروری نہیں ہے کہ زراعت اور درختوں کو اکھیڑے لیکن اسے چاہئے کہ جب زمین غصب کی ہو اس وقت سے لے کر مالک کے راضی

ہونے کے وقت تک کی مدت کا زمین کا کرایہ دے۔

مسئلہ ۲۵۶۸ : جو چیز کسی نے غصب کی ہو اگر وہ تلف ہو جائے تو اگر وہ چیز گائے اور بھیڑ کی طرح ہو جن کی قیمت ان کی ذاتی خصوصیات کی بنا پر عقلاء کی نظر میں فرداً فرداً مختلف ہوتی ہے تو غاصب کو چاہئے کہ اس چیز کی قیمت ادا کرے اور اگر اس کی بازار کی قیمت مختلف ہو گئی ہو تو اسے چاہئے کہ وہ قیمت دے جو ادا کرنے کے وقت تھی اور احتیاط مستحب یہ ہے کہ غصب کرنے کے وقت سے لے کر تلف ہونے کے وقت تک اس چیز کی جو زیادہ سے زیادہ قیمت رہی ہو وہ دے۔

مسئلہ ۲۵۶۹ : جو چیز کسی نے غصب کی ہو اور وہ تلف ہو جائے اگر وہ گندم اور جو کی مانند ہو جن کی فرداً فرداً قیمت کا ذاتی خصوصیات کی بنا پر باہم فرق نہیں ہوتا تو غصب کرنے والے کو چاہیے کہ جو چیز غصب کی ہو اسی جیسی چیز مالک کو دے لیکن جو چیز دے ضروری ہے کہ اس کی قسم اپنی خصوصیات میں اس غصب کی ہوئی چیز کی قسم کی مانند ہو جو کہ تلف ہو گئی ہے مثلاً اگر بڑھیا قسم کا چاول غصب کیا تھا تو گھٹیا قسم کا نہیں دے سکتا۔

مسئلہ ۲۵۷۰ : اگر کوئی شخص بھیڑ جیسی کوئی چیز غصب کرے اور وہ تلف ہو جائے تو اگر اس کی بازار کی قیمت میں فرق نہ پڑا ہو لیکن جس مدت میں وہ غصب کرنے والے کے پاس رہی ہو اس مدت میں مثلاً فربہ ہو گئی ہو تو فربہ ہونے کے وقت کی قیمت ادا کرے۔

مسئلہ ۲۵۷۱ : جو چیز کسی نے غصب کی ہو اگر کوئی اور شخص وہی چیز اس سے غصب کرے اور پھر وہ تلف ہو جائے تو مال کا مالک ان دونوں میں سے ہر ایک سے اس کا عوض لے سکتا ہے یا ان دونوں میں سے کسی ایک سے اس کے عوض کی کچھ مقدار کا مطالبہ کر سکتا ہے اور اگر مالک اس کا عوض پہلے غاصب سے لے لے تو پہلے غاصب نے جو کچھ دیا ہو وہ دوسرے غاصب سے لے سکتا ہے لیکن اگر مال کا مالک اس کا عوض دوسرے غاصب سے لے لے تو اس نے جو کچھ دیا ہے اس کا مطالبہ وہ (یعنی دوسرا غاصب) پہلے غاصب سے نہیں کر سکتا۔

مسئلہ ۲۵۷۲ : جس چیز کو بیچا جائے اگر اس میں معاملہ کی شرطوں میں سے کوئی ایک موجود نہ ہو مثلاً جس چیز کی خرید و فروخت وزن کر کے کرنی چاہئے اگر اس کا معاملہ بغیر وزن کیئے کیا جائے تو معاملہ

باطل ہے اور اگر بیچنے والا اور خریدار معاملہ سے قطع نظر اس بات پر رضا مند ہوں کہ ایک دوسرے کے مال میں تصرف کریں، تو کوئی حرج نہیں ہے یہاں خرید و فروخت کے احکام کی بجائے ہبہ کے احکام جاری ہوں گے اور اس قسم کے معاملہ کو مصالحت سے بھی طے نہیں کیا جا سکتا۔ ورنہ جو چیز انہوں نے ایک دوسرے سے لی ہو وہ غصبی مال کی مانند ہے اور انہیں چاہئے کہ ایک دوسرے کی چیزیں واپس کر دیں اور اگر ایک کے ہاتھوں دوسرے کا مال تلف ہو جائے تو خواہ اسے معلوم ہو یا نہ ہو کہ معاملہ باطل تھا اسے چاہئے کہ اس کا عوض دے۔

مسئلہ ۲۵۷۳ : جب کوئی شخص کوئی مال کسی بیچنے والے سے اس مقصد سے کہ اسے دیکھے یا کچھ مدت اپنے پاس رکھے تاکہ اگر پسند آئے تو خرید لے تو اگر وہ مال تلف ہو جائے تو اسے چاہئے کہ اس کا عوض اس کے مالک کو دے۔

اس مال کے احکام جو پڑا ہوا مل جائے

مسئلہ ۲۵۷۴ : اگر کسی شخص کو کسی دوسرے کا گم شدہ ایسا مال ملے جو حیوانات میں سے نہ ہو اور جس کی کوئی ایسی نشانی بھی نہ ہو جس کے ذریعے اس کے مالک کا پتہ چل سکے اور اس کی قیمت ایک درہم (۶ / ۱۲ چنے سکہ دار چاندی) سے کم نہ ہو تو احتیاط مستحب یہ ہے کہ وہ شخص اس مال کو اس کے مالک کی طرف سے فقیروں کو بطور صدقہ دے دے اور اپنی ملکیت میں نہ لے۔

مسئلہ ۲۵۷۵ : اگر کوئی انسان ایسی گری پڑی چیز پائے جس کی قیمت ایک درہم سے کم ہو تو اگر اس کا مالک معلوم ہو لیکن انسان کو یہ علم نہ ہو کہ وہ اس کے اٹھانے پر راضی ہے یا نہیں تو وہ اس کی اجازت کے بغیر اس مال کو نہیں اٹھا سکتا اور اگر اس کے مالک کا علم نہ ہو تو اس قصد سے اٹھا سکتا ہے کہ وہ خود اس کی ملکیت ہے اور اس پر واجب ہے کہ جب بھی اس مال کا مالک ملے اگر وہ مال تلف نہ ہو گیا ہو تو بعینہ وہی مال اسے واپس کر دے اور اگر تلف ہو گیا ہو تو اسے اس کا عوض دے اور اگر اس مال کو استعمال کیا ہے تو اس کی اجرت بھی دے۔

مسئلہ ۲۵۷۶ : اگر کوئی شخص ایک چیز پائے جس پر کوئی ایسی نشانی ہو جس کے ذریعے اس کے

مالک کا پتہ چلایا جاسکے تو اگرچہ اسے معلوم ہو جائے کہ اس کا مالک سنی ہے یا ایک ایسا کافر ہے جس کا مال محترم ہے تاہم اگر اس چیز کی قیمت ایک درہم کی مقدار تک پہنچ جائے تو اس شخص کو چاہیئے کہ جس دن وہ چیز ملی ہو اس سے ایک سال تک لوگوں کے اجتماع کی جگہ پر اس کا اعلان کرے۔

مسئلہ ۲۵۷۷ : اگر انسان خود اعلان نہ کرنا چاہے تو وہ ایسے آدمی کو اپنی طرف سے اعلان کرنے کے لیئے کہہ سکتا ہے جس کے متعلق اسے اطمینان ہو کہ وہ اعلان کر دے گا۔

مسئلہ ۲۵۷۸ : اگر مذکورہ شخص ایک سال تک اعلان کرے اور مال کا مالک نہ ملے تو اس صورت میں جب کہ وہ مال حرم مکہ کے علاوہ کسی جگہ سے ملا ہو وہ اسے خود لے سکتا ہے یا اسے اس کے مالک کے لیئے اپنے پاس رکھ سکتا ہے تاکہ جب بھی وہ ملے اسے دے دے اور یا مال کے مالک کی طرف سے فقیروں کو بطور صدقہ دے سکتا ہے اور اگر وہ مال اسے حرم میں ملا ہو تو احتیاط واجب یہ ہے کہ اسے بطور صدقہ دے دے اور ان دونوں صورتوں میں احتیاط مستحب ہے کہ حاکم شرع سے اجازت لے یا حاکم شرع کے سپرد کر دے۔

مسئلہ ۲۵۷۹ : اگر کسی شخص کے ایک سال تک اعلان کرنے کے بعد بھی مال کا مالک نہ ملے اور جسے وہ مال ملا ہو وہ اس کے مالک کے لیئے اسے اپنے پاس رکھ چھوڑے (یعنی جب مالک ملے گا اسے دے دوں گا) اور وہ مال تلف ہو جائے تو اگر اس نے مال کی نگہداشت میں کوتاہی نہ برتی ہو اور تعدی یعنی زیادہ روی بھی نہ کی ہو تو پھر وہ ذمہ دار نہیں ہے اور اگر اس نے خود اپنے لیئے اسے قبضے میں کرلیا ہو تو ذمہ دار ہے، اور اگر وہ مال اس کے مالک کی طرف سے بطور صدقہ دے چکا ہو تو مال کے مالک کو اختیار ہے کہ اس صدقے پر راضی ہو جائے یا اپنے مال کے عوض کا مطالبہ کرے اور صدقہ کا ثواب صدقہ کرنے والے کو ملے گا (یعنی پہلی صورت میں مال کے مالک کو اور دوسری صورت میں اس شخص کو جسے وہ مال ملا اور اس نے بطور صدقہ دے دیا) صاحب مال کو مطالبے کا حق اس صورت میں ہے کہ اس شخص نے حاکم شرع کی اجازت کے بغیر تصرف کیا ہو۔

مسئلہ ۲۵۸۰ : اگر کوئی شخص جسے گرا پڑا مال مل جائے اس طریقے کے مطابق جو اوپر بیان ہوا ہے اعلان نہ کرے تو علاوہ اس بات کے کہ اس نے گناہ کیا ہے اس پر پھر بھی واجب ہے کہ اعلان کرے بشرطیکہ مالک کے ملنے کا ظاہرا احتمال ہو۔

مسئلہ ۲۵۸۱ : اگر کسی دیوانے شخص یا نابالغ بچے کو کوئی گری پڑی چیز ملے تو اس کا ولی اس چیز کے بارے میں اعلان کر سکتا ہے اور اس کے بعد (یعنی اگر اس چیز کا مالک نہ ملے تو) اسے دیوانے یا نابالغ بچے کی طرف سے ملکیت میں لے سکتا ہے یا اس چیز کے مالک کی طرف سے بطور صدقہ دے سکتا ہے۔

مسئلہ ۲۵۸۲ : اگر انسان اس سال کے دوران جس میں وہ ملنے والے مال کے بارے میں اعلان کر رہا ہو مال کے مالک کے ملنے سے ناامید ہو جائے اور اسے بطور صدقہ دینا چاہیے یا اپنی ملکیت میں لینا چاہیے تو اس میں اشکال ہے۔

مسئلہ ۲۵۸۳ : اگر اس سال کے دوران میں جس میں انسان ملنے والے مال کے بارے میں اعلان کر رہا ہو وہ مال تلف ہوجائے اور اگر اس شخص نے اس مال کی نگہداشت میں کوتاہی کی ہو یا تعدی یعنی زیادہ روی کی ہو تو اسے چاہیے کہ اس کا عوض اس کے مالک کو دے اور اگر کوتاہی یا زیادہ روی نہ کی ہو تو پھر اس پر کچھ بھی واجب نہیں ہے۔

مسئلہ ۲۵۸۴ : اگر کوئی مال جو نشانی رکھتا ہو اور اس کی قیمت ایک درہم تک پہنچتی ہو ایسی جگہ سے ملے جس کے بارے میں معلوم ہو کہ اعلان کے ذریعے اس کا مالک نہیں ملے گا تو جس شخص کو وہ مال ملا ہو وہ پہلے دن ہی اسے اس کے مالک کی طرف سے فقیروں کو بطور صدقہ دے سکتا ہے اور ضروری نہیں کہ ایک سال ختم ہونے تک انتظار کرے۔

مسئلہ ۲۵۸۵ : اگر کسی شخص کو کوئی گری پڑی چیز مل جائے اور اسے اپنا مال سمجھتے ہوئے اٹھا لے اور بعد میں اسے پتہ چلے کہ وہ اس کا اپنا مال نہیں ہے تو اسے چاہیے کہ ایک سال تک اعلان کرے۔

مسئلہ ۲۵۸۶ : جو گری پڑی چیز ملی ہو اس کے بارے میں اعلان کرتے وقت اس کی جنس کا بتانا ضروری نہیں بلکہ اگر کوئی شخص صرف اتنا کہہ دے کہ مجھے ایک چیز ملی ہے تو یہ کافی ہے۔

مسئلہ ۲۵۸۷ : اگر کسی شخص کو گری پڑی چیز مل جائے اور دوسرا شخص کہے کہ میرا مال ہے اور اس کی نشانیاں بھی بتا دے تو جس شخص کو وہ چیز ملی ہو اسے، چاہیے کہ وہ چیز اس دوسرے شخص کو

اس وقت دے جب اسے اطمینان ہو جائے کہ اس کا مال ہے اور یہ ضروری نہیں کہ وہ شخص ایسی نشانیاں بتائے جن کی طرف عموماً مال کا مالک بھی توجہ نہیں دیتا۔

مسئلہ ۲۵۸۸ : کسی شخص کو جو گری پڑی چیز ملی ہو اگر اس کی قیمت ایک درہم تک پہنچے تو اگر وہ اعلان نہ کرے اور اس چیز کو مسجد میں یا کسی دوسری جگہ جہاں لوگ جمع ہوتے ہوں رکھ دے اور وہ چیز تلف ہو جائے یا کوئی دوسرا شخص اسے اٹھا لے تو جس شخص کو وہ چیز پڑی ہوئی ملی ہو وہ ذمہ دار ہے۔

مسئلہ ۲۵۸۹ : اگر کسی شخص کو کوئی ایسی چیز پڑی ہوئی ملے جو رکھے رہنے پر خراب ہو جاتی ہو تو اسے چاہئے کہ حاکم شرع یا اس کے وکیل کی اجازت سے اس چیز کی قیمت معین کرے اور اسے بیچ دے اور جو رقم ملے اسے اپنے پاس رکھے اور اگر مالک نہ ملے تو اس کی طرف سے بطور صدقہ دے دے۔

مسئلہ ۲۵۹۰ : جو گری پڑی چیز کسی کو ملی ہو اگر وضو کرتے وقت یا نماز پڑھتے وقت وہ اس کے پاس ہو تو اگر اس کا ارادہ ہو کہ اس کے مالک کو تلاش کر کے اسے دے دوں گا تو بلاشبہ اس میں کوئی حرج نہیں ورنہ وہ مغصوب کے حکم میں آئے گی۔

مسئلہ ۲۵۹۱ : اگر کسی شخص کا جوتا اٹھا لیا جائے اور اس کی جگہ کسی اور کا جوتا رکھ دیا جائے اور اگر وہ شخص جانتا ہو کہ جو جوتا رکھا ہے وہ اس شخص کا مال ہے جو اس کا جوتا لے گیا ہے اور وہ اس بات پر راضی ہو کہ جو جوتا وہ لے گیا ہے اس کے عوض اس کا جوتا رکھ لے تو وہ اپنے جوتے کی بجائے وہ جوتا رکھ سکتا ہے اور اگر وہ جانتا ہو کہ وہ شخص اس کا جوتا ناحق اور ظلم کے طور پر لے گیا ہے تب بھی یہی حکم ہے لیکن اس صورت میں ضروری ہے کہ اس جوتے کی قیمت اس کے اپنے جوتے کی قیمت سے زیادہ نہ ہو ورنہ زیادہ قیمت کے متعلق مجہول المالک کا حکم جاری ہو گا اور ان دو صورتوں کے علاوہ اس جوتے پر مجہول المالک کا حکم جاری ہو گا اور حاکم شرع کے حکم کے مطابق عمل کرے۔

مسئلہ ۲۵۹۲ : جو مال انسان کے پاس ہو اگر وہ مجہول المالک ہو (یعنی اس کے مالک کا علم نہ ہو) اور اس پر لفظ گم شدہ کا اطلاق نہ ہوتا ہو تو انسان کے لیئے ضروری ہے کہ اس کے مالک کو تلاش کرے

اور اس کے مالک کے ملنے سے مایوس ہونے کے بعد اس مال کو بطور صدقہ دے دے اور احوط یہ ہے کہ حاکم شرع کی اجازت سے صدقہ دے اور اگر بعد میں مال کا مالک مل جائے تو بھی اس مال کی ذمہ داری کسی پر نہیں۔

حیوانات کو شکار کرنے اور ذبح کرنے کے احکام

مسئلہ ۲۵۹۳ : جب کسی ایسے حیوان کو جس کا گوشت حلال ہو اس طریقے کے مطابق ذبح کیا جائے جو بعد میں بتایا جائے گا تو خواہ حیوان جنگلی ہو یا پالتو اس کی جان نکل جانے کے بعد اس کا گوشت حلال اور اس کا بدن پاک ہے لیکن وہ حیوان جس کے ساتھ انسان نے وطی (مجامعت) کی ہو اور وہ بھیڑ جس نے سورنی کا دودھ پیا ہو اور اسی طرح وہ حیوان جو نجاست کھانے والا بن گیا ہو اگر اس کا شرع کے معین کردہ دستور کے مطابق استبراء نہ کیا گیا ہو تو اس کو ذبح کرنے کے بعد اس کا گوشت حلال نہیں ہے۔

مسئلہ ۲۵۹۴ : وہ جنگلی حیوان جن کا گوشت حلال ہو (مثلاً ہرن، چکور اور پہاڑی بکری) اور وہ حیوان جن کا گوشت حلال ہو اور جو پہلے پالتو رہے ہوں اور بعد میں جنگلی بن گئے ہوں (مثلاً پالتو گائے اور اونٹ جو بھاگ گئے ہوں اور جنگلی بن گئے ہوں) اگر انہیں اس دستور کے مطابق شکار کیا جائے جس کا ذکر بعد میں ہوگا تو وہ پاک اور حلال ہیں لیکن حلال گوشت والے پالتو حیوان مثلاً بھیڑ اور گھریلو مرغ اور حلال گوشت والے وہ جنگلی حیوان جو تربیت کی وجہ سے پالتو بن جائیں شکار کرنے سے پاک اور حلال نہیں ہوتے۔

مسئلہ ۲۵۹۵ : حلال گوشت والا جنگلی حیوان شکار کرنے سے اس صورت میں پاک اور حلال ہوتا ہے جب وہ بھاگ سکتا ہو یا اڑ سکتا ہو۔ لہٰذا ہرن کا بچہ جو بھاگ نہ سکے اور چکور کا وہ بچہ جو اڑ نہ سکے شکار کرنے سے پاک اور حلال نہیں ہوتے اور اگر کوئی شخص ہرنی کو اور اس کے ایسے بچے کو جو بھاگ نہ سکتا ہو ایک ہی تیر سے شکار کرے تو ہرنی حلال اور اس کا بچہ حرام ہوگا۔

مسئلہ ۲۵۹۶ : حلال گوشت والا وہ حیوان (مثلاً مچھلی) جو رگوں میں خون نہ رکھتا ہو اگر خود بخود

شکار کیے بغیر مر جائے تو پاک ہے لیکن اس کا گوشت نہیں کھایا جاسکتا۔

مسئلہ ۲۵۹۷ : حرام گوشت والا وہ حیوان (مثلاً سانپ) جو رگوں میں خون نہ رکھتا ہو اس کا مردہ پاک ہے لیکن ذبح کرنے سے وہ حلال نہیں ہوتا۔

مسئلہ ۲۵۹۸ : کتا اور سور ذبح کرنے اور شکار کرنے سے پاک نہیں ہوتے اور ان کا گوشت کھانا بھی حرام ہے اور وہ حرام گوشت والا حیوان جو بھیڑیے اور چیتے کی طرح چیر پھاڑ کرنے والا اور گوشت کھانے والا ہو اگر اسے اس دستور کے مطابق ذبح کیا جائے جس کا ذکر بعد میں کیا جائے گا یا تیر وغیرہ سے شکار کیا جائے تو وہ پاک ہے لیکن اس کا گوشت حلال نہیں ہوتا اور اگر اس کا شکار شکاری کتے کے ذریعے کیا جائے تو اس کا بدن پاک ہونے میں بھی اشکال ہے۔

مسئلہ ۲۵۹۹ : ہاتھی' ریچھ' بندر' چوہا اور وہ حیوان جو سوسمار کی طرح زیر زمین رہتے ہوں اگر وہ رگوں میں خون رکھتے ہوں اور اپنے آپ مرجائیں تو نجس ہیں لیکن اگر انہیں ذبح کیا جائے یا اسلحہ کے ذریعے شکار کیا جائے تو پاک ہیں۔

مسئلہ ۲۶۰۰ : اگر زندہ حیوان کے پیٹ سے مردہ بچہ نکلے یا نکالا جائے تو اس کا گوشت کھانا حرام ہے۔

حیوانات کو ذبح کرنے کا طریقہ

مسئلہ ۲۶۰۱ : حیوان کے ذبح کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ اس کی گردن کی چار بڑی رگوں کو مکمل طور پر کاٹا جائے اور ان میں صرف شگاف ڈالنا کافی نہیں ہے اور معروف یہ ہے کہ جب تک گلے کی گرہ کے نیچے سے نہ کاٹا جائے ان چار رگوں کا صرف باہر سے کاٹنا کافی نہیں اور وہ چار رگیں سانس کی نالی اور کھانے کی نالی اور دو موٹی رگیں ہیں جو سانس کی نالی کے دونوں طرف ہوتی ہیں۔

مسئلہ ۲۶۰۲ : اگر کوئی شخص چار رگوں میں سے بعض کو کاٹے اور پھر حیوان کے مرنے تک صبر کرے اور باقی رگیں بعد میں کاٹے تو اس کا کوئی فائدہ نہیں لیکن اس صورت میں جب کہ چاروں رگیں حیوان کی جان نکلنے سے پہلے کاٹ دی جائیں مگر حسب معمول مسلسل نہ کاٹی جائیں وہ حیوان پاک اور حلال ہوگا اگرچہ احتیاط مستحب یہ ہے کہ مسلسل کاٹی جائیں۔

مسئلہ ۲۶۰۳ : اگر بھیڑیا کسی بھیڑ کی گردن اس طرح پھاڑ دے کہ گردن کی ان چار رگوں میں سے جنہیں ذبح کرتے وقت کاٹنا چاہئے کچھ باقی نہ رہے تو وہ بھیڑ حرام ہو جاتی ہے، لیکن اگر وہ گردن کی کچھ مقدار پھاڑے اور چار رگیں باقی رہیں یا بدن کا کوئی دوسرا حصہ پھاڑے تو اس صورت میں جبکہ بھیڑ ابھی زندہ ہو اور اس طریقے کے مطابق ذبح کی جائے جس کا ذکر بعد میں ہوگا وہ حلال اور پاک ہوگی۔

حیوان کو ذبح کرنے کی شرائط

مسئلہ ۲۶۰۴ : حیوان کو ذبح کرنے کی چند شرائط ہیں۔

۱ ... جو شخص کسی حیوان کو ذبح کرے خواہ وہ مرد ہو یا عورت اس کے لیئے ضروری ہے کہ مسلمان ہو اور وہ مسلمان بچہ بھی جو ممیز ہو یعنی برے بھلے کی پہچان رکھتا ہو حیوان کو ذبح کر سکتا ہے لیکن کفار اور ان فرقوں کے لوگ جو کفار کے حکم میں ہیں۔ (مثلاً غلات، خوارج اور نواصب یہودی اور عیسائی کسی حیوان کو ذبح نہیں کر سکتے۔)

۲ ... حیوان کو اس چیز سے ذبح کیا جائے جو لوہے کی بنی ہوئی ہو لیکن اگر لوہے کی چیز دستیاب نہ ہو اور صورت یہ ہو کہ اگر حیوان کو ذبح نہ کیا جائے تو وہ مرنے والا ہو یا کوئی ضرورت اسے ذبح کرنے کی مقتضی ہو تو اسے ایسی تیز چیز مثلاً شیشے اور پتھر سے بھی ذبح کیا جاسکتا ہے جو اس کی چاروں رگیں جدا کر دے۔

۳ ... ذبح کرتے وقت حیوان کا منہ، ہاتھ، پاؤں اور پیٹ قبلہ کی طرف ہوں اور جو شخص جانتا ہو کہ ذبح کرتے وقت حیوان کو روبقبلہ ہونا چاہئے اگر وہ جان بوجھ کر اس کا منہ قبلہ کی طرف نہ کرے تو حیوان حرام ہو جاتا ہے لیکن اگر ذبح کرنے والا بھول جائے یا مسئلہ نہ جانتا ہو یا قبلہ کے بارے میں اسے اشتباہ ہو یا یہ نہ جانتا ہو کہ قبلہ کس طرف ہے یا حیوان کا منہ قبلہ کی طرف نہ کر سکتا ہو تو پھر کوئی حرج نہیں اور احتیاط مستحب یہ ہے کہ ذبح کرنے والا بھی رو بقبلہ ہو۔

۴ ... جب کوئی شخص کسی حیوان کو ذبح کرنا چاہے یا ذبح کرنے کی نیت سے اس کے گلے پر چھری رکھے تو خدا کا نام لے اور اگر صرف بسم اللہ کہہ دے تو کافی ہے اور اگر ذبح کرنے کی نیت کے بغیر خدا کا نام لے تو وہ حیوان پاک نہیں ہوتا اور اس کا گوشت بھی حرام ہے لیکن

اگر بھول جانے کی وجہ سے خدا کا نام نہ لے تو کوئی حرج نہیں ہے۔

۵ ... ذبح ہونے کے بعد حیوان حرکت کرے اگرچہ مثال کے طور پر صرف آنکھ یا دم کو حرکت دے یا اپنا پاؤں زمین پر مارے اور یہ حکم اس صورت میں ہے جب ذبح کرتے وقت حیوان کا زندہ ہونا مشکوک ہو نیز واجب ہے کہ حیوان کے بدن سے اتنا خون نکلے جتنا معمول کے مطابق نکلتا ہے۔

۶ ... یہ کہ بنابر احتیاط واجب پرندوں کے علاوہ حیوان کی جان نکلنے سے پہلے اس کا سر اس کے بدن سے جدا نہ کیا جائے اور خود یہ کام (یعنی سر جدا کرنا) فی نفسہ پرندوں تک میں بھی محل اشکال ہے لیکن اگر غفلت کی وجہ سے یا چھری تیز ہونے کی وجہ سے سر جدا ہو جائے تو کوئی حرج نہیں اور ذبیحہ حلال ہے اور اسی طرح بنابر احتیاط اس سفید رگ کو جو گردن کے مہروں سے حیوان کی دم تک چلی جاتی ہے اور نخاع کہلاتی ہے عمداً قطع نہ کیا جائے۔

۷ ... یہ کہ حیوان کو مذبح یعنی ذبح کرنے کی جگہ سے ذبح کیا جائے اور احتیاط وجوبی کی بنا پر یہ جائز نہیں ہے، کہ چھری کو گردن کی پشت سے اتار کر اگلی طرف لایا جائے اور اس طرح اس کی گردن پشت کی طرف سے کاٹی جائے۔

اونٹ کو نحر کرنے کا طریقہ

مسئلہ ۲۶۰۵ : اگر اونٹ کو نحر کرنا مقصود ہو تاکہ جان نکلنے کے بعد وہ پاک، اور حلال ہو جائے تو ضروری ہے کہ ان شرائط کے ساتھ جو حیوان کو ذبح کرنے کے لیئے بتائی گئی ہیں چھری یا کوئی چیز جو لوہے کی بنی ہوئی ہو اور کاٹنے والی ہو اونٹ کی گردن اور سینے کی درمیانی گہرائی میں گھونپ دیں۔

مسئلہ ۲۶۰۶ : جب چھری اونٹ کی گردن میں گھونپنا مقصود ہو تو بہتر ہے کہ اونٹ کھڑا ہو لیکن جب وہ گھٹنے زمین پر ٹیک دے یا کسی پہلو لیٹ جائے اور اس کے بازو' پاؤں اور سینہ روبقبلہ ہوں تو چھری اس کی گردن کی گہرائی میں گھونپنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

مسئلہ ۲۶۰۷ : اگر اونٹ کی گردن کی گہرائی میں چھری گھونپنے کی بجائے اسے ذبح کیا جائے (یعنی اس کی گردن کی چار رگیں کاٹی جائیں) یا بھیڑ اور گائے اور انہیں جیسے دوسرے حیوانات کی گردن کی گہرائی میں اونٹ کی طرح چھری گھونپی جائے تو ان کا گوشت حرام اور بدن نجس ہو گا لیکن اگر اونٹ کی

چار رگیں کاٹی جائیں اور ابھی وہ زندہ ہو تو مذکورہ طریقے کے مطابق اس کی گردن کی گہرائی میں چھری گھونپی جائے تو اس کا گوشت حلال اور بدن پاک ہے اور اسی طرح اگر گائے یا بھیڑ اور انہیں جیسے حیوانات کی گردن کی گہرائی میں چھری گھونپی جائے اور ابھی وہ زندہ ہوں تو انہیں ذبح کر دیا جائے تو وہ پاک اور حلال ہیں۔

مسئلہ ۲۶۰۸ : اگر کوئی حیوان سرکش ہو جائے اور اس طریقے کے مطابق جو شرع نے مقرر کیا ہے ذبح یا نحر کرنا ممکن نہ ہو یا مثلاً کنویں میں گر جائے اور اس بات کا احتمال ہو کہ وہیں مر جائے گا اور اس کا شرعی طریقے کے مطابق ذبح یا نحر کرنا ممکن نہ ہو تو اس کے بدن پر جہاں کہیں بھی زخم لگایا جائے اور اس زخم کے نتیجے میں اس کی جان نکل جائے وہ حیوان حلال ہے اور اس کا روبقبلہ ہونا ضروری نہیں ہے لیکن ضروری ہے کہ دوسری شرائط جو حیوانات کو ذبح کرنے کے بارے میں بتائی گئی ہیں اس میں موجود ہوں۔

حیوانات کو ذبح کرنے کے مستحبات

مسئلہ ۲۶۰۹ : کچھ چیزیں حیوانات کو ذبح کرنے میں مستحب ہیں۔

۱ ... بھیڑ کو ذبح کرتے وقت اس کے دونوں ہاتھ اور ایک پاؤں باندھ دیئے جائیں اور دوسرا پاؤں کھلا رکھا جائے اور گائے کو ذبح کرتے وقت اس کے چاروں پاؤں باندھ دیئے جائیں اور دم کھلی رکھی جائے اور اونٹ کو نحر کرتے وقت اگر وہ بیٹھا ہو تو اس کے دونوں ہاتھ نیچے سے گھٹنے تک یا بغل کے نیچے ایک دوسرے سے باندھ دیئے جائیں اور اس کے پاؤں کھلے رکھے جائیں اور مستحب ہے کہ پرندے کو ذبح کرنے کے بعد چھوڑ دیا جائے تاکہ وہ اپنے پر اور بال پھڑ پھڑا سکے۔

۲ ... حیوان کو ذبح یا نحر کرنے سے پہلے اس کے سامنے پانی رکھا جائے۔

۳ ... ذبح یا نحر یوں کریں کہ حیوان کو کم تکلیف ہو مثلاً چھری خوب تیز کر لیں اور حیوان کو جلدی ذبح کریں۔

حیوانات کو ذبح یا نحر کرنے کے مکروہات

مسئلہ ۲۶۱۰ : چند چیزیں حیوانات کو ذبح یا نحر کرتے وقت مکروہ ہیں۔

۱... حیوان کی جان نکلنے سے پہلے اس کی کھال اتارنا۔

۲... حیوان کو ایسی جگہ ذبح کرنا جہاں دوسرا حیوان اسے دیکھ رہا ہو۔

۳... شب جمعہ کو یا جمعہ کے دن ظہر سے پہلے حیوان کا ذبح کرنا۔ ہاں اگر ایسا کرنا ضرورت کے تحت ہو تو اس میں کوئی عیب نہیں۔

۴... جس چوپائے کو انسان نے پالا ہو اس کا خود اسے ذبح کرنا۔

ہتھیاروں سے شکار کرنے کے احکام

مسئلہ ۲۶۱۱ : اگر حلال گوشت جنگلی حیوان کا شکار ہتھیاروں کے ذریعے کیا جائے تو پانچ شرطوں کے ساتھ وہ حیوان حلال اور اس کا بدن پاک ہوتا ہے۔

۱... یہ کہ شکار کا ہتھیار چھری اور تلوار کی طرح کاٹنے والا ہو یا نیزے اور تیر کی طرح تیز ہو تاکہ تیز ہونے کی وجہ سے حیوان کے بدن کو چاک کر دے اور اگر حیوان کا شکار جال یا لکڑی یا پتھر یا انہی جیسی چیزوں کے ذریعے کیا جائے تو وہ پاک نہیں ہوتا اور اس کا کھانا حرام ہے اور اگر حیوان کا شکار بندوق سے کیا جائے اور اس کی گولی اتنی تیز ہو کہ حیوان کے بدن میں گھس جائے اور اسے چاک کر دے تو وہ حیوان پاک اور حلال ہے اور اگر گولی تیز نہ ہو بلکہ دباؤ کے ساتھ حیوان کے بدن میں داخل ہو اور اسے مار دے یا اپنی گرمی کی وجہ سے اس کا بدن جلا دے اور اس کے جلنے کے اثر سے حیوان مر جائے تو وہ حرام ہے۔

۲... شکاری مسلمان ہونا چاہیے یا ایسا مسلمان بچہ ہو جو برے بھلے کو سمجھتا ہو اور اگر کافر یا وہ شخص جو کافر کے حکم میں ہو (مثلاً غلات، خوارج اور نواصب عیسائی، یہودی) کسی حیوان کا شکار کرے تو وہ شکار حلال نہیں ہے۔

۳... شکاری ہتھیار کو شکار کرنے کے لیئے استعمال کرے اور اگر مثلاً کوئی شخص کسی جگہ کو نشانہ بنا رہا ہو اور اتفاقاً ایک حیوان مار دے تو وہ حیوان پاک نہیں ہے اور اس کا کھانا بھی حرام ہے۔

۴ ... ہتھیار چلاتے وقت شکاری اللہ کا نام لے اور اگر جان بوجھ کر اللہ تعالیٰ کا نام نہ لے تو شکار حلال نہیں ہوتا لیکن اگر بھول جائے تو کوئی حرج نہیں ہے۔

۵ ... اگر شکاری حیوان کے پاس اس وقت پہنچے جب وہ مر چکا ہو یا اگر زندہ ہو تو ذبح کرنے کے لیئے وقت نہ ہو یا ذبح کرنے کے لیئے وقت ہوتے ہوئے وہ اسے ذبح نہ کرے حتیٰ کہ وہ مر جائے تو وہ حیوان حرام ہے۔

مسئلہ ۲۶۱۲ : اگر دو اشخاص ایک حیوان کا شکار کریں اور ان میں سے ایک مسلمان اور دوسرا کافر ہو یا ان دونوں میں سے ایک اللہ تعالیٰ کا نام لے اور دوسرا جان بوجھ کر اللہ تعالیٰ کا نام نہ لے تو وہ حیوان حلال نہیں ہے۔

مسئلہ ۲۶۱۳ : اگر تیر لگنے کے بعد مثال کے طور پر حیوان پانی میں گر جائے اور انسان کو علم ہو کہ حیوان تیر لگنے اور پانی میں گرنے سے مرا ہے تو وہ حیوان حلال نہیں ہے بلکہ اگر انسان کو یہ علم نہ ہو کہ وہ فقط تیر لگنے سے مرا ہے تب بھی وہ حیوان حلال نہیں ہے۔

مسئلہ ۲۶۱۴ : اگر کوئی شخص غصبی کتے یا غصبی ہتھیار سے کسی حیوان کا شکار کرے تو شکار حلال ہے اور خود شکاری کا مال ہو جاتا ہے لیکن علاوہ اس بات کے کہ اس نے گناہ کیا ہے اور اسے چاہئے کہ ہتھیار یا کتے کے اجرت اس کی مالک کو دے۔

مسئلہ ۲۶۱۵ : اگر تلوار یا کسی دوسری چیز کے ساتھ جس کے ساتھ شکار کرنا صحیح ہو ان شرائط کے ساتھ جن کا ذکر کیا گیا ہے کسی حیوان کے دو ٹکڑے کر دیئے جائیں اور سر اور گردن ایک حصے میں رہیں اور انسان اس وقت شکار کے پاس پہنچے جب اس کی جان نکل چکی ہو تو دونوں حصے حلال ہیں اور اگر حیوان زندہ ہو لیکن اسے ذبح کرنے کے لیئے وقت نہ ہو تب بھی یہی حکم ہے لیکن اگر ذبح کرنے کے لیئے وقت ہو اور ممکن ہو کہ حیوان کچھ دیر زندہ رہے تو وہ حصہ جس میں سر اور گردن ہوں اگر اسے شرع کے معین کردہ طریقے کے مطابق ذبح کیا جائے تو حلال ہے ورنہ وہ بھی حرام ہے۔

مسئلہ ۲۶۱۶ : اگر لکڑی یا پتھر یا کسی دوسری چیز سے جن سے شکار کرنا صحیح نہیں ہے کسی حیوان کے دو ٹکڑے کر دیئے جائیں تو وہ حصہ جس میں سر اور گردن نہ ہوں حرام ہے۔ اور اگر حیوان زندہ ہو

اور ممکن ہو کہ کچھ دیر زندہ رہے اور اسے شرع کے معین کردہ طریقے سے ذبح کیا جائے تو وہ حصہ جس میں سر اور گردن ہوں حلال ہے ورنہ وہ حصہ بھی حرام ہے۔

مسئلہ ۲۶۱۷ : جب کسی حیوان کا شکار کیا جائے یا اسے ذبح کیا جائے اور اس کے پیٹ سے زندہ بچہ نکلے تو اگر اس بچے کو شرع کے معین کردہ طریقے کے مطابق ذبح کیا جائے تو حلال ہے ورنہ حرام ہے۔

مسئلہ ۲۶۱۸ : اگر کسی حیوان کا شکار کیا جائے یا اسے ذبح کیا جائے اور اس کے پیٹ سے مردہ بچہ نکلے تو اگر اس بچے کی بناوٹ مکمل ہو اور بال یا اون اس کے بدن پر اگے ہوئے ہوں تو وہ بچہ پاک اور حلال ہے۔

شکاری کتے سے شکار کرنا

مسئلہ ۲۶۱۹ : اگر شکاری کتا کسی حلال گوشت والے جنگلی حیوان کا شکار کرے تو اس حیوان کے پاک ہونے اور حلال ہونے کے لیئے چھ شرطیں ہیں۔

۱... کتا اس طرح سدھایا ہوا ہو کہ جب بھی شکار پکڑنے کے لیئے بھیجا جائے چلا جائے اور جب اسے جانے سے روکا جائے تو رک جائے اور یہ بھی ضروری ہے کہ اس کی عادت ایسی ہو کہ جب تک مالک نہ پہنچے شکار کو نہ کھائے لیکن اگر اسے شکار کا خون پینے کی عادت ہو یا اتفاقاً شکار میں سے کھا لے تو کوئی حرج نہیں۔

۲... اس کا مالک اسے شکار کے لیئے بھیجے اور اگر وہ اپنے آپ ہی شکار کے پیچھے جائے اور کسی حیوان کو شکار کرے تو اس حیوان کا کھانا حرام ہے بلکہ اگر کتا اپنے آپ شکار کے پیچھے لگ جائے اور بعد میں اس کا مالک ہانک لگائے تاکہ وہ جلدی شکار تک پہنچے تو اگرچہ وہ مالک کی آواز کی وجہ سے تیز بھاگے پھر بھی احتیاط واجب کی بنا پر اس شکار کو کھانے سے اجتناب کرنا چاہیے۔

۳... جو شخص کتے کو شکار کے پیچھے لگائے اس کے لیئے ضروری ہے کہ مسلمان ہو یا مسلمان کا بچہ ہو جو برے بھلے کی تمیز رکھتا ہو اور اگر کافر یا وہ شخص جو غالی اور خارجی اور ناصبی کی طرح کافر کے حکم میں ہو یعنی ایسا شخص جو رسول اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے اہل بیت

سے دشمنی کا اظہار کرتا ہو کتے کو شکار کے پیچھے بھیجے تو اس کتے کا شکار حرام ہے۔

۴... کتے کو شکار کے پیچھے بھیجتے وقت اللہ تعالیٰ کا نام لے اور اگر جان بوجھ کر اللہ تعالیٰ کا نام نہ لے تو وہ شکار حرام ہے اور اگر بھول جائے تو کوئی حرج نہیں ہے۔

۵... شکار کو کتے کے کاٹنے سے جو زخم آئے وہ اس سے مرے پس اگر کتا شکار کا گلا گھونٹ دے یا شکار دوڑنے یا ڈر جانے کی وجہ سے مرجائے تو حلال نہیں ہے۔

۶... جس شخص نے کتے کو شکار کے پیچھے بھیجا ہو اگر وہ شکار کیئے گئے حیوان کے پاس اس وقت پہنچے جب وہ مرچکا ہو یا اگر زندہ ہو تو اسے ذبح کرنے کے لیئے وقت نہ ہو اور اگر ایسے وقت پہنچے جب اسے ذبح کرنے کے لیئے وقت ہو لیکن وہ حیوان کو ذبح نہ کرے حتیٰ کہ وہ مرجائے تو وہ حیوان حلال نہیں ہے۔

مسئلہ ۲۶۲۰ : جس شخص نے کتے کو شکار کے پیچھے بھیجا ہو اگر وہ شکار کے پاس اس وقت پہنچے جب وہ اسے ذبح کر سکتا ہو مثلاً اگر چھری نکالنے کی وجہ سے یا کسی اور ایسے ہی فعل کی وجہ سے وقت گزر جائے اور حیوان مرجائے تو وہ حلال ہے لیکن اگر اس کے پاس ایسی کوئی چیز نہ ہو جس سے حیوان کو ذبح کرے اور وہ مرجائے تو وہ حلال نہیں ہوتا لیکن اس صورت میں کتے کو لگا دے تاکہ وہ اس حیوان کو مار ڈالے تو وہ حیوان حلال ہو جاتا ہے۔

مسئلہ ۲۶۲۱ : اگر کئی کتے شکار کے پیچھے بھیجے جائیں اور وہ سب مل کر کسی حیوان کا شکار کریں تو اگر وہ سب کے سب ان شرائط کو پورا کرتے ہوں جو بیان کی گئی ہیں تو شکار حلال ہے اور اگر ان میں سے ایک کتا بھی ان شرائط کو پورا نہ کرے تو شکار حرام ہے۔

مسئلہ ۲۶۲۲ : اگر کوئی شخص کتے کو کسی حیوان کے شکار کے لیئے بھیجے اور وہ کتا کوئی دوسرا حیوان شکار کرلے تو وہ شکار حلال اور پاک ہے اور اگر جس حیوان کے پیچھے بھیجا گیا ہو اسے بھی اور ایک اور حیوان کو بھی شکار کرلے تو وہ دونوں حلال اور پاک ہیں۔

مسئلہ ۲۶۲۳ : اگر چند اشخاص مل کر ایک کتے کو شکار کے پیچھے بھیجیں اور ان میں سے ایک کافر ہو یا جان بوجھ کر خدا کا نام نہ لے تو وہ شکار حرام ہے نیز جو کتے شکار کے پیچھے بھیجے گئے ہوں اگر ان میں سے ایک کتا اس طرح سدھایا ہوا نہ ہو جیسا کہ مسئلہ میں بتایا گیا ہے تو وہ شکار حرام ہے اور یہ

معلوم نہ ہو کہ وہ شکار کس کتے سے ہوا ہے۔

مسئلہ ۲۶۲۴ : اگر باز یا شکاری کتے کے علاوہ کوئی اور حیوان کسی حیوان کا شکار کرے تو وہ شکار حلال نہیں ہے لیکن اگر کوئی اس وقت اس حیوان کے پاس پہنچ جائے اور وہ ابھی زندہ ہو اور اس طریقے کے مطابق جو شرع میں معین ہے اسے ذبح کر لے تو پھر وہ حلال ہے۔

مچھلی اور ٹڈی کا شکار

مسئلہ ۲۶۲۵ : اگر چھلکوں والی مچھلی کو پانی میں سے زندہ پکڑ لیا جائے اور وہ پانی سے باہر آکر مر جائے تو وہ پاک ہے اور اس کا کھانا حلال ہے اور اگر وہ پانی میں مر جائے تو پاک ہے لیکن اس کا کھانا حرام ہے اور اگر وہ مچھیرے کے جال کے اندر پانی میں مرجائے تو اس کا کھانا حرام ہے اور جس مچھلی کے چھلکے نہ ہو وہ حرام ہے۔

مسئلہ ۲۶۲۶ : اگر مچھلی اچھل کر پانی سے باہر آگرے یا پانی کی لہر اسے باہر پھینک دے یا پانی اتر جائے اور مچھلی خشکی پر رہ جائے تو اگر اس کے مرنے سے پہلے کوئی شخص اسے شکار کی نیت سے ہاتھ سے یا کسی اور زریعے سے پکڑلے تو وہ مرنے کے بعد حلال ہے۔

مسئلہ ۲۶۲۷ : جو شخص مچھلی کا شکار کرے اس کے لیئے ضروری نہیں کہ مسلمان ہو یا مچھلی کو پکڑتے وقت خدا کا نام لے لیکن یہ ضروری ہے کہ مسلمان نے اسے پکڑتے دیکھا ہو یا کسی اور طریقے سے اسے (یعنی مسلمان کو) یقین ہو گیا ہو کہ مچھلی پانی سے زندہ پکڑی گئی ہے۔ اور چاہیئے کہ مچھلی کا شکار کرنے والا عمداً" شکار کے اسلامی احکام کی خلاف ورزی نہ کرتا ہو۔

مسئلہ ۲۶۲۸ : زندہ مچھلی کا کھانا جائز ہے لیکن احتیاط واجب ہے کہ اسے زندہ کھانے سے پرہیز کیا جائے۔

مسئلہ ۲۶۲۹ : اگر زندہ مچھلی کو بھون لیا جائے یا اسے پانی کے باہر مرنے سے پہلے ذبح کر دیا جائے تو اس کا کھانا جائز ہے اور بہتر یہ ہے کہ اسے کھانے سے پرہیز کیا جائے۔

مسئلہ ۲۶۳۰ : اگر پانی سے باہر مچھلی کے دو ٹکڑے کر لیئے جائیں اور ان میں سے ایک ٹکڑا

زندہ ہونے کی حالت میں پانی میں گر جائے تو جو ٹکڑا پانی سے باہر رہ جائے اسے کھانا جائز ہے اور احتیاط مستحب یہ ہے کہ اسے کھانے سے پرہیز کیا جائے۔

مسئلہ ۲۶۳۱ : اگر ٹڈی کو ہاتھ سے یا کسی اور ذریعے سے زندہ پکڑ لیا جائے تو وہ مرجانے کے بعد حلال ہے اور یہ ضروری نہیں کہ اسے پکڑنے والا مسلمان ہو اور اسے پکڑتے وقت اللہ تعالیٰ کا نام لے لیکن اگر مردہ ٹڈی کافر کے ہاتھ میں ہو اور یہ معلوم نہ ہو کہ اس نے اسے زندہ پکڑا تھا یا نہیں تو اگرچہ وہ کہے کہ اس نے اسے زندہ پکڑا تھا وہ حرام ہے۔

مسئلہ ۲۶۳۲ : جس ٹڈی کے پر ابھی تک نہ اگے ہوں اور اڑ نہ سکتی ہو اس کا کھانا حرام ہے۔

کھانے پینے کی چیزوں کے احکام

مسئلہ ۲۶۳۳ : گھریلو مرغ اور کبوتر اور مختلف قسم کی چڑیوں کا گوشت حلال ہے۔ بلبل، سار (مینا) اور چنڈول چڑیوں ہی کی قسمیں ہیں۔ چمگادڑ، مور اور کوے کی مختلف اقسام اور ہر اس پرندے کا گوشت جو شاہین، عقاب اور باز کی طرح پنجے رکھتا ہو اور اڑتے وقت پروں کو مارتا کم اور بے حرکت زیادہ رکھتا ہو حرام ہے۔ اسی طرح ہر اس پرندے کا گوشت جس کا پوٹا، سنگدانہ اور پاؤں کی پشت کا کانٹا نہ ہو حرام ہے ماسوا اس کے جس کے بارے میں معلوم ہو کہ وہ اڑتے وقت پروں کو مارتا زیادہ اور بے حرکت کم رکھتا ہے کیونکہ اس صورت میں وہ حلال ہے اور ابابیل اور ہدہد کا گوشت کھانا مکروہ ہے۔

مسئلہ ۲۶۳۴ : اگر حیوان کے بدن کے اس حصے کو جس میں روح ہو زندہ حیوان سے جدا کر لیا جائے مثلاً زندہ بھیڑ کی چکتی یا گوشت کی کچھ مقدار کاٹ لی جائے تو وہ نجس اور حرام ہے۔

مسئلہ ۲۶۳۵ : حلال گوشت حیوانات کے کچھ اجزاء بلا اشکال حرام ہیں اور کچھ احتیاط واجب کی بنا پر حرام ہیں اور ان تمام اجزاء کی تعداد چودہ ہے۔

۱... خون۔

۲... فضلہ (پاخانہ)

۳... عضو تناسل۔

۴... فرج (شرمگاہ)

۵... بچہ دانی۔

۶... غدود جنہیں (فارسی میں) دشول کہتے ہیں۔

۷... خصیتین جنہیں دنبلان کہتے ہیں۔

۸... وہ چیز جو بھیجے میں ہوتی ہے اور چنے کے دانے کی شکل کی ہوتی ہے۔

۹... حرام مغز جو ریڑھ کی ہڈی میں ہوتا ہے۔

۱۰... وہ رگیں جو ریڑھ کی ہڈی کے دونوں طرف ہوتی ہیں۔

۱۱... پتہ۔

۱۲... تلی۔

۱۳... مثانہ۔

۱۴... آنکھ کا ڈھیلا۔

لیکن ظاہر یہ ہے کہ جن چیزوں کا ذکر کیا گیا ہے پرندوں میں ان میں سے خون، فضلے، پتے، تلی اور خصیتین کے علاوہ کوئی چیز وجود نہیں رکھتی۔

مسئلہ ۲۶۳۶ : اونٹ کا پیشاب پینا حلال ہے اور باقی حلال گوشت حیوانات کے پیشاب سے اور اسی طرح دوسری تمام چیزوں سے جن سے طبیعت نفرت کرے اجتناب کرنا احوط اور اولیٰ ہے۔

مسئلہ ۲۶۳۷ : مٹی کا کھانا حرام ہے البتہ علاج کی غرض سے گل داغستان اور گل ارمنی کے کھانے میں کوئی حرج نہیں اور حصول شفاء کی غرض سے سیدا لشہداء امام حسین علیہ السلام کے مزار مبارک کی مٹی یعنی خاک شفاء کی تھوڑی سی مقدار کا کھانا جائز ہے اور بہتر یہ ہے کہ خاک شفا کی کچھ مقدار پانی میں حل کر لی جائے تاکہ وہ اس میں یعنی پانی میں مل کر ختم ہو جائے اور بعد میں اس پانی کو پی لیا جائے۔

مسئلہ ۲۶۳۸ : ناک کا پانی اور سینے کی بلغم وغیرہ جو منہ میں آجائے اس کا نگلنا حرام نہیں ہے نیز غذا کے نگلنے میں جو خلال کرتے وقت دانتوں کے ریخوں سے نکلے کوئی اشکال نہیں ہے۔

مسئلہ ۲۶۳۹ : کسی ایسی چیز کا کھانا حرام ہے جو موت کا سبب بنے یا انسان کے لیئے سخت نقصان

وہ ہو۔

مسئلہ ۲۶۴۰ : گھوڑے، خچر اور گدھے کا گوشت کھانا مکروہ ہے اور اگر کوئی شخص ان سے وطی (مجامعت) کرے تو خود وہ حیوان اور اس کی نسل حرام اور ان کا پیشاب اور لید نجس ہو جاتی ہے اور انہیں شہر سے باہر لے جانا چاہئے اور دوسری جگہ بیچ دینا چاہئے اور وطی کرنے والے کے لیئے لازم ہے کہ اس حیوان کی قیمت اس کے مالک کو دے اور اگر کوئی شخص حلال گوشت والے حیوان مثلاً گائے یا بھیڑ سے مجامعت کرے تو ان حیوانوں کا پیشاب اور گوبر نجس ہو جاتا ہے اور ان کا گوشت کھانا اور دودھ پینا حرام ہے اور یہی حکم ان کی نسل کے لیئے ہے اور ایسے حیوان کو فوراً ذبح کر کے جلا دینا چاہئے اور جس نے اس کے ساتھ وطی کی ہو وہ اس کی قیمت اس کے مالک کو دے۔

مسئلہ ۲۶۴۱ : اگر بھیڑ یا بکری کا دودھ پیتا بچہ سورنی کا دودھ اتنی مقدار میں پیئے کہ اس کا گوشت اور ہڈیاں اس سے قوت حاصل کریں تو خود وہ اور ان کی نسلیں حرام ہو جاتی ہیں اور اگر وہ اس سے کم مقدار میں دودھ پیئے تو ضروری ہے کہ ان کا استبراء کیا جائے اور اس کے بعد وہ حلال ہو جاتے ہیں اور ان کا استبراء یہ ہے کہ سات دن بھیڑ یا بکری کے تھنوں سے دودھ پئیں اور اگر انہیں دودھ کی حاجت نہ ہو تو سات دن گھاس کھائیں اور نجاست کھانے والے حیوان کا گوشت کھانا بھی حرام ہے اور اگر اس کا استبراء کیا جائے تو حلال ہو جاتا ہے اور اس کے استبراء کی کیفیت بیان کی جا چکی ہے۔

مسئلہ ۲۶۴۲ : شراب پینا حرام ہے اور بعض احادیث میں اسے گناہ کبیرہ گردانا گیا ہے اور اگر کوئی شخص اسے حلال سمجھے تو کافر ہے۔ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا شراب بدیوں کی جڑ اور گناہوں کا منبع ہے۔ جو شخص شراب پیئے وہ اپنی عقل کھو بیٹھتا ہے اور اس وقت خدا تعالی کو نہیں پہچانتا کوئی بھی گناہ کرنے سے اجتناب نہیں کرتا، کسی شخص کا احترام نہیں کرتا، اپنے قریبی رشتہ داروں کے حقوق کی رعایت نہیں کرتا، کھلم کھلا برائی کرنے سے بھی منہ نہیں پھیرتا اور ایمان اور خدا شناسی کی روح اس کے بدن سے نکل جاتی ہے اور ناقص خبیث روح جو خدا کی رحمت سے دور ہوتی ہے اس کے بدن میں رہ جاتی ہے۔ خدا فرشتے، انبیاء اور مومنین اس پر لعنت بھیجتے ہیں، چالیس دن تک اس کی نماز قبول نہیں ہوتی، قیامت کے دن اس کا چہرہ سیاہ ہو گا اور اس کی زبان منہ سے باہر نکلی ہوئی ہو گی، اس کے منہ کا لعاب اس کے سینے پر گرے گا اور وہ پیاس کی فریاد بلند کرے

گا۔

مسئلہ ۲۶۴۳ : جس دستر خوان پر شراب پی جا رہی ہو اگر اس پر بیٹھنے سے انسان شراب پینے والوں میں سے ایک فرد شمار نہ بھی ہو تو اس دستر خوان پر بیٹھنا حرام ہے اور اس پر چنی ہوئی کوئی چیز کھانا بھی بنابر احتیاط واجب حرام ہے۔ اور شراب کے لیئے استعمال ہونے والے برتنوں کا استعمال بھی حرام ہے۔

مسئلہ ۲۶۴۴ : ہر مسلمان پر واجب ہے کہ اس کے نزدیک (اڑوس پڑوس میں) جب کوئی مسلمان بھوک یا پیاس سے مر رہا ہو تو اسے روٹی اور پانی دے کر موت سے نجات دے۔

کھانا کھانے کے آداب

مسئلہ ۲۶۴۵ : کھانا کھانے کے آداب میں چند چیزیں شامل ہیں۔

۱ ... کھانا کھانے سے پہلے کھانے والا دونوں ہاتھ دھوئے۔

۲ ... کھانا کھا چکنے کے بعد اپنے ہاتھ دھوئے اور رومال سے خشک کرے۔

۳ ... میزبان سب سے پہلے کھانا کھانا شروع کرے اور سب کے بعد کھانے سے ہاتھ کھینچے اور کھانا شروع کرنے سے قبل میزبان سب سے پہلے ہاتھ دھوئے اس کے بعد جو شخص اسکی دائیں طرف بیٹھا ہو وہ دھوئے اور اسی طرح سلسلہ وار ہاتھ دھوتے رہیں حتیٰ کہ نوبت اس شخص تک آ جائے جو اس کے بائیں طرف بیٹھا ہو اور کھانا کھا چکنے کے بعد جو شخص میزبان کی بائیں طرف بیٹھا ہو سب سے پہلے وہ ہاتھ دھوئے اور اسی طرح دھوتے چلے جائیں حتیٰ کہ نوبت میزبان تک پہنچ جائے۔

۴ ... کھانا کھانے سے پہلے بسم اللہ پڑھے لیکن اگر ایک دستر خوان پر کئی قسم کی کھانے ہوں تو ان میں سے ہر ایک کھانا کھانے کی ابتداء کرنے سے پہلے بسم اللہ پڑھنا مستحب ہے۔

۵ ... کھانا دائیں ہاتھ سے کھائے۔

۶ ... تین یا زیادہ انگلیوں سے کھانا کھائے اور دو انگلیوں سے نہ کھائے۔

۷ ... اگر چند اشخاص دستر خوان پر بیٹھیں تو ہر ایک اپنے سامنے سے کھانا کھائے۔

۸ ... چھوٹے چھوٹے لقمے بنا کر کھائے۔

۹ ... کھانا اچھی طرح چبا کر کھائے۔

۱۰ ... دستر خوان پر زیادہ دیر بیٹھے اور کھانے کو طول دے۔

۱۱ ... کھانا کھا چکنے کے بعد اللہ تعالیٰ کا شکر بجا لائے۔

۱۲ ... انگلیوں کو چاٹے۔

۱۳ ... کھانا کھانے کے بعد دانتوں میں خلال کرے البتہ ریحان (یعنی خوشبودار گھاس) کے تنکے یا کھجور کے درخت کے پتے سے خلال نہ کرے۔

۱۴ ... جو غذا دستر خوان سے باہر گر جائے اسے جمع کرے اور کھا لے لیکن اگر جنگل میں کھانا کھائے تو مستحب ہے کہ جو کچھ گرے اسے پرندوں اور جانوروں کے لیئے چھوڑ دے۔

۱۵ ... دن اور رات کی ابتداء میں کھانا کھائے اور دن کے درمیان میں اور رات کے درمیان میں نہ کھائے۔

۱۶ ... کھانا کھانے کے بعد پیٹھ کے بل لیٹے اور دایاں پاؤں بائیں پاؤں پر رکھے۔

۱۷ ... کھانا شروع کرتے وقت اور کھا چکنے کے بعد نمک چکھے۔

۱۸ ... پھل کھانے سے پہلے انہیں پانی سے دھولے۔

وہ باتیں جو غذا کھاتے وقت مذموم ہیں

مسئلہ ۲۶۴۶ : کھانا کھاتے وقت چند باتیں مذموم ہیں۔

۱ ... پیٹ بھرے پر کھانا کھانا۔

۲ ... بہت زیادہ کھانا اور روایات میں ہے کہ خداوند عالم کے نزدیک بہت زیادہ کھانا سب سے بری چیز ہے۔

۳ ... کھانا کھاتے وقت دوسرے کی طرف دیکھنا۔

۴ ... گرم کھانا کھانا۔

۵ ... انسان جو چیز کھا یا پی رہا ہو اسے پھونک مارنا۔

۶ ... دسترخوان پر کھانا لگ جانے کے بعد کسی اور چیز کا منتظر ہونا۔

۷ ... روٹی کو چھری سے کاٹنا۔

۸ ... روٹی کو کھانے کے برتن کے نیچے رکھنا۔

۹ ... ہڈی سے چپکے ہوئے گوشت کو یوں صاف کرنا کہ ہڈی پر کوئی گوشت باقی نہ رہے۔

۱۰ ... پھل کا چھلکا اتارنا۔

۱۱ ... پھل پورا کھانے سے پہلے پھینک دینا۔

پانی پینے کے آداب

مسئلہ ۲۶۴۷ : پینے کے آداب میں چند چیزیں شامل ہیں۔

۱ ... پانی چوسنے کی طرز پر پیئے۔

۲ ... دن میں کھڑے ہو کر پانی پیئے۔

۳ ... پانی پینے سے پہلے بسم اللہ اور پینے کے بعد الحمد للہ پڑھے۔

۴ ... پانی تین سانس میں پیئے۔

۵ ... پانی خواہش کے مطابق پیئے۔

۶ ... پانی پینے کے بعد حضرت ابو عبداللہ (امام حسین) علیہ السلام اور ان کے اہل بیت علیہم السلام کو یاد کرے اور ان کے قاتلوں پر لعنت بھیجے۔

وہ باتیں جو پینے کے وقت مذموم ہیں

مسئلہ ۲۶۴۸ : زیادہ پانی پینا اور مرغن کھانا کھانے کے بعد پینا اور رات کو کھڑے ہو کر پینا مذموم ہے علاوہ ازیں پانی بائیں ہاتھ سے پینا اور اسی طرح کوزے کی ٹوٹی ہوئی جگہ سے اور اس جگہ سے پینا جہاں کوزے کا دستہ ہو مذموم ہے۔

نذر اور عہد کے احکام

مسئلہ ۲۶۴۹ : نذر سے مراد یہ ہے کہ انسان اپنے آپ پر واجب کر لے کہ اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کے لیئے کوئی اچھا کام کرے گا یا کوئی ایسا کام جس کا نہ کرنا بہتر ہو اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کی

خاطر ترک کر دے گا۔

مسئلہ ۲۶۵۰ : نذر کا صیغہ پڑھنا چاہئے اور یہ ضروری نہیں کہ عربی میں ہی پڑھا جائے لہٰذا کوئی شخص کہے کہ اگر میرا مریض صحت یاب ہو گیا تو اللہ تعالیٰ کی خاطر مجھ پر لازم ہے کہ میں دس روپے فقیر کو دوں تو اس کی نذر صحیح ہے۔

مسئلہ ۲۶۵۱ : نذر کرنے والے کے لیئے لازم ہے، کہ بالغ اور عاقل ہو اور اپنے اختیار اور قصد کے ساتھ نذر کرے لہٰذا کسی ایسے شخص کا نذر کرنا صحیح نہیں جسے مجبور کیا جائے یا جو جذباتی ہو کر بے اختیار نذر کر دے۔

مسئلہ ۲۶۵۲ : کوئی مفلس شخص یا سفیہ انسان (جو اپنا مال بیہودہ کاموں پر صرف کرتا ہو) اگر مثلاً نذر کرے کہ کوئی چیز فقیر کو دے گا تو اس کی نذر صحیح نہیں ہے۔

مسئلہ ۲۶۵۳ : اگر شوہر عورت کو نذر کرنے سے روکے اور عورت کا نذر کو پورا کرنا شوہر کے حق کے منافی ہو تو وہ نذر نہیں کر سکتی بلکہ اس صورت میں تو شوہر کی اجازت کے بغیر اس کی نذر قرار ہی نہ پائے گی۔

مسئلہ ۲۶۵۴ : اگر عورت شوہر کی اجازت سے نذر کرے تو شوہر اس کی نذر ختم نہیں کر سکتا اور نہ ہی اسے نذر پر عمل کرنے سے روک سکتا ہے بجز اس کے کہ نذر پوری کرنا اس پر عمل کے وقت شوہر کے حق کے منافی ہو کیونکہ اس صورت میں اگر وہ نذر کو ختم کر سکے تو کچھ بعید نہیں۔

مسئلہ ۲۶۵۵ : اگر فرزند باپ کی اجازت کے بغیر یا اس کے اجازت سے نذر کرے تو اسے چاہئے کہ اس پر عمل کرے لیکن اگر باپ یا ماں اس کو اس عمل سے جس کی اس نے نذر کی ہو منع کریں تو ظاہر یہ ہے کہ اس کی نذر کالعدم ہو جائے گی۔

مسئلہ ۲۶۵۶ : انسان کسی ایسے کام کی نذر کر سکتا ہے جسے انجام دینا اس کے لیئے ممکن ہو لہٰذا جو شخص مثلاً پیدل چل کر کربلا نہ جا سکتا ہو اگر وہ نذر کرے کہ وہاں پیدل جائے گا تو اس کی نذر صحیح نہیں ہے۔

مسئلہ ۲۶۵۷ : اگر کوئی شخص نذر کرے کہ کوئی حرام یا مکروہ کام انجام دے گا یا کوئی واجب یا

مستحب کام ترک کر دے گا تو اس کی نذر صحیح نہیں ہے۔

مسئلہ ۲۶۵۸ : اگر کوئی شخص نذر کرے کہ کسی مباح کام کو انجام دے گا یا ترک کرے گا اور اگر اس کام کا بجا لانا اور ترک کرنا ہر لحاظ سے مساوی ہو تو اس کی نذر صحیح نہیں ہے اور اگر اس کام کا انجام دینا کسی لحاظ سے بہتر ہو اور انسان نذر بھی اسی لحاظ سے کرے مثلاً نذر کرے کہ کوئی غذا کھائے گا تاکہ اللہ کی عبادت کے لیئے اسے قوت حاصل ہو تو اس کی نذر صحیح ہے اور اگر اس کام کا ترک کرنا کسی لحاظ سے بہتر ہو اور انسان نذر بھی اسی لحاظ سے کرے کہ اس کام کو ترک کر دے گا مثلاً چونکہ تمباکو نقصان دہ ہے اس لیئے نذر کرے کہ اسے استعمال نہیں کرے گا تو اس کی نذر صحیح ہے۔

مسئلہ ۲۶۵۹ : اگر کوئی شخص نذر کرے کہ واجب نماز ایسی جگہ پڑھے گا جہاں بجائے خود نماز پڑھنے کا ثواب زیادہ نہیں مثلاً نذر کرے کہ نماز کمرے میں پڑھے گا تو اگر وہاں نماز پڑھنا کسی لحاظ سے بہتر ہو مثلاً چونکہ وہاں خلوت ہے اس لیئے انسان حضور قلب پیدا کر سکتا ہے (یعنی خشوع وخضوع سے نماز ادا کر سکتا ہے) تو اس کی نذر صحیح ہے۔

مسئلہ ۲۶۶۰ : اگر کوئی شخص کوئی عمل بجا لانے کی نذر کرے تو اسے چاہیئے کہ وہ عمل اسی طرح بجا لائے جس طرح نذر کی ہو پس اگر نذر کرے کہ مہینے کی پہلی تاریخ کو صدقہ دے گا یا روزہ رکھے گا یا مہینے کی پہلی تاریخ کو اول ماہ کی نماز پڑھے گا تو اگر اس دن سے پہلے یا بعد میں اس عمل کو بجا لائے تو کافی نہیں ہے اسی طرح اگر کوئی شخص نذر کرے کہ جب اس کا مریض صحت یاب ہو جائے گا تو وہ صدقہ دے گا تو اگر اس مریض کے صحت یاب ہونے سے پہلے صدقہ دے دے کافی نہیں ہے۔

مسئلہ ۲۶۶۱ : اگر کوئی شخص روزہ رکھنے کی نذر کرے لیکن روزوں کا وقت اور تعداد معین نہ کرے تو اگر ایک روزہ رکھے تو کافی ہے اور اگر نماز پڑھنے کی نذر کرے اور نمازوں کی مقدار اور خصوصیات معین نہ کرے تو اگر ایک دو رکعتی نماز پڑھ لے تو کافی ہے۔ اور اگر نذر کرے کہ صدقہ دے گا اور صدقے کی جنس اور مقدار معین نہ کرے تو اگر ایسی چیز دے کہ لوگ کہیں کہ اس نے صدقہ دیا ہے تو پھر اس نے اپنی نذر کے مطابق عمل کر دیا ہے اور اگر نذر کرے کہ کوئی کام اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کے لیئے بجا لائے گا تو اگر ایک نماز پڑھ لے یا ایک روزہ رکھ لے یا کوئی چیز بطور صدقہ دے دے تو اس نے اپنی نذر کو پورا کر دیا ہے۔

مسئلہ ۲۶۶۲ : اگر کوئی شخص نذر کرے کہ ایک معین دن کو روزہ رکھے گا تو اسے چاہئے کہ اسی دن روزہ رکھے اور اگر جان بوجھ کر روزہ نہ رکھے تو اسے چاہئے کہ اس دن کے روزے کی قضا کے علاوہ کفارہ بھی دے اور اظہر یہ ہے کہ اس کا کفارہ قسم کی مخالفت کرنے کا کفارہ ہے جیسا کہ بعد میں بیان کیا جائے گا ہاں اسی دن وہ اختیاراً یہ کر سکتا ہے کہ مسافرت کرے اور روزہ نہ رکھے اور اگر سفر میں ہو تو ضروری نہیں کہ اقامت کا قصد کر کے روزہ رکھے اور اس صورت میں جب کہ سفر کی وجہ سے یا کسی دوسرے عذر مثلاً بیماری یا حیض کی وجہ سے روزہ نہ رکھے تو ضروری ہے کہ روزے کی قضا کرے۔

مسئلہ ۲۶۶۳ : اگر انسان اختیاری طور پر اپنی نذر پر عمل نہ کرے تو اسے چاہئے کہ کفارہ دے۔

مسئلہ ۲۶۶۴ : اگر کوئی شخص ایک معین وقت تک کوئی عمل ترک کرنے کی نذر کرے تو اسے چاہئے کہ اس وقت کے گزرنے کے بعد اس عمل کو بجا لا سکتا ہے اور اگر اس وقت کے گزرنے سے پہلے بھول کر یا بہ امر مجبوری اس عمل کو انجام دے تو اس پر کچھ واجب نہیں ہے لیکن پھر بھی لازم ہے کہ وہ وقت آنے تک اس عمل کو بجا نہ لائے اور اگر اس وقت کے آنے سے پہلے بغیر عذر کے اس عمل کو دوبارہ انجام دے تو چاہئے کہ کفارہ دے۔

مسئلہ ۲۶۶۵ : جس شخص نے کوئی عمل ترک کرنے کی نذر کی ہو اور اس کے لیئے کوئی وقت معین نہ کیا ہو اگر وہ بھول کر یا بہ امر مجبوری یا غفلت کی وجہ سے اس عمل کو انجام دے تو اس پر کفارہ واجب نہیں ہے لیکن اس کے بعد جب بھی بہ حالت اختیار اس عمل کو بجا لائے اسے چاہئے کہ کفارہ دے۔

مسئلہ ۲۶۶۶ : اگر کوئی شخص نذر کرے کہ ہر ہفتے ایک معین دن کا مثلاً جمعے کا روزہ رکھے گا تو اگر ایک جمعے کے دن عید فطر یا عید قربان پڑ جائے یا جمعے کے دن اسے کوئی اور عذر مثلاً سفر یا حیض لاحق ہو جائے تو اسے چاہئے کہ اس دن روزہ نہ رکھے اور اس کی قضا بجا لائے۔

مسئلہ ۲۶۶۷ : اگر کوئی شخص نذر کرے کہ ایک معین مقدار میں صدقہ دے گا تو اگر وہ صدقہ دینے سے پہلے مر جائے تو اس کے مال میں سے اتنی مقدار میں صدقہ دینا ضروری نہیں ہے اور بہتر یہ

ہے کہ اس کے بالغ ورثاء میراث میں سے اپنے حصے سے اتنی مقدار میت کی طرف سے بطور صدقہ دے دیں۔

مسئلہ ۲۶۶۸ : اگر کوئی شخص نذر کرے کہ ایک معین فقیر کو صدقہ دے گا تو وہ کسی دوسرے فقیر کو نہیں دے سکتا اور اگر وہ معین کردہ فقیر مر جائے تو بنابر احتیاط اس شخص کو چاہئے کہ صدقہ اس کے ورثاء کو دے۔

مسئلہ ۲۶۶۹ : اگر کوئی شخص نذر کرے ائمہ علیہم السلام میں سے کسی ایک کی مثلاً حضرت ابی عبداللہ امام حسین علیہ السلام کی زیارت سے مشرف ہو گا تو اگر وہ کسی دوسرے امام کی زیارت کے لیئے جائے تو یہ کافی نہیں ہے اور اگر کسی عذر کی وجہ سے ان امام کی زیارت نہ کرے تو اس پر کچھ بھی واجب نہیں ہے۔

مسئلہ ۲۶۷۰ : جس شخص نے زیارت کی نذر کی ہو لیکن غسل زیارت اور اس کی نماز کی نذر نہ کی ہو اس کے لیئے انہیں بجالانا ضروری نہیں ہے۔

مسئلہ ۲۶۷۱ : اگر کوئی شخص کسی امام علیہ السلام یا امام زادے کے حرم کے لیئے کسی مال کی نذر کرے تو اسے چاہئے کہ اس مال کو اس حرم کی مرمت اور روشنی اور فرش وغیرہ پر صرف کرے۔

مسئلہ ۲۶۷۲ : اگر کوئی شخص کسی امام علیہ السلام کی ذات کے لیئے کوئی چیز نذر کرے، تو اگر کسی معین مصرف کی نیت کی ہو تو چاہئے کہ اس چیز کو اسی مصرف میں لائے اور اگر کسی معین مصرف کی نیت نہ کی ہو تو بہتر یہ ہے کہ اسے ایسے مصرف میں لے آئے جو امامؑ سے نسبت رکھتا ہو مثلاً زوار فقیر کو دے دے یا اس امام کے حرم کے مصارف مثلاً مرمت وغیرہ پر خرچ کرے، اور اگر کوئی چیز کسی امام زادے کے لیئے نذر کرے تب بھی یہی حکم ہے۔

مسئلہ ۲۶۷۳ : جس بھیڑ کو صدقہ کے لیئے یا کسی ایک امام کے لیئے نذر کیا جائے اگر وہ نذر کے مصرف میں لائے جانے سے پہلے دودھ دے یا بچہ جنے تو وہ (یعنی دودھ یا بچہ) اس کا مال ہے جس نے اس بھیڑ کو نذر کیا ہو لیکن بھیڑ کی اون اور جس مقدار میں وہ فربہ ہو جائے نذر کا جزو ہیں۔

مسئلہ ۲۶۷۴ : جب کوئی نذر کرے کہ اگر اس کا مریض تندرست ہو جائے یا اس کا مسافر

واپس آجائے تو وہ فلاں کام کرے گا تو اگر پتہ چلے کہ نذر کرنے سے پہلے مریض تندرست ہو گیا تھا یا مسافر واپس آ گیا تھا تو پھر نذر پر عمل کرنا ضروری نہیں۔

مسئلہ ۲۶۷۵ : اگر باپ یا ماں نذر کریں کہ اپنی بیٹی کی شادی سید سے کریں تو بالغ ہونے کے بعد لڑکی اس بارے میں خود مختار ہے اور والدین کی نذر کی کوئی اہمیت نہیں۔

مسئلہ ۲۶۷۶ : جب کوئی شخص اللہ تعالیٰ سے عہد کرے کہ جب اس کی کوئی معین شرعی حاجت پوری ہو جائے گی تو فلاں اچھا کام انجام دے گا تو جب اس کی حاجت پوری ہو جائے اسے چاہئے کہ وہ کام انجام دے اور اسی طرح اگر وہ کوئی حاجت نہ ہوتے ہوئے عہد کرے کہ فلاں اچھا کام انجام دے گا تو وہ کام کرنا اس پر واجب ہو جاتا ہے۔

مسئلہ ۲۶۷۷ : عہد میں بھی نذر کی طرح صیغہ پڑھنا ضروری ہے اور مشہور یہ ہے کہ کوئی شخص جس کام کے انجام دینے کا عہد کرے اسے یا تو واجب اور مستحب نماز کی طرح عبادت ہونا چاہئے یا ایسا کام ہو جس کا انجام دینا اس کے ترک کرنے سے بہتر ہو لیکن احتیاط واجب کی بنا پر اس صورت میں جب کہ جس کام کا عہد کیا ہو وہ شرعاً" قابل ترجیح نہ ہو اس کام کو انجام دے۔

مسئلہ ۲۶۷۸ : اگر کوئی شخص اپنے عہد پر عمل نہ کرے تو اسے چاہئے کہ کفارہ دے یعنی ساٹھ فقیروں کو کھانا کھلائے یا دو مہینے مسلسل روزے رکھے یا ایک غلام آزاد کرے۔

قسم کھانے کے احکام

مسئلہ ۲۶۷۹ : جب کوئی شخص قسم کھائے کہ فلاں کام انجام دے گا یا ترک کرے گا مثلاً قسم کھائے کہ روزہ رکھے گا یا تمباکو استعمال نہیں کرے گا تو اگر بعد میں جان بوجھ کر اس قسم کے خلاف عمل کرے تو اسے چاہئے کہ کفارہ دے یعنی ایک غلام آزاد کرے یا دس فقیروں کو پیٹ بھر کر کھانا کھلائے یا دس فقیروں کو پوشاک پہنائے اور اگر ان اعمال کو بجا نہ لا سکتا ہو تو اسے چاہئے کہ تین دن روزے رکھے اور یہ بھی ضروری ہے کہ روزے پے در پے رکھے جائیں۔

مسئلہ ۲۶۸۰ : قسم کی چند شرائط ہیں۔

۱... جو شخص قسم کھائے اس کے لیئے ضروری ہے کہ بالغ اور عاقل ہو اور ارادے کے ساتھ قسم کھائے پس بچے یا دیوانے یا مست یا اس شخص کا قسم کھانا جسے مجبور کر دیا گیا ہو درست نہیں ہے اور اگر کوئی شخص جذباتی ہونے کی حالت میں بلاارادہ قسم کھائے، تو اس کے لیئے بھی یہی حکم ہے۔

۲... قسم کھانے والا جس کام کے انجام دینے کی قسم کھائے وہ حرام نہیں ہونا چاہئے اور جس کام کے ترک کرنے کی قسم کھائے وہ واجب نہیں ہونا چاہیئے۔

۳... قسم کھانے والا اللہ تعالیٰ کے ناموں میں سے کسی ایسے نام کی قسم کھائے جو اس کی مقدس ہستی کے سوا کسی کے لیئے استعمال نہ ہوتا ہو مثلاً خدا اور اللہ اور اگر ایسے نام کی قسم کھائے جو اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی اور کے لیئے بھی استعمال ہوتا ہو لیکن اللہ تعالیٰ کے لیئے اتنی کثرت سے استعمال ہوتا ہو کہ جب بھی کوئی وہ نام لے تو خدائے بزرگ وبرتر کی ذات ہی ذہن میں آتی ہو مثلاً کوئی خالق اور رازق کی قسم کھائے تو قسم صحیح ہے بلکہ احتیاط واجب ہے کہ اگر یہ صورت نہ ہو تب بھی قسم پر عمل کیا جائے۔

۴... قسم کھانے والا قسم کے الفاظ زبان پر لائے لہٰذا اگر قسم کو لکھے یا دل میں اس کا قصد کرے، تو قسم صحیح نہیں ہے لیکن اگر گونگا شخص اشارے سے قسم کھائے تو صحیح ہے۔

۵... قسم کھانے والے کے لیئے قسم پر عمل کرنا ممکن ہو اور اگر قسم کھانے کے وقت اس کے لیئے اس پر عمل کرنا ممکن ہو لیکن بعد میں عاجز ہو جائے تو جس وقت سے عاجز ہو گا اس وقت سے اس کی قسم باطل ہو جائے گی اور اگر نذر یا قسم یا عہد پر عمل کرنے سے اتنی مشقت اٹھانی پڑے جو اس کی برداشت سے باہر ہو تو اس صورت میں بھی یہی حکم ہے۔

مسئلہ ۲۶۸۱ : اگر باپ فرزند کو یا شوہر بیوی کو قسم کھانے سے روکے تو ان کی قسم صحیح نہیں ہے۔

مسئلہ ۲۶۸۲ : اگر فرزند باپ کی اجازت کے بغیر اور بیوی شوہر کی اجازت کے بغیر قسم کھائے تو باپ اور شوہر ان کی قسم فسخ کر سکتے ہیں بلکہ ظاہر یہ ہے کہ باپ یا شوہر کی اجازت کے بغیر ان کی قسم منعقد ہی نہیں ہوتی اور آقا کی نسبت سے غلام اور کنیز کے لیئے یہی حکم ہے۔

مسئلہ ۲۶۸۳ : اگر انسان بھول کر یا مجبوری کی وجہ سے یا غفلت کی بنا پر قسم پر عمل نہ کرے تو

اس پر کفارہ واجب نہیں ہے اور اگر اسے مجبور کیا جائے کہ قسم پر عمل نہ کرے تب بھی یہی حکم ہے اور اگر وسواسی شخص قسم کھائے مثلاً یہ کہے کہ واللہ میں ابھی نماز میں مشغول ہوتا ہوں اور وسواس کی وجہ سے مشغول نہ ہو تو اگر اس کا وسواس ایسا ہو کہ اس کی وجہ سے مجبور ہو کر قسم پر عمل نہ کرے تو اس پر کفارہ نہیں ہے۔

مسئلہ ۲۶۸۴ : اگر کوئی شخص قسم کھائے کہ میں جو کچھ کہہ رہا ہوں سچ کہہ رہا ہوں تو اگر وہ سچ کہہ رہا ہو تو اس کا قسم کھانا مکروہ ہے اور اگر جھوٹ بول رہا ہو تو حرام ہے اور کبیرہ گناہوں میں سے ہے لیکن اگر وہ اپنے آپ کو یا کسی دوسرے مسلمان کو کسی ظالم کے شر سے نجات دلانے کے لیئے جھوٹی قسم کھائے تو اس میں کوئی حرج نہیں بلکہ بعض اوقات ایسی قسم کھانا واجب ہو جاتا ہے تاہم اگر ممکن ہو کہ توریہ کرے یعنی قسم کھاتے وقت اس طرح نیت کرے کہ جھوٹ بھی نہ ہو تو بہتر یہ ہے کہ توریہ کرے مثلاً اگر کوئی ظالم کسی کو اذیت دینا چاہے اور کسی دوسرے شخص سے پوچھے کہ کیا تم نے فلاں شخص کو دیکھا ہے ؟ اور اس نے اس شخص کو ایک گھنٹہ پہلے دیکھا ہو تو وہ کہے کہ میں نے اسے نہیں دیکھا اور قصد یہ کرے کہ اس وقت سے پانچ منٹ پیشتر میں نے اسے نہیں دیکھا۔

وقف کے احکام

مسئلہ ۲۶۸۵ : اگر کوئی شخص کسی چیز کو وقف کر دے تو وہ اس کی ملکیت سے خارج ہو جاتی ہے اور وہ خود یا دوسرے لوگ نہ ہی وہ چیز کسی دوسرے کو بخش سکتے ہیں اور نہ ہی اسے بیچ سکتے ہیں اور نہ کوئی شخص اس میں سے کچھ بطور میراث لے سکتا ہے لیکن بعض صورتوں میں جن کا ذکر کیا گیا ہے اسے بیچنے میں کوئی حرج نہیں۔

مسئلہ ۲۶۸۶ : یہ ضروری نہیں کہ وقف کا صیغہ عربی میں پڑھا جائے بلکہ مثال کے طور پر اگر کوئی شخص کہے کہ میں نے اپنا مکان وقف کر دیا ہے اور وہ شخص جس کے لیئے مکان وقف کیا ہو یا اس کا وکیل یا اس کا ولی کہہ دے کہ میں نے قبول کیا تو وقف صحیح ہے بلکہ عمل سے بھی وقف ثابت ہو جاتا ہے مثلاً اگر کوئی شخص وقف کی نیت سے چٹائی مسجد میں ڈال دے یا مسجد بنانے کی نیت سے کوئی جگہ تعمیر کرے اور اسے نمازیوں کے اختیار میں دے تو وقف ثابت ہو جائے گا اور موقوفات عامہ مثلاً

مسجد، مدرسہ یا ایسی چیزیں جو عام لوگوں کے لیئے وقف کی جائیں یا مثلاً فقراء اور سادات کے لیئے وقف کی جائیں ان کے وقف کے صحیح ہونے کے لیئے کسی کا قبول کرنا ضروری نہیں ہے۔

مسئلہ ۲۶۸۷ : اگر کوئی شخص اپنی کسی چیز کو وقف کرنے کے لیئے معین کرے اور صیغہ وقف پڑھنے سے پہلے پچھتائے یا مرجائے تو وقف وقوع پذیر نہیں ہوتا۔

مسئلہ ۲۶۸۸ : جو شخص کوئی مال وقف کرے اسے چاہئے کہ صیغہ پڑھنے کے وقت سے اس مال کو ہمیشہ کے لیئے وقف کر دے اور مثال کے طور پر اگر وہ کہے کہ یہ مال میرے مرنے کے بعد وقف ہو گا تو چونکہ وہ مال صیغہ پڑھنے کے وقت سے اس کے مرنے کے وقت تک وقف نہیں رہا اس لیئے وقف صحیح نہیں ہے اور اگر کہے کہ وہ مال دس سال تک وقف رہے گا اور پھر وقف نہیں ہو گا یا یہ کہے کہ یہ مال دس سال کے لیئے وقف ہو گا پھر پانچ سال کے لیئے وقف نہیں ہو گا اور پھر دوبارہ وقف ہو جائے گا تو وہ وقف صحیح نہیں ہے۔

مسئلہ ۲۶۸۹ : وقف اس صورت میں صحیح ہے جب وقف کرنے والا وقف کا مال اس شخص کے تصرف میں دے دے جس کے لیئے وہ وقف کیا گیا ہو یا اس کے وکیل یا ولی کے تصرف میں دے دے لیکن اگر کوئی شخص کوئی چیز اپنے نابالغ بچوں کے لیئے وقف کرے اور اس نیت سے کہ وقف کردہ چیز ان کی ملکیت ہو جائے ان کی طرف سے اس کی نگہداری کرے تو وقف صحیح ہے۔

مسئلہ ۲۶۹۰ : ظاہر یہ ہے کہ عام اوقاف مثلاً مدرسوں اور مساجد وغیرہ میں قبضہ شرط نہیں ہے بلکہ صرف وقف کرنے سے ہی ان کا وقف ہونا ثابت ہو جاتا ہے۔

مسئلہ ۲۶۹۱ : ضروری ہے کہ وقف کرنے والا بالغ اور عاقل ہو اور قصد اور اختیار رکھتا ہو اور شرعاً اپنے مال میں تصرف کر سکتا ہو لہٰذا اگر سفیہ (یعنی وہ شخص جو اپنا مال بیہودہ کاموں میں صرف کرتا ہو) کوئی چیز وقف کرے تو چونکہ وہ اپنے مال میں تصرف کرنے کا حق نہیں رکھتا اس لیئے اس کا کیا ہوا وقف صحیح نہیں ہے۔

مسئلہ ۲۶۹۲ : اگر کوئی شخص کسی مال کو ایسے بچے کے لیئے وقف کرے جو ماں کے پیٹ میں ہو اور ابھی پیدا نہ ہوا ہو تو اس وقف کا صحیح ہونا محل اشکال ہے اور لازم ہے کہ احتیاط ملحوظ رکھی جائے

لیکن اگر کوئی مال ایسے لوگوں کے لیئے وقف کیا جائے جو بالفعل موجود ہوں اور ان کے بعد ان لوگوں کے لیئے وقف کیا جائے جو بعد میں پیدا ہوں تو اگرچہ وقف کے محقق ہونے کے وقت وہ ماں کے پیٹ میں بھی نہ ہوں وہ وقف صحیح ہے (مثلاً کوئی شخص کوئی چیز اپنی اولاد کے لیئے وقف کرے اور ان کے بعد اولاد کی اولاد کے لیئے وقف کر دے اور اولاد کے ہر گروہ کے بعد آنے والا گروہ اس وقف سے استفادہ کرے تو وقف صحیح ہے)۔

مسئلہ ۲۶۹۳ : اگر کوئی شخص کسی چیز کو اپنے آپ پر وقف کرے مثلاً کوئی دکان وقف کر دے تاکہ اس کی آمدنی اس کے مرنے کے بعد اس کے مقبرے پر خرچ کی جائے تو یہ وقف صحیح نہیں ہے لیکن مثال کے طور پر وہ کوئی مال فقراء کے لیئے وقف کر دے اور خود بھی فقیر ہو جائے تو وقف کے منافع سے استفادہ کر سکتا ہے۔

مسئلہ ۲۶۹۴ : جو چیز کسی شخص نے وقف کی ہو اگر وہ اس کا متولی بھی معین کر دے تو متولی کو چاہئے کہ واقف کی ہدایات کے مطابق عمل کرے اور اگر واقف متولی معین نہ کرے اور مال مخصوص افراد پر مثلاً اپنی اولاد پر وقف کیا ہو تو وہ افراد مختار ہیں اور اگر وہ بالغ نہ ہوں تو پھر ان کا ولی مختار ہے اور وقف سے استفادہ کرنے کے لیئے حاکم شرع کی اجازت ضروری نہیں۔

مسئلہ ۲۶۹۵ : اگر مثال کے طور پر کوئی شخص کسی مال کو فقراء یا سادات پر وقف کرے یا اس مقصد سے وقف کرے کہ اس مال کا منافع بطور خیرات صرف کرے تو اس صورت میں جب کہ اس وقف کے لیئے اس نے متولی معین نہ کیا ہو اس کا اختیار حاکم شرع کو ہے۔

مسئلہ ۲۶۹۶ : اگر کوئی شخص کسی املاک کو مخصوص افراد پر مثلاً اپنی اولاد پر وقف کرے تاکہ ہر ایک طبقے کے بعد دوسرا طبقہ اس سے استفادہ کرے تو اگر وقف کا متولی اس مال کو کرائے پر دے دے اور اس کے بعد مر جائے تو اجارہ باطل نہیں ہوتا لیکن اگر اس املاک کا کوئی متولی نہ ہو اور جن لوگوں پر وہ املاک وقف ہوئی ہے ان میں سے ایک طبقہ اسے کرائے پر دے دے اور اجارہ کی مدت کے دوران میں وہ طبقہ مر جائے اور جو طبقہ اس کے بعد ہو وہ اس اجارے کی تصدیق نہ کرے تو اجارہ باطل ہو جائے گا اور اس صورت میں جب کہ مستاجر نے اجارے کی پوری مدت کا کرایہ ادا کر رکھا ہو مرنے والے طبقے کی موت کے وقت سے اجارہ کی مدت کے خاتمے تک کا کرایہ اس طبقے (یعنی مرنے والے

طبقے) کے مال سے لے سکتا ہے۔

مسئلہ ۲۶۹۷ : اگر وقف کردہ املاک خراب بھی ہو جائے تو اس کے وقف کی حیثیت نہیں بدلتی بجز اس صورت کے کہ وقف کرنے والے نے کوئی چیز کسی خاص مقصد کے لیئے وقف کی ہو اور وہ مقصد فوت ہو جائے مثلاً کسی شخص نے کوئی باغ سیر کے لیئے وقف کیا ہو تو اگر وہ باغ خراب ہو جائے تو وقف باطل ہو جائے گا اور وقف کردہ مال واقف کے وارثوں کی ملکیت ہو جائے گا۔

مسئلہ ۲۶۹۸ : اگر کسی املاک کی کچھ مقدار وقف ہو اور کچھ مقدار وقف نہ ہو اور وہ املاک تقسیم نہ کی گئی ہو تو حاکم شرع یا وقف کا متولی باخبر لوگوں کی رائے کے مطابق وقف شدہ حصہ جدا کر سکتا ہے۔

مسئلہ ۲۶۹۹ : اگر وقف کا متولی خیانت کرے اور اس کا منافع معین مصارف میں نہ لائے تو حاکم شرع اس کے ساتھ کسی امین شخص کو لگا دے تاکہ وہ متولی کو خیانت سے روکے اور اگر یہ ممکن نہ ہو تو حاکم شرع اس کی جگہ کوئی دیانتدار متولی مقرر کر سکتا ہے۔

مسئلہ ۲۷۰۰ : جو فرش امام باڑہ کے لیئے وقف کیا گیا ہو اسے نماز پڑھنے کے لیئے مسجد میں نہیں لے جایا جا سکتا ہے خواہ وہ مسجد امام باڑے کے قریب ہی کیوں نہ ہو۔

مسئلہ ۲۷۰۱ : اگر کوئی املاک کسی مسجد کے مرمت کے لیئے وقف کی جائے تو اگر اس مسجد کو مرمت کی ضرورت نہ ہو اور اس بات کی توقع بھی نہ ہو کہ کچھ عرصے تک اسے مرمت کی ضرورت ہوگی تو اس املاک کی آمدنی ایسی مسجد پر خرچ کی جاسکتی ہے جسے مرمت کی ضرورت ہو۔

مسئلہ ۲۷۰۲ : اگر کوئی شخص کوئی املاک وقف کرے تاکہ اس کی آمدنی مسجد کی مرمت پر خرچ کی جائے اور امام جماعت کو اور مسجد کے موذن کو دی جائے اور اس صورت میں جب کہ علم ہو یا اطمینان ہو کہ اس شخص نے ہر ایک کے لیئے کتنی مقدار معین کی ہے تو آمدنی اس کی مطابق خرچ کرنی چاہئے اور اگر اس بارے میں یقین یا اطمینان نہ ہو تو پہلے مسجد کی مرمت کرانی چاہئے اور پھر اگر کچھ بچے تو اسے امام جماعت اور موذن کے درمیان برابر برابر تقسیم کر دینا چاہئے اور بہتر یہ ہے کہ یہ دونوں اشخاص تقسیم کے متعلق ایک دوسرے سے مصالحت کر لیں۔

وصیت کے احکام

مسئلہ ۲۷۰۳ : وصیت سے مراد یہ ہے کہ انسان تاکید کرے کہ اس کے مرنے کے بعد اس کے لیئے فلاں فلاں کام سرانجام دیئے جائیں یا یہ کہے کہ اس کے مرنے کے بعد اس کے مال میں سے کوئی چیز فلاں شخص کی ملکیت ہو گی یا یہ کہ اس کے مال میں سے کوئی چیز کسی شخص کی ملکیت میں دے دی جائے یا خیرات کے طور پر اور امور خیر پر صرف کی جائے یا اپنی اولاد کے لیئے اور جو لوگ اس کی سرپرستی میں ہوں ان کے لیئے کسی کو نگراں اور سرپرست مقرر کرے اور جس شخص کو وصیت کی جائے اسے وصی کہتے ہیں۔

مسئلہ ۲۷۰۴ : جو شخص بول نہ سکتا ہو (یعنی گونگا وغیرہ ہو یا بوجہ نقاہت نہ بول سکتا ہو) اگر وہ اشارے سے اپنا مقصد سمجھا دے تو وہ ہر کام کے لیئے وصیت کر سکتا ہے بلکہ جو شخص بول سکتا ہو اگر وہ بھی اسی طرح اشارے سے وصیت کرے کہ اس کا مقصد سمجھ میں آجائے تو وصیت صحیح ہے۔

مسئلہ ۲۷۰۵ : اگر ایسی تحریر مل جائے جس پر مرنے والے کے دستخط یا مہر ثبت ہو تو اگر اس تحریر سے اس کا مقصد سمجھ میں آجائے اور پتہ چل جائے کہ یہ چیز اس نے وصیت کی غرض سے لکھی ہے تو اس کے مطابق عمل کرنا چاہیئے۔

مسئلہ ۲۷۰۶ : جو شخص وصیت کرے اس کے لیئے ضروری ہے کہ عاقل ہو اور اپنے اختیار سے وصیت کرے اور دس سال کی عمر کے بچے کا اپنے ارحام کے لیئے وصیت کرنا جائز ہے اور وصیت کے نفاذ کے لیئے سفیہ کا اعتبار ہونا محل اشکال ہے اور احتیاط واجب یہ ہے کہ اس کی وصیت پر عمل ترک نہ کیا جائے۔

مسئلہ ۲۷۰۷ : جس شخص نے مثال کے طور عمداً اپنے آپ کو زخمی کر لیا ہو یا زہر کھا لیا ہو جس کی وجہ سے اس کے مرنے کا یقین یا گمان پیدا ہو جائے اگر وہ وصیت کرے کہ اس کے مال کی کچھ مقدار کسی مخصوص مصرف میں لائی جائے تو اس کی وصیت درست نہیں ہے۔

مسئلہ ۲۷۰۸ : اگر کوئی شخص وصیت کرے کہ اس کی املاک میں سے کوئی چیز کسی دوسرے کا

مال ہو گی تو اس صورت میں جب کہ وہ شخص اس وصیت کو قبول کرلے خواہ اس کا قبول کرنا وصیت کرنے والے کی زندگی میں ہی کیوں نہ ہو وہ چیز موصی کی موت کے بعد اس کی ملکیت ہو گی۔

مسئلہ ۲۷۰۹ : جب انسان اپنے آپ میں موت کی نشانیاں دیکھ لے تو اسے چاہئے کہ لوگوں کی امانتیں فوراً ان کے مالکوں کو واپس کر دے یا انہیں اطلاع دے دے اور اگر وہ لوگوں کا مقروض ہو اور قرضے کی ادائیگی کا وقت آگیا ہو تو قرضہ ادا کر دے اور اگر وہ خود قرضہ ادا کرنے کے قابل نہ ہو یا ابھی قرضے کی ادائیگی کا وقت نہ آیا ہو تو اسے چاہئے کہ وصیت کرے اور وصیت پر گواہ مقرر کرے البتہ اگر اس کے قرضے کے بارے میں معلوم ہو تو وصیت کرنا ضروری نہیں۔

مسئلہ ۲۷۱۰ : جو شخص اپنے آپ میں موت کی نشانیاں دیکھ رہا ہو اگر خمس، زکوٰۃ اور مظالم اس کے ذمے ہوں تو اسے چاہئے کہ فوراً ادا کرے اور اگر ادا نہ کر سکے لیکن اس کے پاس مال ہو یا اس بات کا احتمال ہو کہ کوئی دوسرا شخص یہ چیزیں ادا کر دے گا تو اسے چاہئے کہ وصیت کرے اور اگر اس پر حج واجب ہو تو اس کے لیئے بھی یہی حکم ہے۔

مسئلہ ۲۷۱۱ : جو شخص اپنے آپ میں موت کی نشانیاں دیکھ رہا ہو اگر اس کی نمازیں اور روزے قضا ہوئے ہوں تو اسے چاہئے کہ وصیت کرے کہ اس کے مال سے ان عبادات کی ادائیگی کے لیئے کسی کو اجیر بنایا جائے بلکہ اگر اس کے پاس مال نہ بھی ہو لیکن اس بات کا احتمال ہو کہ کوئی شخص بلامعاوضہ یہ عبادات انجام دے دے گا تو پھر بھی اس پر واجب ہے کہ وصیت کرے اور اگر اس کی نمازوں اور روزوں کی قضا اس کے بڑے بیٹے پر واجب ہو (جیسا کہ نماز قضا کے باب میں بالتفصیل بتایا گیا ہے) تو اسے چاہئے کہ بڑے بیٹے کو اطلاع دے یا وصیت کرے کہ وہ یہ عبادات اس کے لیئے بجا لائے۔

مسئلہ ۲۷۱۲ : جو شخص اپنے آپ میں موت کی نشانیاں دیکھ رہا ہو اگر اس کا مال کسی کے پاس ہو یا ایسی جگہ چھپا ہو جس کا ورثاء کو علم نہ ہو تو اگر لاعلمی کی وجہ سے ان کا (یعنی ورثاء کا) حق تلف ہوتا ہو تو اسے چاہئے کہ انہیں اطلاع دے اور یہ ضروری نہیں کہ وہ اپنے نابالغ بچوں کے لیئے نگران اور سرپرست مقرر کرے، لیکن اس صورت میں جب کہ نگراں کے بغیر ان کا مال تلف ہوتا ہو یا وہ خود ضائع ہوتے ہوں اسے چاہئے کہ ان کے لیئے ایک امین نگران مقرر کرے۔

مسئلہ ۲۷۱۳ : وصی کو عاقل ہونا چاہئے اور احوط یہ ہے کہ بالغ بھی ہو اور ضروری ہے کہ

مسلمان کا وصی بھی مسلمان ہو اور جو امور موصی کے ساتھ تعلق نہ رکھتے ہوں ضروری ہے کہ وصی ان کے لیئے قابل اطمینان ہو۔

مسئلہ ۲۷۱۴ : اگر کوئی شخص اپنے کئی وصی معین کرے تو اگر اس نے اجازت دی ہو کہ ان میں سے ہر ایک تنہا وصیت پر عمل کر سکتا ہے تو ضروری نہیں کہ وہ وصیت انجام دینے میں ایک دوسرے سے اجازت لیں اور اگر وصیت کرنے والے نے ایسی کوئی اجازت نہ دی ہو تو خواہ اس نے کہا ہو کہ دونوں مل کر وصیت پر عمل کریں یا ایسا نہ کہا ہو انہیں چاہئے کہ ایک دوسرے کی رائے کے مطابق وصیت پر عمل کریں اور اگر وہ مل کر وصیت پر عمل کرنے پر تیار نہ ہوں تو حاکم شرع انہیں ایسا کرنے پر مجبور کر سکتا ہے اور اگر وہ حاکم شرع کا حکم نہ مانیں تو وہ ان میں سے ایک کی جگہ کوئی اور وصی مقرر کر سکتا ہے۔

مسئلہ ۲۷۱۵ : اگر کوئی شخص اپنی وصیت سے منحرف ہو جائے مثلاً پہلے وہ یہ کہے کہ اس کے مال کا تیسرا حصہ فلاں شخص کو دیا جائے اور بعد میں کہے کہ اسے نہ دیا جائے تو وصیت باطل ہو جاتی ہے اور اگر کوئی شخص اپنی وصیت میں تبدیلی کر دے مثلاً یہ کہ پہلے ایک شخص کو اپنے بچوں کا نگراں مقرر کرے اور بعد میں اس کی جگہ کسی دوسرے شخص کو نگران مقرر کر دے تو اس کی پہلی وصیت باطل ہو جاتی ہے اور اس کی دوسری وصیت پر عمل کرنا چاہئے۔

مسئلہ ۲۷۱۶ : اگر کوئی شخص کوئی ایسا کام کرے جس سے پتہ چلے کہ وہ اپنی وصیت سے منحرف ہو گیا ہے مثلاً جس مکان کے بارے میں وصیت کی ہو کہ وہ کسی کو دیا جائے اسے بیچ دے یا کسی دوسرے شخص کو اسے بیچنے کے لیئے وکیل مقرر کر دے تو وصیت باطل ہو جاتی ہے۔

مسئلہ ۲۷۱۷ : اگر کوئی شخص وصیت کرے کہ ایک معین چیز کسی شخص کو دی جائے اور بعد میں وصیت کرے کہ اس چیز کا نصف حصہ کسی اور شخص کو دیا جائے تو اس چیز کے دو حصے کرنے چاہئیں اور ان دونوں اشخاص میں سے ہر ایک کو ایک حصہ دینا چاہئے۔

مسئلہ ۲۷۱۸ : اگر کوئی شخص ایسے مرض کی حالت میں جس مرض سے وہ مر جائے اپنے مال کی کچھ مقدار کسی شخص کو بخش دے اور وصیت کرے کہ اس کے (یعنی مریض کے) مرنے کے بعد مال کی

کچھ مقدار کسی اور شخص کو بھی دی جائے تو جو مال اس نے بخشا ہو اسے اصل ترکہ میں سے خارج کر دینا چاہئے (جیسے کہ بیان ہو چکا ہے) اور جس مال کے بارے میں اس نے وصیت کی ہو اسے تیسرے حصے میں سے نکالنا چاہئے۔

مسئلہ ۲۷۱۹ : اگر کوئی شخص وصیت کرے کہ اس کے مال کا تیسرا حصہ نہ بیچا جائے اور اس کی آمدنی ایک معین کام میں خرچ کی جائے تو اس کے کہنے کے مطابق عمل کرنا ضروری ہے۔

مسئلہ ۲۷۲۰ : اگر کوئی شخص ایسے مرض کی حالت میں جس مرض سے وہ مر جائے یہ کہے کہ وہ اتنی مقدار میں کسی شخص کا مقروض ہے تو اگر اس پر یہ تہمت لگائی جائے کہ اس نے یہ بات ورثاء کو نقصان پہنچانے کے لیئے کی ہے تو جو مقدار قرضے کی اس نے معین کی ہے وہ اس کے مال کے تیسرے حصے سے دی جائے گی اور اگر اس پر یہ تہمت نہ لگائی جائے تو اس کا اقرار نافذ ہے اور قرضہ اس کے اصل مال سے ادا کرنا چاہئے۔

مسئلہ ۲۷۲۱ : جس شخص کے لیئے انسان وصیت کرے کہ کوئی چیز اسے دی جائے اس کے لیئے یہ ضروری نہیں کہ وصیت کرنے کے وقت وجود رکھتا ہو۔ لہٰذا اگر کوئی انسان وصیت کرے کہ جس بچے کا حمل ممکن ہے فلاں عورت کے پیٹ میں ٹھہرے اس بچے کو فلاں چیز دی جائے تو اگر وہ بچہ موصی کی موت کے بعد پیدا ہو تو ضروری ہے کہ وہ چیز اسے دی جائے لیکن اگر وہ موصی کی موت کے بعد موجود نہ ہو یعنی پیدا نہ ہو تو اس مال کو کسی ایسے دوسرے مصرف میں صرف کیا جائے جو موصی کے ارادے کے مطابق وصیت کے مقصد کے زیادہ قریب ہو۔ ہاں اگر موصی وصیت کرے کہ اس کے مال میں سے کوئی چیز کسی شخص کا مال ہو گی تو اگر وہ شخص موصی کی موت کے وقت موجود ہو تو وصیت صحیح ہے ورنہ باطل ہے اور جس چیز کی اس شخص کے لیئے وصیت کی گئی ہو وصیت باطل ہونے کی صورت میں وہ میت کے ورثاء میں بٹ جاتی ہے۔

مسئلہ ۲۷۲۲ : اگر انسان کو پتہ چلے کہ کسی نے اسے وصی بنایا ہے تو اگر وہ وصیت کرنے والے کو اطلاع دے دے کہ وہ اس کی وصیت پر عمل کرنے پر آمادہ نہیں ہے تو ضروری نہیں کہ وہ اس کے مرنے کے بعد اس وصیت پر عمل کرے لیکن اگر وصیت کنندہ کے مرنے سے پہلے انسان کو یہ پتہ چلے کہ اس نے اسے وصی بنایا ہے یا پتہ چل جائے لیکن اسے یہ اطلاع نہ دے کہ وہ (یعنی جسے وصی مقرر

کیا گیا ہے) اس کی (یعنی موصی کی) وصیت پر عمل کرنے پر آمادہ نہیں ہے تو اگر وصیت پر عمل کرنے میں کوئی زحمت نہ ہو تو انسان کو چاہئے کہ اس کی وصیت کو انجام دے نیز اگر موصی کے مرنے سے پہلے وصی کسی وقت اس امر کی جانب متوجہ ہو کہ مرض کی شدت کی وجہ سے یا کسی اور عذر کی بنا پر موصی کسی دوسرے شخص کو وصیت نہیں کر سکتا تو بنابر احتیاط اسے چاہئے کہ وصیت کو قبول کرے ورنہ حاکم شرع کسی کو وصیت نافذ کرنے کے لیئے معین کرے گا۔

مسئلہ ۲۷۲۳ : جس شخص نے وصیت کی ہو اگر وہ مر جائے تو وصی یہ نہیں کر سکتا کہ میت کے کام انجام دینے کے لیئے کسی دوسرے شخص کو معین کر دے اور خود ان کاموں سے کنارہ کش ہو جائے لیکن اگر اسے علم ہو کہ مرنے والے کا مقصود یہ نہیں تھا کہ خود وصی ان کاموں کو انجام دے بلکہ اس کا مقصود فقط یہ تھا کہ کام کر دیئے جائیں تو وہ یعنی وصی، کسی دوسرے شخص کو ان کاموں کی انجام دہی کے لیئے وکیل مقرر کر سکتا ہے۔

مسئلہ ۲۷۲۴ : اگر کوئی شخص دو افراد کو اکٹھے وصی بنائے تو اگر ان دونوں میں سے ایک مر جائے یا دیوانہ یا کافر ہو جائے تو حاکم شرع اس کی جگہ ایک اور شخص کو وصی مقرر کرے گا اور اگر دونوں مر جائیں یا کافر یا دیوانہ ہو جائیں تو حاکم شرع دو دوسرے اشخاص کو ان کی جگہ معین کرے گا لیکن اگر ایک شخص وصیت پر عمل کر سکتا ہو تو دو اشخاص کا معین کرنا ضروری نہیں۔

مسئلہ ۲۷۲۵ : اگر وصی تنہا میت کے کام انجام نہ دے سکے تو حاکم شرع اس کی مدد کے لیئے ایک اور شخص مقرر کرے گا۔

مسئلہ ۲۷۲۶ : اگر میت کے مال کی کچھ مقدار وصی کے پاس ہوتے ہوئے تلف ہو جائے تو اگر وصی نے اس کی نگہداشت میں کوتاہی یا تعدی کی ہو مثلاً اگر میت نے اسے وصیت کی ہو کہ مال کی اتنی مقدار فلاں شہر کے فقیروں کو دے دے اور وہ یعنی وصی مال کو دوسرے شہر لے جائے اور وہ راستے میں تلف ہو جائے تو وہ ذمہ دار ہے اور اگر اس نے کوتاہی یا تعدی نہ کی ہو تو ذمہ دار نہیں ہے۔

مسئلہ ۲۷۲۷ : اگر انسان کسی شخص کو وصی مقرر کرے اور کہے کہ اگر وہ شخص (یعنی وصی) مر جائے تو پھر فلاں شخص وصی ہو گا تو جب پہلا وصی مر جائے تو دوسرے وصی کو چاہئے کہ میت کے کام

انجام دے۔

مسئلہ ۲۷۲۸ : جو حج میت پر واجب ہو اور قرضہ اور حقوق مثلاً خمس، زکوۃ اور مظالم جن کا ادا کرنا واجب ہو انہیں میت کے اصل مال سے ادا کرنا چاہئے خواہ میت نے ان کے لیئے وصیت نہ بھی کی ہو۔

مسئلہ ۲۷۲۹ : اگر میت کا مال قرضے سے اور واجب حج سے اور ان حقوق سے جو اس پر واجب ہو (مثلاً خمس زکوۃ اور مظالم سے) زیادہ ہو تو اگر اس نے وصیت کی ہو کہ اس کے مال کا تیسرا حصہ یا تیسرے حصے کی کچھ مقدار ایک معین مصرف میں لائی جائے تو اس کی وصیت پر عمل کرنا چاہئے اور اگر وصیت نہ کی ہو تو جو کچھ بچے وہ ورثاء کا مال ہے۔

مسئلہ ۲۷۳۰ : جو مصرف میت نے معین کیا ہو اگر وہ اس کے مال کی تیسرے حصے سے زیادہ ہو تو مال کے تیسرے حصے سے زیادہ کے بارے میں اس کی وصیت اس صورت میں صحیح ہے جب ورثاء کوئی ایسی بات کہیں یا ایسا کام کریں جس سے معلوم ہو کہ انھوں نے وصیت کے مطابق عمل کرنے کی اجازت دے دی ہے اور ان کا صرف راضی ہونا کافی نہیں ہے اور اگر وہ موصی کے مرنے کے کچھ عرصہ بعد بھی اجازت دیں تو صحیح ہے اور اگر بعض ورثاء اجازت دے دیں اور بعض وصیت کو رد کر دیں تو جنہوں نے اجازت دی ہو ان کے حصوں کی حد تک وصیت صحیح اور نافذ ہے۔

مسئلہ ۲۷۳۱ : جو مصرف میت نے معین کیا ہو اگر اس پر اس کے مال کے تیسرے حصے سے زیادہ لاگت آتی ہو اور اس کے مرنے سے پہلے ورثاء اس مصرف کی اجازت دے دیں (یعنی یہ اجازت دے دیں کہ ان کے حصے سے وصیت کو مکمل کیا جاسکتا ہے) تو اس کے مرنے کے بعد وہ اپنی دی ہوئی اجازت سے منحرف نہیں ہو سکتے۔

مسئلہ ۲۷۳۲ : اگر مرنے والا وصیت کرے کہ اس کے مال کے تہائی حصے سے خمس اور زکوۃ یا کوئی اور قرضہ جو اس کے ذمے ہو دیا جائے اور اس کی قضا نمازوں اور روزوں کے لیئے اجیر مقرر کیا جائے اور کوئی مستحب کام (مثلاً فقیروں کو کھانا کھلانا) بھی انجام دیا جائے تو پہلے اس کا قرضہ تہائی مال سے دیا جائے اور اگر کچھ بچ جائے تو نمازوں اور روزوں کے لیئے اجیر مقرر کیا جائے اور اگر پھر بھی کچھ بچ

جائے تو جو مستحب کام اس نے معین کیا ہو اس پر صرف کیا جائے اور اگر اس کے مال کا تہائی حصہ صرف اس کے قرضے کے برابر ہو اور ورثاء بھی تہائی مال سے زیادہ خرچ کرنے کی اجازت نہ دیں تو نماز اور روزوں اور مستحب کاموں کے لیئے کی گئی وصیت باطل ہے۔

مسئلہ ۲۷۳۳ : اگر کوئی شخص وصیت کرے کہ اس کا قرضہ ادا کیا جائے اور اس کی نمازوں اور روزوں کے لیئے اجیر مقرر کیا جائے اور کوئی مستحب کام بھی انجام دیا جائے تو اگر اس نے یہ وصیت نہ کی ہو کہ یہ چیزیں مال کی تہائی سے دی جائیں تو اس کا قرضہ اصل مال سے دینا چاہیئے اور پھر جو کچھ بچ جائے اس کا تیسرا حصہ نماز اور روزہ اور ان مستحب کاموں کے مصرف میں لایا جائے اور اس صورت میں جب کہ وہ تیسرا حصہ کافی نہ ہو اگر ورثاء اجازت دیں تو اس کی وصیت پر عمل کرنا چاہیئے اور اگر وہ اجازت نہ دیں تو نماز اور روزوں کی قضا کی اجرت مال کی تہائی سے دینی چاہیئے اور اگر اس میں کچھ بچ جائے تو وصیت کرنے والے نے جو مستحب کام معین کیا ہو اس پر خرچ کرنا چاہیئے۔

مسئلہ ۲۷۳۴ : اگر کوئی شخص کہے کہ مرنے والے نے وصیت کی تھی کہ اتنی رقم مجھے دی جائے تو اگر دو عادل مرد اس کے قول کی تصدیق کر دیں یا وہ قسم کھائے اور ایک عادل شخص اس کے قول کی تصدیق بھی کر دے یا ایک عادل مرد اور دو عادلہ عورتیں یا پھر چار عادلہ عورتیں اس کے قول کی گواہی دیں تو جتنی مقدار وہ کہتا ہو وہ اسے دے دینی چاہیئے اور اگر ایک عادلہ عورت گواہی دے تو جس چیز کا وہ مطالبہ کر رہا ہو اس کا چوتھا حصہ اسے دیا جائے اور اگر دو عادلہ عورتیں گواہی دیں تو اس کا نصف دیا جائے اور اگر تین عادلہ عورتیں گواہی دیں تو اس کا تین چوتھائی دیا جائے نیز اگر دو کتابی کافر مرد جو اپنے مذہب میں عادل ہوں اس کے قول کی تصدیق کریں تو اس صورت میں جب کہ مرنے والا وصیت کرنے پر مجبور ہو گیا ہو اور عادل مرد اور عورتیں بھی وصیت کے موقع پر موجود نہ رہے ہوں وہ شخص میت کے مال سے جس چیز کا مطالبہ کر رہا ہو وہ اسے دے دینی چاہیئے۔

مسئلہ ۲۷۳۵ : اگر کوئی شخص کہے کہ میں میت کا وصی ہوں تاکہ اس کے مال کو فلاں مصرف میں لے آؤں یا یہ کہے کہ میت نے مجھے اپنے بچوں کا نگراں مقرر کیا تھا تو اس کا قول اس صورت میں قبول کرنا چاہیئے جب کہ دو عادل مرد اس کے قول کی تصدیق کریں۔

مسئلہ ۲۷۳۶ : اگر مرنے والا وصیت کرے کہ اس کے مال کی اتنی مقدار فلاں شخص کی ہو گی

اور وہ شخص وصیت کو قبول کرنے یا رد کرنے سے پہلے مر جائے تو جب تک اس کے ورثاء وصیت کو رد نہ کر دیں وہ اس چیز کو قبول کر سکتے ہیں لیکن یہ حکم اس صورت میں ہے کہ وصیت کرنے والا اپنی وصیت سے منحرف نہ ہو جائے ورنہ وہ (یعنی وصی یا اس کے ورثاء) اس چیز پر کوئی حق نہیں رکھتے۔

ارث (ترکہ کی تقسیم) کے احکام

مسئلہ ۲۷۳۷ : جو اشخاص میت سے رشتہ داری کی بنا پر ترکہ پاتے ہیں ان کے تین گروہ ہیں۔

۱... پہلا گروہ مرنے والے کا باپ اور ماں اور اولاد اور اولاد کے نہ ہونے کی صورت میں اولاد کی اولاد ہے جہاں تک یہ سلسلہ نیچے چلا جائے۔ ان میں سے جو کوئی میت سے زیادہ قریب تر ہو ترکہ پاتا ہے اور جب تک اس گروہ میں سے ایک شخص بھی موجود ہو دوسرا گروہ ترکہ نہیں پاتا۔

۲... دوسرا گروہ دادا اور دادی اور نانا اور نانی اور بہن اور بھائی اور بھائی اور بہن نہ ہونے کی صورت میں ان کی اولاد ہے۔ ان میں سے جو کوئی میت سے زیادہ قریب ہو وہ ترکہ پاتا ہے اور جب تک اس گروہ میں سے ایک شخص بھی موجود ہو تیسرا گروہ ترکہ نہیں پاتا۔

۳... تیسرا گروہ چچا اور پھوپھی اور ماموں اور خالہ اور ان کی اولاد ہے اور جب تک میت کے چچاؤں اور پھوپھیوں اور ماموؤں اور خالاؤں میں سے ایک شخص بھی موجود ہو ان کی اولاد ترکہ نہیں پاتی لیکن اگر مرنے والے کا باپ کی طرف سے چچا (عموی پدری) اور باپ اور ماں کی طرف سے چچا کا لڑکا (پسر عموی پدری و مادری) موجود ہوں تو ترکہ باپ اور ماں کی طرف سے چچا کے لڑکے (پسر عموی پدری و مادری) کو ملے گا اور باپ کی طرف سے چچا (عموی پدری) کو نہیں ملے گا۔

مسئلہ ۲۷۳۸ : اگر خود میت کا چچا اور پھوپھی اور ماموں اور خالہ اور ان کی اولاد نہ ہوں تو اس کے باپ اور ماں کے چچا اور پھوپھی اور ماموں اور خالہ ترکہ پاتے ہیں اور اگر وہ نہ ہوں تو ان کی اولاد ترکہ پاتی ہے اور اگر وہ بھی نہ ہو تو میت کے دادا اور دادی کے چچا اور پھوپھی اور ماموں اور

خالہ ترکہ پاتے ہیں اور اگر وہ بھی نہ ہوں تو ان کی اولاد ترکہ پاتی ہے۔

مسئلہ ۲۷۳۹ : بیوی اور شوہر جیسا کہ بعد میں تفصیل سے بیان کیا جائے گا ایک دوسرے سے ترکہ پاتے ہیں۔

پہلے گروہ کی میراث

مسئلہ ۲۷۴۰ : اگر پہلے گروہ میں سے صرف ایک شخص میت کا وارث ہو مثلاً باپ یا ماں یا ایک بیٹا یا ایک بیٹی ہو تو میت کا تمام مال اسے ملتا ہے اور اگر بیٹے اور بیٹیاں وارث ہوں تو مال کو یوں تقسیم کیا جائے کہ ہر بیٹا بیٹی سے دوگنا حصہ پائے۔

مسئلہ ۲۷۴۱ : اگر میت کے وارث فقط اس کا باپ اور اس کی ماں ہوں تو مال کے تین حصے کیئے جاتے ہیں جن میں سے دو حصے باپ اور ایک حصہ ماں لیتی ہے لیکن اگر میت کے دو بھائی یا چار بہنیں یا ایک بھائی اور دو بہنیں ہوں جو سب کے سب مسلمان اور آزاد اور پدری ہوں یعنی ان کا اور میت کا باپ ایک ہی ہو خواہ ان کی اور میت کی ماں ایک ہو یا نہ ہو تو اگرچہ وہ میت کے باپ اور ماں کے ہوتے ہوئے ترکہ نہیں پاتے لیکن ان کے ہونے کی وجہ سے ماں کو مال کا چھٹا حصہ ملتا ہے اور باقی مال باپ کو ملتا ہے۔

مسئلہ ۲۷۴۲ : جب میت کے وارث فقط اس کا باپ اور ماں اور ایک بیٹی ہوں تو اگر اس کے دو پدری بھائی یا چار پدری بہنیں یا ایک پدری بھائی اور دو پدری بہنیں نہ ہوں تو مال کے پانچ حصے کیئے جاتے ہیں۔ باپ اور ماں ان میں سے ایک ایک حصہ لیتے ہیں اور بیٹی تین حصے لیتی ہے اور اگر میت کے دو پدری بھائی چار پدری بہنیں یا ایک پدری بھائی اور دو پدری بہنیں بھی ہوں تو مشہور یہ ہے کہ مال کے چھ حصے کیئے جاتے ہیں۔ باپ اور ماں کو ان میں سے ایک ایک حصہ ملتا ہے اور بیٹی کو تین حصے ملتے ہیں اور جو ایک حصہ باقی بچے اس کے پھر چار حصے کیئے جاتے ہیں جن میں سے ایک حصہ باپ کو اور تین حصے بیٹی کو ملتے ہیں۔ نتیجے کے طور پر میت کے مال کے ۲۴ حصے کیئے جاتے ہیں۔ جن میں سے ۱۵ حصے بیٹی کو اور ۴ حصے ماں کو اور ۵ حصے باپ کو ملتے ہیں۔

مسئلہ ۲۷۴۳ : اگر میت کے وارث فقط اس کا باپ اور ماں اور ایک بیٹا ہوں تو مال کے چھ

حصے کیئے جاتے ہیں جن میں سے باپ اور ماں کو ایک ایک حصہ اور بیٹے کو چار حصے ملتے ہیں اور اگر میت کے کئی بیٹے یا کئی بیٹیاں ہوں تو وہ ان چار حصوں کو آپس میں مساوی طور پر تقسیم کر لیتے ہیں اور اگر بیٹے بھی ہوں اور بیٹیاں بھی ہوں تو ان چار حصوں کو اس طرح تقسیم کیا جاتا ہے کہ ہر بیٹے کو ایک بیٹی سے دوگنا حصہ ملتا ہے۔

مسئلہ ۲۷۴۴ : اگر میت کے وارث فقط باپ یا ماں اور ایک یا کئی بیٹے ہوں تو مال کے چھ حصے کیئے جاتے ہیں جن میں سے ایک حصہ باپ اور ماں کو اور پانچ حصے بیٹے کو ملتے ہیں اور اگر کئی بیٹے ہوں تو وہ ان پانچ حصوں کو آپس میں مساوی طور پر تقسیم کر لیتے ہیں۔

مسئلہ ۲۷۴۵ : اگر باپ یا ماں میت کے بیٹوں اور بیٹیوں کے ساتھ اس کے وارث ہوں تو مال کے چھ حصے کیئے جاتے ہیں جن میں سے ایک حصہ باپ یا ماں کو ملتا ہے اور باقی حصوں کو یوں تقسیم کیا جاتا ہے کہ ہر بیٹے کو بیٹی سے دگنا حصہ ملتا ہے۔

مسئلہ ۲۷۴۶ : اگر میت کے وارث فقط باپ یا ماں اور ایک بیٹی ہوں تو مال کے چار حصے کیئے جاتے ہیں جن میں سے ایک حصہ باپ یا ماں کو اور باقی تین حصے بیٹی کو ملتے ہیں۔

مسئلہ ۲۷۴۷ : اگر میت کے وارث فقط باپ یا ماں اور چند بیٹیاں ہوں تو مال کے پانچ حصے کیئے جاتے ہیں۔ ان میں سے ایک حصہ باپ یا ماں کو ملتا ہے اور چار حصے بیٹیاں آپس میں مساوی طور پر تقسیم کر لیتی ہیں۔

مسئلہ ۲۷۴۸ : اگر میت کی اولاد نہ ہو تو اس کے بیٹے کی اولاد خواہ بیٹی ہی کیوں نہ ہو میت کے بیٹے کا حصہ پاتی ہے اور بیٹی کی اولاد خواہ وہ بیٹا ہی کیوں نہ ہو میت کی بیٹی کا حصہ پاتا ہے۔ مثلاً اگر میت کا ایک نواسا اور ایک پوتی ہو تو مال کے تین حصے کیئے جائیں گے جن میں سے ایک حصہ نواسے کو اور دو حصے پوتی کو ملیں گے۔

دوسرے گروہ کی میراث

مسئلہ ۲۷۴۹ : جو لوگ رشتہ داری کی بنا پر میراث پاتے ہیں ان کا دوسرا گروہ میت کا دادا، دادی، نانا، نانی، بھائی اور بہنیں ہیں اور اگر اس کے بھائی بہنیں نہ ہوں تو ان کی اولاد میراث پاتی ہے۔

مسئلہ ۲۷۵۰ : اگر میت کا وارث فقط ایک بھائی یا ایک بہن ہو تو سارا مال اس کو ملتا ہے اور اگر کئی سگے (پدری و مادری) بھائی یا کئی سگی (پدری یا مادری) بہنیں ہوں تو مال ان میں برابر تقسیم ہو جاتا ہے اور اگر سگے بھائی بھی ہوں اور بہنیں بھی تو ہر بھائی کو بہن سے دگنا حصہ ملتا ہے مثلاً اگر میت کے دو سگے بھائی اور ایک سگی بہن ہو تو مال کے پانچ حصے کیئے جائیں گے جن میں سے ہر بھائی کو دو حصے ملیں گے اور بہن کو ایک حصہ ملے گا۔

مسئلہ ۲۷۵۱ : اگر میت کے سگے بہن بھائی موجود ہوں تو پدری بھائی اور بہنیں جن کی ماں میت کی سوتیلی ماں ہو میراث نہیں پاتے اور اگر اس کے سگے بہن بھائی نہ ہوں اور فقط ایک پدری بھائی یا ایک پدری بہن ہو تو سارا مال اس کو ملتا ہے اور اگر اس کے کئی پدری بھائی یا کئی پدری بہنیں ہوں تو مال ان کے درمیان مساوی طور پر تقسیم ہو جاتا ہے اور اگر اس کے پدری بھائی بھی ہوں اور پدری بہنیں بھی تو ہر بھائی کو بہن سے دگنا حصہ ملتا ہے۔

مسئلہ ۲۷۵۲ : اگر وارث میت فقط ایک مادری بہن یا ایک مادری بھائی ہو (جو باپ کی طرف سے میت کی سوتیلی بہن یا سوتیلا بھائی ہو) تو سارا مال اسے ملتا ہے اور اگر چند مادری بھائی ہوں یا چند مادری بہنیں ہوں یا چند مادری بھائی اور بہنیں ہوں تو مال ان کے درمیان مساوی طور پر تقسیم ہو جاتا ہے۔

مسئلہ ۲۷۵۳ : اگر میت کے سگے (پدری و مادری) بھائی بہنیں اور پدری بھائی بہنیں اور ایک مادری بھائی یا ایک مادری بہن ہو تو پدری بھائی بہنوں کو ترکہ نہیں ملتا اور مال کے چھ حصے کیئے جاتے ہیں جن میں سے ایک حصہ مادری بھائی یا مادری بہن کو ملتا ہے اور باقی حصے سگے (پدری و مادری) بھائی بہنوں کو ملتے ہیں اور ہر بھائی دو بہنوں کے برابر حصہ پاتا ہے۔

مسئلہ ۲۷۵۴ : اگر میت کے سگے (پدری و مادری) بھائی بہنیں اور پدری بھائی بہنیں اور چند مادری بھائی بہنیں ہوں تو پدری بھائی بہنوں کو ترکہ نہیں ملتا اور مال کے تین حصے کیئے جاتے ہیں جن میں سے ایک حصہ مادری بھائی بہنیں آپس میں برابر برابر تقسیم کرتے ہیں اور باقی دو حصے سگے (پدری و مادری) بھائی بہنوں کو اس طرح دیئے جاتے ہیں کہ ہر بھائی کا حصہ بہن سے دگنا ہوتا ہے۔

مسئلہ ۲۷۵۵ : اگر میت کے وارث صرف پدری بھائی بہنیں اور ایک مادری بھائی یا ایک مادری بہن ہوں تو مال کے چھ حصے کیئے جاتے ہیں ان میں سے ایک حصہ مادری بھائی یا مادری بہن کو ملتا ہے اور باقی حصے پدری بہن بھائیوں میں اس طرح تقسیم کیئے جاتے ہیں کہ بھائی کو بہن سے دگنا حصہ ملتا ہے۔

مسئلہ ۲۷۵۶ : اگر میت کے وارث فقط پدری بھائی بہنیں اور چند مادری بھائی بہنیں ہوں تو مال کے تین حصے کیئے جاتے ہیں۔ ان میں سے ایک حصہ مادری بھائی بہنیں آپس میں برابر برابر تقسیم کر لیتے ہیں اور باقی دو حصے پدری بہن بھائیوں کو اس طرح ملتے ہیں کہ ہر بھائی کا حصہ بہن سے دگنا ہوتا ہے۔

مسئلہ ۲۷۵۷ : اگر میت کے وارث فقط اس کے بھائی بہنیں اور بیوی ہوں تو بیوی اپنا ترکہ اس تفصیل کے مطابق لے گی جو بعد میں بیان کی جائے گی اور بھائی بہنیں اپنا ترکہ اس طرح لیں گے جیسے کہ گزشتہ مسائل میں بتایا گیا ہے نیز اگر کوئی عورت مرجائے اور اس کے وارث فقط اس کے بھائی بہنیں اور شوہر ہوں تو نصف مال شوہر کو ملے گا اور بہنیں اور بھائی اس طریقے سے ترکہ پائیں گے جس کا ذکر گزشتہ مسائل میں کیا گیا ہے لیکن بیوی یا شوہر کا ترکہ پانے کی وجہ سے مادری بھائی بہنوں کے حصے میں کوئی کمی نہیں اور کمی سگے پدری و مادری بھائی بہنوں یا پدری بھائی بہنوں کے حصے میں ہو گی مثلاً اگر کسی میت کے وارث اس کا شوہر اور مادری بہن بھائی اور سگے (پدری و مادری) بہن بھائی ہوں تو نصف مال شوہر کو ملے گا اور اصل مال کے تین حصوں میں سے ایک حصہ مادری بہن بھائیوں کو ملے گا اور جو کچھ بچے وہ سگے (پدری و مادری) بہن بھائیوں کا مال ہوگا۔ پس اگر اس کا کل مال چھ روپے ہو تو تین روپے شوہر کو اور دو روپے مادری بہن بھائیوں کو اور ایک روپیہ سگے - (پدری و مادری) بہن بھائیوں کو ملے گا۔

مسئلہ ۲۷۵۸ : اگر میت کے بھائی بہنیں نہ ہوں تو ان کے ترکے کا حصہ ان کی (یعنی بھائی بہنوں کی) اولاد کو ملے گا اور مادری بھائی بہنوں کی اولاد کا حصہ ان کے مابین برابر تقسیم ہوتا ہے اور جو حصہ پدری بھائی بہنوں کی اولاد یا سگے (پدری و مادری) بھائی بہنوں کی اولاد کو ملتا ہے اس کے بارے میں مشہور ہے کہ ہر لڑکا دو لڑکیوں کے برابر حصہ پاتا ہے لیکن کچھ بعید نہیں ہے کہ ان کے مابین بھی ترکہ برابر برابر تقسیم ہو اور احوط یہ ہے کہ وہ مصالحت کی جانب رجوع کریں۔

مسئلہ ۲۷۵۹ : اگر میت کا وارث فقط دادا یا فقط دادی یا فقط نانا یا نانی ہو تو میت کا تمام مال اسے ملے گا اور اگر میت کا دادا یا نانا موجود ہو تو اس کے باپ (یعنی میت کے پردادا یا پرنانا) کو ترکہ نہیں ملتا اور اگر میت کے وارث فقط اس کے دادا اور دادی ہوں تو مال کے تین حصے کیئے جاتے ہیں جن میں سے دو حصے دادا کو اور ایک حصہ دادی کو ملتا ہے اور اگر وہ نانا اور نانی ہوں تو وہ مال کو برابر برابر تقسیم کر لیتے ہیں۔

مسئلہ ۲۷۶۰ : اگر میت کے وارث فقط دادا یا دادی میں سے ایک اور نانا اور نانی میں سے ایک ہوں تو مال کے تین حصے کیئے جائیں گے جن میں سے دو حصے دادا یا دادی کو ملیں گے اور ایک حصہ نانا یا نانی کو ملے گا۔

مسئلہ ۲۷۶۱ : اگر میت کے وارث دادا اور دادی اور نانا اور نانی ہوں تو مال کے تین حصے کیئے جاتے ہیں جن میں سے ایک حصہ نانا اور نانی آپس میں برابر برابر تقسیم کر لیتے ہیں اور باقی دو حصے دادا اور دادی کو ملتے ہیں جن میں دادا کا حصہ دو تہائی ہوتا ہے۔

مسئلہ ۲۷۶۲ : اگر میت کے وارث فقط اس کی بیوی اور دادا' دادی اور نانا' نانی ہوں تو بیوی اپنا حصہ اس تفصیل کے مطابق لیتی ہے جو بعد میں بیان ہوگی اور اصل مال کے تین حصوں میں سے ایک حصہ نانا اور نانی کو ملتا ہے جو وہ آپس میں برابر برابر تقسیم کرتے ہیں اور باقی ماندہ (یعنی بیوی اور نانا' نانی کے بعد جو کچھ بچے) دادا اور دادی کو ملتا ہے جس میں سے دادا دادی کے مقابلے میں دگنا لیتا ہے اور اگر میت کے وارث اس کا شوہر اور جد (دادا یا نانا) اور جدہ (دادی اور نانی) ہوں تو شوہر کو نصف مال ملتا ہے اور دادا اور نانا اور دادی اور نانی ان احکام کے مطابق ترکہ پاتے ہیں جن کا ذکر گزشتہ مسائل میں ہو چکا ہے۔

مسئلہ ۲۷۶۳ : بھائی' بہن' بھائیوں' بہنوں کے ساتھ دادا' دادی یا نانا' نانی اور دادے' دادیوں یا نانے' نانیوں کے اجتماع کی چند صورتیں

اول : یہ کہ نانا یا نانی اور بھائی یا بہن ماں کی طرف سے ہوں۔ اس صورت میں مال ان کے درمیان مساوی طور پر تقسیم ہو جاتا ہے اگرچہ وہ مذکر اور مونث کی حیثیت سے مختلف ہوں۔

دوم : یہ کہ دادا یا دادی کے ساتھ بھائی یا بہن ماں کی طرف سے ہو۔ اس صورت میں بھی ان کے مابین مال مساوی طور پر تقسیم ہوتا ہے بشرطیکہ وہ سب مرد یا سب عورتیں ہوں اور اگر مختلف ہوں تو پھر ہر مرد ہر عورت کے مقابلے میں دگنا حصہ لیتا ہے۔

سوم : یہ کہ دادا یا دادی کے ساتھ بھائی یا بہن ماں اور باپ کی طرف سے ہوں اس صورت میں بھی وہی حکم ہے جو گزشتہ صورت میں ہے اور یہ جاننا چاہئے کہ اگر میت کے پدری بھائی یا بہن، سگے بھائی یا بہن کے ساتھ جمع ہو جائیں تو تنہا پدری بھائی یا بہن میراث نہیں پاتے (بلکہ سبھی پاتے ہیں)

چہارم : یہ کہ دادے، دادیاں اور نانے، نانیاں ہوں۔ خواہ وہ سب کے سب مرد ہوں یا عورتیں ہوں یا مختلف ہوں اور اسی طرح مادری و پدری بھائی اور بہنیں ہوں۔ اس صورت میں جو مادری رشتے دار ہوں ترکے میں ان کا ایک تہائی حصہ ہے اور ان کے درمیان برابر تقسیم ہو جاتا ہے خواہ وہ مرد اور عورت کی حیثیت سے ایک دوسرے سے مختلف ہوں اور ان میں سے جو پدری رشتہ دار ہوں ان کا حصہ دو تہائی ہے جس میں سے ہر مرد کو ہر عورت کے مقابلے میں دگنا ملتا ہے اور اگر ان میں کوئی فرق نہ ہو اور سب مرد یا سب عورتیں ہوں تو پھر وہ ترکہ ان میں برابر تقسیم ہو جاتا ہے۔

پنجم : یہ کہ دادا یا دادی ماں کی طرف سے بھائی، بہن کے ساتھ جمع ہو جائیں اس صورت میں اگر بہن یا بھائی بالفرض ایک ہو تو اسے مال کا چھٹا حصہ ملتا ہے اور اگر کئی ایک ہوں تو تیسرا حصہ ان کے درمیان برابر برابر تقسیم ہو جاتا ہے اور جو باقی بچے وہ دادے یا دادی کا مال ہے اور اگر دادا اور دادی دونوں ہوں تو دادا کو دادی کے مقابلے میں دگنا حصہ ملتا ہے۔

ششم : یہ کہ نانا یا نانی باپ کی طرف سے بھائی کے ساتھ جمع ہو جائیں۔ اس صورت میں نانا یا نانی کا تیسرا حصہ ہے خواہ ان میں سے ایک ہی ہو اور دو تہائی بھائی کا حصہ ہے خواہ وہ بھی ایک ہی ہو اور اگر اس نانا یا نانی کے ساتھ باپ کی طرف سے بہن ہو اور وہ ایک ہی ہو تو وہ آدھا حصہ لیتی ہے اور اگر کئی بہنیں ہوں تو دو تہائی لیتی ہیں اور ہر صورت میں دادے یا دادی کا حصہ ایک تہائی ہی ہے اور اگر بہن ایک ہی ہو تو سب کے حصے دے کر ترکے کا چھٹا

حصہ بچ جاتا ہے اور اس کے بارے میں احتیاط واجب مصالحت میں ہے۔

ہفتم : یہ کہ دادے یا دادیاں ہوں اور کچھ نانے اور نانیاں ہوں اور ان کے ساتھ پدری بھائی یا بہن ہو خواہ وہ ایک ہی ہو یا کئی ایک ہوں اس صورت میں نانے یا نانی کا حصہ ایک تہائی ہے اور اگر وہ زیادہ ہوں تو یہ ان کے مابین مساوی طور پر تقسیم ہو جاتا ہے خواہ وہ مرد اور عورت کی حیثیت سے مختلف ہی ہوں اور باقی ماندہ دو تہائی دادے یا دادی اور پدری بھائی یا بہن کا ہے اور اگر وہ مرد اور عورت کی حیثیت سے مختلف ہوں تو فرق کے ساتھ اور اگر مختلف نہ ہوں تو برابر ان میں تقسیم ہو جاتا ہے اور اگر ان دادوں' نانوں یا دادیوں نانیوں کی ساتھ مادری بھائی یا بہن ہوں تو نانا یا نانی کا حصہ مادری بھائی یا بہن کے ساتھ ایک تہائی ہے جو ان کے درمیان برابر تقسیم ہو جاتا ہے اگرچہ وہ بہ حیثیت مرد اور عورت ایک دوسرے سے مختلف ہوں اور دادا یا دادی کا حصہ دو تہائی ہے جو ان کے مابین اختلاف کی صورت میں (یعنی بہ حیثیت مرد اور عورت اختلاف کی صورت میں) فرق کے ساتھ ورنہ برابر برابر تقسیم ہو جاتا ہے۔

ہشتم : یہ کہ بھائی اور بہنیں ہوں جن میں سے کچھ پدری اور کچھ مادری ہوں اور ان کے ساتھ دادا یا دادی ہوں۔ اس صورت میں اگر مادری بھائی یا بہن ایک ہو تو ترکے میں اس کا چھٹا حصہ ہے اور اگر ایک سے زیادہ ہوں تو تیسرا حصہ ہے جو کہ ان کے مابین برابر برابر تقسیم ہو جاتا ہے اور باقی ترکہ پدری بھائی یا بہن اور دادا یا دادی کا ہے جو بحیثیت مرد اور عورت مختلف نہ ہونے کی صورت میں ان کے مابین برابر برابر تقسیم ہو جاتا ہے اور مختلف ہونے کی صورت میں فرق سے تقسیم ہوتا ہے اور اگر ان بھائیوں یا بہنوں کے ساتھ نانا یا نانی ہوں تو نانا یا نانی اور مادری بھائیوں اور بہنوں کو ملا کر سب کا حصہ ایک تہائی ہوتا ہے جو ان میں بحیثیت مرد اور عورت اختلاف کی صورت میں فرق سے اور اختلاف نہ ہونے کی صورت میں برابر برابر تقسیم ہو جاتا ہے۔

مسئلہ ۲۷۶۴ : اگر میت کے بھائی یا بہنیں ہوں تو بھائیوں یا بہنوں کی اولاد کو میراث نہیں ملتی لیکن اگر بھائی کی اولاد اور بہن کی اولاد کا میراث پانا بھائیوں اور بہنوں کی میراث سے مزاحم نہ ہو تو پھر اس حکم کا اطلاق نہیں ہوتا۔ مثلاً اگر میت کا پدری بھائی اور نانا ہو تو پدری بھائی کو میراث کے دو حصے

اور نانا کو ایک حصہ ملے گا اور اس صورت میں اگر میت کے برادر مادری کا بیٹا بھی ہو تو بھائی کا بیٹا نانا کے ساتھ ایک تہائی میں شریک ہوتا ہے۔

تیسرے گروہ کی میراث

مسئلہ ۲۷۶۵ : میراث پانے والوں کے تیسرے گروہ میں چچا، پھوپھی، ماموں اور خالہ اور ان کی اولاد ہیں۔ اور جیسا کہ بیان ہو چکا ہے کہ اگر پہلے اور دوسرے گروہ میں سے کوئی وارث موجود نہ ہو تو پھر یہ لوگ ترکہ پاتے ہیں۔

مسئلہ ۲۷۶۶ : اگر میت کا وارث فقط ایک چچا یا ایک پھوپھی یا ایک ماموں یا ایک خالہ ہو تو خواہ وہ سگا (پدری و مادری) ہو یعنی وہ اور میت کا والد ایک ماں باپ کی اولاد ہوں یا پدری ہو یا مادری ہو سارا مال اسے ملتا ہے اور اگر چند چچا یا چند پھوپھیاں ہوں اور سب سگے (پدری و مادری) یا سب پدری ہوں تو مشہور یہ ہے کہ چچا کو پھوپھی سے دگنا حصہ ملتا ہے مثلاً اگر دو چچا اور ایک پھوپھی میت کے وارث ہوں تو مال پانچ حصوں میں تقسیم کیا جاتا ہے جن میں سے ایک حصہ پھوپھی کو ملتا ہے۔ اور باقی ماندہ چار حصوں کو دونوں چچا آپس میں برابر برابر تقسیم کر لیں گے لیکن بعید نہیں کہ ان کے مابین (یعنی چچاؤں اور پھوپھی کے مابین) بھی تقسیم برابر برابر کی بنیاد پر ہو اور احتیاط اس میں ہے کہ سب آپس میں مصالحت کر لیں۔

مسئلہ ۲۷۶۷ : اگر میت کے وارث فقط کچھ مادری چچا یا کچھ مادری پھوپھیاں یا مادری چچا اور مادری پھوپھی دونوں ہوں تو ظاہر یہ ہے کہ میت کا مال ان کے مابین مساوی طور پر تقسیم ہوگا۔

مسئلہ ۲۷۶۸ : اگر میت کے چچا اور پھوپھیاں اس کے وارث ہوں اور ان میں سے کچھ پدری اور کچھ مادری کچھ سگے (پدری و مادری) ہوں تو پدری چچاؤں اور پھوپھیوں کو ترکہ نہیں ملتا اور مشہور یہ ہے کہ اگر میت کا ایک مادری چچا یا ایک مادری پھوپھی ہو تو مال کے چھ حصے کیئے جاتے ہیں جن میں سے ایک حصہ مادری چچا یا مادری پھوپھی کو دیا جاتا ہے اور باقی حصے سگے (پدری یا مادری) چچاؤں اور پھوپھیوں کو ملتے ہیں اور بالفرض اگر سگے چچا اور پھوپھیاں نہ ہوں تو وہ حصے پدری چچاؤں اور پھوپھیوں کو ملتے ہیں اور اگر میت کے مادری چچا بھی ہوں اور مادری پھوپھیاں بھی ہوں تو مال کے تین

حصے کیئے جاتے ہیں جن میں سے دو حصے سگے (پدری و مادری) چچاؤں اور پھوپھیوں کو ملتے ہیں اور بالفرض اگر وہ نہ ہوں تو وہ حصے پدری چچاؤں اور پھوپھیوں کو ملتے ہیں اور ایک حصہ مادری چچاؤں اور پھوپھیوں کو ملتا ہے لیکن بعید نہیں ہے کہ دونوں صورتوں میں مادری چچا اور پھوپھیاں بھی دوسرے چچاؤں اور پھوپھیوں کی مانند حقدار ہوں اور میت کا مال اس کے تمام چچاؤں اور پھوپھیوں کے درمیان مساوی طور پر تقسیم ہو۔

مسئلہ ۲۷۶۹ : اگر میت کا وارث فقط ایک ماموں یا ایک خالہ ہو تو سارا مال اسے ملتا ہے اور اگر کئی ایک ماموں بھی ہوں اور خالائیں بھی ہوں اور سب سگے (پدری و مادری) یا پدری یا مادری ہوں تو مال ان سب کے مابین مساوی طور پر تقسیم ہو گا۔

مسئلہ ۲۷۷۰ : اگر میت کے وارث فقط ایک یا چند مادری ماموں اور خالائیں اور سگے (پدری و مادری) ماموں اور خالائیں ہوں تو پدری ماموؤں اور خالاؤں کو ترکہ نہیں ملتا اور بعید نہیں ہے کہ باقی ورثاء تقسیم میں مساوی حصہ رکھتے ہوں۔

مسئلہ ۲۷۷۱ : اگر میت کے وارث ایک یا چند ماموں یا ایک یا چند خالائیں یا ماموں اور خالہ اور ایک یا چند چچا یا ایک یا چند پھوپھیاں یا چچا اور پھوپھی ہوں تو مال تین حصوں میں تقسیم کیا جاتا ہے ان میں سے ایک حصہ ماموں یا خالہ یا دونوں کو ملتا ہے اور باقی دو حصے چچا یا پھوپھی یا دونوں کو ملتے ہیں۔

مسئلہ ۲۷۷۲ : اگر میت کے وارث ایک ماموں یا ایک خالہ اور چچا اور پھوپھی ہوں تو اگر چچا اور پھوپھی سگے (پدری و مادری) یا پدری ہوں تو مال کے تین حصے کیئے جاتے ہیں۔ ان میں سے ایک حصہ ماموں یا خالہ کو ملتا ہے اور بنا پر مشہور باقی میں سے دو حصے چچا کو اور ایک حصہ پھوپھی کو ملتا ہے لہٰذا مال کے نو حصے ہوں گے جن میں سے تین حصے ماموں یا خالہ کو اور چار حصے چچا کو اور دو حصے پھوپھی کو ملیں گے لیکن احتیاط چچا اور پھوپھی کے درمیان تقسیم مساوی ہونے میں ہے۔

مسئلہ ۲۷۷۳ : اگر میت کے وارث ایک ماموں یا ایک خالہ اور ایک مادری چچا یا ایک مادری پھوپھی اور سگے پدری و مادری یا پدری چچا اور پھوپھیاں ہوں تو مال کو تین حصوں میں تقسیم کیا جاتا ہے جن میں سے ایک حصہ ماموں یا خالہ کو دیا جاتا ہے اور باقی ماندہ دو حصے دوسرے ورثاء آپس میں مساوی

طور پر تقسیم کرتے ہیں۔

مسئلہ ۲۷۷۴ : اگر میت کے وارث، چند ماموں اور چند خالائیں ہوں جو سب سگے (پدری و مادری) یا پدری یا مادری ہوں اور اس کے چچا اور پھوپھیاں بھی ہوں تو مال کے تین حصے کیئے جاتے ہیں ان میں سے دو حصے اس دستور کے مطابق، جو بیان ہو چکا ہے چچاؤں اور پھوپھیوں کی مابین تقسیم ہو جاتے ہیں اور باقی ماندہ ایک حصہ ماموؤں اور خالاؤں کے درمیان مساوی طور پر تقسیم ہو جاتا ہے۔

مسئلہ ۲۷۷۵ : اگر میت کے وارث مادری ماموں یا خالائیں اور چند سگے پدری یا چند ماموں اور خالائیں (فقط اس صورت میں جب سگے ماموں اور خالائیں نہ ہوں) اور چچا اور پھوپھیاں ہوں تو مال کے تین حصے کیئے جاتے ہیں۔ ان میں سے دو حصے اس دستور کے مطابق جو بیان ہو چکا ہے چچا اور پھوپھی آپس میں بانٹ لیتے ہیں اور بعید نہیں ہے کہ باقی ماندہ تیسرے حصے کی تقسیم میں باقی ورثاء کے حصے برابر ہوں۔

مسئلہ ۲۷۷۶ : اگر میت کے چچا اور پھوپھیاں اور ماموں اور خالائیں نہ ہوں تو مال کی جو مقدار چچاؤں اور پھوپھیوں کو ملنی چاہئے وہ ان کی اولاد کو اور جو مقدار ماموؤں اور خالاؤں کو ملنی چاہئے وہ ان کی اولاد کو دی جاتی ہے۔

مسئلہ ۲۷۷۷ : اگر میت کے وارث اس کے باپ کے چچا اور پھوپھیاں اور ماموں اور خالائیں اور اس کی ماں کے چچا اور پھوپھیاں اور ماموں اور خالائیں ہوں تو مال کے تین حصے کیئے جاتے ہیں۔ ان میں سے ایک حصہ میت کی ماں کے چچاؤں اور پھوپھیوں اور ماموؤں اور خالاؤں کے درمیان برابر برابر تقسیم کیا جاتا ہے اور باقی دو حصوں کے تین حصے کیئے جاتے ہیں۔ ان میں سے ایک حصہ میت کے باپ کے ماموں اور خالائیں آپس میں برابر برابر بانٹ لیتے ہیں اور باقی دو حصے مساوی طور پر میت کے باپ کے چچاؤں اور پھوپھیوں کو ملتے ہیں۔

بیوی اور شوہر کی میراث

مسئلہ ۲۷۷۸ : اگر کوئی عورت مر جائے اور اس کی کوئی اولاد نہ ہو تو اس کے سارے مال کا نصف حصہ اس کے شوہر کو اور باقی ماندہ اس کے دوسرے ورثاء کو ملتا ہے اور اگر اس عورت کی اس

شوہر سے یا کسی اور شوہر سے اولاد ہو تو سارے مال کا چوتھائی حصہ شوہر کو اور باقی ماندہ دوسرے ورثاء کو ملتا ہے۔

مسئلہ ۲۷۷۹ : اگر کوئی مرد مر جائے اور اس کی اولاد نہ ہو تو اس کے مال کا چوتھائی حصہ اس کی بیوی کو اور باقی دوسرے ورثاء کو ملتا ہے اور اگر اس مرد کی اس بیوی سے یا کسی اور بیوی سے اولاد ہو تو مال کا آٹھواں حصہ بیوی کو اور باقی دوسرے ورثاء کو ملتا ہے اور گھر کی زمین اور باغ اور زراعت اور دوسری زمینوں میں سے عورت نہ خود زمین بطور میراث حاصل کرتی ہے اور نہ ہی اس کی قیمت میں سے کوئی ترکہ پاتی ہے نیز وہ گھر کی فضا میں قائم چیزوں مثلاً عمارت اور درختوں سے ترکہ نہیں پاتی لیکن ان کی قیمت کی صورت میں ترکہ پاتی ہے اور جو درخت اور زراعت اور عمارتیں باغ کی زمین اور مزروعہ زمین اور دوسری زمینوں میں ہوں ان کے لیئے بھی یہی حکم ہے۔

مسئلہ ۲۷۸۰ : جن چیزوں میں سے عورت ترکہ نہیں پاتی (مثلاً رہائشی مکان کی زمین) اگر وہ ان میں تصرف کرنا چاہئے تو اسے چاہئے کہ دوسرے ورثاء سے اجازت لے اور ورثاء جب تک عورت کا حصہ نہ دیں ان کے لیئے جائز نہیں ہے کہ اس کی اجازت کے بغیر ان چیزوں میں (مثلاً عمارتوں اور درختوں میں) تصرف کریں جن کی قیمت سے وہ ترکہ پاتی ہے۔

مسئلہ ۲۷۸۱ : اگر عمارت اور درخت وغیرہ کی قیمت لگانا مقصود ہو تو حساب لگانا چاہئے کہ اگر وہ بغیر کرائے کی زمین میں رہیں حتیٰ کہ تلف ہو جائیں تو ان کی کیا قیمت ہو گی اور عورت کا حصہ اس تشخیص کردہ قیمت میں سے دیا جائے۔

مسئلہ ۲۷۸۲ : نہروں کا پانی بہنے کی جگہ وغیرہ زمین کا حکم رکھتی ہے اور اینٹیں اور دوسری چیزیں جو اس میں لگائی گئی ہوں وہ عمارت کے حکم میں ہیں۔

مسئلہ ۲۷۸۳ : اگر مرنے والے کی ایک سے زیادہ بیویاں ہوں لیکن اولاد کوئی نہ ہو تو مال کا چوتھا حصہ اور اگر اولاد ہو تو مال کا آٹھواں حصہ اس تفصیل کے مطابق جس کا بیان ہو چکا ہے سب بیویوں میں مساوی طور پر تقسیم ہو جاتا ہے خواہ شوہر نے ان سب کے ساتھ یا ان میں سے بعض کے ساتھ مجامعت نہ بھی کی ہو لیکن اگر اس نے ایک ایسے مرض کی حالت میں جس مرض سے اس کی

موت واقع ہو جائے کسی عورت سے عقد کیا ہو اور اس سے مجامعت نہ کی ہو تو وہ عورت اس سے ترکہ نہیں پاتی اور وہ مہر کا حق بھی نہیں رکھتی۔

مسئلہ ۲۷۸۴ : اگر کوئی عورت مرض کی حالت میں کسی مرد سے شادی کرے اور اسی مرض میں مرجائے تو خواہ مرد نے اس سے مجامعت نہ بھی کی ہو وہ اس کے ترکہ میں حصہ دار ہے۔

مسئلہ ۲۷۸۵ : اگر عورت کو اس ترتیب سے طلاق رجعی دی جائے جس کا ذکر طلاق کے احکام میں کیا جا چکا ہے اور وہ عدت کے دوران میں مرجائے تو شوہر اس سے ترکہ پاتا ہے۔ اور اسی طرح اگر شوہر اس عدت کے دوران میں فوت ہو جائے تو بیوی اس سے ترکہ پاتی ہے لیکن عدت گزرنے کے بعد یا طلاق بائن کی عدت کے دوران میں ان میں سے کوئی ایک مرجائے تو دوسرا اس سے ترکہ نہیں پاتا۔

مسئلہ ۲۷۸۶ : اگر شوہر مرض کی حالت میں اپنی بیوی کو طلاق دے دے اور بارہ قمری مہینے گزرنے سے پہلے مرجائے تو عورت تین شرطیں پوری کرنے پر اس کی میراث سے ترکہ پاتی ہے۔

۱... یہ کہ عورت نے اس مدت میں دوسرا شوہر نہ کیا ہو اور اگر دوسرا شوہر کیا ہو تو احتیاط یہ ہے کہ صلح کر لیں (یعنی میت کے ورثاء عورت سے مصالحت کر لیں)

۲... خود عورت نے انس نہ ہونے کی وجہ سے شوہر کو کوئی مال دیا ہو تاکہ وہ طلاق دینے پر راضی ہو جائے بلکہ اگر کوئی چیز شوہر کو نہ بھی دی ہو لیکن طلاق عورت کے تقاضا کرنے پر ہوئی ہو تب بھی اس کے میراث پانے میں اشکال ہے۔ بہتر ہے کہ اس کے اور باقی ورثاء کے درمیان مصالحت ہو جائے۔

۳... شوہر نے جس مرض میں عورت کو طلاق دی ہو اس مرض کے دوران میں اس مرض کی وجہ سے یا کسی اور وجہ سے مرگیا ہو۔ پس اگر وہ اس مرض سے شفایاب ہو جائے اور کسی اور وجہ سے مرجائے تو عورت اس سے میراث نہیں پاتی۔

مسئلہ ۲۷۸۷ : جو لباس مرد نے اپنی بیوی کو پہننے کے لیئے مہیا کیا ہو اگرچہ وہ اس لباس کو پہن چکی ہو پھر بھی شوہر کے مرنے کے بعد وہ شوہر کے مال کا حصہ ہوگا۔ یا اگر اس نے بیوی کی ملکیت قرار دیا تھا تو وہ بیوی کا ہی ملک ہوگا۔

میراث کے مختلف مسائل

مسئلہ ۲۷۸۸ : مرنے والے کا قرآن مجید' انگوٹھی' تلوار اور جو پوشاک وہ پہن چکا ہو وہ بڑے بیٹے کا مال ہے اور اگر پہلی تین چیزوں میں سے میت نے کوئی چیز ایک سے زیادہ چھوڑی ہو مثلاً اس نے قرآن مجید کے دو نسخے یا دو انگوٹھیاں چھوڑی ہوں تو احتیاط واجب یہ ہے کہ اس کا بڑا بیٹا ان کے بارے میں دوسرے ورثاء سے مصالحت کر لے۔

مسئلہ ۲۷۸۹ : اگر کسی مرنے والے کے بڑے بیٹے ایک سے زیادہ ہوں مثلاً دو بیویوں سے دو بیٹے بیک وقت پیدا ہوں تو انہیں چاہئے کہ میت کا لباس اور قرآن مجید اور انگوٹھی اور تلوار آپس میں مساوی طور پر بانٹ لیں۔

مسئلہ ۲۷۹۰ : اگر مرنے والا مقروض ہو تو اگر اس کا قرض اس کے مال کے برابر یا اس سے زیادہ ہو تو ان چار چیزوں کو بھی جو بڑے بیٹے کا مال ہیں اور جن کا ذکر سابقہ مسئلے میں کیا گیا ہے اس کے قرض کی ادائیگی کے لیئے دے دینا چاہئے اور اگر اس کا قرض اس کے مال سے تھوڑا ہو تو ان چار چیزوں سے بھی جو بڑے بیٹے کو ملتی ہیں قرضے کی نسبت سے ادائیگی کرنی چاہئے۔ مثلاً اگر میت کا تمام مال ساٹھ روپے کا ہو اور اس میں سے بیس روپے کی وہ چیزیں ہوں جو بڑے بیٹے کا مال ہیں اور اس پر تیس روپے قرض ہو تو بڑے بیٹے کو چاہئے کہ ان چار چیزوں میں سے دس روپے کی مقدار کے برابر میت کے قرض کے سلسلے میں دے۔

مسئلہ ۲۷۹۱ : مسلمان کافر سے ترکہ پاتا ہے لیکن کافر خواہ وہ مسلمان میت کا باپ یا بیٹا ہی کیوں نہ ہو اس سے ترکہ نہیں پاتا۔

مسئلہ ۲۷۹۲ : اگر کوئی شخص اپنے رشتے داروں میں سے کسی کو جان بوجھ کر اور ناحق قتل کر دے تو وہ اس سے ترکہ نہیں پاتا ہاں اگر وہ شخص غلطی سے مارا جائے مثلاً اگر کوئی شخص ہوا میں پتھر پھینکے اور وہ اتفاقاً" اس کے کسی رشتہ دار کو لگ جائے اور وہ مرجائے تو وہ مرنے والے سے ترکہ پائے گا لیکن اس کا دیت قتل میں سے ترکہ پانا (جس کا ذکر بعد میں آئے گا۔) مشکل ہے۔

مسئلہ ۲۷۹۳ : جب کسی میت کے ورثاء ترکہ تقسیم کرنا چاہیں تو وہ اس بچے کے لیئے جو ابھی

ماں کے پیٹ میں ہو اور اگر زندہ پیدا ہو تو میراث کا حق دار ہوگا۔ اس صورت میں جب کہ ایک سے زیادہ بچوں کے پیدا ہونے کا احتمال نہ ہو) ایک لڑکے کا حصہ علیحدہ کر دیں اور جو مال اس سے زائد ہو وہ آپس میں تقسیم کر لیں لیکن اگر اس بات کا احتمال ہو کہ عورت کے پیٹ میں دو یا تین بچے ہیں اور ورثاء اس بات پر راضی نہ ہوں کہ جن بچوں کے پیدا ہونے کا محض احتمال ہو ان کا حصہ علیحدہ کریں تو جائز ہے کہ ایک سے زائد حمل کے حصے کی حفاظت کرنے کے بارے میں وثوق اور اطمینان حاصل کرنے کے بعد ایک لڑکے کے حصے کی نسبت سے جو مال زائد ہو اسے آپس میں تقسیم کر لیں۔

بعض گناہوں کیلئے معین کی گئی حد (شرعی سزا)

مسئلہ ۲۷۹۴ : اگر کوئی شخص کسی ایسی محرم عورت سے زنا کرے جو اس سے ماں اور بہن کی طرح قرابت رکھتی ہو تو اسے حاکم شرع کے حکم سے قتل کر دینا چاہئے اور اگر کوئی کافر مرد کسی مسلمان عورت سے زنا کرے تو اس کے لئے بھی یہی حکم ہے اور بہت سی روایات میں وارد ہوا ہے کہ ایک حد (شرعی سزا) کا جاری ہونا اس امر کا باعث بنتا ہے کہ لوگ غیر شرعی کام چھوڑ دیں اور شرعی حد لوگوں کی دنیا اور آخرت کی حفاظت کرتی ہے۔ اور اس میں لوگوں کے لئے چالیس دن بارش برسنے کے فائدوں سے بھی زیادہ فائدے ہیں۔

مسئلہ ۲۷۹۵ : اگر ایک آزاد مرد زنا کرے تو اسے سو تازیانے لگائے جائیں اور اگر وہ تین دفعہ زنا کرے اور ہر دفعہ اسے سو تازیانے لگائے جائیں تو چوتھی دفعہ زنا کرنے پر اسے قتل کر دینا چاہئے لیکن اگر کسی شخص کے پاس دائمی زوجہ یا کنیز ہو اور وہ خود عاقل' بالغ اور آزاد ہونے کی حالت میں اس سے مجامعت کر چکا ہو اور جب بھی چاہے اس سے مجامعت کر سکتا ہو تو اگر وہ شخص اس کے باوجود ایک بالغہ اور عاقلہ عورت سے زنا کرے تو اسے سنگسار کر دینا چاہئے۔

مسئلہ ۲۷۹۶ : مشہور ہے کہ اگر کوئی شخص کسی کو اپنی بیوی سے زنا کرتے ہوئے دیکھے تو اگر اسے اپنے آپ کو کوئی ضرر پہنچنے کا خوف نہ ہو وہ دونوں کو قتل کر سکتا ہے لیکن یہ حکم محل اشکال ہے بہر حال اس کی بیوی اس پر حرام نہیں ہوگی۔

مسئلہ ۲۷۹۷ : اگر کوئی عاقل بالغ مرد کسی دوسرے عاقل و بالغ شخص سے لواط کرے تو دونوں

کو قتل کر دینا چاہئے۔اور حاکم شرع اغلام کرنے والے کو تلوار سے قتل کر سکتا ہے یا آگ میں زندہ جلا سکتا ہے یا اس کے ہاتھ پاؤں باندھ کر اسے بلند جگہ سے نیچے گرا سکتا ہے اور ان شرائط کے ساتھ جو مسئلہ ۲۷۹۵ میں بیان کی گئی ہیں اسے سنگسار کر سکتا ہے۔

مسئلہ ۲۷۹۸ : اگر کوئی شخص کسی دوسرے کو حکم دے کہ وہ کسی کا ناحق قتل کر دے تو اس صورت میں جب کہ قاتل اور وہ شخص جس نے اسے حکم دیا ہو دونوں بالغ اور عاقل ہوں تو قاتل کو قتل کر دینا چاہئے اور جس نے اسے قتل کرنے کا حکم دیا ہو اسے عمر بھر کے لیئے قید کر دینا چاہئے یہاں تک کہ وہ مر جائے۔

مسئلہ ۲۷۹۹ : اگر فرزند باپ یا ماں کو جان بوجھ کر قتل کر دے تو اسے قتل کر دینا چاہئے لیکن اگر باپ اپنے فرزند کو جان بوجھ کر قتل کر دے تو اسے چاہئے کہ اس دستور کے مطابق جو دیت کے احکام میں بتایا جائے گا دیت دے اور حاکم شرع کو اختیار ہے کہ اسے اتنی جسمانی سزا دے جتنی مناسب سمجھے۔

مسئلہ ۲۸۰۰ : اگر کوئی شخص کسی لڑکے کا شہوت سے بوسہ لے تو حاکم شرع تیس سے ننانوے تازیانوں تک جتنے مناسب سمجھے اسے مار سکتا ہے اور روایت ہے کہ خداوند عالم اس بوسہ لینے والے کے منہ میں آگ کی لگام دے دیتا ہے اور آسمان اور زمین کے فرشتے اور رحمت اور غضب کے فرشتے اس پر لعنت بھیجتے ہیں اور اس کے لیئے جہنم تیار ہو گا البتہ اگر وہ توبہ کر لے تو اس کی توبہ قبول ہے۔

مسئلہ ۲۸۰۱ : اگر کوئی مرد کسی مرد اور عورت کو زنا کے لیئے یا کسی مرد اور لڑکے کو اغلام کے لیئے آپس میں ملائے تو اسے پچھتر تازیانے لگانے چاہئیں اور مشہور یہ ہے کہ پچھتر تازیانے لگانے کے بعد اس کا سر منڈوا کر اسے گلی کوچوں میں پھیرا جائے اور جس جگہ اس نے یہ کام کیا ہو اس جگہ سے اسے نکال دیا جائے لیکن یہ حکم ثابت نہیں ہے۔

مسئلہ ۲۸۰۲ : جب کوئی شخص کسی عورت سے زنا کرنا چاہتا ہو تو اگر اسے قتل کیئے بغیر اس فعل سے روکنا ممکن نہ ہو تو اس کا قتل کرنا جائز ہے۔

مسئلہ ۲۸۰۳ : اگر کوئی شخص کسی مسلمان مرد یا عورت سے جو کہ بالغ اور عاقل اور آزاد ہو زنا

یا اغلام منسوب کرے یا اسے ولدالزنا کہے تو اسے لباس کے اوپر سے اسی (۸۰) تازیانے لگائے جائیں۔

مسئلہ ۲۸۰۴ : جو شخص عاقل اور بالغ ہو اگر وہ اختیار رکھتے ہوئے شراب کے حرام ہونے کا علم ہونے کے باوجود شراب پیے تو اس کی پہلی اور دوسری دفعہ شراب پینے پر اسے اسی (۸۰) تازیانے لگانے چاہئیں اور اگر تیسری دفعہ پیئے تو اسے قتل کر دینا چاہئے اور اگر وہ شخص مرد ہو تو لازم ہے کہ تازیانے لگاتے وقت اس کی شرم گاہ کے علاوہ اس کا باقی بدن برہنہ کر دیا جائے۔

مسئلہ ۲۸۰۵ : جو شخص بالغ اور عاقل ہو اگر وہ ساڑھے چار نخود سکہ دار سونا یا کوئی اور چیز جس کی قیمت اس کے برابر ہو چرا لے تو اگر وہ شرطیں جو شرع میں معین کی گئی ہیں اس میں پائی جاتی ہوں تو پہلی چوری کرنے پر اس کے دائیں ہاتھ کی چار انگلیاں جڑ سے کاٹ دینی چاہئیں اور ہتھیلی اور انگوٹھے کو چھوڑ دینا چاہئے اور اگر وہ دوسری دفعہ چوری کرے تو اس کا بایاں پاؤں درمیان سے کاٹ دینا چاہئے اور اگر وہ تیسری دفعہ چوری کرے تو اس کو تاحیات قید کر دینا چاہئے اور اس کا خرچ بیت المال سے دیا جائے اور اس صورت میں جب کہ وہ قید خانے میں یا کسی اور جگہ چوتھی بار چوری کرے تو اسے قتل کر دینا چاہئے۔

دیت کے احکام

مسئلہ ۲۸۰۶ : اگر کوئی شخص جو عاقل اور بالغ ہو عمداً اور ناحق کسی مسلمان کو قتل کر دے تو اس صورت میں جب کہ مقتول مرد یا لڑکا ہو اس کے ولی کو اختیار ہے کہ قاتل کو معاف کر دے یا اسے قتل کر دے لیکن اگر مقتول کافر ہو اور اس کا قاتل مسلمان ہو تو اس قاتل کو قتل نہیں کیا جاسکتا اور اگر مقتولہ مسلمان عورت یا لڑکی ہو تو اگرچہ اس کے مسلمان قاتل کو قتل کیا جا سکتا ہے لیکن اگر قاتل مرد ہو تو اس مقتولہ کی آدھی دیت اس کے ولی کو دی جانی چاہئے اور اگر قاتل دیوانہ یا نابالغ ہو تو صرف دیت دینی چاہئے اور اس کی دیت عاقلہ پر ہے جس کے معنی بعد میں بتائے جائیں گے۔ نیز ولی کے لیئے جائز ہے کہ جتنی مقدار پر طرفین راضی ہو جائیں اتنی دیت قاتل سے لے لے اور اس صورت میں جب کہ وہ اس دیت پر رضامند ہوں جو شرع میں معین کی گئی ہے چونکہ شرع میں دیت کی مقداریں مختلف ہیں لہٰذا اس دیت کے تعین کا اختیار قاتل کو ہے اور وہ دیت کی مختلف مقداروں میں سے جو بھی

دیت مرد کی دیت کے برابر ہو گی اور اس صورت میں جب وہ قتل کی دیت کی ایک تہائی تک پہنچ جائے وہ مرد کے دانتوں کی دیت کا نصف ہو گی۔

۶ ... کوئی شخص کسی کے دونوں ہاتھ جوڑ سے جدا کر دے (تو پوری دیت دینی ہو گی) اور اگر وہ کسی کا ایک ہاتھ جوڑ سے جدا کر دے تو اسے چاہئے کہ اس جیسے شخص کے قتل کی دیت کے نصف کے برابر دیت دے۔

۷ ... کوئی شخص کسی کی دس انگلیاں کاٹ دے (تو پوری دیت دینی ہو گی) اور جس کی انگلیاں کاٹی جائیں اس کے انگوٹھے کی دیت ہاتھ کی دیت کا تیسرا حصہ اور دوسری ہر انگلی کی دیت اس کا چھٹا حصہ ہو گی اور عورت کی دیت اگر قتل کی دیت کے تیسرے حصے تک پہنچ جائے تو مرد کی دیت کا نصف ہو گی۔

۸ ... کوئی شخص کسی عورت کے دونوں پستان کاٹ دے (تو پوری دیت دینی ہوگی) اور اگر ایک پستان کاٹے تو اسے چاہئے کہ اس جیسی عورت کے قتل کی نصف دیت دے۔

۹ ... کوئی شخص کسی کے دونوں پاؤں جوڑوں تک یا اس کے پاؤں کی دس کی دس انگلیاں کاٹ دے (تو پوری دیت دینی ہو گی) اور پاؤں کی ہر انگلی کی دیت اسی جیسی ہاتھ کی انگلی کے برابر ہے۔

۱۰ ... کوئی شخص کسی مرد کے خصیتین نکال دے (تو پوری دیت دینی ہو گی)۔

۱۱ ... اگر کوئی شخص کسی کو ایسی تکلیف پہنچائے کہ اس کی عقل زائل ہو جائے (تو پوری دیت دینی ہو گی) اور اگر وہ کسی کی پیٹھ کو اس طرح توڑے کہ وہ پھر درست نہ ہو سکے تو اسے چاہئے کہ پوری دیت دے اگرچہ احوط یہ ہے کہ اس سے مصالحت کر لے۔

مسئلہ ۲۸۰۹ : اگر کوئی شخص کسی کو اشتباہاً قتل کر دے تو ضروری ہے کہ اس دیت کے علاوہ جس کا ذکر مسئلہ ۲۸۰۶ میں کیا گیا ہے خود قاتل ایک غلام آزاد کرے اور اگر غلام آزاد نہ کر سکے تو دو مہینے مسلسل روزے رکھے اور اگر یہ بھی نہ کر سکے تو ساٹھ فقیروں کو پیٹ بھر کے کھانا کھلائے اور اگر کوئی شخص کسی کو عمداً اور ناحق قتل کرے تو عفو یا دیت لینے کی صورت میں (یعنی اگر مقتول کے ورثاء اسے معاف کر دیں یا دیت لے لیں تو) اسے چاہئے کہ دو مہینے روزے رکھے اور ساٹھ فقیروں کو کھانا کھلائے اور ایک غلام کو آزاد کرے۔

مسئلہ ۲۸۱۰ : جو شخص کسی حیوان پر سوار ہو اگر وہ کوئی ایسا کام کرے جس کے نتیجے میں حیوان کسی کو ضرر پہنچائے تو وہ شخص یعنی سوار ذمہ دار ہے۔ اسی طرح اگر کوئی دوسرا شخص ایسا کام کرے، جس کی وجہ سے حیوان خود سوار کو یا کسی اور شخص کو ضرر پہنچائے تو جو شخص ایسا کام کرے وہ اس ضرر کا ذمہ دار ہے۔

مسئلہ ۲۸۱۱ : اگر کوئی شخص ایسا کام کرے جس کے نتیجے میں حاملہ عورت کا حمل ساقط ہو جائے اور اگر ساقط ہونے والی چیز آزاد اور اسلام کے حکم میں ہو تو اگر وہ نطفہ ہو تو اس کی دیت بیس مثقال شرعی سکہ دار سونا ہے جس کا ہر مثقال ۱۸ نخود کا ہوتا ہے اور اگر علقہ یعنی خون کا لوتھڑا ہو تو اسکی دیت چالیس مثقال اور اگر مضغہ یعنی گوشت کا ٹکڑا ہو تو اس کی دیت ساٹھ مثقال اور اگر اس کی ہڈیاں بن چکی ہوں تو اس کی دیت اسی مثقال اور اگر ہڈیوں پر گوشت بھی آگیا ہو لیکن اس میں روح داخل نہ ہوئی ہو تو اس کی دیت سو مثقال اور اگر اس میں روح بھی داخل ہو چکی ہو اور لڑکا ہو تو اس کی دیت ایک ہزار مثقال اور اگر لڑکی ہو تو اس کی دیت پانچ سو مثقال شرعی سکہ دار سونا ہے اور ان تمام صورتوں میں اگر ہر ایک مثقال سونے کے عوض دس درہم چاندی دے دی جائے تو کافی ہے۔

مسئلہ ۲۸۱۲ : اگر کوئی حاملہ عورت کوئی ایسا کام کرے جس کے نتیجے میں اس کا حمل ساقط ہو جائے تو اس کو چاہئے کہ اس کی دیت بچے کے وارث کو اس تفصیل کے مطابق دے جو سابقہ مسئلہ میں بیان کی گئی ہے اور خود اس عورت کو اس میں سے کچھ نہیں ملتا۔

مسئلہ ۲۸۱۳ : اگر کوئی شخص کسی حاملہ عورت کو قتل کر دے تو اسے چاہئے کہ عورت اور بچے دونوں کی دیت دے۔

مسئلہ ۲۸۱۴ : اگر کوئی شخص کسی کے سر یا چہرے کی کھال میں خراش ڈال دے تو اسے چاہئے کہ انسان کی جو دیت مسئلہ میں بیان کی گئی ہے اس کا ۱/۱۰۰ دے اور اگر ضرب گوشت تک پہنچ جائے اور اسے کسی قدر چیر دے تو ۱/۵۰ دے اور اگر گوشت زیادہ کٹ جائے تو ۳/۱۰۰ دے اور اگر زخم ہڈی کے نازک پردے تک پہنچ جائے تو ۱/۲۵ اور اگر ہڈی نمایاں ہوجائے تو ۱/۲۰ اور اگر ہڈی ٹوٹ جائے تو ۱/۱۰ اور اگر ہڈی کے بعض ریزے اپنی جگہ سے باہر آ جائیں تو ۳/۲۰ اور اگر ضرب مغز کی جھلی تک اثر

انداز ہو تو ۱۰۰/۳۳ دے۔

مسئلہ ۲۸۱۵ : اگر کوئی شخص کسی کے چہرے پر تھپڑ یا کوئی اور چیز اس طرح مارے کہ اس کا چہرہ سرخ ہوجائے تو مارنے والے کو چاہیئے کہ ڈیڑھ مثقال شرعی سکہ دار سونا دیت دے جس کا ہر مثقال ۱۸ نخود کا ہوتا ہے اور اگر اس کا چہرہ نیلا ہو جائے تو تین مثقال اور اگر سیاہ ہو جائے تو لازم ہے کہ چھ مثقال شرعی سکہ دار سونا دے لیکن اگر مارنے کی وجہ سے کسی کے بدن کا کوئی حصہ سرخ یا نیلا یا سیاہ ہوجائے تو مارنے والے کا چاہیئے کہ جو دیت چہرے کے لیئے بتائی گئی ہے اس کا نصف دے۔

مسئلہ ۲۸۱۶ : اگر کوئی شخص کسی حلال گوشت والے حیوان کو زخمی کر دے یا اس کے بدن کا کوئی حصہ کاٹ لے تو اسے چاہیئے کہ بے عیب اور عیب دار حیوان کی قیمت میں جو فرق ہو وہ حیوان کے مالک کو ادا کرے۔

مسئلہ ۲۸۱۷ : اگر کوئی شخص کسی شکاری کتے یا گھر کی حفاظت کرنے والے یا بھیڑوں کے گلے کی حفاظت کرنے والے یا زراعت کی پاسبانی کرنے والے کتے کو مار دے تو اسے چاہیئے کہ کتے کی قیمت ادا کرے، اور اگر شکاری کتے کی قیمت چالیس درہم سے کم ہو تو اس کے لیئے لازم ہے کہ چالیس درہم ادا کرے۔

مسئلہ ۲۸۱۸ : اگر کوئی حیوان کسی کی زراعت یا مال تلف کر دے تو اگر حیوان کے مالک نے اسکی نگہداشت میں کوتاہی کی ہو تو اسے چاہیئے کہ حیوان نے جتنی مقدار میں مال یا زراعت کو نقصان پہنچایا ہو اس کا ہرجانہ مال یا زراعت کے مالک کو ادا کرے۔

مسئلہ ۲۸۱۹ : اگر کوئی بچہ کسی کبیرہ گناہ کا ارتکاب کرے تو اس کا ولی یا مثلاً اس کا معلم اس کے ولی کی اجازت سے اسے اتنا مار سکتا ہے کہ بچہ مودب ہو جائے لیکن مارنے کی وجہ سے دیت واجب نہ ہو جائے۔

مسئلہ ۲۸۲۰ : اگر کوئی شخص کسی بچے کو اتنا مارے کہ دیت واجب ہو جائے تو دیت بچے کا مال ہے اور اگر بچہ مرجائے تو جس پر دیت واجب ہو وہ اس کے ورثاء کو دے اور اگر مثال کے طور پر باپ اپنے بچے کو اس قدر مارے کہ وہ مرجائے تو دیت بچے کے دوسرے ورثاء لیں گے اور خود باپ کو دیت

سے کچھ نہیں لے گا۔

مختلف مسائل

مسئلہ ۲۸۲۱ : اگر ہمسائے کے درخت کی جڑ کسی شخص کی جائداد میں پہنچ جائیں تو وہ انہیں روک سکتا ہے اور اگر اس درخت کی جڑوں سے اسے کوئی ضرر پہنچے تو وہ درخت کے مالک سے ہرجانہ لے سکتا ہے۔

مسئلہ ۲۸۲۲ : باپ بیٹی کو جو جہیز دے اگر مثال کے طور پر سمجھوتے یا بخشش کے ذریعے وہ اس کو بیٹی کی ملکیت میں دے دے تو اس سے واپس نہیں لے سکتا اور اگر اس کی ملکیت میں نہ دیا ہو تو اس کے واپس لینے میں کوئی حرج نہیں۔

مسئلہ ۲۸۲۳ : اگر کوئی شخص مرجائے تو اس کے بالغ ورثاء اپنے حصے سے میت کی رسم عزا کا خرچ برداشت کر سکتے ہیں لیکن نابالغوں کے حصے میں سے اس مقصد کے لیئے کچھ نہیں لیا جاسکتا۔

مسئلہ ۲۸۲۴ : اگر انسان کسی مسلمان کی غیبت کرے تو احتیاط مستحب یہ ہے کہ اگر فساد پیدا نہ ہو تو اس مسلمان سے کہے کہ وہ اسے معاف کر دے اور اگر یہ ممکن نہ ہو تو اسے چاہیئے کہ جس شخص کی غیبت کی ہو اس کے لیئے اللہ تعالیٰ سے بخشش کی دعا کرے اور اگر اس غیبت کی وجہ سے اس مسلمان کی توہین ہوئی ہو تو اس صورت میں جب کہ ممکن ہو اسے چاہیئے کہ اس توہین کو دور کرے۔

مسئلہ ۲۸۲۵ : انسان کے لیئے یہ جائز نہیں کہ حاکم شرع کی اجازت کے بغیر کسی ایسے شخص کے مال جس کے بارے میں اسے علم ہو کہ اس نے خمس نہیں دیا خمس نکال لے اور اسے حاکم شرع کو دے دے۔

مسئلہ ۲۸۲۶ : جو آواز لہو و لعب اور بازی گری کی محفلوں سے مخصوص ہو وہ غنا ہے اور حرام ہے اور اگر امام حسین علیہ السلام کا نوحہ یا مجلس یا قرآن مجید غنا کے لہجے میں پڑھا جائے تو وہ بھی حرام ہے لیکن اگر انہیں ایسی خوش الحانی سے پڑھا جائے جو غنا کے زمرے میں نہ آتی ہو تو کوئی حرج نہیں ہے۔

مسئلہ ۲۸۲۷ : ان جانوروں کے مار دینے میں کوئی حرج نہیں جو اذیت رساں ہوں اور کسی کی ملکیت بھی نہ ہوں۔

مسئلہ ۲۸۲۸ : جو انعام بینک اپنے بعض کھاتہ داروں کو دیتا ہے چونکہ وہ اپنی مرضی سے لوگوں سے لوگوں کو شوق دلانے کے لیئے دیتا ہے اس لیئے حلال ہے۔

مسئلہ ۲۸۲۹ : اگر کوئی چیز کسی کاریگر کو درست کرنے کے لیئے دی جائے اور اس کا مالک اسے لینے نہ آئے تو اگر کاریگر تلاش کرے اور مالک کے ملنے سے ناامید ہو جائے تو اسے چاہیئے کہ اس چیز کو مالک کی نیت سے صدقہ کر دے اور احوط یہ ہے کہ حاکم شرع سے اجازت لے۔

مسئلہ ۲۸۳۰ : کوچہ اور بازار میں سینہ پر ماتم کرنے میں کوئی حرج نہیں خواہ وہاں سے عورتیں کیوں نہ گزرتی ہوں لیکن بنا بر احتیاط ماتم کرنے والوں کو قمیض پہنے ہوئے ہونا چاہیئے اور اگر ماتمی دستوں کے آگے آگے علم وغیرہ لے جائے جائیں تو کوئی ممانعت نہیں لیکن لہو و لعب کے آلات استعمال نہیں کرنے چاہیئے اور اسی طرح زنجیروں سے ماتم کرنا یا خنجر زنی کرنے میں کوئی حرج نہیں اگر خنجر زنی یا زنجیر زنی سے موت کا یا شدید ضرب کا خوف نہ ہو۔

مسئلہ ۲۸۳۱ : سونے کے دانت لگوانے اور دانتوں پر سونا چڑھانے کی مرد اور عورت کے لیئے کوئی ممانعت نہیں خواہ اس کا شمار زینت میں ہی کیوں نہ ہوتا ہو۔

مسئلہ ۲۸۳۲ : انسان کے لیئے استمنا کرنا (یعنی اپنی بیوی یا کنیز کے علاوہ جن سے جماع کرنا جائز ہے) اپنے ہاتھ یا جماع کے بغیر کسی اور کے ساتھ کوئی ایسا کام کرنا جس سے منی خارج ہو جائے حرام ہے۔

مسئلہ ۲۸۳۳ : ڈاڑھی مونڈنا یا مشین وغیرہ سے اتنی باریک کٹوا دینا کہ مونڈی ہوئی کی مانند ہو جائے حرام ہے اور ڈاڑھی مونڈنے کی اجرت بھی حرام ہے۔

مسئلہ ۲۸۳۴ : احتیاط واجب یہ ہے کہ بچے کا ولی اس کے بالغ ہونے سے پہلے اس کا ختنہ کرا دے اور اگر وہ اس وقت تک اس کا ختنہ نہ کرائے تو بالغ ہونے کے بعد خود بچے پر اپنا ختنہ کرانا واجب

ہے۔

مسئلہ ۲۸۳۵ : اگر باپ اور ماں فقیر ہوں اور کوئی کام کر کے کما نہ سکتے ہوں تو اگر ان کے فرزند کے لیئے ممکن ہو تو اسے چاہئے کہ ان کا خرچہ دے۔

مسئلہ ۲۸۳۶ : اگر کوئی شخص فقیر ہو اور کام کر کے کما بھی نہ سکتا ہو تو اس کے باپ کو چاہئے کہ اس کا خرچہ اسے دے اور اگر اس کا باپ نہ ہو یا اسے خرچہ نہ دے سکتا ہو اور اگر اس کا کوئی فرزند بھی نہ ہو جو اسے خرچہ دے سکے تو مشہور یہ ہے کہ اس کا دادا اس کا خرچہ دے اور اگر دادا نہ ہو یا اسے خرچہ نہ دے سکتا ہو تو اس کی ماں کو چاہئے کہ اسے خرچہ دے اور اگر ماں بھی نہ ہو یا خرچہ نہ دے سکتی ہو تو چاہئے کہ اس کی دادی اور نانی اور نانا سب مل کر اس کا خرچہ دیں اور اگر ان میں سے بعض نہ ہوں یا خرچہ نہ دے سکتے ہوں تو لازم ہے کہ دوسرے (یعنی جو باقی ہوں) اس کا خرچہ دیں اور یہ قول مشہور احتیاط کے موافق ہے۔

مسئلہ ۲۸۳۷ : اگر ایک دیوار دو آدمیوں کا مال ہو (یعنی اس کی ملکیت میں دونوں شریک ہوں) تو ان میں سے کوئی بھی حق نہیں رکھتا کہ دوسرے شریک کی اجازت کے بغیر اسے بنوائے یا اس دیوار پر اپنی عمارت کا شہتیر یا پایا رکھے یا اس میں کوئی میخ گاڑے لیکن ایسے کام کرنے میں کوئی حرج نہیں جن کے بارے میں معلوم ہو کہ شریک ان پر راضی ہے (مثلاً دیوار سے ٹیک لگانا اور اس پر کپڑے ڈالنا) لیکن اگر دوسرا شریک کہے کہ میں ان کاموں کی اجازت بھی نہیں دیتا تو ان کا کرنا بھی جائز نہیں ہے۔

مسئلہ ۲۸۳۸ : حیوان یا انسان کے پورے بدن کی نقاشی خواہ وہ مجسمہ نہ بھی ہو حرام ہے لیکن فوٹوگرافی کے ذریعے تصویر بنانے میں کوئی حرج نہیں۔

مسئلہ ۲۸۳۹ : جب کسی میوہ دار درخت کی شاخیں باغ کی دیوار سے باہر نکل جائیں تو اگر انسان یہ نہ جانتا ہو کہ درخت کا مالک راضی ہے یا نہیں تو وہ بنابر احتیاط اس کا پھل نہیں توڑ سکتا اور اگر اس درخت کا پھل زمین پر گرا ہو تو اسے بھی نہیں اٹھا سکتا۔

پرونوٹ کے احکام

پرونوٹ اور دکان وغیرہ کی پگڑی کے معاملات لوگوں میں رائج ہیں اور عوام الناس کی ذہنی کش مکش کا موجب بنے ہوئے ہیں اور ان کی شرعی جواز کے متعلق سوال ہوتے رہتے ہیں اس لیئے ہم نے ضروری سمجھا کہ اس موضوع پر کافی وضاحت سے لکھیں اور اس رسالے کے آخر میں اس کے متعلق احکام درج کر کے عام لوگوں تک پہنچا دیں۔

مسئلہ ۲۸۴۰ : علماء مشہور کا ارشاد ہے کہ جو معاملات معاوضہ (لین دین) کی شکل میں ہوتے ہیں ان میں لازم ہے کہ معاوضے کی متقابل چیزیں قیمت رکھتی ہوں کیونکہ اگر دونوں میں سے کسی ایک چیز کی کوئی قیمت نہ ہوگی تو معاملہ سفیہانہ اور باطل ہو گا مثلاً اگر کوئی شخص جو کا ایک دانہ جس کی کوئی قیمت نہیں ہوتی ایک سو روپے کے عوض فروخت کرے تو معاملہ باطل ہوگا۔ بلکہ سفیہ شخص جو معاملہ کرے وہ باطل ہے اور اس کی تفصیل ہم اس کے مقام پر بتا چکے ہیں۔

مسئلہ ۲۸۴۱ : مال کی مالیت کی دو قسمیں ہیں۔

۱... پہلی یہ کہ مال بذات خود ایسی منفعت اور خواص کا حامل ہو کہ لوگ اس کی اس منفعت یا خاصیت کی وجہ سے اس سے رغبت رکھتے ہوں اور اس بنا پر وہ قیمت والا بن جائے مثلاً کھانے پینے کی چیزیں' فرش برتن اور مختلف قسم کے جواہرات وغیرہ۔

۲... دوسری یہ کہ مال ذاتی طور پر کوئی قیمت اور منفعت نہ رکھتا ہو بلکہ اس کی قیمت اعتباری ہو مثلاً ڈاک کے ٹکٹ اور ایسے ہی مختلف دوسرے اسٹمپ جن کی قیمت حکومت نے معین کر رکھی ہے جو ایک روپیہ یا اس سے کم یا اس سے زیادہ ہوتی ہے انہیں ڈاک خانے میں خطوط کے لیئے کسٹم اور عدالتوں میں عریضوں پر چپکانے کے لیئے رجسٹرار کے دفتر میں معاملات کی رجسٹری وغیرہ کے لیئے قبول کیا جاتا ہے اور اسی وجہ سے وہ قیمت کے حامل ہوتے ہیں اور جب حکومت ان کی قیمت ختم کرنا چاہتی ہے تو ان پر تنسیخ کی مہر لگا دیتی ہے اور انہیں ناقابل قبول بنا دیتی ہے۔

مسئلہ ۲۸۴۲ : جن چیزوں کا لین دین کیا جاتا ہے، یا جو بطور قرض لی یا دی جاتی ہیں ان کی دو

قسمیں ہیں۔

۱... کیلی اور موزون (ناپی جانے والی اور وزن کی جانے والی۔)

۲... غیر کیلی اور غیر موزون۔

پہلی قسم وہ ہے جس کی قیمت ناپ کر یا وزن کر کے معلوم کی جاتی ہے مثلاً چاول' گندم' جو' سونا چاندی وغیرہ دوسری قسم وہ ہے جس کی قیمت شمار کر کے معلوم کی جاتی ہے مثلاً مرغی کے انڈے یا فنوں اور گزوں وغیرہ کی صورت میں معلوم کی جاتی ہے مثلاً کپڑا اور فرش۔ اب صورت یہ ہے کہ جیسا کہ قرض کے سلسلے میں جو جنس کسی دوسرے شخص کو بطور قرض دی جائے اگر اس سے زیادہ ادائیگی کی شرط ہو تو خواہ وہ ناپنے یا تولنے والی چیز ہو یا نہ ہو وہ سود ہے اور ایسا قرض حرام ہو گا اور لین دین کے سلسلے میں بھی اگر ناپنے یا تولنے کی چیز کو اس کی ہم جنس چیز کے عوض خریدیں اور بیچیں تو زیادہ ادائیگی کی شرط کی صورت میں معاملہ باطل ہو جائے گا' لیکن جو چیز ناپی یا تولی نہ جاتی ہو اگر اس کا معاملہ اس کی ہم جنس چیز سے کریں تو خواہ زیادہ ادائیگی کی شرط لگائیں وہ سود نہیں ہو گا لہٰذا نتیجے میں یہ مسئلہ برآمد ہوتا ہے کہ جب کوئی شخص مرغی کے سو انڈے دوسرے کو مثلاً دو مہینوں کے لیئے ایک سو دس انڈوں کے عوض قرض دے تو سود ہو جاتا ہے لیکن اگر مرغی کے سو انڈے دو مہینوں کے لیئے ایک سو دس انڈوں پر بیچ دے تو اگر ثمن اور مثمن کے درمیان فرق ہو (یعنی بیچے ہوئے اور خریدے ہوئے انڈوں میں فرق ہو) تو سود نہیں ہوتا اور معاملہ صحیح ہے چنانچہ صرف ذات معاملہ میں فرق ہے اور نتیجہ ایک ہی ہے اگر قرض ہے تو سود ہے اور اگر خرید و فروخت ہو تو سود نہیں ہے اور یہاں یہ معلوم ہونا چاہئے کہ قرض کی حقیقت فروخت کی حقیقت سے مختلف ہے اور وہ اس معنی میں کہ قرض اسے کہا جاتا ہے کہ انسان کسی دوسرے کو اس قصد سے مال دے کہ وہ مال لینے والے کے ذمہ ہو جائے اور فروخت کا یہ مطلب ہے کہ ایک مال کے بدلے دوسرا مال کسی کو دیا جائے لہٰذا فروخت میں لازم ہے کہ بیچا ہوا مال اس کے بدلے میں لیئے ہوئے مال سے مختلف ہو اور اس طرح یہ معلوم ہوتا ہے کہ اگر کوئی شخص مثال کے طور پر مرغی کے سو انڈے ایک سو دس پر کسی کے ذمہ کر کے بیچے یعنی کسی کے پاس سو انڈے بیچے اور اسے کہے کہ ایک سو دس انڈے تمہارے ذمے ہیں تو ان دونوں اطراف کے انڈوں میں فرق ہونا ضروری ہے مثلاً یہ کہ کوئی شخص مرغی کے سو بڑے انڈے ایک سو دس درمیانہ سائز کے بالمقابل ذمہ میں بیچے کیونکہ اگر ان کے درمیان کسی قسم کا فرق نہ ہو تو ان کی بیع ثابت نہیں ہوتی بلکہ وہ

درحقیقت بیع کی شکل میں قرض ہوگا اور اسی وجہ سے معاملہ حرام ہو جائے گا۔

مسئلہ ۲۸۴۳ : تمام کاغذی نوٹ مثلاً عراقی دینار، انگریزی پونڈ، امریکی ڈالر یا ایرانی ریال وغیرہ قیمت کے حامل ہیں کیونکہ ہر حکومت کی طرف سے کاغذی نوٹوں کی قیمت معین کی گئی ہے جو سارے ملک میں قبول کی جاتی ہے اور رائج ہے اور اسی وجہ سے یہ نوٹ قیمت رکھتے ہیں اور حکومت جب بھی چاہے انہیں منسوخ کر سکتی ہے اور ان کی مالیت کو کالعدم قرار دے سکتی ہے اور یہ بھی معلوم ہے کہ یہ نوٹ ناپے یا تولے نہیں جا سکتے اور اس وجہ سے ان نوٹوں کا معاوضہ ان کے ہم جنسوں کے مقابلے میں زیادہ لیا جائے تو وہ سود نہیں ہے اور اسی طرح اگر ان نوٹوں کی ادائیگی بطور قرض کسی کے ذمے ہو تو اس کا نقد کے عوض معاملہ کرنا خواہ وہ کم ہو یا زیادہ ہو سود نہیں ہے۔ مثلاً اگر ایک شخص کو دوسرے سے دس ہزار روپے لینے ہوں اور وہ ان کا نو ہزار روپے نقد پر سودا کرلے تو وہ سود نہیں ہوگا جیسا۔ مرحوم آیت اللہ یزدی اعلی اللہ مقامہ نے ملحقات عروہ کے مسئلہ ۵۶ میں تصریح فرمائی ہے اور وہ فرماتے ہیں "نوٹ معدود ہیں (یعنی انہیں گنا جاتا ہے تولا اور ناپا نہیں جاتا) اور نقدین (سونا اور چاندی) کی جنس سے نہیں ہیں اور ایک معینہ قیمت رکھتے ہیں اور نقدین کا حکم ان پر جاری نہیں ہوتا۔ لہٰذا ان میں سے بعض دوسروں کے عوض کم اور زیادہ پر بیچنا جائز ہے اور اسی طرح ان پر بیع صرف کا حکم جاری نہیں ہوتا جس کی رو سے مجلس میں قبضہ کرنا واجب ہے"۔

مسئلہ ۲۸۴۴ : روپوں کے جن پرونوٹوں کا معاملہ لوگوں میں ہوتا ہے دراصل وہ پرونوٹ خود مالیت رکھتے ہیں اور معاملہ ان کا (یعنی ان پرونوٹوں کا) ہوتا ہے جن کے ثبوت کی یہ پرونوٹ سند ہوتے ہیں مثلاً زید گندم کا ایک خروار دو ہزار روپے میں بیچ دے اور اس کے لیئے دو مہینے کی مدت کا پرونوٹ لکھوالے۔ پھر جو رقم اس نے لینی ہے اسے (یعنی اس پرونوٹ کو) وہ ایک سو روپے کم پر یعنی ایک ہزار نو سو روپے نقد کے عوض بیچ دے تو پرونوٹ اس بات کے ثبوت کے لیئے ہے کہ دو ہزار روپے لینے ہیں اور پرونوٹ کے مالیت کا حامل ہونے کی دلیل یہ ہے کہ جب آپ گندم کا ایک خروار دو ہزار روپے میں بیچیں تو اگر خریدار آپ کو اس کی نقد قیمت دے دے، تو وہ بری الذمہ ہے لیکن اگر پرونوٹ لکھ دے تو اس کی ذمہ داری ختم ہو جاتی ہے اور وہ دو ہزار روپے کا مقروض نہیں ہے۔ اور اگر پرونوٹ گم ہو جائے یا جل جائے خریدار کی ذمہ داری برقرار نہیں رہے گی ہاں گندم خریدنے والے کو اختیار ہے کہ اس کی قیمت نوٹوں میں ادا کرے تو اس صورت میں پرونوٹ ختم ہو جائے گا یا گندم بیچنے والا پرونوٹ

سے لے لے۔

مسئلہ ۲۸۴۵ : جو پرونوٹ کسی بینک کے پاس یا بینک کے علاوہ کسی کے پاس بیچا جائے اگر وہ پرونوٹ حقیقت رکھتا ہو یعنی صحیح ہو اور اس میں کوئی جگہ خالی نہ ہو مثلاً کوئی شخص کوئی جنس کسی دوسرے کے ہاتھ بیچے اور جو ایک لاکھ روپے اس کی قیمت کے طور پر لینے ہوں ان کا پرونوٹ لے لے اور وہی ایک لاکھ روپے (یعنی جو پرونوٹ اس نے لیا ہے) بینک کے پاس یا کسی اور کے پاس معاملے اور انتقال قبضہ کے عنوان سے بیچے اور اس کی قیمت میں رقم کی واگذاری کی مدت کی نسبت سے کمی کر دے تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔

مسئلہ ۲۸۴۶ : جس پرونوٹ کی کوئی حقیقت نہ ہو اور محض لحاظ میں لکھا گیا ہو اگر کوئی شخص اس کا معاملہ کسی غیر ملکی بینک سے کرنا چاہتا ہے تو جو کم رقم بینک اسے دے وہ اسے لے سکتا ہے۔ پرونوٹ کی تمام رقم اس کی خواہش پر یا معمول کے مطابق اس کی خواہش پر اس کی واپسی پر پرونوٹ دینے والے سے وصول کرے تو وہ پرونوٹ دینے والے کو تمام رقم ادا کرنے کا ذمہ دار ہو جاتا ہے اور یہ ان دونوں کے لیئے سود کی شکل اختیار کرنے کا موجب نہیں بنے گا اور اگر وہ شخص ملکی بینک سے معاملہ کرنا چاہے تو سود سے بچنے کے طریقے ہیں۔

مسئلہ ۲۸۴۷ : وعدے والے پرونوٹ کو جب بینک یا کسی اور کے پاس بیچا جاتا ہے تو عموماً نقد قیمت کے مقابلے میں بیچا جاتا ہے اور اسے اگر ادھار اور وعدے کے مقابلے میں بیچا جائے تو اس قسم کے معاملے کا صحیح ہونا مشکل نہیں ہے۔

مسئلہ ۲۸۴۸ : جو پرونوٹ بیچے جاتے ہیں ان کے بارے میں حکومت نے ایک قانون وضع کیا ہے جس کے مطابق اگر پرونوٹ لکھنے والا مقررہ مدت ختم ہونے پر رقم ادا نہ کرے تو بینک یا دوسرے خریدار اس بات کا اختیار رکھتے ہیں کہ بیچنے والے (یعنی جس نے پرونوٹ لکھوا کر کسی کے ہاتھ بیچ دیا ہو) یا پرونوٹ پر دستخط کرنے والوں سے رجوع کریں اور ان سے پرونوٹ کی رقم کا مطالبہ کریں اور پرونوٹ کو اس میں درج شدہ رقم کے عوض (اور اس رقم میں کوئی کمی کیئے بغیر) واپس کر دیں اور بیچنے والا یا دستخط کرنے والے بھی اس بات کے پابند ہیں کہ بینک یا کسی دوسرے خریدار کے مطالبے پر رقم انہیں ادا کریں اور اس پابندی سے تمام یا بیشتر پرونوٹ لکھنے والے یا ان پر دستخط کرنے والے واقف

ہیں۔ اور پرونوٹوں کا لین دین اور ان پر عملدرآمد اسی شرط کے مطابق (جسے شرط ضمنی کہا جاتا ہے) ہوتا ہے لہٰذا جن پرونوٹوں پر اس شرط کے مطابق عمل ہوتا ہے ان کے بارے میں جہاں تک ان نوٹوں کا تعلق ہے جو ان کے لازمی ہونے سے واقف ہیں یہ شرط مضمر ہے اور اس کی رعایت کرنا ضروری ہے اور یہ شرط جائیداد غیر منقولہ کے لین دین کی رجسٹری کی طرح ہے کیونکہ حکومت جائداد غیر منقولہ کے ہر اس لین دین کو جن کی رجسٹری کرائی جائے قابل اجراء نہیں سمجھتی اور سب لوگ لین دین میں رجسٹری کرانے کے پابند ہیں اور کوئی شخص رجسٹری کرانے سے انکار نہیں کر سکتا کیونکہ سودے پر عملدرآمد کی بنیاد ہی اسی شرط پر ہے اور جیسا کہ بتایا جا چکا ہے ایسی شرطیں جن کے مطابق معاملے پر عملدرآمد انجام پاتا ہے ضمنی شرطیں کہلاتی ہیں۔

مسئلہ ۲۸۴۹ : بنکوں میں دستور ہے کہ ایک دستخط والا پرونوٹ نہیں خریدتے لیکن بعض اشخاص ہیں جو ایک دستخط والے پرونوٹ کا لین دین بھی کرتے ہیں اور چونکہ عموماً ایسے اشخاص قیمت دے دیتے ہیں اور پرونوٹ خریدتے ہیں اور عموماً ایسا معاملہ بطور قرض نہیں ہوتا بلکہ اس پرونوٹ کی خرید و فروخت ہوتی ہے۔

دکان وغیرہ کی پگڑی کے احکام

معروف معاملات میں سے ایک معاملہ پگڑی کا ہے جس سے اکثر لوگوں کو سابقہ پڑتا ہے لہٰذا اس کی تشریح ہونی چاہیے۔

پگڑی جو کاروبار میں مستعمل جگہ سے تعلق رکھتی ہے بنیادی طور پر اس کے لینے کی وجہ یہ ہے کہ کاروباری مقام کا کرایہ دن بدن بڑھتا ہے اور کرائے پر دینے والا کسی کرایہ دار کو اس جگہ سے نکال نہیں سکتا اور نہ ہی کرایہ بڑھا سکتا ہے اور کبھی ایسا ہوتا ہے کہ ایک دکان یا کاروبار کی جگہ سالہاسال تک اسی ابتدائی کرائے پر کرایہ دار کے قبضے میں رہتی ہے اور کرائے میں ایک روپے کا اضافہ بھی نہیں ہوتا کیونکہ کرایہ پر دینے والا نہ کرایہ دار کو نکال سکتا ہے اور نہ کرایہ بڑھا سکتا ہے حالانکہ اسی جیسی جگہیں کئی گناہ زیادہ کرائے پر اٹھ جاتی ہیں۔

مسئلہ ۲۸۵۰ : اس قسم کے کاروبار کے مقامات کی تین قسمیں ہیں ان میں سے ایک قسم کی جگہ

میں مالک کی اجازت اور مرضی کے بغیر کاروبار کرنا اور اس کی پگڑی لینا حرام ہے اور دوسری دو قسموں کی جگہوں کی پگڑی لینا جائز ہے اور جائز اور ناجائز ہونے کا معیار یہ ہے کہ جب صورت یہ ہو کہ جگہ کرایہ پر دینے والا خالی کرانے اور کرایہ بڑھانے کا حق رکھتا ہو اور کرایہ دار زبردستی کرتے ہوئے نہ تو کرایہ بڑھاتا ہو اور نہ ہی جگہ خالی کرتا ہو تو ایسی صورت میں اس جگہ کی پگڑی لینا اور مالک کی رضامندی کے بغیر وہاں کاروبار کرنا جائز نہیں حرام ہے اور ہر اس صورت میں جب کہ جائداد کا مالک کرایہ بڑھانے یا جگہ خالی کرانے کا حق نہ رکھتا ہو اور کرایہ دار کسی دوسرے کے لیئے وہ جگہ خالی کرنے کا حق رکھتا ہو مالک کی رضامندی کے بغیر پگڑی لینا مطابق شرع اور وہاں کاروبار کرنا جائز ہے اور آئندہ مسائل میں ان تینوں اقسام کی واضح مثالیں دی جائیں گی تاکہ مطلب روشن ہو جائے۔

مسئلہ ۲۸۵۱ : جب کوئی املاک ایسے زمانے میں کرایہ پر دی گئی ہو جب پگڑی کا کوئی سوال نہ تھا اور مالک کو اختیار تھا کہ جب بھی اجارے کی مدت ختم ہو جگہ خالی کرا لے یا کرایہ بڑھا دے اور کرایہ دار کے لیئے بھی ضروری تھا کہ جگہ خالی کر دے یا زیادہ کرایہ دے اور معاہدے میں کرایہ بڑھانے اور اجارے کی مدت میں توسیع کرنے کی کوئی شرط نہ تھی اور بعد میں حکومت نے ایک قانون وضع کیا جس کی رو سے مالک کو کرایہ بڑھانے یا کرایہ دار کو بے دخل کرنے کا حق باقی نہ رہا تو اگر ایسی صورت میں کرایہ دار قانون کا سہارا لے کر جگہ بھی خالی نہ کرے اور کرایہ بھی نہ بڑھائے جب کہ اسی جیسی جگہیں جو قانون نافذ ہونے کے بعد کرائے پر دی گئی ہوں ان کا کرایہ کئی گنا زیادہ ہو اور اسی وجہ سے پگڑی لینے کا موقع پیدا ہوا ہو تو اس صورت میں کرایہ دار کا پگڑی لینا جائز نہیں ہے اور مالک کی رضامندی کے بغیر اس کا اس جگہ میں تصرف بھی حرام ہے۔

مسئلہ ۲۸۵۲ : جو لوگ کوئی دکان بنا رہے ہوں اور اس پر رقوم خرچ کر رہے ہوں اور اس دکان کا کرایہ مثال کے طور پر دس ہزار روپیہ ماہانہ ہوتا ہو لیکن نقدی کی ضرورت کے باعث وہ لوگ اپنے رضا و رغبت سے اس دکان کو ایک سال کے لیئے ایک ہزار روپیہ ماہانہ اور اس کے علاوہ مبلغ پانچ لاکھ روپیہ نقد کرائے پر کسی کو دے دیں اور اس ضمن میں یہ شرط کریں کہ جب تک کرایہ دار اس جگہ رہے گا سال بہ سال اسی ایک ہزار روپیہ ماہانہ کے کرائے کی تجدید ہوتی جائے گی اور مالکان کو کرایہ بڑھانے کا کوئی اختیار نہ ہو گا اور اگر کرایہ دار چاہے گا تو کرایہ پر لی جانے والی جگہ کسی دوسرے شخص کو منتقل کر دے گا اور مالکان اس سے بھی وہی کرایہ لیں گے جو پہلے کرایہ دار سے لیتے ہیں یعنی ایک

ہزار روپیہ ماہانہ سے نہیں بڑھائیں گے اور سال بہ سال اسی پہلے کرائے کے معاہدے کی تجدید ہوتی رہے گی تو اس صورت میں کرایہ دار کو اختیار ہے کہ وہ کسی دوسرے کو منتقل کرے اور وہ جگہ خالی کرنے اور اس میں سکونت ترک کرنے کے بدلے میں جس شخص کو وہ جگہ منتقل کرے اس سے جتنی پگڑی خود دی ہو اتنی ہی یا اس سے کم یا اس سے زیادہ وصول کرے اور جائیداد کے مالکان کو اس پر اعتراض کرنے کا کوئی حق نہیں کیونکہ جو شرطیں طے کی گئی ہیں ان کے مطابق وہ پگڑی لینے اور وہ جگہ دوسرے کو منتقل کرنے کا حق رکھتا ہے اور جو پگڑی اس نے لی ہو وہ شرعاً جائز ہے۔

مسئلہ ۲۸۵۳ : جب لوگ کوئی دکان بنائیں اور اس پر رقوم خرچ کریں اور اسے عام شرح کے مطابق کرائے پر دیں اور پگڑی بھی نہ لیں لیکن کرایہ نامہ میں شرط لگائیں کہ جب تک کرایہ دار وہاں سکونت پذیر ہے انہیں یعنی مالکان کو دکان خالی کرانے اور کرایہ بڑھانے کا حق نہیں ہے اور سال بہ سال معاہدے میں توسیع کرتے رہیں گے اور وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ اس جگہ کی حیثیت بڑھ جائے تو کرایہ دار اسے کسی دوسرے شخص کو منتقل کرنے کا حق نہیں رکھتا اور کرائے پر دینے والے کے لیئے ضروری نہیں کہ وہ اسے کسی دوسرے کو منتقل کرنے پر رضامند ہو لیکن اگر کوئی تیسرا شخص وہ جگہ کرائے پر لینا چاہے اور کرایہ دار کو مثلاً یہ لالچ دے کہ اگر تم یہ جگہ خالی کر دو تو میں تمہیں ایک لاکھ روپیہ دوں گا اور پھر مالک کے پاس جا کر اسے اس بات پر راضی کر لے کہ وہ اس سے کچھ رقم لے کر وہ جگہ اسے کرائے پر دے دے اور پھر وہ شخص پہلے کرایہ دار کو ایک لاکھ روپے دے کر اس سے وہ جگہ خالی کرائے اور بعدازاں خود مالک سے جس رقم کا وعدہ کیا ہو وہ اسے دے کر وہ جگہ کرائے پر لے لے تو جو ایک لاکھ روپے پہلے کرایہ دار نے لیئے ہیں وہ اس پر حلال ہیں کیونکہ اس نے مذکورہ جگہ کے انتقال کے عوض کوئی ایسی چیز نہیں لی جس کا اسے حق تک نہ پہنچتا ہو بلکہ اس نے محض وہ جگہ خالی کرنے کے عوض رقم لی ہے جس کے بارے میں وہ حقدار تھا کہ مالک کے نئے کرایہ دار کو سپرد کرنے کے لیئے خالی نہ کرے۔ لہٰذا واضح ہے کہ اس صورت میں پگڑی جگہ خالی کرنے کے لیئے لی گئی ہے اور اس جگہ کو کرائے پر اس کے مالک نے دیا ہے۔

مسئلہ ۲۸۵۴ : اگر کوئی شخص کوئی جگہ کرایہ پر لے اور مالک کے ساتھ یہ شرط طے کرے کہ مالک کو اسے نکالنے اور جگہ خالی کرنے کا حق نہیں ہوگا بلکہ وہ سال بہ سال یا ماہ بماہ فقط عام شرح پر کرایہ دار سے کرایہ وصول کرے گا اور یہ شرط بھی طے کرے کہ کرایہ دار کو یہ حق ہو گا کہ وہ اس جگہ

میں اپنا حق سکونت کسی دوسرے کو منتقل کر دے تو اس صورت میں بھی کرایہ دار پگڑی دوسرے کے ہاتھ بیچ سکتا ہے یعنی کسی سے رقم لے کر اپنا حق اسے منتقل کر سکتا ہے۔

بیمہ کے احکام

مسئلہ ۲۸۵۵ : بیمہ (سیکیورٹی) سے یہ مراد ہے کہ کوئی شخص ہر سال کچھ رقم بلامعاوضہ کسی فرد یا کسی کمپنی کو دیتا رہے اور اس ضمن میں یہ شرط طے کرے کہ مثلاً اگر اس کی دکان یا موٹرکار یا مکان کو یا خود اسے کسی قسم کا ضرر پہنچے تو وہ کمپنی یا فرد اس ضرر کی تلافی کرے گا یا اس ضرر کو دور کرے گا یا اس کی بیماری کا علاج کرائے گا اور یہ معاملہ جعالہ میں داخل ہے اور اگر اس شخص کو یا اس کی متعلقہ املاک کو کوئی ضرر پہنچے تو مشروط علیہ پر واجب ہے طے شدہ شرائط کے مطابق اپنی ذمہ داری پوری کرے اور جس شخص نے بیمہ کرا رکھا ہو اس کے لیئے رقم وغیرہ وصول کرنے میں کوئی حرج نہیں۔

صرافہ اور بینک

سرمائے کے لحاظ سے بینک کی تین صورتیں ہو سکتی ہیں۔

۱... عوامی بینک جس کا سرمایہ ایک شخص یا زیادہ اشخاص کی ملکیت ہو۔

۲... سرکاری بینک

۳... سرکاری اور عوامی مشترکہ بینک

مسئلہ ۲۸۵۶ : ایسے بینک سے سودی قرضہ لینا جائز نہیں ہے اور منافع لینا بھی حرام ہے لیکن اس حرام معاملے سے بچنے کے لیئے مندرجہ ذیل طریقہ اختیار کیا جا سکتا ہے۔ مثلاً قرض لینے والا بینک کے مالک یا اس کے وکیل سے کوئی چیز بازاری بھاؤ سے ۱۰٪ یا ۲۰٪ زیادہ قیمت پر خریدے تاکہ بینک اسے کچھ رقم بطور قرض دے دے یا بینک کو کوئی چیز بازاری بھاؤ سے کم قیمت پر بیچے اور اس معاملے کے ضمن میں شرط طے کرے کہ اتنی رقم فلاں وقت تک بینک اسے قرض دے گا تو ایسی صورت میں

قرض لینا جائز ہے اور یہ سودی کاروبار بھی نہیں ہے اسی طرح کوئی چیز بطور بخشش دیکر بھی شرط لگائی جاسکتی ہے کہ بخشش دینے والے کو فلاں وقت تک اتنی رقم بطور قرض دی جائے گی۔ لیکن ایک رقم کو اس سے زیادہ رقم کے بدلے کسی چیز کے ساتھ شامل کر کے بیچنے پر حرمت زائل نہیں ہو سکتی مثلاً ۱۰۰ روپے کو ایک ماچس کے ساتھ ایک ماہ بعد ادا کیئے جانے والے ۱۱۰ روپے کے بدلے فروخت کرنا صحیح نہیں ہے کیونکہ دراصل یہ سودی قرض ہے اگرچہ اس کو بظاہر خرید و فروخت کی صورت دے دی گئی ہے۔

مسئلہ ۲۸۵۷ : سود حاصل کرنے کی غرض سے بینک میں رقم جمع کرنا (سیونگ اکاؤنٹ ہو یا کرنٹ اکاؤنٹ) جائز نہیں ہے۔

مسئلہ ۲۸۵۸ : اگر سرکاری بینک سے کچھ مال لیا جائے تو اس میں تصرف کرنا جائز ہے۔

مسئلہ ۲۸۵۹ : سرکاری بینک سے سود پر قرض لینا بھی حرام ہے خواہ کوئی مال رہن رکھ کر یا رہن رکھے بغیر لیا جائے جبکہ قرض لینے والا جانتا ہو کہ وہ چاہے یا نہ چاہے' بینک اس سے اضافی رقم وصول کرے گا اور جس وقت بینک اس سے اضافی رقم کا مطالبہ کرے تو اسے یہ اضافی رقم ادا کرنی ہی پڑے گی۔

مسئلہ ۲۸۶۰ : سرکاری بینک میں سود حاصل کرنے کی غرض سے روپیہ رکھنا جائز نہیں' ہاں اگر بینک کا مالک غیر مسلم یا ناصبی شخص ہو یا غیر مسلم حکومت ہو تو روپے کی استفادہ کی غرض سے کوئی روپیہ رکھا جائے تو کوئی حرج نہیں غیر مسلم حکومت سے مراد ہر وہ حکومت ہے کہ جو دین اسلام کو نظام عمل قرار نہ دے۔ اس مسئلے سے اس بینک کا حکم بھی ظاہر ہو جاتا ہے جس کا سرمایہ حکومت اور عوام میں مشترک ہو۔ تو اگر ہر دو مالک حکومت اور اس کا شرکت کنندہ مسلمان نہ ہوں تو مال کے استفادہ میں کوئی حرج نہیں اور اگر دونوں مسلمان ہوں تو اگر بینک سود کھاتا ہو تو حاصل شدہ منافع حاکم شرع یا اس کے وکیل کی اجازت سے جائز ہو جائیں گے اور یہی حکم ہے کہ دونوں میں ایک مسلمان اور دوسرا کافر یا ناصبی ہو۔ یہ تھا حکم اسلامی بینکوں کا لیکن غیر مسلم لوگوں کے بینک سے قرض لینے کا قصد کیئے بغیر اور حاکم شرع کی اجازت کے بغیر بھی مال لیا جاسکتا ہے تاہم ایسے بینک میں روپیہ رکھنے کا حکم وہی ہے جو اسلامی بینک کا ہے۔

ایل سی (لیٹر آف کریڈٹ)

مسئلہ ۲۸۶۱ : برآمد اور درآمد کے لیئے بینک سے ایل سی (L/C) حاصل کرنا اور بینک کا کمیشن پر زرمبادلہ مہیا کرنا صحیح ہے اور کمیشن (Commission) لینا بھی بظاہر جائز ہے (کیونکہ اس قسم کا کمیشن فقہی اعتبار سے یا تو اجرت۔ کیونکہ تاجر ایک خاص کام کے لیئے بینک کو کرائے پر لیتا ہے۔) کہلائے گا یا جعالہ (یعنی کوئی کام انجام دینے پر کچھ مال دینے کا وعدہ کرنا) اور یہ بھی ممکن ہے کہ اسے خرید وفروخت میں شمار کیا جائے کیونکہ بینک دوسرے ملک کی کرنسی (Currency) سے مال کی قیمت ادا کرتا ہے اس لیئے ہو سکتا ہے کہ بینک درآمد کنندہ کے ذمے دوسرے ملک کی کرنسی ایسی قیمت پر فروخت کرے کہ اس میں سے اس کا کمیشن بھی نکل آئے اور چونکہ دو مختلف چیزوں کا سودا ہوا ہے، اس لیئے معاملہ صحیح ہے اس ضمن میں ایک صورت یہ بھی ہو سکتی ہے کہ برآمد اور درآمد کرنے والے بینک کے توسط سے معلومات حاصل کریں اور اس کے بعد ایل سی کی بنیاد پر بینک مال کی فراہمی اور قیمت کی ادائیگی کا کام کرتا رہے۔ اس صورت میں بینک کا یہ عمل بھی جائز ہے۔

مسئلہ ۲۸۶۲ : اگر بینک ایل سی حاصل کرنے والے سے کچھ لیئے بغیر اس کے کہنے پر درآمد شدہ مال کی قیمت ادا کرے اور اس کے ذمے قرض شمار نہ کرے اور اس شرط پر درآمد کنندہ سے کچھ فائدہ حاصل کرے کہ ایک مخصوص مدت تک اس سے ادا کردہ قیمت کا مطالبہ نہیں کرے گا تو بظاہر یہ معاملہ جائز ہے کیونکہ درآمد کنندہ پر اس بنا پر ذمے داری عائد ہوتی ہے کہ اس نے بینک سے قیمت ادا کرنے کو کہا تھا لیکن اگر اس نے بینک سے قرض لیا ہو اور بینک قرض پر اس سے سود لے تو اس صورت میں اگر بینک ایل سی حاصل کرنے والے کو قرض دے کر فائدہ لینے کی شرط کرے، اور اس کی طرف سے وکیل بن کر درآمد کا کام انجام دے تو فائدہ لینا جائز نہیں ہے اسی طرح ان تاجروں کا بھی یہی حکم ہے جو یہ کام انجام دیں۔

مسئلہ ۲۸۶۳ : مال کی حفاظت اگر بینک درآمد کنندہ کی ذمے داری پر مال کے اسٹوریج (Storage) اور انوائس (Invaice) وغیرہ کے تبادلے کا کام انجام دے مثلاً تاجروں میں معاملہ طے ہو جانے کے بعد بینک مال کی قیمت ادا کرے اور مال پہنچنے پر خریدار کو کاغذات پہنچا دے اور اگر خریدار

مال وصول کرنے میں دیر کرے تو اس کی خاطر مال اسٹور میں رکھے اور یہ کام خریدار سے اجرت لے کر یا فروخت کرنے والے کی ذمہ داری پر کرے مثلاً دو تاجروں کا آپس میں معاملہ ہونے سے پہلے بینک کو مال بیچنے والا لسٹ (List) وغیرہ بھیجے اور بینک یہ لسٹ تاجروں کو دکھائے اور اگر انہیں مال پسند ہو تو معاملہ ہو جائے اور بینک اپنی خدمات کے عوض مال والے سے اجرت لے تو دونوں صورتوں میں بینک کا یہ کام کرنا جائز ہے اور اس کی اجرت لینا بھی جائز ہے بشرطیکہ عقد کے ضمن میں اس بات پر اتفاق ہو گیا ہو یا عام رواج کی بنا پر اجرت لی جاتی ہو یا مال بیچنے والے یا خریدار کے کہنے پر بینک یہ کام کرے البتہ اگر یہ شرائط پوری نہ ہوں تو بینک کو اجرت لینے کا حق نہیں ہے بعض اوقات خریدار مال وصول نہیں کرتا اور بینک اسے اطلاع دینے کے بعد وہی مال دوسرے کے ہاتھ فروخت کر دیتا ہے اور فروخت شدہ مال کی قیمت سے اپنا حق لے لیتا ہے چونکہ اس صورت میں بینک مال والے کا وکیل شمار ہوتا ہے اور بالعموم دونوں فریق (خریدار اور مال بیچنے والا) رضامند بھی ہوتے ہیں لہٰذا ایسی خرید و فروخت جائز اور صحیح ہے۔

بینک کی کفالت

اگر کوئی شخص کسی سرکاری یا غیر سرکاری ادارے کی خاطر کوئی کام کرنے کا ٹھیکہ لے اور کام حسب شرائط پورا نہ ہونے پر ایک معین رقم بطور ہرجانہ دینے کا وعدہ کرے اور بینک اس ہرجانے کی ادائیگی کی ضمانت دے تو یہ بینک کی کفالت کہلائے گی۔

۱... یہ کفالت اس وقت صحیح ہے جب بینک اس بات کا اظہار لفظوں میں یا کسی فعل کے ذریعے (جو اس بات کو ظاہر کرتا ہو) کرے اور مالک اس بات کو تمام طے شدہ شرائط کے ساتھ قبول کرے اور اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا کہ بینک اس بات کی ذمہ داری لے کہ اس نے جس کی کفالت کی ہے وہ اپنا فرض ادا کریگا یا طے شدہ شرط پوری کرے گا۔

۲... کام کی ذمے داری اٹھانے والے پر واجب ہے کہ کام پورا نہ کرنے کی صورت میں طے شدہ شرط پر عمل کرے بشرطیکہ اس نے یہ شرط کسی عقد کے ضمن میں قبول کی ہو۔ اگرچہ وہ معاملہ وہی ٹھیکہ ہو کہ جس کے پورا کرنے کی کفالت بینک دینا چاہتا ہے۔ اور اس کے

شرط پوری نہ کرنے کی صورت میں مالک کفالت کرنے والے یعنی بینک سے مطالبہ کرنے کا حقدار ہوگا اور چونکہ بینک نے ٹھیکیدار کے کہنے پر اس کی کفالت دی تھی لہٰذا اس ضمن میں بینک کو جو نقصان ہو وہ ٹھیکیدار کو ادا کرنا ہوگا۔

۳... چونکہ کفالت کرنا ایک محترم کام ہے لہٰذا بینک کے لیئے جائز ہے کہ اس نے جس شخص کی کفالت کی ہو اس سے اجرت لے اور فقہی لحاظ سے بظاہر "جعالہ" شمار ہوگا اور یہ بھی ممکن ہے کہ عنوان اجارہ میں شامل ہو لیکن خرید و فروخت یا مصالحت نہیں کہلائے گی۔

حصص کی فروخت

مسئلہ ۲۸۶۴ : اگر بینک کسی کمپنی کے حصے داروں کے حصص فروخت کرنے اور ان کے کاغذات کے تبادلے کا کام کرنے پر اجرت لے تو یہ معاملہ جائز ہے کیونکہ فقہی اعتبار سے یہ معاملہ یا تو اجارہ (چونکہ کمپنی کے حصے دار بینک کو گویا یہ کام انجام دینے کے لیئے کرائے پر لیتے ہیں۔) میں داخل ہے یا جعالہ میں اور اگر باہمی توافق پر بینک اجرت لے تو معاملہ صحیح ہے اور بینک اجرت کا حقدار ہے۔

مسئلہ ۲۸۶۵ : اسی طرح حصص اور کاغذات کے تبادلے اور فروخت کرنے میں بھی کوئی حرج نہیں ہے البتہ اگر حصے داروں کے معاملات میں سود کا شائبہ ہو تو پھر حصص اور کاغذات کی خرید و فروخت صحیح نہیں ہے۔

داخلی اور خارجی ڈرافٹ

۱... اگر بینک ڈرافٹ کا کام کرے جس کے نتیجے میں وہ شخص جس نے بینک میں پیسہ رکھا ہے کسی دوسری جگہ اپنا پیسہ وصول کرلے تو ممکن ہے کہ یہ کہا جاسکے کہ چونکہ بینک کو یہ حق حاصل ہے کہ اکاؤنٹ والے کا روپیہ وہیں ادا کرے جہاں اس نے جمع کیا تھا لہٰذا دوسری جگہ ادائیگی کرنے کے لیئے وہ روپیہ جمع کرنے والے سے کچھ اجرت لے سکتا ہے۔

۲... اگر بینک ایسے شخص کو ڈرافٹ دے جس کا بینک میں اکاؤنٹ نہ ہو چونکہ بینک نے اس

شخص کے لیئے وسیلہ متعین کیا ہے تاکہ وہ داخلی یا خارجی وکیل سے قرضہ حاصل کر سکے اور یہ مدد کرنا اس کے لیئے خدمت ہے لہٰذا اس کے بدلے بینک اجرت لے سکتا ہے۔ اس کے علاوہ اگر بینک نے خارجی کرنسی دی ہو تو اسے یہ حق بھی حاصل ہے کہ خارجی کرنسی سے ادائیگی پر اصرار کرے لہٰذا اس حق سے دستبردار ہونے یعنی خارجی کرنسی کی بجائے داخلی کرنسی قبول کرنے کے بدلے میں بھی وہ اجرت لے سکتا ہے اور اجرت کا پیسہ ملا کر مقروض سے تمام رقم وصول کر سکتا ہے۔

۳ ... (الف) اگر کوئی شخص کسی بینک کو دستی روپیہ دے کر دوسری جگہ ملک کے اندر یا بیرون ملک میں حوالہ دینے کو کہے اور اس کام کے انجام دینے پر بینک اجرت لے تو یہ کام بجائے خود صحیح ہے اور اگر بیرون ملک کا حوالہ ہو تو ممکن ہے کہ اسے خرید و فروخت شمار کیا جائے جو کہ شرعاً صحیح ہے اور اس رقم کی خرید و فروخت کے لیئے بینک اجرت کے طور پر کچھ وصول کر سکتا ہے۔

(ب) ممکن ہے بینک کچھ رقم بطور قرض لے کر دوسری جگہ یہ قرض ادا کرے اور چونکہ قرض کے معاملے میں سود اس وقت وجود میں آتا ہے جب قرض خواہ مقروض سے اضافہ لے لہٰذا اگر مقروض قرض خواہ سے اضافہ لے تو وہ سود نہیں کہلاتا۔ اور مذکور صورت حال میں خود قرض دینے والا اجرت ادا کر رہا ہے لہٰذا اس میں کوئی حرج نہیں۔

۴ ... اگر کوئی شخص بینک سے کچھ رقم قرض لے کر دوسری جگہ اس کا حوالہ دے اور بینک اس حوالہ پر رضامند ہو کر اجرت لے تب بھی مندرجہ ذیل طریقے اختیار کرنے کی صورت میں اجرت لینا جائز ہے۔

۱ ... خارجی کرنسی کی صورت میں خرید و فروخت کی جائے یعنی بینک کسی شخص سے خارجی کرنسی اور کچھ رقم زیادہ خریدے تاکہ اسے داخلی کرنسی دے دے۔ اس صورت میں اجرت لینے میں کوئی اشکال نہیں ہے۔

۲ ... چونکہ بینک کو یہ حق حاصل ہے کہ جہاں روپیہ قرض دیا ہے وہیں پر واپس بھی لے لہٰذا اگر وہ دوسری جگہ واپس کرنے پر رضامند ہو تو اس کے مقابلے میں اجرت لینے میں حوالہ کے متعلق مقدم الذکر صورتیں اور احکام بینک کے علاوہ عام لوگوں میں بھی جاری ہو سکتے

ہیں۔ یعنی اگر کوئی شخص کسی کو رقم دے اور اس سے کہے کہ کسی دوسرے شخص کے نام اسی شہر میں یا کسی دوسرے شہر میں اس کا حوالہ دے تو حوالہ قبول کرنے والا شخص اس کام کے بدلے کچھ اجرت بھی لے لے تو کوئی حرج نہیں ہے۔ اس طرح اگر کوئی شخص کسی سے کچھ رقم لے اور اس کو کسی دوسرے شخص پر حوالہ دے کر اس سے رقم وصول کرے تو جس شخص پر حوالہ دیا گیا ہے وہ حوالہ دینے والے سے اجرت وصول کر سکتا ہے۔

مسئلہ ۲۸۶۶ : مذکورہ بالا حکم میں اس بات سے کوئی فرق نہیں پڑتا کہ کسی مقروض شخص پر حوالہ دیا جائے یا یہ کہ متعلقہ شخص مقروض نہ ہو لیکن حوالہ ادا کرنے پر رضامند ہو جائے۔

بینک کے انعامات

مسئلہ ۲۸۶۷ : اگر بینک خواہ سرکاری ہو یا عوامی یا دونوں میں مشترک ہو' قرعہ اندازی کے ذریعے گاہکوں کو شوق دلانے یا دوسرے اشخاص کو رغبت دلانے کے لیئے انعام دے، تو اس میں کوئی حرج نہیں اور جس شخص کے نام کا انعام نکلا ہے وہ حاکم شرع یا اس کے وکیل کی اجازت سے مجہول المالک مال کے عنوان سے وہ انعام لے سکتا ہے لیکن اگر بینک کسی کا ذاتی (پرائیویٹ) ہو تو حاکم شرع یا اس کے وکیل کی اجازت کے بغیر انعام لینا جائز ہے البتہ اگر بینک میں حساب رکھنے والوں کے ذمے کسی معاملے میں کوئی شرط لگا کر پوری ہونے پر انعام دیا جائے مثلاً قرض کے معاملے میں کوئی شرط لگائی جائے تو انعام دینا اور لینا جائز نہیں ہے۔

ہنڈی کے احکام

مسئلہ ۲۸۶۸ : اگر بینک اپنے گاہک کے لیئے ہنڈی کی رقم وصول کرے اور معینہ مدت سے پہلے ہنڈی پر دستخط کرنیوالے کو اطلاع دے دے یا مثلاً اگر کوئی شخص چیک کے بدلے نقدی وصول نہ کرے اور بینک اس کی طرف سے چیک کیش کروائے تو بینک کا یہ کام کرنا اور اس کے لیئے اجرت لینا جائز ہے لیکن اگر بینک ہنڈی کی رقم کا سود بھی وصول کرے تو جائز نہیں اور پہلی صورت میں فقہی لحاظ سے اس معاملے کو جعالہ شمار کیا جاسکتا ہے۔

مسئلہ ۲۸۶۹ : اگر کسی کا بینک میں کرنٹ اکاؤنٹ ہو اور وہ کسی کو ہنڈی دے کہ فلاں مدت کے بعد بینک اس کے اکاؤنٹ سے ہنڈی کی قیمت ادا کرے یا یہ کہ بینک قرض خواہ کو نقد رقم ادا کرے تو چونکہ یہ حوالہ ہے لہٰذا بینک کے لیئے اس حوالہ کے قبول کرنے پر اجرت لینا جائز نہیں ہے چونکہ بینک ہنڈی دینے والے کا مقروض ہے لہٰذا بینک اگر حوالہ قبول نہ کرے تب بھی حوالہ نافذ ہوگا اور اگر بینک پر حوالہ نہ دیا گیا ہو لیکن ہنڈی لینے والا بینک کو اس کی قیمت ادا کرنے کو کہے یا ہنڈی دینے والے کا بینک میں اکاؤنٹ ہی نہ ہو اور بینک اس کی ہنڈی کی قیمت ادا کر دے تو دونوں صورتوں میں بینک اجرت لے سکتا ہے۔

خارجی کرنسی کی خرید و فروخت

مسئلہ ۲۸۷۰ : بینک خارجی کرنسی کے بازار میں وافر ہونے کے لیئے اور ان کی خرید و فروخت پر نفع کمانے کے لیئے ان کا معاملہ کرتا رہتا ہے۔ اگر بینک اس قسم کے زرمبادلہ کا کام کرتا ہو اور دوسری کرنسی کو خرید شدہ قیمت سے زیادہ قیمت پر فروخت کر کے نفع کمائے تو جائز ہے اور اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا کہ معاملہ قرض کی صورت میں ہو یا نقد ہو۔

کرنٹ اکاؤنٹ

مسئلہ ۲۸۷۱ : بینک سے ہر شخص کو اتنی رقم نکالنے کا حق ہے جتنی رقم اس کی بینک میں موجود ہو لیکن کبھی یہ بھی ہوتا ہے کہ بینک میں کسی شخص کی رقم نہ ہو تب بھی وہ رقم نکلوا سکتا ہے چنانچہ اگر بینک کسی پر اعتماد کرتے ہوئے اس کا بینک میں اکاؤنٹ نہ ہونے کے باوجود اسے رقم دے اور اس پر منافع حاصل کرے تو یہ سود والا قرض ہوگا جو کہ حرام اور ناجائز ہے تاہم بینک کے سابق الذکر مسائل کی رو سے اس معاملے کو جائز شکل بھی دی جاسکتی ہے۔ (دیکھئے مسئلہ نمبر ۲۸۵۹)

ہنڈی کی توضیح

مسئلہ ۲۸۷۲ : کسی چیز کی مالیت صرف اعتباری ہوتی ہے جیسے کرنسی نوٹ قرض اور خریدوفروخت وغیرہ۔ فرق یہ ہے کہ فروخت کی صورت میں کسی مال کو ایک خاص قیمت کے عوض دوسرے کی ملکیت بنایا جاتا ہے اور قرض میں مال کو کسی کی ذمے داری پر اس کی ملکیت بنایا جاتا ہے یعنی قرض دار اس جنس کی اس مقدار کو ادا کرنے کا ذمے دار ہو جاتا ہے یا اگر قیمت پر تبادلہ ہو تو اس کی قیمت ادا کرنے کا ذمے دار ہوتا ہے۔ دوسرا فرق یہ ہے کہ فروخت کرنے میں فروخت شدہ چیز اور اس کی قیمت کے درمیان فرق پایا جانا ضروری ہے لیکن قرض کی صورت میں ضروری نہیں مثلاً اگر سو انڈے ایک سو دس انڈوں کے عوض فروخت کیئے جائیں تو ان انڈوں میں فرق پایا جانا ضروری ہے (مثلاً چھوٹا بڑا ہونا) ورنہ اگرچہ بظاہر خریدوفروخت کی صورت میں تبادلہ ہوا ہے لیکن واقعاً" یہ قرض ہے اور اس میں سود ہونے کی وجہ سے معاملہ حرام ہے۔ تیسرا فرق یہ ہے کہ قرض میں اگر اضافے کی شرائط عائد کی جائیں تو سود کی بنا پر معاملہ حرام ہو جاتا ہے۔ اور اس بات سے کوئی فرق نہیں پڑتا کہ قرض پر دی گئی چیز ان اشیاء میں سے ہو جن کو ناپ کر یا تول کر بیچا جاتا ہے یا ان میں سے نہ ہو لیکن فروخت کرنے میں ایسا نہیں ہے بلکہ اگر ان چیزوں کا معاملہ جو پیمانہ اور وزن سے فروخت کی جاتی ہیں اسی جنس کے بدلے اضافے کے ساتھ کیا جائے تو سود ہے ورنہ سود نہیں ہے مثلاً اگر کوئی شخص سو انڈے ایک سو دس انڈوں کے بدلے قرض دے تو جائز نہیں ہے لیکن اگر ان کو ایک دوسرے کے بدلے بیچے تو معاملہ صحیح ہے۔ چوتھا فرق قرض اور خرید و فروخت میں یہ ہے کہ سود کے ساتھ فروخت کرنا تمام معاملے کو باطل کردیتا ہے لیکن سودی قرض میں صرف اضافی مال کے متعلق معاملہ باطل ہے اور اصل قرض درست ہے۔

مسئلہ ۲۸۷۳ : کرنسی نوٹ چونکہ وزن اور پیمانے سے نہیں فروخت ہوتے اس لیئے قرض دینے والا اپنا قرض نقدی کی صورت میں اصل رقم سے کم قیمت پر فروخت کرسکتا ہے مثلاً دس روپے کے قرض کو نو روپے کی نقدی اور سو روپے کے قرض کو نوے روپے کی نقدی کے عوض بیچ سکتا ہے۔

مسئلہ ۲۸۷۴ : تاجروں میں رائج ہنڈیوں کی خود کوئی قیمت نہیں ہوتی بلکہ ہنڈی ایک قسم کی

سند کے طور پر استعمال کی جاتی ہے کیونکہ ہنڈی دینے پر مال کی قیمت ادا نہیں ہوتی اور ہنڈی اگر ضائع ہو جائے تب بھی مال خرید دار کا ہے اور وہ قیمت ادا کرنے کا ذمے دار ہے لیکن اگر مال کی قیمت کرنسی نوٹ کی شکل میں دی جائے اور وہ نوٹ بیچنے والے کے پاس سے ضائع ہوجائے تو خریدار دوبارہ قیمت ادا کرنے کا ذمہ دار نہیں ہے۔

مسئلہ ۲۸۷۵ : ہنڈیوں کی دو قسمیں ہوتی ہیں۔

(۱) وہ جو واقعی قرض کا ثبوت ہو۔

(۲) وہ جو غیر واقعی قرض کا ثبوت ہو۔

۱ ... پہلی صورت میں قرض دینے والا عندالطلب قرض کو کم مقدار نقد پر فروخت کرسکتا ہے مثلاً ایک ماہ بعد کے سو (۱۰۰) روپے کو اسی (۸۰) روپے نقد کے عوض فروخت کرسکتا ہے۔ ہاں البتہ یہ جائز نہیں کہ اس ہنڈی کو کچھ مدت پر فروخت کر دیا جائے اور پھر بینک یا دوسرا شخص قرض پر دینے والے سے مطالبہ کرے (کیونکہ قرض پر فروخت کرنا جائز ہے۔)

۲ ... دوسری صورت میں جبکہ ہنڈی غیر واقعی قرض کا ثبوت ہو قرضہ دینے والا اس کو نقد رقم کے عوض فروخت نہیں کر سکتا کیونکہ اس صورت میں ہنڈی دینے والے کے ذمے فی الواقع کوئی قرض نہیں ہے بلکہ یہ اس حوالے کی مانند ہے جو غیر مقروض شخص پر دیا گیا ہو کیونکہ اس صورت میں ہنڈی دینے والا درحقیقت مقروض نہیں ہے بلکہ اس نے یونہی ہنڈی حاصل کرنے والے کا نام حوالہ بینک کے اوپر دیا ہے تاکہ وہ بینک سے قرض وصول کر سکے چونکہ اس نے خود ہنڈی پر دستخط کیئے ہیں لہٰذا وقت آنے پر گویا بینک اپنی رقم حوالہ کے طور پر اس سے ہنڈی لینے والے کی طرف سے وصول کر لے گا اگرچہ ہنڈی دینے والا اس کا پہلے سے مقروض نہیں ہے۔ اب اگر بینک اس قسم کی ہنڈی کی قیمت وصول کرنے پر اجرت لے لے تو جائز نہیں ہے کیونکہ یہ سود والا قرض ہو گا لیکن اس سود سے نجات حاصل کرنے کا ایک طریقہ یہ ہو سکتا ہے کہ ہنڈی کی قیمت وصول کرنے کو فروخت کرنا شمار کیا جائے مثلاً ہنڈی دینے والا ہنڈی لینے والے کو وکیل بنائے کہ ہنڈی کم قیمت پر فروخت کرے اور اس بات کا لحاظ رکھا جائے کہ مبادلہ ہونے والی چیزوں میں فرق ہو مثلاً ہنڈی پر جس کرنسی کا ذکر ہے قیمت میں بھی وہی کرنسی نہ ہو لیکن اگر مبادلہ والی چیزوں میں فرق نہ ہو تو پھر یہ طریقہ

بھی مفید نہیں ہے لیکن اگر بینک جو مقدار ہنڈی کی قیمت سے کسر کرتا ہے اسے اپنی خدمات کی اجرت شمار کرے اور ہنڈی دینے والا بعد میں ہنڈی لینے والے سے اس کی پوری قیمت وصول کر لے تو جائز ہے۔

بینکنگ کا کاروبار

مسئلہ ۲۸۷۶ : بینکنگ کے کاربارہ کی دو قسمیں ہیں۔

۱... ایک قسم تو سود والی ہے جس میں مداخلت کرنا اور شریک ہونا جائز نہیں ہے اور اس میں کام کرنے والے بھی اجرت کے حقدار نہیں ہوتے۔

۲... دوسری قسم وہ ہے جو سودی نہیں، ہے اس میں حصہ لینا اجرت پر کام کرنا جائز ہے۔ سود کے معاملے میں اس معاملے سے کوئی فرق نہیں پڑتا کہ بینک مسلمان کا ہو یا غیر مسلم کا دونوں میں فرق صرف یہ ہے کہ مسلم بینک میں سود مجہول المالک مال تصور ہو گا جس میں تصرف کے لیئے حاکم شرع یا اس کے وکیل کی اجازت کی ضرورت ہو گی اور غیر مسلم بینک کے سود میں تصرف کے لیئے اجازت کی ضرورت نہیں ہے کیونکہ وہاں سے استنقاذ یعنی روپیہ ان کے ہاتھ سے نکالنے کی نیت سے مال لیا جا سکتا ہے۔

بل آف ایکسچینج یا حوالہ

مسئلہ ۲۸۷۷ : مقروض کو حق حاصل ہے کہ اپنے قرض دہندہ کو اس بینک پر حوالہ دے جس میں اس کا اکاؤنٹ ہو یا یہ کہ مقروض بینک کو تحریری طور پر کہے کہ اس کے قرض کا پیسہ قرض دینے والے کو منتقل کیا جائے۔ بینک بھی مجاز ہے کہ اس شخص کو خارج (بیرون ملک) یا داخل (اندرون ملک) میں کسی برانچ پر حوالہ دے کر وہاں سے رقم وصول کرنے کو کہے اور یہ کام انجام دینے پر اجرت لے یہ معاملہ حقیقتاً دو حوالوں پر مشتمل ہوتا ہے۔ ایک مقروض کا حوالہ جو بینک کے نام اور دوسرا بینک کا حوالہ کسی خارجی یا داخلی برانچ پر بہر صورت حوالہ صحیح ہے اس سلسلے میں بینک جو اجرت لیتا ہے اس

کے جائز ہونے کے بارے میں فقہی نقطہ نظر سے یہ کہا جاسکتا ہے کہ بینک کو یہ حق ہے کہ وہ خارجی یا داخلی برانچ پر حوالہ دینے کی ذمہ داری اپنے سر نہ لے لہٰذا یہ کام انجام دینے پر وہ اجرت لے سکتا ہے۔ ہاں اگر حوالہ دینے والے نے بینک کو دوسری جگہ حوالہ دینے کے لیئے نہ کہا ہو بلکہ یہ کہا ہو کہ بینک میں اس کے موجودہ اکاؤنٹ سے ادا کرے تو پھر بینک اجرت نہیں لے سکتا کیونکہ مقروض کو اپنے شہر میں اپنا قرض ادا کرنے پر کچھ لینا جائز نہیں ہے البتہ اگر بینک میں اس کا اکاؤنٹ نہ ہو اور بینک حوالہ قبول کر کے رقم ادا کر دے اور اس پر اجرت لے لے تو کوئی حرج نہیں ہے۔

مسئلہ ۲۸۷۸ : سابق الذکر مسائل میں اس بات سے کوئی فرق نہیں پڑتا کہ بینک عوامی ہو یا حکومت کا ہو یا مشترک ہو۔

انشورنس یا بیمہ

مسئلہ ۲۸۷۹ : اگر حکومت یا کسی بیمہ کمپنی اور پالیسی ہولڈر کے درمیان یہ طے ہو جائے کہ وہ ہر ماہ یا ہر سال ایک خاص رقم دیتا رہے گا تاکہ اسے اگر کوئی نقصان پہنچے تو حکومت یا کمپنی اس کا تدارک کرے تو یہ بیمہ یا انشورنس کہلاتا ہے۔ کبھی بیمہ زندگی کا ہوتا ہے کبھی مال کا، کبھی آگ لگنے کا، کبھی ہوائی جہاز کا، کبھی کشتی وغیرہ کا بیمہ کی دوسری اقسام بھی ہیں جن کا وہی حکم ہے جو اس کی مذکورہ اقسام کا ہے لہٰذا ان کا ذکر کرنا ضروری نہیں۔

مسئلہ ۲۸۸۰ : اس معاملے کے مندرجہ ذیل اجزاء ہیں۔

۱ ... کمپنی کی پیشکش۔

۲ ... پالیسی ہولڈر کا قبول کرنا۔

۳ ... وہ چیز جس کا بیمہ کیا گیا۔ (یعنی زندگی وغیرہ)

۴ ... اقساط جو پالیسی ہولڈر ہر سال یا ہر ماہ ادا کرتا رہے گا۔

مسئلہ ۲۸۸۱ : یہ ضروری ہے کہ جس چیز کا بیمہ کیا گیا ہو وہ معین ہو اور یہ بھی بیان کیا جانا چاہئے کہ حکومت یا بیمہ کمپنی کس قسم کے نقصان کا تدارک کرنے کی ذمہ داری اٹھائے گی۔ مثلاً غرق

ہونا' آگ لگنا' چوری ہو جانا' مریض ہو جانا' مرجانا' وغیرہ اور یہ بھی معلوم ہونا چاہیئے کہ قسط کی کیا مقدار ہو گی۔ ساتھ ابتدا اور انتہا کے لحاظ سے بیمہ کی مدت بھی معین ہونی چاہیے۔

مسئلہ ۲۸۸۲ : بیمہ کی تمام اقسام کو مشروط بخشش قرار دیا جا سکتا ہے یعنی پالیسی ہولڈر بیمہ کمپنی کو اس شرط پر اقساط کی صوررت میں ایک معین رقم بخشش (پریمیم) کے طور پر ادا کرے گا کہ معاملے کے ضمن میں مذکورہ نقصانات اگر پیش آئیں تو کمپنی ان کا تدارک کرے گی۔ اس صورت میں کمپنی پر واجب ہے کہ اس شرط پر عمل کرے۔ پس بیمہ کی تمام اقسام مذکورہ طریقہ پر شرعاً" صحیح ہیں۔ اور اسی طرح اس کو جعالہ بھی قرار دیا جاسکتا ہے جس کے احکام کی توضیح باب جعالہ میں ہو چکی ہے۔

مسئلہ ۲۸۸۳ : اگر حکومت یا بیمہ کمپنی شرط پر عمل نہ کرے تو پالیسی ہولڈر کو حق حاصل ہو گا کہ معاملے کو ختم کر کے اقساط واپس لے لے۔

مسئلہ ۲۸۸۴ : اگر پالیسی ہولڈر اقساط پابندی سے ادا نہ کرے تو بیمہ کمپنی کے لیئے واجب نہیں ہے کہ وہ حادثے کی صورت میں اسے ہرجانہ ادا کرے اور نہ پالیسی ہولڈر اپنی اقساط واپس لے سکتا ہے۔

مسئلہ ۲۸۸۵ : عقد بیمہ کی صحت کے لیئے کوئی خاص مدت معتبر نہیں ہے بلکہ بیمہ کمپنی اور پالیسی ہولڈر جتنی مدت پر متفق ہو جائیں درست ہے۔

مسئلہ ۲۸۸۶ : اگر کمپنی کے حصے دار اس شرط پر کمپنی میں سرمایہ لگائیں کہ اگر ان میں سے کسی کو خاص نقصان پہنچا تو کمپنی اس کا تدارک کرے گی تو کمپنی پر لازم ہے کہ اس شرط پر عمل کرے۔

پگڑی

ان دنوں پگڑی کا معاملہ تاجر اور کاسب لوگوں کے درمیان عام ہے اس کے صحیح ہونے یا نہ ہونے کا قاعدہ یہ ہے اگر مالک کو یہ حق ہو کہ جگہ کا کرایہ بڑھائے یا وقت آنے پر خالی کرائے اور کرایہ دار کرایہ دینے یا جگہ خالی کرنے پر مجبور ہو تو اس صورت میں پگڑی لینا جائز نہیں ہے اور مالک کی اجازت کے بغیر کرایہ پر لی ہوئی جگہ پر تصرف کرنا حرام ہے۔ اگر مالک کو یہ حق نہ ہو کہ کرایہ بڑھائے یا

کرایہ دار کو ہٹائے تو اس صورت میں اس کے لیئے پگڑی لینا جائز ہے چنانچہ آئندہ ذکر ہونے والے مسائل میں صورت حال واضح ہو گی۔

مسئلہ ۲۸۸۷ : اگر حکومت کے اس قانون سے پہلے کہ مالک نہ کرایہ بڑھا سکتا ہے اور نہ کرایہ پر دی ہوئی جگہ کو خالی کرا سکتا ہے کسی نے مکان کرایہ پر دیا ہو اور کرایہ کی زیادتی وغیرہ کے بارے میں شرط بھی نہ کی گئی ہو تو صاحب مکان شرعاً" کرایہ بھی بڑھا سکتا ہے اور مکان خالی بھی کرا سکتا ہے لیکن اگر اب کرایہ دار قانون کے تحت نہ کرایہ بڑھائے اور نہ خالی کرنے کو تیار ہو جبکہ ایسے مکانات کا کرایہ کافی بڑھ چکا ہو تب بھی کرایہ دار شرعاً" کسی دوسرے سے پگڑی لینے کا حقدار نہیں اور مالک کی اجازت کے بغیر اس کا مکان پر تصرف کرنا غصب اور حرام ہے۔

مسئلہ ۲۸۸۸ : وہ مکانات جو مذکورہ حکومتی قانون کے بعد کرایہ پر دیئے گئے ہوں اور ان کا سالانہ کرایہ ایک ہزار روپے ہو لیکن مالک نے کسی وجہ سے دو سو روپے کرایہ مقرر کر کے دس ہزار روپے کرائے دار سے پگڑی لی ہو اور عقد کے ساتھ یہ بھی طے کرے کہ ہر سال کرایہ کے عقد کی تجدید اسی کرایہ پر ہوگی خواہ پہلا کرایہ دار ہو یا جس کو وہ مکان سپرد کرے تو اگر کرایہ دار دوسرے شخص سے اس طرح کا معاملہ کرے جس طرح مالک نے اس کے ساتھ کیا تھا تو اپنے حق سے دستبردار ہو کر یعنی مکان خالی کرنے پر دوسرے کرایہ دار سے سابقہ پگڑی کے برابر یا اس سے کم یا زیادہ رقم لے کر مکان اس کے سپرد کر سکتا ہے اور مالک بھی طے شدہ شرائط کے مطابق منع نہیں کر سکتا۔

مسئلہ ۲۸۸۹ : بعض اوقات مکانات پگڑی لیئے بغیر کرایہ پر دیئے جاتے ہیں اور کرایہ دار کے ساتھ عقد کے ضمن میں مندرجہ ذیل شرائط طے کی جاتی ہیں۔

۱... مالک مکان' مکان خالی نہیں کرا سکتا اور کرایہ دار مکان میں رہنے کا حقدار ہوگا۔

۲... مالک ہر سال اسی پرانی شرح کے مطابق کرایہ کی تجدید کرے گا۔ اس صورت میں اگر کوئی شخص کرایہ دار کو اس کے حق سے دستبردار ہونے پر کچھ روپیہ دے کر مکان خالی کروائے اور پھر مالک مکان سے کرایہ پر لے تو کرایہ دار مکان سے دستبردار ہونے کے لیئے پگڑی لے سکتا ہے لیکن مکان دوسرے کو دینے اور منتقل کرنے کی خاطر پگڑی نہیں لے سکتا۔

قاعدہ الزام کے بعض فروعات

قاعدہ الزام (حاشیہ) علمائے فقہ کے نزدیک اس اصطلاح کے یہ معنی ہیں کہ کسی فقہ کے ماننے والے کو اس کی اپنی فقہ کے مطابق مسائل پر عمل کرنا واجب ہوتا ہے اور دوسری فقہ کے ماننے والوں پر یہ حکم عائد نہیں ہو سکتا قاعدہ الزام کی چند مثالیں یہ ہیں۔

۱ ... اہل سنت کے یہاں یہ ضروری ہے کہ عقد نکاح دو گواہوں کی موجودگی میں پڑھا جائے لیکن شیعوں کے یہاں اس کی ضرورت نہیں ہے لہٰذا اگر کوئی سنی بلا گواہوں کے عقد کرے تو اس کا عقد نکاح ان کے عقیدے کے لحاظ سے باطل ہے لہٰذا ایک شیعہ ایسی عورت کے ساتھ عقد کر سکتا ہے۔

۲ ... کسی شخص کا اپنی بیوی کی موجودگی میں اس کی بھتیجی یا بھانجی کے ساتھ نکاح کرنا اہل سنت کے نزدیک باطل ہے لیکن شیعوں کے نزدیک اگر عورت اجازت دے تو جائز ہے۔ لہٰذا اگر کوئی سنی کسی عورت کے ساتھ ساتھ اس کی بھتیجی یا بھانجی سے شادی کرے تو عقد باطل ہے اور شیعہ ایسی عورت سے شادی کر سکتا ہے۔

۳ ... اہل سنت کے یہاں ضروری ہے کہ یائسہ اور نابالغ کے ساتھ اگر دخول ہوا ہے تو عورت طلاق کے بعد عدت رکھے لیکن شیعوں کے یہاں اس کی ضرورت نہیں ہے لہٰذا اگر کسی سنی یائسہ یا نابالغ عورت کو سنی شوہر رجعی طلاق دے اور وہ عورت شیعہ ہو جائے تو وہ اس سنی شوہر سے عدت کے ایام کا نفقہ طلب کر سکتی ہے۔ اسی طرح اگر کسی سنی عورت کا شوہر شیعہ ہو جائے تو اس کی عدت کا لحاظ کیئے بغیر اس کی بہن وغیرہ سے شادی کر سکتا ہے۔

۴ ... اگر کوئی سنی شخص دو گواہوں کی موجودگی کے بغیر اپنی بیوی کو طلاق دے یا اپنی بیوی کے بدن کے کسی جز مثلاً انگلی وغیرہ پر طلاق دے تو ان کے مذہب میں طلاق صحیح ہے لیکن فقہ جعفریہ میں دونوں صورتوں میں طلاق باطل ہے لہٰذا قانون الزام کی رو سے شیعہ ایسی مطلقہ عورت سے عدت کی مدت گزرنے کے بعد شادی کر سکتا ہے۔

۵ ... اگر سنی مرد، عورت کی حالت حیض میں یا حیض سے پاک ہونے کی مدت میں (جبکہ وہ

ہم بستری کر چکا ہو) اپنی بیوی کو طلاق دے تو ان کے اعتبار سے طلاق صحیح ہے لہٰذا قانون الزام کی رو سے شیعہ اس عورت سے عدت گزرنے کے بعد شادی کر سکتا ہے۔

۶ ... صرف ابوحنیفہ کے مذہب میں اجباری طلاق صحیح ہے لہٰذا قانون الزام کی رو سے حنفی فقہ کی اجباری طلاق شدہ عورت سے شیعہ نکاح کر سکتا ہے۔

۷ ... اگر سنی یہ قسم کھالے کہ اگر اس نے فلاں کام انجام دیا تو اس کی بیوی مطلقہ ہوئی تو اس کام کے انجام دینے کی صورت میں ان کی فقہ کے مطابق اس کی بیوی مطلقہ ہو جائے گی اور شیعہ اس سے نکاح کر سکتا ہے اسی طرح ان کی یہاں تحریری طلاق دی جائے تو بھی صحیح ہے اور فقہ جعفریہ میں خط و کتابت کے ذریعے طلاق نہیں ہو سکتی۔ پس جس عورت کو تحریری طور پر طلاق دی گئی ہو شیعہ اس سے عقد کر سکتا ہے۔

۸ ... شافعی مذہب کے مطابق اگر کسی چیز کو اس کے اوصاف بتائے جانے پر خریدا جائے اور بعد میں اسے دیکھنے پر اس میں بتائے ہوئے اوصاف پائے بھی جاتے ہوں تب بھی "خیار رؤیت" کے قاعدہ کے تحت معاملہ ختم کیا جا سکتا ہے لہٰذا قاعدہ الزام کے مطابق اگر شیعہ کسی شافعی شخص سے کوئی چیز خرید کر دیکھنے کے بعد تمام اوصاف بھی اس میں پائے تب بھی معاملہ ختم کر سکتا ہے۔

۹ ... شافعی مذہب کے مطابق اگر معاملے میں خریدار یا بیچنے والے کو نقصان ہو جائے تو وہ معاملہ ختم کرنے کا حق نہیں رکھتا لیکن ایسی صورت میں فقہ جعفریہ کے مطابق "خیار غبن" کے قانون کی روسے معاملے کو ختم کیا جا سکتا ہے لہٰذا اگر ایک فریق شافعی مذہب کا ہو' دوسرا جعفری ہو اور شافعی کو معاملے میں نقصان ہو جائے اور جعفری معاملہ ختم کرنے پر تیار نہ ہو تو قاعدہ الزام کے مطابق جعفری کو معاملہ ختم کرنے پر مجبور نہیں کیا جاسکتا۔

۱۰ ... بیع مسلم (یعنی بیچی ہوئی چیز کو ایک مدت کے بعد خریدار کے سپرد کرنا) کا عقد صحیح ہونے میں ابوحنیفہ کے قول کے مطابق یہ شرط ہے کہ وہ چیز موجود ہو اور فقہ جعفریہ میں اس کی ضرورت نہیں لہٰذا جعفری اگر کسی حنفی سے مذکورہ طریقے سے کوئی چیز خریدے اور وہ چیز موجود نہ ہو تو حنفی کو معاملہ ختم کرنے پر مجبور کیا جاسکتا ہے اسی طرح اگر دونوں فریق حنفی ہوں لیکن ان میں سے ایک بعد میں جعفری ہو گیا ہو تو وہ حنفی کو اس پر مجبور کر سکتا ہے کہ

معاملہ فسخ کرے۔

۱۱... اگر سنی اپنے بعد ایک لڑکی اور بھائی چھوڑے تو اگر بالفرض بھائی شیعہ ہو جائے یا اس کے مرنے کے بعد شیعہ ہوا ہو تو میراث میں چونکہ لڑکی کا نصف مال ہے باقی اہل سنت کی فقہ کے مطابق قانون تعصیب کی رو سے بھائی کو ملے گا لیکن فقہ جعفریہ میں اگر میت کی اولاد ہو تو اس کے بھائی کو کچھ نہیں ملتا۔ اسی طرح اگر میت کی سگی بہن اور باپ کی طرف سے چچا ہو لیکن چچا جعفری ہو یا اس سنی کے مرنے کے بعد شیعہ ہو گیا ہو تو قانون تعصیب کی رو سے میراث کے بارے میں فائدہ اٹھا سکتا ہے (اگرچہ فقہ جعفریہ میں قانون تعصیب باطل ہے) اور تعصیب کے دوسرے موارد کا بھی یہی حکم ہے۔

۱۲... اہل سنت کے مسلک کے مطابق زوجہ' شوہر کے کل منقول اور غیر منقول ترکہ سے حصہ پاتی ہے اور فقہ جعفریہ میں زوجہ نہ تو خود زمین سے اور نہ ہی اس کی قیمت سے حصہ پاتی ہے لیکن عمارت اور درخت کی قیمت سے اسے حصہ دیا جاتا ہے لہذا اگر زوجہ شیعہ ہو تو سنی شوہر کے تمام ترکہ سے میراث لے سکتی ہے کیونکہ ان کے یہاں مسئلہ ایسا ہی ہے۔

پوسٹ مارٹم کے احکام

مسئلہ ۲۸۹۰ : مسلمان میت کی تشریح (پوسٹ مارٹم) کرنا جائز نہیں ہے اگر اس کی تشریح کی جائے تو دیہ کے احکام کے مطابق تشریح کرنے والے پر دیہ ادا کرنا واجب ہے۔

مسئلہ ۲۸۹۱ : میت کافر کی تشریح جائز ہے اور اگر میت کا مسلمان ہونا مشکوک ہو تو بھی یہی حکم ہے خواہ یہ مسئلہ اسلامی ملک میں پیش آئے یا غیر اسلامی ملک میں' اس مسئلے کے حکم میں کوئی فرق نہیں۔

مسئلہ ۲۸۹۲ : اگر کسی مسلمان کی زندگی مسلمان میت کی تشریح کرنے پر موقوف ہو جائے اور غیر مسلم یا مشکوک الاسلام آدمی کا تشریح کرنا بھی غیر ممکن ہو اور کوئی دوسرا طریقہ بھی اس کی جان بچانے کا نہ ہو تو مسلمان میت کی تشریح کرنا جائز ہے لیکن اس پر دیت واجب ہو گی۔

آپریشن کے احکام

مسئلہ ۲۸۹۳ : مسلمان میت کے کسی عضو مثلاً آنکھ وغیرہ کو اس غرض سے کاٹنا کہ اسے کسی زندہ شخص کے جسم سے ملحق کر دیا جائے' جائز نہیں ہے۔ البتہ اگر کسی مسلمان کی زندگی اس عضو کے کاٹنے پر موقوف ہو تو کاٹنا جائز ہے مگر کاٹنے والے پر دیہ واجب ہو گا۔ اگر کوئی شخص عضو کو جدا کرنے کی بنا پر حرام کا مرتکب ہو تو بنا بر ظاہر اس عضو کا زندہ شخص کے جسم سے الحاق جائز ہے اور چونکہ وہ زندہ شخص کے جسم کا جزو بن گیا ہے اس لیئے الحاق کے بعد اس پر زندہ جسم کے احکام عائد ہوں گے۔ یہاں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ اگر مرنے والا اپنے عضو کے کاٹنے کی وصیت کرے تو کیا صورت ہو گی۔ اس کی دو صورتیں ہیں بنابر ظاہر ایسا کرنا جائز ہے اور کاٹنے والے پر وہ دیت ہو گی جو مردہ مسلمان کی ہوتی ہے۔

مسئلہ ۲۸۹۴ : اگر کوئی شخص راضی ہو کہ اس کا کوئی عضو اس کی زندگی میں کاٹ کر دوسرے کے جسم میں لگا دیا جائے تو اس کے متعلق مندرجہ ذیل تفصیل ہے۔

اگر یہ عضو' اعضائے رئیسہ میں ہو جیسے آنکھ' ہاتھ اور پیر وغیرہ تو جائز ہے اور اگر یہ اعضائے رئیسہ میں سے نہ ہو مثلاً کھال یا گوشت وغیرہ تو جائز ہے بخشش کے طور پر دیئے ہوئے حصے کا عوض لینا بھی جائز ہے۔

مسئلہ ۲۸۹۵ : کسی مریض کو اپنا خون دے کر اس کا عوض لینا بھی اور کسی محتاج مریض کو اپنا خون مفت دینا بھی جائز ہے۔

مسئلہ ۲۸۹۶ : غیر مسلم میت کے اور اس میت کے اعضاء کاٹ کر جس کا مسلمان ہونا مشکوک ہو' مسلمان کے جسم میں آپریشن کے ذریعے لگانا جائز ہے اور یہی حکم نجس حیوان کے اعضاء کے لیئے ہے یعنی اگر کسی شخص کو کسی نجس حیوان کا کوئی عضو کاٹ کر لگا دیا جائے تو وہ لگنے کے بعد اس کا جزو بدن شمار ہو گا اور اس جزو کا ہونا نماز کے لیئے مانع نہیں ہے۔

مصنوعی ذریعہ تولید

مسئلہ ۲۸۹۷ : اجنبی مرد کی منی انجکشن کے ذریعے کسی عورت کے رحم میں پہنچانا جائز نہیں ہے اور یہ کام خود اس کا شوہر انجام دے یا کوئی اجنبی انجام دے اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا ہے۔ اس طرح اگر کوئی بچہ پیدا ہو گا تو وہ صاحب نطفہ اجنبی شخص کی اولاد شمار ہو گا۔ یہ بچہ ارث اور نسب کے تمام احکام میں اس کی باقی اولاد کی مانند ہو گا۔ ارث سے وہ بچہ مستثنیٰ رہتا ہے جو زنا سے پیدا ہو لیکن یہاں مسئلہ اس سے جدا ہے اگرچہ نطفہ منعقد کرنے کا یہ عمل حرام ہے۔ عورت ایسے بچے کی ماں قرار پائے گی اور تمام احکام نسب اس پر عائد ہوں گے۔ اس کے دیگر بچوں میں اور اس بچے میں کوئی فرق نہ ہو گا۔ اسی طرح اگر عورت اپنے شوہر کی منی کسی دوسری عورت کے رحم میں کسی طرح (مثلاً مساحقہ کے ذریعہ) پہنچائے اور وہ عورت حاملہ ہو جائے تو پیدا ہونے والا بچہ اس شخص کا ہو گا جس کی یہ منی ہے۔ ماں اور بچے پر وہ تمام احکام لاگو ہوں گے جو عموماً ماں اور بچے پر ہوتے ہیں۔

مسئلہ ۲۸۹۸ : اگر کسی مرد کی منی مصنوعی طور پر مصنوعی بچہ دانی میں (جسے بے بی ٹیوب کہتے ہیں) بچہ پیدا کرنے کی غرض سے رکھ دی جائے تو یہ کام جائز ہے اور بظاہر بچہ اس کا ہو گا جس کی منی ہو اور ان کے درمیان وہ تمام احکام جاری ہوں گے جو ایک باپ اور بیٹے کے درمیان ہوتے ہیں۔ اس قسم کے بچے اور دوسرے بچوں میں صرف یہ فرق ہے کہ اس کی ماں نہیں ہے لیکن منی کو حلال طریقہ سے حاصل کیا جائے۔

مسئلہ ۲۸۹۹ : شوہر کی منی زوجہ کے رحم میں مصنوعی طریقے سے پہنچانا جائز نہیں ہے اور اس سے پیدا ہونے والا بچہ عام اولاد کی طرح ہے لیکن اگر انجکشن لگانے والا اجنبی ہو اور انجکشن عورت کی شرمگاہ کو دیکھنے یا چھونے کا سبب ہو تو یہ کام جائز نہیں ہے بلکہ انجکشن شرم گاہ میں لگانا حرام ہے۔ اگر لگانے والا شرم گاہ نہ دیکھے اور نہ ہی چھوئے بلکہ اگر خود شوہر ہی کیوں نہ ہو۔

حکومت کی عام سڑکوں کے احکام

مسئلہ ۲۹۰۰ : لوگوں کے ذاتی مکان اور جائداد وغیرہ منہدم کر کے حکومت جو سڑکیں بناتی ہے ان پر چلنا بظاہر جائز ہے کیونکہ اب وہ جگہیں تلف اور ضائع شدہ مال کے حکم میں ہوں گی جیسے ٹوٹا ہوا مٹی کا برتن وغیرہ۔ اگرچہ اب بھی مالک کو اس زمین وغیرہ کی نسبت مقدم شمار کیا جائے گا لیکن اگر دوسرے لوگ تصرف کریں تو بھی جائز ہے اور سڑک بننے کے بعد جو کم و بیش حصے کسی کی زمین کے باقی رہ گئے ہوں اگر ان کو حکومت غصب کر کے بیچ ڈالے تو ان کی خرید و فروخت جائز نہیں ہے۔

مسئلہ ۲۹۰۱ : اگر کوئی شارع عام بناتے ہوئے کوئی مسجد بھی زد میں آجائے اور اسے توڑ دیا جائے اور سڑک بن جائے تو اس پر احکام مسجد جاری نہیں ہوتے مثلاً جنابت کی حالت میں وہاں جانا یا اس جگہ کو نجس کرنا وغیرہ حرام نہیں ہے اگرچہ احتیاط یہ ہے کہ مسجد کے احکام کا لحاظ کیا جائے۔ چونکہ مسجد وقف تھی لہٰذا اس کی باقی ماندہ چیزوں پر تصرف کرنا اور خرید و فروخت کرنا جائز نہیں ہے مگر یہ کہ حاکم شرع یا اس کے وکیل کی اجازت حاصل کی جائے اور یہ چیزیں اس کے قریب والی مسجد پر صرف کی جائیں۔ مذکورہ حکم سے ان مدارس اور امام باڑوں کا حکم بھی معلوم ہوا جو کسی وقت سڑک بنانے میں شامل کیئے جائیں۔

مسئلہ ۲۹۰۲ : جو سڑکیں مسجد یا مدرسہ یا حسینیہ کی زمین سے نکالی گئی ہوں ان پر چلنا جائز ہے۔

مسئلہ ۲۹۰۳ : منہدم کی گئی مسجد سے اگر کچھ حصہ باقی رہ گیا ہو اور نماز و دیگر عبادات کے لیئے اس سے فائدہ اٹھایا جا سکتا ہے تو اس پر مسجد کے احکام جاری ہوں گے لیکن اگر کوئی ظالم شخص اس باقی ماندہ حصے کو اس طرح بدل دے کہ اس سے مسجد کا فائدہ نہ اٹھایا جا سکے مثلاً (اس کو دکان یا تجارت خانہ یا گھر بنائے تو اگر اس پر تصرف اور اس سے فائدہ اٹھانا احکام مسجد کے خلاف نہ ہو مثلاً کھانا پینا اور سونا وغیرہ بلاشبہ اس قسم کا فائدہ اٹھانا جائز ہے چونکہ اس کو مسجد ہونے سے غاصب نے روکا ہے اس لیئے اب وہاں عبادت نہیں ہو سکتی لیکن دوسرے تصرفات کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ مثلاً اس کو کاشت کی کھیتی بنا دیا جائے۔

مسئلہ ۲۹۰۴ : مسلمانوں کے قبرستان سے اگر سڑک بنائی جائے تو اگر وہ زمین کسی کی ملکیت ہو تو اس کا حکم وہی ہے جو بیان کیا جا چکا ہے اور اگر وقف ہو تو اوقاف کا حکم ہو گا بشرطیکہ وہاں سے گزرنا اور عبور کرنا مسلمان میتوں کی بے حرمتی کا سبب نہ ہو ورنہ وہاں سے گزرنا جائز نہیں ہے۔ اگر قبرستان کی زمین وقف ہو اور کسی کی ملکیت نہ ہو اور وہاں سے گزرنا بے حرمتی کا بھی باعث نہ ہو تو عبور کرنا جائز ہے۔ قبرستان کے اس باقی ماندہ حصے کا وہی حکم ہے جو ذکر کیا چکا ہے۔

نماز اور روزہ کے جدید مسائل

مسئلہ ۲۹۰۵ : اگر کوئی شخص ماہ رمضان میں افطار کے بعد ہوائی جہاز پر مغرب کی سمت سفر کرے اور وہاں پہنچے جہاں ابھی مغرب کا وقت نہ ہوا ہو تو بظاہر اس دن وہاں کے اعتبار سے مغرب تک امساک کرنا واجب نہیں ہے کیونکہ اس کا روزہ اپنے شہر میں پورا ہو چکا ہے جیسا کہ آیت کریمہ **ثم اتموا الصیام الی اللیل** سے ظاہر ہے۔

مسئلہ ۲۹۰۶ : اگر کوئی شخص صبح کی نماز اپنے شہر میں پڑھ کر مغرب کی طرف چلا جائے اور ایسی جگہ پہنچ جائے جہاں ابھی طلوع فجر نہ ہوا ہو اور اسی طرح اگر ظہر یا مغرب کی نماز پڑھ کر سفر کرے اور کسی ایسے مقام پر پہنچے جہاں ابھی ظہر یا مغرب کا وقت نہ ہوا ہو تو ان تمام صورتوں میں دوبارہ نماز ادا کرنے کی ضرورت نہیں اگرچہ بطور احتیاط مستحب دوبارہ بجا لائے۔

مسئلہ ۲۹۰۷ : اگر کوئی شخص سورج نکلنے کے بعد یا سورج غروب ہونے کے بعد اپنے شہر سے نکلے جبکہ نماز صبح یا ظہرین ادا نہ کی ہوں اور ایسے مقام پر پہنچے جہاں طلوع آفتاب نہ ہوا ہو یا سورج نہ ڈوبا ہو تو اس صورت میں نماز دوبارہ ادا کرنا لازم نہیں اور بہتر یہی ہے کہ احتیاط بجالائے۔

مسئلہ ۲۹۰۸ : اگر ہوائی جہاز میں قبلے کی سمت معلوم ہو سکے اور باقی شرائط نماز بھی مہیا ہو سکیں تو نماز پڑھنا جائز ہے ورنہ اگر وقت میں وسعت ہو اور شرائط مہیا نہ ہوں تو جائز نہیں ہے لیکن اگر وقت تنگ ہو اور جہاز سے اترنے کی فرصت نہ ہو تو اگر قبلے کی سمت معلوم کر سکے تو ٹھیک ورنہ جس طرف گمان ہو اسی جانب نماز پڑھے اور اگر قبلے کا علم نہ ہو سکے اور نہ کسی خاص طرف قبلہ ہونے کا

گمان ہو تو پھر جس طرح چاہے نماز پڑھے اگرچہ اس صورت میں احتیاط یہ ہے کہ چاروں سمت نماز پڑھے مذکورہ حکم اس وقت کے لیئے ہے جب روبقبلہ ہونا ممکن ہو ورنہ قبلے کا لحاظ ساقط ہے۔

مسئلہ ۲۹۰۹ : اگر کوئی ایسے ہوائی جہاز سے سفر کرے جس کی سرعت زمین کی سرعت کے برابر ہو اور وہ مشرق سے مغرب کی طرف زمین کے گرد کسی مدت تک پرواز کرے تو بنابر احتیاط چوبیس گھنٹوں میں پانچ نمازیں ادا کرے۔

روزہ بظاہر واجب نہیں ہے کیونکہ اگر سفر میں رات ہو تو واضح ہے اور اگر دن میں ہو تو ایسے سفر میں روزہ واجب ہونے کی کوئی دلیل نہیں ملتی لیکن اگر جہاز کی سرعت اتنی ہو کہ بارہ گھنٹوں میں زمین کے گرد چکر لگاتا ہو تو ہر نماز کا وقت آنے پر متعین نماز کے واجب ہونے کو شرعی دلیل سے ثابت کرنا مشکل ہے بلکہ بنا بر احتیاط ہر چوبیس گھنٹوں میں پانچ نمازیں ادا کی جائیں۔

اگر جہاز مغرب سے مشرق کی طرف پرواز کر رہا ہو اور اس کی سرعت زمین کی سرعت کے برابر ہو یا اس سے کم ہو تو ظاہر یہ ہے کہ چوبیس گھنٹوں کی مدت میں پانچ نمازیں واجب ہوں گی لیکن اگر اس کی سرعت رفتار زمین سے زیادہ ہو مثلاً تین گھنٹے یا اس سے کم مدت میں ایک بار زمین کے گرد چکر لگاتا ہو تو اس کی نمازوں کا حکم گذشتہ مسئلے سے واضح ہو گا۔

مسئلہ ۲۹۱۰ : اگر مسافر ان سفر کرنے والوں میں سے ہو جن پر روزہ واجب ہوتا ہے اور وہ صبح روزہ رکھ کر ہوائی جہاز سے سفر کر کے وہاں پہنچے جہاں ابھی تک صبح نہ ہوئی ہو تو بظاہر اس کے لیئے روزہ سے رہنا واجب نہیں ہے کیونکہ شب میں روزہ رکھنا جائز نہیں ہے۔

مسئلہ ۲۹۱۱ : اگر روزہ دار زوال کے بعد اپنے شہر سے سفر کر کے وہاں پہنچے جہاں ابھی تک سورج نہ ڈوبا ہو (جبکہ اس کے شہر میں سورج ڈوب چکا ہو) تو بنابر ظاہر اس کے لیئے امساک کر کے روزے تمام کرنا واجب ہوگا کیونکہ اس کے لیئے جو اپنے شہر سے بعد از زوال نکلے حکم یہ ہے کہ رات تک روزہ رکھے۔

مسئلہ ۲۹۱۲ : اگر کوئی شخص ایسی جگہ رہتا ہو جہاں کا دن چھ مہینے کا اور رات چھ مہینے کی ہو وہ وہاں سے ایسی جگہ کی طرف ہجرت کر سکتا ہو جہاں نماز اور روزہ ادا کر سکتا ہو تو ہجرت کرنا واجب

ورنہ وہ بنابر احتیاط ہر چوبیس گھنٹوں میں پانچ نمازیں ادا کرے اور تعین وقت کے لیئے اس قریبی جگہ کی طرف رجوع کرے جہاں کے شب و روز عادی ہوں۔

لاٹری (قسمت آزمائی) کے ٹکٹ

بعض اوقات کسی کمپنی کی طرف سے ٹکٹ فروخت کیئے جاتے ہیں اور کمپنی معاہدہ کرتی ہے کہ جو انعام دیا جائے گا اس کے لیئے خریداروں کے درمیان قرعہ اندازی ہوگی اس کے احکام کی تفصیل مندرجہ ذیل ہے۔

مسئلہ ۲۹۱۳: اگر انعامی ٹکٹ کوئی اس احتمال کی بنا پر خریدے کہ انعام میرے نام پر نکلے گا تو بلااشکال ٹکٹ خریدنا حرام ہے۔ بالفرض اگر اس فعل حرام پر انعام نکل آئے تو اگر قسمت آزمانے والی کمپنی حکومت کی طرف سے ہو تو اگر حکومت غیر اسلامی ہو تو اس کا خمس نکالا جائے گا اور یہ خمس سالانہ خمس میں سے حساب نہیں ہوگا لہٰذا اس کا خمس نکالنے کے بعد سال کے آخر میں اس باقی مال میں سے کچھ باقی ہو تو اس کا دوبارہ خمس نکالنا ہوگا اور اگر کمپنی حکومتی نہ ہو تو اگر اس کا مالک مسلمان نہ ہو تو بھی یہی حکم ہے اور اگر حکومت اسلامی بھی ہو یعنی بظاہر سربراہ حکومت یہ دعویٰ رکھتے ہوں کہ ان کی حکومت اسلامی ہے یا کمپنی کسی مسلمان کی ہو تو اگر کمپنی کا مالک خواہ حکومت یا کوئی اور شخص ہو ہر حال میں راضی بھی ہو تو اس جیسے انعام میں تصرف کرنا اشکال سے خالی نہیں۔ اگر ٹکٹ خریدنے والا ٹکٹ کا پیسہ مفت دے مثلاً قصد ہو کہ کسی خیراتی کام میں شرکت ہو اور انعام حاصل کرنا مقصد نہ ہو تو انعام اگر حکومت، کی کمپنی کی طرف سے ہو تو اس صورت میں بھی گذشتہ تفصیل مدنظر رکھی جائے اگر ٹکٹ خریدنے والا ٹکٹ کی قیمت قرض کی نیت سے دے اور اسے یہ حق ہو کہ قرعہ اندازی کے بعد دی ہوئی رقم واپس لے لے لیکن اس قرض کے دینے میں یہ شرط ہو کہ کمپنی سے ایک ٹکٹ بھی خریدے جس کے وسیلے سے اگر قرعہ اندازی میں اس کا نام نکلے تو اسے انعام دیا جائے تو معاملہ حرام ہے کیونکہ یہ سود والے قرضے میں شمار ہوتا ہے۔ اور اگر اس کو جعالہ قرار دیا جائے یعنی عرف عام کی نظر میں خود ٹکٹ ایک باقیمت اور مالیت دار سمجھا جائے اور ٹکٹ یا بانڈ جاری کرنے والا یہ کہے جو جو شخص یہ خریدیں گے تو قرعہ اندازی کے بعد جس کا نام قرعہ میں نکلے گا اسے انعام دیا جائے گا تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔

نذورات

مسئلہ ۲۹۱۴ : جو لوگ شرعی صیغے کے بغیر اپنی نذورات کی رقوم منبر یا کسی صندوق میں ڈالیں ان کے لیئے حسب ذیل صورتیں ہیں۔

۱ ... نذر دینے والا خود یہ اعلان کرے کہ یہ رقم کسی بھی نیک کام پر صرف کی جائے یا کسی خاص کام پر صرف کی جائے۔

۲ ... منبر یا صندوق جس شخص کی تحویل میں ہو وہ رقم کی ادائیگی سے پہلے یا اس کے بعد اس بات کا اظہار کرے کہ یہ رقم کسی بھی نیک کام پر خرچ کی جائے گی، یا کسی خاص کام پر استعمال ہوگی اور نذر کرنے والا شخص اس پر رضامندی کا اظہار کرے یا خاموش رہے۔

۳ ... یہ کہ نذر کرنے والا کسی ایک امام یا حضرت عباسؑ کے لیئے شرعی صیغہ کے بغیر نذر کرے یا ان کے نام کے صندوق میں بغیر کسی نیت کے رقم ڈالے اور تصرف کرنے والے کو اختیار دے کہ جیسے چاہے صرف کرے یا یہ کہ اس کا تصرف بعد میں طے کرے۔

۴ ... یہ کہ شرعی صیغہ کے بغیر چادر وغیرہ علم پر چڑھائے اور بعد میں تصرف کرنے والے کو اجازت دے کہ وہ اس چیز کو مجلس عزاء وغیرہ میں استعمال کرے۔

مندرجہ بالا صورتوں میں جس جس عمل کا ذکر کیا گیا ہے وہ جائز ہے۔

ضبط تولید اور اسقاط حمل

مسئلہ ۲۹۱۵ : عورت کے لیئے ایسی مانع حمل چیز کا استعمال جائز ہے جو زیادہ نقصان دہ نہ ہو خواہ اس کا شوہر اس چیز کے استعمال پر راضی نہ بھی ہو لیکن اس کے لیئے اسقاط حمل جائز نہیں خواہ وہ نطفے کی حالت میں ہی ہو۔

در آمد کردہ چمڑا اور جوتا

مسئلہ ۲۹۱۶ : جو چمڑا یا جوتا کسی غیر اسلامی ملک سے در آمد کیا گیا ہو یا کسی کافر سے لیا گیا ہو یا ایسے مسلمان سے لیا گیا ہو جس نے وہ کسی کافر سے حاصل کیا ہو اور یہ علم نہ ہو کہ یہ کسی ایسے حیوان کا ہے جسے شرع کے مطابق ذبح کیا گیا ہے یا نہیں تو وہ چمڑا یا جوتا نجس ہے اور اس کی تری لگنے سے جسم یا کپڑا نجس ہو جائے گا اس پر نماز پڑھنا جائز نہیں۔

الکحل یا اسپرٹ

مسئلہ ۲۹۱۷ : جو الکحل یا اسپرٹ لکڑی یا کسی اور چیز سے حاصل کی جائے وہ نجس ہے اسی طرح خوشبوئیات (پرفیوم) اور پالش میں شامل وہ موم بھی نجس ہیں جن میں الکحل ہو۔

اقساط

مسئلہ ۲۹۱۸ : جب مال کی نقد اور ادھار قیمتیں ایک دوسری سے مختلف ہوں اور مال خریدتے اور بیچتے وقت یہ علم ہو کہ یہ سودا نقد ہو رہا ہے یا ادھار اور کتنی قیمت پر ہو رہا ہے تو ایسا معاملہ صحیح ہے خواہ قرض کی ادائیگی یکمشت کی جائے یا اقساط میں کی جائے۔ لیکن یہ جائز نہیں کہ ادھار کی صورت میں قیمت کا کچھ حصہ مال کے عوض اور کچھ حصہ تاخیر کے عوض ہو۔

سونے کے دانت

مسئلہ ۲۹۱۹ : مرد کے لیئے سونا پہننا (مثلاً ایسی زنجیر، لاکٹ، انگوٹھی، گھڑی کی چین یا عینک کا فریم استعمال کرنا جو سونے سے بنا ہو) جائز نہیں اور حرام ہے لیکن دانت پر سونے کا خول چڑھانے میں کوئی حرج نہیں خواہ وہ زینت کے لیئے ہی ہو۔

داڑھی کا منڈوانا

مسئلہ ۲۹۲۰ : داڑھی منڈوانا حرام ہے اور اسی طرح داڑھی منڈوانے کی اجرت لینا بھی حرام ہے۔ لیکن اگر داڑھی نہ منڈوانے والے کو اس بنا پر مذاق کا نشانہ بنایا جائے اور اسے ایسی سخت ذلت اٹھانی پڑے جو عقلاء کے نزدیک ناقابل برداشت ہو تو اس صورت میں اس کا داڑھی منڈوانا جائز ہے۔

وہ شوہر جو اپنی زوجہ کو نان و نفقہ نہ دے

مسئلہ ۲۹۲۱ : اگر ایک شوہر ظلم' نفرت' بد دیانتی یا اقتصادی بدحالی کی بنا پر اپنی زوجہ کو نان و نفقہ نہ دے اور اسے طلاق بھی نہ دے تو حاکم شرع یا اس کا وکیل اسے نان و نفقہ دینے یا طلاق دینے میں سے کسی ایک عمل کا حکم دے سکتا ہے اور اگر وہ اس حکم کی تعمیل سے انکار کرے تو حاکم شرع یا اس کا وکیل طلاق کا صیغہ جاری کر سکتا ہے۔ یہی حکم اس عورت کے بارے میں ہے جو ظلم' جان جانے یا سخت مشقت کے خوف سے شوہر کے گھر نہ جائے اور اس سے نان و نفقہ طلب کرے۔ اگر شوہر اسے نان و نفقہ نہ دے تو حاکم شرع یا اس کا وکیل اسے نان و نفقہ دینے کا حکم دے سکتا ہے اور اگر وہ اس حکم کی تعمیل نہ کرے تو طلاق کا صیغہ جاری کر سکتا ہے۔